ریاضِ اقبال

ڈاکٹر محمود علی انجم
(پی ایچ ڈی اقبالیات)

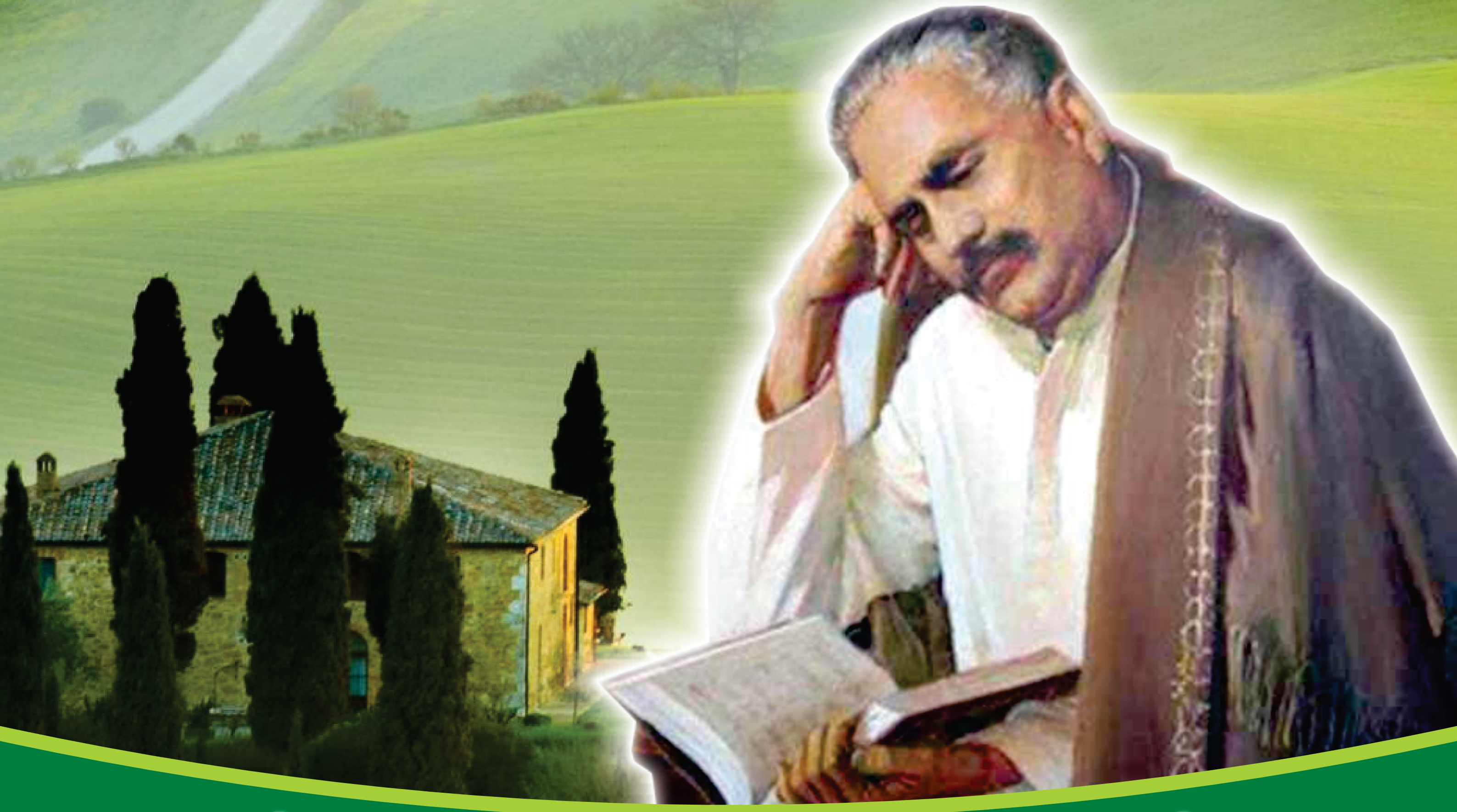

نورِ ذات پبلشرز، لاہور
(شعبہ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)

ریاضِ اقبال

شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، مولانا روم، سید علی ہمدانی اور دیگر مشاہیرِ اسلام کے فکر، فن، فلسفے اور اردو وفارسی زبان وادب کے مختلف موضوعات پر لکھی گئی 40 عدد کتب اور 400 مقالات ومضامین کے خلاصے، تعارف اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ وتبصرہ پر مشتمل پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات وروحی علوم)

سابق پرنسپل چشتیہ کالج فیصل آباد؛ نائب صدر بزمِ فکرِ اقبال، انٹرنیشنل

نورِ ذات پبلشرز، لاہور

Mobile & Whats App: 0321-6672557 Email: Anjum560@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنف کتاب ھذا محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ ریاضِ اقبال (مقالہ پی ایچ ڈی اقبالیات)

تصنیف:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود علی انجم (سابق پرنسپل چشتیہ کالج فیصل آباد، نائب صدر بزم فکرِ اقبال پاکستان)

نظر ثانی:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (بانی وصدر بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)

پروفیسر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی سکالر، ماہر فارسی زبان وادب)

حافظ محمد دلاور (مذہبی سکالر)

کمپوزنگ:۔ حافظ محمد نصیب علی قادری، محمد آصف مغل

طابع:۔ نورِ ذات پبلشرز (شعبہ نشر واشاعت: بزم فکرِ اقبال، پاکستان)

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0321-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

سنِ اشاعت:۔ ۲۰۲۱ء

تعداد:۔ ۵۰۰

قیمت:۔ ۲۴۰۰ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ورلڈ ویو پبلشرز، دکان نمبر 11، الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0333-3585426 لینڈ لائن: 042-37236426

ای میل:۔ worldviewforum786@gmail.com

راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی وتنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے حقائق تک رسائی حاصل کر کے انھیں سند وحوالہ جات کے ساتھ ضبط تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاہم، ہر انسانی کوشش کی طرح علمی وادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انھیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی و غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آراء سے استفادہ کیا جا سکے۔ والله الموفق و هو الهادی الی سواء السبیل. اللهم تقبل منا انک انت السمیع العلیم. الحمد لله رب العالمین.

کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوپ عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیا و رُسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انھیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ایک مسلمان تا حیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ایسی تحقیقی ،مستند کتابیں جو منشائے الٰہی کے مطابق دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے حصول میں ممد و معاون ہو،ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر | کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی ومکرمی!

____

____

اُمید ہے آپ اس کتاب کا تحفہ پسند فرمائیں گے۔یہ کتاب فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ ہونے میں آپ کی مدد کرے گی۔اس سے آپ نہایت مقبول، معتبر اور مستند اقبال شناس پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات اور ان کی قریباً تمام علمی و ادبی نگارشات سے آگاہ ہوں گے اور آپ کا فکر و شعور جلا پائیں گے۔ان شاءاللہ!

ازطرف:۔ __________________________

تاریخ:۔ __________________________

شاندار شخصیت پر شاندار تحقیقی کام

میرے عزیز ترین شاگرد، ڈاکٹر محمود علی انجم نے پچھلے دو تین سالوں کے دوران تصوف اور اقبالیات کے میدانوں میں جس قدر برق رفتاری مگر مکمل سمجھداری سے انتہائی شاندار علمی و تحقیقی کارنامے انجام دیے ہیں اور وطنِ عزیز کے معتبر اہل علم و دانش اور محققین نے جس طرح مبنی بر مسرت حیرت اور تحسین و آفرین کے بے پایاں جذبات سے اُن کا سواگت کیا ہے وہ ہماری علمی و تحقیقی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ ''پیام مشرق کی اردو شروح و تراجم کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ''، ''نورِ عرفان (جلد اول، دوم اور سوم)''، ''تعدادِ آیاتِ قرآنی'' اور علامہ اقبال کے پہلے خطبے 'علم اور مذہبی تجربہ' کا اردو ترجمہ ایسی بلند پایا علمی و تحقیقی کتب ہیں کہ موجودہ اردو تحقیق میں ایسی کتابیں خال خال ہی دکھائی دیتی ہیں۔ محمود علی انجم تصوف کے میدان کا عملی راہ رو تو تھا ہی اور اب اس نے اپنی ان درخشندہ تحقیقی کتابوں کے ذریعے، اپنے آپ کو تحقیق کا مردِ میدان بھی ثابت کر دیا ہے۔

اب محمود علی انجم اپنا پی۔ ایچ۔ ڈی کا تحقیقی مقالہ ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات (مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی و تنقیدی جائزہ)'' کتابی شکل میں ''ریاض اقبال'' کے خوبصورت نام کے ساتھ اہل فکر و دانش کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ مجھے ڈاکٹر ریاض جیسے بلند پایہ دانش ور، ثقہ محقق، مستند ماہرِ اقبالیات و اقبال شناس، جو استادوں کے استاد تھے، کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس طرح یہ بھی ہماری ادبی اور تحقیقی تاریخ کا ایک نادر و نایاب اتفاق ہے کہ میں جس کتاب پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں وہ میرے مکرم و محترم استاد کے بارے میں ہے اور اسے لکھنے والا میرا عزیز ترین شاگرد ہے۔ لہٰذا یہ سطور لکھتے ہوئے میرا دل مسرت و طمانیت کے بے پایاں جذبات سے لبریز ہے۔ اس مقالے کی تسوید میں محمود نے جس قدر کھکھیڑ اٹھائی ہے، جتنی محنت و جدوجہد کی ہے اور جس باریک بینی سے کام لیا ہے، اس کے اس خلوص اور انہماک کا میں چشم دید گواہ ہوں کیوں کہ وہ اپنی ہر کتاب کا ہر باب مشورے کے لیے اس فقیر کو ضرور دکھاتا ہے۔

محمود علی انجم نے اپنی دوسری تحقیقی کتب کی طرح اس مقالے میں بھی جس علمی مہارت، تحقیقی چابکدستی اور تنقیدی دیانت کا مظاہرہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر ریاض جیسی کوہ قامت شخصیت کی زندگی اور علمی و تحقیقی کارناموں کے تمام تر گوشے سامنے لانا اور ان کی چالیس کے قریب وقیع کتب اور چار سو کے قریب مطبوعہ و غیر مطبوعہ فارسی، اردو اور انگریزی مقالات و مضامین، جو پاکستان، ایران اور بھارت کے مختلف جرائد اور گوشوں میں بکھرے پڑے تھے، تک رسائی حاصل کرنا، جمع کرنا، باریک بینی سے ان کا مطالعہ و مشاہدہ کرنا اور پھر ان سب پر تنقیدی، تحقیقی اور تجزیاتی نظر ڈالتے ہوئے، ان کا عرق کشید کر کے قارئین کے سامنے رکھ دینا اور ڈاکٹر ریاض جیسی بلند و بالا شخصیت کے مقام و مرتبے کا تعین کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر محمود علی انجم اس گھاٹی سے بھی کامیاب و بامراد گزرا ہے۔ وہ وطنِ عزیز کی ایک ایسی گراں مایہ اور باکمال علمی و ادبی و تحقیقی شخصیت کے شاندار کارنامے شاندار تحقیقی انداز میں، قوم کے سامنے لایا ہے کہ جنھیں نہ صرف یاد رکھا جائے گا بلکہ وہ اہل قوم بالخصوص نوجوان محققین کے لیے مشعلِ راہ بھی بنیں گے۔ ڈاکٹر ریاض کی شخصیت بھی شاندار اور ان پر ہونے والی تحقیق بھی شاندار۔ آفرین اور صد مبارک باد۔ پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال

بانی و صدر بزم فکرِ اقبال، پاکستان

اظہارِ تشکر

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر بجالاؤ ○

زیرِ نظر کتاب ''ریاضِ اقبال'' راقم الحروف کا پی ایچ ڈی کا ریسرچ ورک ہے جس کی تصنیف و تالیف کی سعادت حاصل ہونے پر میں ربِ قدیر اور اپنے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد وانتہا شکر گزار ہوں۔ میں اپنے روحانی، علمی و ادبی محسنین اور کرم فرماؤں خصوصاً سلطان الفقرا قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر و مرشد حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نہایت واجب الاحترام والدِ محترم حاجی محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں جن کی تعلیمات، دعاؤں، توجہ اور شفقت کی بدولت اس کارِ سعادت کی توفیق عطا ہوئی۔ میرے کرم فرما اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور (پی ایچ ڈی اردو)، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال (پی ایچ ڈی اقبالیات) نے اس کتاب کا بغور مطالعہ فرما کر اسے بہتر بنانے میں مدد فرمائی۔ میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم) نے میرے حصہ کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر، ہر طرح سے میری ضروریات کا خیال رکھ کر مجھے ذہنی و قلبی فراغت کے لمحات حاصل کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی اس علمی، ادبی و روحانی کاوش کو ان سے منسوب کرتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا گو ہوں۔

احقر العباد
طالبِ دعا و منتظرِ آرا
ڈاکٹر محمود علی انجم
پرنسپل چشتیہ کالج، فیصل آباد
Email: Anjum560@gmail.com
Mobile: 0321-6672557/0323-6672557
Whats App No: 0321-6672557

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

انتساب

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیا و رسل، امہات المومنین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک، پنجتن پاک، آئمہ مطہرین، معصومین، تمام صحابہ کرام و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، تمام مومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ودیگر تمام سلاسلِ حق کے پیرانِ عظام واہلِ سلسلہ، ساتوں سلطان الفقراء خصوصاً حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مرشدِ من حضرت قبلہ فقیر عبد الحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد مسعود احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، سرکار میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گوہر عبد الغفار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل وعیال، حضرت میاں علی شیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں فریاد احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، پروفیسر ڈاکٹر مظفر کاشمیری، پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام معین الدین نظامی، ڈاکٹر محمد شفیق، ڈاکٹر محمد اصغر، پروفیسر سلیم صدیقی، استادِ محترم پروفیسر عبد اللہ بھٹی، بندہ عاجز اور اِس کی اہلیہ کے والدین (حاجی محمد یٰسین و بیگم یٰسین، میاں لطیف احمد وبیگم میاں لطیف احمد)، بندہ عاجز کی اہلیہ (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، بہو (فائزہ حامد)، بیٹوں (حامد علی انجم، احمد علی انجم)، پوتے (محمد علی انجم)، پوتی (ماہ نور فاطمہ)، بہنوں (مسز یاسمین اختر، مسماۃ ناہید اختر)، برادران (میاں مقصود علی چشتی نصیری، میاں سجاد احمد قادری، میاں فیاض احمد، میاں شہباز احمد، میاں اعجاز احمد، میاں خرم یٰسین، میاں عاصم یٰسین، میاں افتخار احمد، میاں ابرار احمد، میاں عمران احمد، میاں نسیم اختر) اوران کے اہل وعیال، مسٹر ومسز نصیر واہلِ خانہ، مس شمائلہ مشتاق، خالد محمود (پروپرائٹر: خالد بک ڈپو، لاہور)، کاشف حسین گوہر (پروپرائٹر: ہمدرد کتب خانہ)، الطاف حسین گوہر (پروپرائٹر: گوہر سنز پبلی کیشنز)، تمام مسلمان آباؤ اجداد، بہن بھائیوں، بیٹوں، بیٹیوں، دامادوں، بہوؤں، نسلِ نو، احباب، رفقا، اساتذہ، تلامذہ، ظاہری و باطنی بلاواسطہ و بالواسطہ محسنین، علمی نسبی، روحانی تعلق رکھنے والے تمام احباب، بندہ عاجز کے چاہنے والوں اوران سب کو جن سے بندہ عاجز کو محبت ہے، تا ابد الآباد اس کا ثواب ایصال ہو۔ بندہ عاجز سے جانے انجانے کسی بھی صورت میں ایسے تمام افراد جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سرزد ہوئی انھیں بھی اس کارِ خیر کا ثواب ایصال ہو اور ذاتِ باری تعالیٰ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے فضل وکرم سے اسے بطور قضا وکفارہ شمار فرما کر اُن سب کی اور بندہ عاجز کی مغفرت فرما دے۔ (آمین)

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ٥ الحشر [59:10]

فہرست ابواب

باب اول:۔
ڈاکٹر محمد ریاض------احوال وآ ثار

باب دوم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب سوم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر

باب چہارم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

باب پنجم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب (اردو وانگریزی) میں خدمات

باب ششم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی بحیثیت محقق ومعلم خدمات

باب ہفتم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

خلاصہ

کتابیات

ضمیمہ جات

ابواب بندی

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	اظہارِ تشکر	۰۰۳
	انتساب	۰۰۴
	فہرست ابواب	۰۰۵
	ابواب بندی	۰۰۵تا۰۱۱
	حرفِ آغاز	۰۱۲تا۰۲۱
باب اول:۔	ڈاکٹر محمد ریاض-----احوال وآثار	۰۲۲تا۱۰۸
	ا۔سوانح حیات	۰۲۳
	پیدائش	۰۲۳
	آباؤ اجداد	۰۲۳
	بچپن	۰۲۳
	شادی	۰۲۳
	تحصیلِ علم اور حصولِ روزگار	۰۲۴
	اولاد	۰۳۱
	عمرہ وفریضہ حج کی ادائیگی	۰۳۲
	ب۔شخصیت	۰۳۲
	علالت اور رحلت	۰۳۹
	ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس کا انعقاد	۰۴۲
	ج۔علمی وادبی آثار	۰۴۶
	ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات	۰۴۶
	علمی وادبی آثار	۰۴۶
	ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات پر لکھے گئے تبصروں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۰۴۸
	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب، مقالات ومضامین اور تراجم وتبصرے	۰۵۹
	ا۔اردو تصانیف وتالیفات	۰۵۹تا۰۶۰
	اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف	۰۵۹
	اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تالیفات	۰۶۰
	غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف وتالیفات	۰۶۰

ابواب | تفصیل مضامین | صفحہ نمبر

۲۔فارسی تصانیف وتالیفات	۰۶۱تا۰۶۳
اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات	۰۶۱
غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات	۰۶۱
۳۔تراجم پر مشتمل کتب	۰۶۱تا۰۶۲
اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۰۶۱
اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم	۰۶۱
اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم	۰۶۱
اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم	۰۶۲
غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۰۶۲
غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم	۰۶۲
۴۔اردو مقالات ومضامین،تراجم اور تبصرے	۰۶۲تا۰۷۲
☆ تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین	۰۷۲تا۰۷۳
فارسی سے اردو تراجم	۰۷۲
انگریزی سے اردو تراجم	۰۷۳
اردو سے فارسی تراجم	۰۷۳
☆ تبصروں پر مشتمل مقالات ومضامین	۰۷۴تا۰۷۵
۵۔فارسی مقالات ومضامین	۰۷۶تا۰۷۷
۶۔انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے	۰۷۸تا۰۷۸
اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین	۰۷۸
اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے	۰۷۹
غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین	۰۷۹
غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے	۰۷۹
د۔ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت،احوال اور آثار کے بارے میں تاثرات (انٹرویوز)	۰۸۰تا۰۹۷
پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال صدیقی (وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد)	۰۸۰
پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (صدر شعبہ اقبالیات،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)	۰۸۲
ڈاکٹر محمد اکرم (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات)	۰۸۵
ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرامؔ،صدر شعبہ اقبالیات،یونیورسٹی آف پنجاب،لاہور	۰۸۷

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	طارق جاوید قریشی (سابق پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض)	۰۸۸
	سید مرتضیٰ موسوی (سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال'')	۰۸۹
	حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض	۰۹۰
	نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض	۰۹۳
	آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض	۰۹۶
	تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض	۰۹۸
	حوالہ جات وحواشی (۶۲)	۰۹۹تا۱۰۹
باب دوم:۔	ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس	۱۱۰تا۲۹۶
	(ا۔ اقبالیاتِ ڈاکٹر محمد ریاض، ایک جائزہ	۱۱۰
	☆ اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب (تصانیف، تالیفات)، تراجم	۱۱۰
	اقبالیاتی ادب پر اردو تصانیف وتالیفات	۱۱۴
	۰۱۔ آفاقِ اقبال	۱۱۴
	۰۲۔ افاداتِ اقبال	۱۲۲
	۰۳۔ اقبال اور احترامِ انسانیت	۱۳۵
	۰۴۔ اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی	۱۴۴
	۰۵۔ اقبال اور سیرت انبیاء کرام	۱۴۷
	۰۶۔ اقبال اور فارسی شعراء	۱۵۲
	۰۷۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے	۱۶۱
	۰۸۔ برکاتِ اقبال	۱۶۶
	۰۹۔ تسہیل خطباتِ اقبال	۱۷۶
	۱۰۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	۱۸۹
	۱۱۔ تفسیرِ اقبال	۱۹۲
	۱۲۔ تقدیرِ امم اور اقبال	۲۰۸
	۱۳۔ جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)	۲۱۳
	اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات	۲۲۹
	۰۱۔ تقاریر بیادِ اقبال	۲۲۹
	۰۲۔ حرفِ اقبال	۲۳۹

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	☆ اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات ومضامین	۲۴۱
	☆ اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین	۲۷۰
	حوالہ جات وحواشی (۲۷۵)	۲۸۰_۲۹۶
باب سوم:۔	ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر	۲۹۷تا۶۱۶
	(الف)۔بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات	۲۹۸
	ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۳۰۷
	☆ اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۳۰۷
	۱۰۔ اقبال اور ابنِ حلاج (کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ)	۳۰۷
	۰۲۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کا ترجمہ)	۳۱۸
	۰۳۔ علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار (ترجمہ کتاب مولفہ ڈاکٹر علی شریعتی)	۳۲۴
	☆ اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم	۳۳۰
	۰۴۔ اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوئی (اقبال اور فارسی شعراء کا ترجمہ)	۳۳۰
	☆ اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم	۳۴۰
	۰۵۔ افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	۳۴۰
	۰۶۔ شہپر جبریل (Gibriel's Wing کا ترجمہ)	۳۷۱
	☆ اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم	۳۸۵
	۰۷۔ یادداشتہائے پراگندہ (Stray Reflections کا فارسی ترجمہ)	۳۸۵
	☆ غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۳۹۲
	۰۸۔ تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	۳۹۲
	۰۹۔ مکتوبات وخطبات رومی (ترجمہ از عربی/ فارسی)	۴۰۲
	☆ غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم	۴۱۰
	۱۰۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی	۴۱۰
	ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین کا فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۴۱۳
	☆ اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۴۱۳
	☆ غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۴۲۶
	ب۔بحیثیت مبصر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات	۴۴۴
	☆ تبصرے کے اصول	۴۴۴

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	☆ اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین پرتبصرے	۴۵۲
	☆ غیراقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین پرتبصرے	۵۱۱
	حوالہ جات وحواشی (۵۷۲)	۵۸۰۔۶۱۶
باب چہارم:۔	ڈاکٹرمحمدریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات	۶۱۷ تا ۶۹۱
	ا۔فارسی میں مستقل کتب وآثار	۶۱۷
	☆ اقبالیاتی ادب پرفارسی تصانیف وتالیفات	۶۱۸
	۰۱۔توصیہ ھایی جھت اتحادمیان مسلمانان جھان.......	۶۱۹
	۰۲۔حضرت شاہ ہمدان اورعلامہ اقبال	۶۲۳
	۰۳۔کتاب شناسی اقبال	۶۳۰
	۰۴۔کشف الابیات اقبال	۶۳۵
	☆ غیراقبالیاتی ادب پرفارسی تصانیف وتالیفات	۶۳۷
	۰۱۔احوال وآثارواشعارمیرسیدعلی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]	۶۳۷
	۰۲۔کتاب الفتوّۃ (فارسی)	۶۴۱
	۰۳۔کلیات فارسی شبلی نعمانی	۶۴۴
	ب۔فارسی میں مقالات ومضامین	۶۴۷
	☆ اقبالیاتی ادب پرمقالات ومضامین	۶۵۱
	☆ غیراقبالیاتی ادب پرمقالات ومضامین	۶۵۸
	☆ فارسی کتب اورمقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۶۷۸
	حوالہ جات وحواشی (۸۸)	۶۷۹۔۶۹۱
باب پنجم:۔	ڈاکٹرمحمدریاض کی غیراقبالیاتی ادب (اردوانگریزی) میں خدمات	۶۹۲ تا ۷۵۵
	غیراقبالیاتی ادب (اردوانگریزی) میں خدمات	۶۹۲
	☆ غیراقبالیاتی ادب پرمستقل اردوتصانیف وتالیفات	۶۹۳
	۰۱۔ایرانِ کبیروایرانِ صغیر	۶۹۴
	۰۲۔ایران میں قومی زبان کے نفاذکا مسئلہ (مشکلات اورحل)	۶۹۶
	۰۳۔حضرت میرسیدعلی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)	۶۹۹
	۰۴۔رومی کا تصورِفقر (مع دیگرمضامین)	۷۰۳
	۰۵۔سفرنامہ روم، مصر، شام	۷۰۵

ابواب　　تفصیل مضامین　　صفحہ نمبر

۰۶۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ　۷۰۸
۰۷۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے　۷۱۴
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین　۷۲۱
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین　۷۴۴
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے　۷۴۷
حوالہ جات و حواشی (۹۰)　۷۴۸

باب ششم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی بحیثیت محقق و معلم خدمات　۷۵۶۔۷۷۸
ا۔ بحیثیت ماہرِ تعلیم نصاب سازی کی خدمات　۷۵۷
ڈاکٹر محمد ریاض کے مرتب کردہ نصاب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ　۷۵۷۔۷۶۷
ب۔ بحیثیت نگران مقالات خدمات　۷۶۸
ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں تکمیل پانے والے مقالات کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی معیار　۷۶۷
ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں ریسرچ سکالرز کے تاثرات　۷۷۳
پروفیسر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان (چیئرمین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی)　۷۷۳
ڈاکٹر مسرت پروین نیلم (سابق پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، اسلام آباد)　۷۷۴
پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (صدر شعبہ اردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج، نیو لالہ زار، راولپنڈی)　۷۷۵
پروفیسر منیر احمد یزدانی (صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ، میرپور، آزاد کشمیر)　۷۷۶
حوالہ جات و حواشی (۱۱)　۷۷۸

باب ہفتم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق　۷۷۹۔۸۳۹
ا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا اقبال شناسی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب میں مقام و مرتبہ　۷۸۰
ب۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ　۷۸۰
ج۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ　۷۸۵
د۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کے تعلیمی و سماجی ثمرات　۷۹۰
ہ۔ تجاویز　۷۹۲
حوالہ جات و حواشی　۷۹۹
کتابیات　۸۰۰۔۸۴۰

حرفِ آغاز

یہ کتاب بنیادی طور پر ایک تحقیقی مقالہ ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے اس مقالے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی اور اسے شائع کرانے کی اجازت دی ہے۔

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ اس وقت کے مشہور معلم، نقاد، دانشور، ماہر زبان وادب ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبہ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔ انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات ونظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبہ میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔ انھوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

انھوں نے اپنی تحقیقات کا آغاز ۱۹۶۸ء میں مقالہ نگاری سے کیا۔ انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سے تحقیقی مقالے لکھے اور پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کیے۔ ان کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

انھوں نے محققین کی کتابوں کے تراجم بھی کیے۔ مثلاً 'اقبال اور ابن حلاج' کے ساتھ کتاب 'الطّواسین' کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ 'علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار' کے نام سے کیا۔ ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا 'شہپرِ جبریل' کے نام سے ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا 'یادداشت ہاے پراگندہ' کے نام سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء کے انگریزی مقالات کا اردو میں 'افکارِ اقبال' کے نام سے نہایت مہارت سے ترجمہ کیا۔

مختلف اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات پر اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، تالیفات اور تراجم کی تعداد چالیس (۴۰) کے قریب اور مقالات ومضامین کی تعداد قریباً چار صد (۴۰۰) ہے۔ اُن کی اِن وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین بار شائع ہوئیں۔ اسی طرح ان کے تحقیقی مقالات ومضامین پاکستان اور ایران کے مستند مجلّات و رسائل میں شائع ہوئے۔ ان کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت

کے حامل ہیں۔انھوں نے علامہ اقبال کے نظریات اور افکار کی تشریح کرتے وقت دوسرے اقبال شناسوں کے نقطہ نظر کو بھی پیشِ نظر رکھا۔انھوں نے علامہ اقبال کے ان فکری وفنی پہلوؤں کو متعارف کرایا اور ان نکتوں کی بھی تشریح وتوضیح کی جن کی طرف پہلے کسی اقبال شناس، محقق اور نقاد کی توجہ نہیں ہوئی۔انھوں نے دوسرے ممالک میں علامہ اقبال کے متعلق نقطہ نظر کو پاکستان میں پڑھنے والوں تک پہنچایا۔انھوں نے ملکی وغیر ملکی شعراء اور ادباء کے ساتھ علامہ اقبال کے روابط اور اثرات کو بھی اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔مثلاً اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال اور شبلی، سعید حلیم پاشا، اقبال اور سید جمال الدین افغانی، وغیرہ۔انھوں نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔مثلاً علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بتازہ نو بہ نو تراکیبِ اقبال، اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں وغیرہ۔انھوں نے اقبال کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان کے دور کی بھی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ان کے بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ان کے وسیع مطالعے اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا شمار ان چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے اور اردو و فارسی زبان وادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب میں ان کی فکری اور علمی وادبی خدمات کی اہمیت اور ان کی افادیت کے پیشِ نظر نہایت ضروری تھا کہ ان کے عظیم علمی وادبی سرمائے کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے کر اسے آئندہ نسلوں کو منتقل کیا جائے اور اس طرح ان کی علمی وادبی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

اقبال کے فکروفن اور فلسفہ پر ہونے والے کاموں میں سے ایک نہایت اہم کام ان اقبال شناس حضرات کے فکرِ اقبال پر تحقیق وتنقید پر مبنی افکار کا جائزہ لینا ہے جنھوں نے مشرقی ومغربی حکماء، مفکرین اور فلاسفہ کے افکار کی روشنی میں اپنی آراء کا اظہار کیا ہے اور مختلف جہتوں سے فکرِ اقبال کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے کے دَر کھولے ہیں۔

بہت سے اقبال شناس حضرات کی شخصیت اور افکار پر تحقیقی وتنقیدی کام ہو چکا ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان اور بھارت کی مختلف جامعات میں اب تک قریباً ستر کے قریب نامور اقبال شناس حضرات کی علمی وادبی خدمات پر تحقیقی کام ہو چکا ہے اور ان کے تحقیقی وتصنیفی کاموں کے مطالعے اور تجزیے پر مبنی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ان میں آل احمد سرور، ابواللیث صدیقی، اسلوب احمد انصاری، اے ڈی نسیم، انعام الحق کوثر، اسرار احمد، جاوید اقبال، جگن ناتھ آزاد، چراغ حسن حسرت، رحیم بخش شاہین، رفیع الدین ہاشمی، شورش کاشمیری، ظہور احمد اعوان، عابد علی عابد، خلیفہ عبدالحکیم، سید عبداللہ، عشرت حسن انور، علی نہاد تارلان، غلام رسول مہر، غلام جیلانی برق، فتح محمد ملک، فرمان فتح پوری، محمد رفیع الدین، محمد عبداللہ چغتائی، محمد منور، سیّد مظفر حسین برنی، وحید اختر عشرت، اور چند ایک دیگر نامور اقبال شناس حضرات کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔فکرِ اقبال کی تعلیم وترویج میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ان اقبال شناس حضرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔فکرِ اقبال کی توضیح وترویج کے لیے کیے گئے ان کے وسیع علمی وادبی کام کے پیشِ نظر انھیں 'مفسرِ اقبال' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کی اقبال شناسی پر شعبہ اقبالیات میں سعیدہ مہتاب نے 'ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس' کے عنوان سے تحقیقی کام کیا ہے۔یہ مقالہ صرف ایک صد ستتر (۱۷۷) صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کے سوانحی حالات تحریر کیے گئے ہیں اور ان کی علمی وادبی خدمات کا مختصر سا تحقیقی و

تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چار صد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔ ریسرچ اسکالر سعیدہ مہتاب نے ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم'' کے عنوان کے تحت ان کے تیرہ (۱۳) میں سے دس (۱۰) تراجم پر تبصرہ کیا اور اپنی رائے پیش کی۔ انھوں نے ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت شارح اقبال'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو، انگریزی اور فارسی زبان میں تحریر کردہ کتب اور مقالات میں سے صرف چند ایک کتب و مقالات کا صرف چند ایک سطروں میں برائے نام تعارف پیش کیا ہے۔ مثلاً انھوں نے 'اقبال اور شاعرِ حکمت' کا تین سطروں میں، 'تقدیرِ امم اور اقبال' کا دو سطروں میں، 'افاداتِ اقبال' کا تین سطروں میں، 'برکاتِ اقبال' کا دو سطروں میں اور کتاب 'اقبال اور شبلی' کا دو سطروں میں ذکر کیا ہے۔ انھوں نے فہرست کتب کے حوالے سے کتابوں کے نام، سنینِ اشاعت اور ناشرین کا ذکر کر دیا ہے اور کتابوں کا سرسری جائزہ لے کر ان کے بارے میں تعارفی جملے تحریر کر دیے ہیں۔

ریسرچ سکالر سعیدہ مہتاب نے مذکورہ بالا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے لیے صرف بتیس (۳۲) صفحات وقف کیے ہیں۔ اتنے کم صفحات پر گراں قدر، گہرے فلسفیانہ اور حکیمانہ افکار و تصورات سے پُر قریباً چار صد پچاس (۴۵۰) کتب و مقالات اور ناشرین کے صرف نام، سنِ اشاعت اور چند ایک تعارفی جملے ہی تحریر کیے جا سکتے تھے۔

ریسرچ سکالر سعیدہ مہتاب کے مقالے کے آخر پر دی گئی کتابیات میں کل اٹھائیس (۲۸) کتب کی فہرست دی گئی جس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف دس (۱۰) تصانیف، تالیفات اور تراجم کا ذکر کیا گیا۔ باب اول کے اسی (۸۰) حواشی و حوالہ جات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف ایک تصنیف 'اقبال اور فارسی شعراء' سے دو حوالے دیے گئے۔ باب سوم کے بیس (۲۰) حواشی و حوالہ جات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف دو تصانیف 'افاداتِ اقبال' اور 'اقبال کے تعلیمی نظریات' میں سے صرف چار (۴) حوالے دیے گئے۔ (۱)

اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبال شناسی پر یہ ایک انتہائی نامکمل اور تشنہ مقالہ ہے جو ڈاکٹر محمد ریاض جیسے عظیم اقبال شناس کے وقیع و وسیع کام میں سے ایک چوتھائی کام کا احاطہ بھی نہیں کرتا۔

ایم فل کی سطح کے اس مقالے کے علاوہ مختلف مجلوں اور کتابوں میں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، اقبال شناسی اور علمی و ادبی خدمات پر مندرجہ ذیل مقالات و مضامین بھی لکھے گئے ہیں:

نمبر	موضوع/عنوان	مبصر/نقاد	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	بار	تاریخ
01-	ڈاکٹر محمد ریاض	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	علم کی دستک (نذر ریاض)				1997ء
02-	ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	ماہنامہ قومی زبان	69	5		مئی 1997ء
03-	ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	پیغام آشنا	16	62		جولائی تا ستمبر 2015ء
04-	محمد ریاض خان	محمد حسین تسبیحی	فارسیِ پاکستان.	2			1977ء
05-	محمد ریاض خان	رسولی	دانشنامۂ ادب فارسی	4		اول	2001ء
06-	مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض	ہارون الرشید تبسم	نوائے وقت				25 اپریل 1992ء
07-	وائس چانسلر کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	نوائے وقت				28 دسمبر 1994ء
08-	وائس چانسلر اور دیگر افراد کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	پاکستان				28 دسمبر 1994ء

مندرجہ بالا مقالات و مضامین نہایت مختصر ہیں اور ان کی مکمل شخصیت اور تمام علمی و ادبی خدمات کے تذکرے پر مبنی نہیں ہیں۔ ان سب کے باوجود ایک تحقیقی مقالے کی ضرورت موجود تھی اور یہی زیرِ تحقیق کا جواز ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع، وقیع اور نہایت قابلِ قدر علمی و ادبی کاموں کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ ان کی تمام تصانیف، تالیفات اور مقالات تک رسائی حاصل کر کے اصولِ تحقیق و تنقید کے تحت ان کا جائزہ لیا جائے اور اس تحقیق کی رُو سے فکرِ اقبال کی تفہیم و ترویج کے لیے تحقیق کے نئے تقاضے دریافت کر کے آئندہ نسل کے لیے راہِ عمل متعین کی جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی خواہش تھی کہ انھوں نے جو کام کیا ہے کسی طرح وہ آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہو جائے۔(۲) اس ضمن میں انھوں نے اپنے مقالات و مضامین کے کچھ مجموعے مرتب کیے۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۷ء کے درمیانی عرصے میں انھیں زیادہ تر ایران (تہران) میں رہنا پڑا اور نقلِ مکانی کی وجہ سے ان کے بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مقالات و مضامین ان کی دسترس میں نہ رہے۔ انھیں جمع و تدوین کا یہ کام کافی مشکل لگا اور وہ اپنی زندگی میں اسے مکمل نہ کر پائے۔(۳) ڈاکٹر محمد ریاض اپنے وسیع، عمیق اور جامع تحقیقی کام کی بنیاد پر پوسٹ ڈاکٹرل لیول کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں انھوں نے سوانحی و ادبی خاکہ (Curriculum Vitae) تیار کر لیا تھا مگر وہ ایسا نہ کر پائے اور مشیتِ ایزدی سے وفات پا گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر علمی و ادبی خدمات اور قلمی نگارشات کی افادیت کے پیشِ نظر بہت سے ماہرینِ اقبالیات اور ماہرینِ زبان و ادب، صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی دیرینہ خواہش تھی کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات تحقیق و سند کے ساتھ آئندہ نسل کے لیے محفوظ کی جائیں اور ان کی متنوع اقبالیاتی اور اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق خدمات کا الگ الگ دائروں میں اور بالتفصیل جائزہ پیش کیا جائے۔(۴)

شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے فیصلہ کیا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے سوانح، شخصیت، آثار اور علمی خدمات کا مطالعاتِ اقبال کے حوالے سے پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے تاکہ اقبالیاتی ادب میں ان کے مقام و مرتبہ کا تعین ہو سکے اور اس تحقیق کی بنا پر آنے والے محققینِ اقبال کے فکر اور فلسفے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اس میں سے نئی جہتیں اور تحقیق کے نئے راستے تلاش کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے یونیورسٹی نے بندہ عاجز کو اس موضوع پر تحقیق کا فریضہ سونپا۔ جس کے لیے بندہ عاجز یونیورسٹی کا اور صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا شکر گزار ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت، احوال اور آثار سے متعلق تحقیقی کام کی وسعت کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی صرف خوش طبعی پر اچھی خاصی کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:

> ”ڈاکٹر محمد ریاض جہاں اپنے علم و فضل کی بنا پر مشہور تھے، وہاں اپنی خوش طبعی کے لیے بھی معروف تھے اور جہاں چند احباب جمع ہوتے تو پر لطف واقعات اور لطائف سے محفل کی رونق میں اضافہ کرتے۔ اگر ان کے سنائے ہوئے واقعات اور لطائف کو یکجا کیا جائے تو اچھی خاصی کتاب بن سکتی ہے۔“(۵)

خوش طبعی کے علاوہ، ان کی شخصیت اور سوانح پر اور ان کی دلچسپی کے تمام علمی و ادبی شعبہ جات، جن میں انھوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، درج ذیل عنوانات پر مشتمل کئی تحقیقی مقالہ جات لکھے جا سکتے تھے:

۱۔اردو زبان وادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات
۲۔فارسی زبان وادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات
۳۔غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات
۴۔ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت ہمدان شناس
۵۔ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس
۶۔ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر
۷۔ڈاکٹر محمد ریاض اور معاصر اقبال شناس
۸۔ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت شارحِ کلامِ اقبال

تحقیقی خاکے کی تیاری کے وقت راقم الحروف کو اپنے کثیر جہتی، وسیع اور عمیق موضوعِ تحقیق کے تقاضوں کا ادراک ہو چکا تھا اور اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی وسیع عمیق اور ہمہ جہت علمی خدمات کا احاطہ کرنے کے لیے بہت زیادہ محنت، کوشش، ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے۔ یہ کم از کم پی ایچ ڈی کی سطح کے دو یا تین اور ایم فل کی سطح کے کم وبیش آٹھ دس مقالوں کے برابر کا کام تھا۔راقم الحروف نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کو سرانجام دینے کا ارادہ کرلیا اور درج ذیل مقاصدِ تحقیق پیشِ نظر رکھتے ہوئے مصروفِ عمل ہوگیا۔

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال سے متعلق ضروری امور کی فراہمی۔
☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیفات اور تراجم کا تعارف اور موضوعاتی تحقیقی جائزہ۔
☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی فلسفۂ اقبال پر تحقیق وتنقید کا تجزیہ۔
☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی دیگر علمی وادبی خدمات کا مختصر تحقیقی وتنقیدی جائزہ۔
☆ بحیثیت محقق، نقاد اور مدبر ڈاکٹر محمد ریاض کی خدمات کا جائزہ۔
☆ بحیثیت معلم اور ماہرِ تعلیم کے ڈاکٹر محمد ریاض کی خدمات کا تحقیقی جائزہ۔
☆ ڈاکٹر محمد ریاض کا بحیثیت اقبال شناس اور بحیثیت ماہر زبان وادب مقام ومرتبہ کا تعین۔
☆ تحقیق وتنقید فکرِ اقبال کی نئی جہات کی نشاندہی۔

مندرجہ بالا مقاصدِ تحقیق کے پیشِ نظر، ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام علمی وادبی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے درج ذیل ابواب تشکیل دیے گئے:

باب اول:۔ ڈاکٹر محمد ریاض------احوال وآثار
باب دوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس
باب سوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر
باب چہارم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات
باب پنجم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب (اردو وانگریزی) میں خدمات

باب ششم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی بحیثیت محقق و معلم خدمات
باب ہفتم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

باب اول، ''ڈاکٹر محمد ریاض ------ احوال و آثار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، سوانح حیات، آثار اور ہم عصر مشاہیر سے روابط کے بارے میں تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں ان کی تصانیف، تالیفات، تراجم، تبصروں، مقالات ومضامین، تعلیمی دستاویزات (تعلیمی سندات) اور دیگر دستاویزات سے مدد لی گئی ہے۔ان کے رفقائے کار، احباب، قریبی رشتہ داروں کے انٹرویوز کیے گئے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر لکھے گئے مقالات ومضامین کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور سند وحوالہ جات کے ساتھ حتمی نتائج سپرد قلم کیے گئے ہیں۔

باب دوم، ''ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' میں اقبالیاتِ ڈاکٹر محمد ریاض پر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس باب میں اُن کی اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب، تالیفات، تراجم، مقالات ومضامین اور انگریزی مقالات و مضامین پر تفصیلی، موضوعاتی جائزہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلق، اردو تراجم اور تبصروں پر فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات اور اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلق فارسی میں لکھی گئی کتب، مقالات، مضامین اور تراجم پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب پنجم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب (اردو وانگریزی) میں خدمات'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق مستقل اردو کتب، تالیفات، تراجم، مقالات ومضامین اور غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے انگریزی مقالات ومضامین پر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب ششم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی بحیثیت محقق ومعلم خدمات'' میں بحیثیت نگران مقالات، بحیثیت ماہرِ تعلیم اور بحیثیت معلم ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس ضمن میں ان کی نگرانی میں تکمیل پانے والے مقالات کے تحقیقی وتنقیدی معیار کے تعین کے لیے ان کا فکری وفنی جائزہ لیا گیا ہے۔ان کے (ایف اے، بی اے اور ایم فل کی سطح پر) مرتب کردہ نصاب کا اور درس وتدریس کی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

باب ہفتم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: تحقیق وتوضیح'' میں تمام پیش کردہ تحقیقات کی بنا پر، اساتذہ کی آرا کی روشنی میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اقبال شناسی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں مقام ومرتبہ متعین کیا گیا ہے اور ان کی علمی وادبی خدمات کے تعلیمی وسماجی ثمرات بیان کیے گئے ہیں۔مقالے کے آخر پر حاصلِ تحقیق پیش کیا گیا ہے۔

تحقیق کے لیے بنیادی مآخذ پر مشتمل ساڑھے چار سو کے قریب اردو، فارسی اور انگریزی کتب، مقالات ومضامین اور تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے اور تمام ابواب میں اصولِ تحقیق کے مطابق قریباً گیارہ سو کے قریب حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔تحقیقی تقاضے پورے کرنے کے لیے بنیادی منابع ومصادر کے علاوہ قریباً ڈیڑھ سو کے قریب ثانوی مآخذ سے بھی استفادہ

کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ معتبر آن لائن ریسورز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کی کتابیات میں نشاندہی کر دی گئی ہے۔

موضوعاتی مطالعے کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام آثار کو دو بڑے حصوں ''اقبالیاتی ادب'' اور غیر اقبالیاتی ادب'' میں تقسیم کیا گیا ہے۔''اقبالیاتی ادب'' پر درج ذیل عنوانات کے تحت تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ افکار و تصورات (علامہ اقبال کے مذہبی، فلسفیانہ، سماجی، سیاسی، تعلیمی افکار و تصورات پر مشتمل کتب اور مقالات و مضامین)

۲۔ ادبیات (علامہ اقبال کی تصانیف اور کلام کے فکری و فنی جائزے اور اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

۳۔ شخصیات (اقبال شناس شخصیات، اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابلی مطالعے سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

اسی طرح ''غیر اقبالیاتی ادب'' پر درج ذیل عنوانات کے تحت تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ ''مذہبی افکار و تصورات (اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر مشتمل کتب اور مقالات و مضامین)

۳۔ ادبیات (اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

۲۔ شخصیات (اسلامی شخصیات، اردو و فارسی شعرا، ادبا اور علما سے متعلق کتب، مقالات و مضامین)

اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے مذکورہ بالا تینوں عنوانات کے تحت مزید ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ ہر ایک باب میں زیرِ مطالعہ تصانیف، مقالات، مضامین، تراجم اور تبصروں کی الف بائی فہرست، زمانی ترتیب کے لحاظ سے فہرست اور موضوعاتی فہرست دینے کے بعد موضوعاتی اور تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد اس مطالعے کی بنا پر شماریاتی اور لسانیاتی تجزیہ پیش کیا گیا اور حتمی نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔شماریاتی و لسانیاتی تجزیے کے لیے استعمال کیے گئے جدول کا نمونہ یہ ہے:

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار و تصورات	۰۸	۳۲%	افکار و تصورات	۰۱	۰۴%	۰۹	۳۶%
ادبیات (زبان و ادب)	۰۷	۲۸%	ادبیات (زبان و ادب)	۰۱	۰۴%	۰۸	۳۲%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%	۰۸	۳۲%
حاصل جمع	۱۶	۶۴%	حاصل جمع	۰۹	۳۶%	۲۵	۱۰۰%

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام تصانیف، تالیفات، مقالات و مضامین کی تلاش اور جمع آوری کا کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔اس سلسلے میں کافی تگ و دو کرنا پڑی۔راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین کی تلاش (دریافت) کے سلسلے میں مجموعہ مضامین و مقالات پر مشتمل کتب، تبصراتی کتب، حوالہ جاتی کتب، اردو و فارسی زبان و ادب اور ڈاکٹر محمد ریاض کے مطالعہ و تحقیق کے خصوصی موضوعات (اقبالیات، ایرانیات، نظامِ فتوت، سید علی ہمدانی کی شخصیت و سوانح) سے متعلق منابع و مصادر تک رسائی حاصل کی۔اس ضمن میں دستیاب ہونے والی تمام حوالہ جاتی و اشاراتی کتب سے بھی استفادہ کیا۔ڈاکٹر محمد ریاض کی مطبوعہ کتب کے اول و آخر میں، ٹائٹل، سب ٹائٹل، بیک ٹائٹل پر اور متون (ان کے

مقالات و مضامین، تصانیف اور ان کے حوالہ جات و حواشی) میں جہاں کہیں ان کی دیگر تصانیف اور مقالات و مضامین اور علمی و ادبی سرگرمیوں کا ذکر آیا؛ ان حوالوں کی مدد سے بھی بنیادی مآخذ تک ممکنہ حد تک رسائی حاصل کی۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی محفوظ کتب کا بھی جائزہ لیا۔ اس ضمن میں راقم الحروف نے اسلام آباد، لاہور، کراچی اور فیصل آباد کے کتب خانوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ جامعات کے اساتذہ کرام، بزم اقبال لاہور اور اقبال اکادمی پاکستان (لاہور) سے بھی معلومات حاصل کی گئیں۔ کئی روز دوسرے شہروں میں قیام کیا اور لائبریریوں میں تحقیق کرتا رہا۔ ان شہروں کے اہم پبلشرز اور بک سیلرز سے بھی رابطہ کیا۔ کتابوں کی فہرستیں جہاں سے بھی ملیں، اکٹھی کیں۔(۶)

ہر ممکن کوشش کی کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے بنیادی مصادر و منابع تک رسائی حاصل کر کے فریضہ تحقیق سرانجام دیا جائے۔ تبصروں اور تراجم کا معیار پرکھنے کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ یا مضمون کے اصل متن تک رسائی کی بھرپور کوشش کی۔ متن (آیاتِ مقدسہ، احادیث مقدسہ، اشعار، عبارات، وغیرہ) کی تصدیق کے لیے بنیادی مآخذ و مصادر سے استفادہ کیا۔ تحقیق کے تمام مراحل میں ہر ممکن کوشش کی ہے کہ بنیادی و اساسی حوالہ جات کو استعمال میں لایا جائے اور صرف ناگزیر ضرورت کے تحت ثانوی مآخذ سے رجوع کیا جائے۔

راقم الحروف نے تحقیق کے تقاضے پورے کرنے کے لیے تمام ضروری کتب خرید لیں، فوٹو کاپی کروالیں اور ساتھ ہی ضروری نوٹس بھی تیار کرتا رہا۔ بھرپور کوشش کی تحقیق کے تمام تقاضے پورے کرنے کے لیے ضروری مواد مہیا ہو جائے اور مقالہ تحریر کرنے کے دوران کسی قسم کے ضروری مواد کی کوئی کمی محسوس نہ ہو۔ اس لیے زیادہ تر کتب زرِ کثیر خرچ کر کے خرید لیں۔ جو کتابیں مارکیٹ میں دستیاب نہیں تھیں ان کی عکسی نقول تیار کرا لیں۔ جن لائبریریوں میں سے عکسی نقول کی فراہمی ممکن نہ ہوئی، ان کے شعبۂ مطالعہ میں ہی بیٹھ کر ضروری مواد کا بغور مطالعہ کیا اور ضروری نوٹس تحریر کر لیے۔ الحمدللہ اس تگ و دو کے بعد تمام بنیادی و ثانوی ذرائع تک رسائی حاصل ہو گئی۔

تحقیق کے دوران میں ڈاکٹر محمد ریاض کے اہلِ خانہ، ان کے رفقائے کار، احباب اور شاگردوں سے براہ راست ملاقات کی۔ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر بھی ان حضرات سے رابطے کیے۔ بعض حضرات سے بذریعہ خط و کتابت بھی رابطہ کیا گیا۔ ان رابطوں کے دوران میں سبھی حضرات نے بھرپور تعاون کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیفات، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصروں پر تحقیقی جائزہ پیش کرتے وقت راقم الحروف نے درج ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

۱۔ زیرِ تبصرہ ترجمے، مقالے یا مضمون کا جامع تعارف، (تصنیف کی صورت میں) فہرست عنوانات، خلاصہ اور مفہوم، اہم مندرجات، متنی اغلاط (Text Errors)، منطقی اغلاط (Logical Errors)، طباعتی اغلاط (Printing Errors)، کتابت اور کمپوزنگ کی اغلاط (Composing Errors) کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

۲۔ حواشی و اشاریہ کی موجودگی کو بہتر قرار دیا ہے اور ان کی افادیت اور اہمیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حواشی، تعلیقات اور اشاریہ وغیرہ کی کمی کو واضح کیا گیا ہے۔

۳۔ اس بات کا تعین کیا ہے کہ زیرِ جائزہ کتاب یا مقالے کا متن کس حد تک حضرت علامہ اقبال کے افکار و تصورات کی

ترجمانی کرتا ہے اور اس کی افادیت اور اہمیت کا کیا معیار ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم و تبصروں پر تحقیقی جائزے کے وقت زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ یا مضمون سے متعلق دیگر تمام تراجم اور تبصروں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور تقابل و موازنہ کے لیے ان سے اقتباسات دے کر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ تصنیف، تالیف، ترجمہ و تبصرہ کے موضوع پر مزید تحقیق طلب امور کی نشاندہی کے علاوہ اس موضوع سے متعلق مزید مطالعے کے لیے دیگر منابع اور اس موضوع پر ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر ہونے والے تحقیقی کام کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔

۵۔ عام قارئین اور محققین کو ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ تبصرہ کتب کے مندرجات سے آگاہ کرنے کے لیے ہر ایک کتاب پر تبصرہ سے قبل فہرست مضامین بھی دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے وہ بآسانی مطلوبہ موضوع اور متن تک رسائی حاصل کر سکیں۔

۶۔ دورانِ تحقیق، راقم الحروف نے تحقیق طلب موضوعات کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ ان موضوعات سے متعلق بآسانی نہ ملنے والی کتب کے منابع کی بھی نشاندہی کر دی ہے تاکہ اہلِ تحقیق آسانی سے یہ کتابیں حاصل کر سکیں۔

۷۔ جائزہ پیش کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا ہے کہ اس کی مدد سے قارئین (ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے افراد) ان تصانیف و مقالات سے بھرپور استفادہ کر سکیں اور ان کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ کا کام بھی بآسانی سرانجام دیا جا سکے۔

۸۔ راقم الحروف نے اس مقالے کی ترتیب و تحقیق کے سلسلے میں معیاری تحقیق کے مروجہ اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخی، دستاویزی اور تجزیاتی طریقہ تحقیق اختیار کرتے ہوئے تحقیقی نتائج اخذ کیے ہیں۔

۹۔ تصانیف و مقالات پر جائزہ ان کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر تحریر کیا گیا ہے۔ دیگر تصانیف سے تقابل و جائزہ کی وجہ سے ان میں یکساں طوالت قائم نہیں کی جا سکی۔

ایم فل اقبالیات کے بعد پی ایچ ڈی اقبالیات میں بھی داخلہ، تعلیم، کورس ورک میں کامیابی اور اس مقالے کی کامیابی سے تکمیل کے سلسلے میں میری طرف سے شکریہ کے سب سے زیادہ حق دار میرے استادِ محترم، صدر شعبہ اقبالیات، ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران ہیں جن کی شفقت و رہنمائی کی بدولت میں اس ادھیڑ عمری میں بھی سلسلۂ تعلیم جاری رکھ سکا اور اپنا یہ کام مکمل کر پایا۔ ڈاکٹر اکرم صاحب اور شعبہ اقبالیات کے اسٹاف نے بھی بھرپور تعاون سے حوصلہ افزائی کی اور ہر ممکن مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرے نگران پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی نے تحقیق کی اس پُر خار وادی میں ہر قدم پر میری بھرپور رہنمائی اور مدد فرمائی۔ آپ نے راقم الحروف میں تحقیقی و تنقیدی شعور پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور شبانہ روز محنت سے اس مقالے کو زیادہ بہتر اور قابلِ قبول بنایا۔ اس ضمن میں اپنے محترم استاد ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے اس قدر باریک بین، عالم فاضل اور اتنے اعلیٰ درجے کے محقق و نقاد کی سرپرستی میں مقالہ تحریر کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی سے جب بھی رابطہ ہوا تو انھوں نے مجھے بروقت مقالہ مکمل کرنے کی تاکید فرمائی اور نہایت اچھے الفاظ اور اچھے انداز سے مدد، رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)

پیشِ نظر مقالے کی تیاری کے دوران بہت سے علم دوست، مہربان اور مشفق اساتذہ، سکالرز، ڈاکٹر محمد ریاض کے رفقائے کار، احباب، اعزہ واقربا نے بھرپور تعاون کیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر افضال احمد انور، پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر طاہرہ انجم، ڈاکٹر مسرت پروین نیلم، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر پروفیسر مظفر علی کشمیری، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر (یونیورسٹی آف تہران) مس شکیلہ رفیق، پروفیسر منیر احمد یزدانی، جناب طارق جاوید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزندان (حاجی محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد ستی، پرتاب احمد)، ان کی دختر نوشین افتخار، نواسے عثمان افتخار، پوتی کرن آفتاب

اپنے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم ثریا یٰسین) کا خصوصاً شکر گزار ہوں جن کی محبت، شفقت، دعاؤں اور تعلیم و تربیت کی بدولت علم وادب کے راستے پر چلنے اور تحقیق کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔

میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹی (عروج فاطمہ) نے دورانِ تحقیق میرے آرام وسکون کا خصوصی خیال رکھا اور میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر مجھے فرصت کے لمحات حاصل کرنے میں مدد دی جن میں، میں یہ کام مکمل کر پایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں شاد وآباد رکھے۔

بندہ عاجز نہایت انکساری سے یہ تحقیقی مقالہ اہلِ علم اور علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور اپنی مزید اصلاح کے لیے ان کی قیمتی آرا اور رہنمائی کا منتظر اور طالبِ دعا ہے۔

ڈاکٹر محمود علی انجم
پی ایچ ڈی اقبالیات

30/ستمبر 2017ء

باب اول:۔

ڈاکٹر محمد ریاض------احوال وآثار

پیدائش:۔

ڈاکٹر محمد ریاض ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو مری کے نزدیک ایک گاؤں گہل سوارسی سیداں میں پیدا ہوئے۔(۱)

آباؤ اجداد:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے آباؤ اجداد کا تعلق ستی قوم سے تھا اور وہ کشمیر سے ہجرت کر کے مری کے چھوٹے سے گاؤں گہل میں آباد ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پردادا کا نام شیر خان اور دادا کا نام سمندر خان تھا۔ سمندر خان چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے والد محترم ولی داد خان فوج میں حوالدار تھے۔ ان کی والدہ کا نام اکبر جان تھا جو نہایت دین دار اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض

(۴ مارچ ۱۹۳۵ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء)

شیر دل خان

|

سمندر خان

|

ولی داد خان

|

محمد ریاض

محمد ضیاء — ظفر احمد — نوشین افتخار — آفتاب احمد — تراب احمد

بچپن:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا سادہ، دین دار گھرانے سے تعلق تھا۔ ان کے والدین نے ان کی ابتدائی زندگی کی تعلیم میں اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے انھیں نہایت محبت اور شفقت سے ابتدائی دینی تعلیم دی۔

شادی:۔

۱۹۵۳ء میں جب ڈاکٹر محمد ریاض جماعت نہم کے طالب علم تھے ان کی شادی ان کی پھوپھی کی بیٹی زینب جان سے

کردی گئی۔ زینب جان نہایت سلیقہ شعار، دیندار، متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کو گھریلو آرام و سکون مہیا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کی فرمان برداری، اطاعت گزاری اور خدمت گزاری ڈاکٹر محمد ریاض کے بلند عزائم کے لیے مہمیز ثابت ہوئی۔ انھوں نے پہلے سے بھی زیادہ محنت اور ہمت سے تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔

تحصیلِ علم اور حصولِ روزگار:۔

ابتدائی تعلیم کے بعد انھیں ۱۹۴۲ء میں قریباً سات سال کی عمر میں پرائمری سکول گہل میں داخل کرا دیا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں انھوں نے اردو، فارسی، انگریزی، ریاضی، جغرافیہ اور تاریخ کے مضامین میں پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا۔ پانچویں جماعت میں ان کے استادوں میں خان زمان، روشن اور سلطان اکبر شامل تھے۔ انھوں نے ۱۹۵۲ء میں ڈی۔ بی ماڈل سکول گلہری گلی، لوئر گہل سوراسی سے اردو، ریاضی، تاریخ و جغرافیہ، انگریزی، دینیات، روزمرہ سائنس اور فارسی میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔ لوئر گہل سوراسی مری سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔ وہ روزانہ پیدل سکول آتے اور جاتے تھے۔ انھوں نے بچپن میں ہی اردو، انگریزی، دینیات اور فارسی کے مضامین میں خصوصی دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں گورنمنٹ ہائی سکول مری سے یونیورسٹی آف دی پنجاب کے زیرِ انتظام منعقد ہونے والا میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں انھوں نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، پنجاب سے فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل فارسی اور ثانوی درجہ تک کی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں رہائش کے دوران ہی مکمل کر لی تھی۔ دورانِ تعلیم انھیں محنتی اور مخلص اساتذہ کی سرپرستی نصیب ہوئی۔ یہاں تعلیم کے دوران وہ اپنے استاد پروفیسر کرم حیدری سے بہت متاثر ہوئے۔ پروفیسر کرم حیدری ۱۹۴۴ء تا ۱۹۵۵ء گورنمنٹ ہائی سکول مری میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ پروفیسر کرم حیدری اردو اور پنجابی کے نامور شاعر تھے۔ انھوں نے اردو و پوٹھوہاری زبان و ادب، علامہ اقبال، قائداعظم اور برصغیر کی تحریکِ آزادی پر کئی کتب لکھیں۔ انھوں نے اپنے ہونہار، لائق اور محنتی شاگرد ڈاکٹر محمد ریاض میں حُبِّ ملی، حُبِّ وطن اور اقبال و قائداعظم سے فکری و قلبی وابستگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کا ستی قبیلہ سے تعلق ہے۔ پروفیسر کرم حیدری اپنی مشہور تصنیف ''داستانِ مری'' میں اس قبیلے کے افراد کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''ستی قبیلہ کے افراد بڑے بہادر، مستقل مزاج اور اپنی ہٹ کے پکے ہیں۔ سیاسی معاملات میں وہ دوسرے کوہستانی قبائل کے مقابلے میں کہیں زیادہ أنا پسند ہیں بلکہ جب معاملہ ان کے اور دوسرے قبائل کے افراد کے درمیان ہو تو ہر حالت میں اپنے قبیلے کے افراد کا ساتھ دیتے ہیں۔ انگریزوں کے دور میں فوجی ملازمت میں بڑے شوق سے جاتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کے شوق میں اضافہ ہوا ہے۔'' (۴)

ڈاکٹر محمد ریاض کے نسبی کوائف اور سوانح حیات کا مطالعہ کریں تو ان کی شخصیت اور دیگر افرادِ خانہ میں ستی قبیلے کے متذکرہ بالا اوصاف کا عکس نظر آتا ہے۔ ان کے والد ماجد ولی داد خان فوج میں حوالدار تھے۔ ان کے بھائی محمد اسحاق خان نے بھی فوج میں بطور حوالدار خدمات سرانجام دیں۔ ان کے بیٹے تراب احمد محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی زندگی بھر کی علمی و ادبی جدوجہد اور نمایاں کارکردگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ باہمت، محنتی اور مستقل مزاج انسان تھے۔

ان امور سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے اپنے فطری اوصاف کی آبیاری کی اور اپنی فطری و اکتسابی صلاحیتوں کی بدولت نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اسی حوالے سے پروفیسر کرم حیدری اپنے ہونہار شاگرد کو دادِ تحسین دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ عجیب اتفاق ہے کہ مری تحصیل کے اولین پی ایچ ڈی ڈاکٹر محمد ریاض بھی مری کے دور افتادہ پتھریلے علاقے گہل کے رہنے والے ہیں۔ وہ فارسی ادب کے فاضل اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی ذات نے ثابت کر دیا ہے کہ جس مٹی سے تلواریں اگتی ہیں، اسی سے قلم بھی اگتے ہیں۔''(۵)

کسی انسان کی شخصیت کی تعمیر اور اس کی نفسیات کی تشکیل میں اس کا خاندان، ماحول اور اساتذہ نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پہاڑی اور صحرائی علاقوں کے لوگ سخت جان اور بلند ہمت ہوتے ہیں اور وہ غیر معمولی اور حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی فطرتی صلاحیتیں رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ اس بات کا عزم کر لیں اور مصروف بہ عمل ہو جائیں۔ علامہ اقبال نے اس فطرتی امر کا اس طرح سے ذکر فرمایا ہے ۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی   یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی (۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کے دیرینہ رفیق اور یونیورسٹی آف تہران میں پی ایچ ڈی کی تعلیم میں ان کے ساتھی ڈاکٹر صابر آفاقی، انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''میری نظر میں کوہسار مری نے علم و ادب کے حوالے سے چار بڑے آدمی پیدا کیے ہیں۔ شاعری میں جناب کرم حیدری، ڈرامے میں حمید کاشمیری، افسانے میں لطیف کاشمیری اور تحقیق میں ڈاکٹر محمد ریاض۔ ڈاکٹر مرحوم تحقیق کے مردِ میدان تھے۔ وہ جتنے بڑے عالم و محقق تھے، اتنے ہی بڑے انسان دوست اور دوست پرور تھے۔ تہران میں میرا اور ان کا ایک سال ساتھ رہا۔ ایران کے بڑے بڑے دانشمند انھیں خوب جانتے تھے......''۔(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض بہتر تعلیم و روزگار کے حصول کے لیے اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے گئے جہاں ان کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ وہاں وہ نیوی میں سول کلرک بھرتی ہو گئے۔ اس دوران انھوں نے ڈاکیارڈ میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ انھوں نے نرسری پر ایک مختصر سے حجرے میں بھی رہائش رکھی۔(۸)

کراچی میں رہائش پذیر ہونے اور بطور کلرک ملازمت کرنے کے دوران بھی ڈاکٹر محمد ریاض نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ انھوں نے ۱۹۵۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ مذہبی تعلیم، انگریزی اور اردو لازمی مضامین تھے جبکہ معاشیات، فارسی اور اسلامیات اختیاری مضامین تھے۔ ۱۹۶۱ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ بی اے میں لازمی مضامین مذہبی تعلیم، انگریزی اور اردو کے علاوہ ان کے اختیاری مضامین فارسی اور معاشیات تھے۔ ۱۹۶۲ء میں انھوں نے سنٹرل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج، ناظم آباد کراچی سے یونیورسٹی آف کراچی کے تحت بی ایڈ کیا۔ ۱۹۶۴ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ اول میں ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۶۵ء میں حکومتِ ایران کے وظیفے پر پی ایچ ڈی فارسی کے لیے تہران یونیورسٹی چلے گئے۔ وہاں سے انھوں نے ۱۹۶۸ء/۱۳۴۷ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''احوال و آثار سید علی

ہمدانی مع شش رسالہ ازوی'' تھا، ڈاکٹر حسن منوچہران کے نگرانِ تحقیق تھے۔ تہران میں اپنے چار سالہ (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۹ء) قیام کے دوران انھوں نے اپنے اساتذہ ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر حسین نصر، ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا سے بھرپور اکتساب کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی پی ایچ ڈی کی کلاس ۲۰ ریسرچ سکالرز پر مشتمل تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی بولنے اور لکھنے میں ان سب سے بہتر تھے۔ مقالہ کے زبانی امتحان میں انھوں نے نہایت متانت اور خود اعتمادی کے ساتھ تمام سوالات کے جوابات دیے۔ ان کے نگران ڈاکٹر محمد حسن منوچہر نے ان کے مقالہ کی امتیازی حیثیت تسلیم کی اور اعلیٰ کارکردگی پر ڈاکٹر محمد ریاض کی تعریف کی۔(۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیمی اسناد کے جائزے سے ان کی مڈل تا پی ایچ ڈی کے تعلیمی سفر سے متعلق درج ذیل کوائف علم میں آئے ہیں:

امتحان	تعلیمی ادارہ	امتحانی ادارہ	حیثیت	سالِ تکمیل	درجہ
پنجم	گورنمنٹ پرائمری سکول، گہل	محکمہ تعلیم پنجاب	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۴۷ء	نامعلوم
مڈل	ڈی بی ماڈل سکول، گلہرہ گلی	محکمہ تعلیم پنجاب	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۵۲ء	اول
میٹرک	گورنمنٹ سکول، مری	یونیورسٹی آف پنجاب	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۵۴ء	اول
منشی فاضل فارسی	×	بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب	پرائیویٹ سٹوڈنٹ	۱۹۵۵ء	دوم
انٹرمیڈیٹ	اردو کالج، کراچی	یونیورسٹی آف کراچی	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۵۹ء	دوم
بی اے	اردو کالج، کراچی	یونیورسٹی آف کراچی	ریگولر سٹوڈنٹ	۶۱-۱۹۶۰ء	دوم
بی ایڈ	ٹیچرز ٹریننگ، کالج	یونیورسٹی آف کراچی	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۶۲ء	ا۔دوم، ۲۔سوم
ایم اے فارسی	×	یونیورسٹی آف کراچی	پرائیویٹ سٹوڈنٹ	۱۹۶۴ء	اول
ایم اے اردو	×	یونیورسٹی آف کراچی	پرائیویٹ سٹوڈنٹ	۱۹۶۵/۱۹۶۹ء	دوم
پی ایچ ڈی فارسی	دانش گاہ تہران	دانش گاہ تہران	ریگولر سٹوڈنٹ	۱۹۶۸ء	(۱۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کی ۱۹۵۳ء میں شادی ہوئی تھی۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد انھوں نے ۱۹۵۵ء میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا جس سے ان کی فارسی زبان میں دلچسپی اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا پتا چلتا ہے کہ وہ تعلیم کو بطور پیشہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ۶ جون ۱۹۵۵ء کو ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام محمد ضیاء رکھا گیا۔ ان کے ڈومیسائل کے مطابق وہ ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو کراچی پہنچے اور نیوی میں سول کلرک بھرتی ہوگئے۔ ان کا سلسلۂ تعلیم عارضی طور پر رک گیا کیونکہ والدین، بیوی اور بچے کی کفالت کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے وہ زیادہ وقت فکرِ معاش میں مصروف بہ عمل رہے۔ وہ کراچی میں ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۵ء مقیم رہے۔ کراچی آمد کے قریباً تین چار سال بعد انھوں نے دوبارہ حصولِ تعلیم کی طرف توجہ کی اور ۱۹۵۹ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد وہ بغیر رُکے تعلیمی مراحل طے کرتے چلے گئے اور ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۹ء بی اے، بی ایڈ، ایم اے فارسی، ایم اے اردو اور پی ایچ ڈی فارسی کی تعلیم مکمل کر لی۔ تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ انھیں بہتر روزگار کے وسائل بھی میسر آتے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ایس ای ٹیچر (S.E.T) کی حیثیت سے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز گورنمنٹ سیکنڈری سکول لیاری، کراچی سے کیا جہاں وہ بطور معلم ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۳ء میں وہ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی میں تعینات ہوئے جہاں ۱۹۶۵ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۵ء میں وہ پی ایچ ڈی کے لیے تہران تشریف لے گئے۔ ۱۹۶۹ء میں ایران سے واپس آئے تو دوبارہ ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں تعینات ہوئے۔ ان کی تعلیمی قابلیت کی بنا پر نومبر ۱۹۶۹ء میں انھیں گورنمنٹ کامرس کالج، کراچی میں بطور اردو لیکچرار تعینات کیا گیا۔ انھوں نے یہاں نومبر ۱۹۷۰ء تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو وہ اسلام آباد آ گئے اور ۱۹۷۱ء میں فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا میں فارسی کے استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے لگے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ان کے دوست ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اور پروفیسر نظیر صدیقی پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدوار کی حیثیت سے فیڈرل کالج برائے طلبہ میں تعینات ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی اور پروفیسر نظیر صدیقی اردو لیکچرار اور ڈاکٹر محمد ریاض فارسی کے لیکچرار مقرر ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ستمبر ۱۹۷۲ء میں ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی چلے گئے جہاں وہ ستمبر ۱۹۷۷ء تک پوسٹ گریجویٹ کلاسوں کو مطالعہ پاکستان اور اردو پڑھاتے رہے۔ اس پانچ سالہ مدت میں انھیں پاکستان میں یکم جون ۱۹۷۴ء کو اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ ایران سے واپسی وہ گورنمنٹ کالج ایچ۔۸، اسلام آباد میں قائم مقام پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے اور یہاں اگست ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۷۷ء کو علامہ اقبال کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر پیپلز اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے نام سے منسوب کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبہ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں ہی ڈاکٹر محمد ریاض بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات سے منسلک ہو گئے۔ اسی سال انھیں صدرِ شعبہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء کو وہ ترقی پا کر پروفیسر بن گئے۔ انھوں نے ۱۹۸۱ء سے ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء تک قریباً چودہ سال تک بطور صدرِ شعبہ، اقبالیات اور اردو و فارسی زبان و ادب کی تعلیم و ترویج اور ترقی کے لیے نہایت اعلیٰ و گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ (۱۱)

مندرجہ ذیل جدول ڈاکٹر محمد ریاض کی پیشہ وارانہ زندگی سے متعلق ضروری امور کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کا جائزہ لینے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور کردار کے بارے میں کئی امور واضح ہوتے ہیں۔

ادارہ	عہدہ/مقام	مدت (دورانیہ)
آفس پاکستان نیوی، کراچی	ہیڈ کلرک	۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۰ء
گورنمنٹ سیکنڈری سکول، لیاری، کراچی	ایس ای ٹی (سینیئر ایلیمنٹری ٹیچر)	۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء
ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی	لیکچرر	۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء
یونیورسٹی آف تہران، ایران	ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی	نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء
ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی	لیکچرر	جنوری ۱۹۶۹ء تا نومبر ۱۹۶۹ء
گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی	لیکچرر اردو	نومبر ۱۹۶۹ء تا نومبر ۱۹۷۰ء
فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا، اسلام آباد	لیکچرر فارسی	۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۲ء

ادارہ	عہدہ/مقام	مدت (دورانیہ)
فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا، اسلام آباد	ترقی بطور اسسٹنٹ پروفیسر	یکم جون ۱۹۷۴ء
یونیورسٹی آف تہران، ایران	لیکچرر پوسٹ گریجویٹ کلاسز تدریس مطالعہ پاکستان، اردو	ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء
گورنمنٹ کالج، ایچ ۸، اسلام آباد	قائم مقام پرنسپل	اگست ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۰ء
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	ایسوسی ایٹ پروفیسر	۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۶ء
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	صدر شعبہ اقبالیات	۱۹۸۰ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	ترقی وخدمات بطور پروفیسر	۱۹۸۶ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء

ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام تعلیمی اداروں میں بحیثیت محنتی، ذہین اور مؤدب شاگرد کے اپنی حیثیت منوائی جس کے نتیجے میں انھوں نے جن اداروں سے تعلیم حاصل کی وہاں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کراچی میں بطور انسٹرکٹر/لیکچرر کام کیا۔ کچھ عرصہ فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا، اسلام آباد میں بطور لیکچرار/اسسٹنٹ پروفیسر رہے۔ اس دوران تقریباً پانچ سال تک تہران یونیورسٹی میں اردو اور پاکستان سٹڈیز کے تدریسی فرائض انجام دیے۔ واپسی پر فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا، اسلام آباد میں بحیثیت پرنسپل عہدہ سنبھالا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی کردار سازی میں ان کے اساتذہ پروفیسر کرم حیدری اور پروفیسر عبدالرشید فاضل نے خصوصی کردار ادا کیا۔ مقبول الٰہی اپنے مضمون ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض ...... میرے تاثرات'' میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے اساتذہ میں مرحوم پروفیسر کرم حیدری اور عبدالرشید فاضل سے بہت متاثر تھے۔ (۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے میٹرک میں پروفیسر کرم حیدری سے تعلیم حاصل کی تھی جو ان دنوں گورنمنٹ ہائی سکول مری میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ پروفیسر کرم حیدری تمام مضامین پڑھاتے تھے۔ وہ ماہر زبان وادب اور اقبال شناس تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو کراچی میں معروف ماہر زبان وادب اور اقبال شناس پروفیسر عبدالرشید فاضل کی تعلیم وتربیت میسر آئی۔ پروفیسر کرم حیدری اور پروفیسر عبدالرشید فاضل نے ڈاکٹر محمد ریاض میں اردو وفارسی زبان وادب اور اقبال شناسی کا نہایت اعلیٰ ذوق پیدا کیا۔ یہی اعلیٰ ذوق انھیں ایران لے گیا۔ جہاں یونیورسٹی آف تہران میں انھیں ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر نصر حسین نصر اور ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا سے کسبِ علم کا موقع ملا۔ اپنے اساتذہ کی ہم نشینی و رہنمائی اور شبانہ روز محنت کی بدولت ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان وادب پر عبور حاصل کرلیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی نگارشات اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی فارسی ریسرچ ورک کے نگران اور استاد ڈاکٹر حسن منوچہر نے ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کی جامعیت کا خصوصی طور پر اعتراف کیا اور انھوں نے مقالہ کے زبانی امتحان کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

''یونیورسٹی نے کوئی امتیاز مقرر نہیں کیا، ورنہ ہم ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالہ کو ممتاز قرار دیتے.....'' (۱۳)

پروفیسر عبدالرشید فاضل نے ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' (۱۹۷۷ء) کے ''پیش لفظ'' میں ان کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

''اس وقت اپنی فطری یا اکتسابی صلاحیتوں سے کام لے کر جو لوگ ملک وقوم کے علمی سرمایے میں گراں قدر اضافہ کر رہے ہیں انھیں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بھی ہیں۔ یہ جواں سال پروفیسر تہران یونیورسٹی کے فارسی زبان وادب کے پی ایچ ڈی ہیں اور اس حسنِ اتفاق بلکہ تائید ایزدی دیکھیے کہ جس یونیورسٹی سے انھوں نے یہ اعلیٰ سند حاصل کی ہے آج اسی میں پروفیسر کی حیثیت سے درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ریاض صاحب نے جس محنت، دماغ سوزی اور لگن کے ساتھ اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ (Thesis) تیار کیا تھا، اسی کوشش وکاوش اور دلچسپی کے ساتھ وہ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی تحقیقی کام میں مصروف ہیں اور دسیوں گراں اُرز مقالے لکھ چکے ہیں جن میں سے بعض کا حوالہ خود انھوں نے اپنے اس مقالے کے حواشی میں جابجا دیا ہے۔ بلکہ ڈگری لینے سے بھی بہت پہلے کالج اور یونیورسٹی کے زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کے جوہر نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان کے اس زمانے کے مضامین بھی ملک کے مشہور رسائل واخبارات کی زینت بنتے اور صاحبانِ علم وادب سے خراجِ تحسین حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور یہ باتیں دلیل ہیں اس امر کی کہ ریاض صاحب کو یہ ذوق قدرت کی طرف سے ملا ہے اور ان کے علمی ماحول نے جس میں وہ بڑھے اور پروان چڑھے ہیں، ان کے اس ذوق کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ ریاض صاحب کے اشہب خامہ نے کسی خاص موضوع کے حدود ہی میں اپنی جولانی نہیں دکھائی ہے بلکہ علم وادب کے گونا گوں موضوعات کے وسیع میدانوں کو اپنی جولاں گاہ بنایا ہے۔ البتہ اقبال کا جو وسیع مطالعہ کیا ہے اور ان کے فکر وفن اور فلسفہ وتعلیمات پر جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے اگر ان کو ماہرینِ اقبالیات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔'' (۱۴)

ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۱۴ سال (۱۹۸۰ تا نومبر ۱۹۹۴ء) صدر شعبہ اقبالیات کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۷ء میں اس وقت کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا کی تحریک پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے ایم فل کی سطح کا تعلیمی پروگرام شروع کیا جس کے تحت شعبہ اقبالیات میں بھی ایم فل پروگرام کا اجراء ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے وسیع علم اور علمی وتدریسی تجربے کی بنا پر ایم فل اقبالیات کا پروگرام مرتب کیا اور آخری دم تک یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔ انھوں نے ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک ۱۲ طلبہ کے نگرانِ تحقیق کے فرائض انجام دیے۔ ان کے ان طلبہ میں سے اکثر نے بعد میں بھی سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ علمی وتحقیقی دنیا میں اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر محمد اکرم، ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اور بہت سے دیگر نامور سکالرز اور ماہرین زبان وادب کا شمار ان کے ہونہار شاگردوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۸۳ء میں بحیثیت استاد زبانِ فارسی خانہ فرہنگ ایران، راولپنڈی میں فارسی کی تعلیم دینا شروع کی اور یہ سلسلہ برسوں جاری رہا۔ ان کے بہت سے طلبا اور طالبات پاکستان کی مختلف درسگاہوں میں تدریسِ فارسی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ (۱۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا اپنے شاگردوں کے ساتھ رویہ دوستانہ اور شفقت بھرا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں کی صلاحیتیں اجاگر کرنے اور انھیں نمو دینے کے لیے بھرپور کوشش کرتے تھے۔ ان کے شاگرد بلا روک ٹوک جب چاہتے ان سے مل لیتے تھے۔ وہ ایک مشفق اور مثالی استاد تھے۔ وہ اعلیٰ علمی وادبی اور تحقیقی وتنقیدی ذوق رکھتے تھے اور انتھک محنت کرنے کے عادی تھے۔ انھوں نے اپنے شاگردوں میں بھی یہ صفات پیدا کر دیں۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کے ساتھ محبت، خلوص، بے تکلفی، باہمی اعتماد، بھرپور رواداری، مدد اور تعاون کا رشتہ استوار کیا۔ انھوں نے محبت وخلوص سے اپنے شاگردوں کی

شخصیت سازی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آج ان کے شاگرد اپنے تعلیمی اداروں میں یہی فریضہ سرانجام دے رہے۔ وہ ذہن و قلبِ ریاض سے ملنے والی روشنی سے لاعلمی و جہالت کے اندھیرے دور کر رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے چراغِ ہدایت روشن کرتے چلے جا رہے ہیں۔ (۱۶)

ڈاکٹر محمد ریاض (۴ مارچ ۱۹۳۵ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) نے ۵۹ سال ۸ ماہ ۱۴ دن کی حیاتِ کے قریباً ۲۰ سال (۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۵ء) اپنے آبائی گاؤں گہل میں، قریباً ۱۲ سال (۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۵ء/ ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۰ء) کراچی میں، قریباً ۹ سال (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۹ء/ ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء) ایران میں اور قریباً ۱۸ سال (۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۲ء/ ۱۹۷۸ء تا ۱۹۹۴ء) اسلام آباد و راولپنڈی میں گزارے۔ انھوں نے قریباً ۹ سال کی عمر میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور مسلسل ۲۵ سال باقاعدہ (پرائیویٹ و ریگولر سطح پر) یہ سلسلہ جاری رہا۔ انھوں نے ۱۹۶۰ء میں پڑھانا شروع کیا اور ریسرچ کے ۵ سال چھوڑ کر باقی تمام عرصہ سلسلہ تدریس بھی جاری رکھا۔ اس طرح انھوں نے پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد بھی تاحیات مطالعہ، تعلیم اور تحقیق کا کام جاری رکھا۔ انھوں نے ۱۹۵۵ء میں قریباً ۲۰ سال کی عمر میں پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز کیا اور تادمِ آخریں (قریباً ۳۹ سال) کسبِ رزق حلال کے عمل میں مصروف رہے۔ تعلیم و تدریس کے باقاعدہ سلسلے کے علاوہ وہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک مختلف علمی و ادبی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ جب بھی موقع ملتا وہ اپنے علاقے کی لائبریریوں میں چلے جاتے اور مطالعہ و تحقیق میں مشغول رہتے۔ وہ ادبی شخصیات سے ملاقات اور ان سے تبادلہ خیال کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ (۱۷)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف دو چیزوں (اور دو شخصوں) میں رشک کرنا اچھا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو نیکی کے راستے میں خرچ کرتا ہو...... اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے (علم اور) حکمت سے نوازا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔'' (۱۸)

ہمارا دین ہمیں ماں کی گود سے لے کر قبر (آخری سانس) تک علم حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ علم سے انسان کا عمل درست ہوتا ہے۔ اس لیے دین اسلام کے مطابق ہر مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لیے علم حاصل کرتا اور اس پر عمل کرتا رہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعلیم و تربیت کو اپنی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''میں اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں'' ان دونوں روایات سے تعلیم اور اخلاقی تربیت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنی مختصر زندگی اور اس کے دائمی و ابدی نتائج کے حامل مقصد پر غور و فکر کرے تو اسے اس ارشاد مبارک کا مفہوم اچھی طرح سمجھ آ جائے کہ وہ شخص ہلاک ہو گیا جس کے دو دن ایک جیسے گزرے، یعنی ہر آنے والا دن علم اور عمل کے لحاظ سے بہتر ہونا چاہیے۔ ہر روز انسان کا اللہ تعالیٰ سے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور اپنے آپ سے رشتہ اور تعلق بہتر سے بہتر ہونا چاہیے۔ افضل انسان وہی ہے جس کے اخلاق بہتر ہوں، جو مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے، جو ہمہ وقتی معلم بھی ہو اور متعلم بھی۔ مندرجہ بالا ارشاداتِ نبوی ﷺ کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض ایک کامیاب متعلم اور معلم تھے۔ وہ تادمِ آخر مصروف بہ عمل رہے۔ وہ ''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو'' کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ وہ آخری سانس تک علمی و ادبی شجر سایہ دار لگاتے رہے۔ انھوں نے اہلِ علم و ادب، اپنے اساتذہ، شاگردوں، احباب اور رفقائے کار سے انسان دوستی اور

علم دوستی کا رشتہ خوب نبھایا۔ وہ تاحیات ایک چمنستان کی طرح تازہ بتازہ، نو بنو پھولوں کی خوشبو بکھیرتے رہے اور کئی گلستان آباد کر گئے۔ ان کی علمی و ادبی نگارشات قطبی ستارے کی مانند، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کے میدانوں میں ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے، اہل ہمت افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہی ہیں اور بفضل تعالیٰ رہنما بنی رہیں گی۔

اولاد:۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر محمد ریاض کو ایک بیٹی اور پانچ بیٹے عطا فرمائے جن کے بلحاظ عمر، ترتیب وار نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد ضیاء (۶ جون ۱۹۵۵ء)	۲۔ ظفر احمد (۸ فروری ۱۹۶۱ء)
۳۔ نوشین افتخار (۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء)	۴۔ آفتاب احمد (۱۱ اپریل ۱۹۶۷ء)
۵۔ تراب احمد (۲۴ اگست ۱۹۷۲ء)	۶۔ بلال احمد (۱۹۷۳ء)

ڈاکٹر محمد ریاض کا سب سے چھوٹا بیٹا ''بلال احمد'' نومولودگی کی عمر میں ہی وفات پا گیا تھا۔

علمی و ادبی اور پیشہ وارانہ مصروفیات کے باوجود ڈاکٹر محمد ریاض نے بھرپور عائلی زندگی بسر کی۔ انھوں نے اپنی بہت زیادہ مصروفیات سے قطع نظر اپنے والدین اور اہل وعیال کو تمام ضروریاتِ زندگی احسن طریقے سے مہیا کیں۔ انھوں نے ہر طرح سے ان کے آرام وسکون کا خیال رکھا۔ انھوں نے کراچی، ایران اور اسلام آباد میں قیام کے دوران اپنے اہل و عیال کو اپنے ساتھ رکھا۔ جب وہ یونیورسٹی آف تہران پی ایچ ڈی ریسرچ ورک کے لیے گئے تو انھوں نے پاکستان میں اپنے اہلِ خانہ سے باقاعدہ رابطہ رکھا۔ انھیں باقاعدہ نان نفقہ مہیا کرتے رہے اور اس دوران وہ ایک بار اپنے اہلِ وعیال کی خیریت دریافت کرنے واپس پاکستان بھی آئے۔ دوبارہ جب وہ پانچ سال (۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء کے عرصے) کے لیے ایران گئے تو ۱۹۷۳ء میں واپس پاکستان آئے اور اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ ایران لے جانے کے لیے دستاویزات مکمل کر کے انھیں بھی ایران لے گئے۔ (۱۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کے بیٹے، بیٹی اور آگے ان سب کی اولاد بھی ڈاکٹر محمد ریاض سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور دل سے ان کا احترام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے بیٹے حاجی محمد ضیاء نے ان کے عمومی رویے کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:

> ''والد محترم! نہایت خوش طبع انسان تھے۔ گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے تھے۔ انھوں نے ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا۔ ہر ایک کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔ ان کا رویہ مثالی تھا۔ وہ ہم سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ ہماری ہر طرح کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے ہم نے کبھی تنگ دستی نہیں دیکھی۔ وہ منکسر المزاج تھے۔ صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ خوش خوراک تھے۔ اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے۔ انھوں نے جان لیوا بیماری کا بہت ہمت اور صبر سے مقابلہ کیا۔ کبھی بھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ وہ شدید بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ وتحقیق کے کاموں میں مصروف رہے۔ میں نے انھیں کبھی فارغ نہیں دیکھا۔ فضول بات نہیں کرتے تھے۔ علامہ اقبال سے عشق کرتے تھے۔ ان کے ذکر پر آب دیدہ ہو جاتے تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کی بیٹی نوشین افتخار نے ان کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

> ''میرے والد بہت اچھے مزاج کے مالک تھے۔ وہ ہم سب سے اور اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھ سے بہت پیار کرتے

تھے۔ ہمارے ساتھ ان کا رویہ بہت پیارا اور مشفقانہ تھا۔ وہ ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ نماز کے پابند تھے۔ چھٹی کے روز زیادہ دیر تک تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ اور علامہ اقبال سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کے ذکر کے وقت آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ انھیں کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔ اکثر محفلوں میں کلامِ اقبال سناتے تھے۔ انھیں جب جگر کی تکلیف لاحق ہوئی اور قریباً بارہ سال بیمار رہے تو اس عرصے میں شدید بیماری کے ایام میں بھی زیادہ تر مطالعہ، تحقیق اور تحریر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ وہ تادمِ آخریں شدید بیماری کے باوجود علمی و ادبی اور تدریسی سرگرمیوں میں مشغول رہے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کے بیٹے تراب احمد ستی نے اپنے والد کی شخصیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''والد محترم کی وفات کے وقت میری عمر اکیس سال تھی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو میری عمر نو سال تھی۔ میں نے ان کی بیماری کا عرصہ دیکھا ہے۔ انھوں نے بہت ہمت، صبر اور بردباری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ علامہ اقبال سے بھی بہت عشق کرتے تھے۔ وہ اکثر عشقِ رسول ﷺ کے سلسلے میں علامہ اقبال کے اشعار پڑھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ انھیں علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ نہایت محنتی، راست گو اور دیانت دار تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزند آفتاب احمد ستی نے ان کی شخصیت کے بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے کہا:

''میرے والد محترم نہایت خوش طبع، ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ ان کے اپنے اہل خانہ، اعزہ و اقربا سے بہت اچھے مراسم تھے۔ والدِ محترم زیادہ تر مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہتے تھے۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی یہی مصروفیت رہی۔ وہ پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔''

عمرہ و فریضۂ حج کی ادائیگی:۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے دو عمرے کیے تھے۔ انھوں نے پہلا عمرہ ۱۹۷۶ء میں، ایران میں اپنے قیام کے دورانیے میں کیا۔ انھوں نے دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا تھا۔ ان کے مقالے ''اقبال اور اتحاد عالم اسلامی'' پر انھیں حکومتِ ایران نے ۱۹۸۳ء میں عمرہ کا واپسی کا ٹکٹ دیا تھا۔ اس طرح انھیں ۱۹۸۳ء میں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۹۰ء میں انھوں نے اپنی اہلیہ اور بڑے بیٹے محمد ضیاء کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ (۲۰)

شخصیت:۔

ڈاکٹر محمد ریاض خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ دراز قد تھے اور نہایت تنومند جسم کے مالک تھے۔ ان کا بھرا بھرا چہرہ، سرخ و سفید رنگ، غلافی آنکھیں، کشادہ پیشانی اور دلآویز مسکراہٹ پہلی ہی ملاقات میں متاثر کر دیتے تھے۔ جب وہ مدلل انداز سے مختلف علمی و ادبی موضوع پر اظہارِ رائے کرتے تو یہ تاثر مزید گہرا ہو جاتا تھا۔ ان کے محبت اور شفقت بھرے لہجے اور حوصلہ افزا و بے تکلفانہ اندازِ گفتگو سے مخاطب کو کھل کر بات کرنے کا موقع ملتا تھا۔ باہمی محبت و احترام سے ہونے والی اس گفتگو سے سمجھنے سمجھانے کے مراحل احسن طور پر تکمیل پا جاتے تھے۔ اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض اپنے دوست احباب، شاگردوں اور رفقائے کار سے تبادلۂ خیال کرتے ہوئے اپنے مرشد و رہنما علامہ اقبال کے اس فرمان کے مطابق فطرت کے تقاضے بجا لاتے تھے۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی، رمزِ مسلمانی   اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی (۲۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نوے کی دہائی میں طویل علالت کی وجہ سے جسمانی طور پر کافی کمزور ہو چکے تھے۔ مگر گفتگو کے زیر و بم میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ چہرے پر رنگ اور نکھار ویسا ہی تھا۔ آنکھوں میں پہلے سی چمک اور لبوں پر دلآویز مسکراہٹ پہلے کی طرح ہی قائم تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے نہایت محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ وہ علامہ اقبال کے وہ اشعار جو حبِ رسول ﷺ سے متعلق ہیں نہایت ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے اور شعر مکمل ہونے سے پہلے خود بھی آب دیدہ ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ مذہبی، علمی اور ادبی ذوق رکھتے تھے ان کا یہی ذوق اور عشقِ رسول ﷺ کی قدرِ مشترک علامہ اقبال سے نہایت قرب کا بنیادی سبب تھی۔ (۲۲)

ڈاکٹر محمد ریاض عقل اور عشق، دونوں طرح کی دولت سے مالا مال تھے اور دل کے سخی بھی تھے۔ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ان کے نورِ فراست اور قوتِ عشق سے بھرپور فیض پاتا تھا۔ وہ علامہ اقبال کی طرح عظمتِ انسانی اور لامحدود ممکناتِ حیات کے قائل تھے۔ وہ مسلسل تبدیلی اور اصلاح کے قائل تھے اور اس مقصد کے حصول کے لیے سفر و حضر، عسر و یسر، تندرستی و بیماری میں، شب و روز، تاحیات ممکن حد تک بھرپور انداز سے مصروفِ عمل رہے۔ اپنے مقصدِ حیات کے پیشِ نظر انھیں علامہ اقبال کا یہ ترکیب بند بے انتہا پسند تھا اور اکثر اسے سفر و حضر میں گنگناتے رہتے تھے۔

عقلِ تو حاصلِ حیات، عشقِ تو سرِّ کائنات | پیکرِ خاک، خوش بیا ایں سوئے عالمِ جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیبِ یک دگر | از پئے یک نگاہِ تو کشمکشِ تجلیات
در رہِ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بنو | صاحبِ شوق و آرزو دل ندہد بکلیّات
صدق و صفا است زندگی، نشو و نما ست زندگی | تا ابد از ازل بتاز ملکِ خدا ست زندگی (۲۳)

ڈاکٹر محمد ریاض فکرِ اقبال کے فکری و عملی لحاظ سے مخلص ترجمان تھے۔ وہ اعلیٰ ذوقِ تحقیق رکھتے تھے اور زندگی بھر مختلف موضوعات پر تحقیقی کتب، مقالات اور مضامین تخلیق کرتے رہے۔ وہ لکھنے لکھانے کے کام میں مصروف ہوتے تو اکثر زیرِ لب علامہ اقبال کا یہ شعر گنگناتے تھے۔

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی | رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی (۲۴)

ڈاکٹر صاحب کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ اقبال کے موضوع پر ان سے گھنٹوں گفتگو کی جاتی رہے، پوچھا جاتا رہے اور وہ بتاتے رہیں۔ اقبالیات کی طرح وہ فارسی زبان و ادب سے بھی گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ وہ اہلِ زبان سے فارسی بول کر قلبی مسرت و اطمینان محسوس کرتے تھے جس کا اظہار وہ اکثر کرتے تھے۔ ان کے اردو مقالات و مضامین کی طرح فارسی مقالات و مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے علمی و ادبی مشاغل سے انتہا درجے کی محبت رکھتے تھے۔ وہ تمام عمر علمی و ادبی کاموں میں مصروف رہے اور کسی غیر علمی کام یا سیاسی سرگرمیوں میں دلچسپی نہیں لی۔ اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں شدید علالت کے باوجود بھی انھوں نے کاغذ و قلم سے اپنا رشتہ برقرار رکھا۔ (۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض محبت، صدق، خلوص اور حکمت و دانائی کا پیکر تھے۔ وہ اپنے دوست احباب، واقف کاروں، رفقائے کار اور طلبہ، غرضیکہ ہر شخص سے بلا امتیاز و عہدہ بڑے خلوص سے پیش آتے اور بڑے غیر رسمی انداز میں کسی بات پر تبصرہ

کرتے تھے۔ وہ دھیمے لہجے میں، ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے اور بڑی محکم دلیلوں کے ساتھ اپنے مخاطب کو قائل کر لیتے تھے۔ وہ بات سیدھی، صاف اور بے باکی سے کرتے تھے اور دماغی تحفظ کے قائل نہ تھے۔(۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض حساب کتاب کے کھرے اور صاف گو تھے۔ ان کی صاف گوئی کے بارے میں پروفیسر نظیر صدیقی لکھتے ہیں:

> ۱۹۸۷ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے زیرِ اہتمام علامہ اقبال پر ایک سہ روزہ یا چہار روزہ انٹرنیشنل سیمینار علی گڑھ میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد ریاض اور میں دونوں مدعو تھے۔ ہم دونوں اسلام آباد سے ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ جاتے وقت ٹرین سے گئے۔ پہلا پڑاؤ لاہور تھا۔ ان کے ایک منتخب ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح کے وقت ناشتے کے بعد بل کی ادائیگی میں انھوں نے پیش قدمی کی لیکن فوراً یہ کہا۔ اگلا بل آپ ادا کر دیجیے گا۔ سفر میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ میں نے انھیں اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میں ان کی سریع الحسابی پر چونک پڑا۔(۲۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کی کفایت شعاری اور لین دین کے معاملات کے حوالے سے ڈاکٹر نورینہ تحریم بابر لکھتی ہیں:

> ''یونیورسٹی کے ایک خاص حلقے میں ڈاکٹر صاحب کی کفایت شعاری کا بڑا تذکرہ ہوتا۔ بطور تفنن طبع اس میں مبالغہ آرائی اور کسی حد تک غلو بھی شامل کر لیا جاتا کہ جی ڈاکٹر صاحب سات روپے کے چیک کے لیے ۱۲۷افراد کو چیک سیکشن بھجواتے ہیں۔ ایک بار انھوں نے یہ بات سنی اور ایک ہلکی مسکراہٹ چہرے پر لا کر بولے ''نورینہ صاحبہ! اپنے سبھی کاموں کی طرح اپنے حساب کتاب کو بھی ٹھیک رکھنا چاہیے'' اور میں نے اندازہ کر لیا کہ یہ بھی ان کے احساسِ ذمہ داری کا ایک انداز ہے۔(۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض عام طور پر سوٹ پہنا کرتے تھے۔ لباس میں انھیں نیلا، براؤن اور کالا رنگ زیادہ پسند تھے۔ سبز ویلوٹ کا کوٹ بھی پہنتے تھے اور وہ انھیں خوب جچتا تھا۔ وہ شلوار قمیض کبھی کبھار پہنتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض بلا کے خوش خوراک تھے۔ چکن کارن سوپ، ہارٹ اینڈ سار سوپ اور چکن تکہ اولین ترجیح تھی۔ پھلوں میں سیب، کیلا، امرود اور مالٹا زیادہ مرغوب تھے۔ مری میں ان کا آبائی باغ تھا۔ سیب کا موسم آتا تو دو چار سیب روزانہ لے آتے اور احباب کو کھلاتے۔ ان کے سیبوں کے قصے ان کے دوست احباب میں بہت مشہور تھے۔ وہ خاص احباب کو یہ پھل پیش کیا کرتے تھے۔ شعبے میں آنے والے مہمانوں کی خدمت بسکٹ اور چائے سے کیا کرتے تھے۔ پروفیسر نظیر صدیقی لکھتے ہیں کہ پرخوری کی وجہ سے بعض اوقات ڈاکٹر محمد ریاض کی صحت خراب ہو جاتی اور علاج معالجہ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ ۱۹۸۷ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں انٹرنیشنل سیمینار علی گڑھ میں شرکت کے ایام میں جب وہ احباب کے ساتھ تاج محل دیکھنے گئے تو اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ان کے گائیڈ انھیں قریبی شہر کے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے دوائیں دلوائیں پھر کہیں پانی وانی کا انتظام کر کے دوائیں کھلوائیں۔ اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اسی طرح شاید بہاولپور گئے یا ملتان تو وہاں بیمار ہو گئے۔ کچھ شاگردوں نے دیکھ بھال کی۔(۲۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کو چائنیز کھانے بہت پسند تھے۔ جب کبھی موقع ملتا وہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی چائنیز کھانوں کے لیے اپنے ساتھ ریسٹورنٹ لے جایا کرتے تھے۔ تہران یونیورسٹی کے ہاسٹل میں قیام کے دوران ڈاکٹر محمد ریاض کھانا پکانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے جبکہ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی سودا سلف لاتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے گھر کا ماحول بھی بہت خوشگوار رکھتے تھے۔ گھر کے ہر فرد کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔ ان کا رویہ مثالی تھا۔ وہ سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے اور ہر طرح سے ان کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔ وہ اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے۔ ان کا دسترخوان کشادہ تھا۔ مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے اور اس کی حتی المقدور اچھی طرح خدمت کرتے تھے۔ جمعے کے روز وہ اکثر کھانا خود بناتے تھے۔ مزیدار پلاؤ بناتے تھے۔ چھوٹے گوشت کے خاص طور پر شوقین تھے۔ پلاؤ میں وہ گوشت کے علاوہ مختلف سبزیاں، شلجم، آلو، چقندر وغیرہ ملا دیتے تھے۔ اس سے بہت مزیدار ڈش تیار ہو جاتی تھی۔ وہ کہتے تھے جو ڈش کھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو نہیں کھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض سحر خیز تھے۔ فریضہ نماز کی ادائیگی اور تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد وہ اپنے لیے چائے بناتے اور لکھنے پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔ جب ناشتہ تیار ہو جاتا تو ناشتہ کرنے کے بعد یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہو جاتے۔ بازار سے گھر کے لیے سودا سلف، سبزی اور پھل خریدتے۔ سب اشیاء گھر دے کر دفتر چلے جاتے۔ وہ اپنے ساتھ کچھ پھل دفتر بھی لے جاتے۔ دفتری کاموں کے آغاز کے ساتھ کھانے پینے کا سلسلہ بھی چلتا رہتا تھا۔ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق وہ تھوڑا تھوڑا کھاتے رہتے تھے اور اپنے سیبوں اور خوبانیوں میں سے مہمانوں اور رفقائے کار کو بھی پیش کرتے رہتے تھے۔ (۳۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کے اہلِ خانہ کے مطابق وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ جمعے کے روز دیر تک تلاوتِ قرآن پاک کرتے تھے۔ قرآن حکیم سے انھیں خاص قلبی وروحانی نسبت حاصل تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے نواسے راجہ عثمان بتاتے ہیں کہ جب ان کی والدہ (نوشین افتخار) کی دادی (والدہ ڈاکٹر محمد ریاض) نے ۱۹۹۲ء میں وفات پائی تو ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کچھ بچے تلاوت کر رہے تھے۔ ساتھ والے کمرے سے نانا جی (ڈاکٹر محمد ریاض) کی آواز آئی کہ تم میں سے کسی بچے نے فلاں پارے کی فلاں آیت درست نہیں پڑھی ہے۔ تلفظ بدلنے سے سارا مطلب تبدیل ہو گیا ہے۔ (۳۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت خوش طبع تھے۔ خوش رہتے تھے اور احباب کو بھی خوش رکھتے تھے۔ دورانِ سفر ان کی خوش طبعی عروج پر ہوتی۔ پرانے احباب سے خوب مذاق کرتے اور احباب بھی بھرپور حملے کرتے اور وہ دفاع پر مجبور ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی خوش مزاجی اور خوش دلی کی بدولت ان کی محفل ہر وقت کشتِ زعفران بنی رہتی تھی اور ہر ملنے والا ان سے متاثر ہوتا تھا۔ (۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست، انسان دوست اور دوست پرور انسان تھے۔ انھوں نے درپردہ بہت سے لوگوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایسے افراد سامنے آئے جن کی وہ دامے، درمے، قدمے، سخنے، ہر ممکن طریقے سے پوشیدہ طور پر مدد کرتے رہتے تھے۔ انھوں نے ایسے بہت سے افراد کو کامیاب انسان بننے میں مدد دی۔ وہ ہر واقف وناواقف کو جو اُن سے رابطہ کرتا علمی وادبی امور میں بھرپور مشاورت ورہنمائی مہیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض عمر بھر درس وتدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔ وہ ایک مشفق اور مثالی استاد تھے۔ اپنے طالب علموں کے ساتھ ان کے مراسم ہمیشہ دوستانہ نوعیت کے رہے۔ طالب علم کے ادبی ذوق اور تحقیقی صلاحیتوں کو جانچنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جو ہر قابل نظر آتا تو اس کی آبیاری کی پوری پوری کوشش کرتے اور خضرِ راہ بن کر اسے منزل مقصود

تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ۔تحقیقی کام میں مواد کی فراہمی اور ترتیب میں بھر پور تعاون کرتے اور زبان و بیاں کی تصحیح کا مشکل فریضہ بڑی دلجمعی سے انجام دیتے ۔ چونکہ وہ خود انتھک محنت کرنے کے عادی تھے،اس لیے اپنے طالب علموں میں بھی کام کرنے کی لگن پیدا کر دیتے تھے۔''(۳۳)

ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیات اور اردو و فارسی زبان وادب میں وسیع مطالعہ اور تحقیق رکھتے تھے۔طویل عرصۂ حیات پر مبنی مطالعہ و تحقیق کی بدولت انھیں ہر شے کی حقیقت تک رسائی پانے والی فراستِ مومنانہ حاصل ہوگئی تھی ۔ وہ کسی بھی موضوع پر گھنٹوں گفتگو کر سکتے تھے۔ وہ نہایت توجہ سے سامع کی بات سنتے اور نہایت مفصل و مدلل انداز سے عقدہ کشائی کر دیتے تھے۔اس حوالے سے اپنے مشاہدات و تجربات کے حوالے سے ''مقبول الٰہی'' لکھتے ہیں:

''......ترجمے کے سلسلے میں مفہوم ومعانی ،تلمیحات ،شخصیات وغیرہ ایسے مقامات ہیں جہاں مشورے اور رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ایسے مشوروں اور رہنمائی کے لیے وہی عالم وفاضل موزوں ہوتے ہیں جن کا مطالعہ وسیع و عمیق اور جن کی یادداشت ہمہ وقت حاضر ہو۔میں نے اپنی حد تک ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایسا پایا۔

مثنوی ''مسافر'' کے ترجمے اور تعلیقات میں میرے لیے چند ایک اشکال تھے ۔ میں نے قدرے تامل کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو فون کیا۔میں نے اپنا تعارف کرانا چاہا تو انھوں نے میرا دل یہ کہہ کر خوش کر دیا کہ وہ مجھے جانتے ہیں اور پھر ایک دو حوالے بھی دیئے ۔میرے لئے جو مفاہیم و محاورات واضح نہیں تھے اور جو شخصیات میرے ذہن میں متعین نہیں ہو پا رہی تھیں،انھوں نے اس سلسلے کی مشکلیں آسان کر دیں۔

......میں ''اقبال اور کشمیر'' کے موضوع پر انگریزی میں ایک مختصر سا مضمون لکھ رہا تھا۔اس کے متعلق بات ہوئی ۔انھوں نے دو کتابیں اپنے پاس سے مرحمت کیں......

میں ''اقبال اور وسطی ایشیا'' کے موضوع پر کچھ پڑھ لکھ رہا تھا۔(اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا) ڈاکٹر صاحب نے وسطِ ایشیا سے اقبال کے قلبی لگاؤ کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ کرمانی کی برسی کے سلسلے میں اپنے سفر کے متعلق بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ تاجکیوں نے اقبال کا ایک نغمہ اپنے قومی ترانے کے طور پر اپنایا ہے۔

......ادارہ مستقبلیات نے غالباً دو سال قبل ایک سیمینار منعقد کیا جس کا موضوع ''اقبال اور اکیسویں صدی'' تھا۔ڈاکٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے اقبال کی پیش گوئی کی چھٹی حس کو پیش نظر رکھتے ہوئے انگریزی میں ایک مختصر مضمون لکھا تھا جس میں یہ مصرع بھی شامل تھا۔

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے یہ جوئے خوں ہے

اسے میں نے جنگ عظیم دوم کے متعلق اقبال کی پیش گوئی کہا۔ڈاکٹر صاحب مرحوم نے وہیں،اسی وقت تصحیح فرما دی۔

......ڈاکٹر صاحب کو کلامِ اقبال پر،اس کے سیاق وسباق پر،محل وقوع پر،دور پر،متعلقہ شخصیات پر،علامہ کی زندگی اور مشاغل کے متعلق مواد پر مکمل عبور حاصل تھا اور وہ ان کے گوشے گوشے سے واقف تھے......

(ایک اور موقع پر)''جاوید نامہ'' میں شعلہ جوالہ قرۃ العین طاہر کے ذکر پر بات چلی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ جو کلام اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل اس کا نہیں بلکہ وہ کسی مرد شاعر کا ہے جو تخلص طاہرہ ہی کرتا تھا لیکن جو اس سے پہلے ہو گزرا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس کا نام،اس کا عہد،وطن،اس پر تحقیق کرنے والے کا نام،دورِ حیات خاصی تفصیل سے مجھے فون پر بتائے......

میں زیادہ تر فون ان کے گھر پر کرتا۔علیل ہوتے ہوئے بھی فون تک تشریف لے آتے ۔میرا مقصد کسی نہ کسی نکتے کی

وضاحت یا کسی کتاب پر موضوع کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہوتا تھا۔ انھوں نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔"(۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علم دوستی کے بارے میں متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض جب تہران میں مقیم تھے تو "کتابیات اقبال" کے لیے معروف اقبال شناس اور محقق، پروفیسر رفیع الدین ہاشمی کو ایران میں فارسی کی نئی مطبوعہ کتب کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہے۔(۳۵)

ڈاکٹر محمد ریاض غیر معمولی حافظے کے مالک تھے۔ وہ اقبال کے اشعار و افکار کے قاری، حافظ اور محدث تھے۔ اقبالیات کے ہر پہلو پر ان کی نظر تھی اور انھوں نے اس کے تقریباً ہر پہلو پر لکھا۔ علامہ اقبال کے علاوہ انھیں دوسرے شعراء کے فارسی اور اردو کے سینکڑوں اشعار از بر تھے اور خاص طور پر تاریخ اسلام کی بہت سی مشہور شخصیات کی ولادت و وفات کی تاریخیں انھیں یاد تھیں۔ وہ کسی بھی موضوع پر کلام اقبال سے اور دیگر شعرا کے دواوین سے متعدد اشعار سنا دیتے تھے اور پھر ان کے تقابل و موازنہ سے ان کے فکری و فنی محاسن بھی متعین کر دیتے تھے۔ راقم الحروف کو تقریباً ان کی تمام تصانیف اور مقالات و مضامین بغور پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ انھوں نے قریباً تمام اشعار اپنے تیز حافظے کی بنیاد پر املاء کرائے اور ان میں تحقیق کرنے سے برائے نام اغلاط نظر آئیں۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، صدر شعبہ اقبالیات بتاتے ہیں کہ انھوں نے ایم فل اقبالیات کے طلبہ کے لیے رہنما گائیڈ بغیر کسی کتاب سے استفادہ کیے انھیں املا کرائی تھی۔ ڈاکٹر محمد اکرم بتاتے ہیں کہ میں نے انھیں اپنا ایم فل کا مقالہ چیک کرایا تو انھوں نے مقالے میں درج کیے ہوئے سنین عیسوی کو اپنے حافظے کی بنا پر سنین ہجری میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں، میں نے تقویم کی مدد سے پرکھا تو ان کی کی ہوئی تمام تبدیلیاں درست نکلیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزند تراب احمد ستی بتاتے ہیں کہ ان کے والد کو علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ اپنے احباب سے اکثر کہا کرتے تھے کہ انھیں علامہ اقبال کے اٹھارہ ہزار اشعار میں سے قریباً دس گیارہ ہزار اشعار زبانی یاد ہیں۔ وہ ایسا بہت یقین اور اعتماد سے کہا کرتے تھے اور اس کے ثبوت کے لیے بطور آزمائش شرط لگانے کو بھی تیار رہتے تھے۔(۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض ایک نہ تھکنے والے ادیب، دانشور، مصنف، مولف اور مترجم تھے۔ انھوں نے میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کی۔ اس دوہری مشقت کی وجہ سے وہ سخت محنت کے عادی ہو گئے تھے۔ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور وہ مصروف سے مصروف تر ہوتے چلے گئے۔ وہ بیک وقت کئی کام نمٹانے کے عادی ہو چکے تھے۔ شعبے کے کام بھی نمٹاتے، تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھتے اور امتحانی پرچے بنانے اور جانچنے کا کام بھی کرتے رہتے۔ اپنے علمی و ادبی ذوق کی تسکین کے لیے، اپنے احباب، اعزہ و اقربا، رفقائے کار اور طلبہ کے ساتھ ذمہ داریوں اور تعلق کا رشتہ احسن طور پر نبھانے کے لیے اور اپنے اہلِ خانہ کی ضروریات کی تکمیل اور انھیں بہتر مستقبل دینے کے لیے انھیں بہت محنت کرنا پڑتی تھی۔ وہ پشاور یونیورسٹی، بہاولپور یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں اور بورڈوں کے لیے پرچے بنانے اور دیکھنے کا کام بھی کیا کرتے تھے اور اس کام میں خاصی مسرت محسوس کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اس سلسلے میں بھی وہ علامہ اقبال کے پیروکار ہیں جو مڈل اور میٹرک سے لے کر ایم اے اور پی ایچ ڈی کے درجوں تک ممتحن کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔(۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے دورِ علالت میں بھی تمام علمی و ادبی اور معاشی سرگرمیاں جاری رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ

نہایت دیانت دار اور راست گو بھی تھے۔ اس حوالے سے ان کے فرزند تراب احمد سنی نے انٹرویو کے دوران بتایا:

”میں نے جب ایف اے اسلامیات اختیاری کا پرچہ دیا تو انھوں نے پوچھا کہ پیپر کیسا ہوا؟ میں نے بتایا کہ پیپر قدرے مشکل تھا مگر تقریباً ٹھیک ہو گیا۔ انھوں نے کہا وہ پیپر میں نے بنایا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ انھوں نے اس ضمن میں مجھے کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا تھا۔ وہ اکثر مختلف یونیورسٹیز کے پیپر بناتے اور چیک بھی کرتے تھے۔ بعض لوگ گھر آتے تھے اور ان سے اچھے نمبر حاصل کرنے کے لیے سفارش پیش کرتے اور درخواست کرتے تھے۔ اس بات پر وہ بہت ناراض ہوتے تھے اور ایسے لوگوں کو سختی سے منع کر دیتے تھے۔ (۳۸)

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور انگریزی، تینوں زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے تینوں زبانوں میں مقالات و مضامین لکھے اور ان کے تراجم بھی کیے۔ انہوں نے اردو و فارسی میں بھی بہت سی کتب لکھیں اور اردو کتب کے تراجم کیے۔ انگریزی میں انھوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ تاہم انھوں نے علامہ اقبال کے انگریزی مضامین، یادداشتوں اور ڈاکٹر این میری شمل کی مشہور کتاب ”Gabriel's Wing“ کا اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ اہلِ زبان کے ساتھ روانی سے فارسی بولتے تھے۔ ڈاکٹر شبلی اور ڈاکٹر محمد ریاض، دونوں نے ایران سے پی ایچ ڈی کی تھی۔ فارسی میں دونوں بہت رواں تھے اور اپنی روانی برقرار رکھنے کے لیے بسا اوقات فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔ ایران کے قومی اسمبلی کے اسپیکر نے جب اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی میں فارسی میں تقریر کی تو ڈاکٹر ریاض نے فوراً اس کا لفظ بہ لفظ انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ اسی طرح وہ فارسی کا اردو میں اور اردو کا فارسی میں فوراً ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ ”ہلال“ اور ”پاکستان مصور“ کے ایڈیٹر، سید مرتضیٰ موسوی نے انٹرویو کے دوران بتایا کہ ڈاکٹر محمد ریاض ان مجلّات کے باقاعدہ رائٹر تھے۔ وہ اقتصادی و سماجی موضوعات پر لکھتے رہے اور تراجم بھی کرتے رہے۔ وہ تکنیکی موضوعات کا بھی ترجمہ کرتے تھے۔ سید مرتضیٰ موسوی نے ایک سکالر کو فارسی میں ترجمہ کرنے کے لیے ایک مضمون دیا۔ اس نے مہینے بھر بعد ترجمے سے معذرت کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اصل مضمون واپس کر دیا کہ ہم اس میدان کے مرد نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا چند دنوں میں ترجمہ کر دیا۔ (۳۹)

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ۱۶ ستمبر ۲۰۱۵ء کو راقم الحروف سے ایک ملاقات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران میں فارسی کے رسالے کو مضمون بھیجا۔ اس مضمون پر ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھ کر مجھے مطالعے کے لیے بھیجا کہ یہ مضمون کسی پاکستانی کا لکھا ہوا ہے۔ آپ پڑھ کر خوش ہوں گے۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی بہت اچھی لکھتے تھے۔ (۴۰)

ڈاکٹر محمد ریاض ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اقبال شناسی کے مردِ یکتا، شاہِ ہمدان کے رموز آشنا اور فکرِ رومی کے شناسا تھے۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں تازہ بتازہ نو بنو موضوعات پر سینکڑوں تحقیقی مقالات و مضامین تحریر کیے۔ موضوعات کے تنوع اور وسعت کے باوجود ان کی تحریر، تحقیق اور تنقید میں کسی طرح کا ابہام یا پیچیدگی نہیں ہے۔ ان کی نگارشات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علوم اسلامیہ، تاریخ و تہذیب، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کا وسیع مطالعہ اور ان مضامین پر دسترس رکھتے تھے۔ وہ بسیار نویس اور قلم کے پہلوان تھے۔ ان کے مطالعہ اور تحریر کی رفتار حیرت انگیز تھی۔ وہ سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت بدرجہ اتم رکھتے تھے۔ خود ساختہ یا سیلف میڈ (Self made) انسان کا لفظ ان پر لفظی و معنوی اعتبار سے صادق آتا تھا۔ وہ بلاشبہ مسلسل ریاض و محنت سے ڈاکٹر محمد ریاض بنے۔ ایک عمر کے ریاض سے انھوں نے یہ مقام

حاصل کیا تھا۔ان کے خاندان میں بھرپور علمی روایت کا سراغ نہیں ملتا۔انھوں نے جتنا بھی عروج پایا عشقِ نبوی ﷺ کی بدولت پایا۔ان کی علامہ اقبال سے عشق کی وجہ بھی عشقِ نبوی ﷺ ہی تھا۔ان کے جلیل القدر پاکستانی وایرانی اساتذہ نے صدق وخلوص اور محبت وشفقت سے ان کی شخصیت سازی کا فریضہ سرانجام دیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے جذبۂ عشق سے حاصل ہونے والی روحانی وقلبی توانائی سے اپنے اور اپنے شاگردوں اور احباب کے فکروعمل کو بہتر سے بہتر بنانے کا عمل تاحیات جاری رکھا۔انھوں نے بحیثیت متعلم ومعلم، بحیثیت مصنف ومترجم، بحیثیت شارح ومدیر، بحیثیت رفیق کار وہمدم، مثالی کردار ادا کیا۔ان کے دم سے دلی ولاہور اور تہران واسلام آباد ہم پہلو ہوئے۔انھوں نے ہمہ عمر دن رات ایک کرکے، اپنی صحت کی پروانہ کرتے ہوئے، تحقیق وتنقید، تصنیف وتالیف اور تعلیم وتدریس کے کام جاری رکھے۔ بیرونِ ملک علمی وجاہت سے پاکستان کا نام روشن کیا۔آئندہ نسلوں کے لیے بین الاقوامی سطح پر منفرد حیثیت کا حامل ''شعبہ اقبالیات'' قائم کیا اور اپنی عمر بھر کی کمائی تحقیقی کتب اور مقالات ومضامین کی شکل میں محفوظ کی۔انھیں جس قدر بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔(۴۱)

صدر شعبہ اقبالیات، پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر محمد ریاض کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''......ہم ہمیشہ باقی رہ سکتے ہیں۔اس کی مختلف ومتنوع صورتوں میں ایک ہمارا کیا ہوا کام بھی ہے۔آج بھی اقبالیات پر ڈاکٹر محمد ریاض کا کام قطب مینار کی طرح دکھائی دیتا ہے۔مقدار بھی اور معیار بھی یہی تناسب عظمت کو جنم دیتا ہے۔''(۴۲)
>
> ''......سب سے بڑی بات جو میں ان سے سیکھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے کام اور پیشے سے محبت کس طرح کی جاتی ہے۔ ایک پروفیسر کا سرمایہ افتخار اس کا تحقیقی کام ہوا کرتا ہے۔اس اعتبار سے ڈاکٹر صاحب بہت بڑے سرمایہ دار اور صاحبِ افتخار پروفیسر تھے۔''(۴۳)

رائزن فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد کے آقائی محمود رضا مرندی، ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''وہ ایک نہ تھکنے والے ادیب' دانشور' مصنف' مؤلف اور مترجم تھے اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ انھوں نے فارسی سے اردو میں کیا۔خود ان کی پچاس سے زیادہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور پاکستان اور ایران کے موقر جریدوں میں ان کے مقالات اکثر چھپتے رہے ہیں۔ایران میں تدریسِ اردو اور پاکستان میں تدریسِ فارسی کے میدان میں انھوں نے بڑا کام کیا ہے اور اس طرح پاکستان وایران کے فرہنگی اور ادبی روابط کو مضبوط کیا ہے۔خانہ فرہنگ ایران راولپنڈی میں برسوں تدریسِ فارسی کی ہے اور ان کے سینکڑوں طلباء اور طالبات اب پاکستان کی مختلف درس گاہوں میں تدریسِ فارسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے اور شمع سے شمع روشن ہوتی ہے۔آج ڈاکٹر ریاض ہم میں موجود نہیں مگر ان کے روشن کیے ہوئے چراغ اپنی روشنی پھیلا رہے ہیں اور ان کے مشن کی تکمیل میں سرگرم ہیں۔فروغ زبان وادبیاتِ فارسی کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کی کاوشوں اور خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔''(۴۴)

علالت اور رحلت:۔

ڈاکٹر محمد ریاض جنوری ۱۹۸۳ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء، تادمِ آخریں مختلف عوارض کا شکار رہے۔۱۱ جنوری ۱۹۸۳ء کو انھیں ضعفِ معدہ کی شکایت لاحق ہوئی۔ بہت علاج معالجہ کرایا مگر مکمل افاقہ نہ ہوا۔اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں ہی ٹریننگ کے لیے انگلینڈ گئے تو وہاں کے ایک ہسپتال میں ان کی گردن کا آپریشن کیا گیا اور انھیں بتایا گیا کہ انھیں انتڑیوں کی ٹی بی ہے۔

انھوں نے اس کا علاج کروایا تو دواؤں کے مضر اثرات سے کالا یرقان ہوگیا۔ اس سے جگر خراب ہوگیا۔ جگر کی خرابی سے جسم میں خون بننا بند ہوگیا۔ آنکھوں میں کالا موتیا بھی اتر آیا۔ انھوں نے ۲۰ ستمبر ۱۹۸۸ء کو امانت آئی ہاسپٹل سے بائیں آنکھ کے موتیے کا آپریشن کروایا۔ ایک سال بعد دوسری آنکھ میں بھی موتیا اتر آیا۔ انھوں نے ۲۲ فروری ۱۹۸۹ء کو ۵۰ دن کے لیے رخصت لی اور اس دوران دائیں آنکھ کے موتیے کا آپریشن کروا کر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق آرام کیا۔ اس دوران جسم میں خون کی شدید کمی ہوگئی اور ساتھ ہی جوڑوں کے درد کی شکایت ہوگئی۔ اس کے علاج کے لیے انھیں ۶ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہیلر ہسپتال راولپنڈی میں داخل کیا گیا۔ وہاں وہ ۱۳ دن رہے اور انھیں ۱۹ ستمبر ۱۹۸۹ء کو شام کو ڈسچارج کیا گیا۔ ۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو رخصت لے کر جگر کے علاج کے لیے ہیلر ہسپتال راولپنڈی میں داخلہ لیا۔ ۲۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو انھوں نے الشفاء ٹرسٹ ہسپتال راولپنڈی سے ایک بار پھر آنکھ کا آپریشن کروایا۔ ۴ جون سے لے کر ۸ جون ۱۹۹۴ء تک انھوں نے امام خمینی کانفرنس منعقدہ لاہور میں شرکت کی۔ لاہور میں ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اور واپسی میں انھیں اسٹریچر پر لٹا کر جہاز میں بٹھایا گیا۔ اس کے بعد وہ چند ماہ شدید علیل رہے۔ بائیں ٹانگ میں پھوڑے کی وجہ سے ڈاکٹر نے مکمل آرام تجویز کیا۔ علاج کے لیے جنرل ہسپتال راولپنڈی میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ۲۴ جولائی ۱۹۹۴ء سے ۳۱ اگست تک چھٹی لی۔ ۳۱ اگست ۱۹۹۴ء کو اپنے بیٹے تراب احمد کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بمشکل تمام شعبہ اقبالیات تشریف لائے۔ وہ بے حد کمزور ہو چکے تھے اور آسانی سے چل پھر نہیں سکتے تھے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء صبح ۶ بجے وہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ (۴۵)

راولپنڈی میں ڈاکٹر محمد ریاض کی رہائش گاہ پر نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے شعبہ اقبالیات اور دیگر شعبہ جات کے افراد شامل ہوئے۔ اس کے بعد ان کی میت کو ان کے آبائی گاؤں گہل سوراسی لے جایا گیا۔ جہاں شام ۴ بجے دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اس کے بعد انھیں ان کے آبائی گاؤں کے قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ (۴۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کی وفات پر ان سے خاص تعلق رکھنے والے اہلِ علم و ادب نے مختلف انداز سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ بہت سے افراد نے تحقیقی مقالات رقم کیے۔ شمیم صبائی ستھراوی نے اردو میں اور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے فارسی میں قطعہ تاریخ کہا۔ ڈاکٹر ارشاد احمد اعوان نے انھیں اشعار کی شکل میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

منظوم خراجِ عقیدت از ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان:۔

گرویدہ اک جہاں ہے محمد ریاض کا
ہر شخص مدح خواں ہے محمد ریاض کا

اقبالیات و ذکر امیر کبیر سے
اک ربط جسم و جاں ہے محمد ریاض کا

دائم جدائیوں کا سفر دے گیا ہمیں
یہ دردِ بے اماں ہے محمد ریاض کا

مردان کار سے نہیں خالی جہاں، مگر
نعم البدل کہاں ہے محمد ریاض کا (۴۷)

قطعہ تاریخ وفات از شمیم صبائی ستھراوی:۔

"آہ مرگ ڈاکٹر محمد ریاض"

۱۹۹۴ء/۱۴۱۵ھ

جب محمد ریاض کی رحلت کر گئی اہلِ علم کو مغموم
یوں پکارا شمیم ہاتف نے ''ہے محمد ریاض اب مرحوم''

قطعہ مادہ تاریخ ازدکتر محمد حسین تسبیحی رھا:۔

درر ثاء در گذشت مرحوم مغفور برور پروفسور دکتر محمد ریاض خان استاد دانشمند و ایران شناس و اقبال شناس و شاہ ہمدان شناس و فارسی گوئی خردمند متخصص ادبیات و زبان اردو و پنجابی و انگلیسی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

ولادت : روز چھارم ماہ مارس ۱۹۳۵ءم در دھکدہ گہل (کوھستان مری)

وفات : روز ۲۸ ماہ نومبر ۱۹۹۵ میلادی برابر با ہفتم آذر ماہ ۱۳۷۳ھ ش و مطابق با ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ق راولپنڈی در خانۂ شخصی خود۔

مدفن : درھماں زادگاھش گہل (کوھستان مری)

مدت عمر : ۶۰ سال

محمد ریاض آن ادیب زمان   محمد ریاض از جھاں شد روان
سخندان و ایران شناس بزرگ   برفت از میان دلم شد غمان
رہ و رسم سید علی کار او   ہمہ عمر او جلوہ عارفان
طریقِ فتوت ازو جلوہ گر   بہ کشمیر و نوکوت' روح روان
خراسان و ختلان و ایران زمین   ہمدان و کولاب او نوحہ خوان
غمگین و شکستہ دل و اشکبار   ہمہ خاندانش ز خرد و کلان
دل و جان او سوی اقبال بود   بہ آثار او روز و شب جان فشان
دریغا دریغا محمد ریاض   بہ خاک سیہ خفت و از ما نھان
نوشت او کتب در فنونِ ادب   مقالات تحقیقی جاودان
چو رفت از جھان ادب آن ادیب   حروف جمل گشتہ تاریخ خوان
''محمد ریاض عالم قدس او''   ستایندہ بود و ادب را نشان
۱۴۱۵ھ ق
''بدرگاہ والا محمد ریاض''   بہ تاریخ شمسی بود راز دان
۱۳۷۳ھ ش
''گلستان رنگین محمد ریاض''   مسیحا ز دہ نغمہ گل فشان
۱۹۹۴ء
دعا و نیایش بر آن مرد نیک   بود رحمت و مغفرت بر زبان
''رھا'' ہم نشین بود و ہمراہ او   جدا شد ز ما' رفت سوی جنان (۴۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت بلند ہمت، محنتی اور مخلص انسان تھے۔ انھوں نے بسترِ علالت پر بھی لکھنے پڑھنے کا کام جاری

رکھا۔ان کی طبیعت کچھ سنبھلتی تو فوراً اپنے دفتر پہنچ جاتے تھے۔اُن کی وفات پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ ۸، اسلام آباد کے جنوری ۱۹۹۵ء کے ''جامعہ نامہ'' میں انتقال پر ملال کے عنوان سے خبر یوں شائع کی گئی:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض چیئرمین شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۲۸ نومبر کو صبح ساڑھے چھ بجے طویل علالت کے بعد راولپنڈی جنرل ہسپتال میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ڈاکٹر صاحب مرحوم کی پچاس کے لگ بھگ علمی/ادبی تصانیف کے علاوہ لاتعداد تنقیدی/تحقیقی مقالے قومی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل مجلوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ڈاکٹر ریاض کا بے مثال کارنامہ اقبالیات کے موضوع پر ان کی درجنوں تصانیف ہیں۔ڈاکٹر صاحب کو ان کے آبائی گاؤں مری کے قریب سہر بگلہ (گہل سوراسی) میں دفن کیا گیا۔''

سابق صدر شعبہ اقبالیات ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے دسمبر ۱۹۹۴ء میں ''یومِ اقبال'' کی تقریب کا اہتمام کیا۔تقریب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی رحلت پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی اور بتایا گیا کہ ڈاکٹر محمد ریاض پر نہ صرف ایم فل سطح پر مقالات لکھوائے جائیں گے بلکہ مرحوم کے اعزاز میں جلد ہی ایک ادبی ریفرنس بھی ہوگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس کا انعقاد:۔

۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات نے مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس منعقد کیا جس کی صدارت سابق وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید نے کی۔

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء کے ''پاکستان آبزرور''، ''روزنامہ پاکستان''، ''دی نیوز''، ''دی پاکستان ٹائمز'' اور ''دی نیشن'' میں اور ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کے ''نوائے وقت'' میں اس ادبی ریفرنس کی خبر شائع کی گئی۔''روزنامہ پاکستان''، اسلام آباد (اشاعت ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء) میں اس ریفرنس کی خبر اس طرح شائع کی گئی:

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مرحوم کے شعبہ اقبالیات سے متعلق منصوبے جاری رکھے جائیں گے

علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی میں مرحوم کی یاد میں ادبی ریفرنس سے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید کا خطاب

اسلام آباد (پ ر) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس منعقد ہوا جس کی صدارت کرتے ہوئے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید نے ڈاکٹر ریاض مرحوم کی ادبی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔انھوں نے اعلان کیا کہ ڈاکٹر ریاض کے آفس کے باہر مستقل طور پر ان کے نام کی تختی آویزاں کر دی جائے گی اور یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّہ علم کی دستک کا ایک خصوصی شمارہ مرحوم کے لیے وقف کیا جائے گا۔قبل از مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے شعبہ اقبالیات کے موجودہ صدر نشین ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض نے شعبہ اقبالیات میں جن منصوبوں کا آغاز کیا تھا ان پر کام کو آگے بڑھانے کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔انھوں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کی ذاتی لائبریری کو محققین کے استفادہ کیلئے شعبہ اقبالیات میں منتقل کر دیا جائے گا اور ایم فل کی سطح پر مرحوم کے بارے میں تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جائے گا۔پروفیسر ڈاکٹر شوکت صدیقی نے یاد دلایا کہ ادب میں تمغہ حسن کارکردگی کے لیے ڈاکٹر ریاض کے نام کی سفارش کی گئی تھی۔لہٰذا اس معاملے کو ایک مرتبہ پھر متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھایا جائے۔ڈاکٹر اظہر حمید نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا اعتراف ہو سکتا ہے کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے ادبی کام کی بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ہو چکی تھی۔ڈاکٹر پروفیسر ایم طفیل ہاشمی نے کہا اگرچہ مرحوم بہت بڑے سکالر تھے تاہم

عاجزی اور انکساری ان کے مزاج کا جوہر خاص تھیں۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ علم کی جستجو میں بسر ہوا۔ ڈاکٹر نثار قریشی نے خوشبو کی ہجرت کے عنوان کے تحت مقالہ پڑھا اور خیال ظاہر کیا کہ مرحوم نے محض اپنی ذاتی جدوجہد سے علم کی دنیا میں ایسا منفرد مقام حاصل کیا تھا۔ ڈاکٹر پروفیسر ایس اے شیرازی نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ڈاکٹر محمد ریاض جیسے علم پرور لوگوں کی زندگی ہی میں ان کے مقام کو پہچانیں۔ ڈاکٹر ایم صدیقی خان شبلی نے ڈاکٹر ریاض مرحوم کے ساتھ اپنی تیس سالہ ذاتی رفاقت کے حوالے سے مرحوم کے مزاج کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے بتایا کہ ڈاکٹر علامہ اقبال، مولانا روم اور سید علی ہمدانی کے فکر و فلسفہ کا دقیق مطالعہ ڈاکٹر ریاض مرحوم کے لیے ایمان و ایقان کا مرتبہ رکھتا تھا۔ اسلامی تحقیقی ادارے کے پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود نے بتایا کہ علم سے ڈاکٹر ریاض کے شغف کا یہ عالم تھا کہ بستر مرگ پر بھی انھوں نے اپنا علمی کام جاری رکھا۔ ڈاکٹر علی رضا نقوی نے 1994ء کے دوران میں پروفیسر کرم حیدری، ڈاکٹر انور اقبال اور ڈاکٹر ریاض کی رحلت کو علم و ادب کی دنیا کے لئے عظیم نقصان قرار دیا۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی نائب صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا خیال تھا کہ ڈاکٹر ریاض مرحوم نے شعبہ اقبالیات کو ایسی سمت دے دی ہے کہ آئندہ کوئی بھی ہمارے فلسفی شاعر ڈاکٹر اقبال کے بارے میں فکری انتشار پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو پائے گا۔ تقریب میں ڈاکٹر ریاض مرحوم کے صاحبزادے ظفر احمد نے بھی شرکت کی۔ (روزنامہ پاکستان، اسلام آباد: ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء)

اجلاس کے خاتمے پر مرحوم کی مغفرت اور ان کی روح کے لیے ایصالِ ثواب کی دعا کی گئی۔

۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ڈاکٹر ریاض کے کمرے کے باہر اور اندر نام کی تختی آویزاں کی گئی۔ کمرے سے باہر دروازے کے بائیں جانب جو تختی آویزاں کی گئی ہے اس پر لکھا ہے:

"DR. MUHAMMAD RIAZ ROOM"

جبکہ کمرے کی کھڑکیوں کے درمیان خالی جگہ پر آویزاں کی گئی تختی پر یہ تحریر کنندہ ہے:

بہ اعتراف خدمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

صدر شعبہ اقبالیات

۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۴ء

اس تختی کے اوپر ڈاکٹر محمد ریاض کی مسکراتی ہوئی تصویر آویزاں کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف کے لیے جولائی ۱۹۹۷ء میں وائس چانسلر ڈاکٹر انوار حسین صدیقی کے زیرِ سرپرستی اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور موجودہ صدرِ شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کی زیر ادارت علمی مجلّے ''علم کی دستک'' کا خصوصی نمبر ''نذرِ ریاض'' شائع کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات:۔

ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال، مولانا رومی اور شاہ ہمدان کے سلسلے میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک منعقد ہونے والی کانفرنسوں، سیمینارز اور اجتماعات میں اکثر شرکت کرتے اور گاہ بگاہ خطاب بھی کرتے تھے۔

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۷ء سے اپنے آخری علالت کے آغاز تک پاکستان میں منعقد ہونے والی اکثر قومی اور

بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ۴جون سے لے کر ۸ جون ۱۹۹۴ء تک امام خمینی کانفرنس منعقدہ لاہور میں شرکت کی۔ یہ سفر ان کے آخری سفر کی تمہید بن گیا۔ لاہور میں ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اور انھیں اسٹریچر پر لٹا کر بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی لایا گیا۔(۴۹)

دسمبر ۱۹۷۷ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کی بین الاقوامی اقبال کانگرس میں شمولیت اختیار کی۔ اس موقع پر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی سے ان کی پہلی بار ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ان سے تاحیات رابطہ رہا۔(۵۰)

نومبر ۱۹۹۱ء میں، لاہور میں منعقدہ سپین کانفرنس میں شرکت کی۔

ایران میں عظیم جمہوری اسلامی انقلاب فروری ۱۹۷۹ء میں برپا ہوا۔ اس سے قبل دو میعادوں (نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ڈاکٹر محمد ریاض اس ملک میں مقیم رہے۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء)، حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہفتے یا دو ہفتے تک انھیں یہاں رہنے اور علماء و ادبا اور محققین سے تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالات ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم'' (مطبوعہ سرما ۱۹۹۲ء) اور ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی'' میں ایران کے اپنے سفروں، کتب اقبال شناسی کے اکثر مصنفین اور مترجمین سے ملاقاتوں اور ان میں سے بعض کے ساتھ مکاتبت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان مقالات میں علامہ اقبال کے بارے میں لکھی جانے والی کتب، ان کے کلام کی تدوین و توضیح، منتخباتِ کلام کی اشاعت اور بعض کتب اقبالیات کے فارسی تراجم وغیرہ کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔(۵۱)

بدیع الزمان فروزانفر، ایران کے ایک نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم وفنونِ اسلامیہ میں متبحر شخصیت تھے۔ انھوں نے یونیورسٹی آف تہران کے دانش کدہ ادبیات وعلوم انسانی میں بطور استاد اور دانش کدہ معقول ومنقول کے سربراہ کے طور پر کم وبیش ۳۵ سال خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ وہ ۶۵ برس کی عمر میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنے گھر پر اور یونیورسٹی آف تہران میں رضا کارانہ طور پر تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ایران میں سوا تین سالہ قیام (نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء) کے دوران ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کی کئی مجالس میں حاضر ہوکر ان سے استفادہ کیا۔ استاد فروزانفر پاکستان اور علامہ اقبال سے خاص انس رکھتے تھے۔ یومِ اقبال کے موقع پر انھوں نے متعدد مقالے پڑھے اور تقاریر کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے ''**بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم**'' میں ان کی شخصیت اور افکار کا تعارف پیش کیا ہے اور ان کی تصانیف کا بھی تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے استاد فروزانفر کی ایک معنی خیز تقریر کا فارسی متن (ملخصاً) ''اقبال ریویو'' کراچی کی اشاعت اپریل ۱۹۶۹ء میں شائع کرایا تھا۔ انھوں نے اس طرح ایران کی بہت سی شخصیات کی علمی و ادبی خدمات پر مقالات ومضامین تحریر کیے اور اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات میں دلچسپی رکھنے والے اہلِ ذوق

افراد کو رہنمائی مہیا کی۔(۵۲)

۳۔ ۱۹۸۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کی۔اس سفر میں پروفیسر نظیر صدیقی، سابق صدر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ان کے ہمراہ تھے۔ یہ سیمینار ۱۵ فروری تا ۱۸ فروری ۱۹۸۷ء کے دوران منعقد ہوا تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی'' میں سیمینار کے شرکاء اوران کے مقالات کے حوالے سے ان کے افکار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔اس میں انھوں نے آگرہ کی سیر اور تاج محل دیکھنے اور پاکستانی مصنفین کی بھارت میں شائع ہونے والی کتب کا بھی ذکر کیا ہے۔ان کا یہ سفر ۲۱ فروری ۱۹۸۷ء کو اختتام پذیر ہوا تھا۔اس مضمون میں انھوں نے ستمبر ۱۹۷۸ء میں اپنے بھارت کے سفر اور تاج محل دیکھنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

انھوں نے ۱۹۸۷ء کے سفرِ علی گڑھ کے دوران وہاں سے ''تفسیر اقبال'' کے نام کی ایک کتاب خریدی تھی جس میں پاکستانی مجلّات سے منتخبہ مقالات شائع کیے گئے تھے۔ان مقالات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مقالات ''اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ'' اور ''اقبال کے ساقی نامے'' بھی شامل تھے۔اس کتاب سے متاثر ہوکر ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مقالات پر مشتمل کتاب ''تفسیرِ اقبال'' مرتب کی جو مقبول اکیڈمی لاہور سے شائع ہوئی۔

انھوں نے سیمینار میں علامہ اقبال کے فارسی شاعری کے اسلوب پر ایک انگریزی مقالہ پڑھا تھا جو "Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian" کے عنوان سے اقبال ریویو جلد ۲۹، شمارہ ۱، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔(۵۳)

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے چار بار افغانستان کی مختصر الایام سیاحت کی اور کئی افغان مشاہیر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ انھوں نے اپنے مضمون ''اقبال اور افغانستان''، مشمولہ: ''آفاقِ اقبال'' میں افغانستان کے اپنے ان سفروں کا مختصراً ذکر کیا ہے اور افغانستان سے علامہ اقبال کے فکری و عملی روابط اور افغانستان میں اقبال شناسی سے متعلق ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔تہران میں نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء کے دورانیے میں قیام کے علاوہ بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو کئی بار ایران جانے کا موقع ملا۔اس دوران وہ افغانستان اور ایران میں اقبال پر شائع ہونے والے فارسی مقالات اور کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے۔انھوں نے بعض اہم تر مقالوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔انھوں نے اپنے مقالہ ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ ''افاداتِ اقبال'' میں افغانستان اور ایران میں اقبالیات پر شائع ہونے والے تمام اہم مقالات اور کتب کی فہرست دی ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے دونوں ممالک میں اقبال شناسی کے معیار کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔(۵۴)

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بطور ماہر تعلیم، اقبالیات کے مختلف کورسز تحریر کیے۔انھوں نے ۱۹۷۹ء میں انٹرمیڈیٹ اقبالیات کا کورس (کوڈ ۳۰۳)، ۱۹۸۰ء میں بی اے اقبالیات کا کورس (کوڈ ۴۰۵)، ۱۹۸۵ء میں اقبال کی فارسی شاعری اور اقبال کی اردو نثر کے کورسز، ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کے کورسز (کوڈ ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳)، ۱۹۹۳ء میں ایف اے کے لیے فارسی کورس (کوڈ ۳۶۱) پیش کیے۔ ہر سال باقاعدگی سے ایم فل اقبالیات کی ورکشاپ کے

انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا جس میں وہ خود بھی لیکچر دیتے تھے اور دوسرے ماہرینِ اقبال کو بھی مدعو کرتے تھے جو طلبہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

۶۔ انھوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّہ ''علم کی دستک'' کی ادارت کا فریضہ سرانجام دیا۔۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی معاونت سے یونیورسٹی کے مجلّے ''علم کی دستک'' کا اقبال نمبر نکالا۔

۷۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام شعبہ اقبالیات کی طرف سے ہر سال قومی سطح پر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں اقبال پر ذہنی آزمائشوں کے ریڈیائی پروگرام اور مضمون نویسی کے مقابلے منعقد کرائے۔

۸۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے شعبۂ اقبالیات کے تحت اردو اور انگریزی کے علاوہ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں علامہ اقبال پر تحقیقی کام کرنے والوں کو پہلی بار انعامات دلوائے۔حکومتِ پاکستان کو یہ سلسلہ پسند آیا اور صدرِ پاکستان کے احکامات کے تحت وفاقی وزارتِ تعلیم کی طرف سے انعامات دیے جانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کوششوں کی بدولت علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں علامہ اقبال سے متعلق نادر اشیاء، تحریریں اور عکسی نقول رکھنے کے لیے ''گوشۂ اقبال'' قائم کیا گیا۔

۱۰۔ انھوں نے ہر سال یونیورسٹی میں یومِ اقبال (اقبال ڈے) دھوم دھام سے منانے کا اہتمام کیا۔یومِ اقبال کے موقع پر نامور ماہرینِ اقبالیات کو اقبالیات کے حوالے سے اظہارِ رائے کی دعوت دی جاتی تھی۔علامہ اقبال سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے ڈاکٹر محمد ریاض اہم مواقع پر مزارِ اقبال پر بھی حاضری دیتے اور پھولوں کی چادر چڑھاتے تھے۔

۱۱۔ انھوں نے پی ایچ ڈی اقبالیات کے تحقیقی پروگرام کے اصول و ضوابط پر اجلاس منعقد کرائے۔انھی اصول و ضوابط کے تحت ان کے بعد صدر شعبہ اقبالیات ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اس پروگرام کا اجرا کیا۔

۱۲۔ اسلام آباد کی تنظیموں ''دائرہ'' اور ''آئینہ'' کے زیرِ انتظام ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔اسی طرح جہاں کہیں ادبی محفل ہوتی، شرکت کی کوشش کرتے تھے۔آپ زیادہ تر ایسی محافل میں اقبالیات کے موضوع پر اظہارِ رائے کرتے تھے۔

۱۳۔ پیشہ وارانہ مہارت میں اضافے کے لیے ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں ریڈیو پر براڈ کاسٹ کے لیے سکرپٹ لکھنے اور فاصلاتی نظام کے تحت ٹی وی پروگرام لکھنے کی تربیت حاصل کی۔سٹاف ٹریننگ پروگرام کے سلسلے میں انگلینڈ گئے جہاں او ڈی اے پروگرام کے تحت لندن یونیورسٹی یو کے میں Distance Teaching in Under Development Countries پروگرام کے تحت ٹریننگ حاصل کی۔ٹریننگ کورس کے سلسلے میں ۶/اپریل ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۸/اگست ۱۹۸۳ء تک انگلینڈ میں مقیم رہے۔(۵۵)

علمی و ادبی آثار:۔

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے بہت سی کتب کے فارسی سے اردو میں، اردو سے فارسی میں، انگریزی سے اردو میں، انگریزی سے فارسی میں تراجم کیے۔اسی طرح انھوں نے بہت سے مقالات و مضامین کے فارسی سے اردو اور انگریزی سے اردو میں تراجم کیے۔فارسی، اردو اور انگریزی میں ان کی مترجمہ کتب،

مقالات اور مضامین علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے اہم اور متنوع اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔انھیں آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنا ضروری تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض اپنے کثیر الجہت علمی و ادبی ذوق کی وجہ سے ترجمہ،تصنیف و تالیف اور تدریس کے کاموں میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے۔ان کی مستقل کتب و تصانیف اور تراجم مختلف پبلشرز نے شائع کیے۔اسی طرح ان کے سینکڑوں مقالات و مضامین مختلف ملکی و غیر ملکی جرائد و رسائل میں شائع ہوئے۔اس قدر وسیع کام کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، مقالات و مضامین محفوظ رکھتے اور ان کا ریکارڈ بھی مرتب کر لیتے مگر اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اور اپنی علمی و ادبی تخلیقات کو محفوظ رکھنے کے تقاضوں کی ضرورت و اہمیت کی طرف عدم توجہ کی وجہ سے وہ بروقت اور کماحقہٗ ایسا نہ کر سکے۔انھوں نے اس ضمن میں اپنے قریباً ایک سو دس (۱۱۰) مقالات و مضامین پر مشتمل آٹھ مجموعے مرتب کیے اور شائع کرائے۔ان میں سے سات مجموعے ۱۹۸۲ء تا ۱۹۹۲ء کے درمیانی عرصہ میں اور آخری مجموعہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی و ادبی خدمات کی بنا پر ڈاکٹریٹ ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۹۲ء کے بعد مختصر سا سوانحی اور علمی و ادبی خاکہ (curriculum vitae) مرتب کیا تھا۔اس خاکے میں انھوں نے اپنی علمی و ادبی تخلیقات (کتب،تصانیف، تالیفات،تراجم اور تبصروں کی ضروری تفصیلات) سے متعلق اٹھارہ صفحات پر مشتمل فہرست بھی دی ہے۔اس فہرست میں انھوں نے اپنی قریباً دوصد پندرہ (۲۱۵) کتب،تصانیف، مقالات و مضامین،تبصروں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ یہ فہرست نامکمل ہے۔

فہرست نامکمل ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔خود انھیں اپنی تمام مطبوعہ کتب، تصانیف، تراجم اور مقالات و مضامین تک رسائی حاصل نہ تھی۔اس سلسلے میں انھوں نے باقاعدہ کوئی ریکارڈ بھی مرتب نہیں کیا تھا۔بوقتِ ضرورت انھوں نے دستیاب وسائل کی مدد سے یہ فہرست مرتب کی تھی۔اس فہرست میں تمام کتب اور مقالات و مضامین کے عنوانات انگریزی میں تحریر کیے گئے ہیں اور یہ کسی ملکی یا غیر ملکی یونیورسٹی سے پوسٹ ڈاکٹرل یا ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے مرتب کی گئی تھی۔

تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چارصد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔یہ تعداد ان کے اپنے مرتب کردہ سوانحی اور علمی و ادبی خاکے میں بیان کردہ تعداد سے تقریباً دوگنی ہے۔تحقیق کی رو سے ان کی بہت سی ایسی مطبوعہ کتب، مقالات اور مضامین دریافت ہوئے ہیں جو خود ڈاکٹر محمد ریاض کی دسترس میں نہیں رہے تھے اور وہ اتنی فرصت بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔ان کی اپنی مرتب کردہ فہرست میں کہیں بھی اسے مرتب کرنے کی تاریخ درج نہیں ہے۔تاہم اس میں موجود داخلی شواہد سے علم میں آتا ہے کہ یہ فہرست ۱۹۹۲ء یا اس کے بعد مرتب کی گئی تھی۔ڈاکٹر محمد ریاض چند سالہ شدید علالت کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو وفات پا گئے۔ان کی وفات کے بعد ان کے ذاتی کتب خانے میں موجود تمام کتب شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کو عطیہ کر دی گئیں۔ان کے اس ذاتی کتب خانے میں بھی ان کی صرف آٹھ دس کتب ہی موجود ہیں جبکہ اس میں کوئی غیر مطبوعہ کتاب نہیں ہے۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب اور مقالات و مضامین کو

محفوظ نہیں کیا تھا۔ ان کی چند ایک کتب طباعت کے لیے تیار تھیں مگر افسوس کہ ان کے ذاتی کتب خانے سے یا ان کے فرزندان (الحاج محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد ستی، تراب احمد ستی)، دختر (نوشین افتخار) اور ان سب کی اولاد میں سے کسی کے پاس سے بھی ان کی کوئی غیر مطبوعہ کتاب نہیں ملی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے رفقائے کار، احباب، علمی و ادبی معاونین اور پبلشرز، سب سے براہِ راست رابطہ و ملاقات کر کے اس ضمن میں دریافت کیا گیا ہے مگر ان کی کوئی غیر مطبوعہ کتاب یا مسودہ نہیں ملا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ان کی غیر مطبوعہ کتب اور مسودات ردی سمجھ کر تلف کر دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنی گراں قدر اور وقیع علمی و ادبی خدمات کی بنا پر بلاشبہ اس قابل تھے کہ انھیں ڈی لٹ یا پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری دی جاتی۔ ان کی وسیع اور گراں قدر علمی و ادبی خدمات کے پیشِ نظر یہ بات بھی وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان پر تحقیق کے لیے پی ایچ ڈی کی سطح کے کم از کم دو تین مقالے درکار تھے۔ راقم الحروف کی خوش قسمتی ہے کہ اسے پوسٹ ڈاکٹرل سطح کے اس قدر اہم، وسیع اور دقیق موضوع پر تحقیق کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات پر لکھے گئے تبصروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے بارے میں لکھی گئی تحریروں اور خود ان کی اپنی مطبوعات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خود ان کو حتمی طور پر اپنی تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں کی تعداد کا علم نہیں تھا۔ جب کبھی ضرورت پیش آتی وہ اندازے سے ان کی تعداد بتا دیتے تھے۔ اس لیے ان کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی ان کی علمی و ادبی خدمات پر کئی مضامین لکھے گئے جن میں ہر کوئی اپنی دید و شنید اور اندازے و قیاس سے ان کی تصانیف کی تعداد اور ان کے کوائف بیان کرتا رہا۔ تحقیق کی رو سے ایسی تمام روایات کلی طور پر درست نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی سوانح اور آثار پر لکھی گئی ایسی تمام تحریروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینا ضروری تھا تا کہ ان کے سوانح اور آثار کے بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے اور ان سے متعلق گزشتہ تحریروں و آرا میں رطب و یابس کی نشاندہی کی جا سکے۔ زیرِ تحقیق موضوع کے تقاضوں کے پیشِ نظر راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر لکھے گئے ایسے تمام مقالات و مضامین اور تبصروں تک رسائی حاصل کی جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست بترتیب حروفِ تہجی)

نمبر	موضوع/عنوان	مبصر/نقاد	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	بار	تاریخ
-01	ڈاکٹر محمد ریاض	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	علم کی دستک (نذر ریاض)				1997ء
-02	ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	ماہنامہ قومی زبان	69	5		مئی 1997ء
-03	ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	پیغام آشنا	16	62		جولائی تا ستمبر 2015ء
-04	محمد ریاض خان	محمد حسین تسبیحی	فارسیِ پاکستان.	2			1977ء
-05	محمد ریاض خان	رسولی	دانشنامۂ ادب فارسی	4		اول	2001ء
-06	مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض	ہارون الرشید تبسم	نوائے وقت				25 اپریل 1992ء
-07	وائس چانسلر کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	نوائے وقت				28 دسمبر 1994ء
-08	وائس چانسلر اور دیگر افراد کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	پاکستان				28 دسمبر 1994ء

(فہرست بترتیب زمانی)

نمبر	موضوع/عنوان	مبصر/نقاد/مرتب	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	بار	تاریخ
01-	محمد ریاض خان	محمد حسین تسبیحی	فارسی پاکستان.	2			1977ء
02-	مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض	ہارون الرشید تبسم	نوائے وقت				25اپریل1992ء
03-	وائس چانسلر کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	نوائے وقت				28دسمبر1994ء
04-	وائس چانسلر اور دیگر افراد کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	پاکستان				28دسمبر1994ء
05-	ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	ماہنامہ قومی زبان	69	5		مئی1997ء
06-	ڈاکٹر محمد ریاض	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	علم کی دستک (نذر ریاض)				1997ء
07-	محمد ریاض خان	رسولی	دانشنامہ ادب فارسی	4		اول	2001ء
08-	ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت اقبال شناس	ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	پیغام آشنا	16	62		جولائی تا ستمبر2015ء

۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر **محمد حسین تسبیحی** رہا نے **''محمد ریاض خان''** کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو کتاب فارسیِ پاکستان کی جلد۲ میں شائع ہوا۔اس میں محمد حسین تسبیحی رہا نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا ہے:

۰۱۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کے مطابق، ڈاکٹر محمد ریاض نہایت فعال علمی وادبی شخصیت اور محقق تھے۔ وہ مذہب، تاریخ اور اسلامی تہذیب وتمدن کے مضامین میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ اپنی علمی وادبی دریافتوں اور حاصل مطالعہ و حاصل تحقیق سے دوسروں کو بھی آگاہ کرنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے جس کے لیے وہ تحقیقی مقالات لکھتے رہتے تھے۔ اپنے ذوقِ تعلیم وتحقیق کی وجہ سے ایران میں قیام کے دوران بھی انھوں نے وہاں کے تاریخی، مذہبی اور قدیم مقامات وآثار کی زیارت کی اور ان پر کئی مقالے لکھے جو اس وقت کے مقامی مجلّات وجرائد میں شائع ہوئے۔

۰۲۔ ۱۹۷۷ء تک ڈاکٹر محمد ریاض ۲۰۰ کے قریب مقالات لکھ چکے تھے۔

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کی سطح پر ''احوال وآثار میر سید علی ہمدانی'' کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ انھوں نے اس مقالہ میں تصحیح وتحشیہ کے ساتھ میر سید علی ہمدانی کا فتوت نامہ بھی شامل کیا تھا۔ ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔

۰۴۔ انھوں نے فتوت نامہ کا اردو میں ترجمہ کیا جو ۱۹۷۱ء میں محکمہ اوقاف لاہور نے شائع کیا۔

۰۵۔ ان کا ایک مجموعہ مقالات ''اقبال ونظریہ حریّتِ پاکستان'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

۰۶۔ ان کا دوسرا مجموعہ مقالات ''اقبال وشاعران فارسی'' چھپنے کو تیار ہے۔

۰۷۔ انھوں نے ۲۵۰۰ شاہنشاہی کے جشن کی مناسبت سے مقالات لکھے ہیں جن کے نام یہ ہیں:

''ایران نامہ'' طبع لاہور، ''سبدگل'' طبع پشاور، ''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' طبع لاہور، ''ایران کبیر وایران صغیر'' طبع لاہور۔(۵۶)

راقم الحروف کی تحقیقات کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے ''احوال وآثار واشعار سید علی ہمدانی

مع چھ رسائل فتوتیہ'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔''اقبال اور فارسی شعراء'' ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے شائع کی تھی۔ مذکورہ بالا کتاب''''اقبال وشاعران فارسی'' کا مکمل نام''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی'' ہے۔ یہ کتاب''اقبال اور فارسی شعراء'' کا فارسی ترجمہ ہے۔ اسے مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا تھا اور اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ کتاب''ایران کبیر و ایران صغیر'' ۱۹۷۱ء میں لاہور سے نہیں بلکہ مظفر آباد، آزاد کشمیر سے شائع ہوئی تھی۔''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' ڈاکٹر محمد ریاض کی نہیں بلکہ جعفر قاسمی کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ادارہ اوقاف لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کی تھی۔ اس کا موضوع تصوف ہے۔ یہ کتاب نمل لائبریری اسلام آباد میں موجود ہے۔ یہ کتاب پی ڈی ایف فارمیٹ میں آن لائن (www.eliterature.com پر) موجود ہے۔''سبد گل'' ایک اردو شاعر''لکھنوی'' کی اردو نظموں کا مجموعہ ہے۔ اسے''انجمن ترقی اردو، ہند'' نے نظامی پریس لکھنو سے شائع کروایا تھا۔ یہ کتاب بھی آن لائن (www.rekhta.org پر) موجود ہے۔''ایران نامہ'' سید ظل الرحمن کا سفرنامہ ایران ہے۔ انھوں نے طب کی ریسرچ کے سلسلے میں اپنے رفقا کے ہمراہ ایران کا سفر کیا تھا۔ ان کا یہ سفرنامہ ۱۹۹۸ء میں علی گڑھ انڈیا سے شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب بھی آن لائن (www.rekhta.org پر) موجود ہے۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق''ایران نامہ'' طبع لاہور،''سبد گل'' طبع پشاور،''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' طبع لاہور، ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف نہیں ہیں۔ ان کتب کا محمد حسین تسبیحی کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود یا ان کے حوالے سے لکھنے والے کسی اور محقق نے ذکر نہیں کیا ہے۔ ان کتب کا ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی ہوئی کتب یا مضامین میں کہیں بھی تذکرہ موجود نہیں ہے۔

۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو روزنامہ نوائے وقت میں **''مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض''** کے عنوان سے **ہارون الرشید تبسم** کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تحقیقات کی ابتداء ۱۹۵۶ء میں مقالہ نگاری سے کی۔ اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی تینوں زبانوں میں تحقیقی مقالے لکھے۔ وہ ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بھی آٹھ سو سے زائد مقالے لکھ چکے ہیں۔''(۵۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے خودنوشت سوانحی خاکے اور راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ان کا پہلا مطبوعہ تحقیقی مقالہ "Baba Faghani's Influence on Iqbal's Poetry" کے موضوع پر تھا جو جرنل آف دی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی کے اکتوبر ۱۹۶۸ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ان کی پہلی کتاب شاہ ہمدان کا رسالہ فتوتیہ تھا جسے''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف، حکومتِ پنجاب نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کی تدوین، تصحیح اور تحشیہ کا فریضہ سرانجام دیا تھا اور اس کا مقدمہ بھی تحریر کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کو''احوال وآثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (با شش رسالہ از وی)'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھنے پر ۱۹۶۸ء میں ڈگری دی گئی تھی اور ان کا یہ مقالہ پہلی بار ۱۹۸۵ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران، اسلام آباد سے شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تعلیمی کیریئر کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۹۵۹ء میں ایف اے کیا تھا۔ ۱۹۵۶ء تک وہ اس قابل نہیں ہوئے تھے کہ کوئی تحقیقی مقالہ لکھ سکیں۔ مزید یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود کبھی بھی آٹھ سو مقالات لکھنے کا ذکر نہیں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض پر لکھنے والے حضرات میں سے بھی کسی نے ان کے اتنی زیادہ تعداد میں لکھے گئے مقالات کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مضمون ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو ڈاکٹر محمد ریاض کی زندگی میں ہی شائع ہوا تھا۔

ہارون الرشید تبسم ڈاکٹر محمد ریاض کے شاگرد ہیں۔انھوں نے ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی ''اقبال بحیثیت ادبی نقاد'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم فل کی ڈگری حاصل کی تھی۔ہارون الرشید تبسم کی طرح ۱۹۹۳ء میں ہی ریسرچ سکالر محمد حمید کھوکھر نے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور و منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' کے عنوان سے ایم فل اقبالیات کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔اس مقالے میں انھوں نے ہارون الرشید تبسم کی نگارشات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پچاس کے قریب کتابیں لکھیں اور آٹھ سو کے قریب مقالات لکھے۔ریسرچ سکالر، محمد حمید کھوکھر نے اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی چند تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں۔اس ضمن میں ان کی مہیا کردہ معلومات بھی نامکمل ہیں اور انھیں مکمل طور پر درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ہارون الرشید تبسم کے مضمون اور حمید کھوکھر کے مقالے میں کہیں بھی ذکر نہیں ہوا کہ انھیں آٹھ سو مقالات کے بارے میں کہاں سے اور کس سے علم ہوا۔غالباً ان سے لکھنے میں غلطی ہوگئی؛ نادانستہ طور پر ایسا لکھا گیا یا پھر سہوِ کاتب سے بات کیا سے کیا ہوگئی۔ڈاکٹر محمد ریاض کے کئی مقالات و مضامین ایک ہی نام سے یا مختلف ناموں سے مختلف مجلّات و جرائد میں شائع ہوئے تھے۔اگر ان سب کو مکرر اشاعت کے ساتھ شمار کیا جائے تو ان کی تعداد آٹھ سو کے قریب قرینِ قیاس ہے۔راقم الحروف نے تمام ممکن وسائل بروئے کار لانے کے بعد اور بھرپور کوشش کی بدولت، بفضلِ تعالیٰ ڈاکٹر محمد ریاض کے چار سو کے قریب مقالات و مضامین دریافت کیے ہیں۔ان میں ایسے مقالات و مضامین جو ایک سے زیادہ بار اور مختلف مجلّات میں شائع ہوئے ہیں، ان کی مکرر اشاعت کو شمار نہیں کیا گیا۔تاہم، اس ضمن میں مزید تلاش جاری ہے، اگرچہ مزید مقالات و مضامین ملنے کا بہت کم امکان ہے۔

ہارون الرشید تبسم نے اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی ہوئی درج ذیل ستائیس (۲۷) اردو و فارسی کتب اور سات (۷) تراجم کا ذکر کیا ہے:

فہرست اردو کتب (تصانیف و تالیفات)

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار سید علی ہمدانی مع چھ رسائل
۰۲۔ افاداتِ اقبال
۰۳۔ اقبال اور ابن حلاج
۰۴۔ اقبال اور اتحادِ مسلمین
۰۵۔ اقبال اور احترامِ انسانیت
۰۶۔ اقبال اور آئینِ جوانمردی
۰۷۔ اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی
۰۸۔ اقبال اور تصوف
۰۹۔ اقبال اور تقدیرِ امم
۱۰۔ اقبال اور شاہ ہمدان
۱۱۔ اقبال اور فارسی شعراء
۱۲۔ اقبال اور معارفِ اسلامی
۱۳۔ اقبال کے تعلیمی نظریات
۱۴۔ آفاقِ اقبال
۱۵۔ برکاتِ اقبال
۱۶۔ تعلیماتِ اقبال جاوید نامہ میں
۱۷۔ تفسیرِ اقبال
۱۸۔ جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)
۱۹۔ جہاتِ اقبال
۲۰۔ حضرت سید علی ہمدانی شاہ ہمدان

۲۱۔ خطبات ومواعظ رومی
۲۲۔ دیوان فارسی علامہ شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)
۲۳۔ رسالہ فتوتیہ از سید علی ہمدانی
۲۴۔ ریاض مقالات
۲۵۔ سفرنامہ روم ومصروشام شبلی
۲۶۔ فارسی ادب کی مختصر تاریخ
۲۷۔ کشف الابیات فارسی اقبال

فہرست تراجم

۰۱۔ افکار اقبال (علامہ اقبال کی تحریروں کا اردو ترجمہ)
۰۲۔ اقبال اور ابن حلاج مع کتاب الطّواسین (اردو ترجمہ)
۰۳۔ بالِ جبریل وارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ)
۰۴۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے دو فتوت نامے مع اردو ترجمہ
۰۵۔ شہپر جبرئیل'' (ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا اردو ترجمہ)
۰۶۔ ہم اور اقبال'' (ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا اردو ترجمہ)
۰۷۔ یادداشت ہائے پراگندہ'' (علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا فارسی ترجمہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کی مذکورہ بالا ستائیس کتب اور سات تراجم میں سے درج ذیل چار کتب اور دو تراجم شائع نہیں ہوئے:

طبع نہ ہونے والی کتب کی فہرست

۰۱۔ اقبال اور آئینِ جوانمردی
۰۲۔ اقبال اور تصوف
۰۳۔ اقبال اور معارفِ اسلامی
۰۴۔ ریاضِ مقالات

طبع نہ ہونے والے تراجم کی فہرست

۰۱۔ بالِ جبریل وارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ)
۰۲۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے دو فتوت نامے مع اردو ترجمہ

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اقبال اور آئینِ جوانمرداں'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو اُن کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''تفسیرِ اقبال'' میں شامل ہے۔اس عنوان سے ان کی کوئی طبع شدہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ڈاکٹر صابر کلوروی نے ''تاریخ تصوّف'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی ایک کتاب مدوّن کی تھی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کا ''پیش گفتار'' تحریر کیا تھا۔''اقبال اور تصوف'' کے عنوان سے ان کا نہ تو کوئی مضمون ملا ہے اور نہ ہی کوئی کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''تفسیرِ اقبال'' کے آخر میں ان کی فہرست کتب میں دو کتب ''اقبال اور معارفِ اسلام'' اور ''اقبال واتحادِ مسلمین'' کا ذکر کیا ہے۔ بہت زیادہ تلاش کے بعد بھی یہ کتب دریافت نہیں ہوئیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی

مرتب کردہ فہرست میں چند ایک ایسی کتب کا بھی ذکر کیا تھا جو زیرِ طبع تھیں یا کسی پبلشر نے یہ کتابیں طبع کرنے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ان کتابوں کے ممکنہ پبلشرز سے رابطہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ انھوں نے یہ کتابیں شائع نہیں کی ہیں۔اسی طرح انھوں نے چند ایک مضامین کے نام کتابوں کے ضمن میں درج کیے ہیں۔ایسے مضامین اور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔''اقبال اور معارفِ اسلام'' ان میں سے ایک ہے۔

۰۱۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی (زیرِ طبع)
۰۲۔ اقبال اور آئینِ جوانمرداں
۰۳۔ اقبال اور تصوّف (زیرِ طبع)
۰۴۔ اقبال اور معارف اسلام (مضامین)
۰۵۔ بالِ جبریل وارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ) (زیرِ طبع)
۰۶۔ پروفیسر اکبر منیر اور علامہ اقبال کی مراسلت
۰۷۔ جہاتِ اقبال (مضامین) (زیرِ آمادگی)
۰۸۔ ریاضِ اقبال (مضامین) (زیرِ آمادگی)
۰۹۔ مضامینِ اقبال (زیرِ طبع)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کے ضمن میں لکھے گئے تمام مقالات ومضامین میں بعض کتابوں کے نام درست نہیں لکھے گئے۔ ہارون الرشید تبسم کے مضمون میں بھی ان کی مذکورہ کتب میں سے درج ذیل کتب کے نام درست نہیں ہیں:

فہرست اردو کتب (تصانیف وتالیفات)

۰۱۔ اقبال اور تقدیر امم
۰۲۔ اقبال اور شاہ ہمدان
۰۳۔ تعلیمات اقبال جاوید نامہ میں
۰۴۔ حضرت سید علی ہمدانی شاہ ہمدان
۰۵۔ خطبات ومواعظ رومی
۰۶۔ دیوان فارسی علامہ شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)
۰۷۔ کشف الابیات فارسی اقبال

مندرجہ بالا کتب کے درست نام درج ذیل ہیں:

۰۱۔ تقدیرِ امم اور اقبال
۰۲۔ حضرت شاہِ ہمدان اور علامہ اقبال
۰۳۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)
۰۴۔ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان
۰۵۔ مکتوبات وخطباتِ رومی
۰۶۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)
۰۷۔ کشف الابیاتِ اقبال

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال پر لکھی گئی 365 کتب کے جائزے پر مبنی اپنی کتاب ''خورشیدِ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل تصانیف، تالیفات اور تراجم پر تبصرہ شامل کیا ہے:

۰۱۔ افاداتِ اقبال
۰۲۔ افکارِ اقبال

۰۳۔ اقبال اور احترامِ انسانیت
۰۴۔ اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی
۰۵۔ اقبال اور فارسی شعراء
۰۶۔ آفاقِ اقبال
۰۷۔ برکاتِ اقبال (مجموعہ مقالات)
۰۸۔ تفسیرِ اقبال
۰۹۔ جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

ان میں ڈاکٹر محمد ریاض سے منسوب مندرجہ بالا وہ کتب جو راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ابھی تک شائع نہیں ہوئیں، شامل نہیں ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہارون الرشید تبسم نے اپنے مضمون میں بغیر تحقیق و تصدیق اور دریافت کے، ان کتب کے نام تحریر کر دیے تھے۔

مئی ۱۹۹۷ء کو ماہنامہ قومی زبان اور سہ ماہی علم کی دستک میں **''ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس''** کے عنوان سے **پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی** کا مضمون شائع ہوا۔ اس میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''..... راقم کے نام ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء کے خط میں انھوں نے بتایا کہ وہ ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کا فارسی نثر میں ترجمہ کر چکے ہیں اور اب اس کا مسودہ اشاعت کے لیے وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کے پاس زیرِ غور ہے۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا سلیس ترجمہ بھی ان کے پیش نظر تھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء کے مکتوب میں انھوں نے لکھا:

''یہ کام میری دلچسپی کا ہے اور شاید میں بہتر کرلوں گا مگر آپ کو طباعت کا بندوبست کرنا ہوگا اور ایک تعارف بھی لکھیں گے۔''

خدا معلوم، مرحوم یہ ترجمہ مکمل کر پائے یا نہیں؟..... ''(۵۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مکتوب میں ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کے فارسی نثر میں ترجمے کا ذکر کیا ہے۔ افسوس کہ یہ ترجمہ طبع نہ ہوا اور اس کا مسودہ بھی دریافت نہ ہو سکا۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا سلیس ترجمہ بھی ان کے پیشِ نظر تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض حیاتِ دنیوی کے آخری بارہ سال علیل رہے۔ ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۴ء تک، تاوقتِ وفات وہ شدید علیل رہے۔ اس عرصے کے ان کے زیرِ تکمیل کئی کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔ ان کاموں میں سے ''بالِ جبریل'' و ''ارمغانِ حجاز'' اور ''جاوید نامہ'' کے تراجم ہیں۔ انھیں کوئی لائق جانشین نہ مل سکا جو ان کے اس قیمتی علمی اثاثے کو محفوظ رکھتا اور پایہ تکمیل تک پہنچاتا۔ آپ کے زیرِ مطالعہ تحقیقی مقالہ (ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات) ان کی علمی و ادبی تخلیقات کی دریافت، حفاظت اور ترویج کی ایک کوشش ہے جس کے نتیجے میں ان کی بہت سی تصانیف (کتب، تالیفات و تراجم) اور مقالات و مضامین دریافت ہو چکے ہیں اور ان کی حفاظت، اشاعت اور ترویج کی کوشش ہو رہی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، سابق صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد نے اپنے مضمون **''آثارِ ریاض''** میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل ۱۶ تصانیف، ۳ تالیفات اور ۸ تراجم کا ذکر کیا ہے:

ا۔ تصانیف

(۱) اقبال اور فارسی شعراء، ۱۹۷۷ء
(۲) اقبال اور ابن حلاج، کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ، ۱۹۷۷ء
(۳) اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی، ۱۹۷۸ء
(۴) تعلیماتِ اقبال، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں، ۱۹۷۸ء

(۵) برکاتِ اقبال،۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۶) افاداتِ اقبال،۱۹۸۳ء (مجموعہ مضامین)

(۷) تقدیر امم اور اقبال،۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۸) حضرت شاہ ہمدان اور اقبال،۱۹۸۵ء

(۹) آفاقِ اقبال،۱۹۸۷ء (مجموعہ مضامین)

(۱۰) کتاب شناسی اقبال (فارسی)،۱۹۸۶ء

(۱۱) تفسیر اقبال،۱۹۸۸ء (مجموعہ مضامین)

(۱۲) ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ،۱۹۸۸ء (کتابچہ)

(۱۳) جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)،۱۹۸۸ء

(۱۴) اقبال اور احترامِ انسانیت،۱۹۸۹ء (مجموعہ مضامین)

(۱۵) رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین،۱۹۹۰ء (مجموعہ مضامین)

(۱۶) فارسی ادب کی مختصر تاریخ باشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی،۱۹۷۴ء

۲۔ تدوین وترتیب

(۱) کشف الابیات فارسی اقبال باشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی،۱۹۷۷ء

(۲) سفرنامہ روم ومصر وشام شبلی نعمانی،۱۹۸۸ء

(۳) کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی

۲۔ تراجم

انگریزی سے اردو میں تراجم

(۱) Gabriel's Wing کا ''شہپر جبریل'' کے نام سے ترجمہ

(۲) ''افکارِ اقبال،، (علامہ اقبال کے چھوٹے بڑے ۱۱۶ انگریزی مقالات کا اردو ترجمہ)،۱۹۹۰ء

فارسی سے اردو میں تراجم

(۱) اقبال اور ابنِ حلاج (مع اردو ترجمہ کتاب الطوٰاسین)

(۲) تمدنِ انسانی پر انبیاءؑ کے اثرات اردو ترجمہ (نقش پیغامبران در تمدنِ جہاں مولفہ فخر الدین حجازی)، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) مفکرِ اسلام علامہ اقبال (ترجمہ مولفہ ڈاکٹر علی شریعتی) خانہ فرہنگ ایران، راولپنڈی،۱۹۸۲ء

(۴) مثنوی ''پس چہ باید کرد'' اردو ترجمہ مع حواشی، علی شریعتی فاؤنڈیشن، لاہور،۱۹۸۲ء

انگریزی سے فارسی جدید میں ترجمہ

(۱) علامہ اقبال کی کتاب Stray Reflections کا ''یادداشتہای پراگندہ،، کے نام سے فارسی میں ترجمہ،۱۹۸۹ء

اردو سے فارسی میں تراجم

(۱) بالِ جبریل

(۲) ارمغان حجاز (حصہ اردو)

یہ دونوں فارسی تراجم مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد کے زیر اشاعت ہیں۔

☆ مقالے ''اقبال اور اتحادِ عالم اسلامی'' پر حکومت ایران نے ۱۹۸۳ء میں عمرے کا واپسی ٹکٹ دیا۔

☆ ایران میں تیار ہونے والے انسائیکلو پیڈیا جلد دوم کے لئے فارسی میں تین مقالے لکھے۔(۵۹)

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے سمیت درج ذیل کتب، تالیفات اور تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا:

01- احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی]، 1985ء، 1999ء

02- اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)، 1992ء

03- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے، 1984ء

04- اقبال کے تعلیمی نظریات، 1989ء

05- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)، 1977ء

06- تسہیل خطباتِ اقبال، 1997ء

07- تقاریر بیادِ اقبال، 1999ء

08- حرفِ اقبال، 1984ء

09- حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان، 1988ء

10- شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی، 1995ء

11- کتابُ الفُتُوّة (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)، 1992ء

12- مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)، 1985ء

13- مکتوبات وخطباتِ رومی، 1988ء

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مقالہ میں جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) کا سن اشاعت ۱۹۸۸ء لکھا گیا ہے جب کہ درست سن اشاعت ۱۹۸۵ء ہے۔ اس میں کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی کا سنِ اشاعت نہیں دیا گیا جو کہ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ۱۹۷۷ء ہے۔

دانشنامۂ ادب فارسی، جلد چہارم، بار اول، میں **رسولی** نام کے محقق، سابقہ کتبِ تحقیق کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پچاس کے قریب کتب لکھیں اور تراجم کیے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

فہرست کتب

۰۱۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی بہ انضمام شش رسالۂ وی (اسلام آباد ۱۹۸۵م، ۱۹۹۰م)

۰۲۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی گوی بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۳۵۶ش/۱۹۷۷م و ۱۹۸۶م)
۰۳۔ تاریخ ادبیات فارسی (لاہور، ۱۹۷۶م، ۱۹۸۶م)
۰۴۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق و بررسی) (لاہور، ۱۹۸۸م)
۰۵۔ فتوت نامۂ میر سید علی ہمدانی، تدوین و تحشیہ (لاہور، ۱۹۷۱م)
۰۶۔ کتاب شناسی اقبال بہ فارسی (۱۹۸۴م)
۰۷۔ کشف الابیات اقبال بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۹۷۷م)
۰۸۔ کلیات فارسی اقبال باہمراہی دو استاد (تدوین و تصحیح) (۱۹۹۰م)
۰۹۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی بہ فارسی، تدوین و تحشیہ (اسلام آباد، ۱۹۸۴م)
۱۰۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی (لاہور، ۱۹۸۵)

فہرست تراجم

۰۱۔ پس چہ باید کرد اقبال، فارسی مثنوی (ترجمہ) (لاہور، ۱۹۹۲م)
۰۲۔ پیام مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات) (لاہور، ۱۹۹۳م)
۰۳۔ ما و اقبال از علی شریعتی (فارسی سے اردو ترجمہ) (راولپنڈی، ۱۹۹۲م)
۰۴۔ نقش پیغامبران در تمدن جھاں از فخر الدین حجازی (فارسی سے اردو ترجمہ) (لاہور، ۱۹۸۹م)
۰۵۔ یادداشت ھای پراگندۂ علامہ اقبال (انگریزی سے فارسی ترجمہ) (۱۹۸۹م)
۰۶۔ یک صد و چھل و پنج مکتوب وده خطابۂ مولوی (فارسی سے اردو ترجمہ) (۱۹۸۸م)

فاضل محقق جناب 'رسولی' نے ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف سولہ کتب و تراجم کے نام تحریر کیے ہیں۔ انھوں نے درج ذیل منابع کی مدد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور ان کی علمی و ادبی خدمات پر یہ مضمون تحریر کیا ہے:

۱۔ فارسی آموختگان، ۱۷۵۔۱۷۶
۲۔ فارسی پاکستانی و مطالب پاکستانی شناسی ۔۲/۱۲۰۔۱۲۲
۳۔ گنج شاریگان، ۱۲۴۔۱۲۵
۴۔ مجموعہ سخنرانیھای نخستین سیمنار پیوستگیھای فرھنگی ایران و شبہ قارہ، ۳۸۲۔۱۳۸۳
۵۔ نقد شعر فارسی در پاکستان ۔۱۱۲۔۱۱۳۔(۶۰)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی (۶۱) نے ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کی فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) اور دانشنامۂ ادب فارسی مرتبہ رسولی میں بیان کردہ معلومات کی بنا پر اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل انیس اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی تصانیف کا ذکر کیا ہے:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف و تراجم

۰۱۔ افادات اقبال	۰۲۔ اقبال اور ابن حلاج
۰۳۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی زبان	۰۴۔ اقبال کے تعلیمی نظریات

۰۵۔ آفاقِ اقبال
۰۶۔ برکاتِ اقبال
۰۷۔ پیامِ مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات)
۰۸۔ تفسیرِ اقبال
۰۹۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق و بررسی)
۱۰۔ کتاب شناسی اقبال
۱۱۔ کشف الابیات اقبال
۱۲۔ کلیات فارسی اقبال (تدوین و تصحیح مع دو استاد)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف و تراجم

۰۱۔ احوال و آثار میر سید علی ہمدانی
۰۲۔ ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ، مشکلات اور حل
۰۳۔ تاریخ ادبیات فارسی
۰۴۔ فتوت نامہ میر سید علی ہمدانی (تدوین و تحشیہ)
۰۵۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و تحشیہ)
۰۶۔ مثنوی پس چہ باید کرد اقبال (ترجمہ و بررسی)
۰۷۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی مندرجہ فہرست میں شامل درج ذیل کتب کے بارے میں کوئی ایسے آثار نہیں مل سکے جن کے مطابق انھیں ڈاکٹر محمد ریاض کی تخلیقات تسلیم کیا جا سکے:

۰۱۔ پیامِ مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات)
۰۲۔ کلیات فارسی اقبال (تدوین و تصحیح مع دو استاد)

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف و تراجم کی مندرجہ بالا فہرست میں درج ذیل کتب کے نام درست نہیں دیے گئے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف و تراجم (دیے گئے نام درست نہیں ہیں)

۰۱۔ اقبال اور ابن حلاج
۰۲۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی زبان
۰۳۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق و بررسی)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف و تراجم (دیے گئے نام درست نہیں ہیں)

۰۱۔ احوال و آثار میر سید علی ہمدانی
۰۲۔ تاریخ ادبیات فارسی
۰۳۔ فتوت نامہ میر سید علی ہمدانی (تدوین و تحشیہ)
۰۴۔ مثنوی پس چہ باید کرد اقبال (ترجمہ و بررسی)
۰۵۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی

مذکورہ بالا کتب کے درست نام درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف و تراجم (درست نام)

۰۱۔ اقبال اور ابن حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'
۰۲۔ اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی
۰۳۔ جاوید نامہ (تحقیق و بررسی)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف و تراجم (درست نام)

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ وی]
۰۲۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۰۳۔ کتاب الفتوۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)

۰۴۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (مثنوی پس چہ باید کرد کا اردو ترجمہ)

۰۵۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اپنے مقالے میں دانشنامہ ادب فارسی سے ایک اقتباس کا ترجمہ دیا ہے جس میں ذکر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچ صد کے قریب مقالات لکھے تھے جو پاکستان و ایران کے مختلف مجلّات و جرائد اور کتب میں شائع ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی ایسے ستائیس مجلّات و جرائد کے نام لکھے ہیں جن میں یہ مقالات شائع ہوئے۔ وہ مترجمہ اقتباس درج ذیل ہے۔ راقم الحروف کی تحقیقات کے مطابق اس اقتباس میں دی گئی معلومات کافی حد تک ٹھیک ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض کے تقریباً پانچ سو کے قریب مقالے جو کہ مختلف جگہوں میں ایران اور پاکستان میں چھپ چکے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: مجلّہ دانشکدۂ ادبیات تہران، مجلّہ دانشکدۂ ادبیات مشہد، وحید، دانش، ہنر و مردم، ہفت رنگ، معارف اسلامی، ہلال، سروش، پاکستان مصور، فکر و نظر، اقبال، اقبال ریویو، اقبالیات، بصیر، فاران، سیارہ، المعارف، ادبی دنیا، پاکستان ریویو، الحق، بینات، البلاغ، انوار الاولیاء، سہر وردیہ، مجلّہ ادارہ تحقیقات پاکستان، مجلّہ انجمن تاریخ شناسی، اردو، قومی زبان وغیرہ''۔ (ترجمہ) (۶۲)

مندرجہ بالا تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال و آثار سے متعلق لکھے گئے تمام مضامین میں ان کی لکھی گئی کتب اور مقالات و مضامین کی تعداد میں تضاد ہے۔ اسی طرح ان کی بعض کتب کے نام بھی درست نہیں دیے گئے۔ ایسے مقالات و مضامین کو مکمل طور پر مستند قرار نہیں دیا جا سکتا۔

راقم الحروف نے ہر ممکن ذریعے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی مطبوعہ کتب حاصل کیں اور مقالات و مضامین اکٹھے کیے۔ ان کے بغور مطالعے کے بعد ان سے متعلق کوائف اور ان کے مندرجات کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی نوٹس قلم بند کیے ہیں۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل کتب، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے تحریر کیے ہیں:

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے

(اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے۔

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
01-	آفاق اقبال (بارہ مطبوعہ مضامین)	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1987ء	239
02-	افاداتِ اقبال (اکیس مطبوعہ مضامین)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1983ء	375
03-	اقبال اور احترامِ انسانیت (مجموعہ 15 مقالات)	لاہور	نذیر سنز اردو بازار	اول	1989ء	216
04-	اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی	لاہور	آئینہ ادب	اول	1978ء	104

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
05-	اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1992ء	288
06-	اقبال اور فارسی شعراء (اردو)	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1977ء	376
07-	اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1984ء	123
08-	برکاتِ اقبال (مضامین) (مجموعہ 19 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1982ء	296
09-	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	دوم	1997ء	229
10-	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس	اول	1977ء	147
11-	تفسیرِ اقبال (مجموعہ 10 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1988ء	420
12-	تقدیر امم اور اقبال (سات مطبوعہ مضامین)	لاہور	سنگ میل پبلی کیشنز	اول	1983ء	296
13-	جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)	لاہور	اقبال اکادمی پاکستان	اول	1985ء	209

(اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تالیفات)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
01-	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	دوم	1999ء	165
02-	حرفِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1984ء	233

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد سات (۷) ہے۔

(غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف وتالیفات)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد
01-	ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر	لاہور	آئینہ ادب، چوک انارکلی	اول	1971ء	208
02-	ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	اول	1988ء	138
03-	حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان	لاہور	سنگ میل پبلی کیشنز	اول	1988ء	127
04-	رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (مجموعہ 15 مقالات)	لاہور	مقبول اکادمی	اول	1990ء	312
05-	سفرنامہ روم ومصر وشام شبلی (تدوین وتوضیح)	لاہور	زیڈاے پبلشرز	اول	1988ء	248
06-	فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ	لاہور	سنگِ میل پبلی کیشنز	اول	1974ء	254
07-	مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	دوم	1985ء	104

(اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد چار (۴) ہے۔

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-01	توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان	اسلام آباد	ادارہ مطبوعات پاکستان	اول	1984ء	انعام یافتہ
-02	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1985ء	084
-03	کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1986ء	309
-04	کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	175

(غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات)

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد تین (۳) ہے۔

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-01	احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی ایران	اول	1985ء	563
-02	کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح و حواشی)	لاہور	محکمہ اوقاف پنجاب	اول	1971ء	87
-03	کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	155

(تراجم پر مشتمل کتب)

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم و بیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-01	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطواسین'	لاہور	اسلامک فاؤنڈیشن	اول	1977ء	064
-02	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (پس چہ باید کرد کا ترجمہ)	لاہور	اقبال شریعتی فاؤنڈیشن	اول	1982ء	057
-03	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی	راولپنڈی	خانہ فرہنگ ایران	اول	1982ء	064

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-04	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	166

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-05	افکارِاقبال(اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	لاہور	مکتبہ تعمیرانسانیت	اول	1990ء	189
-06	شہپرجبریل(اقبال کے دینی افکار)ازڈاکٹراین میری شمل	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1985ء	479

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-07	یادداشتہائے پراگندہ(انگریزی سے فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکزتحقیقات فارسی	اول	1989ء	107

غیراقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-08	تمدنِ انسانی پرانبیائے کرام کے اثرات	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1989ء	260
-09	مکتوبات وخطباتِ رومی	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1988ء	499

غیراقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
-10	شاہ ہمدان،میرسیدعلی ہمدانی ازدکترسیدحسین شاہ ہمدانی	اسلام آباد	مرکزتحقیقات فارسی	اول	1995ء	88

(اردو مقالات ومضامین،تراجم اورتبصرے)

بعدازتحقیق ڈاکٹرمحمدریاض کے اقبالیاتی وغیراقبالیاتی ادب میں لکھے ہوئے قریباً ۲۵۰ کے قریب اردو مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
-001	ابنِ سینا،ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	12	3-4	مارچ،اپریل91ء
-002	ابنِ ماجہ اورابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	29	2	جولائی،ستمبر88ء
-003	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب			اکتوبر1987ء
-004	اجتہاد:اسلام میں اصولِ حرکت(چھٹا خطبہ)	تسہیل خطبات	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن		دوم	1997ء
-005	ادب کا اسلامی تصور	الحق(م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	29	3	دسمبر1993ء
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	4	اپریل1981ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
006۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	9-10	ستمبر، اکتوبر 77ء
007۔	اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں	بصائر	کراچی	دائرہ معین..	6	1,2	جنوری و اپریل 69ء
008۔	اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	5	نومبر 81ء
009۔	اسلام اور رواداری، احترامِ زندگی اور اسلام	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	5	4	اکتوبر 1982ء
010۔	اشرف جہانگیر سمنانی	الولی	حیدر آباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	6	7	اکتوبر 1977ء
011۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	4	اپریل 1970ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبل بحیثیت شاعر	علی گڑھ	ایجوکیشنل بک		اول	1982ء
012۔	افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
013۔	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	34	11	نومبر 1981ء
014۔	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
015۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
016۔	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
017۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
018۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..	6	33	ستمبر، اکتوبر 77ء
019۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
020۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	فکر و نظر	لاہور		19	3	ستمبر 1981ء
021۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
022۔	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	اقبال کانگرس	3		دسمبر 1977ء
023۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	30	2	اپریل 1983ء
024۔	اقبال اور توحید و رسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
025۔	اقبال اور جدید علم کلام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
026۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	28	4	اکتوبر 1981ء
027۔	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
028۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	5 تا 6	جولائی تا دسمبر 88ء
029۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	35	11	نومبر 1982ء
030۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	2	جولائی 1970ء
031۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	12	2	جولائی 1971ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن	4	4	اکتوبر۔دسمبر84ء
032۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
033۔	اقبال اور سیرت انبیاء کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
034۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			1986ء
035۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	9	4	جنوری 1969ء
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
036۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	30	2	مئی 1977ء
037۔	اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگ میل		اول	1983ء
038۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
039۔	اقبال اور عبادات و شعائر اسلامی	فکر و نظر	اسلام آباد		17	12	جون 1980ء
040۔	اقبال اور عقائد توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	39،40	4،1	اکتوبر92، جنوری93ء
041۔	اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
042۔	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
043۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	26	2	اپریل 1979ء
044۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
045۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
046۔	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل 1981ء
047۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
048۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	15	2	جولائی 1974ء
049۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
050۔	اقبال اور میراثِ کشمیر	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
051۔	اقبال اور نژادِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	12	دسمبر 1972ء
052۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
053۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
054۔	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	21	3	جولائی تا ستمبر72ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
055۔	اقبال اور نئی نسل ، جاوید نامی کا ضمیمہ خطاب بہ..'	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	9	مارچ،اپریل84ء
056۔	اقبال اور وحدت ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور وحدتِ ملی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	23	4	جنوری1983ء
057۔	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	3	5	نومبر80ء
058۔	اقبال اور عالمِ اسلام	فکر ونظر	اسلام آباد		21	9	اپریل1984ء
059۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبالیات(اقبال ریویو)	لاہور	اقبال اکیڈمی	27	2	جولائی1986ء
060۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
061۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	3	10	اکتوبر89ءتاجون90ء
062۔	اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور	نقوش	لاہور	فروغِ اردو		121	ستمبر1977ء
063۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
064۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	51	4	اپریل1981ء
065۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند "زمزمہ انجم"	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	5	5	نومبر1982ء
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
066۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	18	2	اکتوبر1969ء
067۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
068۔	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	1	4	جولائی،اگست72ء
	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
069۔	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	10	اپریل1982ء
070۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم وتحقیق	12	7-9	جولائی۔ستمبر89ء
071۔	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	22	2	اپریل1975ء
072۔	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور		31	2،4	جولائی90
073۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
074۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
075۔	اقبال کا نظریہ عشق	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور		37	4	اپریل1984ء
076۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
077۔	اقبال کی بصیرتِ نفس	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
078۔	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..	1	2	جولائی تا ستمبر90ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سن اشاعت
079۔	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	3	1	جنوری،فروری 74ء
	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
080۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	4	اپریل 1977ء
081۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	25	8	نومبر 1972ء
082۔	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	6	جون 1980ء
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	5	مئی 1980ء
083۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
084۔	اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
085۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
086۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	48	10	نومبر 1978ء
087۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
088۔	اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
089۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
		قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	11	نومبر 1977ء
090۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
091۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
092۔	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی کے زاویے	لاہور	بزمِ اقبال		اول	مئی 1985ء
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	23	2	اپریل 1976ء
093۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	4	16	1991ء
094۔	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی		24	4	اپریل 1971ء
	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			ستمبر 1977ء
095۔	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	21	11	فروری 1970ء
096۔	اقبال میدانِ سیاست واقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..	6	35	اپریل،مئی 71ء
097۔	اقبال،نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	17	4	اپریل 1984ء
098۔	اقبال،شاعرِ حکمت	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
	اقبال،شاعرِ حیات	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
099۔	اقبال۔اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
100۔	اقبال۔خود آموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
101۔	امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	3-2	فروری،مارچ1977ء
102۔	امیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ ’دہ قاعدہ‘	ایران کبیر وایران صغیر	لاہور	آئینہ ادب		اول	1971ء
103۔	ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط	ایران کبیر وایران صغیر	لاہور	آئینہ ادب		اول	1971ء
104۔	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال						
	پر فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	5	18	1992ء
105۔	ایران کے جمہوری واسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	34	2	جولائی تا ستمبر 93ء
106۔	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	21	2	اپریل1974ء
107۔	ایران میں مطالعہ اقبال	فکر ونظر	اسلام آباد		13	10	اپریل1976ء
108۔	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب	92	190	جنوری1977ء
109۔	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	16	10-11	اپریل،مئی1979ء
110۔	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	4	جنوری1971ء
111۔	بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	8	6	دسمبر1970ء
112۔	برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	26	2	اکتوبر تا دسمبر 88ء
113۔	بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات	فکر وخیال	کراچی	بورڈ آف......	8	3	مارچ1970ء
114۔	بیدل فکر وفن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	1	2	اکتوبر تا دسمبر 87ء
115۔	بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	41	3	جولائی1994ء
116۔	پاکستان پر ایران کے تمدنی اثرات	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
117۔	پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	22	11	نومبر1969ء
118۔	پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
119۔	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	38	2-1	جنوری/اپریل 91ء
120۔	تازہ بتازہ نو بنو ترا کیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	تازہ بتازہ نو بنو ترا کیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	21	4	جنوری1981ء
121۔	تحقیقاتِ اسلامی	فکر ونظر	اسلام آباد		19	3	ستمبر1981ء
122۔	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	20	1	جنوری تا مارچ 71ء
123۔	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
124۔	تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیلِ نو	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	6	11-12	فروری، مارچ 78ء
125۔	تصور ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
126۔	تصوّرِ فقر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
127۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان...	6	3	مئی تا اگست 77ء
128۔	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	18	2	جولائی، اکتوبر 77ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
129۔	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال	24	2-3	اپریل، جولائی 77ء
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
130۔	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمۂ اطلاعات	6	5-6	نومبر، دسمبر 83ء
131۔	جاوید نامہ	ثقافت (سہ ماہی)	اسلام آباد	نیشنل کونسل	2	7	سرما 1977ء
132۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	21	2	اپریل تا جون 72ء
133۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	22	12	مارچ 1971ء
134۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	22	4	اکتوبر تا دسمبر 72ء
135۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..	6	43	مئی 72ء
136۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
137۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
138۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	7	جولائی 1977ء
139۔	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			مارچ 1986ء
140۔	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	2	اکتوبر۔دسمبر 197ء
		اقبال ریویو	حیدرآباد	اقبال اکیڈمی			نومبر 2005ء
141۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
142۔	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	16	4	جنوری 1976ء
143۔	حافظ اور گوئٹے	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو	57	1	جنوری تا مارچ 81ء
144۔	حرفِ چند بیادِ مہر	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	30	9	دسمبر 1978ء
145۔	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	11	نومبر 1981ء
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	32	11	اگست 1981ء
146۔	حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	فکر و نظر	اسلام آباد		16	8	فروری 1979ء
	حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
147۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
148۔	حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	35	12	دسمبر 1982ء
149۔	حضرت میر سید محمد ہمدانی	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	2	5	اگست 1973ء
150۔	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	29	2	اپریل 1982ء
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
151۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	27	3	جنوری تا مارچ 90ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
152۔	خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلاعلوم وفنون						
	کی سرپرستی کے آئینے میں)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	8	5	نومبر 1970ء
153۔	دانائے راز	اظہار	کراچی		7	5،4	اکتوبر،نومبر 84ء
154۔	درسِ رواداری (جاویدنامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
155۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	2010ء
156۔	ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر 1984ء
157۔	''ذخیرۃ الملوک'' مئولفہ: سید علی ہمدانی...				2،1		موسم گرما 1985ء
158۔	رحمت اللعالمین	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	5	مئی 1970ء
159۔	روضات الجنان وجنات الجنان	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	12	دسمبر 1971ء
160۔	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	11-12	مئی، جون 84ء
161۔	رومی کا تصورِ فقر	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن.	4	2	اپریل۔جون 84ء
162۔	رومی: شروح مثنوی شریف	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
163۔	سعدی کی مومنانہ فراست	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	52	10	اکتوبر 1982ء
164۔	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران	8	20	نومبر 1968ء
	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	9	ستمبر 1971ء
165۔	سلطان کشمیر کا علمی ذوق	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	21	9	دسمبر 1969ء
166۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
167۔	سید جمال الدین اسدآبادی افغانی (نئی تحقیقات)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	2	مئی 1971ء
168۔	سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری	فکرونظر	اسلام آباد		17	9	مارچ 1980ء
169۔	سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات	فکرونظر	اسلام آباد		17	5-6	نومبر 1979ء
170۔	سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			
171۔	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	4	اپریل، جون 72ء
172۔	شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
173۔	شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	3	9-10	مارچ، اپریل 81ء
174۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	7	2	نومبر 1971ء
175۔	شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	3	12	دسمبر 1970ء
176۔	شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	3	مارچ 1972ء
177۔	شیخ یعقوب صرفی	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	2	9	دسمبر 1973ء
178۔	صائبین اور ان کے دوگروہ	العلم (سہ)	کراچی	ایجوکیشنل	20	2	اپریل تا جون 71ء
179۔	صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	2	10	اکتوبر 1969ء
180۔	عباد اللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	7	جنوری تا مارچ 89ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
181۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
182۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ			26	3	جولائی 1989ء
183۔	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	19	2	جولائی 78ء
184۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن	2	4	اکتوبر۔دسمبر 82ء
185۔	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی		اول	1989ء
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	فکر ونظر	اسلام آباد		22	2	اکتوبر۔دسمبر 84ء
186۔	علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح...	نذرِ ریاض	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			1997ء
187۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن	1	3	اکتوبر تا دسمبر 81ء
188۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	29	4	اکتوبر تا دسمبر 81ء
189۔	علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ	فکر ونظر	اسلام آباد		21	5	نومبر 1983ء
190۔	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	13	5-6	نومبر، دسمبر 91ء
191۔	علامہ اقبال کا جاویدنامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر 1984ء
192۔	علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل 1988ء
193۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			مارچ 1986ء
194۔	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	35	4	اکتوبر 1988ء
195۔	علامہ اقبال کی تنقیدِ ادب	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	45	11	نومبر 1992ء
196۔	علامہ اقبال کی دعائیں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
197۔	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	36	4	اکتوبر 1989ء
198۔	علامہ تفضّل حسین کشمیری	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	10	اکتوبر 1972ء
199۔	علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	10	اکتوبر 1971ء
200۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	36	2	فروری 1983ء
201۔	غالب اور تقلید عرفی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	7	جولائی 1972ء
202۔	غالب کی قصیدہ گوئی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	2	فروری 1970ء
203۔	فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	5	21	خزاں 1992ء
204۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکادمی		دوم	2007ء
205۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
206۔	فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	7	9-10	مارچ، اپریل 85ء
207۔	فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر	فکر ونظر	اسلام آباد		18	9	فروری 1981ء
208۔	فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	2	فروری 1980ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
209۔	فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و						
	رفاہی نظام (قسط نمبر 1)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	7	8	فروری 1970ء
	فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و						
	رفاہی نظام (قسط نمبر 2)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	7	9	مارچ 1970ء
210۔	فرہنگستان زبان ایران	مشرقی ممالک میں قومی	اسلام آباد	مقتدرہ قومی...		دوم	1985ء
211۔	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	28	4	جنوری، مارچ 88ء
212۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
213۔	قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	8	3	ستمبر، اکتوبر 85ء
214۔	قرآن مجید اور چند فارسی امثال	فکر و نظر	اسلام آباد		16	9	مارچ 1979ء
215۔	قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	12	دسمبر 1980ء
216۔	قلب اور اس کی اقسام	بینات	کراچی	نیوٹاؤن	17	2	اکتوبر 1970ء
217۔	قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	6	8	مئی 1971ء
218۔	کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	6	2-3	فروری، مارچ 73ء
219۔	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	3	مارچ 1980ء
220۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر و نظر	اسلام آباد		10	9	مارچ 1973ء
	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	14	2	جولائی 1973ء
221۔	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر و نظر	اسلام آباد		10	11	مئی 1973ء
222۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	2	1971ء
223۔	مثنوی شریف (فروزانفر) کی شرح کے مقدمات	اقبال ریویو	لاہور	اقبال اکادمی	13	2	جولائی 1972ء
224۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	25	2	جولائی 1984ء
	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
225۔	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	20	2	اکتوبر 72ء جنوری 73ء
226۔	مرزا بیدل: فکر و فن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
227۔	مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	5	4	اکتوبر۔ دسمبر 85ء
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1990ء
228۔	مسجد قرطبہ	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	25	4	اپریل 1972ء
229۔	مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام	فکر و نظر	اسلام آباد		7	10	اپریل 1970ء
230۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	16	10-11	اکتوبر/نومبر 83ء
231۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	44	4	اپریل 1974ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
232۔	معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیماتِ..)	البلاغ	کراچی				ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ
233۔	معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	3	مارچ 1981ء
234۔	مقدمہ سرودِ اقبال	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
235۔	مکاتیب	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
236۔	مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	11	8	اگست 1978ء
237۔	ملاصدرا کے الٰہیاتی افکار	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	31،30	1،3	جولائی جنوری 89-90ء
238۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	4	اپریل 1976ء
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	5	مئی 1976ء
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	8	اگست 1976ء
239۔	مولانا عبدالرحمٰن جامی...	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	28	3	مارچ 1991ء
240۔	مولانائے روم کے مکاتیب	فکر ونظر	اسلام آباد		18	1	جولائی 1980ء
241۔	میر سید علی ہمدانی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	6	جون 1973ء
	میر سید علی ہمدانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	22	3	مارچ 1969ء
242۔	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	12	4	جنوری 1972ء
243۔	نظامِ فتوّت کے آداب ورسوم اور اصطلاحات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	7	7	جولائی 1974ء
244۔	نظامِ فتوّت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	25	2	اپریل 1978ء
	نظام جوانمردی (فتوّت)	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
	نظامِ فتوّت، چودہ سوسالہ تاریخ اسلام میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	3-4	ستمبر، اکتوبر 81ء
245۔	نعتِ نبوی فارسی شاعری میں	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	8	نومبر 1971ء
246۔	نکتہ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	3	جون 1971ء
247۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	35	1	جولائی تا ستمبر 97ء

ان میں سے قریباً ۵۷ مقالات ومضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ باب پنجم میں ان مقالات کی فہرست دی گئی ہے اور ان پر تحقیقی جائزہ وتبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ قریباً ۱۷۵ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان پر باب دوم میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم اور تبصرے اس فہرست میں شامل نہیں ہیں۔ تراجم وتبصروں پر تحقیقی جائزہ باب سوم میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

(فارسی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	ادبیات اسلام میں لفظ "ادب" کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف	رومی کا تصوّرِ فقر		اول	1990ء	53-20

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
002۔	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا	بینات	17	3	نومبر 1970ء	52-43
003۔	اقبال اوران کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام	افاداتِ اقبال		اول	1983ء	202-167
	اقبال اوران کی فارسی شاعری	"	قومی زبان	52	11	نومبر 1982ء	42-8
004۔	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج	اقبال ریویو	19	2	جولائی 1978ء	45-11
005۔	اقبال پرایک فکرانگیز فارسی کتاب "سرود اقبال" کا مقدمہ	فخرالدین حجازی	اقبال	23	4	اکتوبر 1976ء	48-1
		"	تفسیرِ اقبال			1995ء	122-69
006۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	پروفیسر مجتبیٰ عینوی	اقبال اوراحترام..		اول	1992ء	221-204
007۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی	ماہِ نو	35	4	اپریل 1982ء	21-11
008۔	اقبال۔۔قرآن اوراہلبیت	علامہ امینی	فجر			مئی 1984ء	26-21
009۔	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی	صحیفہ	92	190	نومبر 1977ء	113-91
		"	ایران میں اقبال۔		اول	1983ء	
010۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی	ایران میں اقبال		اول	1983ء	137-123
011۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں	بینات	17	6	فروری 1971ء	24-13
012۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	الحق (م)	4	1	جنوری، فروری 75ء	
		"	اسلامی تعلیم	4	1	جنوری، فروری 75ء	36-25
013۔	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی	الحق (م)	2	2	مارچ، اپریل 73ء	
		"	اسلامی تعلیم	2	2	مارچ، اپریل 73ء	30-22
		"	رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	94-85
014۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	فکرونظر	8	9	مارچ 1971ء	697-677
015۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱	سید علی ہمدانی	الحق (م)	6	7	اپریل 1971ء	60-58
	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی	الحق (م)	6	11	اگست 1971ء	57-52
016۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی	الحق (م)	6	2	مارچ، اپریل 77ء	
		"	اسلامی تعلیم	6	2	مارچ، اپریل 77ء	60-37
		"	برکاتِ اقبال		دوم	1988ء	218-193
017۔	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلوالفانسو	اردو (سہ ماہی)	51	1	1975ء	136-105
	لفظ ادب کے معنی کا ارتقا	"	علم کی دستک	4	3	جولائی۔ستمبر 84ء	78-49
		"	رومی کا تصورِ فقر		اول	1990ء	53-20
018۔	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی	الولی	2	1،2	اپریل، مئی 1973ء	70-60
019۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم النمر	المعارف	6	5-4	اپریل، مئی 73ء	73-63

☆☆☆

(انگریزی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شیمل	فکر ونظر	7	8	فروری 1970ء	613-599
002۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال	ادبیات (سہ)	1	4	اپریل تا جون 88ء	106-84
003۔	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ	المعارف	4	8	اگست 1971ء	54-46
004۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شیمل	اظہار	5	10-11	اپریل، مئی 83ء	20-14
005۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل)	ڈاکٹر این میری شیمل	اظہار	5	11-12	اگست، ستمبر 82ء	68-49
006۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	المعارف	17	8	اگست 1984ء	34-19
	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	العلم (سہ ماہی)	21	1	جنوری تا مارچ 72ء	94-85

(اردو سے فارسی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	ڈاکٹر محمد علامہ اقبال	اقبال ریویو	۱۱	۴	جنوری ۱۹۷۱ء	1-12
002۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	ڈاکٹر این میری شیمل	اقبال اور گوئٹے		اول	2001ء	677-671

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ، مذکورہ بالا ۲۷ مقالات ومضامین میں سے ۱۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب پر اور ۱۴ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

(تبصروں پر مشتمل مقالات ومضامین)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم وبیش پینتیس اردو کتب پر تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ ان تبصروں کی الف بائی ترتیب پر مشتمل فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
01-	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)	6	24	خزاں 1993ء	269-272
02-	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات	20	2	جولائی 1979ء	103-104
03-	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات	29	3	جنوری تا مارچ 89ء	205-209
04-	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال			1987ء	125-138
05-	اقبال پیامبر امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء	317-320
06-	اقبال پیغمبر خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)	6	25	سرما 1993ء	277-279
07-	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما 94ء	1140-1142

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
08-	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما94ء	1143-1146
09-	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)	52	1	1976ء	031-042
10-	بیدل	خواجہ عباداللہ اختر	ادبیات (سہ)	5	19	بہار1992ء	321-324
11-	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ	92	190	مارچ1977ء	041-045
12-	حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	بصائر	7	1	جنوری70ء	001-037
13-	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)	6	22	سرما1993ء	293-295
14-	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)	1	15	جنوری،فروری81ء	638-639
15-	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر،اکتوبر71ء	010-013
	دانائے راز		اظہار	7	4-5	اکتوبر،نومبر84ء	
	دانائے راز		برکاتِ اقبال			1988ء	277-283
16-	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر1979ء	100-105
17-	سہ ماہی فکرونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)	5	18	سرما1992ء	425-427
18-	سیبک فتاحی نشاپوری اوراس کی تصنیف "حسن ودل"	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)	55	3	جولائی تا ستمبر79ء	037-064
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ "حسن ودل"		رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	161-187
19-	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر1979ء	095-099
20-	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار1992ء	282-292
21-	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر،اکتوبر71ء	005-009
22-	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار	8	11-12	مئی، جون86ء	10-11,18
23-	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتاب جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	151-160
24-	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال	31	3	جولائی84ء	115-118
25-	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)	21	6	ستمبر1969ء	004-046
26-	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر1981ء	031-035
27-	کلیاتِ اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات	34	4	جنوری،مارچ94ء	051-065
28-	گلشن راز اوراس کی ایک ناتمام شرح	نامعلوم	بصائر	8	3,4	جولائی واکتوبر71ء	011-022
29-	مثمر	خان آرزو	ادبیات	6	25	سرما1993ء	274-276
30-	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر1981ء	099-101
31-	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات	20	2	جولائی1979ء	101-102
32-	مکتوبات ومواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)	14	7	اپریل1979ء	050-057
33-	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)	5	19	بہار1992ء	325-327
34-	وامق وعذرا: دوداستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا	6	47	اکتوبر72ء	065-066

چونتیس (۳۴) تبصروں میں سے ۱۳ تبصرے اقبالیاتی ادب پر اور ۲۱ تبصرے غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

فارسی مقالات ومضامین

(بلحاظ ترتیب الف بائی)

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان میں مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے درج ذیل مقالات ومضامین دستیاب ہوئے ہیں:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	مہینہ	سال
01-	ابتکارات مسعود سعد سلمان	ہلال		۱۰۵	مھر وآبان	۱۳۴۹
02-	ابوسعید سحابی استر آبادی	ہلال		۱۲۰	بھمن	۱۳۵۰
03-	اقبال شناسی در ایران	ہلال		۹۰	خرداد	۱۳۴۸
04-	اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی	ہلال		۱۱۸	آذر	۱۳۵۰
05-	اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان رابہ ظواھری رساند حال آن کہ۔	کاوہ		۶۹	پاییز	۱۳۵۷
06-	انعکاسات بیدل در اشعار اقبال	اقبالیات		چہارم		۸۸ء
07-	آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی	معارف اسلامی		۱۵	زمستان	۱۳۵۲
08-	برگزاری مراسم روز اقبال	ہلال		۱۰۲	تیر	۱۳۴۹
09-	بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر	ہلال		۱۰۳	مرداد	۱۳۴۹
10-	بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)	دانش		۲۱۔۲۰	زمستان	۱۳ء۸
11-	بیدل شناسی (مروری بہ کتاب فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)	دانش		۱۲	زمستان	۱۳۶۶
12-	پیرامون فتوت یا جوانمردی	ہلال		۱۰۶	آذر	۱۳۴۹
13-	تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان	اقبالیات		ہشتم		۹۲ء
14-	تاثیر تفکر اسلامی در اروپا	ہلال		۱۰۱	خرداد	۱۳۴۹
15-	تاثیر خواجہ حافظ در ھنر واندیشۂ علامہ اقبال	دانش		۱۵	پاییز	۱۳۶۷
16-	تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری	ہلال		۹۳	آبان	۱۳۴۸
17-	تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال	اقبالیات		دوم	فروری	۱۹۸۷ء
18-	تتبعاتی از زبور عجم	ہلال		۱۰۰	اردیبھشت	۱۳۴۹
19-	تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری	وحید		۱۳۰	مھر	۱۳۵۳
20-	ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق	دانش	۱	۲	تابستان	۱۳۶۳
21-	روز استقلال پاکستان	ہلال		۹۹	فروردین	۱۳۴۹
22-	سحابی استر آبادی	معارف اسلامی		۲۲	پاییز	۱۳۵۴
23-	سرزمین ومردم کشمیر	ہلال		۹۵	آذر	۱۳۴۸
24-	سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشورھای شبہ قارہ	معارف اسلامی		۲۶	تابستان	۱۳۵۵
25-	سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)	دانش		۲۲	تابستان	۱۳۶۹

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	جلد	شمارہ	مہینہ	سال
-26	شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>>شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی	معارف اسلامی		۲۱	تابستان	۱۳۵۴
-27	شمہ ای از تاثیر شاھنامہ درادبیات فارسی	دانش		۳۰_۲۹	بھاروتابستان	۱۳۷۱
-28	علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی	معارف اسلامی		۲۷	اسفند	۱۳۵۵
-29	عیاری وشطاری	معارف اسلامی		۱۶	بھار	۱۳۵۳
-30	فتوت	معارف اسلامی		۱۷	تابستان	۱۳۵۳
-31	فردوسی حکیم	اقبالیات		ہفتم		۹۲_۹۱ء
-32	فقید سعید سعیدی اقبال شناس	اقبالیات		دہم		۹۴_۹۳ء
-33	قلندریہ	معارف اسلامی		۶	بھار	۱۳۵۴
-34	متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی	دانشکدہ ادبیات		۸۵	تیر	۱۳۵۳
-35	مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ این فارض مصری)	فرھنگ ایران...	۲۰	۲۰		۱۳۵۳
-36	مقام غالب درسبک شناسی فارسی	ہلال		۹۸	اسفند	۱۳۴۸
-37	منابع اوّلیہ تحقیق در بارہ حضرت میر سید علی ھمدانی	دانش		۱۸_۱۷	بہاروتابستان	۱۳۶۸
-38	مئوسس پاکستان	ہلال		۱۰۷	دی	۱۳۴۹
-39	نامہ بہ مدیر مجلّہ: در بارہ مؤلف مقالات اربعین	دانشکدہ ادبیات		۷۷	اسفند	۱۳۵۰
-40	نفوذ مولانا جلال الدین مولوی درادبیات شبہ قارہ ھندو پاکستان	معارف اسلامی		۲۳	دی	۱۳۵۴
-41	نقش فارسی سرایان درنھضت آزادیخواھی شبہ قارہ	چشم انداز		۱۰	دی	۱۳۷۶
-42	ھنر لازوال چغتائی وغالب	ہلال		۸۸	اسفند	۱۳۴۷
-43	یاداز مقام ونبوغ مولوی	ہلال		۹۱	تیرمرداد	۱۳۴۸

ان میں سے ۱۱ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۲ فارسی مقالات ومضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلق مندرجہ بالا تمام فارسی مقالات ومضامین پر موضوعاتی مطالعہ باب چہارم میں پیش کیا گیا ہے۔

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات ومضامین اور تبصرے لکھے۔ان تمام مقالات ومضامین اور تبصروں کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین
English Articles on Iqbaliyati Adab

انگریزی مقالات ومضامین میں سے ۱۴ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب، ۵ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب، ۲ مقالات ومضامین اقبالیاتی تبصروں اور ۴ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی تبصروں پر مشتمل ہیں۔

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry	Iqbal Review	20:1	April, 1979	13-33
02.	Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture	Iqbal Review	30:1	April, June 1989	117-137
03.	Allam Iqbal's Views on the Significance of Manifestation of Tauhid	Iqbal	30:1	Jan, 1983	25-37
04.	Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian	Iqbal Review	29:1	April, June 1988	169-180
05.	Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking	Iqbal	29:3-4	July-Oct, 1982	17-39
06.	Arbery and Translation of Iqbal's Works	Iqbal	31:1	Jan, 1984	67-81
07.	Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama	Iqbal Review	18:4	Jan, 1978	171-182
08.	Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal	Journal of the P.H.S	XVI Part IV	October, 1968	220-230
09.	Iqbal Studies in Persian: A New Perspective	Iqbal	24:4	Oct, 1977	45-54
10.	Iqbal on the Renaissance of Islam	Journal of the P.H.S	II	November, 1983	241-246
11.	Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets	Iqbal Review	27:1	April, Sep. 1986	177-183
12.	Iqbal's Idea of 'Tauhid'	Iqbal	21:1	Jan-March 1974	41-50
13.	Muslim Society and Modern Change	Iqbal Review	33:1	April, 1992	47-61
14.	Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry	Iqbal Review	30-31:3-1	October, 1989; April 1990	105-128

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy"	Iqbal Review	35:3	October 1994	105-115
02.	Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid)	Iqbal Review	20:1	April, 1979	77-78

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry	Iqbal	23:3	July, 1976	27-58
02.	Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'	Journal of the P.H.S	XVIII Part III	July, 1970	180-190
03.	Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services	Iqbal	22:1	Jan, 1975	61-70
04.	Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi	Iqbal	25:3	July, 1978	17-24
05.	Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs	Iqbal	26:1	Jan, 1979	1-12

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid	Iqbal Review	20:1	April, 1979	75-76
02.	Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi	Iqbal Review	30:1	April-June 1989	169
03.	Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.	Iqbal	42:1	Jan, 1995	21-34
04.	Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)	Iqbal Review	20:3	October, 1979	101-102

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت،احوال اور آثار کے بارے میں تاثرات

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی

(انٹرویو،۴جنوری۲۰۱۷ء بروز بدھ وار)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ انھوں نے یونیورسٹی آف پنجاب سے ایم اے انگلش کی تعلیم حاصل کی۔۱۹۸۳ء میں بطور لیکچرر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی عملی کیریئر کا آغاز کیا۔قریباً تین سال بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ چلے گئے اور یونیورسٹی آف مانچسٹر سے(۱۹۸۶ءتا ۱۹۸۷ء کے دورانیے میں) ایم ایڈ (TESOL) کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد یونیورسٹی آف ٹورنٹو، کینیڈا سے (۱۹۹۱ءتا۱۹۹۵ء کے دورانیے میں) تعلیم مکمل ہونے پر لینگو یج ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔انھوں نے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر آغا خان یونیورسٹی میں تین سال (۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۹ء) اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور میں دو سال (۲۰۰۴ء تا ۲۰۰۶ء) تدریسی خدمات سرانجام دیں۔اس کے بعد بطور پروفیسر لاہور سکول آف اکنامکس میں آٹھ سال (۲۰۰۶ءتا۲۰۱۴ء) خدمات سرانجام دیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال صدیقی کے سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور لسانی مسائل سے متعلق تحقیقی مقالات قومی اخبارات میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ان کی درج ذیل تصانیف زیورِطباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں:

1. Rethinking Education in Pakistan: Perceptions, Practices, and Possibilities, was published in 2007
2. Urdu novel, Adhe Adhoore Khawab, published in 2009
3. The Politics of Representation and Hegemony in South Asia, published in 2014.

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی کو نمایاں خدمات کی بنا پر بین الاقوامی سطح پر درج ذیل ایوارڈز مل چکے ہیں:

1. US Embassy scholarship (Vermont)
2. Canadian Commonwealth award (Toronto)
3. Charles Wallace award (Oxford)
4. British Council award (Manchester)
5. Social Sciences Research Council award (Sri Lanka, India)
6. MTCP award (Malaysia)

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی سے وی سی آفس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں انٹرویو کا موقع ملا۔انھوں نے نہایت محبت اور عقیدت سے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور آثار کے بارے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا:

۱۹۸۳ء میں میری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بطور لیکچرر تقرری ہوئی۔ یہاں اولین ملاقات رحیم بخش شاہین

سے ہوئی۔ان کے توسط سے ڈاکٹر محمد ریاض سے ملاقات ہوئی۔پہلی ملاقات میں یہ تاثر ملا کہ وہ عاجز اور منکسر المزاج شخص ہیں۔انھیں نام و نمود کی خواہش نہیں اور نہ ہی کسی کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔بہت بعد میں ان کے علمی اور ادبی کاموں کا پتہ چلا۔وہ بہت متاثر کن شخصیت تھے۔انھیں پہلی نظر دیکھنے والا کہہ نہیں سکتا تھا کہ ایک بہت بڑے ناقد اور محقق سے ملاقات ہو رہی ہے۔ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں سے شناسائی ہوئی۔ان کی وجہ سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ اقبالیات قائم ہوا اور یونیورسٹی کو ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر اقبالیات کے کورسز کے اجرا کا اعزاز حاصل ہوا۔انھوں نے بانی وصدرِ شعبہ اقبالیات کے طور پر نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔وہ ترجمہ، تحقیق اور تنقید میں بہت خاص مقام رکھتے تھے۔انھوں نے بہت سے لوگوں کو تعلیم و تدریس کی طرف راغب کیا۔بہت سے لوگوں کی شخصیت کی تکمیل اور پہچان میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔انھیں سوالات پوچھنے اور دوسروں کے افکار سے آگاہ ہونے میں عار محسوس نہیں ہوتا تھا۔انھوں نے ذہن بند نہیں کیا تھا۔میں سکالرشپ پر باہر چلا گیا۔ہم کوئی بات کرتے تو انجوائے کرتے تھے۔مرتبے کا فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔طبیعت میں بہت سادگی تھی۔وہ درویش مزاج تھے۔ہر ایک کو بہت اہمیت دیتے تھے۔یہ ہمارے لیے بہت اعزاز تھا کہ اتنے عظیم انسان سے رفاقت کا موقع ملا۔

صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

(انٹرویو، ۳ جنوری ۲۰۱۷ء بروز منگل)

استادِ محترم، جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، اقبالیاتی ذوق رکھنے والے طلباء و طالبات کو فکرِ اقبال کے بے پایاں سمندر میں شناوری کے علم و ہنر سے آراستہ کر رہے ہیں۔ آپ کی نگرانی و رہنمائی میں سینکڑوں طلبہ ایم فل و پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم مکمل کر کے مختلف ملکی و بین الاقوامی، علمی و ادبی اداروں میں اقبالیات کی تعلیم و تدریس اور ترویج کے سلسلے میں نہایت اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں کے فارغ التحصیل سکالرز کئی یونیورسٹیز میں بطور رئیسِ ادارہ اور مختلف شعبہ جات (اردو، فارسی، ایجوکیشن، تاریخ، فلسفہ، وغیرہ) میں بطور صدرِ شعبہ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے والدین کے اصرار پر، استعفیٰ دے کر واپس اپنے آبائی گھر فیصل آباد واپس آ گئے۔ آپ نے پنجاب گورنمنٹ کے تحت محکمہ تعلیم کو اپنی خدمات سونپ دیں اور بطور لیکچرر تدریسی ذمہ داریاں ادا کرنے لگے۔ ۱۹۹۵ء کو آپ ڈیپوٹیشن پر بطور اسسٹنٹ پروفیسر اقبال سٹڈیز تعینات ہوئے۔ ۱۹۹۶ء کو آپ کی مستقل بنیادوں پر تقرری ہو گئی۔

۱۹۸۷ء میں شعبہ اقبالیات میں ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔ آپ کو ایم فل اقبالیات کے پہلے طالب علم کے طور پر ۱۹۹۰ء میں تعلیم مکمل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ کے ایم فل کے مقالے کا عنوان ''اقبالیات درسیات پاکستان میں: تحقیقی مطالعہ'' تھا۔ آپ کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔ ''اقبالیات درسیاتِ پاکستان میں: تحقیقی مطالعہ'' ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰۰۳ء میں ''پاکستان میں اردو زبان و ادب کی درسیات و نصابات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ مکمل کر کے جمع کرایا جس پر آپ کو مارچ ۲۰۰۵ء میں پی ایچ ڈی اردو کی ڈگری ملی۔ اس مقالے کے بیرونی ممتحن پروفیسر ڈاکٹر قاضی افضال حسین، صدر شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا اور پروفیسر ڈاکٹر قمر رئیس، دلی یونیورسٹی، انڈیا تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی درج ذیل تین کتب شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ ملتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ (۱۹۸۹ء)

۲۔ اقبال کا تصورِ قومیت (۱۹۸۹ء)

۳۔ اقبال دوستی (۲۰۰۹ء)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے قریبی رفیق تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، ان پر بہت

شفقت فرماتے تھے۔اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران فرماتے ہیں:

''جب میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے جاب چھوڑ کر فیصل آباد آ گیا تو میری عدم موجودگی میں انھوں نے میرے ایم فل کے مقالے پر نظر ثانی کی ۔اسے چھپوایا اور گھر بیٹھے مجھے مطبوعہ کتاب کے ۱۰۰ نسخے اور تین ہزار روپے رائلٹی بھیجی ۔اس دور میں سترہویں گریڈ کی تنخواہ -/2900 روپے ہوتی تھی۔ یہ ان کی بڑائی ہے کہ انھوں نے بہت محبت اور شفقت سے، میری لاعلمی میں میرے لیے یہ سب کچھ کیا۔

وہ آفس میں آنے کے بعد مسلسل کام میں مصروف رہتے تھے۔قلم ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ ہر وقت علمی کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ مقالے، مضامین اور کتب لکھ کر بھیجتے رہتے تھے۔ان کی رائلٹی و معاوضہ کے چیک آتے رہتے تھے۔ ہر وقت ان کی پائپ لائن میں کتابیں، مقالات اور مضامین موجود رہتے تھے۔ چیکوں کے ذریعے اچانک ملنے والی رقم کو وہ ''Surprise Money'' قرار دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمہ کرنے کی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ وہ عبارت پڑھ کر فوراً دوسری زبانوں میں ترجمہ کر دیتے تھے۔ وہ فارسی زبان بھی، اہلِ زبان، فارسی دان حضرات کی طرح روانی سے بول لیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ایوب صابر، ایم فل میں میرے ہم جماعت تھے۔ وہ اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ لینا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر محمد ریاض شروع میں اس تحقیق پر آمادہ نہیں تھے۔ان کا موقف تھا کہ جن چیزوں پر تاریخ نے گرد ڈال دی ہے انہیں پھر سے اجاگر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بعد میں وہ ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے اصرار پر اس موضوع پر تحقیق کرانے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کھانے اور کھلانے کے بہت شوقین تھے۔ سب سے بے تکلف نہیں ہوتے تھے۔ جن سے بے تکلفی ہوتی تھی ان سے ہنسی مزاح کرتے رہتے تھے۔ پشاور موڑ سے اور نگ زیب سے چکن تکے منگواتے تھے۔ اکثر ان کے پاس تازہ پھل ہوتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض شعبہ اقبالیات کے چیئر مین تھے جب کہ ڈاکٹر صدیق شبلی شعبہ اردو کے چیئر مین تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی سے زیادہ فاضل تھے۔ سینارٹی کے لحاظ سے انھیں بطور پروفیسر ترقی ملنی چاہیے تھی مگر ڈاکٹر صدیق شبلی اثر و رسوخ استعمال کر کے پروفیسر بن گئے۔اس مسئلے پر ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر صدیق شبلی کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور باہمی بول چال بند ہو گئی۔ میں نے دونوں میں اچھی باتیں شیئر کر کے ان کی کشیدگی کم کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض بسیار نویس تھے۔ وہ اپنا لکھا ہوا شاید دوبارہ نہیں پڑھتے تھے۔نئی دلچسپی کا سامان نظر آنے پر وہ پچھلا کام ادھورا چھوڑ کر نیا کام شروع کر دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کام کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ خاص ذوقِ عمل رکھتے تھے۔ وہ شدید بیماری کی حالت میں بھی مصروفِ عمل رہے۔ جن دنوں وہ راولپنڈی کے سول ہسپتال (بے نظیر بھٹو ہسپتال) میں داخل تھے تو میں ان کی تیمارداری کے لیے گیا۔ وہ کمرے میں اپنے بستر پر نیم دراز تھے۔ان کے دائیں بائیں پرچے بکھرے ہوئے تھے اور وہ مارکنگ کر رہے تھے۔انھوں نے نہایت گرم جوشی سے میرا استقبال کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبال شناسی پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ان کی قوتِ حافظہ بھی بہت تیز تھی۔

انھوں نے ایم فل اقبالیات کی سٹڈی گائیڈز مجھے زبانی لکھوائیں تھیں۔ وہ بغیر کسی کتاب سے استفادہ کیے لکھواتے جا رہے تھے اور میں لکھتا جا رہا تھا۔

انھوں نے 'اقبالیات' کو ملکی و بین الاقوامی سطح پر ایک شاندار ضابطہ تعلیم کے طور پر متعارف کرایا۔ دنیا کی کسی بھی یونیورسٹی میں آج تک کمیت و کیفیت کے لحاظ سے ایم فل و پی ایچ ڈی کی سطح پر اتنا اعلیٰ، وسیع اور عمیق کام نہیں ہو سکا۔ انھوں نے اقبالیات اور فارسی و اردو زبان و ادب کی تعلیم و ترویج اور تسہیل و تفہیم کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

ڈاکٹر محمد اکرم اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات

(انٹرویو، محررہ ۴ اپریل ۲۰۱۷ء بروز بدھ وار)

ڈاکٹر محمد اکرم نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ریسرچ سنٹر میں ۱۹۸۴ء میں ملازمت اختیار کی۔ وہ اور ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہی بس میں یونیورسٹی آتے جاتے تھے۔ انھوں نے ۱۹۹۴ء میں شعبہ اقبالیات میں بطور ریسرچ اسسٹنٹ تعینات ہونے کے لیے درخواست دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے وہ درخواست سفارش کے ساتھ وائس چانسلر کو بھیج دی جو منظور کر لی گئی اور ۱۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو شعبہ اقبالیات میں ان کا گریڈ ۹ میں بطور لیکچرر تقرر ہوا۔ ۲۰۱۷ء کے آغاز میں ترقی پا کر اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہو گئے اور گریڈ ۱۹ میں ترقی مل گئی۔ انھوں نے ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورسز بھی شعبہ اقبالیات سے ہی مکمل کیے تھے۔ انھوں نے ۱۹۸۹ء میں ایم فل اقبالیات میں داخلہ لیا۔ کورس ورک اور ریسرچ ورک کی تکمیل پر انھیں جنوری ۱۹۹۴ء کو ایم فل کی ڈگری مل گئی۔ ایم فل کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متون اقبال کی روشنی میں)'' تھا اور ان کے نگران ڈاکٹر محمد ریاض تھے۔ شعبہ اقبالیات میں ۱۹۹۸ء میں پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں، انھوں نے پی ایچ ڈی اقبالیات میں داخلہ لے لیا۔ پی ایچ ڈی اقبالیات کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''کلام اقبال میں تاریخی شخصیات اور ان کے ساتھ اقبال کے ذہنی روابط کا جائزہ'' تھا اور ان کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔ پی ایچ ڈی کورس ورک اور ریسرچ ورک کی تکمیل پر انھیں ۲۰۰۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔

ڈاکٹر محمد اکرم، ڈاکٹر محمد ریاض کے ساتھ اپنی دیرینہ رفاقت کے حوالے سے ان کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کے بارے میں کہتے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض بہت بااخلاق، محبت کرنے والے، نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھنے والے اقبال شناس تھے۔ وہ نہایت ذہین تھے۔ ان کا ذہن کمپیوٹر کی طرح کام کرتا تھا۔ ہمیشہ فی البدیہہ تقریر کرتے تھے۔ اب تک اقبالیات میں معیار (Quality) اور کمیت (Quantity) کے لحاظ سے سب سے زیادہ ان کا کام ہے۔ وہ علامہ اقبال سے شدید عشق رکھتے تھے۔ وہ ان کے خلاف ذرا سی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی کبھی علامہ اقبال کے خلاف بات کرتا تو بھرپور مزاحمت کرتے تھے۔ بہت ناراض ہوتے اور فریقِ مخالف سے کہتے تھے کہ تمھیں علامہ اقبال کے خلاف بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ اخیر عمر میں طویل بیماری کی وجہ سے گو ان کا جسم لاغر ہو گیا مگر بیماری کا ذہن پر ذرا بھر بھی اثر نہیں ہوا۔ وہ نہایت ذہین اور محنتی تھے۔ کمپیوٹر کی طرح ان کی یادداشت بہت تیز تھی۔ میں انھیں اپنا ایم فل کا مقالہ دکھانے کے لیے لے گیا۔ انھوں نے اس مقالے میں درج کیمیا دانوں سے متعلق سنین عیسوی کو زبانی طور پر، سنین ہجری میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں، میں نے چیک کیا تو تمام تبدیلیاں بالکل درست تھیں۔ وہ فارسی و اردو اشعار بھی زبانی لکھتے اور پڑھتے تھے۔ انھیں پانچ زبانوں اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور پنجابی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ سید علی ہمدانی کے حالات و آثار پر ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ، ان کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا''، ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب Gabriel's Wing کا اردو ترجمہ

''شہپر جبریل''، ''شذرات فکرِ اقبال'' کا فارسی ترجمہ ''یادداشت ہائے پراگندہ'' ان کی نمایاں علمی و ادبی خدمات میں شمار ہوتے ہیں۔انھوں نے مختلف اقبالیاتی وغیرہ اقبالیاتی موضوعات پر قریباً ۵۰۰ کے قریب مقالات و مضامین لکھے۔ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے تن تنہا ایم فل اقبالیات کا ''مطالعاتی رہنما'' ترتیب دیا۔وہ ابھی تک اسی صورت میں متداول ہے۔ان کی وجہ سے ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔پاکستان میں سب سے پہلے ایم فل کورس کا آغاز شعبہ اقبالیات سے ہوا تھا۔ہائیر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے اس مثال کے پیشِ نظر دیگر یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی کے لیے ایم فل لازم قرار دیا۔اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اعزاز بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو جاتا ہے۔پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس کا آغاز بھی ان کے کام کی وجہ سے ہوا۔اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان و دنیا بھر میں ایم فل و پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورسز کا اجرا اور ان کورسز کی پہلی ڈگری کے اجراء کا کریڈٹ بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو حاصل ہوا۔ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ ذوقِ عمل رکھتے تھے۔انھوں نے بیماری کی حالت میں بھی تصنیف و تالیف کا کام نہیں چھوڑا۔ان کی بیماری میں لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جب آئیں گے تو کوئی نہ کوئی مطبوعہ کتاب ساتھ ہو گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت خوش خوراک تھے۔بیماری کی حالت میں ڈاکٹروں نے ٹھوس غذا سے منع کیا تو اپنے اعزہ و اقربا کی نگرانی کی وجہ سے یونیورسٹی کے ملازم لیاقت سے در پردہ تکے منگوا کر کھا لیتے تھے۔لیاقت ان کے بہت بھروسے کا آدمی تھا۔بیماری کی حالت میں ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ جب بھوک لگے تو تھوڑا تھوڑا کھاتے رہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض تانگے پر سوار جا رہے تھے۔راستے میں کھانے کے لیے کچھ درجن کیلے خریدے۔ملازم تانگے کی پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔وہ ایک ایک کر کے انھیں کھانے کے لیے کیلے دینے لگا۔ساتھ ہی وہ خود بھی کھاتا رہا۔جب تمام کیلے ختم ہو گئے تو ڈاکٹر محمد ریاض، لیاقت سے کہنے لگے، ''لیاقت، درجن دساں دی ہو گئی اے''۔

ڈاکٹر محمد ریاض زبردست حسِ مزاح کے مالک تھے۔خوش رہتے تھے اور خوش رکھتے تھے۔کسی نے پوچھا ڈاکٹر صاحب ''پروموشن'' اور ''مووا اوور'' میں کیا فرق ہے؟ ڈاکٹر محمد ریاض کہنے لگے یہ فرق ایسے ہی ہے جیسے کوئی ٹرک کے پیچھے لٹک جائے جبکہ ٹرک پر بہت سے آدمی سوار ہوں۔کسی نے پوچھا، ڈاکٹر صاحب پی ایچ ڈی اور ایم فل تعلیم یافتہ افراد میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ڈاکٹر محمد ریاض نے جواب دیا، ان میں وہی فرق ہے جو ڈاکٹر اور کمپوڈر میں ہوتا ہے۔

موجودہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور میں ایک ہی بس میں سفر کرتے تھے۔

اس وقت ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اسسٹنٹ پروفیسر تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض نہایت قناعت پسند تھے۔انھوں نے آخری دم تک بس پر ہی سفر کیا۔اسلام آباد میں CDL کی طرف سے F-10 میں ڈاکٹر محمد ریاض کا دو کنال کا پلاٹ نکلا جو انھوں نے یہ کہہ کر جلد ہی فروخت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ دیا، وہ کافی ہے۔اب اس کی قیمت بیس بائیس کروڑ روپے ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض سیلف میڈ انسان تھے۔انھوں نے نیوی کے معمولی سے جاب سے ترقی کی اور ترقی کرتے ہی چلے گئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے ماتحت افراد کے ساتھ بھی بہت اچھے طریقے سے پیش آتے تھے۔ان سے دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے۔عام طور پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔تاہم، فکرِ اقبال کی غلط تفہیم و تعبیر پر ناراض ہو جاتے تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر سید اکرم اکرام شاہ، صدر شعبہ اقبالیات، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور

(انٹرویو، ۲۶ ستمبر ۲۰۱۷ء بوقت ۱۲:۱۳ بجے دوپہر)

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام شاہ نے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء کے دورانیے میں یونیورسٹی آف تہران سے ''اقبال درراہِ مولوی'' کے عنوان پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی فارسی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے تحقیقی مقالے کے افادیت کو ہر سطح پر تسلیم کیا گیا اور سراہا گیا۔ انھوں نے مدام العمر یونیورسٹی آف پنجاب میں بطور چیئر مین شعبہ فارسی، ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لینگوئجز، چیئر مین شعبہ اقبالیات خدمات سرانجام دیں اور بعد از ریٹائرمنٹ بھی بطور پروفیسر شعبہ اقبالیات میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی رہنمائی اور سرپرستی میں علامہ محمد اقبال کے فلسفے اور افکار پر لکھے گئے ۴۷۲ تحقیقی مقالات پر مشتمل تین جلدی انسائیکلو پیڈیا'' دائرہ معارفِ اقبال'' تیار کیا گیا ہے۔ اس کی تیاری میں قریباً ۱۲ سال لگے اور یہ دسمبر ۲۰۱۴ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اسی طرح ان کی مساعی کے نتیجے میں'' آثار العلماء'' اور'' آثار الاولیاء'' کے موضوعات پر ایک ضخیم اشاریہ مرتب کیا گیا ہے جس کی تیاری میں ۲۰۹۶ مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس اشاریے کی مدد سے اس میں مذکور علما و صوفیہ کے حوالے سے بآسانی مختلف مآخذ تک رسائی حاصل کر کے تحقیقی کام مکمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ اشاریہ ''ہجویری چیئر''، پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔

ڈاکٹر پروفیسر اکرم شاہ اکثر اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ڈاکٹر محمد ریاض کے ہمراہ ادبی محافل میں شامل ہوتے رہتے تھے۔ اردو و فارسی اور اقبالیات سے متعلق یکساں نوعیت کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور مشترکہ دلچسپی کے میدانوں کی وجہ سے ان کا کسی نہ کسی صورت میں باہمی رابطہ رہتا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں انٹرویو کے دوران ڈاکٹر پروفیسر اکرم شاہ نے نہایت محبت اور احترام سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ذکر کیا اور ان کی اعلیٰ خدمات کا ذکر فرماتے ہوئے کہا:

''ڈاکٹر محمد ریاض، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، بہت بڑے اقبال شناس تھے اور انھوں نے حضرت علامہ اقبال کے فکر و نظر کے مختلف پہلوؤں پر بہت لکھا۔ ان میں یہ کمال ہے کہ انھوں نے علامہ اقبال کی تصانیف کا بار بار بغور مطالعہ کیا اور ان پر لکھا۔ وہ بحکمِ الٰہی جلد دنیا سے چلے گئے، اس کے باوجود وہ بہت کچھ چھوڑ گئے۔ ان کے خیالات اور عقائد بہت مثبت اور مفید تھے۔ انھوں نے اقبال کے فلسفے اور افکار کی خوب شرح کی اور ان کا درست تجزیہ کیا۔ انھوں نے اقبال کو خوب پڑھا، خوب تجزیہ کیا اور دوسرے لوگوں تک خوب ابلاغ کیا۔ وہ بہت بلند پایا اقبال شناس تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم سے بہت آگے ہوتے۔ میں ان کی اعلیٰ علمی و ادبی خدمات اور ان کے اعلیٰ کردار کی بنا پر ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔''

طارق جاوید قریشی، پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۵ جنوری ۲۰۱۷ء بوقت ۱۲ بجے دوپہر)

جناب طارق جاوید قریشی کو ڈاکٹر محمد ریاض کے پرسنل اسسٹنٹ (PA) کے طور پر ان کے ساتھ ۴ سال (۱۹۹۰ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) تک رفاقت کا موقع ملا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی وفات کے بعد وہ ۱۹۹۶ء تک شعبہ اقبالیات میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل وہ سوشل سائنسز کے ڈین آفس میں بطور پی اے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور آثار کے بارے میں طارق جاوید قریشی کہتے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض دل، دماغ اور ارادے کے مضبوط انسان تھے۔ آخری عمر میں وہ بیماری کی وجہ سے جسمانی طور پر نہایت کمزور ہو گئے تھے مگر انھوں نے اپنی علمی و ادبی مصروفیات میں کمی نہیں آنے دی۔ ان کی یادداشت بہت تیز تھی۔ تمام مصروفیات اپنی یادداشت کے سہارے سرانجام دیتے تھے۔ وہ لین دین کے معاملات میں بہت محتاط تھے۔ چیک کی وصولی کے بعد رسید پر دستخط کرتے تھے۔ بہت پیار کرنے والے انسان تھے۔ سب سے بے تکلف ہو جاتے تھے۔ دھیمے لہجے میں مدلل گفتگو کرتے تھے اور اپنے موثر دلائل سے مخالف کو قائل ہونے پر مجبور کر دیتے تھے۔ دوسروں کے لیے آسانیاں بانٹنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اردو، فارسی، انگریزی اور اقبالیات پر بہت عبور رکھتے تھے۔ تینوں زبانوں (اردو، فارسی اور انگریزی) میں ترجمہ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ وہ نہایت خوش خوراک، خوش لباس اور خوش مزاج تھے۔ ۱۹۸۰ء میں جب یونیورسٹی آئے تو صحت آئیڈیل تھی۔ بیماری کے ایام میں بھی ان کی خوش خوراکی قائم رہی۔ انھیں پھل اور خصوصاً سیب بہت پسند تھے۔ اکثر دفتر میں سیب ساتھ لاتے تھے۔ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ وہ راجپوت (ستی) تھے۔ وہ گھر میں بھی دوستانہ ماحول رکھتے تھے۔ وہ لین دین کے کھرے تھے۔ وہ حساب کتاب بے باق رکھتے تھے۔ جب وہ بسترِ مرگ پر تھے تو ان کی وفات سے چند دن پہلے ان کے گھر جانا ہوا۔ ان کے سرہانے ایک طرف قرآن حکیم کا نسخہ اور دوسری طرف پنجاب یونیورسٹی کے پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹ کا مقالہ پڑا تھا۔ میں نے آرام کا کہا تو کہنے لگے، یار قلم سے مرتے دم تک رشتہ نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ بہت نفیس طبیعت کے مالک اور صفائی پسند تھے۔ دفتر میں انھوں نے ذاتی استعمال کے لیے الگ سے برتن رکھے ہوئے تھے۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ وہ طلبہ کو دفتر اور گھر پر کافی وقت دیتے اور ان کی رہنمائی کر کے خوش ہوتے تھے۔ بیماری کے باوجود وہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے اور سفر بھی کر لیتے تھے۔ ان کا آخری سفر لاہور کا تھا۔ انھوں نے ۳۱ مئی ۱۹۹۴ء کو لاہور میں ایک ادبی کانفرنس میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وہاں سے طبیعت زیادہ خراب ہوئی جو بعد میں سنبھل نہ سکی اور بالآخر وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے عزیزوں نے ان کی تمام کتابیں شعبہ اقبالیات کو عطیہ کر دی تھیں۔ ان کے گھر سے کتابیں لینے کے لیے ڈاکٹر محمد اکرم اور میں خود گیا تھا۔ وہ نہایت عظیم علمی و ادبی شخصیت تھے۔ ان کی عظیم خدمات کبھی بھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔

سید مرتضٰی موسوی سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال''

(انٹرویو، بتاریخ ۱۰ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بوقت صبح 10:30)

۱۹۶۴ء سے ۱۹۹۴ء تک، تہران، کراچی، اسلام آباد میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ساتھ گہری رفاقت رہی۔ میں ''ہلال'' اور ''پاکستان مصور'' کا ایڈیٹر تھا۔ وہ ان مجلّات کے باقاعدہ رائٹر تھے۔ وہ پاکستان شناسی کے موضوع پر شائع ہونے والے مضامین کا ترجمہ بھی کرتے تھے۔ ۷۰ اور ۸۰ کے عشروں میں انگریزی میں لکھنے کا رواج تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اقتصادی و سماجی موضوعات پر 'پاکستان مصور' میں لکھتے رہے اور تراجم بھی کرتے رہے۔ وہ تکنیکی موضوعات کا بھی ترجمہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہفتے کے دیے گئے دورانیے کا کام چار/پانچ دن میں کر لیتے تھے۔ وہ ہمہ دان اور اقبال شناس تھے۔ یونیورسٹی لیول پر فارسی پڑھانے والے فارسی دان حضرات HEC/UGC کے تقاضے پورے کرنے کے لیے، صرف ترقی کے لیے مقررہ حد تک لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض فارسی کے رسائل میں باقاعدگی سے تحقیقی مقالے لکھتے تھے۔ وہ ان کے تراجم بھی چھپواتے تھے۔ ریٹائرمنٹ سے قریباً ساڑھے تین ماہ قبل وفات پا گئے۔ اگر مزید حیات پاتے تو ان کی قابلیت اور کارکردگی کے مطابق انھیں Extension ضرور ملتی۔ حیاتِ ریاض کے آخری سالوں میں کبھی کبھار تقریبات میں ملاقات ہوتی رہی۔ ایک سکالر کو میں نے ترجمہ کرنے کے لیے مضمون دیا۔ اس نے مہینے بھر بعد ترجمے سے معذرت کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اصل مضمون واپس کر دیا کہ ہم اس میدان کے مرد نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا چند ہی دنوں میں ترجمہ کر دیا۔ پاکستان نیشنل سنٹر کا 28 شہروں میں نیٹ ورک ہے۔ میں قریباً ساڑھے آٹھ سال نیشنل سنٹر کا ڈائریکٹر رہا ہوں۔

ڈاکٹر محمد ریاض ہمہ دان، ہمدان شناس اور اقبال شناس تھے۔ ریاضت، پرکاری اور علم کی بے لوث خدمت کا جذبہ ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ میں نے ہمیشہ غائبانہ اور حاضرانہ ان کی تعریف کی ہے۔ اگرچہ وہ سن میں مجھ سے پانچ سال بڑے تھے۔ مگر بہت احترام کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے، خود مجھے اپنے مضامین/مقالات کی اصل تعداد یاد نہیں۔ جہاں تک یاد ہے چار سو سے پانچ سو تک مضامین/مقالات لکھ چکا ہوں۔ وہ مجھ سے سنجیدہ ماحول میں ہی ملتے تھے۔ سننے میں آیا ہے کہ وہ بذلہ سنج تھے۔ وہ اسی کے آخر میں، نوے کے عشرے کے شروع میں بہت لحیم شحیم تھے۔ عام طور پر انسان پیرانہ سال میں کمزور اور نحیف ہو جاتا ہے۔ وہ فرائضِ منصبی کے علاوہ دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں میں بہت زیادہ مشغولیت اور محنت کے باوجود لحیم و شحیم رہے۔ مجھے توقع تھی کہ انھیں پیرانہ سالی کا شکار ہوتے بہت عرصہ لگے گا۔ مگر آخری تین سالوں میں ان کی صحت تیزی سے گری۔ وہ ''دانش'' میں ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۴ء لکھتے رہے۔ ''دانش'' ۱۹۸۵ء میں طبع ہونا شروع ہُوا۔ ان کا پہلا مضمون دوسرے شمارے میں شائع ہُوا۔ وہ سال میں ایک دو شماروں میں ضرور لکھتے تھے۔ ڈاکٹر ریاض پاکستان کے فارسی زبان کے عظیم استاد اور دانشور تھے۔ انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے موضوع ''میر سید علی ہمدانی کی شخصیت اور آثار'' پر مدام العمر کام کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر پر بیسیوں مقالے فارسی، اردو اور انگریزی میں شائع کیے۔ ان کے مقالوں کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔ ان کی کتابوں اور کتابچوں کی تعداد، میرے علم کے مطابق پچیس تیس سے زیادہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھیں فارسی اور اردو میں یکساں مہارت حاصل تھی۔ وہ اپنے ہی مضامین انگریزی میں ترجمہ کر کے بھی چھپواتے تھے۔

نوٹ:۔ سید مرتضٰی موسوی اس انٹرویو کے قریباً دو سال چھے ماہ بعد ۸ ستمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ وفات پا گئے تھے۔

حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۱۹ستمبر ۲۰۱۶ء بروز منگل بوقت رات 9:00)

۱۹ستمبر ۲۰۱۶ء بروز منگل ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے بیٹے حاجی محمد ضیاء سے' ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس انٹرویو سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اہلِ خانہ اور ان کی شخصیت کے بارے میں کافی تسلی بخش معلومات حاصل ہوئیں۔ حاجی محمد ضیاء سے پوچھے گئے سوالات اور جوابات درج ذیل تھے:

سوال:۔آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟ ہر ایک کی تاریخ پیدائش بتا دیں اور مختصر تعارف بھی کرا دیں۔

جواب:۔ہم چار بھائی ہیں اور ہماری ایک بہن ہے۔ میرا نام محمد ضیاء ہے۔ میری تاریخ پیدائش ۶ جون ۱۹۵۵ء ہے۔ اس لحاظ سے اس وقت میری عمر ۶۱ سال ہے۔ مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام ظفر احمد ہے۔ وہ مجھ سے چار (۴) سال چھوٹے ہیں۔ ظفر احمد نے نیوی میں ملازمت کی۔ کچھ عرصہ بعد نیوی کی ملازمت چھوڑ کر دوبئی چلے گئے اور وہاں پانچ چھ سال ملازمت کرتے رہے۔ اس کے بعد پاکستان آ گئے۔ گہل میں یونین کونسل کے ناظم منتخب ہوئے اور چار (۴) سال بطور ناظم خدمتِ خلق کرتے رہے۔ اس کے بعد تین سال پہلے دوبارہ دوبئی چلے گئے۔ آج کل وہاں ہی ملازمت کر رہے ہیں۔ ظفر احمد سے چھوٹی ہماری بہن، نوشین افتخار ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں اور اسلام آباد کے نزدیک 'کرپا' نامی گاؤں میں رہتی ہیں۔ ظفر احمد سے چھوٹے آفتاب احمد اور آفتاب احمد سے چھوٹے تراب احمد ہیں۔ دونوں نے پولیس میں ملازمت اختیار کی۔ بعد میں آفتاب احمد نے محکمہ پولیس کی ملازمت چھوڑ دی۔ اب وہ پراپرٹی ڈیلر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ میں نے، ظفر احمد اور نوشین افتخار نے ایف اے کی سطح تک تعلیم حاصل کی ہے۔ نوشین افتخار، ظفر احمد سے، آفتاب احمد' نوشین افتخار سے اور تراب احمد، آفتاب احمد سے تین چار سال چھوٹا ہے۔ اس وقت ہم چاروں بھائی بچوں کی تعلیم اور روزگار کے سلسلے میں راولپنڈی میں رہ رہے ہیں۔ گہل میں بھی گھر ہیں وہ خالی ہیں۔ ہم سردیاں راولپنڈی میں اور گرمیاں گاؤں میں گزارتے ہیں۔

سوال:۔ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ، ادبی شخصیت تھے؛ آپ نے ان کی طرح بہت زیادہ تعلیم کے لیے کوشش کیوں نہیں کی؟

جواب:۔والدِ محترم بہت بارعب شخصیت تھے۔ جب میں میٹرک میں تھا تو تعلیم میں عدم دلچسپی پر انھوں نے مجھے تھپڑ مارا۔ تب سے میں ان سے اور دُور ہو گیا اور تعلیم میں دلچسپی نہ لی۔ میرا ایک دوست ریاض، گورنمنٹ سیکنڈری سکول، لیاری، کراچی میں ان کے پاس زیرِ تعلیم تھا۔ والدِ محترم نے ایک بار کسی بات پر اُسے تھپڑ مارا تو اس کے کان کا پردہ پھٹ گیا اور وہ بہرہ ہو گیا۔ اس تھپڑ کا اس پر مثبت اثر ہوا اور وہ پڑھ لکھ کر اچھی پوسٹ پر تعینات ہو گیا۔ والدِ محترم کے تہران میں تدریس کے عرصے (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) میں ہم سب تہران میں ان کے ساتھ رہے۔ ہماری رہائش گاہ کوچہ ءخسرو، تہران میں تھی، مکان نمبر 3 تھا۔ اس وقت نوشین، آفتاب اور تراب بہت چھوٹے تھے۔ پاکستانی نژاد ہونے کی وجہ سے وہاں ہمیں (مجھے اور ظفر کو) معقول تعلیمی ادارہ نہ مل سکا۔ میں نے امریکی سفارتخانے میں ملازمت کر لی۔ ظفر احمد سال بعد

ایران سے واپس آ گیا تھا۔ جب پاکستان میں ضیاء الحق نے مارشل لاء لگایا تو حکومت نے بیرونِ ملک گئے ہُوئے تمام سرکاری ملازمین کو اپنے ملک واپس آ کر حاضر سروس ہونے کا حکم دیا۔اس وجہ سے والدِ محترم کو بھی پاکستان واپس آنا پڑا تھا۔والدِمحترم علم دوست انسان تھے۔وہ قابل طلبہ کو جیب سے خرچ دیتے تھے تاکہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔انھوں نے ہمیں بھی تعلیم دینے کی کوشش کی۔دورانِ تعلیم جب وہ سختی کرتے تو دادی اماں ان سے ناراض ہو جاتی تھیں۔والدمحترم اپنی والدہ کا بہت احترام کرتے تھے۔وہ ان کے کہنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا چھوڑ دیتے تھے۔یہ سب باتیں ہماری علمی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنیں۔بہرحال تعلیم سے عدم دلچسپی اور غیر تسلی بخش کارکردگی کے بنیادی طور پر ہم ہی ذمہ دار ہیں۔اب ہمارے بچے اعلیٰ تعلیم کے لیے کوشاں ہیں۔ہمارے خون میں علم وادب سے دوستی کا جو عنصر شامل ہے،ان شاءاللہ،وہ ضرور رنگ لائے گا۔

سوال:۔اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض کے تعلقات اور معاملات کیسے تھے؟

جواب:۔ڈاکٹر صاحب نہایت خوش طبع انسان تھے۔گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے تھے۔انھوں نے ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا۔ہر ایک کے ساتھ ان کا بہت اچھا برتاؤ تھا۔ان کا رویہ مثالی تھا۔وہ ہم سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ہماری ہر طرح کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔ان کے ہوتے ہوئے ہم نے کبھی تنگ دستی نہیں دیکھی۔

سوال:۔ڈاکٹر صاحب کی عمومی شخصیت کیسی تھی؟

جواب:۔وہ منکسر المزاج تھے۔صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔خوش خوراک تھے۔اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے۔ان کا دسترخوان کشادہ تھا۔مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے اور اس کی حتی المقدور اچھی طرح خدمت کرتے تھے۔ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔دس بیس سال پرانی باتیں بھی انھیں یاد ہوتی تھیں۔وہ نہایت ہمت اور حوصلے والے انسان تھے۔ان کا جسم بھاری تھا۔نہایت صحت مند تھے۔چہرے کا رنگ سرخ تھا۔جب بیمار ہوئے تو وزن بہت کم ہو گیا تھا۔انھوں نے جان لیوا بیماری کا بہت ہمت اور صبر سے مقابلہ کیا۔کبھی بھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔وہ نہایت بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ وتحقیق کے کاموں میں مصروف رہے۔میں نے انھیں کبھی فارغ نہیں دیکھا۔فضول بات نہیں کرتے تھے۔علامہ اقبال سے عشق کرتے تھے۔ان کے ذکر پر آب دیدہ ہو جاتے تھے۔ان کی علالت کے ایّام میں میرا سعودی عرب جانے کا پروگرام بنا مگر میں ان کی علالت کی وجہ سے تذبذب کا شکار تھا۔انھوں نے بہ اصرار مجھے سعودی عرب بھیج دیا۔میرے جانے کے ڈیڑھ ماہ بعد وہ وفات پا گئے۔ڈاکٹر صاحب در پردہ مستحق افراد کی مدد بھی کرتے رہتے تھے۔اس سلسلے میں وہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے تھے۔ان کی وفات کے بعد ہمیں بہت سے لوگ ملے جنھوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہماری مالی امداد کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کو فارسی زبان وادب پر عبور حاصل تھا۔ایران میں ہم خیابانِ فردوس میں رہتے تھے۔ان کی فارسی بول چال کی وجہ سے ایرانی انھیں ایرانی سمجھتے تھے۔وہ مانتے نہیں تھے کہ ہم پاکستانی ہیں۔

سوال:۔کیا ڈاکٹر صاحب نے حج یا عمرہ کیا تھا؟

جواب:۔جی ہاں،آفتاب بھائی کی شادی کے قریباً دو ماہ بعد،۱۹۹۰ء میں،انھوں نے،میری والدہ نے اور میں نے ایک ساتھ حج کیا تھا۔انھوں نے دو عمرے بھی کیے تھے۔انھوں نے پہلا عمرہ ۱۹۷۵ء میں،ایران میں اپنے قیام کے دورانیے

میں کیا تھا۔ انھوں نے دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا تھا۔ میں قمری کیلنڈر کے مطابق قریباً ۳۰ سال سعودی عرب میں رہا ہوں۔ اس لیے مجھے کئی بار حج اور عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں قریباً سال، ڈیڑھ سال پہلے سعودی عرب سے واپس پاکستان آیا ہوں۔

سوال:۔ڈاکٹر صاحب کی نصیحت یا وصیت کے حوالے سے کچھ بتائیں۔

جواب:۔وہ ہمیں اتفاق سے رہنے، رزقِ حلال کمانے اور محنت کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

سوال:۔وہ کن لوگوں کے زیادہ قریب تھے؟

جواب:۔وہ اپنے رفقائے کار میں سے ڈاکٹر صدیق شبلی، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر شاہد اقبال کامران اور ڈاکٹر محمد اکرم کے بہت قریب تھے۔ رشتہ داروں اور ہمسایوں میں سے مکھن، رقیب، خان آفیسران کے بہت قریبی تھے۔

سوال:۔آج کل راولپنڈی میں آپ کی رہائش کہاں ہے؟

جواب:۔میں، کھنہ پُل کے پاس، چھتری چوک کے قریب رہتا ہوں۔

سوال:۔آپ کے گھر میں بھی علمی و ادبی محفلیں منعقد ہوتی تھیں؟

جواب:۔گھر میں علمی و ادبی محفلیں با قاعدہ تو منعقد نہیں ہوتی تھیں۔ جب کبھی والدِ محترم کے دوست ان سے ملنے گھر آتے تھے تو ان کے درمیان علمی و ادبی گفتگو ہو جاتی تھی۔ جب ڈاکٹر این میری شمل پاکستان آئیں تو وہ ہمارے گھر بھی آئی تھیں۔ وہ ڈاکٹر پروفیسر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر پروفیسر صدیق شبلی اور پروفیسر فتح محمد ملک کے ہمراہ آئی تھیں۔ والدِ محترم ان کے علم کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ بھی والدِ محترم کے تبحرِ علمی اور اقبال شناسی کی معترف تھیں۔ اس ملاقات کے وقت میں بھی موجود تھا۔

نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار بوقت رات 06:56)

سوال:۔ آپ کا نام اور عمر کیا ہے؟
جواب:۔ میرا نام نوشین افتخار ہے۔ میری تاریخ ولادت ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء ہے۔ اس لحاظ سے میری عمر ۵۳ سال کے قریب ہے۔

سوال:۔ آپ نے اور آپ کے بھائیوں نے کتنی تعلیم حاصل کی ہے؟
جواب:۔ دونوں بڑے بھائیوں، حاجی محمد ضیاء اور ظفر احمد نے اور میں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔ آفتاب احمد اور تراب احمد، دونوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔

سوال:۔ آپ اور آپ کے بھائیوں نے اپنے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی طرح زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی؟
جواب:۔ ہمارے والد تعلیم و تحقیق کے کاموں میں بہت مصروف رہتے تھے۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وہ ہماری تعلیم پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ انھوں نے زیادہ سختی بھی نہ کی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم زیادہ تعلیم حاصل کریں۔ ہماری کوتاہی ہے کہ حصول تعلیم کے لیے بھرپور کوشش نہ کی۔ ہمارے والد کو ہماری تعلیمی کمی کا احساس تھا۔ وہ ہمیں اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔

سوال:۔ آپ کی شادی کب ہُوئی؟ آپ کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں؟ انھوں نے کتنی تعلیم حاصل کی ہے؟
جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔ ان کے نام بالترتیب راجہ عثمان، راجہ ارسلان، سدرہ افتخار اور ماریہ افتخار ہیں۔ راجہ عثمان نے پاکستان سے بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد وہ انگلینڈ چلا گیا اور وہاں سے پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ حاصل کیا۔ راجہ ارسلان نے کامسیٹ (Comset) سے ایم بی اے مارکیٹنگ کی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ ڈالڈا فوڈز میں جاب کر رہا ہے۔ اس سے چھوٹی بیٹی سدرہ افتخار نے بی ایس سی بیالوجی کے ساتھ کی ہے۔ سب سے چھوٹی بیٹی ماریہ افتخار نے آئی سی ایس کیا ہے۔

سوال:۔ آپ کے خاوند کا ذریعہ روزگار کیا ہے؟
جواب:۔ وہ کنسٹرکشن کا کام کرتے ہیں۔

سوال:۔ آپ کی رہائش کہاں پر ہے؟
جواب:۔ ہم اسلام آباد کے قریب ''کرپاہ'' گاؤں میں، جامع مسجد کے قریب رہتے ہیں۔

سوال:۔ اپنے بھائیوں اور ان کے افرادِ خانہ کی سماجی، معاشی اور تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ بتائیں۔
جواب:۔ جب میرے والد ایران میں تدریس کے لیے گئے تو ہم سب افرادِ خانہ (میری والدہ، بھائی ضیاء، بھائی ظفر اور میں) ان کے ساتھ ہی وہاں پر رہے۔ والدِ محترم کی وہاں سے واپسی پر بھائی ضیاء کے علاوہ ہم سب پاکستان واپس آ گئے تھے۔ بھائی ضیاء جو کہ امریکی سفارت خانے میں ملازم تھے، ایران میں رہ گئے تھے۔ انھوں نے انقلاب ایران اپنی آنکھوں

سے دیکھا۔اس کے بعد وہ وہاں سے پاکستان آگئے۔۱۹۸۰ء میں ان کی شادی ہوئی۔۱۹۸۱ء میں وہ لیبیا چلے گئے۔وہ لیبیا میں قریباً پونے دوسال رہے۔اس کے بعد سعودی عرب چلے گئے۔

قمری کیلنڈر کے مطابق انھوں نے تیس (۳۰) سال سعودی عرب میں گزارے ہیں۔وہ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ انھوں نے بفضلہٖ تعالیٰ ۱۲ حج کیے۔عمروں کی صحیح تعداد یادنہیں۔بھائی ظفر بھی پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔وہ پہلے نیوی میں ملازم تھے۔بعد میں ملازمت ترک کرکے وہ دوبئی چلے گئے۔دوبئی سے پاکستان آگئے۔یہاں سیاست میں حصہ لینے لگے۔ یونین کونسل گہل کے ناظم منتخب ہوئے۔چار پانچ سال علاقے کی خدمت کی پھر واپس دوبئی چلے گئے۔آج کل دوبئی میں ہی ہیں۔آفتاب احمد نے بھی آٹھ (۸) سال پولیس میں ملازمت کی۔اس کے بعد پولیس کی ملازمت چھوڑ دی۔اب وہ پراپرٹی کا کام کرتا ہے۔تراب احمد پولیس میں ملازمت کر رہا ہے۔آفتاب اور تراب اکٹھے رہتے ہیں۔آفتاب کی بیٹی ایم اے انگلش کر چکی ہے۔آفتاب کے چھوٹے بیٹے نے میٹرک میں اچھے نمبر لیے ہیں۔ایک بیٹی حافظ قرآن ہے۔دوسرا بیٹا بی کام کر رہا ہے۔بھائی ظفر کی تین بیٹیاں ہیں۔تینوں ماسٹر کر چکی ہیں۔ان میں سے ایک بیٹی حافظ قرآن بھی ہے۔ان کے دو بیٹے ہیں۔ان کا بڑا بیٹا ایم ایس سی کر رہا ہے۔چھوٹے بیٹے نے حال ہی میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے۔تراب کا بڑا بیٹا آئی کام کا سٹوڈنٹ ہے۔اس سے چھوٹا بیٹا میٹرک میں ہے اوراس کا سب سے چھوٹا بیٹا چوتھی جماعت میں پڑھ رہا ہے۔

سوال:۔آپ کے والد، ڈاکٹر محمد ریاض کی عمومی مصروفیات کیا تھیں اور آپ سب کے ساتھ ان کے معاملات کیسے تھے؟

جواب:۔میرے والد بہت اچھے مزاج کے مالک تھے۔وہ ہم سب سے اور اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ہمارے ساتھ ان کا رویہ بہت پیارا اور مشفقانہ تھا۔وہ ہر وقت مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔نماز کے پابند تھے۔چھٹی کے روز زیادہ دیر تک تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔وہ نبی کریم ﷺ اور علامہ اقبال سے بہت محبت رکھتے تھے۔ان کے ذکر کے وقت آبدیدہ ہو جاتے تھے۔انھیں کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔اکثر محفلوں میں کلامِ اقبال سناتے تھے۔انھیں جب جگر کی تکلیف لاحق ہُوئی اور قریباً بارہ سال بیمار رہے تو اس عرصے میں شدید بیماری کے ایام میں بھی زیادہ تر مطالعہ، تحقیق اور تحریر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔وہ خوش طبع اور خوش خوراک تھے۔شروع میں ان کی صحت بہت اچھی تھی۔جمعے کے روز وہ اکثر کھانا خود بناتے تھے۔مزیدار پلاؤ بناتے تھے۔چھوٹے گوشت کے خاص طور پر شوقین تھے۔وہ مہمان نواز تھے۔مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ان کا ایک ہی بھائی تھا جس کا نام محمد اسحاق تھا۔ان کا بھائی ان سے چھ سات سال چھوٹا تھا۔وہ اپنے بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔

وہ تادمِ آخریں شدید بیماری کے باوجود علمی و ادبی اور تدریسی سرگرمیوں میں مشغول رہے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہُوئے۔ان کی نمازِ جنازہ راولپنڈی میں ادا کی گئی۔انھیں، ہمارے آبائی گاؤں گہل میں دفنایا گیا۔

دورانِ گفتگو ان کے بیٹے راجہ عثمان نے بتایا کہ جب میری عمر چھ سات سال تھی، ان دنوں کی بات مجھے آج تک یاد ہے کہ ۱۹۹۲ء میں جب والدہ کی دادی فوت ہوئیں تو ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کچھ بچے تلاوت کر رہے تھے۔ساتھ والے کمرے سے نانا جی (ڈاکٹر محمد ریاض) کی آواز آئی کہ تم میں سے کسی بچے نے فلاں پارے کی فلاں آیت درست نہیں پڑھی ہے۔تلفظ بدلنے سے سارا مطلب تبدیل ہوگیا ہے۔میرے بڑے ماموں حاجی ضیاء صاحب جو میرے سسر بھی

ہیں، بتاتے ہیں کہ حج کے دورانِ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر محمد ریاض) گم ہو گئے۔ ہمیں تشویش ہوئی کہ وہ اب کس طرح کسی سے عربی میں بات کر پائیں گے اور ہم تک پہنچیں گے۔ ہم انھیں تلاش کرنے نکل پڑے۔ جب نظر آئے تو دیکھا کہ وہ ایک یمنی کے ساتھ روانی سے عربی میں بات کر رہے ہیں۔ ہم ان کی عربی زبان میں مہارت پر حیران ہوئے۔ وہ علم کا سمندر تھے۔ وہ اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔

آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، بتاریخ ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بوقت رات 09:30)

سوال:۔آپ کے والد محترم ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کیسی تھی؟ ان کی عمومی مصروفیات کیا تھیں؟

جواب:۔میرے والد محترم نہایت خوش طبع، ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ ان کے اپنے اہل خانہ، اعزہ و اقربا سے بہت اچھے مراسم تھے۔ خان افسر، حاجی عشار، غالب، حاجی زراب، رفیق، عثمان، مرتضیٰ یہ سب حضرات رشتے میں ہمارے چچا لگتے ہیں۔ مالک اور وحید میرے والد محترم کے سگے ماموں زاد بھائی ہیں۔ میرے پانچ ماموں ہیں: صابر حسین، قربان، حاجی گلستان، حاجی رضا، حاجی فدا۔ ان میں سے حاجی فدا وفات پا چکے ہیں۔ سب سے بڑے ماموں صابر حسین گاؤں میں رہتے ہیں۔ باقی تین ماموں آج کل راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ ان سب سے والدِ محترم کے نہایت قریبی، برادرانہ و دوستانہ تعلقات تھے۔ یہ سب لوگ اکثر ہمارے گھر آتے رہتے تھے۔ میرے والدِ محترم ان سب کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان سے محبت اور احترام سے پیش آتے تھے۔ ان سے بے تکلفی کی حد تک دوستانہ تعلقات تھے۔ یہ سب حضرات بھی میرے والدِ محترم کی بہت عزت کرتے تھے اور ان سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ والدِ محترم کی بیماری کے ایام میں ان سب حضرات، خصوصاً خان افسر، رفیق اور عثمان نے والدِ محترم کی بہت زیادہ خدمت کی۔

والدِ محترم زیادہ تر مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہتے تھے۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی یہی مصروفیت رہی۔ وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔

وہ رشتہ داروں، دوستوں اور مہمانوں کی خدمت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ وہ خوش خوراک تھے۔ وہ اکثر خود پلاؤ بناتے تھے۔ پلاؤ میں مختلف سبزیاں، شلجم، آلو، چقندر، وغیرہ ملا دیتے تھے۔ اس سے بہت مزیدار ڈش تیار ہو جاتی تھی۔ وہ کہتے تھے جو ڈش کھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو نہیں کھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔

ہمارے والد لین دین کے کھرے تھے۔ جو چیز خریدتے تھے، تھوک کے حساب خریدتے تھے۔ ہر چیز کا حساب رکھتے تھے۔ ایک بار گھر آ کر حساب کیا تو پتہ چلا کہ سبزی میں ادرک زیادہ آ گیا ہے تو اگلے دن سبزی والے کے پاس جا کر اس کی قیمت ادا کی۔

وہ در پردہ لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں میری نظر میں ہیں۔ مثلاً ہمارے نانا کے گاؤں میں کسی چوکیدار کی بیٹی کی انھوں نے برسوں کفالت کی۔ اس کی سرپرستی کرتے رہے۔ الحمدللہ وہ آج کسی کالج میں پروفیسر ہیں۔

میرے والدِ محترم نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ، بااخلاق انسان تھے۔ افسوس کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر نہ چل سکے۔ اب ہماری اولاد اپنے جدامجد کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سوال:۔آپ کے والد اور دیگر اہلِ خانہ اسلام آباد اور راولپنڈی میں کتنا عرصہ اور کہاں مقیم رہے؟

جواب:۔ایران جانے سے پہلے ہم ڈاکٹر محمد صدیق شبلی کے ساتھ والے گھر میں رہتے تھے۔ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اسلام آباد کے سیکٹر G-7-3-2 کے کوارٹر نمبر E-19 میں رہتے تھے اور آج بھی ان کی وہیں پر رہائش ہے۔ہم E-16 میں رہتے تھے۔ جب ہم ایران سے واپس آئے تو قریباً 9/10 ماہ ان کے گھر کی بالائی منزل پر رہے۔یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔اس کے بعد ہم نے راولپنڈی سلطان کے کھوہ، مرزا بشیر روڈ پر مکان نمبر NE-3506 خریدا۔وہ تقریباً ۵ مرلے کا گھر تھا۔اپنے والد (ڈاکٹر محمد ریاض) کی زندگی میں ہم وہاں رہے۔والد محترم کی وفات کے قریباً 8/9 سال بعد والدہ وفات پا گئیں۔پھر ہم نے وہ گھر فروخت کر دیا۔حاجی ضیاء صاحب کا ذاتی گھر ضیاء مسجد، اسلام آباد میں ہے، وہ خود قدیر روڈ پر رینٹ پر رہ رہے ہیں۔آج کل ظفر صاحب بندکھنہ روڈ پر رینٹ پر رہ رہے ہیں۔میں اور تراب اکٹھے رہ رہے ہیں۔

(نوٹ:۔آفتاب احمد ستی اس انٹرویو کے قریباً تین سال پانچ ماہ بعد ۲۶ اپریل ۲۰۲۰ء (۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ) بروز اتوار وفات پا گئے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے مدارج بلند فرمائے۔آمین)

تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۲۵، اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز منگل بوقت رات 08:00 بجے)

تراب احمد، ڈاکٹر محمد ریاض کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔

سوال:۔ آپ کا ذریعہ روزگار کیا ہے؟

جواب:۔ جی، میں محکمہ پولیس میں ملازم ہوں۔ اٹھارہ سال سے اس محکمے میں خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ آج کل راولپنڈی سے قریباً پچاس ساٹھ کلومیٹر دور واقع کہوٹہ شہر میں بطور کانسٹیبل تعینات ہوں۔

سوال:۔ اپنے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب:۔ والد محترم کی وفات کے وقت میری عمر اکیس سال تھی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو میری عمر نو سال تھی۔ میں نے ان کی بیماری کا عرصہ دیکھا ہے۔ انھوں نے بہت ہمت، صبر اور بردباری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ بیماری میں انھیں بھوک لگنا بند ہوگئی تھی۔ ان کی خوراک بہت کم ہوگئی تھی اور وہ کمزور ہوگئے تھے۔ ان کے معالج میجر جنرل ڈاکٹر نے انھیں کہا کہ بازار جا کر خود اپنے کھانے پینے کا سامان لائیں۔ اپنا کھانا خود پکائیں۔ اس طرح کھانے کے لیے رغبت پیدا ہو جائے گی۔ بیماری کے ایام میں انھیں ڈائریکٹر ایجوکیشن لگنے کی آفر بھی ہوئی۔ انھیں سپین کے سفر کی بھی پیش کش ہوئی، مگر علالت کی وجہ سے ادھر توجہ نہیں کی۔ وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ علامہ اقبال سے بھی بہت عشق کرتے تھے۔ وہ اکثر عشقِ رسول ﷺ کے سلسلہ میں علامہ اقبال کے اشعار پڑھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ انھیں علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ اپنے احباب سے اکثر کہا کرتے تھے مجھے علامہ اقبال کے پندرہ ہزار اشعار میں سے قریباً دس گیارہ ہزار اشعار زبانی یاد ہیں۔ وہ ایسا بہت یقین اور اعتماد سے کہا کرتے تھے اور اس کے ثبوت کے لیے آزمائش پر پورا اترنے کی شرط لگانے کو بھی تیار رہتے تھے۔

وہ نہایت محنتی، راست گو اور دیانت دار تھے۔ میں نے جب ایف اے اسلامیات اختیاری کا پرچہ دیا تو انھوں نے پوچھا کہ پیپر کیسا ہوا؟ میں نے بتایا کہ پیپر قدرے مشکل تھا مگر تقریباً ٹھیک ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا وہ پیپر میں نے بنایا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ انھوں نے اس ضمن میں مجھے کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا تھا۔ وہ اکثر مختلف یونیورسٹیز کے پیپر بناتے تھے اور چیک بھی کرتے تھے۔ بعض لوگ گھر آتے تھے اور ان سے اچھے نمبر حاصل کرنے کے لیے سفارش پیش کرتے اور درخواست کرتے تھے۔ اس بات پر وہ بہت ناراض ہوتے تھے اور ایسے لوگوں کو سختی سے منع کر دیتے تھے۔ بدقسمتی سے ہم ان کے نقشِ قدم پر نہ چل سکے۔ اب کوشش ہے کہ ہمارے بچے اپنے دادا کا نام روشن کریں۔

حوالہ جات وحواشی

حرفِ آغاز

۱۔ سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء) ص ۲۹، ۳۱، ۱۲۱ تا ۱۳۰، ۱۶۵ تا ۱۷۰

۲۔ نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیق کار..... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی ۱۹۹۹ء) ص ۴۷

۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، تعارف، مشمولہ: برکاتِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول ۱۹۸۲ء) ص ۳

۴۔ سبطِ حسن رضوی، ڈاکٹر سید ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں..... ''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض) ص ۳۸
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض) ص ۳۵

۵۔ رحیم بخش شاہین، پروفیسر ڈاکٹر ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض) ص ۲۱

۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی قریباً تمام ذاتی کتب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات میں محفوظ ہیں۔ تمام کتب کے ضروری کوائف ایک رجسٹر میں درج کیے گئے ہیں۔ یہ رجسٹر دوصد پچاس (۲۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۱ تا ۶۰ پر ایک ہزار تہتر (۱۰۷۳) کتب کے کوائف درج ہیں۔ ان میں سے نوصد گیارہ (۹۱۱) کتب عطیہ از ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کے نام سے درج ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر ایک صد باسٹھ (۱۶۲) کتب دیگر ذرائع کے حوالے سے درج ہیں۔ اس رجسٹر میں کل درج ذیل چودہ کالم بنے ہوئے ہیں اور ان میں متعلق معلومات درج کی گئی ہیں:

Date	Accession Number	Author	Title	Vol
3.6.1995	0001	علامہ محمد اقبال	کلیاتِ اقبال فارسی	1
8.9.2006	1073	مسز آفتاب، مسعود عالم خاں	اردو نثری ادب میں طنز و مزاح کی روایت اور فن	

Place & Publisher	Year	Page	Size
لاہور، اسلام آباد: اقبال اکیڈمی	1990	868	--
ہائر ایجوکیشن، اسلام آباد	2006	251	--

Binding	Bill No. & Date	Source	Price	Remarks
H.B	--	عطیہ ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم	×	×
P.B		رابعہ سرفراز		

باب اول:۔ڈاکٹر محمد ریاض------احوال و آثار

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے کے مطابق ان کی تاریخ پیدائش ۴ مارچ ۱۹۳۵ء ہے۔ان کی مڈل کی سند میں بھی یہی تاریخ پیدائش درج ہے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران (محمد ضیاء، آفتاب احمد و تراب احمد) اور دختر (نوشین افتخار) سے انٹرویوز کے دوران حاصل ہونے والی معلومات۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی والدہ محترمہ' اکبر جان' ۱۸ فروری ۱۹۹۱ء بروز جمعرات وفات پا گئی تھیں۔ان کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد'۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء بروز جمعرات ڈاکٹر محمد ریاض کے والد محترم 'ولی داد خان'' وفات پا گئے تھے۔

۳۔ پروفیسر کرم حیدری کی کتاب ''داستانِ مری'' کے بیک ٹائٹل پر ان کی درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ پوٹھوہاری گیت ۲۔ سرزمین پوٹھوہار ۳۔ حکمتِ بیدار (طویل قومی نظم)

۴۔ دوش و فردا ۵۔ سایۂ گل (مجموعہ غزلیات) ۶۔ آزادی موہوم (ترجمہ)

۷۔ کوٹس فرام دی قائد ۸۔ ملت کا پاسبان (قائد اعظم) ۹۔ قائد اعظم کا اسلامی کردار

۱۰۔ حمد و نعت و منقبت

۴۔ کرم حیدری، پروفیسر، داستانِ مری (راولپنڈی: مکتبۃ المحمود، ۹۔بی سیٹلائٹ ٹاؤن، بار سوم، ۱۹۷۸ء)، ص ۱۰۹، ۱۱۳

۵۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار پنجم، مارچ ۱۹۸۲ء)، ص ۶۴۰/۱۷۸

۷۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۶

۸۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس'' (مقالہ ایم فل اقبالیات)، نگران؛ پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء)، ص ۵، ۶

شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، ایران، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء)، ص ۱۲۱

سید سبط حسن رضوی، ڈاکٹر، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: نذر ریاض، ص ۳۸

☆ محترمہ سعیدہ مہتاب نے اپنے ایم فل کے مقالے میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اپنے مقالہ'' ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۳ء میں ہوئی تھی۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے محمد ضیاء سے جب اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے خاندانی دستاویزات کے معائنے اور اہلِ خانہ سے مشاورت کے بعد ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ان کے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۳ء میں ہوئی تھی۔

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کے کراچی کے ڈومیسائل محررہ ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کے مطابق انھوں نے ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء، میں کراچی

میں رہائش اختیار کی تھی۔ ڈومیسائل میں ان کی بیوی کا نام ''زینب جان'' اور اس وقت کا ان کا کراچی کا ایڈریس ''کوارٹر نمبر بی ۴/۲۷، بلاک ون سی، کالا پل ہزارہ کالونی، کراچی'' لکھا ہوا ہے۔

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی بیوی ''زینب بی بی'' نے ۲۳ جنوری ۲۰۰۲ء بروز بدھ وار وفات پائی اور انھیں آبائی قبرستان گہل سوراسی میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

۹۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۶ تا ۳۷
سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۸

۱۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی مڈل، میٹرک اور منشی فاضل کی اسناد میں ولدیت ''ولی داد'' درج ہے۔ باقی تمام اسناد کے ڈومیسائل میں ان کی ولدیت ''ولی داد خان'' درج ہے۔ ان کے خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے میں بی اے (۱۹۵۸ء)، ایم اے اردو (۱۹۶۱ء) اور ایم اے فارسی (۱۹۶۳ء) کے امتحانات میں کامیابی کے سنین درست نہیں دیے گئے۔ سعیدہ مہتاب کے مقالے میں دیے گئے تعلیمی کوائف بھی درست نہیں ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل فارسی کا امتحان ۱۹۵۵ء میں، انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۶ء میں، بی اے کا امتحان ۱۹۵۹ء میں، بی ایڈ کا امتحان بھی ۱۹۵۹ء میں، ایم اے اردو کا امتحان ۱۹۶۸ء میں اور ایم اے فارسی کا امتحان ۱۹۶۳ء میں پاس کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیمی سندات کے مطابق انھوں نے منشی فاضل فارسی کا امتحان ۱۹۵۵ء میں، انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۹ء میں، بی اے کا امتحان ۱۹۶۱ء میں، بی ایڈ کا امتحان ۱۹۶۲ء میں، ایم اے فارسی کا امتحان ۱۹۶۴ء میں، ایم اے اردو پارٹ ون کا امتحان ۱۹۶۵ء میں اور ایم اے اردو پارٹ ٹو کا امتحان ۱۹۶۹ء میں پاس کیا تھا۔ سعیدہ مہتاب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۵۶ء میں کراچی بورڈ سے پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے عربی میں آنرز کیا۔ راقم الحروف کو ڈاکٹر محمد ریاض کی عربی آنرز کی تعلیم سے متعلق کوئی شواہد نہیں ملے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے سوانحی خاکے میں بی اے، ایم اے اردو اور ایم اے فارسی کے امتحانات میں کامیابی کے سال درست نہیں دیے گئے۔ سعیدہ مہتاب کے ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیم کے بارے میں لکھے گئے کوائف ان کے سوانحی خاکے اور تعلیمی اسناد کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہیں۔
محمد ریاض، ڈاکٹر، خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکہ، ص ۱
سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۶ تا ۷
ڈاکٹر محمد ریاض نے بی اے، بی ایڈ، ایم اے فارسی اور ایم اے اردو کے امتحانات درج ذیل رول نمبرز اور رجسٹریشن نمبرز کے تحت پاس کیے تھے۔

امتحان	امتحانی ادارہ	سالِ تکمیل	رول نمبر	رجسٹریشن نمبر
بی اے	یونیورسٹی آف کراچی	(994)(۱۹۶۱)(867)+۱۹۶۰ء	(۹۹۴)	F-2424
بی ایڈ	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۲ء	163	F-2424
ایم اے فارسی	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۴ء	17	233/MA/61
ایم اے اردو	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۵ء/۱۹۶۹ء	124	52/MA Urdu 16/64

انھوں نے بی ایڈ پارٹ ون درجہ دوم، پارٹ ٹو درجہ سوم میں پاس کیا تھا۔ ان کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق انھوں نے

بی اے میں ۶۰۰/۳۴۴، بی ایڈ میں ۱۰۰۰/۴۷۷ اور ایم اے فارسی میں ۹۰۰/۶۵۵ نمبر حاصل کیے تھے۔

۱۱۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۹
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۸، ۱۹
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خودنوشت سوانحی خاکہ'' (غیر مطبوعہ)، ص ۲
نظیر صدیقی، پروفیسر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۲

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے حاجی محمد ضیاء کے مطابق، کراچی میں، نیوی کی ملازمت کے عرصے میں ان کے والد اور دیگر افرادِ خانہ نے ڈاکیارڈ میں ملنے والی رہائش گاہ میں قیام کیا۔ جب انھوں نے یہ ملازمت چھوڑ دی تو سب ان کے دادا (ولی داد خان) کے ملکیتی مکان (کوارٹر نمبر بی-۲۷۴، بلاک ون سی، کالا پل، ہزارہ کالونی، کراچی) میں رہنے لگے۔

☆ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اپنے مضمون ''ڈاکٹر محمد ریاض'' میں (صفحہ ۱۸ تا ۱۹ پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۵۶ء سے نومبر ۱۹۶۰ء تک ہائی سکول، کراچی میں پڑھاتے رہے۔ نومبر ۱۹۶۰ء میں ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی سے وابستہ ہوگئے اور اس ادارے میں نومبر ۱۹۶۵ء تک پڑھاتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے میں (صفحہ ۲ پر) لکھا ہے کہ ''وہ ۱۹۶۰ء تا نومبر ۱۹۶۵ء تک سیکنڈری کلاسز اور ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی میں پڑھاتے رہے۔'' انھوں نے ہائی سکول کے نام اور اس عرصہ ملازمت کا الگ سے ذکر نہیں کیا ہے۔ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ ۹ پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے S.E.T ٹیچر کی حیثیت سے گورنمنٹ سیکنڈری سکول، لیاری، کراچی میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک فرائض سرانجام دیے۔ اس کے بعد وہ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کراچی میں ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۵۴ء میں میٹرک، ۱۹۵۵ء میں منشی فاضل، ۱۹۵۹ء میں انٹرمیڈیٹ، ۱۹۶۱ء میں بی اے اور ۱۹۶۲ء میں بی ایڈ کے امتحانات پاس کیے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کا بیان درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سرکاری ملازمت کے لیے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ممکن نہیں کہ ایک میٹرک پاس شخص ۴ سال ہائی سکول میں پڑھاتا رہے اور کوئی شخص بی اے اور بی ایڈ کی تکمیل سے ایک دو سال قبل ہی ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں تعینات ہوکر بی ایڈ کی کلاسز کو پڑھانا شروع کردے۔ ان حقائق کے پیش نظر محترمہ سعیدہ مہتاب کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔

☆ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ ۹ پر) لکھا ہے کہ ایران سے وطن واپسی پر ڈاکٹر محمد ریاض گورنمنٹ کالج ایچ-۸، اسلام آباد میں قائم مقام پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے جہاں انھوں نے ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۰ء تک فرائض منصبی سرانجام دیے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے سوانحی خاکے میں (صفحہ ۲ پر) لکھا ہے کہ یونیورسٹی آف تہران میں تدریس کا عرصہ ختم ہونے کے بعد انھوں نے اگست ۱۹۷۸ء میں بطور قائم مقام پرنسپل فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ۱، اسلام آباد میں خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔ چونکہ ان کی تحریر بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے راقم الحروف نے از روئے درایت ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی فراہم کردہ معلومات کو درست پایا اور ان پر انحصار کیا۔

۱۲۔ مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات‘‘، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۰
محمد ریاض، ڈاکٹر، افاداتِ اقبال، ص ۲۰۵
افاداتِ اقبال کے صفحہ ۲۰۵ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے تہران میں اپنے قیام کے دورانیے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے: ’’راقم الحروف کوئی سات سال تک تہران میں قیام پذیر رہا ہے؛ نومبر ۱۹۶۵ء سے جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۳ء سے اگست ۱۹۷۷ء تک۔

۱۳۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ’’ڈاکٹر محمد ریاض‘‘، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۷

۱۴۔ عبدالرشید فاضل، پروفیسر، ’’پیش لفظ‘‘، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، ۷۷ء)، ص ۴ تا ۵

۱۵۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ’’ڈاکٹر محمد ریاض‘‘، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۰
محمود رضا مرندی، آقائی، ’’ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں‘‘، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۲

۱۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کے کراچی ڈومیسائل کے مطابق وہ ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو کراچی میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ بچوں کے نام اور عمر کے کالم میں دو بچوں ضیاء احمد (عمر 5 سال 6 ماہ) اور فیاض احمد (عمر 1 سال 6 ماہ) کا اندراج کیا ہوا ہے۔ حاجی ضیاء احمد سے جب اس ضمن میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے واضح کیا کہ ڈومیسائل میں ٹائپنگ کی وجہ سے ’’ظفر احمد‘‘ کے درست نام کے بجائے ’’فیاض احمد‘‘ لکھا گیا ہے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ والد محترم نے ظفر احمد کا نام فیاض احمد رکھا ہو اور بعد میں تبدیل کر کے ان کا نام ظفر احمد رکھ دیا ہو۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا سب سے چھوٹا بھائی، ’’بلال احمد‘‘ نومولودگی کی عمر میں ہی وفات پا گیا تھا۔ الحمدللہ، باقی بہن بھائی سلامت ہیں اور خوشحال و مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے اور دیگر بہن بھائیوں اور ان کے اہلِ خانہ کے بارے میں درج ذیل معلومات بھی فراہم کیں۔ راقم الحروف نے ان کے دیگر بہن بھائیوں سے ان تمام کوائف کی تصدیق کر لی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران اور دختر سے متعلق کوائف

نام	تاریخ پیدائش	عمر	تعلیم	شادی کا سال	شادی کی عمر	اولاد	کاروبار/روزگار
محمد ضیاء	۶ جون ۱۹۵۵ء	۶۱ سال	ایف اے	۱۹۸۰ء	۲۵ سال	دو بیٹے، تین بیٹیاں	ملازمت
ظفر احمد	۸ فروری ۱۹۶۱ء	۵۵ سال	ایف اے	۲۴ اپریل ۱۹۸۷ء	۲۶ سال	دو بیٹے، تین بیٹیاں	ملازمت دوبئ
نوشین افتخار	۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء	۵۲ سال	ایف اے	۱۹۸۵ء	۲۱ سال	دو بیٹے، دو بیٹیاں	گھریلو خاتون
آفتاب احمد	۱۱ اپریل ۱۹۶۷ء	۴۹ سال	میٹرک	۱۴ مئی ۱۹۹۰ء	۲۴ سال	دو بیٹے، دو بیٹیاں	پراپرٹی ڈیلر
تراب احمد	۲۴ اگست ۱۹۷۳ء	۴۳ سال	میٹرک	۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء	۲۴ سال	تین بیٹے	ملازم محکمہ پولیس

ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران اور دختر کی اولاد کے کوائف

محمد ضیاء ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف

موجودہ پتہ:۔ مکان نمبر ۶۳۸، سٹریٹ ۳، محلّہ کھوکھر آباد، راولپنڈی

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
عنبر ضیاء	۲۶ اگست ۱۹۸۲ء	ایف اے
حمیرہ ضیاء	۱۲ فروری ۱۹۸۵ء	ایف اے
بشریٰ عثمان	۱۲ مارچ ۱۹۸۶ء	بی اے
عاکف ضیاء	۲۶ اگست ۱۹۸۹ء	میٹرک
تابش ضیاء	۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء	بی ایس کمپوٹر سائنس

ظفر احمد ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37404-6761382-9

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
منزہ ظفر	۶ جون ۱۹۸۹ء	ایم اے تاریخ، ایم اے اردو۔ ان کی شادی ہو چکی ہے۔
افشاں ظفر	۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء	ایم اے اردو
نیلم ظفر	۶ مارچ ۱۹۹۳ء	ایم اے اسلامیات، حافظِ قرآن
شہزاد ظفر	۲۸ مئی ۱۹۹۴ء	بی ایس سی
حماد ظفر	۲۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء	ایف ایس سی

نوشین افتخار ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف

موجودہ پتہ:۔ ڈاکخانہ خاص، کرپاہ، نزد جامع مسجد، ضلع اسلام آباد

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
راجہ عثمان	۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء	بی کام؛ پوسٹ گویجوایٹ ڈپلومہ (انگلینڈ)
راجہ ارسلان	۶ مئی ۱۹۸۹ء	ایم بی اے مارکیٹنگ از کامسیٹ۔ ڈالڈا فوڈز میں ملازمت کر رہے ہیں۔
سدرہ افتخار	۱۰ جون ۱۹۹۲ء	بی ایس سی (بیالوجی کے ساتھ)
ماریہ افتخار	۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ء	آئی سی ایس

آفتاب احمد ولد ڈاکٹر محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37404-1504263-7

موجودہ پتہ: ۔مکان ۱۸۳/III-۸، گلی نمبر 2، خرم کالونی، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی۔

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
کرن آفتاب	۶ دسمبر ۱۹۹۲ء	۲۰۱۶ میں نمل یونیورسٹی سے ایم اے انگلش لینگوئسٹکس کیا ہے۔اب ایم فل کا ارادہ ہے۔
عبد الصبور	۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء	بی کام
انیتا آفتاب	۱۷ مارچ ۱۹۹۶ء	ایف اے تک تعلیم حاصل کی ہے، قرآن حکیم حفظ کیا ہے۔
غیور آفتاب	۱۳ مارچ ۲۰۰۰ء	میٹرک از راولپنڈی تعلیمی بورڈ (حاصل کردہ نمبر ۱۱۰۰/۶/۷۷)؛ سٹوڈنٹ فرسٹ ایئر

تراب احمد ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37405-7106813-5

موجودہ پتہ: ۔مکان ۱۸۳/III-۸، گلی نمبر 2، خرم کالونی، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی۔

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
رامش تراب	۷ ستمبر ۱۹۹۸ء	آئی کام پارٹ سیکنڈ
دانش تراب	۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء	میٹرک
عبد الرافع	۷ ستمبر ۲۰۰۸ء	چہارم

☆ سعیدہ مہتاب کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی بیٹی کا نام یاسمین'' لکھا ہوا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ان کا درست نام ''نوشین افتخار'' ہے۔''افتخار'' ان کے شوہر کا نام ہے۔

۱۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا سوانحی خاکہ مرتب کرنے کے لیے ان کے خودنوشت سوانحی خاکے، ان کی شخصیت اور افکار پر لکھے گئے تمام مقالہ جات و مضامین کے علاوہ ان کی مطبوعہ کتب اور مقالات و مضامین میں علمی و ادبی خدمات اور سوانح کے بارے میں ان کی خود سے فراہم کردہ معلومات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ان کے مقالات ''حرفے چند...... بیاد حضرت ماہر'' اور ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں'' میں بھی مختصر سوانح حیات دیے گئے ہیں جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں:

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں''، مشمولہ: سہ ماہی ''علم کی دستک''، جلد ۱، شمارہ ۲، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء، ص ۳۱

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حرفے چند...... بیاد حضرت ماہر''، مشمولہ: ماہنامہ فاران، جلد ۳۰، شمارہ ۹، دسمبر ۱۹۷۸ء، ص ۱۹۱

محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۶۳ تا ۱۶۶

۱۸۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، تحفۃ النقباء فی فضیلۃ العلم والعلماء، (لاہور: منہاج القرآن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بار اول، ستمبر ۲۰۰۷ء) بحوالہ صحیح بخاری/ صحیح مسلم، ص ۷۷

۱۹۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۹

راقم الحروف کو ان کے بیٹوں (محمد ضیاء، آفتاب احمد اور تراب احمد) اور ان کی اولاد سے براہِ راست ملاقات اور

انٹرویو کرنے کا موقع ملا۔ان کی بیٹی نوشین افتخار سے موبائل فون پر انٹرویو کیا گیا۔نوشین افتخار کے بیٹے عثمان سے حاجی محمد ضیاء کے گھر پر براہِ راست ملاقات ہوئی۔ظفر احمد بیرونِ ملک ہوتے ہیں۔وہ اگست ۲۰۱۷ء میں پاکستان تشریف لائے تھے اور ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء تک یہاں رہے۔اس دوران ان سے رابطہ ہوا۔ان کے بیٹے شہزاد ظفر سے بھی حاجی محمد ضیاء کے گھر پر ملاقات ہوئی۔ان سب خواتین وحضرات نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت،افکار،گھر میں عمومی رویے،اہلِ خانہ اور رشتہ داروں سے تعلقات کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کیں۔

۲۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے الحاج محمد ضیاء سے (انٹرویو بتاریخ ۱۹ستمبر ۲۰۱۶ بروز منگل بوقت ۹ بجے رات کے دوران)،ڈاکٹر محمد ریاض کے احوال کے ضمن میں راقم الحروف نے ان سے ذکر کیا کہ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ ۷ پر) لکھا ہے،ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک عمرہ کیا تھا۔انھوں نے اپنے مقالے میں (صفحہ نمبر ۲۳ پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے دو حج کیے۔پہلا حج ایران میں دورانِ قیام اور دوسرا جون ۱۹۹۰ء میں کیا تھا۔حاجی محمد ضیاء نے سعیدہ مہتاب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے والد نے دو عمرے کیے تھے اور ۱۹۹۰ء میں ایک حج کیا تھا۔انھوں نے پہلا عمرہ ایران میں اپنے قیام کے دورانیے میں اور دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا تھا۔

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پہلے عمرے کا ذکر ان کے تحقیقی مقالے ''اقبال اور کبوترانِ حرم'' میں (صفحہ ۸۵ پر) بھی ملتا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''جنوری وفروری ۱۹۷۶ء کے چند ایام سعید میں راقم الحروف کو حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔اسی دورانِ حرم کعبہ اور مسجد النبی ﷺ میں کبوتروں کے جھنڈ کے جھنڈ دیکھے جو کبھی بیٹھے ہوتے تھے اور کبھی بحالتِ پرواز۔وہاں ایک اقبال خواں کی حیثیت سے حرم،طائرانِ حرم اور دیگر تلازماتِ حرم کے سلسلے میں اقبال کی تلمیحات بھی زیرِ غور آئیں،مگر ان کو لکھنے کی نوبت اب تک نہ آسکی تھی۔الفضل المقدم کا اعتراف کرتے ہوئے چند معروضات اب پیش کر رہا ہوں''۔

مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

رحیم بخش شاہین،ڈاکٹر،''ڈاکٹر محمد ریاض اور ان کی علمی وادبی خدمات''،مشمولہ:علم کی دستک (نذر ریاض)،ص۵۲

محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور کبوترانِ حرم''،مشمولہ:اقبال،جلد ۲۶،شمارہ ۲ (لاہور:بزمِ اقبال،اپریل ۱۹۷۹ء)،ص ۸۵ تا ۱۰۵

راقم الحروف (مقالہ نگار) نے ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالہ ''اقبال اور کبوترانِ حرم'' پر اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب دوم میں ''اقبالیاتی ادب'' کے تحت تبصرہ پیش کیا ہے۔

۲۱۔ محمد اقبال،علامہ ڈاکٹر،بانگِ درا،مشمولہ:کلیاتِ اقبال اردو،ص ۲۷۰

۲۲۔ نثار احمد قریشی،ڈاکٹر،''خوشبو کی ہجرت''،مشمولہ:علم کی دستک (نذر ریاض)،ص ۴۳

۲۳۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،افاداتِ اقبال،(لاہور:مقبول اکیڈمی،بار اول،۱۹۸۳ء)،ص ۳۳۱

ترکیب بند کا ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض: مٹی کے پتلے انسان؛ تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔جہات کے جہان (دنیا) کے اس طرف آنا تجھے مبارک ہو۔تیری خاطر زہرہ' چاند اور مریخ سیارے ایک دوسرے کے رقیب ہو رہے ہیں بلکہ تجھ پر ایک نظر ڈالنے کی خاطر تجلّیاتِ باری تعالی میں کشمکش اور رقابت ہو رہی ہے۔دوست کی راہ میں تازہ بتازہ اور نو بنو جلوے ہیں مگر شوق و آرزو والا شخص کلّیات (صفات) سے دل نہیں لگاتا۔

زندگی صدق وصفا اور نشو ونما کا نام ہے۔ ازل سے ابد تک بڑھتے جاؤ۔ زندگی خدا کا اختتام ناپذیر ملک ہے۔

۲۴۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۰۴/۱۲

۲۵۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، ''خوشبو کی ہجرت''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۳

نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۷

۲۶۔ سبطِ حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۳۸

۲۷۔ نظیر صدیقی، پروفیسر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۳

۲۸۔ نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۶

۲۹۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۱

نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۲، ۲۴

مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۳۰

شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر، ''حیران کن توانائی''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۰

نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۶

۳۰۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۲۶، ۲۸

انٹرویو فرزندانِ ریاض (حاجی ضیاء، تراب احمد ستی، آفتاب احمد ستی) اور انٹرویو نوشین افتخار (دخترِ ریاض)

۳۱۔ انٹرویو نوشین افتخار (دختر ڈاکٹر محمد ریاض)

۳۲۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۲۸

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۰

۳۳۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۱۹

۳۴۔ مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۸ تا ۳۰

۳۵۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، ص ۳۲

۳۶۔ انٹرویوز پروفیسر ڈاکٹر شاہد کامران، ڈاکٹر محمد اکرم، تراب احمد ستی

محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر، بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، ص ۱۵

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۱۹

سبطِ حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، ص ۳۸

۳۷۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۰ تا ۲۱

۳۸۔ انٹرویو: تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

۳۹۔ سبطِ حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، ص ۳۸

انٹرویو: مرتضٰی موسوی، ایڈیٹر ''ہلال''، ''پاکستان مصور''۔

۴۰۔ انٹرویو: ڈاکٹر گوہر نوشاہی

۴۱۔ محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر، بیادڈاکٹرمحمد ریاض مرحوم“،ص ۱۶
محمود الرحمٰن، ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض...... چندیادیں، چندباتیں“،ص ۲۷
مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹرمحمد ریاض...... میرے تاثرات“،ص ۳۱
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس“،ص ۳۴ تا ۳۵
۴۲۔ شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر،”حیران کن توانائی“، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)،ص ۴۰
۴۳۔ ایضاً،ص ۴۱
۴۴۔ محمد رضا مرندی، آقائی،”ڈاکٹرمحمد ریاض کی یاد میں“،ص ۴۲
۴۵۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض“، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)،ص ۱۸ تا ۲۱
سعیدہ مہتاب،”ڈاکٹرمحمد ریاض بحیثیت اقبال شناس“،ص ۱۱ تا ۱۲
ڈاکٹرمحمد ریاض ۱۱ جنوری ۸۳ء تا ۲۸ نومبر ۹۴ء، تادمِ آخر شدید علیل رہے۔اس وقت ان کی عمر ۵۹ سال ۸ ماہ ۲۴ دن تھی اور مارچ ۱۹۹۵ء میں ان کی ریٹائرمنٹ ہونے والی تھی۔
۴۶۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض“، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)،ص ۱۹
سعیدہ مہتاب،”ڈاکٹرمحمد ریاض بحیثیت اقبال شناس“،ص ۱۳ تا ۱۵
۴۷۔ ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر، اشعارِ عقیدت، مشمولہ: نذرِ ریاض،ص ۱۱
۴۸۔ شمیم صبائی ستھراوی، قطعہ تاریخ وفات : آہ مرگِ ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ”اخبار اردو“،(اسلام آباد: جنوری۔فروری ۱۹۹۵ء)،ص ۱۳
محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر، قطعہ مادہ تاریخ، مشمولہ، نذرِ ریاض،ص ۱۴
۴۹۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض“، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)،ص ۲۰ تا ۲۱
۵۰۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس“،ص ۳۲
۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم، مشمولہ: ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۸ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۲ء)، ۱۳۷
ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی، مشمولہ: اقبالیات (اردو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء)،ص ۹۷
۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،”بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم“، مشمولہ:فکرونظر، جلد ۸، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۷۰ء
۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز پبلشرز، باراول، ۱۹۸۹ء)،ص ۱۶۱ تا ۱۷۰
تعارف ازمصنف، مشمولہ:تفسیر اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۸ء)،ص ۷
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،”ڈاکٹرمحمد ریاض“، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)،ص ۲۰

نظیر صدیقی، پروفیسر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، ص۲۳ تا ۲۴

Muhammad Riaz, Dr."Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian", Included: Iqbal Review, Vol: 29 No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1988), Page: 171..180

۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور افغانستان''، مشمولہ: آفاق اقبال (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)، ص۱۱۵ تا ۱۲۴

''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، ۱۹۸۳ء)، ص۲۰۳ تا ۲۰۷

۵۵۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص۲۲

۵۶۔ محمد حسین تسبیحی، فارسیِ پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات، ب ن، ۱۹۷۷ء)، ص۱۲۰ تا ۱۲۲

۵۷۔ ہارون الرشید تبسم، مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت، ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء)
محمد حمید کھوکھر، پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو و انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی مطالعہ، نگران: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)، ص۱۶۵، ۱۷۹

۵۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹، شمارہ ۵ (کراچی: انجمن ترقی اردو، مئی ۱۹۹۷ء)، ص۶۰ تا ۶۳؛ سہ ماہی علم کی دستک، ص۳۲ تا ۳۵

۵۹۔ رحیم بخش شاہین، ''آثارِ ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص۵۱

۶۰۔ رسولی، محمد ریاض خان، مشمولہ: دانشنامۂ ادب فارسی، جلد ۴ (ایران: وزارت فرہنگ، بار اول، تابستان، ۲۰۰۱ء)، ص۲۲۲۶

۶۱۔ ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، میں بطور سب ایڈیٹر مجلّہ ''دانش'' ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۸ء تک کام کرتی رہیں۔ ۲۰۰۸ء میں پی ایچ ڈی فارسی کے لیے ایران چلی گئیں۔ وہاں تہران یونیورسٹی سے ۲۰۱۱ء میں پی ایچ ڈی فارسی کی ڈگری حاصل کی اور واپس پاکستان آ گئیں۔ دوبارہ مرکز تحقیقات فارسی میں کام شروع کر دیا۔ جنوری ۲۰۱۵ء تک وہاں رہیں۔ اس کے بعد نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ فارسی میں بطورِ اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہو گئیں۔ ان کا مری سے تعلق ہے۔ مرکز تحقیقات فارسی میں اکثر سید مرتضیٰ موسوی، ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے علاقے مری سے تعلق اور فارسی زبان و ادب میں گراں قدر خدمات کی وجہ سے انھیں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور فکر و فن سے دلچسپی پیدا ہوئی اور انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جو ''پیغامِ آشنا'' (جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء) میں شائع ہوا۔ (20-10-2016 فون پر گفتگو)

۶۲۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء)، ص۸، ۱۲۰ تا ۱۲۸

باب دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

بابِ دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

(اردو و انگریزی تصانیف و تالیفات اور مقالات و مضامین کا مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی و توضیحی مطالعہ)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد (۱۵) ہے۔

(اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
01-	آفاقِ اقبال (بارہ مطبوعہ مضامین)	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1987ء	239
02-	افاداتِ اقبال (اکتیس مطبوعہ مضامین)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1983ء	375
03-	اقبال اور احترامِ انسانیت (مجموعہ 15 مقالات)	لاہور	نذیر سنز اردو بازار	اول	1989ء	216
04-	اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی	لاہور	آئینہ ادب	اول	1978ء	104
05-	اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1992ء	288
06-	اقبال اور فارسی شعراء (اردو)	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1977ء	376
07-	اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1984ء	123
08-	برکاتِ اقبال (مضامین) (مجموعہ 19 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1982ء	296
09۔	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1986ء	229
10-	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس	اول	1977ء	147
11-	تفسیرِ اقبال (مجموعہ 10 مقالات)	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1988ء	420
12-	تقدیر امم اور اقبال (سات مطبوعہ مضامین)	لاہور	سنگ میل پبلی کیشنز	اول	1983ء	296
13-	جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)	لاہور	اقبال اکادمی پاکستان	اول	1985ء	209

(اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تالیفات)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	صفحات
01-	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1986ء	165
02-	حرفِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1984ء	233

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو زبان میں تقریباً دوصد پچاس کے قریب مقالات و مضامین لکھے جو مختلف مجلّات و رسائل

میں شائع ہوئے۔ان میں سے قریباً ایک سو اکیس (۱۲۱) کے قریب مقالات و مضامین کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ان کے مقالات و مضامین پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

(مضامین و مقالات پر مشتمل کتب کی فہرست)

نمبر شمار	نام مجلّہ	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد مقالات
01۔	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1983ء	021
02۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور	نذیر سنز	اول	1989ء	015
03۔	اقبال اور سیرتِ انبیا کرام	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1992ء	010
04۔	اقبال اور گوئٹے	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	2001ء	001
05۔	اقبال شناسی کے زاویے	لاہور	بزمِ اقبال	اول	1985ء	001
06۔	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکیڈمی	اول	1989ء	001
07۔	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکیڈمی	دوم	2007ء	001
08۔	آفاقِ اقبال	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1987ء	012
09۔	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	دوم	1988ء	019
10۔	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	دوم	1997ء	001
11۔	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1988ء	011
12۔	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل پبلی کیشنز	اول	1983ء	007
13۔	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1986ء	003
14۔	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1990ء	015
15۔	مشرقی ممالک میں قومی زبان..	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	دوم	1985ء	001
16۔	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب		1977ء	001
17۔	۱۹۸۶ کا اقبالیاتی ادب	لاہور	اقبال اکیڈمی	اول	1988ء	001
18۔	Iqbal Congress Papers	لاہور	دانش گاہ پنجاب		1983ء	001
						122

زیادہ تر مقالات و مضامین کو خود ڈاکٹر محمد ریاض نے ہی کتابی شکل میں مدون کر کے چھپوایا تھا۔ان میں سے صرف آٹھ (۸) مقالات و مضامین دیگر مرتبین کی درج ذیل تالیفات کا حصہ بنے:

نمبر شمار	نام مجلّہ	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد مقالات
01۔	اقبال اور گوئٹے	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	2001ء	001
02۔	اقبال شناسی کے زاویے	لاہور	بزمِ اقبال	اول	1985ء	001
03۔	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکیڈمی	اول	1989ء	001

نمبر شمار	نام مجلّہ	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد مقالات
04۔	اقبالیات کے سوسال	لاہور	اقبال اکیڈمی	دوم	2007ء	001
05۔	مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	دوم	1985ء	001
06۔	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب		1977ء	001
07۔	۱۹۸۶ کا اقبالیاتی ادب	لاہور	اقبال اکیڈمی	اول	1988ء	001
08۔	Iqbal Congress Papers	لاہور	دانش گاہ پنجاب		1983ء	001
						008

ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو زبان میں کتابی شکل میں شائع ہونے والے ایک سو اکیس (۱۲۱) مقالات و مضامین میں سے ایک سو تیرہ (۱۱۳) مقالات و مضامین ان کی اپنی مرتب کردہ درج ذیل کتب کی شکل میں شائع ہوئے۔

نمبر شمار	نام مجلّہ	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد	افکار	شخصیات	ادبیات
01۔	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1983ء	021	08	04	09
02۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور	نذیر سنز	اول	1989ء	015	09	03	03
03۔	اقبال اور سیرتِ انبیا کرام	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1992ء	010	05	03	02
04۔	آفاقِ اقبال	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1987ء	012	06	03	03
05۔	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	دوم	1988ء	019	10	03	06
06۔	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	دوم	1997ء	001	01	×	×
07۔	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1988ء	010	04	03	03
08۔	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل پبلی کیشنز	اول	1983ء	007	01	02	04
09۔	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اول	1986ء	003	×	02	01
10۔	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1990ء	015	×	×	×
	دیگر مجلّات میں شامل مقالات					×	02	02	04
						113	46	25	35

اردو میں اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی دیگر تصانیف و تالیفات کے ساتھ مندرجہ بالا کتب کا تعارف اور ان پر تبصرہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ مجموعہ مقالات و مضامین پر مشتمل کتب پر تبصرے کے ساتھ ان میں شامل مقالات و مضامین پر تبصرہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ ان تبصرات میں کتب اور مقالات و مضامین کے مندرجات کے تعارف کے بعد ان کی تلخیص پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد ان پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا ایک سو اکیس مقالات و مضامین میں سے کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں مشمولہ پندرہ مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہیں۔ دیگر ایک سو چھ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے چھیالیس (۴۳%) مقالات و مضامین علامہ اقبال کے افکار و تصورات، پچیس (۲۴%) مقالات و مضامین شخصیات اور پینتیس (۳۳%) مقالات و مضامین شخصیات پر اور پینتیس مقالات و مضامین ادبیات (علامہ اقبال کے کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن، اردو و فارسی زبان و ادب) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

اقبالیاتی ادب پر اردو تصانیف وتالیفات

01- آفاقِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : گلوب پبلشرز، لاہور

اشاعت : باراول، ۱۹۸۷ء

صفحات : ۲۳۹

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف۔۔۔از مصنف	۰۰۵	۲
۰۱۔	علامہ اقبال کی دعائیں	۰۰۷	۱۳
۰۲۔	اقبال اور شاہ ہمدان	۰۲۰	۴۱
۰۳۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	۰۶۱	۱۱
۰۴۔	اقبال اور جہانِ اسلام	۰۷۲	۱۴
۰۵۔	اقبال کا نظریہ عشق	۰۸۶	۱۱
۰۶۔	اقبال کی بصیرت نفس	۰۹۷	۱۸
۰۷۔	اقبال اور افغانستان	۱۱۵	۱۰
۰۸۔	اقبال ایک مطالعہ: تبصرہ	۱۲۵	۱۴
۰۹۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	۱۳۹	۲۷
۱۰۔	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	۱۶۶	۱۹
۱۱۔	اقبال اور ابنِ حلاج	۱۸۵	۳۲
۱۲۔	تصور ریاست اسلامی	۲۱۷	۲۴

''آفاقِ اقبال'' اہم علمی وادبی موضوعات پر مبنی ۱۲ مقالات ومضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں ۶ مقالات ومضامین علامہ کے مذہبی افکار پر، ۳ مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان وادب، کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی وادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر موضوعات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے بھی لکھے جاسکتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی کتاب ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں ''آفاقِ اقبال'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آفاقِ اقبال'' میں بارہ مقالات شامل ہیں۔ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' اور ''اقبال اور ابن حلاج'' سیر حاصل اور مفصل ہیں، اور نسبتاً زیادہ تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں۔ ''تلمیحاتِ فرہاد، کلام اقبال میں'' ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں اور کلامِ اقبال کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔ بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں، حال آنکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی، یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے، اور اقبال سے مصنف کی گہری وابستگی اور کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کے شاہد ہیں۔

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم ''آفاقِ اقبال'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کتاب انسان کی تنہائی کی بہترین ساتھی ہے۔ گو تیز رفتار زندگی' کمپیوٹر اور دوسری سائنسی ایجادات کی وجہ سے لوگوں نے مطالعے کی طرف توجہ کم کردی ہے لیکن کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اور پھر کتاب بھی ایسی جو ہماری معلومات میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہماری اخلاقی اصلاح بھی کرے تو اس سے بہتر ذریعہ تفریح اور کیا ہوسکتا ہے؟ ''آفاقِ اقبال'' بھی ایسی ہی کتاب ہے جو پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے 13 مقالات کا مجموعہ ہے۔ پہلا باب 'علامہ اقبال کی دعائیں' جس میں اقبال کے کلام سے ان کے دعائیہ اشعار دیئے گئے ہیں قابلِ توجہ ہے۔ ''اقبال اور شاہ ہمدان''، ''اقبال اور ابن حلاج'' ایسے مقالے ہیں جنہیں پڑھ کر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ''تلمیحاتِ فرہاد' کلامِ اقبال میں'' کے مطالعے سے ہمیں شیریں فرہاد کی تلمیح سے علامہ اقبال کی فنی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ ''آفاقِ اقبال' کے مطالعے سے فکرِ اقبال کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں جو کہ ہماری معلومات میں ایک گراں قدر اضافے کا باعث بنتی ہیں۔''(۱)

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے ''آفاقِ اقبال' کے بارے میں جو کچھ لکھا اس سے اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ تاہم، اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے ''آفاقِ اقبال' کے مقالات کی تعداد 13 لکھی ہے جو کہ دراصل 12 ہے۔ ''آفاقِ اقبال'' پر پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کے تبصرات تعارفی نوعیت کے ہیں۔ ان سے ''آفاقِ اقبال'' میں شامل تمام مقالات و مضامین کے عنوانات اور ان کے مندرجات کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔ تاہم، ان تبصرات میں ''آفاقِ اقبال' کے مشمولات کو معلومات افزا قرار دیا گیا ہے اور ہارون الرشید تبسم نے ان کی اخلاقی قدر و قیمت اور اہمیت کا بھی ذکر کیا ہے۔

''آفاقِ اقبال' کے کچھ مقالات و مضامین قدرے مجمل اور کچھ مقالات و مضامین کافی مفصل ہیں۔ سب سے مختصر مقالہ ''اقبال اور افغانستان'' ۱۰ صفحات پر اور سب سے طویل مقالہ ''اقبال اور شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ' ۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ آفاقِ اقبال میں شامل درج ذیل پانچ مقالات و مضامین کے فہرست میں دیے گئے عنوانات، کتاب میں دیے گئے عنوانات سے کچھ مختلف ہیں:

نمبر شمار	فہرست میں دیے گئے عنوانات	کتاب میں دیے گئے عنوانات
-1	علامہ اقبال کی دعائیں	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں
-2	اقبال اور نظریۂ پاکستان	اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت
-3	مثنوی گلشن، رازِ جدید اور دیگر کتب اقبال	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال

نمبر شمار	فہرست میں دیے گئے عنوانات	کتاب میں دیے گئے عنوانات
-4	اقبال اور ابنِ حلاج	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ)
-5	تصور ریاستِ اسلامی	علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی

تین مقالات کے عنوانات ان کے متن سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہیں اور ان میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ''مثنوی گلشن، رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال'' کا عنوان ''مثنوی گلشنِ راز اور مثنوی گلشن رازِ جدید کا تقابلی مطالعہ'' ہونا چاہیے۔اسی طرح ''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ)'' کا عنوان ''علامہ اقبال اور ابن حلاج مع اردو ترجمہ کتاب، الطّواسین'' ہونا چاہیے۔''تلمیحات فرہاد کلامِ اقبال میں'' کا عنوان ''کلامِ اقبال میں شیریں،فرہاد اور پرویز کی تلمیحات'' ہونا چاہیے۔

''آفاقِ اقبال'' کے آٹھ مقالات ومضامین کے ساتھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ باقی چار مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے۔صرف دوتین مقالات میں فارسی اشعار کے ساتھ ترجمہ دیا گیا ہے۔

''آفاقِ اقبال''میں شامل درج ذیل مقالات ومضامین قبل ازیں مختلف مجلّات میں شائع ہو چکے تھے۔ان میں سے مقالہ''اقبال اور ابنِ حلاج''،۱۹۷۷ء میں اسلامک فاؤنڈیشن لاہور نے کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔بعد میں یہ مقالہ مجلّہ ''اقبالیات'' میں بھی شائع ہوا۔مقالہ''اقبال اور افغانستان'' سہ ماہی ''سیارہ''، افغانستان نمبر میں شائع ہوا تھا۔کتاب ''حضرت شاہِ ھمدان اور اقبال'' کے صفحہ نمبر 2 پر ڈاکٹر ریاض نے اپنی مطبوعہ کتاب ''اقبال اور شاہِ ھمدان'' کا ذکر کیا ہے۔اس عنوان سے ان کا مضمون اقبال ریویو، جنوری ۶۹ء اور مجلّہ ''اقبال''،۲،۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔یہ مقالہ ''آفاقِ اقبال''اور''اقبال اور سیرت انبیاء''میں بھی موجود ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
-01	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج....	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	19	2	جولائی 78ء
-02	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
-03	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	9	4	جنوری 1969ء
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			1992ء
	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	4	اپریل، جون 72ء
-04	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور		37	4	اپریل 1984ء
-05	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	5-6	نومبر، دسمبر 83ء
-06	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	25	2	جولائی 1984ء

''آفاقِ اقبال'' میں شامل درج ذیل مقالات و مضامین کے اولین مجلّات دریافت نہیں ہو سکے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
02۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
03۔	اقبال کی بصیرت نفس	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
04۔	تصور ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
05۔	علامہ اقبال کی دعائیں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء

''آفاقِ اقبال'' میں شامل تمام مقالات و مضامین پر مختصر تبصرہ و جائزہ پیش خدمت ہے:

مضمون **''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں''** کے ابتدائیے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دعا کی ضرورت اور اہمیت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ہر سچے اور مخلص مسلمان کی طرح دعا پر بے حد یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی نثر اور نظم میں دعا کی اہمیت پر لکھا اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت خلوص کے ساتھ مسلمانوں کی ترقی اور اتحاد کے لیے دعائیں لکھتے رہے۔ ان کی بعض دعائیں عام مسلمانوں کے لیے اور بعض مسلم نوجوانوں کے لیے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی سے بہت سے اردو و فارسی اشعار لکھے ہیں۔ انھوں نے چند ایک فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے جبکہ زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ بعض اشعار کے ساتھ ان کے منابع (بانگ درا، بالِ جبریل، ارمغانِ حجاز، جاوید نامہ، مثنوی پس چہ باید کرد، وغیرہ) اور نظموں کے نام (شکوہ، ساقی نامہ، وغیرہ) دیے گئے ہیں مگر مکمل حوالہ جات مع صفحات نمبرز نہیں دیے گئے۔

مقالہ **''اقبال اور شاہ ہمدان (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہما)''** دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ''حصہ یکم'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ ۲۰ تا ۲۲ پر) سید علی ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد جاوید نامہ میں ''آنسوئے افلاک'' کے عنوان کے تحت دیے گئے سات فارسی اشعار دیے گئے ہیں جن میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ ۲۲ تا ۲۹ پر) ان اشعار کے حوالے سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد (صفحہ ۲۹ تا ۳۴ پر) جاوید نامہ میں مذکور علامہ اقبال اور سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی گفتگو کے حوالے سے چند نظریات اور افکار کو پیش کیا ہے۔ حصہ ''تکملہ'' میں بھی (صفحہ ۳۵ تا ۴۴ پر) ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند حوالہ جات کی مدد سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے (صفحہ ۴۴ تا ۵۷ پر) سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی و عربی کی سو سے زائد تصانیف میں سے ۶۴ ایسی تصانیف کا مختصر تعارف دیا ہے جو ان کی نظر سے گزری ہیں۔ ان میں سے ۴۵ کتب فارسی اور ۱۹ کتب عربی زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کتب کے تعارف کے بعد انھوں نے ۷ ایسی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو بظاہر غلطی سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ۱۳۴ ایسے رسالوں کے

نام لکھے ہیں جن تک ڈاکٹر محمد ریاض رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ''تکملہ'' کے بعد ''استدارک'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے آگاہ کرنے کے سلسلے میں اپنی علمی و ادبی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اختتامیہ میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔ یوں ''شاہ ہمدان شناسی'' کا آغاز ہو چکا ہے۔ (۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی ''احوال و آثار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تھا۔ انھوں نے شاہِ ہمدان شناسی کے سلسلے میں نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار کے بارے میں گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ ان کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مطالعے میں آنے والی ۶۵ کتب کا تعارف پیش کرنے کے علاوہ غلطی سے ان سے منسوب ہونے والی کتب و رسائل کی بھی نشاندہی کی ہے۔ مشہور ایرانی محقق اور نقاد استاد سعید نفیس مرحوم کی تحقیقات سے اختلاف کے ذکر پر مبنی ان کی تحریر کا درج ذیل اقتباس ان کے نہایت اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''شاہ ہمدان کا تخلص علی یا علائی تھا۔ استاد سعید نفیسی مرحوم نے از روئے تسامح علائی کو علاء الدولہ سمنانی کا تخلص سمجھ لیا اور ان کی ۹ غزلیں، ایک رسالہ اور ایک کتاب علاء الدولہ سمنانی کے نام سے چھپوا دی ہیں اور اتفاق سے کئی دیگر حضرات نے اس بات کو نقل کر دیا ہے''۔ (۳)

اپنے مقالے ''**اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال کے کلام، مکتوبات، مقالات اور خطباتِ الٰہ آباد کے مندرجات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ۱۹۰۸ء سے اپنی وفات تک کوئی ۳۰ سال کا طویل عرصہ مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کو نمایاں کرتے رہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ اسلام ایک عالمی حقیقتِ کبریٰ ہے۔ یہ تمام عالمِ انسانی، خصوصاً عالم اسلام کے جملہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ میراث اسلامی خصوصاً برصغیر کی ثقافتِ اسلامیہ اور مسلم اکثریتی علاقوں کے جغرافیائی تحفظ اور دفاع کے لیے الگ اسلامی ریاست کا قیام اور اس میں شریعت کا نفاذ ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بھرپور حمایت کی۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کے مطابق علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام کی بھرپور کوشش کی اور بالآخر کامیاب ہوئے۔ انھوں نے تحریکِ پاکستان میں ایک عملی سیاست دان کے طور پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شرکت کو سراہا اور ان سے اپنی فکری و عملی ہم آہنگی اور حکیم الامت کی رہبرانہ استعداد کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ (۴)

مقالہ ''**اقبال اور جہانِ اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دین اسلام انفرادی و اجتماعی سطح پر وحدتِ فکر و عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ وحدتِ فکر و عمل سے باہمی اتحاد اور اتفاق کی فضاء قائم ہوتی ہے۔ اس سے سلامتی، امن، محبت اور اخوت کی فضا قائم ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے اسلامی تعلیمات (ارکان اسلام اور بنیادی عقائد) کے حقیقی مقاصد کے پیشِ نظر وحدتِ فکر و عمل کے اصول پر تمام افکار و تصورات کو پرکھا، مغربی نظریۂ وطنیت، مغربی نظام ریاست و سیاست کی خرابیاں

بیان کیں اور تمام عالمِ اسلام، خصوصاً افغانستان، اتھوپیا، ایران، ترکی، فلسطین، مما لک عرب اور برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی خرابیوں اور کمزوریوں سے آگاہ کیا اور انہیں داخلی تنازعات اور وطنی مفادات کو مسلمانوں کے اجتماعی مفادات پر فوقیت نہ دینے کی تعلیم دی۔(۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کلام اقبال اردو و فارسی سے بہت سے اشعار دے کر فکرِ اقبال کی احسن انداز سے ترجمانی کی ہے۔

مقالہ''**اقبال کا نظریۂ عشق**''میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، پیامِ مشرق اور جاوید نامہ سے اشعار دیتے ہوئے علامہ اقبال کا نظریۂ عشق واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حب وعشق بقائے نوع کا جذبہ ہے جو تمام ذی روح چیزوں میں درجہ بدرجہ پایا جاتا ہے۔ انسان کے لیے یہ جذبہ اعلیٰ وارفع ہے۔ تصانیفِ اقبال سے عشق کے پانچ معانی بالکل ظاہر ہیں: ایک وہی روایتی عشق جو اقبال کے ہاں صرف ابتدائی دور کی شاعری میں ملتا ہے۔ دوسرا عشق سے مراد وجدان لیا گیا ہے۔ تیسرا اس سے مراد عشقِ الٰہی اور عشقِ نبی کریم ﷺ ہے۔ عشق کے چوتھے معانی اقبال کے ہاں ایک مثبت قوتِ حیات کے ہیں جو استحکام خودی کے کام آتی ہے۔ پانچویں معانی میں اقبال الہام، ایمان اور اخلاصِ عمل کے سے اعمال کو''عشق'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ عشق کے لیے اقبال نے نظر، دید، دانش برھانی، حیرانی، وجدان، دل یا قلب کے کلمات استعمال کیے ہیں۔ اس کے مقابل میں عقل کو خرد، زیرکی، علم، خبر اور دانش برہانی وغیرہم کی اصطلاحات سے واضح کیا ہے۔ اقبال عشق وخرد کے امتزاج کے آرزومند رہے ہیں کیونکہ دین اسلام میں روح و مادہ یا دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اقبال کے آخری دور کی شاعری کے مجازی مضامین بھی حقیقت کا بیان ہیں۔(۶)

مقالہ''**اقبال کی بصیرتِ نفس**''میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال فارسی (میں شامل تمام تصانیف) اور کلیاتِ اقبال اردو سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال خود شناس، خود آگاہ، نہایت اعلیٰ بصیرت کے حامل، شاعرِ حقیقت تھے۔ ان کے کلام میں ایسے بہت سے اشعار ہیں جن میں انھوں نے اپنی روشن ضمیری کا ذکر کیا ہے۔ خود اعتمادی پر مبنی ایسے اظہارات کو نرگسیت یا خود بینی قرار دینا کور ذوقی ہے۔(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں دیے گئے اکثر فارسی اشعار کا ترجمہ دے کر عام قارئین کے لیے بھی ان کی تفہیم سہل کر دی ہے۔ مقالے میں اشعار کے ساتھ ہی ان کے منابع کے نام دے دیے گئے جبکہ صفحات کے نمبر نہیں دیے گئے۔ مقالے میں حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔

مقالہ''**اقبال اور افغانستان**''میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شذراتِ فکرِ اقبال، پیامِ مشرق، جاوید نامہ، بالِ جبریل، مسافر اور ضربِ کلیم سے متعدد حوالے دے کر افغان قوم اور افغانستان سے علامہ اقبال کے تعلق کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے افغانوں کی دینداری، مساوات اور دوستی کی خوب توصیف کی ہے۔ اگرچہ انھوں نے مسلم قوم کے بعض دیگر شعوب وقبائل جیسے عرب، کرد اور ترک کی بہت توصیف کی ہے مگر افغانوں کے سلسلے میں حضرت علامہ کے تاثرات زیادہ ہمہ گیر نظر آتے ہیں۔ ان کی تعریف وتوصیف کے علاوہ انھوں نے خوشحال خاں خٹک کی طرح ان کی فرقہ بندی، بے نظمی، برادر کشی اور خاک بازی پر تنقید بھی کی ہے۔ علامہ اقبال نے مثنوی''مسافر'' کی تمہید میں افغانوں کے امروز کو برملا

طور پر ''بے فردا'' قرار دیا ہے۔انھوں نے ''شذراتِ فکرِ اقبال'' میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ قبائلی مملکتیں عظیم سیاسی وحدتوں کی صورت اختیار کرنے میں ہمیشہ ناکام رہی ہیں۔اس لیے افغانستان کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی دشوار ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض افغانستان کے سیاسی کردار کے بارے میں ذاتی تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روسی اور بھارتی نفوذ کے زیرِ اثر افغانستان نے پاکستان کے ساتھ دوستانہ، مستحکم روابط قائم نہیں رکھے۔افغانستان کا متعصب طبقہ علامہ اقبال اور پاکستان کو معاندانہ نگاہ سے ہی دیکھتا رہا ہے۔اگر افغانستان میں کبھی اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو پھر ممکن ہے کہ متعصب افغان گروہ تعصّبات سے نجات پا کر اسلامی اخوت کا رشتہ قائم کر سکے۔(۸)

جولائی ۱۹۷۹ء کو ''**اردو شاعری پر ایک نظر**'' نام کی کتاب کے مصنف اور معروف نقاد کلیم الدین احمد (م دسمبر ۱۹۸۳ء) کی کتاب ''**اقبال، ایک مطالعہ**'' (صفحات ۴۱۶) بھارت میں شائع ہوئی۔مضمون ''اقبال، ایک مطالعہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیم الدین احمد کی مذکورہ کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔انھوں نے کلیم الدین احمد کے انتقادات کا مدلل انداز سے جائزہ پیش کیا ہے اور کلامِ اقبال سے متعدد اشعار کا حوالہ دے کر اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔(۹)

مقالہ ''**مثنوی گلشنِ رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ محمود شبستری (۷۲۰ھ) کی ''گلشنِ راز'' اور علامہ اقبال کی مثنوی ''گلشنِ رازِ جدید'' کا جاوید نامہ اور ارمغانِ حجاز سے اشعار اور خطباتِ اقبال (خصوصاً پہلے اور تیسرے سے چھٹے خطبہ) سے اقتباسات دے کر تقابلی موازنہ و مطالعہ پیش کیا ہے۔علامہ اقبال نے ''گلشنِ راز'' میں پیش کردہ تصوف اور وحدت الوجود کی تعلیمات کو مثنوی ''گلشنِ رازِ جدید'' میں اپنے فلسفۂ خودی کی روشنی میں بیان کیا ہے تاکہ مروجہ تصوف کے افکار و عقائد میں اصلاح ہو اور یہ نظامِ خودی فراموش نہ رہے بلکہ خودی آموز بن جائے۔مثنوی ''اسرارِ خودی'' میں بالخصوص انھوں نے یہی تعلیم دی تھی۔مثنوی ''گلشنِ رازِ جدید'' اسی تعلیم کا تکملہ ہے۔اس مقالہ کے آخر پر ''مصادر اور وضاحتیں'' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔موضوع اور متن کے لحاظ سے یہ مقالہ نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔اسے وسعت دے کر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔مقالہ کے مندرجات کے مطابق اس کے عنوان میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔اس کا عنوان ''مثنوی گلشنِ راز اور مثنوی گلشنِ رازِ جدید کا تقابلی مطالعہ'' زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔(۱۰)

مقالہ ''**تلمیحات فرہاد، کلامِ اقبال میں**'' شیریں و فرہاد کے افسانوی و حقیقی قصے کی روداد پر مبنی ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مختلف اسناد اور حوالہ جات سے شیریں و فرہاد کا قصہ اور اس کا پس منظر بیان کیا ہے۔اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے افکار کے اظہار کے لیے ''فرہاد'' کی تلمیحات کو نئے معانی دیے اور فکر انگیز نکتے پیدا کیے۔انھوں نے فرہاد کی سادگی، جفاکشی، اعلیٰ ہمتی، عشق اور خلوص کو سراہا مگر اس کے ساتھ ہی انھوں نے فرہاد کی خود ناشناسی اور بادشاہوں کے مکر و فریب اور حیلہ سازی سے لاعلمی پر انتقاد کیا۔انھوں نے ''شیریں'' کو عشق کی قوت و جرأت کا مظہر قرار دیا کیونکہ خسرو پرویز کا استبداد بھی اسے فرہاد کو دل دینے سے نہ روک سکا تھا۔انھوں نے جبر و استبداد اور مکر و فریب پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام اور ملوکیت کی خرابیوں کو پرویزی حیلے قرار دیا۔اسی طرح انھوں

نے فرنگی فتنوں کو ''شیریں'' کے ناز و عشوے اور خسرو پرویز کی شاہانہ عیاریوں کے مماثل قرار دیا۔ بے چارہ ''فرہاد'' ان عشووں اور عیاریوں کی بھینٹ چڑھا۔ ایک فارسی شعر کو تضمین کرتے ہوئے علامہ اقبال نے مغربی نظامِ تعلیم کو ''شیریں'' کے مماثل قرار دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اقبال کوہ کنی کے موید تھے مگر اعلیٰ مقاصد کی خاطر، نہ کہ کسی شیریں کی خاطر۔(۱۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے کے آخر پر قریباً ساڑھے تین صفحات (صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۴) پر ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ انھوں نے خوبصورتی سے شیریں فرہاد کے قصے کا پس منظر بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے اس قصے کے حوالے سے سرمایہ دارانہ و جمہوری نظام اور ملوکیت و اشتراکیت کی خرابیاں بیان کی ہیں اور مظلوم طبقے کو درسِ خودی دیا ہے۔

مضمون **''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ)''** دراصل حسین بن منصور حلاج کی گفتگو پر مبنی کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ ہے۔ کتاب ''الطّواسین'' اقبال کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور اقبال کی کئی تصانیف، خصوصاً جاوید نامہ، مثنوی گلشن رازِ جدید اور ارمغانِ حجاز میں اس کے انعکاسات نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال دوست اور اقبال شناس حضرات کو اس کتاب کے مفہوم سے آگاہ کرنے کے لیے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور ساتھ ہی حواشی میں (صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۶ پر) کلامِ اقبال فارسی سے وہ اشعار دیے ہیں جن میں کتاب ''الطّواسین'' کے متن سے فکری مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں کتاب ''الطّواسین'' کا ترجمہ دینے کے ساتھ حسین بن منصور اور علامہ اقبال کے افکار میں مماثلت بھی بیان کر دی ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل ۱۹۷۷ء میں کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ علمی و ادبی لحاظ سے یہ مضمون و ترجمہ نہایت اعلیٰ قدر و قیمت کا حامل ہے۔(۱۲)

مقالہ **''علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے مضامین، خطبات، بیانات، مکاتیب اور اردو و فارسی اشعار کے حوالے سے، ان کا اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کے نزدیک اسلامی ریاست وہ ہے جہاں دین اسلام کے مطابق فکری و عملی اتحاد پایا جائے، اخوت، حریت، رواداری اور مساوات کے اصولوں کی پاسداری ہو۔ اس ریاست میں بسنے والے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے اطاعت گزار اور ایک دوسرے کے خادم ہوں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فکرِ اقبال کے مطابق ریاستِ اسلامی کے نمایاں خدوخال بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ''دستورِ مملکت''، ''روحانی جمہوریت''، ''خلافت و ملوکیت''، اشتراکیت اور مغربی جمہوریت''، ''فرائض ریاستِ اسلامی'' اور ''ریاستِ اسلامی: فلاحی مملکت'' کے ذیلی عنوانات قائم کر کے ''اقبال کا تصورِ ریاست اسلامی'' واضح کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ''تتمہ مطالب'' کے عنوان کے تحت حاصل کلام دیا ہے اور ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے مقالے سے متعلقہ حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔(۱۳)

02-افاداتِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۳ء
صفحات : ۳۷۵
قیمت : ۷۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	فہرست	۰۰۳	۲
	پیش گفتار	۰۰۵	۲
	خراجِ تحسین	۰۰۷	۲
۰۱۔	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ (بحوالہ اقبال)	۰۰۹	۶
۰۲۔	اقبال اور وحدت ملی	۰۱۵	۱۰
۰۳۔	اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	۰۲۵	۱۵
۰۴۔	اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں	۰۴۰	۲۶
۰۵۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	۰۶۶	۱۳
۰۶۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	۰۷۹	۱۰
۰۷۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	۰۸۹	۸
۰۸۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	۰۹۷	۱۳
۰۹۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	۱۰۰	۱۴
۱۰۔	اقبال کے مترادف اشعار	۱۲۴	۲۴
۱۱۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	۱۴۸	۱۹
۱۲۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	۱۶۷	۳۶
۱۳۔	افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	۲۰۳	۱۵
۱۴۔	اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	۲۱۸	۷۰
۱۵۔	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	۲۸۸	۱۳

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
۱۶۔	اقبال اور جوہر کے روابط	۳۰۱	۲۰
۱۷۔	پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	۳۲۱	۸
۱۸۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	۳۲۹	۸
۱۹۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	۳۳۷	۸
۲۰۔	اقبال اور نشاۃِ نو	۳۴۵	۱۰
۲۱۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی (۱۴)	۳۵۵	۲۰

افاداتِ اقبال چھوٹے بڑے ۲۱ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے درج ذیل ۱۶ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	مطبوعاتِ پاکستان	23	4	اپریل 1970ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبال بحیثیت شاعر	علی گڑھ	ایجوکیشنل بک ہاؤس		اول	1982ء
02۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری (ترجمہ)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		قومی زبان			52	11	نومبر 1982ء
03۔	اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	ادب کا اسلامی تصور	امعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	4	اپریل 1981ء
	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	34	11	نومبر 1981ء
	ادب کا اسلامی تصور	الحق (م)	اکوڑہ	دار العلوم حقانیہ	29	3	دسمبر 1993ء
04۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	28	4	اکتوبر 1981ء
05۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	15	2	جولائی 1974ء
06۔	اقبال اور نشاۃِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	12	دسمبر 1972ء
07۔	اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	23	4	جنوری 1983ء
08۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند "زمزمہ انجم"	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	5	5	نومبر 1982ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
09۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق	12	7-9	جولائی۔ستمبر 89ء
10۔	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	21	11	فروری 1970ء
11۔	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	21	4	جنوری 1981ء
	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
12۔	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	11	نومبر 1981ء
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	32	11	اگست 1981ء
13۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	تصورِ ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
14۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	1	3	اکتوبر تا دسمبر 81ء
	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	29	4	اکتوبر تا دسمبر 81ء
15۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..			مارچ 1986ء
16۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	2	1971ء

''افاداتِ اقبال''، اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۲۱ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔اس میں ۸ مقالات و مضامین علامہ کے مذہبی افکار پر،۴ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۹ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب،کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

''افاداتِ اقبال'' کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ میں احتیاط نہیں برتی گئی۔اس کے تین مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔ان میں سے سب سے طویل مضمون ''اقبال کی فارسی تصانیف'' کے ساتھ بھی حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔مقالات و مضامین میں حوالہ جات و حواشی کی ترتیب بھی یکساں نہیں ہے۔۱۲ مقالات و مضامین کے پاورق میں اور ۶ مقالات و مضامین کے آخر پر حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔اس میں کتابت کی بھی بہت سی اغلاط نظر آتی ہیں۔مثلاً

فہرست عنوانات میں لفظ ''خودی آموز'' کے بجائے ''خود آموز'' لکھا ہوا ہے۔''پیش گفتار'' میں لکھا ہوا ہے:

''ان کے اُردو مقالے کے دو مجموعے ''برکاتِ اقبال'' اور ''تقدیرِ اُمم اور اقبال'' چھپ چکے ہیں جن میں مجموعی طور پر ۳۶ مقالے شامل ہیں۔''افاداتِ اقبال'' ان کے مقالے کا تیسرا مجموعہ ہے جو اقبال کی شخصیت،فکر اور فن پر لکھے گئے ۳۱

مقالوں پر مشتمل ہے۔''(۱۴)

مندرجہ بالا اقتباس میں سہوِ کاتب، پروف خوانی میں غفلت اور ناشر کی عدم توجہی کی بدولت مقالات کی تعداد درست نہیں لکھی گئی۔اس میں مقالات کی تعداد ۲۶ کے بجائے ۳۶ اور ۲۱ کے بجائے ۳۱ لکھی گئی ہے۔

مقالات ومضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

''افاداتِ اقبال'' میں شامل مقالات ومضامین میں سے سب سے مختصر مضمون ۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ان میں سے ۱۷ مقالات ومضامین میں سے ہر ایک ۶ تا ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے تمام مقالات و مضامین گراں قدر علمی وادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ان پر تبصرہ وتعارف پیشِ خدمت ہے۔

علامہ اقبال نے ''بانگِ درا'' حصہ سوم میں جنگِ یرموک کے ایک واقعے کے سلسلے میں صحابی رسول ﷺ، حضرت ابوعبید بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔جنگِ یرموک ۱۳ ہجری میں ملک شام میں لڑی گئی تھی۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی رموزِ بے خودی میں اسی واقعے سے ملتے جلتے ایک اور واقعے میں حضرت ابوعبید ثقفی رضی اللہ عنہ (تابعی) کا ذکر کیا ہے۔یہ دوسرا واقعہ ۱۵ ہجری میں ملک ایران میں جنگِ نمارق کے دوران پیش آیا تھا۔اقبال کے اکثر شارحین اور مترجمین ان دونوں شخصیات میں امتیاز نہ کر سکے اور انھیں ایک ہی شخصیت سمجھ بیٹھے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **''حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؒ (بحوالہ اقبال)''** میں دونوں شخصیات کا تعارف کرایا ہے اور ان شخصیات سے متعلقہ تاریخی واقعات کو قدرے تفصیل سے بیان کر کے ان سے متعلقہ التباس کو دور کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''بانگِ درا'' اور ''مثنوی رموزِ بے خودی'' سے دونوں واقعات سے متعلقہ اشعار بھی دیے ہیں اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے نواسۂ رسول ﷺ، سیدنا حضرت علی زینبی بن ابوالعاصؓ کا تعارف بھی کرایا ہے جن کی شہادت کا علامہ اقبال نے اپنے کلام 'جنگِ یرموک کا ایک واقعہ'' میں ذکر کیا ہے۔(۱۵)

مقالہ **''اقبال اور وحدتِ ملی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کو اتحادِ ملی کی بنیاد قرار دیا ہے۔انھوں نے اپنے کلام میں ان عقائد کے حوالے سے اہلِ اسلام کو نسلی، لسانی اور جغرافیائی پابندیوں سے آزاد ہو کر مثالی اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی تعلیم دی ہے۔علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اخوت، حریت اور مساوات کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو ذات پات، فرقہ بندی اور نسلی وجغرافیائی تعصّبات سے چھٹکارا پا کر متحد ہو جانا چاہیے۔اسی طرح تمام اسلامی ممالک کو بھی باہمی اتفاق واتحاد سے اتحادِ ملی قائم کرنا چاہیے۔(۱۶)

مقالہ **''اقبال، اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فکرِ اقبال کی رو سے ''ادب'' کا مفہوم بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ آج کل لفظ ''ادب'' دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ایک نثر و نظم کی جملہ اصناف کے لیے اور لٹریچر کے ہم معنی، دوسرے اپنا اور دوسروں کا احترام کرنے اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنے میں۔اقبال کے ہاں یہ لفظ دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔پروفیسر کارلو الفانسو نالینو (۱۸۷۲ـ۱۹۳۸ء) نے ایک تحقیقی مقالے میں لفظ 'ادب' کے معنوی تنوع اور ارتقا سے بحث کی ہے۔'ادب' کا اسلامی تصور نیکی اور شرافت کا آئینہ دار ہے۔حضرت علامہ اقبال قرآنی

تعلیمات سے مستنیر ادب وشعر کے قائل تھے اور ان کی منثور و منظوم تصانیف اس امر پر شاہد ہیں۔ انھوں نے اپنی خداداد بصیرت اور استعداد کی مدد سے عصرِ حاضر میں اس اسلامی تصورِ ادب کی ترویج اور احیاء کی کوشش کی اور ہر صورت میں ادبِ اسلامی کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم، احادیثِ نبوی ﷺ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر علامہ اقبال کے ''ادب برائے زندگی'' کے اسلامی تصور کو نہایت اچھے طریقے سے واضح کیا ہے۔(۱۷)

علامہ اقبال کے فکری نظام (افکار و تصورات) میں تصورِ خودی کو نظامِ شمسی کے سورج کی طرح مرکزیت حاصل ہے۔ مقالہ **''اقبال، خودی آموز مفکرین کے زمرے میں''** ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد قرآنی آیات، اسلامی مفکرین (صلحاء، علماء، فقہاء وصوفیاء) کے اقوال اور منثور و منظوم تصانیفِ اقبال سے حوالہ جات دے کر علامہ اقبال کے تصورِ خودی کو نہایت مدلل انداز سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے تصورِ خودی کا اسلامی نظامِ اخلاق، نظریہ وحدت الوجود، نظریہ وحدت الشہود اور نظامِ فتوّت سے موازنہ کر کے واضح کیا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے نظریات خودی سے ہی مربوط ہیں، نفی کی صورت میں ہوں یا اثبات کی کیفیت میں۔ نظامِ فتوت، خودی اور بے خودی دونوں کو متضمن رہا ہے۔ علامہ اقبال نے قرآن مجید اور احادیثِ رسول ﷺ اور کتبِ مسلمین میں سے خودی کے گوہر ہائے آبدار نکالے اور دیگر مفکرینِ عالم کے افکار و نظریات کے صحیح پس منظر اور پیش منظر بیان کرنے کے علاوہ وحدت الوجود کے جامد و ساکن نظریے کے ردِ عمل کے طور پر عالمِ اسلام میں ''خودی'' کا حرکی اور عملی نظریہ پیش کر کے تاریخ تصوفِ اسلام میں ایک جدید اور پرعظمت باب کا اضافہ کیا اور مسلمانوں پر وہ احسانِ عظیم کیا جس کے بارِ منت سے وہ تا قیامت سبکدوش نہ ہو سکیں گے۔ علامہ اقبال کے تصورِ خودی پر ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ عنوان میں قدرے تبدیلی کے ساتھ پی ایچ ڈی کی سطح پر اس موضوع پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ مثلاً ''خودی اور مفکرینِ اسلام''، ''نظامِ تصوف، نظامِ فتوت اور تصورِ خودی کا تقابلی مطالعہ''، ''اسلامی نظامِ اخلاق اور تصورِ خودی'' کے موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔(۱۸)

مقالہ **''اقبال کا تصورِ علم و تعلیم''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم، مسلم مفکرین، صوفیائے عظام اور حکیم الامت، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار کے حوالے سے علم و تعلم کا مفہوم واضح کیا اور اس کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت بیان کی ہے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے خطبات (خصوصاً خطبہ نمبر ۱: علم اور دینی واردات، خطبہ نمبر ۲ ''دینی واردات کے مشاہدے کی فلسفیانہ جانچ'')، ان کے شذرات اور اردو و فارسی اشعار کے متعدد حوالے دے کر علامہ اقبال کے تصورِ علم و تعلم پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے زندگی کے جملہ امور کے بارے میں نہایت جامع تصورات دیے ہیں۔ ان تصورات میں تعلیم اور اس کے متعلقات بھی ہیں۔ انھوں نے مآخذ و مصادرِ علم، مثلاً وحی الٰہی، علم النفس، عقل اور حواسِ خمسہ کی اہمیت بیان کی۔ انھوں نے شک و ظن سے گزر کر علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے مقام تک پہنچنے کو اسلامی نظامِ تعلیم کا مقصدِ اعظم بتایا ہے۔ انھوں نے بہ بانگِ دہل اعلان کیا کہ دینی افکار ابدی ہیں اور سائنس یا فلسفے کے تصورات ان افکار کے مقابلے میں متغیر بھی ہیں اور فروتر بھی۔ انھوں نے سائنسی (مشاہداتی و تجرباتی) علم کی تحصیل کو مستحسن قرار دیا مگر مغربی تہذیب و تمدن کی خرابیوں سے بچنے کی تلقین کی۔ انھوں نے اسلام کے تصورِ علم و تعلم کو فنی آب و تاب کے ساتھ عصری تقاضوں کے ساتھ پیش کیا تا کہ اس تصور کے اپنانے والوں کی جذباتی، جسمانی، ذہنی، روحانی اور معاشرتی

نشوونما ہوتی رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ مختصر مگر جامع ہے۔ مقالہ ۹ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ اس کے ساتھ ۴ صفحات پر مشتمل مفصل حوالہ جات وحواشی (شواہد ومراجع) دیے گئے ہیں جو کہ اس مقالے کے اختصار، جامعیت اور اعلیٰ قدر و قیمت کا مظہر ہیں۔ (۱۹)

مقالہ ''**اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلامی معاشرے کی تعمیرِ نو کے سلسلے میں علامہ اقبال کی مساعی اور افکار کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ اقبال کا مخاطبِ اول تھا۔ علامہ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو فکری و عملی آزادی حاصل کرنے کا نہ صرف یہ کہ درس دیا بلکہ ان میں آزادی کی تڑپ بھی پیدا کی۔ انھوں نے انھیں ممتاز اسلامی معاشرہ بنانے کا مشورہ دیا۔ مسلمان معاشرہ غلامی اور پسماندگی کے علاوہ افتراق اور پراگندگی کا شکار تھا۔ انھوں نے نہایت تنوع اور بصیرت سے اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔ انھوں نے عقیدۂ توحید کو عملی طور پر اپنانے پر زور دیا۔ انھوں نے توحید کو نظامِ تعلیم کا حصہ بنانے کی تجویز دی تا کہ نونہالانِ ملت اتحادِ فکر و عمل کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت سے آگاہ ہو کر معاشرے کی تعمیرِ نو میں فعال کردار ادا کر سکیں۔ انھوں نے فرد و معاشرہ کے باہمی ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت بیان کی اور ان کی ترقی کے لیے انفرادی خودی اور اجتماعی خودی کے تصورات پیش کیے۔ انھوں نے سیاسی حریت اور جمہوری آزادی کا پیغام دیا۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت اور اشتراکیت کی خامیاں اور اسلامی نظامِ معیشت کی خوبیاں بیان کیں۔ انھوں نے معاشرے کی تعمیرِ نو کے لیے مکمل اسلامی ضابطہ حیات کی تعلیم دی۔ اگر ہم صدق و خلوص سے ان کی تعلیمات پر عمل کریں تو صحیح اسلامی معاشرہ قائم کر کے سلامتی و امن اور فوز و فلاح کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ (۲۰)

مضمون ''**اقبال اور معاشرتی انصاف**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ معاشرتی انصاف، معاشی، سیاسی اور تعلیمی، ہر اعتبار سے تقاضائے انسانیت ہے اور اقبال اسے دینِ فطرت (اسلام) کی رُو سے بروئے کار لانے کے متمنی تھے۔ انھوں نے معاشرتی انصاف کے قیام کے لیے معاشی و سیاسی نظام کی خرابیاں دور کرنے کی تلقین کی۔ انھوں نے سرمایہ داری اور اشتراکیت کی خرابیاں بیان کیں اور تلقین کی کہ مسلمان غیر استحصالی قرآنی معاشرہ تشکیل دیں جس میں معاشرتی انصاف اور مادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ روحانیت کا دور دورہ ہو۔ معاشرتی انصاف کے بارے میں علامہ اقبال کے منظوم و منثور افکار کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی انصاف میں جسم و روح، دونوں کے تقاضے پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر روحانی تقاضے نظر سے اوجھل ہوں اور معاشرہ روحِ ایمانی سے محروم ہو تو محض مادی ترقی مصورِ پاکستان کی روح کو مسرور نہیں کر سکتی۔ (۲۱)

مضمون ''**علامہ اقبال کا عسکری آہنگ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کلامِ اقبال کا عسکری پہلو بڑا نمایاں ہے۔ ان کا عسکری آہنگ و لہجے کا کلام جوشِ ایماں کا مظہر ہے۔ اقبال نے ترانۂ ملی کے ایک مصرعے میں مسلمانوں کی مجاہدانہ زندگی کی پوری تاریخ سمو دی ہے، ''تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں''۔ اقبال نے معرکہ خیر و شر کو ایک بدیہی امر قرار دیا ہے۔ اقبال کا مردِ مومن یا مردِ فقیر، حقیقت میں ایک سپاہی اور مجاہد ہے۔ وہ اپنی نگاہ یا شمشیر سے مخالفوں کو زیرِ اثر کر لیتا ہے۔ اقبال کے مردِ مجاہد کے سامنے بادشاہ بھی ہیچ ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے عسکری لہجے میں مسلمانوں کی عظیم جنگوں اور مسلمان جنگجوؤں کے کارنامے سموئے ہیں تا کہ اس عصر کے مسلمان بھی فقرِ غیور

کی اہمیت محسوس کریں۔ انھوں نے اپنے کلام اور نثر میں مشہور مسلمان سپہ سالاروں جیسے حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیاد، محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو کے حوالے سے مسلمانوں میں عسکری روح پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو جنگ و جہاد میں مادی وسائل کی اہمیت سے انکار نہیں، مگر ان کے نزدیک قوتِ ایمانی زیادہ اساسی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اگر سینے میں ''دلِ بیدار'' نہ ہو تو وسائل سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال (اردو و فارسی) سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر نہایت خوبی و مہارت سے علامہ اقبال کے جہادی افکار اور ان کے عسکری آہنگ کی تاثیر اجاگر کی ہے۔(۲۲)

مقالہ ''**گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے ''گلِ لالہ'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ گلِ لالہ سرخ رنگ کا پھول ہے۔ اس کی خوبصورت پتیوں میں دھبے اور داغ ہوتے ہیں۔ گلِ لالہ کی متعدد اقسام ہیں جن میں سے دو اقسام زیادہ مشہور ہیں۔ پہلی قسم لالۂ بیابانی، لالۂ صحرائی یا لالۂ پیکانی کہلاتی ہے۔ دوسری قسم لالۂ شقائق یا لالۂ نعمانی کہلاتی ہے۔ گلِ لالہ کی سرخی اور پگڑی نما بناوٹ کی وجہ سے شعراء اسے محبوب کے لبوں کی خوبصورتی و سرخی، رخسار کی خوبصورتی، عشق و محبت کے اظہار، آنسوؤں کی علامت، آتشِ سوزاں کی تشبیہ اور مرگ و سوگ کے اظہار کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی ادب میں موجود ''گلِ لالہ'' کی روایات و امثلہ کو نہایت خوبصورتی اور اختصار سے پیش کیا ہے۔ انھوں نے کئی معروف فارسی شعراء کے کلام سے ''گلِ لالہ'' کے استعمال کی مثالیں دینے کے بعد آٹھ معروف فارسی شعراء کے نام بھی لکھے ہیں تاکہ اہلِ ذوق حضرات ان کے دواوین سے گلِ لالہ کی مختلف تعبیرات سے متعلقہ شواہد و امثلہ کا مشاہدہ کر سکیں۔ وہ علامہ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ نے ''لالہ'' کی خصوصیات کو جاننے اور پرکھنے کی خاطر بڑی محنت کی ہے۔ ان کی ہر تصنیف میں (اسرارِ خودی تا ارمغانِ حجاز)، ''لالہ'' کی تعبیرات موجود ہیں۔ انھوں نے اپنے کلام میں ''لالہ'' آمدِ بہار کے پیغام کے لیے، سوزِ محبت اور داغِ جدائی کے اظہار کے لیے، عشقِ حقیقی اور تمنائے ازلی کے طور پر اور صاحبِ درد و سوز شخصیت کی نمائندگی کے لیے استعمال کیا ہے۔ ان کے ہاں ''لالے'' کی متعدد پُرسوز و ساز تعبیرات و علامات موجود ہیں۔ ''لالے کا خونین ازل ہونا''، ''قبائے لالہ کا چاک ہونا''، ''آتشِ لالہ''، ''چراغِ لالہ'' اور اس قسم کی دوسری تراکیب جس معنی خیزی سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال کیں اور انھیں لفظی و معنوی اعتبار سے بنایا، وہ ان ہی کا خاصہ ہے۔ پھر ان کے ہاں لالہ کی ساری اقسام: صحرائی، پیکانی اور نعمانی وغیرہ پوری معنویت کے ساتھ استعمال ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی دیے ہیں۔ انھوں نے قارئین کو نہایت خوبصورتی، مہارت اور جامعیت سے ''گلِ لالہ'' کی ادبی و تاریخی روایات سے آگاہ کیا ہے۔(۲۳)

مقالہ ''اقبال کے مترادف اشعار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۶۶ ذیلی عنوانات قائم کر کے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کے ہم مضمون، مترادف اشعار دیے ہیں۔ زیادہ تر اشعار زمانی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''اقبال کی تصانیف کا تقدم و تاخر تو معلوم ہے، بانگِ درا کے حصہ اول اور حصہ دوم کی زمانی مدت بھی معلوم ہے مگر علامہ مرحوم کی بہت کم نظموں کی تصنیف کا ماہ و سال معلوم ہے اس لیے اردو یا فارسی کے کسی شعر کو ہم پہلے نقل کریں اور اس کے مترادف یا ہم مضمون شعر کو بعد میں، تو کہیں یہ ترتیب زمانی ہو گی اور کہیں قیاسی''۔(۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے مترادف اشعار پر یہ مقالہ لکھ کر فکرِ اقبال کی تفہیم اور ترویج کے سلسلے میں نہایت گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ انھوں نے مترادف اشعار کے ساتھ ضروری توضیحات بھی دی ہیں اور بعض فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ ان کی اس اعلیٰ اور بلیغ سعی کی تفہیم کے لیے دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

استغنا اور بے نیازی۔

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو　　تجھے بھی چاہیے مثلِ حبابِ آبجو رہنا
(تصویر درد، ۱۹۰۴ء)

تو اگر خوددار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو　　عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(شمع اور شاعر، ۱۹۱۲ء)

چوں حباب از غیرتِ مردانہ باش　　ہم بہ بحر اندر نگوں پیمانہ باش
(اسرارِ خودی)

ترجمہ: بلبلے کی طرح مردانہ غیرت سے رہو۔ سمندر میں بھی پیالے کو الٹا رکھو۔ (پانی کا بلبلا مونڈھے پیالے کا سا ہوتا ہے)''(۲۵)۔

''آرزوئے دیدار۔

زبورِ عجم کی منزل کا ایک شعر ہے:

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را　　یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

یوں تو یہ غزل کا شعر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اقبال نے نظم ''ذوق وشوق'' کے معروف نعتیہ بند سے قبل اسے دوبارہ نقل کیا ہے۔ (۱) بالِ جبریل میں ہی اس کا اردو مترادف موجود ہے۔

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار　　ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر

حاشیہ

۱۔ ابتدائی شعر ہے:

لوح بھی تو، قلم بھی تو ، تیرا وجود الکتاب　　گنبدِ آبگینہ رنگ ، تیرے محیط میں حباب (۲۶)

مقالہ **''اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات قائم کر کے اصنافِ شاعری میں علامہ اقبال کی جدتوں (تبدیلیوں) کا ضروری توضیحات اور مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے:

غزل، قطعہ، رباعی (ترانہ یا دوبیتی)، مثنوی سرائی، تضمینیں، ترجیع بند و ترکیب بند، مسمّط (رنگا رنگ ترکیب بند)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ہر ایک صنف کے تعارف کے بعد روایتی شاعری کے حوالے سے ان کے استعمال کی مثالیں دی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اس صنف کے استعمال کے سلسلے میں علامہ اقبال کی بطور 'شاعرِ مجتہد' پیش کردہ جدتوں کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان کی تفہیم کے لیے دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

''ان مختصر سطور میں ہم اس ''شاعرِ ساحر'' کی بعض شاعرانہ انقلابی جدتوں کا ذکر کریں گے۔ خاص کر علامہ کی وہ انقلابی کوششیں' جو انھوں نے اصنافِ شاعری میں تبدیلی لانے کی خاطر کی ہیں' یہاں مذکور ہوں گی۔ اگر صنائع اور بدائع جدتوں کا ذکر شروع کر دیا جائے تو یہ بات اس مضمون میں نہیں سما سکے گی۔ صرف ایک ''صنعتِ سوال و جواب'' کو ہی لے لیں، اقبال نے ایک ایک مصرعے اور شعر میں دو مختلف شخصیتوں کے درمیان گفتگو کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایجازِ فن

کا کمال بلکہ اعجاز معلوم ہوتا ہے۔''جاوید نامہ''،''بالِ جبریل''اور''ضربِ کلیم'' کے چند اشعار بالترتیب ملاحظہ ہوں:

گفت مرگِ عقل؟ گفتم ترکِ فکر گفت مرگِ قلب؟ گفتم ترکِ ذکر
گفت تن؟ گفتم کہ زاد از گردِ رہ گفت جاں؟ گفتم کہ رمزِ لا الہ
گفت آدم؟ گفتم از اسرارِ اوست گفت عالم؟ گفتم او خود رو بروست
گفت ایں علم و ہنر؟ گفتم کہ پوست گفت حجت چیست؟ گفتم روئے دوست
گفت دینِ عامیاں؟ گفتم شنید گفت دینِ عارفاں؟ گفتم کہ دید'' (۲۷)

''اب اصناف شاعری میں اقبال کی جدتیں ملاحظہ ہوں''فرد'' کا ذکر یوں ہی کر دیا جائے۔''فرد'' ایک ایسا مستقل شعر ہے جو اپنے اندر جہانِ معانی پوشیدہ رکھتا ہو۔''فرد'' میں تبدیلی کیا ہوگی؟ اقبال نے جو فرد کہے ہیں ان میں سے ہر ایک کے مطلب کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ یہ فردیات''پیامِ مشرق'' کے''خردہ''،''زبورِ عجم'' (دونوں حصوں) کے آغاز''جاوید نامہ'' کے''نہ تاسخن از عارف ہندی''،''بالِ جبریل'' کے آغاز اور''ارمغانِ حجاز'' کے حصہ اردو میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ پانچوں حصوں میں سے ایک ایک''فرد'' ملاحظہ ہو:

نقدِ شاعر در خورِ بازار نیست ناں بسیم نسترن نتواں خرید
شاخِ نہالِ سدرہ ای خار و خس چمن مشو منکرِ او اگر شدیٔ منکرِ خویشتن مشو
ذاتِ حق را نیست ایں عالم حجاب غوطہ را حائل نگردد نقشِ آب
اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں
خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی '' (۲۸)

سید محمد علی داعی الاسلام، نظام کالج، حیدر آباد دکن میں فارسی کے پروفیسر تھے۔ وہ ایرانی نژاد اور فارسی زبان تھے۔ ۱۹۲۸ء میں (جمعہ ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ) میں انھوں نے انجمن معارف دکن کے ایک جلسے میں علامہ اقبال پر ایک مقالہ **''دکتر اقبال وشعر فارسی''** کے عنوان سے پڑھا جو ۴۶ صفحے کے ایک کتابچے کی صورت میں چھپا تھا۔ فارسی زبان میں اقبال پر ایک ایرانی کا یہ پہلا مقالہ تھا جس سے اقبال شناس واقف ہیں۔ اس مقالے کی طباعت کے بعد اقبال کوئی دس برس زندہ رہے اور اس دوران انھوں نے مزید تین چار فارسی کتابیں لکھیں۔ مذکورہ مقالے میں اقبال اور ان کی چار پانچ فارسی کتابوں پر جچا تلا معاصرانہ انتقاد اور ان کی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا تھا۔ اس مقالے کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا''اقبال اور ان کی فارسی شاعری'' کے عنوان سے ترجمہ کیا جو ان کے زیرِ مطالعہ مجموعہ مضامین ''افاداتِ اقبال'' میں شامل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مترجمہ مضمون، مجلّہ''قومی زبان'' کی جلد ۵۲، شمارہ ۱۱ کی اشاعت نومبر ۱۹۸۲ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ (۲۹)

مقالہ **''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ افغانستان اور ایران میں مطالعہ اقبال کی ایک خاص اہمیت ہے کیونکہ علامہ اقبال کے منظوم کلام کا تقریباً دو تہائی حصہ فارسی میں ہے۔ افغانستان کے ڈاکٹر صلاح الدین سلجوقی اور سرور خان گویا ان کے خاص احباب میں شامل تھے۔ افغانستان کے سفر (اکتوبر نومبر ۱۹۳۳ء) کے دوران میں اقبال نے متعدد افغانی فضلا و ادباء کو اپنے افکار و تصانیف سے روشناس کرایا۔ افغانستان کے ماہنامہ'' کابل'' میں ۱۹۳۱ء سے اقبال کی

وفات کے چند سال بعد تک علامہ مغفور پر مقالے اور ان کا منتخب فارسی کلام شائع ہوتا رہا۔ ایران میں اقبال پر مقالات اور کتب لکھے جانے کا سلسلہ علامہ مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ سلسلہ مزید بہتر ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو ایران میں قیام کے سات سالہ عرصے (نومبر ۱۹۶۵ء سے جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۳ء سے اگست ۱۹۷۷ء تک) میں وہاں کے اقبالیاتی ادب کے بغور جائزے اور مطالعے کا موقع ملا۔ انھوں نے اپنے اس مقالے میں افغانستان و ایران کے مجلّات میں اقبالیاتی ادب پر شائع ہونے والے مقالات اور ایران میں شائع ہونے والی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کتب کی الف بائی ترتیب سے فہرست دی ہے اور ایران میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے نمایاں فکری پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ فارسی زبان میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے بارے میں اہم معلومات اور ادبی تبصرے پر مشتمل ہے۔ دیگر مقالات کی طرح یہ مقالہ بھی ان کی اقبالیاتی ادب اور فارسی ادب سے محبت اور علم دوستی کا مظہر ہے۔ (۳۰)

قریباً ستر صفحات پر مشتمل طویل مضمون **''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''** کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی میں اقبال کے شعر کہنے کی چھ وجوہات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ان کی منظوم فارسی تصانیف کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں انھوں نے سن وار ترتیب سے تمام فارسی تصانیف کا مفصل تعارف کرایا ہے اور ان کے مضامین کا خلاصہ بیان کرنے کے ساتھ ان میں سے ہر ایک پر تحقیقی و تنقیدی تبصرہ بھی پیش کیا ہے۔ اس مضمون کے ساتھ اگر حوالہ جات و حواشی کا اضافہ کر دیا جاتا اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا۔ یہ مضمون فارسی تصانیفِ اقبال کے مختصر اور جامع مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اسے کتابی شکل میں بھی شائع کروایا جا سکتا تھا۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے اقبالیات کی نصابی کتب کا حصہ بنایا جائے یا پھر کتابی شکل میں شائع کر کے اسے اقبالیات کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے۔ (۳۱)

علامہ اقبال نے اردو اور فارسی میں صد ہا نئی تراکیب وضع کیں اور ان کے ذریعے نئے مفاہیم و معانی ادا کیے۔ دراصل، نئے افکار کو پیش کرنے کے لیے انھیں نئے الفاظ اور تراکیب بھی ڈھالنا پڑیں۔ انھوں نے اپنی وضع کردہ فارسی تراکیب میں سے اکثر کو اپنے اردو کلام میں بھی نہایت چابک دستی سے استعمال کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے افکارِ نو کی تفہیم و ترویج کے ساتھ ان کی تصانیف کے فنی محاسن اجاگر کرنے اور اور ان کی طرف توجہ دلانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ تراکیب اقبال پر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر احمد علی رجائی کے ضمنی مباحث کے علاوہ کسی اور ماہر زبان کی کوئی تحریر منظر عام پر نہ آسکی تو ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب کے مطالعات میں پائے جانے والے اس خلا کو پر کرنے کے لیے مقالہ **''تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال''** قلم بند کیا۔ انہوں نے مقالے کا یہ عنوان بھی تراکیبِ اقبال سے ہی اخذ کیا۔ اس ضمن میں یہ شعر ان کے پیشِ نظر تھا۔

در رہ دوست جلوہ ہاست تازہ بہ تازہ نو بنو   صاحبِ شوق و آرزو دل نہ دہد بکلّیات (۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر احمد علی رجائی بخارائی کی تراکیبِ اقبال سے متعلقہ نگارشات سے آگاہ کرنے کے بعد اس موضوع کو مزید وسعت دیتے ہوئے اردو و فارسی زبانوں میں علامہ اقبال کی

ترکیب سازی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ان کی اردو و فارسی تصانیف میں استعمال ہونے والی نو بنو تراکیب کی فہرست بھی دی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ ان کے اس مقالے کی بنیاد پر اسی موضوع پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوایا جائے۔ اس سے کلام اقبال کے فنی محاسن سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ (۳۳)

مقالہ ''**اقبال اور جوہر کے روابط**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال اور جوہر کے فکری و عملی روابط کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال اور جوہر آل انڈیا مسلم لیگ کے ابتدائی ارکان میں سے تھے اور دونوں عنفوان شباب سے قومی کاموں میں شریک رہے۔ جوہر کے شاعرانہ جوہر ابتدا سے عیاں تھے۔ اقبال اور جوہر عالمی نقطۂ نگاہ رکھنے والے مسلمان تھے۔ دونوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی اور دل سوزی دکھائی۔ مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بھائی تحریکِ خلافت کے سرگرم رکن تھے جبکہ علامہ اقبال اور قائداعظم خلافت پر علی برادران سے مختلف نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ بنگال کی تقسیم (۱۹۰۵ء) اور اس تقسیم کی تنسیخ (۱۹۱۱ء) کے معاملے میں اقبال اور جوہر کے تاثرات یکساں نوعیت کے تھے۔ علی برادران کو کلامِ اقبال بہت پسند تھا۔ مولانا محمد علی جوہر نے ''اسرارِ خودی'' اور ''رموزِ بے خودی'' کو بے مثال کتابیں قرار دیا۔ اقبال اور جوہر دونوں ہی ملوکیت اور استبداد کے سخت دشمن تھے۔ جوہر ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے مگر اقبال اس کے مخالف تھے۔ اقبال نے سائمن کمیشن سے تعاون کیا تھا مگر جوہر، سائمن کمیشن کے مخالف تھے۔ انھوں نے سائمن کمیشن سے تعاون کرنے پر اقبال اور ہم صفیروں پر کڑی تنقید کی تھی۔ اقبال اور جوہر کے تعلیمی نظریات ملتے جلتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا جوہر اور ان کے برادرِ بزرگ مولانا شوکت علی کانگرس سے جدا ہو گئے اور دونوں کا ملاً قائداعظم اور علامہ اقبال کے ہم نوا ہو گئے۔ مولانا محمد علی جوہر ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو انتقال کر گئے۔ علامہ اقبال نے ان پر شاندار مرثیہ لکھ کر ان کی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اقبال اور جوہر دونوں عشقِ رسول ﷺ و اسلام کے نشے سے سرشار تھے۔ دونوں حبِ اسلام کے جنون میں گرفتار تھے۔ دونوں دنیا میں جیے تو کلمہ توحید پڑھتے ہوئے، دونوں دنیا سے اٹھے تو آبروئے ما زنام مصطفیٰ است کا وظیفہ جپتے ہوئے۔ (۳۴)

مقالہ ''**پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے معروف اقبال شناس پروفیسر عزیز احمد کی تصنیف ''اقبال نئی تشکیل'' مطبوعہ (۱۹۴۷ء، ۱۹۶۸ء) اور ان کے سات مقالوں (مرتبہ پروفیسر طاہر تونسوی، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۷۶ء) کا اقبال شناسی کے نقطۂ نظر سے جائزہ پیش کیا ہے۔ پروفیسر عزیز احمد جامعہ عثمانیہ میں انگریزی کے استاد تھے۔ بعد میں وہ ٹورنٹو یونیورسٹی (کینیڈا) میں علوم اسلامیہ کے پروفیسر ہوئے۔ وہ ارسطو کی و بوطیقا، ڈانٹے کی طربیہ الٰہی اور کئی دوسری کتابوں کے مترجم تھے۔ وہ بنیادی طور پر ترقی پسند اور ایک حد تک حامیٔ اشتراکیت، ادیب اور نقاد تھے۔ ان کی تصنیف و تالیف ''اقبال، نئی تشکیل'' دراصل تفکرِ اقبال سے مربوط ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''اقبال، نئی تشکیل'' میں دو باتیں نہ ہوتیں تو یہ اقبال کی بہترین ترجمان کتابوں میں شمار ہوتی۔ ایک مصنف کا افکارِ اقبال کو کھینچ تان کر اشتراکی رنگ دینے کا رجحان اور دوسرے مغربی مفکرین سے اقبال کی اثر پذیری کا مبالغہ آمیز بیان۔ یہ کتاب جہاں مطالعہ اقبال کی ایک عمدہ کوشش ہے، وہاں کئی فکری مغالطے بھی پیش کرتی ہے مثلاً انھوں نے اقبال کی شاعری کو تین ادوار، وطن پرستی کا دور، اسلامی شاعری کا دور اور انقلابی شاعری کا دور میں تقسیم کیا ہے۔ جبکہ درحقیقت اقبال ازاول تا آخر ایک مذہبی اور اسلامی شاعر و مفکر رہے ہیں۔ وہ اسلامی انقلاب کے قائل تھے نہ کہ اشتراکی انقلاب کے۔ پروفیسر عزیز احمد کے سات مقالوں میں سے دو مقالوں ''اقبال کا نظریہ فن'' اور ''اقبال کی شاعری میں حسن و عشق کا عنصر' کے مندرجات سے،

ڈاکٹر محمد ریاض نے کچھ اختلاف کیا ہے اور مجموعی طور پر ان مقالات کو معنی خیز اور نکتہ آفریں قرار دیا ہے۔ (۳۵)

مضمون **''اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ کے ایک مختصر سے ترکیب بند ''زمزۂ انجم'' سے اپنے گہرے ذہنی وقلبی ربط و تعلق کا ذکر کیا ہے اور اس کے اردو ترجمے کے ساتھ ضروری توضیحات رقم کی ہیں۔ زمزۂ انجم کے تین بند ہیں۔ ہر بند کے چار شعر ہیں۔ تین شعر اصل ہیں اور چوتھا ہر بند کا ٹیپ کا بیت ہے۔ اس ترکیب بند کے مطالب اقبال کے کئی دلپذیر موضوعات پر محیط ہیں۔ جیسے، عقل و عشق کی اہمیت، عظمتِ انسان، تسلسلِ حیات، فقر و درویشی کی شاہی، وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ بیان، اسلوبِ ترجمہ اور طرزِ شرح سے آگاہی کے لیے اس ترکیب بند کے پہلے بند کا ترجمہ اور شرح پیش خدمت ہے۔

پہلا بند:

عقل تو حاصلِ حیات عشق تو سرِّ کائنات — پیکرِ خاک، خوش بیاں ایں سوئے عالمِ جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیب یک دگر — از پئے یک نگاہِ تو کشمکشِ تجلیات
در رہِ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بنو — صاحبِ شوق و آرزو دل ندہد بکلیّات
صدق و صفا است زندگی نشوونماست زندگی — تا ابد از ازل بتاز، ملکِ خداست زندگی

ترجمہ: مٹی کے پتلے انسان! تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔ جہات کے جہان (دنیا) کے اس طرف آنا تجھے مبارک ہو۔ تیری خاطر زہرہ، چاند اور مریخ سیارے ایک دوسرے کے رقیب ہو رہے ہیں بلکہ تجھ پر ایک نظر ڈالنے کی خاطر تجلیات باری تعالیٰ میں کشمکش اور رقابت ہو رہی ہے۔ دوست کی راہ میں تازہ بتازہ اور نو بنو جلوے ہیں مگر شوق و آرزو والا شخص کلیّات (صفات) سے دل نہیں لگاتا۔ زندگی صدق وصفا اور نشوونما کا نام ہے۔ ازل سے ابد تک بڑھتے جاؤ۔ زندگی خدا کا اختتام ناپذیر ملک ہے۔

عقل کو اقبال نے حاصلِ حیات کہا اور عشق کو رازِ کائنات۔ اس سے بہتر تجزیہ اور موازنہ اور کیا ہوگا۔ عظمتِ انسانی کا اس سے عمدہ بیان کیا ہوگا کہ انسانوں کو عالمِ بالا کی طرف خوش آمدید کہنے میں سیارگانِ فلک اور تجلیاتِ خدائی میں رقابت ہو رہی ہے کہ کون انھیں پہلے آدابِ احترام پیش کرے۔ اس شعر کو دیکھ کر بالِ جبریل کی غزل اول یاد آ رہی ہے۔

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں — غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں — میری نگاہ سے خلل تیری تجلّیات میں

لفظ کلّیات کلّی کی جمع ہے۔ یہاں غالباً اس سے مراد تجلیات وصفات ہیں۔ شاعر اس کتاب میں 'حضور' تک پہنچتا ہے اس لئے ستاروں کی زبانی اپنا یہ مطمح نظر بیان کرتا ہے کہ صاحب شوق و آرزو (مردِ مومن) ان کلّیات اور جلوہ ہائے کونین سے دل نہیں لگاتا بلکہ ساری توجہ ذات کی کوئی جھلک اور تجلی دیکھنے پر مبذول رکھتا ہے۔

بر مقامِ خود رسیدن زندگی است — ذات را بے پردہ دیدن زندگی است
مردِ مومن در نسازد باصفات — مصطفیٰؐ راضی نشد الا بذات

تسلسل حیات کے بارے میں اقبال کے خیالات ان کی تقریباً ہر کتاب میں آئے ہیں مثلاً 'پیامِ مشرق' میں 'نقشِ فرنگ' کے عنوان کے تحت نظم 'پیام' میں فرماتے ہیں۔

زندگی جوئے رواں است و رواں خواہد بود — ایں مئے کہنہ جوان است و جواں خواہد بود

آنچہ بود است و نباید ز میاں خواہد رفت　　آنچہ بایست و نبود است ہماں خواہد بود

اورخضر راہ میں

برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی　　ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
تو اسے پیمانہ ٔ امروز و فردا سے نہ ناپ　　جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں ہے زندگی

مگر یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ اقبال ڈارونی ارتقائے حیات پر اعتقاد نہ رکھتے تھے ان کے نزدیک حقیقی زندگی وہ ہے جس میں صدق وصفا یعنی راستی اور تقویٰ شعاری ہو۔

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ　　گُہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں
رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل　　حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں (۳۶)

مقالہ ''**علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم نسواں اور مسلم خواتین کی آزاد یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں علامہ اقبال کے مضامین ''قومی زندگی اور ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ان کی یاداشتوں ''شذراتِ فکرِ اقبال'' اور تصانیف ''ضربِ کلیم'' اور ''ارمغانِ حجاز'' سے حوالہ جات دے کر، ان کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر میں مسلم خواتین کی آزاد یونیورسٹی کا تصور پیش کرنے کا شرف بھی علامہ اقبال کو ہی حاصل ہوا ہے۔ انھوں نے یہ تصور ۱۴ جولائی ۱۹۳۴ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے اجلاس کی صدارت کے دوران پیش کیا تھا۔ علامہ اقبال نے واضح کیا کہ عورتوں کی تعلیم سب سے زیادہ توجہ کی محتاج ہے۔ عورت حقیقت میں تمام تمدن کی جڑ ہے۔ مرد کی تعلیم صرف ایک فردِ واحد کی تعلیم ہے مگر عورت کو تعلیم دینا حقیقت میں تمام خاندان کو تعلیم دینا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی اگر اس قوم کا آدھا حصہ جاہل مطلق رہ جائے۔ عورت کو سب سے پہلے مذہبی تعلیم دینی چاہیے۔ اس کے بعد اسے اسلامی تاریخ، علم تدبیر خانہ داری اور علم اصول حفظِ صحت پڑھایا جائے۔ ایسے تمام مضامین جو ان کی نسائیت کی نفی کریں یا اسلام کی حلقہ بگوشی سے انھیں آزاد کرنے والے ہیں، با احتیاط ان کے نصابِ تعلیم سے خارج کردینے چاہئیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کے آخر پر حوالہ جات اور کتابیات کی فہرست بھی دی ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ تعلیمِ نسواں کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار بیان کیے ہیں۔ (۳۷)

مقالہ ''**اقبال اور نژادِ نو**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے افکارِ اقبال کے متعدد منثور و منظوم حوالہ جات، اقتباسات اور اشعار دے کر نوجوان نسل کو علامہ اقبال کی نصیحتوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں نئی نسل، نژادِ نو یا اپنے فرزند جاوید اقبال کے تلازمات کے ذریعے ہر دور کے مسلمانوں کو خطاب کیا ہے۔ علامہ اقبال کی آرزو رہی کہ مسلمان نوجوانوں میں شاہین کی جرأت، شہامت، استغنا اور شانِ فقر آجائے۔ انھوں نے نوجوانوں کو نیک صحبت اختیار کرنے کی تلقین کی۔ انھیں جہدِ مسلسل، عملِ پیہم اور سخت کوشی کا درس دیا۔ انھیں حیدر کرارؓ کی جسارت و دلیری اور سلمان فارسیؓ کا فقر و استغنا اپنانے کی نصیحت کی۔ علامہ اقبال کو خراب ترین حالات میں بھی نوجوانوں سے اصلاحِ احوال کی توقعات تھیں۔

''**علامہ اقبال کا تصورِ ریاست اسلامی**''، ''افاداتِ اقبال'' میں شامل آخری مقالہ ہے۔ یہ مقالہ آفاقِ اقبال (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں بھی آخری مقالے کے طور پر موجود ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مصادرِ اسلامی اور افکارِ اقبال کے حوالے سے ''علامہ اقبال کا تصورِ ریاست اسلامی'' واضح کیا ہے۔ ''آفاقِ اقبال'' کے جائزے میں اس مقالے پر تبصرہ جائزہ پیش کیا جاچکا ہے۔ (۳۸)

03-اقبال اور احترامِ انسانیت

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : نذیر سنز، لاہور
اشاعت : باراول:۱۹۸۹ء، باردوم:۲۰۱۰ء
صفحات : ۲۱۶
قیمت : ۲۲۵روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	گزارش	۰۰۷	
۰۱۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	۰۰۹	۱۸
۰۲۔	اقبال، شاعرِ حکمت	۰۲۷	۱۰
۰۳۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	۰۳۷	۲۲
۰۴۔	اقبال اور عالمِ اسلام	۰۵۹	۱۸
۰۵۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال	۰۷۷	۱۴
۰۶۔	اقبال اور دنیائے اسلام	۰۹۱	۰۶
۰۷۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	۰۹۷	۱۶
۰۸۔	اقبال اور میراثِ کشمیر	۱۱۳	۰۱
۰۹۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	۱۲۳	۰۸
۱۰۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	۱۳۱	۳۰
۱۱۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	۱۶۱	۱۰
۱۲۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	۱۷۱	۱۴
۱۳۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	۱۸۵	۰۸
۱۴۔	اقبال کی ادبی تراکیب	۱۹۳	۱۶
۱۵۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد	۲۰۹	۰۷

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' چھوٹے بڑے ۱۵ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں سے درج ذیل ۸ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	35	11	نومبر 1982ء
02۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	اقبال اور عالمِ اسلام	فکر و نظر	اسلام آباد		21	9	اپریل 1984ء
	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
03۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	35	4	اکتوبر 1988ء
04۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	علامہ اقبال کا خطبہ الٰہ آباد پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل 1988ء
05۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
06۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	36	4	اکتوبر 1989ء
07۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	16	10-11	اپریل، مئی 1979ء
08۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	3	9-10	مارچ، اپریل 81ء

''اقبال اور احترام انسانیت'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۵ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔اس میں ۹ مقالات و مضامین علامہ کے مذہبی افکار پر، ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ میں احتیاط نہیں برتی گئی۔اس میں شامل بعض مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں اور بعض کے ساتھ نہیں دیے گئے۔بعض مقالات و مضامین کے حوالہ جات و حواشی آخر پر اور بعض کے صفحات کی پاورقی میں دیے گئے ہیں۔مقالات و مضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

بحیثیت مجموعی، اس مجموعے میں شامل تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔تدوین و تصحیح اور تحشیہ سے اس کی از سرِ نو اشاعت عوام الناس، طلبہ اور محققین، سب کے لیے کافی زیادہ افادیت کا باعث ہوگی۔ان تمام مقالات و مضامین پر تبصرہ و تعارف پیشِ خدمت ہے:

مقالہ **''اقبال اور احترامِ انسانیت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم سے کئی آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ دے کر انسان کی عظمت اور مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی ہے۔اس کے بعد انھوں نے ادیانِ عالم (ہندومت، بدھ مت، زرتشتیت، یہودیت

اورعیسائیت) کے تصورانسانی کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اورعلامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد لکھتے ہیں کہ رومی کے انسان اور اقبال کے صاحبِ خودی مردِ مومن کے اوصاف مشترک ہیں۔ رومی شاعرِ عشق ہیں اور اقبال بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ارتقائے انسانی اورنسلِ حیات کے بارے میں دونوں کے افکار اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یکساں ہیں۔علامہ اقبال اس بات کے قائل تھے کہ انسان کائنات کی اہم ترین مخلوق ہے۔کائنات انسان کی خاطر مسخر و مطیع ہے۔مخالف اور شرآمیز قوتوں کی نبرد آزمائی سے آدم کو عروج وکمال ملتا ہے۔علامہ اقبال نے مذہب وملت سے بالاتر ہوکر انسانیت کے احترام وتادیب اورحسنِ اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ان کی یہ تعلیم ،اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اور سیرت رسولِ اکرم ﷺ سے مستفاد ہے۔اقبال بے شک حکیم الامت ،شاعرِ اسلام اور شاعرِ مشرق ہیں مگر شاعرِ عالم بھی ہیں۔ان کی تعلیمات سے ان کی آفاقیت ظاہر ہے۔انھوں نے بہت سے غیر مسلم مفکرین اورشخصیات کا اپنے کلام میں ذکر کیا ہے اور ان کی خوبیوں کا اعتراف کر کے اسلامی رواداری کا مظاہرہ کیا اور احترامِ انسانیت کا درس دیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں اردو وفارسی کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر احترامِ انسانیت کے بارے میں فکرِ اقبال کو اجاگر کیا ہے۔(۳۹)

حکمت سے مراد دانائی ،علم ،انصاف اور صداقت ہے۔قرآن حکیم میں حکمت کو خیر کثیر کہا گیا ہے۔علامہ سید سلیمان ندوی (۱۹۵۳ء) نے اپنی ایک تحریر میں علامہ اقبال کی حکمت ودانائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اقبال صرف شاعر نہ تھا،وہ حکیم بھی تھا۔وہ اسرار کلام الٰہی کے محرم اور رموزِ شریعت کے آشناؤں میں سے تھا۔وہ نئے فلسفے کے ہر راز سے آشنا ہوکر اسلام کے راز کو اپنے رنگ میں کھول کر دکھاتا رہتا یعنی بادہ انگور نچوڑ کر کوثر وتسنیم کا پیالہ تیار کرتا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض کو اس تحریر کے مطالعے سے تحریک ملی اور انھوں نے بانگِ درا، بالِ جبریل اور پیامِ مشرق سے بہت سے اشعار بطور مثال پیش کر کے واضح کیا کہ علامہ اقبال نے اسلامی عبادات ،عقائد اور معاملات کے ابحار سے نئے تابدار گہر نکالے اور بڑی عمیق حکمتوں کو واضح کیا۔انھوں نے کئی قرآنی آیات واحادیثِ رسول ﷺ کی نئی توجیہات پیش کی ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کے دلچسپ ، مدلل اور متاثر کن طرزِ بیان سے آگاہی کے لیے ان کے اس مقالے **''اقبال ،شاعرِ حکمت''** سے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> مشاہدات حکیم کا احاطہ کرنا کسی مختصر بلکہ طویل مقالے کی طرف سے ماوراء ہے۔اقبال کی حکیمانہ زبان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان کے کئی اشعار توضیح کے لیے ایک بارطومار قرطاس کا تقاضا کرتے ہیں۔نظم ''ذوق وشوق'' کے ایک نعتیہ بند کے دوشعروں کو مثلاً ملاحظہ فرمائیں۔ان میں سیرت رسول ﷺ کے جمال وجلال اور نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی میں استخراجی و استقرائی علوم کی ترقی اور وارداتِ قلبی کی علمی سند وقبولیت کو جس طرح بیان کیا گیا ہے وہ شاعر کے حکیمانہ اعجاز کی مثالیں ہیں۔

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود   فقر جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے   عقل و غیاب و جستجو ، عشق حضور و اضطراب (۴۰)

پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء) علامہ محمد اقبال کے فارسی کلام کی نمائندہ تصنیف اور'' جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) کے بعد ان کی مشکل ترین کتاب ہے۔علامہ محمد اقبال نے اپنی جملہ تصانیف میں سے صرف دو تصانیف یعنی'' اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) اور

''پیامِ مشرق'' پر دیباچہ رقم کیا۔ پیام مشرق کے دیباچے میں انھوں نے اپنی فارسی تصانیف کے مقاصد کے بارے میں لکھا کہ میں نے یہ تصانیف انفرادی واجتماعی سطح پر انسانوں کے ضمیر میں انقلاب لانے کے لیے لکھی ہیں۔ اندرونی گہرائیوں میں برپا ہونے والے یہ انقلاب ظاہری و خارجی دنیا میں تبدیلی کا سبب بنیں گے۔ فطرت کا اٹل قانون یہی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے'' **اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد**'' میں اسرارِ خودی (۱۹۱۵ء)، رموز بے خودی (۱۹۱۸ء) اور پیام مشرق (۱۹۲۳ء) سے بہت سے اشعار کے حوالہ جات دے کر'' باطنی تغیر خودی'' کے لیے ان میں بیان کی گئی تعلیمات، اصولوں اور قواعد کی وضاحت کی ہے اور ان کے مقاصدِ تصنیف واضح کیے ہیں۔ (۴۱)

مقالہ'' **اقبال اور عالمِ اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اتحادِ اسلامی کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار، تعلیمات اور مساعی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلام وحدت اور اتحاد کا دین ہے۔ اس کے ارکان اور بنیادی عقائد سے اتحاد اور اتفاق کی تعلیم ملتی ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک قوم وہی ہے جو وحدتِ فکر و عمل کے حامل افراد پر مشتمل ہو۔ عدم اتحاد نے مسلمانوں کو قوت و عظمت سے محروم کر رکھا ہے ورنہ وہ متحد اور ہم آہنگ ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو نیچا نہیں دکھا سکتی۔ مسلمانوں کے عدم اتحاد کا ایک بڑا سبب ان کا نظریۂ وطنیت ہے۔ علامہ اقبال مسلسل ۳۰ سال نظریۂ وطنیت کی مخالفت کرتے رہے اور اسلامی تصورِ قومیت کی تعلیم دیتے رہے۔ وہ مسلم ممالک کی جماعت ''جمیعت مسلمین'' کے قیام کے خواہاں تھے۔ اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عالمِ اسلام کے بعض ممالک (افغانستان، ایتھوپیا، ایران، ترکیہ، فلسطین، عرب ممالک) اور مسلمانانِ برصغیر کے بارے میں علامہ اقبال کے تاثرات بیان کر کے ان کے ''اتحادِ عالم اسلام'' کے تصور کو واضح کیا ہے۔ (۴۲)

مقالہ'' **اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف کے حوالے سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے اور اس ضمن میں علامہ اقبال کے افکار کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کے عروج و زوال کے اسباب بیان کر کے امتِ مسلمہ کو علاجِ زوال کے لیے تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ علامہ اقبال نے واضح کیا کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات پر صدق و خلوص سے عمل کیا، علم و عرفان سے بھرپور دلچسپی لی۔ محنت اور کوشش کو اپنا شعار بنایا، باہمی اخوت، اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور عروج حاصل کیا۔ جب مسلمان دین سے دور ہوگئے، انھوں نے علم و عرفان میں دلچسپی لینا چھوڑ دی، وہ بے عملی، کاہلی، سستی، انتشار، فرقہ واریت کا شکار ہوگئے تو زوال پذیر ہوگئے۔ عروجِ ملت کے لیے علامہ اقبال نے جوشِ کردار، جدتِ فکر و عمل اور حرکی نظامِ تعلیم وغیرہم کے لیے کئی نسخے تجویز کیے۔ انھوں نے دین اسلام کو بتمامہٖ اپنانے اور قرآنی تعلیمات پر صدق و خلوص سے عمل کرنے کی تلقین کی۔ (۴۳)

بانگ درا کی طویل اردو نظم ''خضرِ راہ'' میں علامہ محمد اقبال نے حضرت خضر علیہ السلام کی زبانی صحرانوردی، زندگی، سلطنت، سرمایہ و محنت اور مسائل دنیائے اسلام کے بارے میں اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔ ''دنیائے اسلام'' کے عنوان سے ''بانگِ درا'' کے تیسرے حصے میں اقبال کے جو شعر ملتے ہیں وہ کوئی مستقل نظم نہیں، بلکہ علامہ اقبال کی طویل اردو نظم ''خضرِ راہ'' کا ایک حصہ ہیں۔ ''دنیائے اسلام'' خضر راہ کے نویں سے گیارہویں بندوں پر مشتمل ہے۔ اس کے کل اشعار ۲۳ ہیں۔ پہلے دو بندوں میں شاعر مسلمان ممالک کی بدحالی کا ذکر کرتا ہے اور آخری بند میں وہ انھیں بہتر مستقبل، امید اور

کامیابی و ترقی کا پیغام دیتا ہے۔ اپنے مضمون ''**اقبال اور دنیائے اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تاریخی حوالہ جات دیتے ہوئے ''دنیائے اسلام'' سے متعلقہ اشعار کا مفہوم واضح کیا ہے اور وہ بطورِ حاصل کلام لکھتے ہیں کہ نظم ''دنیائے اسلام'' اگرچہ ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی تھی مگر آج بھی عالم اسلام کو درپیش مسائل کے مطابق اس نظم کی معنویت میں فرق نہیں آیا۔ ان حالات میں ہم سب کو شاعرِ اسلام کے اخوت، وحدت اور امید کے اس پیغام پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ربط و ضبط ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات　　ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے　　نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر (۴۴)

''ذخیرۃ الملوک'' آٹھویں صدی ہجری/چودھویں صدی عیسوی کے معروف صوفی بزرگ اور عالم دین سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے۔ علامہ اقبال سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی اعتقاد رکھتے تھے اور ان کے دینی افکار و خدمات کے معترف تھے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مقالہ ''**اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''ذخیرۃ الملوک'' کے دوسرے، پانچویں اور چھٹے ابواب میں درج تعلیمات کا افکارِ اقبال کے حوالے سے جائزہ پیش کیا ہے۔ دوسرا باب عبادات اور حقوق اللہ سے مربوط ہے۔ پانچویں اور چھٹے ابواب میں خلافت (خلافتِ انسانی)، وسعتِ دل، روح و بدن کے رابطے اور ابلیسی و ملکوتی قوتوں وغیرہ کا بیان ہے۔ شاہ ہمدان اور ذخیرۃ الملوک کا ذکر جاوید نامے کے حصہ ''آہ سوئے افلاک'' میں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و خدمات کا ذکر کیا ہے اور ''ذخیرۃ الملوک'' کا جاوید نامہ میں انعکاس واضح کیا ہے۔ (۴۵)

مقالہ ''**اقبال اور میراثِ کشمیر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کشمیر اور اہلِ کشمیر سے علامہ محمد اقبال کی ذہنی و قلبی قربت و تعلق کا ذکر کیا ہے۔ اقبال کے اجداد کا وطن مالوف کشمیر تھا۔ پیامِ مشرق کی غزل کے ایک شعر میں حکیم الامت نے کشمیر، حجاز اور ایران کے ساتھ اپنی آبائی، دینی اور لسانی نسبت اس طرح سے بیان کی ہے۔

تنم گلے ز خیابانِ جنتِ کشمیر　　دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است

لاہور میں مقیم کشمیری دانشمند منشی محمد دین فوق (م ۱۹۴۵ء) سے اقبال کی بہت دوستی تھی۔ کشمیر میں اقبال کے کئی قدردان تھے۔ ۱۹۲۲ء میں اقبال کشمیر گئے۔ اس سفر کی یادگار ان کی دو فارسی نظمیں ''کشمیر'' اور ساقی نامہ'' ہیں۔ اقبال آزادیٔ کشمیر کے زبردست حامی اور نقیب تھے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' میں اہل کشمیر کے پرشکوہ ماضی کا ذکر کیا ہے اور انھیں باہمی اتحاد سے مل جل کر کام کرنے اور تحریک جہاد آگے بڑھانے کا مشورہ دیا ہے۔ اقبال نے کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' قرار دیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''ارمغانِ حجاز'' میں شامل کلام اقبال ''ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری'' کا مطالعہ پیش کیا ہے اور بطور حاصل کلام لکھا ہے کہ کشمیر کے تمدن و میراثِ علمی کے اقبال متبحر تھے۔ اور وہ اہلِ کشمیر کے ساتھ خصوصی ربط و ضبط رکھتے تھے۔ (۴۶)

علامہ محمد اقبال نے ۲۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو ''Stray Reflections'' کے عنوان سے کچھ یادداشتیں تحریر کرنا شروع کیں۔ ۱۹۱۷ء کو لکھنو کے مجلّہ نیو ایرا کی تین اشاعتوں میں ۳۷ شذرات شائع ہوئے جن میں سے ۳۱ شذرات اس نوٹ بک کے تھے جبکہ ۶ نکات اضافی تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے ''**اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)**'' میں چند

نکات کے مفہوم پر اظہارِ رائے کیا ہے اور ان ۱۶ اضافی نکات کا بھی مفہوم بیان کیا ہے جو کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کی مرتبہ کتاب ''Stray Reflections'' مطبوعہ ۱۹۶۱ء میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اس مقالے کے قریباً ۴ صفحات (صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۷) پر درج ذیل بیس نکات کا مفہوم دیا گیا ہے:

۱۴، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۹، ۳۵، ۴۱، ۴۲، ۴۹، ۵۲، ۵۴، ۵۸، ۶۰، ۶۸، ۸۷، ۸۳، ۱۰۱، ۱۱۱، ۱۳۴

بعد کے دو صفحات (۱۲۷ تا ۱۲۸) پر انھوں نے چھ اضافی نکات کا ذکر کیا ہے۔ آخری دو صفحات پر انھوں نے شذراتِ فکر اور علامہ محمد اقبال کے لیکچر ''ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے مشترک مطالب کا ذکر کیا ہے اور حوالہ جات و توضیحات دی ہیں۔(۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے چھ اضافی نکات کا ترجمہ کیا تھا جو ''شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے'' کے عنوان سے مجلّہ اظہار، کراچی کی جلد ۳، شمارہ ۹، ۱۰ کی اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا تھا۔ انھی اضافی نکات میں سے پانچ کا ترجمہ ''افکارِ اقبال'' (۱۹۹۰ء) میں ''شذراتِ فکرِ اقبال پانچ اضافی نکتے'' کے عنوان سے کیا گیا۔

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' میں شامل مقالات و مضامین میں سے دوسرے طویل تر مقالے **''اقبال کی مخالفتِ استبداد''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے جبر و استبداد اور استحصال کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے حریت و حمیت پر مبنی مجاہدانہ افکار پر ان کی منظوم و منثور تصانیف سے حوالہ جات دے کر تاریخی تناظر میں ان پر جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے اپنے اردو و فارسی کلام کے ذریعے آمریت، ملوکیت، استبداد اور ہر قسم کے جور و جفا کے خلاف ایک زبردست احتجاج کیا ہے۔ انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو بالخصوص اور یہاں کے دیگر باشندوں کو بالعموم، انگریزی استعمار کے خلاف صف آرا کیا اور برصغیر کی آزادی اور پاکستان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا کلام الجزائر اور ایران وغیرہ کے انقلابات کا ایک بڑا موجب بنا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اقبال کے افکار کی غیر معمولی تاثیر مزید اجاگر ہوتی رہے گی۔ ''افرنگ دشمنی'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال مغربی علوم و فنون کے حامی ہونے کے باوجود، یورپ والوں کی معاشرتی تقلید کے مخالف تھے کیونکہ اہلِ یورپ اخلاقی پستی کا شکار اور ملوکانہ مزاج رکھتے ہیں۔ اقبال ہر قسم کے استبداد، استحصال، آمریت اور ملوکیت کے خلاف تھے۔ انھوں نے ملوکیت کی مختلف اشکال، سرمایہ داری، ملائی اور پیری کی مخالفت کی۔ انھوں نے کئی موارد میں ملوکیت اور آمریت کے مصائب بھی گنوائے۔ انھوں نے استبداد اور آمریت کو ختم کرنے کی خاطر لوگوں کو دعوتِ عمل دی۔ انھوں نے حقیقی اسلامی فقر و تصوف کا ملوکیت و سلطانی سے موازنہ کیا اور مقدم الذکر کی برتری کے دلائل پیش کیے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ استبداد اور ملوکیت کے خلاف اقبال کا فکری جہاد ایک پرزور صدائے انقلاب ہے۔(۴۸)

علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے زیرِ اہتمام ۱۵ فروری ۱۹۸۷ء کو علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا جو ۱۸ فروری ۱۹۸۷ء تک جاری رہا۔ بھارت کی جملہ یونیورسٹیز کے علاوہ انگلستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، ایران، افغانستان اور پاکستان سے مندوبین کو مدعو کیا گیا مگر بعض وجوہ سے انگلستان، بنگلہ دیش، سری لنکا سے کوئی نہ آیا۔ پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر محمد ریاض اور شعبہ اُردو کے صدر پروفیسر نظیر صدیقی، ایران سے سینیٹر فخر الدین حجازی اور مہندس غلام رضا ربانی اور

افغانستان سے ڈاکٹر احمد جاوید اور محمد صالح پرونتا شاملِ سیمینار ہوئے۔ مضمون **''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سیمینار کی روداد بیان کی ہے۔ سیمینار کے اختتام کے بعد ۱۹ فروری ۱۹۸۷ء کو ڈاکٹر محمد ریاض نے آگرہ کی سیر کی اور بالخصوص تاج محل دیکھنے گئے اور واپسی کا ۲۱ فروری دہلی میں گزرا۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ سیمیناریوں تو علامہ محمد اقبال کی فارسی کتب کے مطالعے اور تقابلی مطالعے تک محدود رہا مگر عملاً اس میں اردو، فارسی، انگریزی کی جملہ کتبِ اقبال زیر بحث آئیں اور تقابلی مطالعے پیش کیے گئے۔ سیمینار ۴ دن جاری رہا۔ کل ۴۴ مقالے پڑھے گئے اور میزبان یونیورسٹی کے اساتذہ کے ۱۶ مقالے پڑھے ہوئے محسوب کیے گئے مگر وقت کی کمی کی وجہ سے عملاً پیش نہ کیے گئے۔ بعض مقالے جذب آفریں اور بحث طلب رہے۔ شبیر احمد خان غوری نے علامہ اقبال کے تصورِ زمان پر اظہارِ رائے کیا۔ پروفیسر نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر محمد وارث کرمانی اور پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے اقبال اور غالب کے تقابلی مطالعے پر مقالے پیش کیے۔ پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے انگریز شاعر ولیم بلیک اور اقبال کا موازنہ پیش کیا۔ ڈاکٹر حنیف نقوی نے ''زبورِ عجم'' اور پروفیسر محمد صدیق نے ''جاوید نامہ'' پر انتقادات پیش کیے۔ پروفیسر ڈاکٹر سمیع الدین احمد اور ایرانی سینیٹر فخر الدین حجازی نے اقبال کی فارسی شاعری پر اثر انگیز مقالے پڑھے۔ سیمینار میں مولانا ضیاء الدین احمد بدایونی کے نام لکھا ہوا علامہ محمد اقبال کا ایک غیر مطبوعہ خط بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ سیمینار میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت، تصانیف، افکار اور تصورات بڑی تفصیل سے زیرِ بحث آئے۔ سیمینار کے آخری روز علی گڑھ یونیورسٹی میں اقبال انسٹیٹیوٹ کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ سری نگر، دکن اور بھوپال کے بعد بھارت میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت، تصانیف اور افکار پر تحقیق و تدریس کے لیے قائم کیا جانے والا یہ چوتھا انسٹیٹیوٹ ہے۔(۴۹)

مقالہ **''ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبال شناسی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ خدمات کا ذکر کیا اور ان کی تصانیف پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم (۵ اپریل ۱۹۰۶ء تا ۱۶ اگست ۱۹۸۶ء) کو ۱۹۲۶ء میں علامہ محمد اقبال سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی ملاقات میں ہی وہ علامہ محمد اقبال کے معتقد ہوگئے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں درج ذیل کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ہر ایک کتاب نہایت وقیع اور فکر انگیز ہے:

۱۔ طیف اقبال، لاہور اکیڈمی، ۱۹۶۴ء

۲۔ مقاماتِ اقبال، لاہور اکیڈمی، ۱۹۵۹ء/ ۱۹۶۴ء

۳۔ مسائل اقبال، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، مئی ۱۹۷۴ء

۴۔ ولی سے اقبال تک، مکتبہ خیابان ادب ۳۹ چیمبرلین روڈ، لاہور، بار چہارم، اگست ۱۹۷۶ء

۵۔ متعلقاتِ خطباتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۷۷ء

۶۔ مقاصدِ اقبال، علمی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۱ء

۷۔ مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۴ء

ان کی تصانیف میں اگرچہ پرانے مضامین کی تکرار ملتی ہے لیکن یہ تکرار خاطر خواہ طور پر مفید قرار دی جاسکتی ہے۔ ان

کی کتاب ''مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ'' کو ماہرینِ اقبال نے ۱۹۸۶ء میں گزشتہ چند سالوں میں اردو میں شائع ہونے والی کتبِ اقبال میں ''زندہ رُود'' کے بعد دوسری سب سے اہم کتاب قرار دیا۔ ''مقاصدِ اقبال'' کی ایک ایک سطر میں وہ معنویت ہے، جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ان کے مضمون ''ولی سے اقبال تک'' کا علامہ محمد اقبال نے مطالعہ فرما کر انھیں داد دیتے ہوئے کہا، '' آپ نے مجھے سمجھنے اور سمجھانے کی اچھی کوشش کی ہے''۔ ان کا لکھا ہوا مضمون ''اقبال کی اردو نثر'' علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی، اسلام آباد کے بی اے کی سطح کے کورس میں شامل کیا گیا۔ وہ بڑی تحقیق کے بعد اور احتیاط سے لکھتے تھے اور اپنی تحریروں پر مسلسل نظر ثانی بھی کرتے رہتے تھے۔ وہ ایک نہایت کامیاب استاد اور نامور استادوں کے استاد تھے۔ انھوں نے اپنی نگارشات میں علمی، ادبی، تعلیمی، کلامی، فقہی، فلسفیانہ اور سائنسی موضوعات کی نشاندہی بھی ہے جن کے لیے نئے محقق آگے بڑھ سکتے ہیں۔ انھوں نے اردو و فارسی ادب اور عربی و اسلامی علوم میں اپنے تبحر کا ثبوت دیا ہے اور اپنی تحقیقات و توضیحات کی بنیاد پر اقبال شناسوں کی صفِ اول میں جگہ پا چکے ہیں۔ (۵۰)

''اقبال کا اسلوبِ شعر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے فکر و فلسفے کی طرح ان کی اردو شاعری کا لب ولہجہ اور اسلوب نادر اور نیا ہے۔ جس طرح فارسی نقادوں نے ان کی فارسی شاعری کو ''سبکِ اقبال'' کہا ہے اسی طرح ان کی اردو شاعری بھی ان کے اپنے مخصوص اسلوب کی حامل ہے۔ اردو شاعری میں وہ غزل و نظم، دونوں کے بلند مرتبہ شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں اور نظموں کے زیادہ تر مضامین بھی نادر و منفرد ہیں۔ ان کی اردو و فارسی شاعری میں مروجہ اور نت نئے تجرباتِ ہیئت، دونوں ملتے ہیں۔ فارسی میں جدید تر تجربے زیادہ ہی ہیں۔ یہ مستزاداتی تجربے پیامِ مشرق کے علاوہ زبورِ عجم میں ملتے ہیں۔ بالِ جبریل اقبال کی اردو شاعری کے لطیف ترین نمونوں پر مشتمل ہے۔ ان کی طویل نظموں ساقی نامہ، ذوق و شوق اور مسجد قرطبہ کی نظیر اردو تو کیا عالمی ادب میں بھی شاید بمشکل ہی نظر آئے۔ ارمغانِ حجاز حصہ اردو بھی کسی حد تک بالِ جبریل کا تکملہ ہے۔ ''ضربِ کلیم'' مرکز برقاب بلکہ ایک تھرمل نیروگاہ ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال کے فکری و فنی محاسن پر نہایت عمیق تحقیق اور نگاہ رکھتے تھے۔ مثلاً حافظ اور حکیم سنائی سے اثر پذیری کے حوالے سے وہ اس مقالے میں لکھتے ہیں:

> اقبال کی فارسی اور اردو شاعری میں ۸۰ کے لگ بھگ شعراء کی تضمینیں ملتی ہیں۔ مگر اسلوب کے لحاظ سے اقبال سے قریب تر شعراء وہ ہیں جن کا سبک عراقی ہے۔ یعنی رومی، سعدی، امیر خسرو و حافظ اور جامی وغیرہ۔ حافظ کے معنی سے اقبال نے اختلاف کیا ہے۔ مگر ان کی لفظی صنعت گری سے وہ اس قدر اثر پذیر ہوئے کہ فارسی کے علاوہ اردو شاعری میں بھی انھوں نے حافظ کے اسلوب کی پیروی کی اور ان کے قافیے اور ردیفیں اپنی زبان میں نہایت کامیابی سے منتقل کی ہیں۔ بالِ جبریل کی دو غزلوں کے مطلع دیکھیں اور پھر اسی ترتیب میں حافظ کی دو فارسی غزلوں کے مطلع ملاحظہ فرمائیں۔ اہل ذوق موازنے کی خاطر پوری پوری غزلوں کو خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی	مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی
ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو	کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دَو
سحر با باد می گفتم حدیثِ آرزو مندی	خطاب آمد کہ واثق شو بہ الطافِ خداوندی
مزرعِ سبزِ فلک دیدم و داسِ مہ نو	یادَم از کشتۂ خود آمد و ہنگام دَرو

فارسی اقبال کے اردو کلام میں اس طرح رچی بسی ہے جس طرح غالب کے دیوان اردو میں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔
یہاں ہم حکیم سنائی کی غزلوں کے ایک اخلاقی قصیدے کا حوالہ دے دیں۔اس قصیدے کے پینسٹھ اشعار ہیں اور اقبال نے بالِ جبریل کی نظم افکارِ پریشان میں جو پچیس اشعار پر مشتمل ہے، اس قصیدے کی تراکیب سے خوب استفادہ کیا ہے۔نعتیہ اشعار کے بعد اپنے اختتامی شعر میں اقبال صنعت ایہام سے کام لیتے ہوئے سنائی کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔جن کے طویل قصیدے کا جواب انھوں نے مختصر انداز میں دیا ہے۔

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ   ابھی اس ''بحر'' میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالہ (۵۱)

مقالہ ''**اقبال کی ادبی تراکیب**''، ''**تازہ بتازہ اور نو بہ تراکیبِ اقبال**'' کے عنوان سے ''افاداتِ اقبال'' میں بھی شامل کیا گیا ہے۔''افاداتِ اقبال'' کے مقالات و مضامین کے ساتھ ہی اس کا جائزہ بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

مقالہ ''**اقبال کا صدارتی خطبۂ الٰہ آباد**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبہ الٰہ آباد (۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء) کا پس منظر اور پیش منظر بیان کرتے ہوئے اس میں بیان کردہ اہم امور کی تشریح و توضیح کی ہے۔اپنے مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبہ الٰہ آباد کا سیاسی و تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔اس کے بعد اس مقام کا تعارف کرایا ہے جہاں یہ خطبہ پیش کیا گیا تھا۔اس کے بعد اجلاس میں حاضر اہم شخصیات کے نام بتائے اور حاضرین اجلاس کی تعداد کا ذکر کیا ہے۔بعد میں خطبہ الٰہ آباد کے اہم نکات کی وضاحت دی گئی ہے اور خطبہ کے حسنِ خاتمہ پر اظہار رائے کیا گیا ہے۔آخر پر ''پیش منظر'' کے عنوان سے قیامِ پاکستان تک پیش آنے والی اہم سیاسی سرگرمیوں اور واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورت، دلچسپ، مدلل، مختصر مگر جامع انداز سے خطبہ الٰہ آباد کی تشریح و توضیح کی ہے۔(۵۲)

04- اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : آئینہ ادب، چوک مینار، انارکلی، لاہور

اشاعت : باراول، ۱۹۷۸ء

صفحات : ۱۰۴

قیمت : ۱۲روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر
۰۱۔	پیش لفظ	۹
۰۲۔	پس منظر	۱۱
۰۳۔	اقبال کی ابتدائی زندگی	۱۵
۰۴۔	آلِ انڈیا مسلم لیگ کا قیام	۱۹
۰۵۔	وطنیت کی مخالفت کیوں؟	۲۳
۰۶۔	سلطنتِ عثمانیہ پر مصائب	۲۸
۰۷۔	دورِ استغراق اور انتقادات	۳۴،۳۸
۰۸۔	عملی سیاسیات میں شرکت	۴۰
۰۹۔	پنجاب **لیجسلیٹو کونسل** میں اقبال کی تقاریر	۴۳
۱۰۔	سائمن دستوری کمیشن سے تعاون	۴۶
۱۱۔	تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان کا خطبہ	۴۸
۱۲۔	دو قومی نظریہ (نظریۂ پاکستان)	۵۹
۱۳۔	مسلم کانفرنس سے اقبال کا خطاب	۶۴
۱۴۔	نغمۂ آزادی	۷۰
۱۵۔	اقبال اور یونینسٹ	۷۸
۱۶۔	گول میز کانفرنس اور اس کے متعلقات	۸۸
۱۷۔	اقبال اور مخالفتِ حکومت	۹۱
۱۸۔	مسلم لیگ کی مدد	۹۳

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر
۱۹۔	تحریک آزادی، معاشرت اور معیشت	۹۵
۲۰۔	مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے درمیان مفاہمت	۹۹
۲۱۔	نتیجۂ گفتگو	۱۰۱
۲۲۔	مآخذ اور منابع (۵۳)	۱۰۳

یہ کتاب ایک طالب علم یا عام قاری کو برصغیر کی تحریکِ آزادی اور حصولِ پاکستان کی ابتدائی کوششوں میں اقبال کے فکری اور عملی و سیاسی کردار کو ان کے کلام اور واقعات کے سیاق و سباق میں بیان کرنے کے لیے تحریر کی گئی تھی۔ یہ کتاب علامہ اقبال کے صد سالہ یومِ ولادت کے موقع پر شائع کی گئی تھی۔ یہ کتاب بیس (۲۰) عنوانات پر مشتمل ہے۔ آخر پر ''نتیجۂ گفتگو'' کے عنوان سے کتاب کا خلاصہ اور ''ماخذ اور منابع'' کے عنوان سے اُن ماخذ و منابع کی فہرست دی گئی ہے جن سے استفادہ کر کے یہ کتاب لکھی گئی تھی۔(۵۴)

کتاب کی عبارت آسان اور عام فہم ہے۔ کتاب میں موقع محل کی مناسبت سے علامہ اقبال کا اردو اور فارسی کلام دیا گیا ہے۔ دیے گئے کلامِ اقبال کے ساتھ حوالہ جات نہیں دیے گئے۔ یہ کتاب عام قاری کے لیے لکھی گئی تھی مگر اس کی عام سطح پر تفہیم و تسہیل کے لیے فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ ایک صد چار (۱۰۴) صفحات پر مشتمل اس کتاب کے صرف آٹھ (۸) صفحات (۱۲، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۵۹، ۶۱، ۸۳) کی پاورقی میں مختصر سے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ ان آٹھ مقامات میں سے پانچ مقامات پر یک سطری حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ ایک مقام پر تین سطری حوالہ جاتی نوٹ دیا گیا ہے۔ دیگر دو مقامات میں سے ایک پر ایک اردو شعر اور دوسرے مقام پر تین فارسی اشعار بغیر ترجمہ و حوالہ کے دیے گئے ہیں۔

کتاب کے نفسِ مضمون اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ تحریر سے آگاہ ہونے کے لیے ''نتیجۂ گفتگو'' کے عنوان سے دی گئی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

> نتیجۂ گفتگو:۔ برصغیر کے مسلمانوں کے مخصوص مسائل کے پیشِ نظر، علامہ اقبال نے تحریکِ آزادی میں حصہ لیا۔ وہ عنفوانِ شباب سے ہی حساس، رقیق القلب اور بغایت صاحب فکر تھے۔ ان کی ابتدائی سرگرمیاں، انجمن کشمیریاں اور انجمن حمایتِ اسلام تک محدود رہیں۔ وہ سارے ہندوستان اور جہان بھر کا درد قلب میں سموئے رہتے تھے۔
>
> بہر انسان چشم من شبہا گریست   تا دریدم پردۂ اسرارِ زیست (۵۵)
>
> قیامِ یورپ کے دوران، وہ وطنیت سے ملیت کی طرف آئے۔ ہندوؤں کی متعصّبانہ سرگرمیوں نے انھیں' مسلمان مظلوموں کے بارے میں زیادہ سوچنے پر مجبور کیا۔ انھوں نے نظم و نثر کے ذریعے مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کو مؤثر ترین صورت میں جلوہ گر کیا۔ وہ حریت و آزادی، کوشش و کار، خودی و خودشناسی اور بیداری ملت کے پیغامبر بنے۔ سیاست میں ان کی روش معتدل اور بے شور و شغب رہی۔ وہ جوڑ توڑ اور نعرہ بازیوں سے دور رہے۔ وہ اپنی رائے کے پکے تھے۔ بصیرت کا یہ عالم کہ تقسیمِ ہند اور دو بڑی قوموں کی جدائی کی جو بات انھوں نے کہہ دی، سترہ سال بعد لوگوں نے اُسے عملی صورت میں دیکھ لیا۔
>
> اقبال نے اپنی زندگی کا ایک چوتھائی دور عملی سیاست میں گزارا۔ وہ برصغیر کی اہم سیاسی مجالس میں شریک رہے۔ دو گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی منعقدہ فلسطین میں شرکت کی۔ ہر جگہ انھوں نے مسلمانانِ ہند کے

مفادات اور دنیا کے مسلمانوں کی بہبودی کو پیشِ نظر رکھا۔ انھوں نے شہرت کی خاطر سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ ان کی عالمگیر شہرت سیاست کی خارزار میں لہولہان ہوسکتی تھی اور مزید شہرت کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ ان کی قلندری و درویش مشربی سب کو معلوم ہے۔

کہاں سے تو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا (۵۶)

اقبال کے آخری چار سال سخت بیماریوں اور پریشانیوں میں گزرے۔ اس کے باوجود وہ نہایت پامردی سے سیاست میں شامل رہے بلکہ آخری دو سالوں میں انھوں نے کمال ہی کر دیا۔ جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے خطوط اقبال کے دیباچے اور اپنے دیگر بیانات میں فرمایا۔ صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ کے پاؤں جمانے میں اقبال کا ہاتھ کارفرما رہا۔ انھوں نے قائد اعظم کو جو کچھ کہا یا لکھا' بانی پاکستان کو ان کی بغایت سیاسی بصیرت اور راہبری کا خود اعتراف رہا ہے۔ اگرچہ اقبال پاکستان کے قیام سے ۹ سال پہلے رحلت فرما گئے مگر ان کے اور پاکستان کے معماروں کے ساتھ ساری عمر شریکِ کار رہونے میں کسے کلام ہوسکتا ہے۔ آج بھی ان کی روحِ پرفتوح ہم سے گویا مخاطب ہوگی کہ۔

قسمتِ عالم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے
جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے
کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے
یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار
(۵۷)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں
(۵۸)

یقینِ محکم، عملِ پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
(۵۹)

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
(۶۰)

۱۔ مندرجہ بالا تحریر واضح اور بآسانی قابلِ فہم ہے۔
۲۔ کلیاتِ اقبال کے مطابق تحریر میں دیے گئے اشعار کا متن درست ہے۔ صرف ایک شعر میں لفظ ''بادشاہوں،، کی جگہ پر ''پادشاہوں،، آنا چاہیے۔
۳۔ تمام اشعار بغیر حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ متن میں دیا گیا پہلا شعر ''اسرارِ خودی'' کا، دوسرا شعر ''بالِ جبریل'' کا اور باقی اشعار ''بانگِ درا'' کے ہیں۔

کسی بھی تحریر میں حوالہ جات وحواشی کے التزام سے تحریر کی تفہیم وتسہیل میں مدد ملتی ہے، تحریر مستند ہوجاتی ہے اور بطور مستند حوالے کے تعلیم وتدریس اور تحقیق میں کام آتی ہے۔ اگر تحریر میں حوالہ جات نہ دیے گئے ہوں تو تحریر مستند قرار نہیں پاتی اور اسے شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ جائزہ کتاب میں اس لحاظ سے ترمیم واضافہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ اعلیٰ علمی وادبی کاوش ہے۔

05- اقبال اور سیرت انبیائے کرام

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : بار اول، ۱۹۹۲ء

صفحات : ۲۸۸

قیمت : ۷۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف	۰۰۱	
۰۱۔	سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	۰۰۹	۱۵
۰۲۔	اقبال اور شاہِ ہمدان	۰۲۴	۶۲
۰۳۔	اقبال اور جدید علم کلام	۰۸۶	۳۷
۰۴۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	۱۲۳	۴۳
۰۵۔	اقبال اور قوموں کا عروج وزوال	۱۶۶	۳۸
۰۶۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	۲۰۴	۱۸
۰۷۔	اقبال کے ساقی نامے	۲۲۲	۱۴
۰۸۔	اقبال اور جوہر کے روابط	۲۳۶	۲۲
۰۹۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	۲۵۸	۱۶
۱۰۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	۲۷۴	۱۴

''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' چھوٹے بڑے ۱۰ مقالات ومضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے درج ذیل ۷ مقالات ومضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات ورسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	28	4	اکتوبر 1981ء
02۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال	24	2-3	اپریل، جولائی77ء
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...	اول		1983ء
03۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	9	4	جنوری1969ء
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
04۔	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	عالمی اقبال کانگرس	3		دسمبر1977ء
	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	18	2	جولائی، اکتوبر77ء
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
05۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	10	اپریل1982ء
06۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	11	نومبر1977ء
07۔	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی		24	4	اپریل1971ء

''اقبال اور سیرتِ انبیائے علیہم السلام'' ۱۰ مقالات پر مشتمل ہے۔ان میں سے ۴ مقالات قدرے طویل ہیں۔طویل ترین مقالہ ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔دیگر تین مقالات ۴۳، ۳۸، اور ۳۷ صفحات پر مشتمل ہیں۔دیگر ۶ مقالات قدرے مختصر ہیں۔ان ۶ مقالات میں سے مختصر ترین مقالہ ۱۴ صفحات پر اور طویل مقالہ ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ان میں سے ایک مقالہ سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ پر ہے۔پانچ مقالات کا تعلق علامہ محمد اقبال کے مذہبی، فلسفیانہ اور سیاسی افکار سے ہے۔تین مقالات شخصیات سے متعلق ہیں اور دو مقالات کا تعلق اردو و فارسی زبان و ادب سے ہے۔تمام مقالات موضوعات اور مندرجات کے لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں۔اس مجموعہ مقالات کے مشمولات اور ان کی افادیت کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''اس مجموعہ مقالات میں ایک مقالہ رومی کے دیوان کے حوالے سے سیرتِ سرورِ کائنات ﷺ کے بارے میں ہے۔آٹھویں صدی ہجری کے مردانِ حق میں ایک حضرت سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان تھے۔تصانیفِ اقبال کے سیاق میں ان کی تحقیقی اہمیت بھی ہے۔ایک مقالہ ان کے بارے میں لکھا گیا ہے۔شخصیات کے باب میں ایک مقالہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کے روابط پر مبنی ہے۔دیگر مضامین میں اقبالیات کے اہم تر موضوعات سموئے گئے ہیں: خودی، ثقافت، فارسیت، قوموں کا عروج و زوال، علم کلام اور آمریت و استبداد کی مخالفت۔اقبال نے اردو اور فارسی میں ایک ایک ساقی نامہ لکھا۔ان کا یہ استحسان ہندو پاکستان کے کئی اقبالیاتی مجموعوں میں شائع ہوتا رہا اور اب کی بار اسے یہاں بھی شامل کیا گیا ہے۔اس تعارف و توضیح کا مقصد اس بات کا احتساب کرنا ہے کہ ''اقبال'' اور سیرت انبیاء علیہم السلام'' ان شاء اللہ اقبال شناسی کا ایک مفید اور مثمر مجموعہ ہوگا۔''(۶۱)

''اقبال اور سیرتِ انبیاء کرام علیہم السلام'' میں شامل مقالہ ''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ'' مجموعہ مقالات ''آفاقِ اقبال'' میں اور ''اقبال اور جوہر کے روابط''، مجموعہ مقالات ''افاداتِ اقبال'' میں بھی شامل ہیں۔ راقم الحروف ان پر تبصرہ پہلے ہی لکھ چکا ہے۔ دیگر آٹھ (۸) مقالات پر تبصرہ و جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان دیوان رومی میں**'' کے آغاز میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صفِ اول کے مفکر، صوفی اور شاعر ہیں۔ ان کے ملفوظات، خطبات، مکتوبات، دیوان اور مثنوی میں بہت گہرائی پائی جاتی ہے۔ وہ ایک صاحبِ دل مومن اور محبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ایک نہایت اہم تر موضوع ہے۔ مثنوی کی مانند ان کی دیگر چاروں کتب میں اس حوالے سے بہت کچھ موجود ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے خطباتِ رومی سے دو مثالیں، مکتوباتِ رومی سے ایک مثال اور ملفوظاتِ رومی (فیہ مافیہ) سے ۲ مثالیں دی ہیں۔ بعدازاں انھوں نے دیوانِ رومی سے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے متعدد مثالیں دی ہیں۔ انھوں نے واقعہ معراج، واقعہ ہجرت، استنِ حنانہ، معجزہ ''شق قمر'' کے حوالے سے دیوانِ رومی سے متعدد اشعار، ان کا ترجمہ اور حوالہ جات دیے ہیں۔ (۶۲)

مقالہ ''**علامہ اقبال اور جدید علم کلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ منطق یا علم کلام، علم الٰہیات کا ایک جزو ہے۔ یہ دفاعِ دین کا علم ہے۔ اس میں عبادات، عقائد اور نظام اسلام کے جملہ امور کو دلائل و براہین کے ساتھ برحق اور پُر از مصلحت ثابت کیا جاتا ہے اور مخالفین و معترضین کے شکوک و اعتراضات کا نقلی و عقلی بحثوں کی مدد سے جواب دیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے علمِ کلام کی رو سے اسلامی عقائد و عبادات کے حقیقی تقاضے واضح کیے اور مغربی مفکرین کے پیدا کردہ شکوک و شبہات دور کیے، ان کے اعتراضات کا فلسفہ وسائنس کی زبان میں ہی جواب دیا اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے مثنوی اسرارِ خودی، مثنوی رموزِ بےخودی اور انگریزی خطباتِ اقبال سے علامہ محمد اقبال کے کلامی مباحث کے حوالے سے متعدد مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال نے اسلامی الٰہیات کی تشکیلِ جدید کر کے عصرِ حاضر میں وہی کام کیا ہے جو صدیوں پیشتر ہمارے عظیم متکلمین نظام اور اشعری نے انجام دیا تھا جب یونانی فلسفہ وسائنس کی بدولت تشکیک کی فضا قائم ہوگئی تھی۔ (۶۳)

مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام علیہم السلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی تصانیف میں کئی انبیاء کی تلمیحات استعمال کی ہیں۔ ان کے ہاں مختلف پیرائے میں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر چودہ سورتوں میں آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات انیس سورتوں میں مذکور ہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تو سارے قرآن مجید میں مرئی، محسوس اور موجود ہے۔ اقبال نے بھی اپنی قادر الکلامی سے کام لیتے ہوئے ان تینوں انبیاء کرام کے وقائع سے خوب سے خوب تر نکتے اخذ کیے اور ان کا متنوع ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو و فارسی سے انبیائے کرام کے تذکرے کے بارے میں قریباً تین صد اشعار پر مشتمل متعدد مثالیں اور ان کے ساتھ مفصل حوالہ جات دے کر نفسِ مضمون کو احسن طور پر واضح کیا ہے۔ (۶۴)

اقبال ریویو، جلد ۱۸، شمارہ ۲-۳، اشاعت جولائی تا اکتوبر ۱۹۷۷ء، صفحات ۱ تا ۳۵ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ

’’تقدیر امم اور علامہ اقبال‘‘ شائع ہوا تھا۔اس مقالے میں فکرِ اقبال کی رو سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔مقالے کے پاورق میں کچھ حوالہ جات وحواشی بھی دیے گئے ہیں۔یہی مقالہ’’اقبال عالمی کانگریس‘‘ منعقدہ ۲ تا ۸ دسمبر ۱۹۷۷ء کے’’مقالات‘‘ کی جلد ۳،صفحات ۱۸۷ تا ۲۰۶،مطبوعہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں بغیر حوالہ جات وحواشی شاملِ اشاعت ہوا۔اس مقالے کو’’تقدیر امم اور اقبال‘‘ مطبوعہ ۱۹۸۳ء کے صفحات ۱۴۴ تا ۱۸۰ پر شائع کیا گیا۔بعدازاں یہی مقالہ **’’اقبال اور قوموں کا عروج وزوال‘‘** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ زیرِ تبصرہ کتاب’’اقبال اور سیرتِ انبیاء کرام‘‘ مطبوعہ ۱۹۹۲ء کے صفحات ۱۶۶ تا ۲۰۳ پر شامل کر کے شائع کیا گیا۔

مقالہ **’’اقبال اور قوموں کا عروج وزوال‘‘** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں ایک مکمل’’جہاں بینی‘‘ موجود ہے جسے وہ بجا طور پر’’جہاں بانی‘‘ سے بھی مشکل قرار دیتے ہیں۔ان کے’’جہاں بانی‘‘ اور’’جہاں بینی‘‘ کے نظریات ان کی حکمتِ دین کے تابع ہیں۔ان کے افکارِ عالیہ اس مومنانہ بصیرت وفراست کے آئینہ دار ہیں جو قرآن مجید کی حکمت سے ماخوذ ومستنیر ہے۔یہ حکمت،قلب کو آئینہ بنانے سے آشکار ہوتی ہے۔علامہ اقبال نے اپنی مومنانہ بصیرت وفراست سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب دریافت کر کے اپنے کلام کے ذریعے امتِ مسلمہ کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کی تلقین کی۔انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت کی وجہ سے مسلمان اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بہت دور ہو گئے۔ وہ بہت سی اخلاقی کمزوریوں کی شکار ہو گئے۔اخلاقی زوال کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی ومعاشی طور پر بھی کمزور ہو گئے اور دیگر طاقتور اقوام کے جبر واستبداد کا شکار ہو گئے۔دوبارہ عروج کے لیے ضروری ہے کہ وہ صدق وخلوص سے احکامِ اسلام بجا لائیں۔علم وعرفان میں بھرپور دلچسپی لیں۔جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے انفرادی واجتماعی سطح پر اپنی اصلاح کر کے مقامِ اعلیٰ کی طرف گامزن ہوں۔ہر طرح کے تعصّبات سے چھٹکارا پا کر باہمی اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں تاکہ وہ عہدِ ماضی کی طرح پھر سے قیادتِ اقوام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال سے قریباً تین صد کے قریب اشعار دے کر فکرِ اقبال کی رو سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب کی نشاندہی کی ہے۔مقالے کے آخر پر حوالہ جات بہت تھوڑے اور نہایت مختصر دیے گئے ہیں۔اڑتیس صفحات پر مشتمل اس مقالے میں بعض باتوں کی تکرار نظر آتی ہے۔مطالعے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ نفسِ مضمون قدرے زیادہ اختصار اور جامعیت سے بیان کیا جا سکتا تھا۔(۶۵)

مقالہ **’’اقبال کے ساقی نامے‘‘** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ’’مثنوی شاعری کی ایک ایسی وسیع صنف ہے جس کے متفرقات کے کئی موضوعات میں ایک خمریات ہے جس کا ذیلی عنوان’’ساقی نامہ‘‘ ہے۔اقبال نے دو ساقی نامے لکھے؛ ایک اردو میں اور دوسرا فارسی میں۔یہ دونوں فارسی اور اردو ساقی ناموں کی روایات سے ہم آہنگ مگر معانی ومطالب کے لحاظ سے منفرد بلکہ انقلابی ہیں۔فارسی’’ساقی نامہ‘‘،’’پیامِ مشرق‘‘ میں اور اردو’’ساقی نامہ‘‘،’’بالِ جبریل‘‘ میں ہے۔فارسی ساقی نامہ بیس اور اردو ساقی نامہ ننانوے اشعار کا حامل ہے۔فارسی ساقی نامے میں علامہ محمد اقبال نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ ترکی اور ایران میں انقلابات آ چکے ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت سنبھل جانے کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔انھوں نے کشمیریوں کی حالتِ زار پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور ساقی سے التجا کی ہے کہ وہ کشمیریوں کو ایسی شراب پلائے جس سے ان کی خاکستر شرر بار ہو جائے۔وہ اپنے آقاؤں کے مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور جائز

حقوق حاصل کر کے ہی دم لیں۔ فارسی زبان میں کوئی ایسا ساقی نامہ نظر نہیں آتا جس میں شاعرانہ خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس طرح پیامِ حریت دیا گیا ہو۔ اقبال کے اردو ساقی نامے کو ناقدانِ فن نے بے حد سراہا اور اردو شاعری میں ایک بے نظیر اضافہ قرار دیا ہے۔ یہ ساقی نامہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے فارسی ساقی نامے کے مقابلے میں زیادہ جامع اور منظم ہے۔ یہ سات بندوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سلاست و روانی، تسلسلِ بیان اور ارتباطِ مطالب کے محاسن نمایاں نظر آتے ہیں۔ اردو ساقی نامہ ساری دنیا کے لیے بالعموم اور مسلمانانِ جہاں کی خاطر بالخصوص پیغام پر مشتمل ہے۔ پہلے بند میں شاعر تسلسلِ حیات کا فلسفہ بیان کرنے کے بعد ساقی سے ایسی شراب کا تقاضا کرتا ہے جسے پی کر جوش و حرارت پیدا ہو اور اس کی زندگی سراپا عمل بن جائے۔ دوسرے بند میں شاعر عالمِ نو کا تصور پیش کرتا ہے جس میں استحصالی قوتیں روبہ زوال ہوتی نظر آتی ہیں۔ شاعر شرابِ عشق کا تقاضا کرتا ہے۔ آخری چاروں بند فلسفۂ خودی کی تحلیل و تجزیے پر مشتمل ہیں۔ ساقی نامے کا جوشِ بیان منفرد اور بے نظیر ہے اور شاعر کے کمالِ فن کا مظہر ہے۔ (۶۶)

کلچر یا ثقافت سے مراد کسی قوم کا تہذیب و تمدن، اس کے رسوم و رواج اور فنونِ لطیفہ ہیں۔ خالص توحید کی تعلیمات پر مبنی ثقافتِ اسلامی دیگر ثقافتوں سے مکمل طور پر ممتاز اور متفاوت ہے۔ علامہ اقبال نے مدت العمر اسلام کا عمیق مطالعہ کیا اور روح اسلام کو انھوں نے بڑی بصیرت کے ساتھ درک کر لیا تھا۔ انھوں نے اپنی نظم و نثر میں ثقافت کے مختلف رجحانات کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اسلامی ثقافت کے بعض پہلوؤں سے مربوط علامہ محمد اقبال کی اردو اور انگریزی میں کئی تحریریں موجود ہیں۔ ان کی انگریزی کتاب ''تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے دو خطبات، پانچواں اور چھٹا خطبہ اسی ضمن میں ہیں۔ پانچویں خطبے کا عنوان ''اسلامی ثقافت کی روح'' ہے۔ مقالہ **''اقبال کا نظریہ ثقافت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد مارماڈیوک پکتھال، ترک دانشور سعید حلیم پاشا اور علامہ اقبال کے افکار کے تقابل و موازنہ سے ثقافتِ اسلامی کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ اقبال 'ادب برائے ادب' کے نہیں بلکہ 'ادب برائے زندگی' کے قائل ہیں۔ اقبال فرماتے ہیں کہ فنونِ لطیفہ (شاعری، موسیقی، مصوری، مجسمہ سازی، وغیرہ) وہی قابلِ قدر ہیں جو جدت آمیز اور خودی آموز ہوں اور غلام اقوام کے ہنر و فن ان خصوصیات سے عاری ہیں۔ اسلامی و غیر اسلامی ثقافت کے بارے میں علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف میں بیان کردہ ان کے انتقادات ماہرینِ ثقافت کے لیے لمحہ فکریہ فراہم کرتے ہیں اور اہلِ اسلام کو اپنا فکر و عمل درست کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ (۶۷)

مقالہ **''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور ۱۹۰۸ء سے شروع ہوا۔ اس میں ۱۹۲۴ء تک اقبال کی تین فارسی کتابیں، ''اسرارِ خودی''، ''رموزِ بے خودی'' اور ''پیامِ مشرق'' شائع ہو چکی تھیں۔ علامہ محمد اقبال کی فارسی گوئی کا ان کے اردو کلام پر اثر یہ ہوا کہ اس دور کی اردو نظموں میں فارسی تراکیب اور بندشیں پہلے سے زیادہ استعمال ہوئیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی۔ اقبال کی فارسیت کے کئی پہلو ہیں: تضمینیں، بندشیں اور تراکیب، قافیے، ردیف اور محاورے وغیرہ۔ ان سب کے اردو میں استعمال کے علاوہ اقبال نے بعض فارسی اشعار کو اردو میں منتقل اور صدہا کے مفاہیم و معانی کو جذب و تحلیل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو سے قریباً ڈیڑھ صد اشعار دے کر ان کے اردو کلام میں فارسی الفاظ و تراکیب اور محاورات کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔ (۶۸)

06- اقبال اور فارسی شعراء

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
اشاعت : بار اول، ۱۹۷۷ء
صفحات : ا تا ہ = ۵ + ا تا ۳۷۶ ۔ ۳۷۷

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
ا۔	پیش لفظ	۳
۲۔	تعارف	۱۵
۳۔	مقدمہ (فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان)	۲۶
۴۔	سبک اقبال	۳۱
۵۔	عمومی تبصرہ	۳۸
۶۔	اقبال کی فارسی مثنویاں	۴۱
۷۔	دوبیتیاں (رباعیات)	۴۲
۸۔	غزلیات	۴۳
۹۔	مستزاد	۴۶
۱۰۔	اقبال کی متفرق اختراعات اور جدتیں	۴۷
۱۱۔	سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال	
	(۱) فردوسی	۵۵
	(۲) منوچہری دامغانی	۵۷
	(۳) ناصر خسرو	۶۰
	(۴) مسعود سعد سلمان لاہوری	۶۲
	(۵) سنائی غزنوی	۶۴
	(۶) انوری ابیوردی	۷۱
	(۷) خاقانی شروانی	۷۵
	(۸) نظامی گنجوی	۷۷
	(۹) عطار نیشاپوری	۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	(۱۰)خواجہ معین الدین چشتی	۸۹
۱۲۔	سبکِ عراقی کے چند شاعر اور اقبال	
	(۱)رومی (مولوی)	۱۰۰
	(۲)عراقی ہمدانی	۱۵۰
	(۳)سعدی شیرازی	۱۵۴
	(۴)محمود شبستری	۱۶۲
	(۵)بوعلی قلندر	۱۶۸
	(۶)امیر خسرو	۱۷۳
	(۷)حافظ شیرازی	۱۷۸
	(۸)جامی	۱۹۱
	(۹)بابا فغانی	۲۰۰
۱۳۔	دیگر شعراء:	
	(۱) شیخ رکن الدین اوحدی	۲۱۲
	(۲)حضرت شیخ نصیر الدین محمود	۲۱۴
	(۳)امام فخر الدین یحییٰ	۲۱۵
	(۴) شیخ کمال الدین مسعود	۲۱۶
	(۵)جمالی دہلوی	۲۱۶
	(۶)تہماسپ قلی بیگ	۲۱۷
	(۷)کمال الدین وحشی	۲۱۸
	(۸)مولانا ابوسعید	۲۱۹
۱۴۔	سبک ہندی کے فارسی شعراء اور اقبال	
	(۱)عرفی شیرازی	۲۲۹
	(۲)فیضی فیاضی	۲۳۵
	(۳)نظیری نیشاپوری	۲۳۸
	(۴)ابوطالب کلیم	۲۴۳
	(۵)غنی کشمیری	۲۴۵
	(۶)صائب تبریزی	۲۴۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	(۷) بیدل عظیم آبادی	۲۵۴
	(۸) غالب	۲۷۲
۱۵۔	سبک ہندی کے دیگر شعراء:	
	(۱) غزالی مشہدی	۲۸۷
	(۲) انیسی شاملو	۲۸۷
	(۳) مولانا حکیم زلالی	۲۸۸
	(۴) ملا محمد ملک قمی	۲۸۸
	(۵) ملا محمد نور الدین ظہوری	۲۸۹
	(۶) محمد طالب آملی	۲۹۴
	(۷) اسیر اصفہانی	۲۹۵
	(۸) قدسی مشہدی	۲۹۶
	(۹) رضی دانش	۲۹۶
	(۱۰) ملا فرج اللہ فرج	۲۹۷
	(۱۱) عزت بخاری	۲۹۸
	(۱۲) ملا حسین معمائی	۲۹۹
	(۱۳) ملا احمد فوق یزدی	۲۹۹
	(۱۴) مومن استر آبادی	۲۹۹
	(۱۵) ملا طغرا	۳۰۰
	(۱۶) ملا راقم	۳۰۰
	(۱۷) مخلص کاشی	۳۰۰
	(۱۸) ناصر علی سرہندی	۳۰۱
	(۱۹) جویا تبریزی	۳۰۲
	(۲۰) تاثیر تبریزی	۳۰۴
	(۲۱) مخلص سیالکوٹی	۳۰۵
	(۲۲) حزین لاہیجی اصفہانی	۳۰۵
	(۲۳) راسخ سرہندی	۳۰۶
	(۲۴) مرزا مظہر جانجاناں	۳۰۷

نمبر شمار عنوان صفحہ

۱۶۔ متفرقات:

(۱) لطف اللہ بیگ آذر ۳۱۰

(۲) میر سید عبدالوہاب ۳۱۱

(۳) قرۃ العین طاہرہ ۳۱۱

(۴) قاآنی ۳۱۴

۱۷۔ برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء ۳۱۶

۱۸۔ اشاریہ:

(ا) اشخاص ۳۲۱

(ب) کتب ورسائل ۳۵۱

(ج) اماکن (اسمائے جغرافی) ۳۶۴

۱۹۔ حروف تہجی کے اعتبار سے فارسی شعراء کے اسماء (۶۹) ۳۷۱

کتاب **''اقبال اور فارسی شعراء''** کا پیش لفظ ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان کے استاد پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے تحریر کیا ہے۔ انھوں نے ''پیش لفظ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت ،فکروفن اور زیرِ نظر تصنیف کا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض کو ذوقِ تحقیق قدرت کی طرف سے ملا ہے۔ جس علمی ماحول میں وہ بڑھے اور پروان چڑھے ہیں، اس نے ان کے اس ذوق کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ انھوں نے گوناں گوں موضوعات پر لکھا ہے۔ اقبالیات میں وسیع مطالعے اور تحقیقی کاموں کے پیش نظر انھیں ماہرینِ اقبالیات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ زیرِ نظر تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں انھوں نے ان ستر (۷۰) فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔ انھوں نے پہلے برصغیر پاک وہند میں فارسی شاعری کے آغاز، ارتقاء اور اس کے زوال کا حال لکھا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ فارسی کے دورِ زوال میں اقبال نے فارسی میں شاعری کی اور اس طرح اس ملک میں اس زبان کے احیاء کی راہ نکالی۔ اقبال نے فارسی زبان کی وسعت کی وجہ سے اپنے اعلیٰ، عالمگیر افکار کی ترویج کے لیے فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا تھا تا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں فارسی دان طبقہ موجود ہے، وہاں تک ان کا پیغام پہنچ سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مقدمہ'' میں مذکورہ بالا ابتدائی امور کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری کے مختلف اسالیب (سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبک ہندی) سے تفصیلی بحث کی ہے اور آخر میں ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کر کے اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد اقبال کی شاعری کے بارے میں جامع بیان ہے جس میں ان کی مثنویوں، غزلوں، دوبیتیوں، رباعیات اور اختراعات کے بارے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا اور بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان ابتدائی مباحث کے بعد ستر (۷۰) شعراء کو فارسی کے مختلف اسالیب پر تقسیم کر کے یہ بتایا ہے کہ ان کا کس کس اسلوب سے تعلق ہے اور ان کے جن اشعار یا افکار سے اقبال نے استفادہ کیا ہے یا جو اشعار کلامِ اقبال سے مشابہت رکھتے ہیں وہ بھی نقل

کر دیے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیاتِ فارسی کے عام تو عام خاص مطالعہ کرنے والوں کی نظریں بھی کم ہی پہنچتی ہیں۔ (۷۰)

کتاب کے ''تعارف'' اور ''مقدمہ'' کے حوالے سے اس کا اجمالی جائزہ پیش کرنے کے بعد پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''غرضیکہ یہ مقالہ ایک ایسا مرقع ہے جس میں ستر شاعروں کو سجایا گیا ہے اور اس خوبصورتی سے سجایا ہے کہ ان کے اور ان کی شاعری کے خدوخال اور نقش و نگار نہایت واضح اور نمایاں طور پر سامنے آ گئے ہیں۔ بلکہ ایک مرقع نگار نے بڑی چابکدستی اور صناعی سے ان تمام پہلوؤں کو بھی جو خصوصی اہمیت کے مالک تھے، منظر عام پر لانے کی نہایت کوشش کی ہے اور ساتھ ہی اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا بھی ایسا بیان ہو گیا کہ باید و شاید۔'' (۷۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مئی ۱۹۷۱ء کو کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' کا مسودہ تیار کر کے اکادمی کے اس وقت کے ناظم ڈاکٹر محمد عبدالرب کے حوالے کر دیا۔ انھیں امید تھی کہ یہ مسودہ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں ایرانی شاہنشاہیت کی ۲۵۰۰ سالہ تقاریب کے سلسلے میں چھپ جائے گا مگر وہ مسودہ گم ہو گیا اور بہت کوششوں کے بعد بھی نہ مل سکا۔ اس کی نقل بھی ڈاکٹر محمد ریاض کے پاس محفوظ نہ تھی اس لیے انھوں نے اس موضوع پر دوبارہ ۱۹۷۵ء میں نیا مسودہ تحریر کیا جو ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی، لاہور سے شائع ہوا۔ (۷۲)

ڈاکٹر محمد ریاض ستمبر ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی، شعبہ اردو و پاکستان شناسی، دانشگاہِ تہران (ایران) میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے ۱۹۷۵ء میں کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' تصنیف کرنے کے بعد اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۹۷۷ء میں مکمل ہوا اور اسی سال اسے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' کے عنوان سے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے شائع کیا۔ (۷۳)

کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سبک خراسانی کے دس، سبکِ عراقی کے سترہ، سبکِ ہندی کے بتیس شعراء کا ذکر کیا ہے۔ ''متفرقات'' کے عنوان کے تحت چار فارسی شعراء کا اور ''برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت تین فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے فہرست میں علامہ اقبال سمیت سڑسٹھ شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ''اشاریہ'' کے بعد ''حرف تہجی کے اعتبار سے کتاب میں مذکور فارسی شعراء کے اسماء'' کی فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست میں انہتر فارسی شعراء کے نام اور ساتھ ہی کتاب کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں جن پر ان کا تذکرہ آیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس کتاب میں ستر کے لگ بھگ فارسی شعراء کا ذکر آیا ہے۔ (۷۴)

علامہ اقبال نے قدماء، متوسطین اور کسی قدر جدید شعراء کے اسالیب کو پیش نظر رکھا مگر جلد ہی انھوں نے اپنا خاص سبک یا اسلوب اختیار کر لیا۔ اسے ''سبکِ اقبال'' کا نام دیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ اقبال'' کی درج ذیل نمایاں خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ سبک (طرز) اقبال کی پہلی خصوصیت فکر و فن کا حسین ترین امتزاج ہے۔ ان کی شاعری میں الفاظ و معانی ہم ردیف نظر آتے ہیں جبکہ دیگر شعراء مثلاً رومی اور شیخ محمود کے ہاں جہاں فکر و پیغام بڑھا، وہاں شاعری کا حسن ماند پڑ گیا۔

۲۔ شعرِ اقبال کی دوسری خصوصیت، سادگی اور سادہ بیانی ہے۔ اقبال کا مقصد ابلاغِ عام تھا، اس لیے ان کے ہاں لفظی یا

معنوی دشواریاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ان کے کلام میں فرخی سیستانی اور سعدی شیرازی کے کلام جیسی شانِ سہل ممتنع نظر آتی ہے۔

۳۔ سبکِ اقبال کی تیسری خصوصیت،اس کا بے باک،زوردار اور انقلاب پرور لہجہ ہے۔یہ لہجہ ان کی شاعری کی جان ہے اور اس نے لاکھوں دلوں کو مسخر کرلیا ہے۔

۴۔ اقبال کی شاعری کی چوتھی خصوصیت،ان کے ابداعات ہیں۔آپ نے پرانی اصطلاحات کو نئے معانی دیے، متداول الفاظ کے معانی میں توسیع پیدا کی،نئی تراکیب وضع کیں اور بعض نئی تعبیرات از خود تخلیق کیں۔(۷۵)

''سبکِ خراسانی کے شعراء اور اقبال'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''سبکِ خراسانی'' میں مذکور خراسان سے مراد قدیم خراسان (ترکستان و ماوراء النہر نیز مشرقی علاقوں پر مشتمل ریاست) ہے۔قدیم خراسان میں تیسری سے لے کر چھٹی صدی ہجری تک کے عرصے میں فارسی زبان و ادب کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ان علاقوں میں متداول ''سبکِ خراسانی'' کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ اس دور میں قصیدہ گوئی اور مناظر قدرت کی توصیف پر شعراء کی توجہ مبذول رہی۔

۲۔ تشبیہ،استعارہ اور کنایہ وغیرہ کا استعمال کم نظر آتا ہے۔

۳۔ اس سبک میں مرصع غزلیں نظر نہیں آتیں،البتہ مسلسل نوعیت کے تغزلات (تشبیہات) ملتے ہیں۔

۴۔ متصوفانہ اور اخلاقی شاعری کم نظر آتی ہے۔شیخ ابوسعید ابوالخیر،سنائی،خاقانی یا عطار کے ماسوا دوسرے شعراء کے ہاں بالعموم صوفیانہ مباحث شاذ ہیں۔

۵۔ حماسی اور رزمی شاعری کے نمونے بافراط ملتے ہیں۔

۶۔ خالص فارسی کے الفاظ،عربی کے استعمال کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہوئے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ یہ سبکِ شاعری،نیچرل اور بالعموم سادہ و بے تکلف شاعری کا نمونہ ہے۔اقبال کے ہاں بلاواسطہ نوعیت کے سبکِ خراسانی کے اثرات شاذ ہیں۔صوری طور پر سبکِ خراسانی کے شعراء کا اقبال پر اثر مفقود ہے۔(۷۶)

''سبکِ عراقی کے چند شاعر اور اقبال'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''سبکِ عراقی'' میں مذکور ''عراق'' سے مراد ''عراق عجم'' ہے جو،رے (مشمولہ موجودہ تہران)،اصفہان اور آذربائیجان کے علاقوں کے لیے بولا جاتا رہا ہے۔ساتویں صدی ہجری کے وسط سے نویں صدی ہجری کے ربع سوم تک ایران اور برصغیر وغیرہ کے سب علاقوں میں بالعموم اسی سبک کا رواج رہا ہے۔یہ فارسی کی دلآویز ترین سبک ہے۔اقبال کا زیادہ تر کلام اسی سبک کا آئینہ دار ہے۔علامہ اقبال کے صوری و معنوی محاسن کی وجہ سے کلامِ اقبال کے سبک کو ''سبکِ اقبال'' کہتے ہیں۔سبکِ عراقی،شعر فارسی کی تکمیل یافتہ سبک ہے۔صنائع و بدائع،اصنافِ شاعری اور ابداعات کے لحاظ سے اس سبک کے شعراء نقطۂ عروج پر پہنچ گئے۔متاخر شعراء نے اس ضمن میں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا۔موضوعات کے لحاظ سے بھی یہ سبکِ شعر بہت زیادہ وسعت کی حامل ہے۔تغزل (غزل سرائی)،تصوف،علمِ کلام،دینی و اخلاقی مسائل،فلسفہ و تمدن،نیز واسوخت (معشوق سے بے زاری) وغیرہ اس سبک کے شعراء کے ہاں نظر آتے ہیں۔اس سبک کی بڑی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ سبک عراقی کی غزل میں ہر قسم کے موضوعات ملتے ہیں۔ فارسی غزل کی صوری و معنوی تکمیل، اس سبک کا خاصہ ہے۔
۲۔ اس سبک میں صنائع لفظی و معنوی اور عملی اصطلاحات کا بھر پور استعمال نظر آتا ہے۔
۳۔ اس سبک میں عربی کلمات اور اصطلاحات کافی زیادہ استعمال ہوئی ہیں۔ قادر کلام شعراء نے نہایت خوبصورتی سے ان کلمات اور اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔
۴۔ سبکِ عراقی کے بعض اساتذہ جیسے رومی، محمود شبستری اور حافظ کے ہاں فقر و تصوف کے موضوعات اوجِ کمال پر پہنچ گئے ہیں۔
۵۔ تمثیلی اور مبہم (صنعتِ ایہام یا توریہ کے ساتھ) بیان سبک عراقی کا ایک نمایاں ہنر ہے۔(۷۷)

''سبک ہندی کے فارسی شعراء اور اقبال'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں رائج سبک کو سبکِ اصفہانی یا سبکِ ہندی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سبک کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ سبکِ ہندی کے حامل شعراء کی معروف صفات پیچیدگی اور مشکل گوئی ہیں۔ زیادہ تر شعراء پیچیدہ سخن اور مشکل گو رہے ہیں۔
۲۔ سبکِ ہندی کی دوسری معروف صفت مضمون آفرینی ہے۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں مضمون آفرینی بکثرت نظر آتی ہے۔
۳۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں ہر صنفِ شعر میں تمثیل نگاری نظر آتی ہے۔

اقبال کے ہاں پہلی دو خصوصیات تقریباً منقود ہیں۔ اردو کلام کے مانند اقبال کے فارسی کلام میں بھی سادگی اور سلاست موجود ہے۔ اقبال کے ہاں تمثیل نگاری موجود ہے مگر وہ سبکِ ہندی کا اثر نہیں کہی جا سکتی۔ دیگر معروف عرفانی شعراء جیسے سنائی، عطار، عراقی، حافظ اور جامی وغیرھم کے ہاں بھی یہ روش موجود رہی ہے۔(۷۸)

''متفرقات'' کے عنوان کے تحت دو ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

الف۔ ادبی احیاء کے دور کے ایرانی شعراء
ب۔ برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء

''ادبی احیاء کے دور کے ایرانی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ بارہویں صدی ہجری میں ایران میں فارسی ادب کے احیاء کی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اصفہان یا ہندی سبک کے گورکھ دھندوں سے نجات حاصل کی جائے اور خراسانی و عراقی سبوک کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس تحریک کے نتیجے میں قصائد سبکِ خراسانی میں کہے جانے لگے اور غزلیں وغیرہ سبکِ عراقی میں۔ اقبال کے ہاں عصرِ اصلاح ادب کے چار ایرانی شعراء آذر، نشاط، طاہرہ اور قاآنی مذکور ہیں۔

''برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت تین فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ دو معاصر فارسی شعراء ''مولانا مسعود علی محوی دکنی'' اور ''خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی'' کے بارے میں علامہ اقبال کے مختصر سے تبصرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''غلام قادر گرامی جالندھری'' کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا گیا ہے۔(۷۹)

کتاب کے آخر میں ''کتابیات'' کے عنوان کے تحت ''فہرست منابع'' دی گئی ہے۔ سات صفحات پر مشتمل فہرست میں شامل کتب اور اردو، فارسی، انگریزی مجلّات کی فہرست سے ڈاکٹر محمد ریاض کے نہایت وسیع دائرہ تحقیق کا پتہ چلتا ہے۔ انھوں نے موضوع سے متعلقہ تمام ضروری (بنیادی و ثانوی) آ ماخذ سے استفادہ کر کے جو کچھ لکھا ہے پوری صحت اور سند

کے بل بوتے پر لکھا ہے۔ ''کتابیات'' کے بعد اشخاص، کتب و رسائل اور اماکن (اسمائے جغرافی) پر مشتمل ''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''حروفِ تہجی کے اعتبار سے فارسی شعراء کے اسماء'' کی فہرست اور دو صفحات پر مشتمل ''اغلاط نامہ'' دیا گیا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی عبارت سلیس اور موضوع کی مناسبت سے خوبصورت الفاظ سے مرصع ہے۔ مثلاً درج ذیل عبارت میں روانی اور خوبصورتی قابلِ داد ہے:

> ''سبک اقبال کی تیسری خصوصیت، اس کا بے باک، زوردار اور انقلاب پرور لہجہ ہے۔ یہ لہجہ ان کی شاعری کی جان ہے اور اس نے لاکھوں دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ یہی لہجہ ہماری تحریکِ آزادی کا ایک نمایاں محرک رہا اور اس نے کتنے افراد کو جویا، پویا اور فعال بنایا ہے۔ غزلِ فارسی میں اقبال نے رومی کی غزلیات کا جوشِ بیان اپنایا۔ مگر رومی کا جوشِ بیان، بعض عارفانہ موضوعات کے لیے مختص رہا۔ اقبال کے ہاں عصری تقاضوں کے مطابق سب ہی کچھ ہے۔''(۸۰)

کتاب میں فارسی اشعار بغیر سند، حوالے اور ترجمے کے لکھے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض، علامہ اقبال کے کلام میں سے انتخاب کے قائل نہیں تھے۔ انھیں کلام اقبال اس قدر پسند تھا کہ بطور مثال کے دو تین اشعار کے بجائے بیسیوں اشعار تحریر کر دیتے تھے اور وہ بھی اپنی یادداشت کے سہارے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ انھیں بیشتر کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔ اس ضمن میں ان کی اس کتاب سے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''مندرجہ بالا ۱۳۲ اشعار، ہم نے اپنی پسند کے مطابق اپنے حافظے سے نقل کیے ہیں ورنہ علامہ مبرور کا سارا ہی کلام منتخب اور ایسا ہموار ہے کہ اس کا مجدداً انتخاب اپنے ذوق کو دھوکا دینے کے مترادف ہوگا۔''(۸۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس بات کی وضاحت کے لیے کہ کلام اقبال کا بیشتر حصہ، سبک عراقی کا مظہر ہے، اپنی پسند کے مطابق اپنے حافظے سے ۱۳۲ اشعار نقل کیے ہیں مگر ان کے حوالہ جات اور ترجمہ نہیں دیا۔ کلیاتِ اقبال فارسی، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور سے مذکورہ بالا ۱۳۲ اشعار کا متن چیک کیا گیا تو حیرت انگیز طور پر متن درست نکلا۔ ان میں سے چھ اشعار اسرارِ خودی (صفحات ۶، ۷ اور ۳۵ سے)، پندرہ اشعار پیامِ مشرق (صفحات ۲۹/۱۹۹، ۳۲/۲۰۲، ۶۵/۲۳۵، ۱۲۸/۲۹۸ اور ۸۵/۲۵۵ سے)، چھ اشعار زبورِ عجم (صفحہ ۴۷/۴۳۹ سے) اور پانچ اشعار پس چہ باید کرد... (صفحہ ۲۲/۸۱۸) سے دیے گئے ہیں۔ ان اشعار میں سے درج ذیل دو اشعار کے دو الفاظ یک حرفی تغیر سے لکھے گئے ہیں۔

ساحل افتادہ گفت، گرچہ بس زیستم   ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم
موجی ز خود رفتۂ تیز خرامید و گفت   ہستم اگر میروم ، گر نہ روم نیستم (۸۲)

پہلے شعر میں لفظ ''بسے'' کی جگہ پر ''بس'' اور دوسرے شعر میں لفظ ''موج'' کی جگہ پر ''موجی'' لکھا گیا ہے۔ بظاہر یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

کتاب میں علامہ اقبال کے علاوہ دیگر فارسی شعراء کا بھی کلام دیا گیا ہے مگر ان کے حوالہ جات اور ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اگر متن کے ساتھ فارسی اشعار کے حوالہ جات اور ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی تدوین و پیشکش میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اس لیے اس میں اغلاط اکا دکا ہی نظر آتی ہیں۔ یہ اغلاط بھی زیادہ تر کمپوزنگ کی ہیں۔ مثلاً

۱۔ یہ کتاب ۱۹۷۵ء کو لکھی گئی اور ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی جب کہ ''پیش لفظ'' کے آخر پر تاریخ ۲۳ جون ۱۹۷۰ء لکھی گئی ہے یہاں سہوِ کاتب کی وجہ سے ۱۹۷۵ء کے بجائے ۱۹۷۰ء لکھا گیا ہے۔(۸۳)

۲۔ برصغیر میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ۱۸۵۸ء تا ۱۹۴۷ء برطانوی راج قائم رہا۔ اس سے قبل برصغیر کے بعض علاقوں میں برطانوی راج قائم ہو چکا تھا اور وہاں ۱۸۳۵ء میں انگریزی کی تعلیم کا آغاز ہو گیا تھا۔ مگر انگریزی کو بطور سرکاری زبان کے بیسویں صدی کے آغاز میں نافذ کیا گیا تھا۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ برصغیر میں ۱۸۳۴ء میں سرکاری زبان کے طور پر فارسی زبان کی جگہ انگریزی نے لے لی، جو کہ درست نہیں ہے۔(۸۴)

پروفیسر محمد عبدالرشید فاضل لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب میں دیگر فارسی شعراء کے کلام کے ساتھ کلامِ اقبال کی صوری و معنوی نسبت ظاہر کرنے کے لیے تمام شعراء کے دواوین سے نہ صرف یہ کہ متعلقہ اشعار نقل کر دیے ہیں بلکہ بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیات فارسی کے عام تو عام، خاص مطالعہ کرنے والوں کی بھی نظریں کم ہی پہنچتی ہیں۔(۸۵)

اس ضمن میں پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے زیرِ تبصرہ کتاب سے درج ذیل تین مثالیں دی ہیں اور ان تینوں مثالوں کے مطابق تمام فارسی شعراء کی کلامِ اقبال سے مناسبت کے حوالے سے دی گئی مثالوں کا جائزہ لیں تو کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' کے متن کے بارے میں فاضل محقق و نقاد، سید محمد عبدالرشید فاضل کی دی گئی رائے عین معتبر ہے۔

> ''جاوید نامے میں جہاں زندہ رود (اقبال) نے ناصر خسرو کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں ریاض صاحب کا یہ فرمانا کہ:
>
> ''زندہ رود، نادر شاہ افشار سے ہم کلام ہوا اور معاً ناصر خسرو کی روح نمودار ہوئی اور شعر پڑھے۔ شاعر کی لطافتِ طبع ملاحظہ ہو کہ ناصر خسرو کو جسماً بادشاہ کے ہاں ظاہر نہیں کیا۔ ناصر خسرو نے چونکہ کسی بادشاہ کی مدح نہیں لکھی اور مسائل حیات کو ''دین'' کے نقطۂ نظر سے دیکھتا رہا، اس لیے اس سیاق میں اس کی روح کا نمودار ہو کر شعر پڑھنا، دین و اخلاق کی تعلیم دینا اور بغیر کسی تبصرے کے غائب ہو جانا بڑا معنی خیز ہے۔ گویا ناصر خسرو کی روح وطنیت کے صنم کو پاش پاش کرنے اور رجوع الی الدین کی دعوت دے رہی ہے۔''
>
> یا یہ بات کہ: ''معنوی اعتبار سے عطار اور اقبال کے ہاں ''شیطان'' کے ذکر کا ایک خاص پہلو حیرت انگیز طور پر متشابہ ہے۔ عطار نے یوں تو ''منطق الطیر'' اور ''مصیبت نامہ'' میں بھی شیطان کا ذکر ہمدردانہ انداز میں کیا ہے مگر ''الٰہی نامہ'' کا مقالۂ ہشتم اس ضمن میں زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ اقبال نے شیطان کے موحد ہونے اور اس کے طالبِ فراق ہونے میں مقاومانہ کشمکش کے لیے اس کی اہمیت کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان، صاحبانِ عمل اور اہلِ دل سے نبرد آزمائی کرتا ہے اور کمزور ایمان والے افراد کو وہ منھ بھی نہیں لگاتا۔ اس کے علاوہ انکارِ شیطان کے طلسم اور شیطان کی صوری قربت کے بارے میں بھی انھوں نے کافی لکھا ہے۔''
>
> یا یہ کہ: فغانی اور اقبال دونوں ''گلِ لالہ'' کو پسند کرتے ہیں، اور اس مشابہت کے ثبوت میں دونوں کے کلام میں بکثرت اس قسم کے اشعار نقل کر کے جن میں گلِ لالہ کے ساتھ تعلق ظاہر ہوتا ہے، اس بات کو ثابت کرنا۔ اس طرح اور بھی اس قسم کے حقائق کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔''(۸۶)

بحیثیت مجموعی کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' نہایت گراں قدر تصنیف ہے۔ اس میں فارسی زبان و ادب، کلامِ اقبال اور نامور فارسی شعراء کے بارے میں تحقیق پر مبنی نہایت قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس میں نہایت خوبصورتی سے کم و بیش ستر فارسی شعراء کے کلام کے شعری محاسن اور اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

07- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

مرتبین : ڈاکٹر محمد ریاض، رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ۔۸، اسلام آباد

اشاعت : جولائی ۱۹۸۴ء

صفحات : ۱۲۴

قیمت : ۱۲ روپے

فہرست مضامین:

پیش لفظ ۷

1- نظمیں ۱۱

مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض۔ رحیم بخش شاہین

۱۔ ایک مکڑا اور مکھی (ماخوذ) ۱۳

۲۔ ایک پہاڑ اور گلہری (ماخوذ از ایمرسن) ۱۵

۳۔ ایک گائے اور بکری (ماخوذ) ۱۶

۴۔ بچے کی دعا (ماخوذ) ۱۸

۵۔ ہمدردی (ماخوذ از ولیم کوپر) ۱۹

۶۔ ماں کا خواب (ماخوذ) ۲۰

۷۔ پرندے کی فریاد ۲۱

۸۔ ایک پرندہ اور جگنو ۲۲

۹۔ چاند اور تارے ۲۳

۱۰۔ ترانۂ ملّی ۲۴

۱۱۔ بزمِ انجم ۲۵

۱۲۔ خطاب جوانانِ اسلام ۲۶

۱۳۔ دعا ۲۷

2- کہانیاں (اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ) ۲۸

تحریر: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی (گورنمنٹ کالج لاہور)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور)

ڈاکٹر محمد ریاض (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)

رحیم بخش شاہین (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)

۱۔ فاطمہ بنت عبداللہ ۳۱

۲۔ محاصرہ ادرنہ ۳۳

۳۔ ایک مکالمہ ۳۵

۴۔ صدیق رضی اللہ عنہ ۳۷

۵۔ بلال رضی اللہ عنہ ۳۹

۶۔ جنگ یرموک کا ایک واقعہ ۴۱

۷۔ طارق کی دعا ۴۳

۸۔ پروانہ اور جگنو ۴۵

۹۔ اذان ۴۷

۱۰۔ خوشحال خان کی وصیت ۴۹

۱۱۔ ابوالعلا معری ۵۱

۱۲۔ شاہین ۵۳

۱۳۔ چیونٹی اور عقاب ۵۷

۱۴۔ سلطان ٹیپو کی وصیت ۵۹

۱۵۔ بڈھے بلوچ کی نصیحت ۶۲

۱۶۔ حضرت بوعلی قلندر کا ایک واقعہ ۶۴

۱۷۔ شیر اور بھیڑ کی کہانی ۶۶

۱۸۔ مرو کے ایک نوجوان کی کہانی ۷۰

۱۹۔ پیاسے پرندے کی کہانی ۷۳

۲۰۔ ہیرے اور کوئلے کی کہانی ۷۵

۲۱۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہجہان کی داستان ۷۸

۲۲۔ تیر اور تلوار کی کہانی ۸۱

۲۳۔ عالمگیر بادشاہ اور شیر کی کہانی ۸۳

۲۴۔ ابوعبید رضی اللہ عنہ اور جابان کی کہانی ۸۵

۲۵۔ سلطان مراد اور معمار کی کہانی ۸۸

۲۶۔ ایک فقیر اور علامہ اقبال کی کہانی ۹۱

۲۷۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ہارون الرشید کی کہانی ۹۴
۲۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ۹۶
۲۹۔ کتابی کیڑے کی کہانی ۹۷
۳۰۔ برف اور پہاڑی ندی کا مکالمہ ۹۹
۳۱۔ دو ہرنوں کی کہانی ۱۰۱
۳۲۔ زندگی اور عمل ۱۰۳
۳۳۔ غنی کشمیری کا ایک واقعہ ۱۰۴
۳۴۔ پرندے اور انسان کا مکالمہ ۱۰۶
۳۵۔ شرف النساء بیگم ۱۰۸
۳۶۔ سلطان مظفر بیگڑا ۱۰۹

3- جاوید سے خطاب (نئی نسل کو اقبال کی نصیحتیں) (۸۷) ۱۱۱

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے یہ کتاب فکرِ اقبال کی تعلیم و تدریس اور ترویج کے نقطۂ نظر سے شائع کی تھی۔ جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے یہ کتاب نہ صرف بچوں بلکہ نوجوانوں کی شخصیت سازی کے لیے لکھی گئی تھی۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں تیرہ نظمیں دی گئی ہیں۔ ہر نظم سے پہلے ایک دو جملوں میں اخلاقی سبق پر مشتمل مرکزی خیال دیا گیا ہے اور نظم کے آخر پر مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔ تمام نظمیں اپنے عنوانات، مرکزی خیال اور طرزِ بیان کے لحاظ سے نہایت دلچسپ، عام فہم اور سبق آموز ہیں۔ ان نظموں کی مدد سے باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت، ملک و قوم سے محبت، دین اسلام سے محبت، خدمتِ خلق، حرکت اور عمل، ترقی اور اصلاح کا سبق دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کیا اور کیسے مانگنا ہے، اس کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔

دوسرے حصے میں علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ چھتیس دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں دی گئی ہیں۔ ان کہانیوں کے عنوانات سے ظاہر ہے کہ ان کی مدد سے اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ مسلسل جدوجہد اور عمل سے ذاتی اصلاح اور اجتماعی ترقی کے لیے ضابطۂ عمل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس حصے میں ہر کہانی کے آخر پر حاصل کلام دیا گیا ہے۔ اس حاصل کلام میں کہانی سے متعلقہ اخلاقی سبق کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً دوسری کہانی ''محاصرۂ ادرنہ'' کے آخر پر یہ 'اخلاقی سبق' دیا گیا ہے:

> ''علامہ اقبال کی نظم ''محاصرہ اَدَرنہ'' مذکورہ بالا واقعے کی بنیاد پر لکھی گئی۔ حضرت علامہ اس نظم کے ذریعے سے مسلمانوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ ایک سچے مسلمان کو خواہ کیسی مجبوری لاحق ہو، کتنی ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے خدائی احکام کی لازماً پابندی کرنی چاہیے۔ دنیا میں انسان کی کامیابی کا راز خالقِ کائنات کی اطاعت پر ہے اور آخرت میں بھی یہی بات اس کامیابی کی ضامن ہو سکتی ہے۔'' (۸۸)

چھبیس نمبر کہانی ''ایک فقیر اور علامہ اقبال کی کہانی'' میں درج ذیل اخلاقی سبق دیا گیا ہے:

''حضور اکرم ﷺ کا اخلاق اور طرزِ زندگی اپنانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جن لوگوں نے حضور ﷺ کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائیں، حضور ﷺ نے انھیں برا بھلا کہنے کے بجائے ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ کو سب جہانوں کے لئے رحمت کہا گیا۔ کسی حاجت مند کو اپنے دروازے سے دھتکارنا، اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا یا دوسرے لوگوں کو تکلیفیں پہنچانا، ایسا گناہ ہے جو خدا کو سخت ناپسند ہے اور خود مسلمان کی شان کے بھی خلاف ہے۔ حضور کریم ﷺ نے انسانوں سے محبت کر کے اور ان سے ہمدردی اور شفقت سے پیش آ کر عملی طور پر اس برائی کے خلاف جہاد کیا۔ تو اگر ہم خود کو مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں تو ہمیں حضور ﷺ کے عمدہ اخلاق کی پیروی کرنا ہوگی ورنہ ہم صرف نام کے مسلمان ہوں گے۔''(۸۹)

آخری کہانی سلطان ''مظفر بیکڑا'' کا اخلاقی سبق درج ذیل ہے:

''پرہیزگار لوگ ہر وقت یہ خیال رکھتے ہیں کہ ان کے کسی قول یا فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔''(۹۰)

اس کتاب کے تیسرے حصے میں ''جاوید سے خطاب'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال نے اپنے فرزند جاوید اقبال کو اور ان کے حوالے سے مسلمان نوجوانوں کو دینی، دنیاوی اور اُخروی فوز و فلاح حاصل کرنے کے لیے اچھی اچھی نصیحتیں کی ہیں۔

کتاب کے آخری دونوں حصوں میں مشکل الفاظ کے معانی اور حواشی نہیں دیے گئے۔ اگرچہ ان دونوں حصوں میں دی گئی اردو عبارت آسان اور سلیس ہے مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں ایسے الفاظ یا مقامات نظر آتے ہیں جہاں مزید توضیح سے عبارت کی تفہیم میں آسانی پیدا کی جا سکتی تھی۔ مثلاً پہلی کہانی ''فاطمہ بنت عبداللہ'' میں درج ذیل الفاظ کے معانی اور مفاہیم دیے جاسکتے تھے:

جان جوکھوں کا کام، سرشار ہونا، انہماک، تندہی کے ساتھ، جامِ شہادت نوش کرنا، لاج رکھنا، خزاں رسیدہ چمن، نڈر، تقلید

مجموعی طور پر، کتاب ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' ایک نہایت اعلیٰ درسی کتاب ہے۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب انوار الحق تحریر کرتے ہیں:

''...... یہ کتاب بچوں اور نوجوانوں کے لیے ہر لحاظ سے بہت مفید ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نوجوانوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی یہ کتاب یقیناً مفید اور اپنے اندر دلچسپی کا خاصا سامان رکھتی ہے......''(۹۱)

اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ وزارتِ تعلیم یا وزارتِ اطلاعات و نشریات اس کتاب کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے تعلیمی اداروں میں اس کی لازمی تعلیم کا اہتمام کرتی اور دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم کرا کے اس کی تعلیم عام کرتی مگر افسوس اس ضمن میں حکومتی و عوامی سطح پر کوئی بھی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد فکرِ اقبال سے دلچسپی نہ رکھنے والے گروہ و طبقات مغربی جمہوری نظام کی آڑ میں کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے رہے۔ ان میں سے زیادہ تر کا ان مذہبی و غیر مذہبی گروہوں اور گھرانوں سے تعلق ہے جو برصغیر میں الگ مسلم ریاست کا قیام ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لوگ کانگرس کے حمایتی اور مسلم لیگ کے مخالف تھے۔ ان کے آباء و اجداد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دے کر بہت زیادہ جاگیریں اور انعام و اکرام حاصل کیے تھے۔ یہ لوگ حریتِ فکر و عمل پر مبنی فلسفۂ اقبال کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کر کے ذاتی مفادات سے دست کش نہیں ہونا چاہتے تھے اس لیے انھوں نے انگریزی نظامِ تعلیم کو ہی معمولی تبدیلیوں سے رائج رکھا جس کے نتیجے میں زیادہ تر تنقیدی و تحقیقی شعور

سے عاری، ملازمت و عہدوں کے خواہاں ، مفاد پرست لوگ ہی پیدا ہو رہے ہیں جو سیاست ،معیشت ، سائنس اور انجینئرنگ کے شعبے میں کوئی نمایاں کارکردگی دکھانے کی صلاحیتوں سے مبرا ہوتے ہیں۔

اقبالیات کی تدریس کے ضمن میں مذکورہ بالا کتاب ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' کے اسلوب پر مبنی محمد یونس حسرت کی تحریر کردہ اور مدون شدہ کتاب ''حکایاتِ اقبال'' بھی قابلِ مطالعہ ہے اور اس سے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح کے طلبہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں اس طرح کی کتب کے مطالعے کو بطور درسی کتب کے لازم قرار دیا جائے کیونکہ ہمارے لوگ ذوقِ مطالعہ نہیں رکھتے اور بغیر پابندی کے ایسی مفید کتب کا مطالعہ عام نہیں ہو سکے گا۔

08- برکاتِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور
اشاعت : باراول: ۱۹۸۲ء، باردوم: ۱۹۸۸ء
صفحات : ۲۹۶
قیمت : ۲۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف	۰۰۳	
۰۱۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۰۰۶	۰۹
۰۲۔	اقبال کی تلقینِ یقین	۰۱۷	۰۹
۰۳۔	اقبال اور توحید و رسالت	۰۲۶	۱۸
۰۴۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدد	۰۴۴	۱۱
۰۵۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	۰۵۵	۱۷
۰۶۔	اقبال کا تصورِ توحید	۰۷۲	۱۶
۰۷۔	اقبال، شاعرِ حیات (ترجمہ)	۰۸۸	۲۴
۰۸۔	جاویدنامہ، اصلی کردار	۱۱۲	۱۱
۰۹۔	درسِ رواداری (جاویدنامہ)	۱۲۳	۱۰
۱۰۔	فلک مشتری (جاویدنامہ)	۱۳۳	۱۳
۱۱۔	چند دیگر حصے (جاویدنامہ)	۱۴۶	۴۷
۱۲۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو (ترجمہ)	۱۹۳	۲۶
۱۳۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	۲۱۹	۱۷
۱۴۔	اقبال اور شبلی	۲۳۶	۱۰
۱۵۔	اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت	۲۴۶	۰۸
۱۶۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	۲۵۴	۱۵
۱۷۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	۲۶۹	۰۸

۱۸۔ دانائے راز (تبصرہ) ۲۷۷ ۰۷

۱۹۔ اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں (۹۲) ۲۸۴ ۱۲

''برکاتِ اقبال'' چھوٹے بڑے ۱۹ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے درج ذیل ۱۵ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اقبال اور ترکی کی تحریک تجدد	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	20	1	جنوری تا مارچ 71ء
02۔	اقبال اور توحید و رسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال اور عقائد توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزم اقبال	39،40	1،4	اکتوبر 92ء جنوری 93ء
03۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزم اقبال	20	2	اکتوبر جنوری 73-72ء
04۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1988ء
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..		اول	1986ء
05۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	30	2	مئی 1977ء
06۔	اقبال اور نظام تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	3	5	نومبر 80ء
07۔	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دار العلوم حقانیہ	1	4	جولائی، اگست 72ء
	نکتہ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	3	جون 1971ء
08۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کا تصور علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق	12	7-9	جولائی۔ستمبر 89ء
09۔	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دار العلوم حقانیہ	3	1	جنوری، فروری 74ء
10۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	4	اپریل 1977ء
11۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	7	جولائی 1977ء
12۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	6	3	مئی تا اگست 77ء
	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیر امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
13۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)		آل پاکستان..	22	4	اکتوبر تا دسمبر 72ء
14۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوب بیان	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکادمی		دوم	2007ء
	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
15۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	21	2	اپریل تا جون 72ء

''برکاتِ اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۹ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۰ مقالات و مضامین علامہ کے افکار و تصورات پر، ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۶ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ برکاتِ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

> ''کتاب کے تمام ابواب ہی قابل مطالعہ ہیں لیکن ان میں ''جاوید نامہ اصلی کردار'' جس میں جاوید نامے میں موجود کرداروں کا حقیقی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ''اقبال اور توحید و رسالت'' اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید'' اور ''درس رواداری'' خاص طور پر ہمارے علم میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ نوجوانوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تا کہ وہ علامہ کی فکر اور شخصیت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔''

''برکاتِ اقبال'' میں شامل دو مضامین ''اقبال، شاعرِ حیات'' اور ''شخصیت اقبال کے چند پہلو'' تراجم پر مشتمل ہیں۔ مضمون ''دانائے راز'' تبصرے پر مشتمل ہے۔ دیگر تراجم اور تبصرات کے ساتھ ان کا بھی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ تمام مقالات و مضامین پر کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' کے ساتھ ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''برکاتِ اقبال'' میں شامل دیگر تمام مقالات و مضامین پر جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ ہر حال میں اسوۂ رسولِ کریم ﷺ کو مدِ نظر رکھیں تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ جذبۂ تقلید و عمل کو قائم رکھنے کے لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کثرت سے درود پاک پڑھنے اور رسول کریم ﷺ کو یاد کرنے کی تلقین کی ہے تا کہ انسان کا قلب، نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیرت اور کردار کو تمام مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ بنایا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ سیرتِ رسول کریم ﷺ کو اپنا کر اقوام عالم کی خاطر بہترین نمونہ بن جائیں۔ اقبال غلامی پر مطمئن رہنے پر بھی مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی نسبت کا حوالہ دے کر حریت و مساوات کا درس دیتے رہے۔ انھوں نے واقعہ معراج کے حوالے سے لامحدود ممکناتِ حیات کی طرف توجہ دلائی اور مسلسل اصلاح اور ترقی کا تصور دیا۔ انھوں نے عشقِ رسول ﷺ کی ہی نہیں، اس کے تقاضوں کو بھی

اپنانے کی تلقین کی۔(۹۳)

مقالہ ''**اقبال کی تلقین یقین**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال اردو و فارسی سے متعدد اشعار بطور مثال پیش کر کے لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال افراد اور معاشرے کی اصلاح، ترقی، بقا اور فکر و عمل کی آزادی کے لیے درس یقین دیتے رہے۔ انھوں نے مختلف حوالہ جات سے واضح کیا کہ علم و تحقیق کے میدان میں شک رکھنا مفید ہے مگر اپنے اعمال صالحہ کے اچھے نتائج مرتب ہونے پر یقین نہ ہونا اور اس سلسلے میں تذبذب اور شکوک و شبہات کا شکار رہنا فرد و معاشرہ دونوں کی خاطر مضر ہے۔ ''پیامِ مشرق میں لکھتے ہیں۔

هُمای علم تا افتد بدامت ‏ ‏ یقیں کم کن ، گرفتارِ شکے باش
عمل خواہی؟ یقیں را پختہ تر کن ‏ ‏ یکے جوی و یکے بین و یکے باش (۹۴)

بالِ جبریل میں ہے۔

نقطہ پرکارِ حق ، مردِ خدا کا یقیں ‏ ‏ اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز (۹۵)

بانگِ درا میں ہے۔

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے ‏ ‏ یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے (۹۶)
خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے ‏ ‏ یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے (۹۷)

مقالہ ''**اقبال اور توحید و رسالت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو و فارسی سے متعدد مثالیں دے کر عقیدہ توحید و رسالت کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار واضح کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے اساسِ ایمان یعنی کلمہ طیبہ کو میزانِ حق و باطل، اساسِ وحدت فکر و عمل، اساسِ محبت و اخوت اور اتحاد و اتفاق قرار دیا ہے۔ عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کے اصل تقاضے بجالانے سے رذائلِ اخلاق سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے اور مسلمان حسنِ اخلاق سے متصف ہو کر بشریت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسے فکری و عملی غلامی سے نجات مل جاتی ہے۔ اسے منفی جذبات (ڈر، خوف، غم، مایوسی) سے نجات مل جاتی ہے اور وہ کامل انسان بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ ماضی کی طرح آج بھی اگر ایسے افراد کا حامل عالمی معاشرہ قائم ہو جائے تو مسلمان اہلِ جہان کے رہبر و رہنما بن جائیں گے اور جنیوا اور نیویارک کے بجائے مکہ معظّمہ جمعیتِ آدم کے فرائض انجام دینے لگے گا۔(۹۸)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' جلد ۳۹، ۴۰، شمارہ ۱۔۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۹۲ء، جنوری ۱۹۹۳ء کے صفحات ۵۴ تا ۸۲ پر ''**اقبال اور عقائد توحید و رسالت**'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے مندرجات ''برکاتِ اقبال'' میں شامل مقالے ''**اقبال اور توحید و رسالت**'' سے کافی حد تک مماثل مگر کافی زیادہ مفصل ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات قائم کر کے عقائد توحید و رسالت کے بارے میں علامہ اقبال کی تصانیف (شذراتِ فکرِ اقبال، انگریزی خطبات، منظوم اردو و فارسی تصانیف) سے متعدد اقتباسات و حوالہ جات اور اردو و فارسی اشعار دے کر فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔

توحید اور اس کے عملی تقاضے، علامہ اقبال اور وحدت و اتحاد، اخوت کی جہانگیری و محبت کی فراوانی، رسالت / ختم

رسالت، اتحادِ ملت، عدل و مساوات، ملت پاکستان کے لئے توحید و ختم رسالت کے خاص عملی پہلو۔

مقالے کے آخر پر ''منابع و توضیحات'' کے عنوان سے ۵۲ حوالہ جات اور کتابیات کے عنوان سے قریباً ۲۰ اردو اور ۱۰ انگریزی منابع کی فہرست دی گئی ہے۔ اس مقالے کے مفصل مندرجات، اس موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کی دیگر تصانیف اور مقالات و مضامین کے مطالعہ سے اور ''کتابیات'' میں مذکورہ کتب کے عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ جائزہ مقالہ ''اقبال اور عقائد توحید و رسالت'' لکھتے وقت اپنی گزشتہ کی تمام کاوشوں کو مدنظر رکھا ہے۔

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۳، اشاعت جون ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۱۰ تا ۱۸ پر **''نکتہ توحید''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ ''برکات اقبال'' میں بھی **''اقبال کا تصورِ توحید''** کے عنوان سے ایک مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ اس مقالے کے مندرجات ''نکتہ توحید'' کے نفسِ مضمون سے کافی زیادہ مماثل ہیں۔ تاہم ''نکتۂ توحید'' میں حوالہ جات اور ذیلی عنوانات نہیں دیے گئے جبکہ مقالہ ''اقبال کا تصورِ توحید'' کے پاورق میں ذیلی عنوانات اور حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔ ''نکتہ توحید'' اور ''اقبال کا تصورِ توحید'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی نے اپنے مقالے ''ڈاکٹر اقبال کا علم کلام'' میں لکھا ہے:

> ''ڈاکٹر اقبال ...... نے اسلامی عقائد کا اثبات زیادہ تر ان کے عملی نتائج سے کیا ہے اور خودی کے فلسفہ سے، جو ان کا مخصوص اور دلپذیر فلسفہ ہے، انھوں نے ان مسائل کی تشریح و اثبات میں بھی کام کیا ہے۔ اس لئے ان کا طرز بیان قدیم علمائے کلام اور قدیم متکلمین یا صوفی شعراء کے بیان سے زیادہ اس زمانے کے رجحان و مذاق کے مطابق ہے۔''(۹۹)

علامہ اقبال نے واضح کیا کہ توحید، وحدتِ افکار اور وحدتِ کردار کے مجموعے کا نام ہے۔ اس کی بدولت عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ سے نجات ملتی ہے۔ یہ عقیدہ لسانی، علاقائی اور نسلی امتیازات کو ختم کرتا ہے۔ اس سے ڈر، خوف، مایوسی اور غم جیسے منفی جذبات ختم ہوتے ہیں اور شجاعت، امید اور یقین جیسے حیات افروز جذبات جنم لیتے ہیں۔ اچھے اخلاق اور اچھے جذبات کی بدولت مخلوق کا مخلوق اور اپنے خالق سے رشتہ مستحکم ہوتا ہے۔ توحید کی ظاہری اور باطنی قوتوں کے ذریعے عالمِ انسانیت اور خصوصاً مسلمان برادری کے سارے دکھوں کا مداوا کیا جاسکتا ہے۔ نظریۂ توحید نظری سے زیادہ عملی ہے۔ اس کے تقاضے بجالا کر انفرادی خودی کے ساتھ ساتھ اجتماعی خودی بھی مستحکم کر کے فوز و فلاح دارین حاصل کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں مضامین'' (نکتۂ توحید'' اور اقبال کا تصورِ توحید'') میں کلام اقبال اردو و فارسی سے بہت سے اشعار کی مدد سے فکرِ اقبال کی رو سے عقیدۂ توحید کے مضمرات واضح کیے ہیں۔(۱۰۰)

مقالہ **''فارسی شاعری میں اقبال کا مقام''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی فارسی تصانیف (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، مثنوی گلشنِ رازِ جدید، مثنوی بندگی نامہ اور جاوید نامہ) کے فکری و فنی محاسن بیان کیے ہیں۔ انھوں نے فارسی شاعری کے اسالیب کے تناظر میں علامہ اقبال کی فارسی شاعری کے منفرد اسلوب ''سبکِ اقبال'' کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال نے اپنی فارسی گوئی کا کامیاب امتحان قیامِ انگلستان کے دوران کیا تھا اور دیارِ مغرب سے لوٹنے کے بعد آپ نے گوناں گوں فوائد کی خاطر عنانِ توجہ فارسی شاعری کی طرف پھیر دی۔ بانگِ درا کی اشاعتِ اول تک اقبال کی مثنویاں اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور کتاب پیامِ مشرق چھپ چکی تھی۔ انھوں نے بعد میں اردو شاعری کو بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغان حجاز جیسی منظوم کتابیں دیں مگر فارسی اور اردو شاعری میں پھر بھی ۳ اور ۲ کی

نسبت رہ گئی۔اقبال نے فارسی شاعری کے ذریعے فارسی زبان جاننے والے مختلف ممالک میں آباد وسیع طبقے تک اور دیارِ مغرب میں اپنی آواز پہنچائی۔انھوں نے فارسی شاعری کے ذریعے جلد ہی عالم اسلام کے متعدبہ حصے کو اسلامی اخوت، مساوات، وحدت اور حریت کا پیغام پہنچایا۔اس ادائے فرض پر وہ بے حد خودسند تھے۔فارسی شاعری میں اقبام کے مقام کی تفہیم کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مدلل طریقے سے فارسی تصانیف اقبال سے متعدد حوالہ جات دے کر ''اسلوبِ اقبال'' کی خصوصیات اجاگر کی ہیں۔حاصلِ مطالعہ کے طور پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال فارسی شاعری میں ردیف اول میں جاگزیں اور خطِ کمال پر فائز ہیں۔خطِ کمال سے یہ مراد ہے کہ کسی شاعر کا اکادکا پہلو کمزور اور پست بھی ہو تو اس کے اشعار کی اکثریت اگر موثر، عمدہ اور دل پذیر ہو تو ردیف اول کا شاعر مانا جائے گا۔(۱۰۱)

اقبالیات میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے **''فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان''** میں مختلف فارسی اسالیب کے تذکرے کے بعد ''اسلوبِ اقبال'' کی چار نمایاں خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔اس کے بعد ان کی مثنویوں، دوبیتیوں (رباعیات)، غزلیات، مستزاد اور اقبال کی متفرق اختراعات اور جدتوں کے حوالے سے اظہار رائے کیا گیا ہے۔یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' (۱۹۷۷ء) مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان سے اخذ کیا گیا ہے جس پر تفصیلی تبصرہ و جائزہ متعلقہ ''باب'' میں دے دیا گیا ہے۔

مقالہ **''اقبال اور شبلی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے سرسید احمد خان اور اپنے جملہ بزرگ معاصرین مثلاً خواجہ الطاف حسین حالی، اکبرالہ آبادی، غلام قادر گرامی اور سید امیر علی وغیرہم سے اقبال نے گوناں گوتاثر لیا۔مگر بحیثیت مجموعی شمس العلماء محمد شبلی نعمانی کی تصانیف کے بارے میں ان کا تاثر زیادہ گہرا اور متنوع نظر آتا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اپنی تصنیف علم الاقتصاد (۱۹۰۱ء) کی زبان خصوصاً اصلاحات کے سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی سے رہنمائی حاصل کی۔انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے (۱۹۰۸ء) میں شبلی کی تصانیف علم الکلام اور الغزالی کا حوالہ دیا۔اقبال شبلی کی ''شعرالعجم'' کے بے حد مداح تھے۔انھوں نے شبلی کی کتاب سیرت النبی ﷺ کو مسلمانوں پر بہت بڑا احسان قرار دیا۔اسلامی تاریخی واقعات کو نظم کرنے اور ہنگامی وقتی واقعات کے بارے میں قطعات لکھنے کے نکتہ نظر سے اقبال کے پیشرو شبلی ہی نظر آتے ہیں۔تعلیم کے بارے میں شبلی اور اقبال کے نظریات یکساں نوعیت کے تھے۔مسئلہ جبر و قدر اور مسئلہ اجتہاد میں بھی دونوں مفکرین کی آراء یکساں ہیں۔تاہم بعض معاصر واقعات (مثلاً بلقان اور طرابلس کے معرکوں) کے بارے میں جذبات کے اظہار کے لحاظ سے شبلی اور اقبال میں کچھ فرق نظر آتا ہے۔شبلی نے بے باکانہ تنقید کے ساتھ ساتھ ناامیدی کا اظہار بھی کیا ہے لیکن علامہ محمد اقبال نے ایسے واقعات کے سلسلے میں اپنے کلام میں امید اور جوش کا اظہار کیا ہے۔دیگر بزرگ معاصرین کی طرح شبلی بھی علامہ محمد اقبال کے قدردان تھے اور اس وقت کی خدماتِ اقبال کا ان کے دل میں غیر معمولی احترام تھا۔انھوں نے ۱۹۱۱ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشن کانفرنس کے اجلاس منعقدہ دہلی میں علامہ محمد اقبال کو پھولوں کا ہار پہنایا اور انھیں ترجمانِ حقیقت کا لقب دیے جانے کو قابلِ فخر قرار دیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں چند ایک شواہد کے حوالے سے اقبال و شبلی کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔اس موضوع پر ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر کلیاتِ شبلی اور کلیاتِ اقبال کے موازنے سے کام کیا جاسکتا ہے۔(۱۰۲)

مضمون ''**اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ غلام علی اینڈ سنز کے مطبوعہ کلیات اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کے محاسن اور چند اصلاح طلب خامیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کلیات کے محاسن کے ضمن میں حسنِ کتابت، آیات و احادیث اور عربی اشعار میں اعراب لگانا (اگرچہ سب جگہ اعراب نہ لگائے جا سکے)، صحت املا اور اشاریے کا اضافہ ہے۔ تاہم ان میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں۔ چند اشعار حذف کر دیے گئے ہیں۔ اشاریے میں کچھ خامیاں موجود ہیں۔ متن میں بھی کچھ بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کتابت اور اشاریے کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے اور کلیاتِ اقبال کی اصلاح کے لیے تجاویز دی ہیں۔ (۱۰۳)

ماہنامہ ''اظہار'' کراچی، جلد ۳، شمارہ ۵، اشاعت نومبر ۱۹۸۰ء کے صفحہ ۲۰ تا ۲۴ پر ''**اقبال اور ہمارا نظام تعلیم**'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مقالہ شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے علامہ محمد اقبال کی منثور و منظوم تصانیف اور تحاریر کے حوالے سے ان کے تصورِ تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے ہمہ گیر تصورِ تعلیم کے خدوخال واضح کیے ہیں:

معلم اقبال، ایک ابتدائی مقالہ، اسلام اور مقاصدِ تعلیم، انتقادات، تعلیم نسواں، متفرق اوصاف متعلمین

ان کا یہی مقالہ ''اقبال اور نظام تعلیم و تربیت'' کے عنوان سے برکاتِ اقبال (۱۹۸۲ء) میں شاملِ اشاعت ہوا۔ اس میں علامہ محمد اقبال کے تعلیمی افکار کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال زندگی بھر تعلیم و تدریس کے کاموں میں مصروف رہے۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپس آ کر آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ اور انگریزی کی تدریس شروع کی۔ یہ سلسلہ چند سال تک جاری رہا۔ رسمی تدریس کو ترک کرنے کے بعد بھی اقبال ساری عمر برصغیر کی درسگاہوں، دانش گاہوں اور تعلیم و تربیت کے مراکز سے باقاعدہ منسلک رہے۔ نظام تعلیم و تربیت کے بارے میں ان کے افکار ایک درد مند مفکر کے افکارِ عالیہ ہی نہیں ایک تجربہ کار ماہر تعلیم کے بصائر اور فکر و نظریے کی بے بہا متاع ہیں۔ انھوں نے اپنے ابتدائی دورِ تدریس میں ''**بچوں کی تعلیم و تربیت**'' کے عنوان سے ایک مبسوط مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ ''مخزن'' میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ اقبال اسلامی علوم کے تقاضوں کے مطابق ہر قسم کے علوم و فنون کے اکتساب کے سخت حامی تھے بشرطیکہ کوئی علم و فن ''خودی'' کے خلاف نہ ہو۔

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو وہ جمیل   جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب

علامہ محمد اقبال نے اہلِ یورپ کے مادہ آمیز نظامِ تعلیم کی خوبیاں و خامیاں بیان کیں۔ انھوں نے مادیت اور عقلیت میں غرق ہو جانے کے خطرات سے آگاہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہمارے نظامِ تعلیم میں دینی اقدار اور روحانیت کا عنصر غالب رہے۔ ان کو جدت اور نو آفرینی عزیز تھی۔ وہ تقلید (غیر شرعی تقلید) اور نقالی کے خلاف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ طلبہ اور تعلیم یافتہ نوجوان نئی راہیں سوچیں اور اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلایا جب اسلامی نظام تعلیم کے مطابق روبہ عمل ہو کر مسلمانوں نے ہر شعبہ زندگی اور مختلف علوم و فنون میں بھرپور ترقی کی۔ اہل یورپ نے اسی نظامِ تعلیم پر عمل کر کے مادی ترقی کی مگر انھوں نے اپنے دین اور ضابطۂ اخلاق کو رد کر دیا جس وجہ سے وہ اخلاقی بے راہروی کا شکار ہو گئے اور فساد فی العالم کا سبب بن گئے۔ علامہ محمد اقبال کے نظریہ تعلیم میں قدیم و جدید جملہ ماہرین

تعلیم کی باتوں کا خلاصہ موجود ہے۔علامہ اقبال نے خودی آموز تعلیم و تربیت کی تلقین کی۔اقبال ایسی تعلیمِ نسواں کے قائل تھے جوان کے مخصوص فرائض مثلاً تربیتِ اولاد، امورِ خانگی اور مشاورتِ شوہر کی حسنِ ادائیگی میں بھی معاون ہو۔اقبال کے نظریات تعلیم و تربیت اسلام کی نظریاتی اساس پر مبنی ہیں۔(۱۰۴)

مضمون ''**اقبال کا تصورِ تعلیم**''، مشمولہ ''برکاتِ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ایسے نظام تعلیم کے حامی تھے جس میں ابتدائی تعلیم جبری ہو، تعلیمِ نسواں عام ہو اور اس میں دینی عنصر اصل روح کے طور پر موجود ہو اور روحانی اور مادی عناصر کا حسین امتزاج ہو۔مسلمان عورت کو جامع و مانع دینی تعلیم ملنا چاہیے اس لیے کہ وہ معاشرے کی معمار ہے۔نصابِ تعلیم سے ایسے مضامین حذف کر دینا چاہئیں جو عورت کو نازن بنا دیں اور دین سے دور کر دیں۔تعلیمی نظام جسم و روح یعنی ظاہر و باطن کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تیار کرنا چاہیے تاکہ اس کی مدد سے دینی، دنیوی اور اُخروی فلاح حاصل ہو سکے۔(۱۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض مضمون ''**اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں**'' میں لکھتے ہیں کہ ''نکتہ'' (جمع نکت اور نکات) اس باریک اور لطیف بات کو کہتے ہیں جو کم لوگوں کو سوجھے۔نکتہ آفرینی کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔علامہ اقبال سراپا نکتہ آفرین اور نکتہ شناس شاعر اور مفکر تھے۔ان کی منثور و منظوم تصانیف سے ان کی نکتہ آفرینی کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔مثلاً مثنوی اسرارِ خودی میں وہ کہتے ہیں کہ غلام لکیر کا فقیر اور مقلد ہوتا ہے۔وہ ہر وقت تقدیر کا شاکی ہوتا ہے۔وہ بے مقصد زندگی گزارتا ہے۔جبکہ آزاد زندگی سے حیرت انگیز استفادہ کرتا ہے۔وہ جدت و اختراع کا دلدادہ اور اپنی تقدیر کا آپ خالق ہوتا ہے۔

عبد را ایام زنجیر است و بس　　　بر لب او حرفِ تقدیر است و بس
ہمت خرد باقضا گردد مشیر　　　حادثات از دستِ او صورت پذیر

علامہ محمد اقبال نے زبورِ عجم اور گلشنِ رازِ جدید میں زمان و مکان کے اعتباری اور غیر حقیقی پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔انھوں نے واقعہ معراج کے حوالے سے زمانِ حقیقی و زمانِ غیر حقیقی میں فرق سمجھایا ہے اور زمان غیر حقیقی کو عقل و خرد کا تراشا ہوا صنم قرار دیا ہے۔

زمانش ہم مکانش اعتباری است　　　زمین و آسمانش اعتباری است

اقبال کی شاعری اول سے آخر تک مشاہداتی نکتوں سے بھرپور نظر آتی ہے۔انھوں نے مشاہداتِ فطرت کے حوالے سے اخلاقی، فلسفیانہ اور روحانی امور کی عقدہ کشائی کی ہے اور ان سے حیات افروز اور خودی آموز اسباق اخذ و بیان کیے ہیں۔ان کے کلام سے اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔مثلاً وہ کہتے ہیں۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں　　　ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں
حسنِ ازل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں　　　جس طرح عکسِ گل ہو شبنم کی آرسی میں
آئینِ نو سے ڈرنا ، طرزِ کہن پہ اڑنا　　　منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی　　　دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
صورتِ ماہی بہ بحر آباد شو　　　یعنی از قیدِ وطن آزاد شو! (۱۰۶)

مقالہ ''اقبال اور تحریک تجدد'' میں مذکور ہے کہ ترکی میں ۱۸۳۶ء سے ۱۸۷۶ء کا دور تنظیمات (اصلاحات) کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس دور میں اہلِ مغرب کی تقلید میں ترکی میں فوج، عدالتی نظام، مالیاتی نظام اور تعلیمی نظام کی تشکیل جدید کی گئی۔ سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی (۱۸۷۶ء۔۱۹۰۹ء) نے اقتدار میں آنے کے پہلے ہی سال ''تنظیمات چارٹر'' کو منسوخ کر دیا اور اس تنظیم کے ارکان کو شہر بدر کر دیا مگر ان کی خفیہ سرگرمیاں جاری رہیں۔ ایک دوسری انجمن جس کا نام ''اتحاد و ترقی'' تھا اور جوانانِ ترک (دوم) کی مشترکہ مساعی کے نتیجے میں جولائی ۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید نے تنظیمات کے زیرِ اثر تیار کیا ہوا دستور دوبارہ نافذ کر دیا جس کے ایک سال بعد سلطان کو معزول کر دیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں ریاست بلقان اور پھر البانیہ نے سلطنتِ عثمانیہ سے بغاوت کر دی اور رفتہ رفتہ یہ آزاد ہو گئیں۔ ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو جرمنوں کی حمایت میں جنگ میں کودنا پڑا اور اس دوران ۱۹۱۶ء میں برطانیہ کی شہ پر عرب ممالک نے سلطنتِ عثمانیہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس دورِ انحطاط میں وزیرِ اعظم اور وزیرِ خارجہ شاہزادہ سعید حلیم پاشا اور انقلابی قومی شاعر ضیاء گوک آلپ پاشا نے ترکی میں تجدیدِ دین کی کوشش شروع کی۔ ضیاء گوک آلپ پاشا مدتوں جوانانِ ترک اور اتحاد و ترقی کی انجمنوں سے وابستہ رہے۔ آخری عمر میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک (م ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء) کی تحریک ''قومی تنظیم'' میں شامل ہوئے اور اس کی مساعدت و حمایت کرتے رہے۔ ترکی کی مجلس کبیر نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو جمہوریہ ترکیہ کے قیام اور اس کے بعد ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت کے خاتمے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ علامہ اقبال کی ترکی کی تحریکِ تجدد پر گہری نگاہ تھی۔ انھوں نے سعید حلیم پاشا اور ضیاء گوک آلپ پاشا کے انقلابی افکار پر پسندیدگی کا اظہار کیا اور ضرورتِ اجتہاد کے بارے میں ان کی رائے سے اتفاق کیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا کہ تجدد کی حدود ہونا ضروری ہے۔ ایسا تجدد جو دین کے مسلمات سے متصادم ہو، قابلِ نفرت ہے۔ مثلاً ضیاء گوک آلپ پاشا کی یہ رائے تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ مرد و زن کو مساوی وراثتی حقوق ملنے چاہئیں۔ علامہ محمد اقبال نے اپنے چھٹے انگریزی خطبے میں سعید حلیم پاشا اور ضیاء گوک آلپ پاشا کی تصانیف سے استشہاد فرمایا ہے اور ان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے جاوید نامہ کے فلک عطارد میں سعید حلیم پاشا کے حوالے سے بھی گفتگو کی ہے۔ (۱۰۷)

مقالہ ''اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی'' میں محمد احمد مہدی سوڈانی کی شخصیت، احوال اور مجاہدانہ سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے جاوید نامہ (فلک زہرہ) میں محمد احمد سوڈانی اور ان کے متحارب فرنگی جنرل لارڈ کچنر کا ذکر کیا ہے اور ان کی زبانی مللِ عرب کو ایک حیات آفریں پیغام دیا ہے۔ محمد احمد مہدی سوڈانی نے سوڈان کو انگریزوں، ترکوں اور مصریوں کے غاصبانہ قبضے سے چھڑانے کے لیے جدو جہد کی جس میں انھیں کامیابی حاصل ہوئی اور محمد احمد کی وفات (۱۸۸۵ء) کے بعد ۱۸۹۸ء تک سوڈان میں مجاہدین کی حکومت قائم رہی۔ ۱۸۹۸ء میں فرنگی جنرل کچنر نے مصر اور انگلستان کے ایک بڑے مشترک لشکر کی مدد سے سوڈان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ایما پر محمد احمد سوڈانی کی پختہ قبر کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ ان کی نعش کو قبر سے نکال کر اس کی بے حرمتی کی گئی۔ سر کو جسم سے جدا کر کے جسم کے ٹکڑے کر کے دریائے نیل ابیض میں بہا دیے گئے۔ مجاہدینِ سوڈان کے ساتھ انتہائی سفاکانہ سلوک کیا گیا۔ ۵ جولائی ۱۹۱۶ء کو کچنر بحری جہاز پر روس جا رہا تھا کہ ایک جرمن آبدوز اس کے جہاز پر حملہ آور ہوئی۔ جہاز پاش پاش ہو گیا اور مسافروں کے پرخچے اڑ گئے۔ کچنر کی

نعش کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔علامہ محمد اقبال نے اس واقعے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ہر کسے با تلخی مرگ آشناست مرگِ جباراں ز آیاتِ خداست

آسماں خاکِ ترا گورے نداد مرقدے جز در یم شورے ندارد

علامہ محمد اقبال، محمد احمد سوڈانی کے جذبہ جہاد، درسِ حریت اور بیداریٔ خودی کے قدر دان تھے۔انھوں نے جاوید نامہ میں ان کا ذکر درویش سوڈانی کے لقب سے کیا ہے اور لارڈ کچنر کو ''فرعونِ صغیر'' قرار دیا ہے۔

علامہ محمد اقبال نے ''نمودار شدن درویش سوڈانی'' کے عنوان کے تحت عربوں کو ایسی قیادت پیش کرنے کی دعوت دی ہے جو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہو تا کہ اہلِ اسلام مومنانہ کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد احمد سوڈانی کے بارے میں بہت اچھے انداز سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔انھوں نے محمد احمد کے دعویٰ مہدیت کے بارے میں اور مہدیت کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار بھی واضح کیے ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ محمد احمد سوڈانی نے مہدیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ محمد احمد سوڈانی کے بیٹے نے باپ کے بارے میں غلو اور مبالغہ کیا ہے۔علامہ محمد اقبال، عظیم مفکرِ اسلام ابن خلدون کی طرح کسی مہدی یا مسیح موعود کی آمد پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔اس ضمن میں ضیاء الدین برنی کے نام ان کے مکتوب محررہ ۳۱ اگست ۱۹۱۶ء اور تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے چھٹے خطبے ''اسلامی ثقافت کی روح'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔(۱۰۸)

09- تسہیلِ خطباتِ اقبال

تصنیف : علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل نگار : ڈاکٹر محمد معروف، ڈاکٹر سی اے قادر، عبدالحمید کمالی، نیاز عرفان، رحیم بخش شاہین،
ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر ابصار احمد

مرتب : ڈاکٹر محمد ریاض، غلام رسول محمد

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ۔۸، اسلام آباد

اشاعت : بار اول: ۱۹۸۶ء، بار دوم: ۱۹۹۷ء

صفحات : ۱۲۴

قیمت : ۱۲ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۰۱۔	پیش گفتار	۰۰۵
۰۲۔	ابتدائیہ، ایک نادر خطبہ	۰۱۰
۰۳۔	علامہ اقبال کا دیباچہ خطبات	۰۱۴
۰۴۔	پہلے خطبے کے اہم نکات	۰۱۸
۰۵۔	پہلا خطبہ: علم اور روحانی تجربہ تسہیل نگار: ڈاکٹر محمد معروف	۰۲۱
۰۶۔	حواشی	۰۴۵
۰۷۔	دوسرا خطبہ: مذہبی مشاہدات کا فلسفیانہ معیار	۰۴۹
۰۸۔	اہم نکات	۰۵۰
	تسہیل نگار: ڈاکٹر سی اے قادر	۰۷۷
۰۹۔	حواشی	۰۷۷
۱۰۔	تیسرا خطبہ: ذاتِ الٰہیہ کا تصور اور حقیقتِ دعا و عبادت	۰۷۹
۱۱۔	اہم نکات	۰۸۰
۱۲۔	حواشی تسہیل نگار: عبدالحمید کمالی	۱۱۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۳۔	چوتھا خطبہ: انسان کی خودی، اس کی خود مختاری اور بقا	۱۱۳
۱۴۔	اہم نکات تسہیل نگار: نیاز عرفان	۱۱۴
۱۵۔	حواشی	۱۳۴
۱۶۔	پانچواں خطبہ: اسلامی ثقافت کی روح	۱۳۷
۱۷۔	اہم نکات تسہیل نگار: رحیم بخش شاہین	۱۳۸
۱۸۔	حواشی	۱۵۶
۱۹۔	چھٹا خطبہ: اجتہاد، اسلام میں اصولِ حرکت	۱۶۱
۲۰۔	اہم نکات تسہیل نگار: ڈاکٹر محمد ریاض	۱۶۲
۲۱۔	حوالے اور توضیحات	۱۷۹
۲۲۔	ساتواں خطبہ:	۱۸۵
۲۳۔	کیا مذہب کا فلسفیانہ اعتبار سے امکان ہے؟ تسہیل نگار: ڈاکٹر ابصار احمد	۱۸۶
۲۴۔	حواشی	۲۱۴
۲۵۔	فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ونفسیات	۲۸۷

علامہ اقبال کے سات خطبات پر مشتمل کتاب "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" ۱۹۳۴ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ کتاب کی اشاعت کے بعد جلد ہی دو تین خطبوں کے اردو ترجمے بعض رسالوں میں شائع ہو گئے تھے۔ مگر مکمل اردو ترجمہ سید نذیر نیازی مرحوم نے کیا۔ ان کا یہ ترجمہ ۱۹۵۸ء میں ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے نام سے بزمِ اقبال لاہور سے شائع ہوا۔

علامہ اقبال کے خطبات پر مشتمل یہ کتاب زبان اور موضوع کے اعتبار سے خاصی مشکل ہے۔ جسٹس جاوید اقبال اپنی تالیف ''زندہ رُود'' میں لکھتے ہیں:

> ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' ایک مشکل کتاب ہے کیونکہ اس میں مشرق ومغرب کے ڈیڑھ سو سے زائد قدیم وجدید فلسفیوں، سائنسدانوں، عالموں اور فقیہوں کے اقوال ونظریات کے حوالے دیے گئے ہیں اور اقبال قاری سے توقع رکھتے ہیں کے خطبات کے مطالعے سے پیشتر وہ ان سب شخصیات کے زمانے، ماحول اور افکار سے شناسا ہوگا۔ ان شخصیات میں بعض تو معروف ہیں اور بعض غیر معروف۔ اس کے علاوہ خطبات کا اندازِ تحریر نہایت پیچیدہ ہے۔

بسا اوقات کسی مقام پر ایک ہی بحث میں کئی مسائل کو اٹھایا گیا ہے یا کسی ایک موضوع پر بحث کو اچانک چھوڑ کر کسی اور مسئلے کا ذکر چھڑ جاتا ہے اور اس پر اظہارِ خیال کی تکمیل کے بعد پھر چھوڑے ہوئے مسئلے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بعض نظریات کی وضاحت کی خاطر نئی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں، اور ان میں الفاظ کی ترتیب، مطالب کی تفہیم میں مشکلات پیدا کرتی ہے۔ کئی مقامات پر انگریزی زبان میں استدلال ناقابلِ فہم ہے اور اس کے بار بار تعارف کرنے سے بھی معانی صاف نہیں ہوتے۔'' (۱۰۹)

''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے بارے میں جسٹس جاوید اقبال کی مذکورہ بالا رائے سے واضح ہوتا ہے کہ اس کتاب کی اچھی طرح سے تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ قاری اس کتاب میں مذکورہ مشرق و مغرب کے ڈیڑھ سو سے زائد قدیم و جدید فلسفیوں، سائنسدانوں، عالموں اور فقیہوں کے ان اقوال و نظریات کے بارے میں تفہیم حاصل کرے جن کا ان خطبات میں ذکر ہے۔

۲۔ قاری ان خطبات میں استعمال ہونے والی نئی اصطلاحات کا مفہوم سمجھے۔

۳۔ قاری کے لیے ان خطبات کے پیچیدہ اندازِ تحریر کو آسان عبارت میں تبدیل کر دیا جائے۔

۴۔ خطبات میں جہاں کہیں انگریزی زبان میں ناقابلِ فہم استدلال اختیار کیا گیا ہے، اسے آسان، مدلل اور منطقی عبارت میں تبدیل کر دیا جائے۔

جاوید نامہ کے آخری حصے میں اقبال نے اس کتاب کو خود ''حرف پیچا پیچ و حرف نیش دار'' کہا ہے۔ (۱۱۰)

دراصل یہ خطبات ان لوگوں کے لیے لکھے گئے تھے جو مشرق و مغرب کے فلسفے پر حاوی ہوں اور اس کے علاوہ اسلامی تہذیب و ثقافت، علم اور روایات اور علم کلام سے بھی پوری طرح آگاہ ہوں۔

عہدِ اقبال میں اور ان کے بعد اور ان سے پہلے بھی کوئی ایسا فکر نہیں گزرا جو

۱۔ مشرق و مغرب کے فلسفے پر حاوی ہو۔

۲۔ اسلامی تہذیب و ثقافت، علم اور روایات اور علم کلام سے بھی پوری طرح آگاہ ہو۔

ان خطبات کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کے دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ خطبات کے مضامین اور مندرجات کی تفہیم و تسہیل کے لیے بھی کئی اہلِ علم اور علم دوست حضرات نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

۱۔ ان خطبات کا خلاصہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی کتاب ''فکرِ اقبال'' میں درج ہے۔ (۱۱۱)

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی ''زندہ رود'' میں ان خطبات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ (۱۱۲)

۳۔ محمد شریف بقا نے ''خطبات اقبال پر ایک نظر'' کے عنوان سے ایک کتابچہ لکھا ہے۔

۴۔ پروفیسر محمد عثمان نے خطبات کی تسہیل کی ہے جو مجلّہ ''صحیفہ'' لاہور میں شائع ہوتی رہی اور اب وہ کتابی صورت میں چھپ گئی ہے۔

۵۔ سید نذیر نیازی، ڈاکٹر منظور احمد اور ڈاکٹر محمد اجمل نے بھی بعض خطبوں کی تشریح کی ہے۔

۶۔ اس سلسلے کی ایک اہم مگر نا تمام کتاب ''متعلقات خطباتِ اقبال'' ہے جو ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے مرتب کی ہے۔

۷۔ ''تسہیلِ خطباتِ اقبال'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

علامہ اقبال کے ان خطبات کو اسلامی فکر و فلسفہ کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ خود اقبال نے ایک مرتبہ ان کے بارے میں کہا تھا کہ اگر یہ خلیفہ المامون الرشید کے زمانے (۱۹۶۔۲۱۶ھ) میں لکھے جاتے تو ایک فکری انقلاب برپا ہو جاتا۔ جاوید نامہ کے آخر میں یہ فکری کتاب یوں ممتاز بتائی گئی ہے:

من بطبعِ عصرِ خود گفتم دو حرف — کردہ ام بحرین را اندر دو ظرف
حرف پیچا پیچ و حرف نیش دار — تا کنم عقل و دل مرداں شکار
حرف تہ دارے باندازِ فرنگ — نالۂ مستانۂ ای از تارِ چنگ
اصل ایں از ذکر و اصلِ آں ز فکر — اے تو بادا وارث ایں فکر و ذکر
آبجویم از دو بحر اصلِ من است — فصلِ من فصل ست و ہم وصلِ من است
تا مزاجِ عصرِ من دیگر فتاد — طبعِ من ہنگامۂ دیگر نہاد (۱۱۳)

یہ خطبات علامہ اقبال کی عالمانہ شان کے مظہر ہیں۔ اس کے باوجود اقبال انھیں کوئی حرفِ آخر نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس کتاب کے دیباچے میں انھوں نے لکھا ہے کہ:

> ”فلسفیانہ غور و فکر میں قطعیت کوئی چیز نہیں۔ جیسے جیسے جہانِ علم میں ہمارا قدم آگے بڑھتا ہے اور فکر کے لیے نئے راستے کھلتے جاتے ہیں، کتنے ہی اور شاید ان نظریوں سے جو ان خطبات میں پیش کیے گئے زیادہ بہتر نظریے ہمارے سامنے آتے جائیں گے۔ ہمارا فرض بہر حال یہ ہے کہ فکرِ انسانی کے نشو و نما پر با احتیاط نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں۔“ (۱۱۴)

علامہ اقبال نے جہاں ان خطبات کی فکری قدر و قیمت اور اہمیت کا ذکر کیا ہے وہاں اس امکان کا بھی اظہار کیا ہے کہ ان خطبات میں پیش کیے گئے نظریات سے بہتر نظریات سامنے آنے کا بھی امکان ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان خطبات میں بیان کیے گئے افکار و نظریات کو سمجھیں، فکرِ انسانی کے نشو و نما پر با احتیاط نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں۔ ان مقاصد کے حصول کے ضروری ہے کہ:

۱۔ ان خطبات کے آسان، عام فہم تراجم شائع کیے جائیں۔
۲۔ ان کی بہتر تفہیم کے لیے ان خطبات کے مشکل الفاظ کے معانی، اصطلاحات کی وضاحت اور ان میں بیان کردہ افکار و نظریات کی تشریح کی جائے۔
۳۔ آزادی کے ساتھ ان خطبات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے۔

اس ضمن میں ہونے والی گراں قدر کوششوں کا پہلے ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی شائع کردہ کتاب ”تسہیل خطباتِ اقبال“ ایک گراں قدر کوشش ہے۔

۱۔ زیرِ نظر کتاب میں ہر خطبے کے مطالب کو ممکن حد تک آسان اور سہل انداز میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔
۲۔ مزید وضاحت کے لیے حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔
۳۔ ہر خطبے کے خلاصۂ مطالب کے شروع میں اہم نکات دیے گئے ہیں۔
۴۔ آخر میں فرہنگ اصطلاحات دی گئی ہے۔

اس سے خطبات کے مطالب سمجھنے میں سہولت ہوگئی ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ ادیب اور دانشور حضرات بھی ان سے بآسانی استفادہ کر سکیں گے۔

کتاب ''تسہیلِ خطباتِ اقبال'' 23x36/16 سائز میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا زیرِ نظر ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا تھا۔ صفحہ نمبر ۳ پر ''فہرست مندرجات'' دی گئی ہے۔ پیش گفتار (صفحہ نمبر ۵)، ابتدائیہ ایک نادر خطاب (صفحہ نمبر ۱۰) اور علامہ اقبال کا دیباچۂ خطبات (صفحہ نمبر ۱۴) کے بعد درج ذیل ترتیب سے خطبہ نمبر ۱ تا خطبہ نمبر ۷ کی تسہیل دی گئی ہے۔

۱۔ خطبے کا نام اور تسہیل نگار کا نام

۲۔ خطبے کے اہم نکات

۳۔ حواشی

اس کتاب کے اسلوب اور خطباتِ اقبال کی تفہیم و ترسیل میں اس کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت کے ادراک کے لیے پہلے خطبے کی تسہیل کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیا جاتا ہے۔

پہلے خطبے ''علم اور روحانی تجربہ'' کے تسہیل نگار ڈاکٹر محمد معروف ہیں۔ اس خطبے کے اہم نکات ''پہلے خطبے کے اہم نکات'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔ ان نکات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے اس خطبے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا ہے:

۱۔ انھوں نے کائنات کی حقیقت اور اس میں انسان کے مرتبہ و مقام کا ذکر کیا ہے۔ کائنات بامقصد تخلیق ہے۔ یہ جامد نہیں ہے بلکہ وسعت پذیر ہے۔

۲۔ علم کے تین بڑے ذرائع ہیں:

(الف) حواس یعنی محسوسات کا مشاہدہ

(ب) عقل یعنی فہم و ادراک کا مشاہدہ

(ج) وجدان یعنی مذہبی مشاہدہ جسے عرفان بھی کہتے ہیں۔

۳۔ حواس سے حاصل ہونے والے علم کو عقل سے پرکھا جاتا ہے۔ وجدان سے حاصل ہونے والے علم و معلومات کو عقلی معیار پر بھی پرکھا جاتا ہے اور عملی معیار پر بھی۔

عقلی معیار سے مراد انسان کی وہ ناقدانہ تعبیر ہے جس کی مدد سے وہ کسی شے کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

عملی معیار سے مراد حاصل شدہ معلومات کے منفی و مثبت نتائج کی بنا پر وجدان کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرنا ہے۔

عقلی معیار کا فلسفے سے اور عملی معیار کا انبیا سے تعلق ہے۔

۴۔ قرآن حکیم میں علم کے تینوں ذرائع اور ان کی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ وجدان، عقل ہی کی ایک ارفع اور ترقی یافتہ شکل ہے۔ عقل حقائق تک پہنچنے کے لیے جزواً جزواً آگے بڑھتی ہے اور اس کی رفتار سست رہتی ہے۔ جبکہ وجدان بیک جنبش ان کو اپنی گرفت میں لے آتا ہے۔

۶۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ تخلیق اور قوتِ تسخیر عطا فرمائی ہے۔ کائنات کے مسلسل تغیر پذیر عمل میں، انسان، خدا کا

شریکِ کار ہو سکتا ہے۔

۷۔ انسان اپنے باطن (تخیل وقیاس) سے کام لے کر عالمِ موجودات میں انقلاب برپا کر سکتا ہے۔اس طرح وہ اپنی تخلیقی عمل کی صلاحیت سے ایک پائدار تمدن کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

۸۔ علم کی نئی اپروچ کے لیے تحریک پیدا کر کے اور ذہنی عقائد میں تازگی اور شگفتگی کا رنگ بھر کر، پانچ سو سال سے علوم اسلامیہ پر طاری شدہ جمود کی کیفیت دور کی جا سکتی ہے۔

پہلے خطبے کے مذکورہ بالا نکات کی تفہیم سے، اس خطبے کا عمومی خاکہ واضح ہو جاتا ہے اور اس سے نفسِ مضمون کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

علامہ اقبال نے پہلا خطبہ مسلسل عبارت کی شکل میں تحریر کیا ہے۔کہیں بھی عنوانات، ذیلی عنوانات قائم نہیں کیے۔ انھوں نے خطبے میں صوفیانہ مشاہدات کی خصوصیات کو نکات کی شکل میں بیان کیا ہے۔

''تسہیل خطبات'' میں عنوانات اور ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔اہم نکات ہندسوں یا حروف (ابجد) کی مدد سے واضح کیے گئے ہیں۔مثلاً

ا۔ ''تسہیل خطبات'' میں درج عنوانات وذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

تمہید،علم اور مذہبی تجربہ، انسان کی حقیقت واہمیت،تصوف کے عمومی خواص، نا قابلِ بیان وترسیل،صوفی کا ابدیت سے رابطہ

عنوانات اور ذیلی عنوانات کی طرح اہم نکات بھی دیے گئے ہیں تاکہ تفہیمِ متن اور تسہیل متن کا فریضہ بہ طریقِ احسن ادا ہو۔اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ ''تمہید'' کے آغاز میں پہلے خطبے کے نفسِ مضمون کا اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

> ''......روحانی تجربہ یا مذہبی مشاہدہ یا واردہ ہم معنی ہیں۔ان کا مطلب اپنے قلب کی وہ کیفیات ہیں جو علم حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں۔اس خطبے میں علامہ اقبال نے اسی نکتے پر بحث کی ہے کہ قلبی واردات علم حاصل کرنے کا کس طرح ذریعہ بن سکتی ہیں۔اس ضمن میں انھوں نے مذہب کا موازنہ اعلیٰ شاعری اور فلسفے سے کیا ہے کیونکہ یہ دونوں بھی اسی مابعد الطبیعی اہمیت کے حامل سوالوں کو زیرِ بحث لاتے ہیں جو مذہب کے لیے بھی بنیادی سوالات ہیں۔ان بنیادی سوالات میں سے چند سوالات یہ ہیں:
>
> 1۔ کائنات کی حقیقت کیا ہے؟
>
> 2۔ کیا کوئی ایسا نہ مٹنے والا عنصر بھی اس میں شامل ہے یعنی کیا کائنات لافانی ہو سکتی ہے۔
>
> 3۔ کائنات میں انسان کس حیثیت سے شامل ہے اور اس حیثیت کے پیشِ نظر اسے کس قسم کا قدم اٹھانا چاہیے؟(۱۱۵)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دی گئی ''تمہید'' کی بدولت پہلے خطبے کا نفسِ مضمون آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے۔اگر خطبے کا اصل متن یا اس کا ترجمہ پڑھیں تو پہلی بار مطالعہ سے متن واضح نہیں ہوتا۔کئی بار اصل متن کا مطالعہ کرنے کے بعد مفہوم واضح ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ (مترجم) کے صفحات نمبر ۵۵ تا صفحہ نمبر ۶۰ پر تصوف کے عمومی خواص، نکات نمبر ا تا ۵ کے تحت تحریر کیے ہیں۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ۳۶ پر ''تصوف کے عمومی خواص'' کے عنوان کے تحت ان نکات کو واضح کیا گیا ہے۔ نکات نمبر ا،۲،۳ بغیر عنوانات کے دیے گئے ہیں جبکہ نمبر ۴ ''نا قابلِ بیان و ترسیل'' کے عنوان کے تحت اور نکتہ نمبر ۵ ''صوفی کا ابدیت سے رابطہ'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔ نکات نمبر ا تا ۳ کو بھی درج ذیل ترتیب سے عنوان دیے جا سکتے تھے۔

ا۔ صوفیانہ مشاہدات کی حضوریت

۲۔ نا قابلِ تجزیہ کلیّت

۳۔ معروضی و حقیقی روحانی کیفیت

۴۔ نا قابلِ بیان و ترسیل

۵۔ صوفی کا ابدیت سے رابطہ

عنوانات کی بے ترتیبی کے علاوہ املاء کی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔

اغلاط	درست الفاظ	حوالہ جات
نظریاتی یا عملی پہلو	نظریاتی یا عقلی پہلو	(۱۱۶)
مساوی اور روحانی	مادی اور روحانی	(۱۱۷)
انسانی	انسان	(۱۱۸)
معترض	معترضین	(۱۱۹)
جسے خیال کے	جسے سوائے خیال کے	(۱۲۰)
خدا	خلا	(۱۲۱)
نظر حرکت	نظریہ حرکت	(۱۲۲)
متصاد	متضاد	(۱۲۳)
تبعی	طبعی	(۱۲۴)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں مذکورہ بالا نوعیت کی بہت زیادہ اغلاط پائی جاتی ہیں۔ ان اغلاط کی وجہ سے تفہیمِ متن میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔

تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ میں متعدد مقامات پر بغیر ترجمے کے قرآنی آیات دی گئی ہیں جس وجہ سے تفہیمِ متن میں دشواری پیش آتی ہے۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں ان آیات کے تراجم اور حوالہ جات تو دیے گئے ہیں مگر عربی متن نہیں دیا گیا۔

ا۔ موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ بعض آیات کا ترجمہ مکمل نہیں دیا گیا۔ مثلاً خطبہ نمبر ا میں درج ذیل قرآنی آیت دی گئی ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o(۱۲۵)

تسہیل خطباتِ اقبال میں اس کا ترجمہ اس طرح سے دیا گیا ہے:

''ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا'' (72:33)(۱۲۶)

مندرجہ بالا ترجمہ اصل متن کے مطابق نہیں ہے۔اس میں لفظ'' اِنَّا '' کا اور آیت مقدسہ کے آخری حصہ'' اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o '' کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔دیا گیا ترجمہ نامکمل اور ادھورا ہے۔میرے خیال میں مکمل اور درست ترجمہ یہ ہے:

بے شک ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا، بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔(72:33)

۲۔ قرآنی آیاتِ مقدسہ بغیر اعراب کے دی گئی ہیں۔اگر اعراب ساتھ دیے جاتے تو ہر کوئی یہ آیات درست تلفظ سے پڑھ سکتا۔

۳۔ قرآنی آیات کے حوالہ جات میں بھی فرق نظر آتا ہے۔مثلاً تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں درج ذیل آیت دی گئی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط o الرعد[2:13](۱۲۷)

تسہیل خطباتِ اقبال میں اس کا ترجمہ یوں دیا گیا ہے:

''خدا دوسری نعمت کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو نہ بدلے'' (11:13)(۱۲۸)

مندرجہ بالا آیت سورہ رعد ۱۳، کی آیت نمبر ۱۱ کا کچھ حصہ ہے۔مکمل آیت ''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ'' سے شروع ہوتی ہے اور'' دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ'' پر ختم ہوتی ہے۔تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں دی گئی آیت کے اعراب اور حوالہ نمبر درست نہیں ہیں۔آیت کے شروع اور آخر میں موجود متن کی نشاندہی کے لیے علامت (....) بھی نہیں دی گئی۔درست اعراب اور حوالے کے ساتھ آیت اس طرح سے ہے:

''..... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط...... الرعد[11:13]

۴۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (مترجم) کے صفحات نمبر ۵۰ تا ۵۱ پر سورہ انعام کی آیات نمبر ۹۷ تا ۹۹ دی گئی ہیں مگر حوالہ انعام [6:97 تا 99] کے بجائے [99:6] لکھا ہوا ہے۔(۱۲۹)

ان آیات میں سے آیت نمبر ۹۷ کا ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ۳۴ پر ترجمہ دیا گیا ہے اور ترجمے میں حوالہ (97:6) کے بجائے (98:6) لکھا ہوا ہے، جو کہ غلط ہے۔(۱۳۰)

اس طرح کی اغلاط ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے قریباً تمام متن میں کسی نہ کسی شکل میں نظر آتی ہیں۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں اگرچہ عنوانات اور ذیلی عنوانات کے تحت تسہیل متن اور تفہیم متن کے کام کو آسان

بنانے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم، اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

1۔ تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ا پر دیے گئے متن کا عنوان'' کانٹ اور غزالی کے طرزِ فکر میں فرق'' دیا جا سکتا ہے۔ متن ملاحظہ فرمائیں۔

''دنیائے اسلام میں امام الغزالی نے بھی عقلیت پسندی کی انتہا کے خلاف یہی مشن ادا کیا۔ تاہم کانٹ اور الغزالی میں ایک اہم فرق موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ کانٹ اپنے بنیادی تنقیدی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ذاتِ باری کے علمی یا شعوری امکان سے منکر رہا۔ یہ کہ آیا ہم علمی طور پر بھی ذات خدا کو جان سکتے ہیں، اس کا ادراک کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ اس پر اسے اتفاق نہ ہوا۔ اس کی وجہ وہ علمی میراث تھی جو اسے مغرب کے تجربی رویے Empirical Attitude سے ملی۔ چنانچہ کانٹ کے نتائج منفی رہے اور وہ کوئی مثبت نتائج مرتب کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے برعکس غزالی نے تحلیلی فکر Analytical Attitude سے مایوس ہو کر تصوف یعنی فکر کلی Synthetic Thought کا سہارا لیا اور مذہب کے بارے میں مثبت پہلو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔''(۱۳۱)

(ا) مندرجہ بالا اقتباس میں دیے گئے متن کا موزوں عنوان تجویز کرنے کے علاوہ انگریزی الفاظ واوین ('''') میں دے کر، انھیں نمایاں کیا جا سکتا ہے۔

(ب) متن کی چوتھی سطر میں دیے گئے لفظ ''عمل پیدا'' کی جگہ پر لفظ ''عمل پیرا'' آنا چاہیے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دیے گئے حواشی کی مدد سے تفہیمِ متن میں کافی مدد ملتی ہے۔ تاہم کتاب کے متن کی طرح حواشی میں بھی متنی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ مثلاً

ا۔ پہلے خطبے کے حواشی میں امام محمد الغزالی کے بارے میں لکھا ہوا ہے:

''13۔ مشہور مسلم امام اور فلسفی ابو حامد محمد ابن محمد 5059ھ۔1111ء مصنف تہافۃ الفلاسفہ۔''(۱۳۲)

خطبہ نمبر 1 کے حواشی سے دیے گئے مندرجہ بالا اقتباس میں امام غزالی کا سنِ ولادت 5059ھ لکھا گیا ہے جو بالکل غلط اور مضحکہ خیز ہے۔ یہاں ان کا سنِ ولادت 1059ء آنا چاہیے۔

۲۔ حواشی کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا ''حاشیہ'' میں اگر امام غزالی کا اور ان کی تصنیف ''تہافۃ الفلاسفہ'' کا مختصر سا تعارف دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں کئی مقامات پر بغیر ترجمے کے فارسی متن دیا گیا ہے۔ اگر فارسی متن کے ساتھ ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو تسہیل کا حق ادا ہو جاتا۔ اس ضمن میں ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

از حدیثِ مصطفیٰ ﷺ داری نصیب — دینِ حق اندر جہاں آمد 'غریب'
با تو گویم معنی ایں حرفِ بکر — غربتِ دیں نیست فقرِ اہلِ ذکر
بہر آں مردے کہ صاحبِ جستجو است — غربتِ دیں ندرتِ آیاتِ اوست
غربتِ دیں ہر زماں نوع دگر — نکتہ را دریاب اگر داری نظر
دل بآیاتِ مبیں دیگر بہ بند — تا بگیری عصرِ نو را در کمند (۱۳۳)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں کئی مقامات پر نامکمل اور ادھورے جملے نظر آتے ہیں جس سے تصحیحِ متن کی ضرورت

محسوس ہوتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

غلط/نامکمل متن	درست/مکمل متن
جسے خیال کے، اور کسی سے عبور نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۳۴)	جسے سوائے خیال کے، اور کسی سے عبور نہیں کیا جا سکتا۔
اس حیات کو ایغو کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا انسان کی مانند ہے۔ (۱۳۵)	اس حیات کو ایغو (ego) کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا انسان کی مانند ہے۔
اس کو کسی پیمانہ سے ناپا جائے گا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ہمیشہ یہ ہمیشہ یکساں ہے۔ (۱۳۶)	اس کو کسی پیمانے سے ناپا جائے گا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ہمیشہ یکساں ہے۔
زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ہماری فہم میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔ (۱۳۷)	زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ہماری فہم میں کوئی اضافہ نہیں۔
ان کا ادارہ تھا کہ وہ یہ کتاب مجھے تحریر کرواتے جاتے۔ (۱۳۸)	ان کا ارادہ تھا کہ وہ یہ کتاب مجھے تحریر کرواتے جاتے۔....
مذہب اور سائیس میں فرق اور مماثلت۔ (۱۳۹)	مذہب اور سائنس میں فرق اور مماثلت
مزاج کے عین بق ہو۔ (۱۴۰)	مزاج کے عین مطابق ہو۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے تمام خطبات کے شروع میں اہم نکات دیے گئے ہیں جس سے تفہیمِ متن میں کافی مدد ملتی ہے۔ تمام خطبات کے آخر پر حاصل کلام، تتمہ یا تلخیص نہیں دیے گئے۔ خطبے کے آخر پر حاصل کلام کے مطالعہ سے تفہیم میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے خطبات نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۵ کے آخر پر حاصل کلام نہیں دیا گیا۔ تیسرے خطبے کے آخر پر تتمّہ (۱۴۱)، چھٹے خطبے کے آخر پر خطبے کی تلخیص (۱۴۲) اور ساتویں خطبے کے آخر پر حاصل کلام (۱۴۳) دیے گئے ہیں۔

خطبات نمبر ۳ کے علاوہ تمام خطبات کے آخر پر حوالے/حواشی دیے گئے ہیں۔ چھٹے خطبے کے آخر پر دیے گئے حوالے/حواشی مفصل ہیں اور ان کی مدد سے تفہیمِ متن میں کافی زیادہ مدد ملتی ہے۔ خطبہ نمبر ۳ کے آخر پر تیرہ حوالہ جات تو دیے گئے ہیں مگر حواشی نہیں دیے گئے۔ اس خطبات میں بہت سی ایسی شخصیات، احوال اور اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے جن کی مزید تعارف و وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سید نذیر نیازی نے اس خطبے کے آخر پر ایک سو سترہ (117) حوالے و حواشی دیے ہیں۔ (۱۴۴)

انھوں نے حقیقتِ دعا، نقطہ اور لمحہ، جوہری زمانہ، علم الٰہی، مراتب نفس انسانی اور تصوف کی نوافلاطونی کے عنوانات کے تحت تصریحات بھی دی ہیں۔ (۱۴۵)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے آخر پر ''فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ونفسیات'' دی گئی ہے اس میں خطبات کے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کا مفہوم دیا گیا ہے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے علمی معیار کا خطباتِ اقبال کے ضمن میں ترجے اور تفہیم وتسہیل کے لیے لکھی گئی دیگر کتب سے موازنہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک اچھی علمی کوشش ہے مگر اسے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں چند

مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں ساتویں خطبے کے درج ذیل مشمولات تحریر کیے گئے ہیں:

☆ مذہبی زندگی کے تین ادوار
☆ فلسفہ کانٹ کا تنقیدی جائزہ
☆ ایک اہم اعتراض اور اس کا جواب
☆ عہدِ حاضر میں اس بحث کی خصوصی اہمیت
☆ جدید انسان کا المیہ
☆ مذہبی تجربے پر تنقید اور اس کا جواب
☆ مذہبی تجربہ اور تحلیلِ نفسی
☆ شیخ احمد سرہندی کے افکار
☆ نیٹشے کیوں خائب و ناکام ہوا
☆ مذہب اور سائنس میں فرق اور مماثلت
☆ حاصل کلام (۱۴۶)

ساتویں خطبے کا بغور مطالعہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے مشمولات میں درج ذیل عنوانات کا اضافہ ہونا چاہیے:

☆ مشرق و مغرب کی زبوں حالی کے اسباب و نتائج
☆ ینگ کی مذہب اور نفسیات کے باہمی اختلاف و اشتراک کے بارے میں رائے
☆ خودی کا نصب العین

2۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں بعض مقامات پر مشکل عبارت کی وجہ سے تفہیم متن میں دشواری پیش آتی ہے۔ سادہ اور سلیس عبارت سے تسہیل کا کام اور بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

خودی کے نصب العین کے بارے میں تسہیل خطباتِ اقبال میں درج ہے:

''خودی کا منتہائے مقصود یہ نہیں کہ اپنی انفرادیت کے حدود توڑ ڈالے اور سمندر میں قطرے کی طرح گم ہو جائے، بلکہ اس کا مقصود و مطلوب یہ ہے کہ وہ اپنی انفرادیت کا زیادہ قوی اور بھرپور انداز میں اظہار کرے۔ لہٰذا اس کا معراج عمل، فکر و تعقل کا عمل نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک روح پرور حیاتی عمل ہوگا جو اس میں گہرائی اور پختگی پیدا کرے اور اس کے جذبۂ عمل کو تحریک دیتے ہوئے اس یقین کا باعث بنتا ہے کہ کائنات محض دیکھنے یا افکار و تصورات کی شکل میں سمجھنے کی چیز نہیں بلکہ ایک ایسی چیز ہے جس کو ہم اپنے مسلسل عمل سے بار بار بناتے ہیں اور اس کی صورت گری کرتے ہیں۔ یعنی ہمارے عمل پیہم اور مسلسل جدوجہد کے باعث یہ ہر آن نت نئی شکلوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ روح پرور حیاتی عمل اور اس کا ادراک خودی کے لیے سرور و کیف کا انتہائی لمحہ ہے، مگر اس کے ساتھ سخت ترین آزمائش بھی۔ (۱۴۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں بیان ہوا ہے کہ خودی کا مقصد اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا اور مسلسل عمل اور مسلسل جدوجہد

سے کائنات میں تخلیق اور تسخیر کے عمل کو جاری رکھنا ہے۔ مسلسل عمل اور جدو جہد کی بدولت خودی مستحکم سے مستحکم تر ہوتی ہے اور اسے سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔

محمد شریف بقا نے ''خطباتِ اقبال پر ایک نظر'' میں خودی کا مقصد اس طرح سے بیان کیا ہے:

''..... خودی کا اصلی مقصد حقیقت کا دیدار نہیں بلکہ کچھ کرنا ہے۔ خودی کا حقیقی نصب العین فکر کی بجائے عمل ہے۔ اپنی انفرادیت کو گم کرنے کے بجائے خودی کو اپنے استحکام اور بقا کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں خودی کا مقصد نفیِ ذات نہیں بلکہ اثباتِ ذات ہے۔ یہ دنیا اس لیے تخلیق نہیں کی گئی کہ ہم اس کے بارے میں صرف تصورات قائم کریں یا معلومات حاصل کریں بلکہ ہمیں اپنے عملِ پیہم اور سعیِ مدام کی بدولت اس کی تعمیر وترقی میں نمایاں حصہ لینا چاہیے۔......'' (۱۴۸)

''خطباتِ اقبال پر ایک نظر'' میں دی گئی عبارت ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی عبارت سے زیادہ آسان اور عام فہم ہے۔

خطباتِ اقبال کا نفسِ مضمون اور عبارت بہت مشکل ہیں۔ ان کی تفہیم کے لیے لکھے گئے تراجم و دیگر تحقیقی وتنقیدی کتب کی عبارت جس قدر آسان اور عام فہم ہوگی، اسی قدر یہ کتب افادۂ عامہ کا باعث ہوں گی۔ اکثر مترجمین، شارحین اور مبصرین، قارئین کی اس بنیادی ضرورت کو پیشِ نظر نہیں رکھتے۔ ''تلخیص خطباتِ اقبال'' از ''ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم'' میں بھی اسی طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں نظر آتی ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ نمبر ۲ کی تلخیص میں خودی کا مقصد ان دریں الفاظ بیان ہوا ہے:

''...... مقصودِ نفس کچھ دیکھنا نہیں بلکہ کچھ ہونا ہے، رویتِ حقیقت مقصود نہیں بلکہ تحقیقِ خودی مقصود ہے، نفس کا مقصود فکر نہیں بلکہ قدرت ہے، نفس کا حقیقی مقصود اپنی انفرادیت سے کنارہ کش ہونا نہیں بلکہ شخصیت یا خودی کا تشخص وتعین ہے، غایتِ حیات عقل وفکر نہیں بلکہ ظاہر وباطن میں انقلاب آفرینی ہے۔ عرفانی حالت انسان کے لیے محلِ امتحان بھی ہے اور سرچشمۂ سعادت بھی۔ (۱۴۹)

مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے مندرجہ بالا عبارت عام فہم نہیں رہی۔ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے:

''خودی کا مقصد اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا اور مسلسل عمل وجدوجہد سے اپنے آپ کو مضبوط تر کرنا اور اپنے باطن میں اور کائنات میں تبدیلی واصلاح کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے سعادتِ دارین حاصل کرنا ہے۔''

خطباتِ اقبال پر لکھی گئی مختلف کتب کی عبارتوں کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی عبارت، ''تلخیص خطباتِ اقبال'' کی عبارت سے قدرے آسان مگر ''خطباتِ اقبال پر ایک نظر'' کی عبارت سے قدرے مشکل ہے۔ تسہیل کے تقاضوں کے پیشِ نظر اس کتاب کا طرزِ تحریر اور عبارت مزید آسان، سلیس اور بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دیے گئے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی تحریر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایسے قارئین جو فارسی زبان نہیں جانتے، وہ بھی ان اشعار کا مفہوم جان سکیں۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی طرح ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' میں بھی فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ (۱۵۰)

''مذہبی افکار کی تعمیرِ نو'' از ''شریف کنجاہی'' میں بھی یہی روش اختیار کی گئی ہے۔ تاہم، پروفیسر محمد عثمان نے فارسی

اشعار کے ساتھ ترجمہ دیا ہے۔(۱۵۱)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے بھی اپنے تبصرہ میں ''تسہیل خطبات اقبال'' کے چند ایک اصلاح طلب پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''ہر خطبے کے شروع میں، اہم نکات درج ہیں۔بعض خطبوں کے آخر میں حواشی بھی دیے گئے ہیں (بعض خطبوں کے حواشی، حواشی نہیں محض حوالے ہیں) کتاب کے آخر میں فلسفہ ونفسیات کی اردو اصطلاحوں کی فرہنگ دی گئی ہے' مگر یہ اردو اصطلاحات کا متبادل ہیں؟ یہ علم نہیں ہوتا۔یہاں اردو اصطلاحات کے بالمقابل انگریزی الفاظ کا اندراج از بس ضروری تھا، اس لیے کہ بہت سے انگریزی الفاظ واصطلاحات کے اردو مترادفات میں اختلاف واقع ہوا ہے۔پھر یہ کہ بعض انگریزی اصطلاحیں، اردو اصطلاحوں کی نسبت زیادہ مانوس ہیں۔ان کی مدد سے تسہیل و تفہیم میں آسانی ہوتی۔ معلوم نہیں، مرتبین کی نظر سے یہ اہم نکتہ کیوں اوجھل ہوگیا۔اس فرہنگ کا عنوان ہے:''اصطلاحات فلسفہ ونفسیات''، مگر اس میں خاصی تعداد میں ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جن کا فلسفہ ونفسیات سے کوئی تعلق نہیں۔جیسے:

دارالسلام۔اجتہاد۔اخلاق عالیہ۔ازمنۂ وسطیٰ۔احیاء۔اجماع۔انفساخ۔اذہان۔عوارض۔قدرت کاملہ۔کلاسیکی ثقافت۔مآخذ۔مستثنیٰ۔ماہیت۔موقف۔مشین۔مقامِ کبریا۔مصالح۔نابغ وغیرہ

یہ سیدھے سادے لغت کے الفاظ ہیں۔فرہنگ میں الفاظ واصطلاحات کے اندراج میں الف بائی ترتیب کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا۔بعض الفاظ وتراکیب کے معانی ہم نہیں سمجھ سکے، مثلاً

اصلاحی=اصلاح اور درستی

کلاسیکی ثقافت=اعلیٰ درجے کی ثقافت، مسلم الثبوت ثقافت، قدیم یونانی ثقافت۔

مقام کبریا=رسول خداﷺ کا مقام۔انسان کا بلند ترین اور حقیقی مقام۔

جملہ تسہیل نگاروں نے خطبات کو سہل بنانے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ان میں سے بعض اصحاب فلسفے کے اساتذہ ہیں۔ اس لیے ان کا فلسفیانہ انداز، خطبات کو سمجھنے میں قدرے مشکل پیدا کرے گا۔ہمارا خیال ہے کہ خطبات اقبال کی تفہیم و تسہیل میں علامہ کی شاعری اور ان کے مکاتیب بہت مفید ومعاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ڈاکٹر ابصار احمد، ڈاکٹر محمد ریاض اور رحیم بخش شاہین کے ہاں ایک حد تک شاعری سے مدد لینے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ یہ تسہیلات بہتر طور پر سمجھی جاسکتی ہیں۔مرتبین کسی جگہ خطبات کا نام The Reconstruction of Religious Thought in Islam بھی درج کردیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا، بلکہ یہ ضروری تھا۔اسی طرح خطبات کے انگریزی عناوین بھی درج نہیں کیے گئے۔ اغلاطِ کتابت، نیز انگریزی اعداد کے اندراجات میں احتیاط نہیں کی گئی، چنانچہ بہت سے حوالوں اور حاشیوں کے شمار نمبر غلط ہوگئے ہیں۔کتاب کے''پیش گفتار'' میں بعض باتیں محلِ نظر ہیں، مگر ہم ان کا ذکر چھوڑتے ہیں۔

تفہیم اقبال کے ضمن میں، تسہیل خطبات کی یہ کوشش بحیثیت مجموعی خوش آئندہ ہے۔امید ہے یہ کاوش کسی نہ کسی درجے میں بہرحال مفید ثابت ہوگی۔''(۱۵۲)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بغیر ہی ۱۹۹۷ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کردیا گیا۔اُمید ہے کہ اس کی آئندہ اشاعت بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تسہیل خطباتِ اقبال میں کئی مقامات پر متنی اور املا کی اغلاط نظر آتی ہیں۔اس پر از سرِ نو جائزہ لینے اور تصحیح متن کی ضرورت ہے۔کمپوزنگ، پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا معیار بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

10۔تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس، لاہور

اشاعت : دسمبر 1977ء

صفحات : ۱۴۷

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	تعارف	۳
	دیگر تصانیفِ اقبال اور ''جاوید نامہ''	۴
	چند امتیازی پہلو	۵
	کتاب کا نام	۷
	جاوید نامہ کے تمثیلی کردار	۸
	کتاب کا ابتدائی حصہ	۱۰
	''جاوید نامہ'' کا اسلوب اور موضوع	۱۲
	فلکِ قمر	۱۵
	زندہ رود، (اقبال کا افلاکی نام)	۲۰
	فلک عطارد (قرآنی معاشرتی تعلیمات کا گنجینہ)	۲۲
	۱۔ دین اور وطن	۲۴
	۲۔اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام	۲۴
	۳۔خلافتِ آدم	۲۵
	۴۔حکومتِ الٰہی	۲۵
	۵۔زمین خدا کی ہے	۲۶
	۶۔حکمت خیر کثیر ہے (۲:۲۶۹)	۲۶
	۷۔اسلام اور عصری تقاضے	۲۷
	۸۔پیغام تعلیماتِ اسلامی	۲۸
	محمد سعید حلیم پاشا کے دو نکتے	۳۰
	فلک زہرہ (بتانِ کہن اور فراعنہ)	۳۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	مہدی اور کچنر	۳۷
	دعویٰ مہدیت	۳۸
	عرب اقوام سے روح مہدی کا خطاب	۳۸
	فلک مریخ	۴۰
	مریخ کا ماہرِ علوم ستارہ شناس	۴۰
	مسئلہ تقدیر پر نیا خیال	۴۱
	فلکِ مریخ کی نام نہاد پیغامبر دوشیزہ	۴۳
	فلک مشتری (حلاج، طاہرہ، غالب اور......)	۴۵
	حلاج سے گفتگو	۴۵
	طاہرہ کا کردار	۴۷
	حلاج اور حقیقت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۸
	ابلیس اور فریادِ ابلیس	۵۰
	میرزا غالب	۵۳
	فلک زحل (غدّ ارانِ ہند اور روحِ ہند)	۵۵
	افلاک سے باہر	۵۷
	شرف النساء بیگم (رحمۃ اللہ علیہ)	۵۸
	حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) اور غنی کشمیری	۵۹
	بھرتری ہری	۶۲
	ناصر خسرو	۶۳
	نادر شاہ افشار سے گفتگو	۶۴
	گفتگو بابا احمد شاہ درانی ابدالی	۶۵
	سلطان ٹیپو شہید سے گفتگو	۶۷
	زندگی	۶۸
	موت اور شہادت	۶۸
	جمالِ ذات کی ندا	۷۰
	خطاب بہ جاوید (نئی نسل سے چند باتیں)	۷۲
	حوالے اور توضیحات	۷۸

ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت مئی تا اگست ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **تعلیمات اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)** شائع ہوا۔ متن کے لحاظ سے یہ مقالہ ''جاوید نامہ'' پر ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے گئے گزشتہ کے تمام مقالات و مضامین کے مجموعے اور اس موضوع پر ان کے حاصل مطالعہ و تحقیق پر مبنی تھا۔ یہ مقالہ بعد میں ''**جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شاملِ اشاعت ہوا۔

اس طویل مقالے کے مندرجات کی تفہیم کے لیے راقم الحروف نے مقالے میں دیے گئے ذیلی عنوانات پر مشتمل ایک فہرست ترتیب دی ہے۔ اس فہرست کی مدد سے تمام مقالے میں دیے گئے متن کی نوعیت اور اس کی ترتیب و پیشکش کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کے شروع میں ''جاوید نامہ'' کا تعارف دیا ہے اور علامہ اقبال کی دیگر تصانیف کے ساتھ موازنہ کر کے اس کا علمی و ادبی مقام متعین کیا ہے۔ کتاب کی وجہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''جاوید نامہ'' کے اسلوب اور موضوع کے بارے میں ضروری امور کا ذکر کیا ہے اور اس کے کرداروں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد فلکِ قمر (صفحہ ۱۵ تا ۳۲)، فلکِ زہرہ (صفحہ ۳۳ تا ۳۹)، فلکِ مریخ (صفحہ ۴۰ تا ۴۴)، فلک مشتری (صفحہ ۴۵ تا ۵۴)، فلکِ زحل (صفحہ ۵۵ تا ۵۶)، افلاک سے باہر (صفحہ ۵۷ تا ۷۱) اور خطاب بہ جاوید (صفحہ ۷۳ تا ۷۶) کے عنوانات کے تحت ذیلی عنوانات قائم کرتے ہوئے مختلف کرداروں کے حوالے سے حقائق زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر پر (صفحہ ۷۸ تا ۸۳ پر) ''حوالے اور توضیحات'' کے عنوان سے حوالہ جات اور حواشی دیے گئے ہیں۔

تمام مقالہ سلیس، رواں اور عام فہم عبارت پر مشتمل ہے۔ چند ایک مقامات پر قدرے مشکل عبارت نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے ''جاوید نامہ'' کے فکری و فنی محاسن اجاگر کیے ہیں۔ انھوں نے اس کے مشکل مقامات کی تسہیل کر کے جاوید نامہ کے تفہیم متن کے سلسلے میں گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ (۱۵۳)

11- تفسیرِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : باراول: ۱۹۸۸ء، باردوم: ۱۹۹۵ء

صفحات : ۴۲۰

قیمت : ۲۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
۰۱۔	تعارف ۔۔۔ از مصنف	۰۰۷	
۰۲۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	۰۰۹	۰۲۱
۰۳۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	۰۳۰	۰۳۹
۰۴۔	مقدمہ سرودِ اقبال	۰۶۹	۰۵۴
۰۵۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	۱۲۳	۰۳۰
۰۶۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	۱۵۳	۰۲۰
۰۷۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	۱۷۳	۰۵۰
۰۸۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	۲۲۳	۰۲۲
۰۹۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	۲۴۵	۱۰۴
۱۰۔	اقبال اور بیدل	۳۴۹	۰۴۷
۱۱۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی (۱۵۴)	۳۹۶	۰۲۴

''تفسیرِ اقبال'' میں شامل مقالات ومضامین میں طویل ترین مقالہ ۱۰۴ صفحات پر اور مختصر ترین مقالہ ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تین مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۵۰ صفحات پر، دو مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۳۵ صفحات پر اور چار مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ درج ذیل مقالات ومضامین کے فہرست عنوانات میں اور ان مقالات ومضامین کے ساتھ دیے گئے عنوانات میں کچھ فرق ہے:

نمبر	فہرست عنوانات میں دیے گئے عنوانات	مقالات ومضامین کے ساتھ دیے گئے عنوانات
۰۱۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	اقبال اور آئینِ جوانمرداں

نمبر	فہرست عنوانات میں دیے گئے عنوانات	مقالات ومضامین کے ساتھ دیے گئے عنوانات
۰۲۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	محمد سعید حلیم پاشا
۰۳۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	اقبال اور جمال الدین افغانی

''تفسیرِ اقبال'' کے مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے درج ذیل مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں بھی شائع ہوئے ہیں۔موضوعاتی مطالعے کے لیے اس فہرست میں موضوع وعنوان سے متعلقہ دیگر مقالات ومضامین بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
001۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب			اکتوبر 1987ء
02۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	4	جنوری 1971ء
03۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	بیدل فکر وفن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	1	2	اکتوبر تا دسمبر 87ء
	بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	41	3	جولائی 1994ء
	مرزا بیدل: فکر وفن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
	مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	5	4	اکتوبر۔دسمبر 85ء
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور		12	4	جنوری 1972ء
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	12	2	جولائی 1971ء
04۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	4	4	اکتوبر۔دسمبر 84ء
	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران	8	20	نومبر 1968ء
	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	9	ستمبر 1971ء
05۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	2	اکتوبر۔دسمبر 1971ء
		اقبال ریویو	حیدرآباد	اقبال اکیڈمی			نومبر 2005ء
	سید جمال الدین اسدآبادی افغانی	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	2	مئی 1971ء
06۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی		اول	1989ء
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	فکر ونظر	اسلام آباد		22	2	اکتوبر۔دسمبر 84ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
	علوم اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	10	اکتوبر 1971ء
07۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	18	2	اکتوبر 1969ء
08۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی کے..	لاہور	بزمِ اقبال		اول	مئی 1985ء
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	23	2	اپریل 1976ء
	اقبال کے نمونہ ہائے تراجم	افکارِ اقبال	لاہور	مکتبہ تعمیرِ انسانیت		اول	1990ء
09۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	27	2	جولائی 1986ء
	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ						
	اقبال پر فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	5	18	1992ء
	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور						
	میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	34	2	جولائی تا ستمبر 93ء
	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	21	2	اپریل 1974ء
	ایران میں مطالعہ اقبال	فکرونظر	اسلام آباد		13	10	اپریل 1976ء
	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب	92	190	جنوری 1977ء
10۔	مقدمہ سرودِ اقبال	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	اقبال پر ایک فکرانگیز فارسی کتاب "سرود اقبال"..	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	23	4	اکتوبر 1976ء

ڈاکٹر محمد ریاض پاکستان اور بیرونِ ملک اردو و فارسی زبان و ادب، خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ہونے والی علمی و ادبی سرگرمیوں اور مطبوعات سے باخبر رہتے تھے۔ پاکستان، انڈیا اور ایران میں اقبالیات کے حوالے سے ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے تھے اور اس ضمن میں حاصل ہونے والی معلومات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچا دیتے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقدہ علی گڑھ میں شرکت کے دوران انھیں بھارت میں ''تفسیرِ اقبال'' کے نام سے چھپی ہوئی ایک کتاب ملی۔ یہ کتاب ان کے اِس زیرِ مطالعہ کتاب ''تفسیرِ اقبال'' کی تدوین کا سبب بن گئی۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''فروری 1987ء کے آخری ہفتے میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقدہ علی گڑھ میں شرکت کرنے کے بعد جب میں لاہور میں ان سے (ناشر مقبول اکیڈمی، ملک مقبول احمد سے) ملا تو انھوں نے میرے پاس ''تفسیرِ اقبال'' نام کی بھارت میں چھپی ہوئی ایک کتاب دیکھی۔ اس کتاب کو بہار الہ آبادی نے ۱۹۸۲ء میں شائع کروایا اور اس میں پاکستانی مجلوں میں شائع ہونے والے مقالے درج ہیں۔ خود میرے دو مقالے ''اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ'' اور ''اقبال کے ساقی نامے'' جو ہمارے ملک کے بعض مجموعوں میں شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں شامل ہیں۔ جناب ملک مقبول احمد

نے تقاضا کیا کہ اس نام کی ایک کتاب میں اپنے مطبوعہ / غیر مطبوعہ مقالات کے مجموعے کی صورت میں مرتب کروں۔ اس سے قبل ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء میں بالترتیب وہ میرے چالیس طویل اور مختصر مقالے ''تبرکاتِ اقبال'' اور ''افاداتِ اقبال'' کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔''(۱۵۵)

تفسیرِ اقبال کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''تفسیرِ اقبال'' کے تین مضامین اقبال سے افغانی، بیدل اور سعید حلیم پاشا کے تقابلی مطالعے پر مبنی ہیں۔ دو ایک اقبالیات کے عمومی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی، شاعر کی اپنی تحریروں میں'' میں کھوج لگایا گیا ہے کہ علامہ نے اپنے بیسیوں اشعار کی تشریح، جہاں تہاں نثری تحریروں میں بھی کی ہے۔ دو مضمون ایران کے حوالے سے ہیں، ''سرودِ اقبال'' (فخر الدین حجازی) کے مقدمے کا ترجمہ اور ''ایرانی درسی کتابوں میں ذکرِ اقبال کے کوائف''۔ مقالہ نگار نے اپنی ہر بات کو سند و حوالہ سے معتبر بنایا ہے۔ یہ مقالے اقبالیات اور اس کے متعلقات پر ڈاکٹر محمد ریاض کی گہری نظر کا پتا دیتے ہیں۔'' (۱۵۶)

تفسیرِ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض نے شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے کلام کی تشریح و توضیح کے لیے بہت ریاضت کی ہے۔ فارسی کلام، خطبات اور اقبال کی شاعری کے عارفانہ پہلوؤں پر ڈاکٹر محمد ریاض کی تحقیق قابلِ ستائش ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات ان کی خدمات سے ایک عرصہ تک فیض حاصل کرتا رہا۔ زیرِ نظر کتاب ''تفسیرِ اقبال'' ان کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس سے پہلے مقالاتِ اقبال پر مشتمل ان کے دو مجموعے ''برکاتِ اقبال'' اور ''افاداتِ اقبال'' بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ''تفسیرِ اقبال'' میں دس مضامین شامل ہیں۔ تمام مضامین اقبالیاتی ادب کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔ کتاب کا دوسرا مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں'' اپنی جدت اور علمیت کی وجہ سے قابلِ توجہ ہے۔ اس میں علامہ کے اشعار کے معانی ان کی نثری تحریروں کے اقتباسات کے ذریعے واضح کیے گئے ہیں کیونکہ اقبال کے اکثر اشعار میں جو فکر کارفرما نظر آتی ہے وہ ان کی نثر میں بھی موجود ہے۔ اس طرح ان اشعار کا مفہوم ان کی نثر کے ذریعے قابلِ فہم بن جاتا ہے۔ ''اقبال ایران کی درسی کتب میں'' کے مطالعے سے یہ خوش گوار حقیقت ہم پر واضح ہوتی ہے کہ شاعرِ مشرق کے احوال و آثار اب ایران کے نونہالوں کی درسی کتب میں شامل ہو گئے ہیں جو کہ ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔۔۔ ''تفسیرِ اقبال'' کا ہر مقالہ اقبال کو مختلف پہلوؤں سے جانچنے اور پرکھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔ کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔''(۱۵۷)

''تفسیرِ اقبال'' میں شامل تمام مقالات علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے بہت زیادہ افادیت کے حامل ہیں۔ تاہم، اس کا کتابت، پیپر اور پروف خوانی کا معیار اچھا نہیں ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں ''افاداتِ اقبال'' کا سنِ طباعت درست نہیں لکھا گیا۔ یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی نہ کہ ۱۹۸۵ء میں۔ کتاب ''برکاتِ اقبال'' کا نام بھی ''تبرکاتِ اقبال'' لکھا گیا ہے، جو کہ درست نہیں ہے۔ دونوں کتب (برکاتِ اقبال اور افاداتِ اقبال) میں شامل مقالات کی تعداد چالیس نہیں بلکہ پچاس ہے۔ اسی طرح پہلے مقالے میں حوالہ جات و حواشی متن کے ساتھ ہی ملا کر کتابت کر دیے گئے ہیں۔ ان اغلاط کے پیشِ نظر دیگر مندرجات بھی بغیر تصدیق کے درست تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔

''تفسیرِ اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۰ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں ۴ مقالات و مضامین

علامہ کے افکار وتصورات پر ۳، مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان وادب، کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ''تفسیرِ اقبال'' میں شامل مقالات ومضامین کا مطالعہ پیشِ خدمت ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کے صفحہ نمبر ۴۹ تا ۶۸ پر **''اقبال کے چند تراجم و ماخوذات، تقابلی نمونے''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے اخذ واقتباس وترجمے کے اسلوب کے بارے میں تبصرہ وجائزہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے عربی، فارسی اور انگریزی سے اخذ وترجمہ کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال اخذ واقتباس وترجمے کے ضمن میں آزادانہ روش کے حامل تھے۔ ماخوذ ومقتبس ومترجم اور تضمین وتلمیح کے حامل موضوعات ان کے ہاں آکر حیرت انگیز طور پر عروج پا جاتے تھے۔ مجلّہ بزمِ اقبال میں شائع ہونے والے مقالے میں حوالہ جات و حواشی ہر صفحہ کے پاورقی میں دیے گئے ہیں۔ اصل متن اور حوالہ جات وحواشی میں کوئی خطِ امتیاز قائم نہیں کیا گیا جس وجہ سے تفہیمِ متن میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔ بعد میں یہی مقالہ بزمِ اقبال کی مرتبہ ومطبوعہ کتاب **''اقبال شناسی کے زاویے (منتخب مقالات مجلّہ اقبال ۱۹۷۴ء۔۱۹۸۴ء)''**، مطبوعہ مئی ۱۹۸۵ء میں بغیر کسی تبدیلی واصلاح کے شامل کر لیا گیا۔ تاہم، یہاں پر مقالے کے متن اور پاورق میں دیے گئے حوالہ جات وتوضیحات میں خطِ امتیاز قائم کر دیا گیا جس سے تفہیمِ متن میں حائل رکاوٹ دور ہو گئی۔ بعد میں یہ مقالہ **''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''** کے عنوان سے ''تفسیرِ اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں شامل کر لیا گیا۔ اس کی کتابت کے وقت مجلّہ ''اقبال''، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کو ہی پیشِ نظر رکھا گیا۔ نفسِ مضمون اور حوالہ جات وحواشی کا امتیاز قائم رکھے بغیر اس کی کتابت کر دی گئی اور ناقص پروف ریڈنگ کی وجہ سے حوالہ جات وحواشی اصل متن کے ساتھ خلط ملط ہو کر شائع ہو گئے۔ بعد میں متذکرہ بالا مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم پر مشتمل کتاب ''افکارِ اقبال'' (۱۹۹۰ء) کے صفحہ نمبر ۱۶۷ تا ۱۸۹ پر شامل ہو کر شائع ہوا۔ جہاں پاورق میں خطِ امتیاز دے کر حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ راقم الحروف کے ''افکارِ اقبال'' پر لکھے گئے تبصرے وجائزے میں اس مقالے پر تبصرہ وجائزہ دیا گیا ہے جو اس زیرِ مطالعہ مقالے کے باب سوم میں شامل ہے۔ (۱۵۸)

مجلس ترقی ادب کے مجلّہ ''صحیفہ'' کے اکتوبر ۱۹۸۷ء کے شمارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ابیاتِ اقبال کے معانی''** شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ **''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''** کے عنوان سے ''تفسیرِ اقبال'' میں شامل کیا گیا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی ایسے اشعار دیے ہیں جن کی علامہ محمد اقبال نے خود اپنی تقاریر، مکتوبات، خطبات یا ملفوظات میں تشریح بیان کی ہے۔ اس طرح علامہ محمد اقبال نے بعض مواقع پر اپنی تصانیف کی غرض وغایت بیان کی اور ان کے مشمولات پر تبصرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں یہ تبصرات بھی دیے ہیں اور منثور تحاریر اور اردو وفارسی کلام کے تقابلی وموازنے سے اقبال شناسی کے لیے نثر ونظم کو ملا کر پڑھنے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظم ''شمع اور شاعر'' کے ایک شعر کی تشریح دی ہے۔ مسئلہ ملکیت زمین کے

بارے میں ''جاوید نامہ'' اور ''بالِ جبریل'' سے اشعار دیے ہیں اور علامہ مرحوم کے مکتوب مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء سے مسئلہ ملکیت زمین کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار نقل کیے ہیں۔ ادبیات اور فنونِ لطیفہ کے بارے میں علامہ اقبال کے اردو و فارسی اشعار اور ان کی ایک تقریر سے موضوع سے متعلقہ متن دیا ہے۔ اس طرح سوشلزم و کمیونزم کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے متعدد اشعار اور ان کی نثری توضیحات دی گئی ہیں۔ فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں یہ مقالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر ایم فل/ پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔(۱۵۹)

ڈاکٹر محمد ریاض انقلابِ ایران (فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل دو میعادوں کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ایران میں مقیم رہے۔ انھیں اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء) حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہفتے یا دو ہفتے تک ایران میں رہنے اور تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔ اس دوران انھیں ایران کے جمہوری اسلامی دور کے اقبالیاتی ادب کے مطالعے کا اور ایران کے اقبال شناس مصنفین و مترجمین سے شناسائی کا موقع ملا۔ انھوں نے متعدد مقالات و مضامین لکھ کر قارئین کرام کو فارسی ادب کے نئے رجحانات اور ایران میں مطالعہ اقبال کی پیشرفت سے آگاہ کیا۔ ان مقالات و مضامین کا تعارف و جائزہ درج ذیل ہے:(۱۶۰)

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۱، شمارہ ۲، اشاعت اپریل ۱۹۷۴ء کے صفحات ۱۰۳ تا ۱۰۶ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''**ایران میں اقبال پر تازہ کام**'' شائع ہوا۔ یہی مقالہ ماہنامہ ''فکر و نظر'' کی جلد ۱۳، شمارہ ۱۰، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کے صفحات ۸۳۴ تا ۸۴۲ پر ''ایران میں مطالعۂ اقبال'' کے عنوان سے قدرے اختصار کے ساتھ شائع ہوا۔ ستمبر ۱۹۷۳ء کو پونے پانچ برس بعد جب ڈاکٹر محمد ریاض دوبارہ ایران گئے تو اس عرصے میں انھوں نے ایران میں اقبالیات پر ہونے والے علمی و ادبی کاموں کا جائزہ لیا اور اسے اس مقالے کی صورت میں قارئین کے لیے شائع کرا دیا۔ مقالے کے شروع میں انھوں نے کلامِ اقبال پر لکھی گئی تضمینوں کی چار مثالیں دی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ڈاکٹر احمد احمدی بیرجندی کی مطبوعہ کتاب ''دانائے راز'' (۱۹۷۰ء) کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کتاب میں علامہ اقبال کی زندگی، ان کی فارسی شاعری کے اسالیب اور ایک مفکر کی حیثیت سے ان کے مقام پر بحث ملتی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں تہران کے مشہور مذہبی ادارے ''حسینیہ ارشاد'' نے اقبال پر ایک بھرپور کانفرنس منعقد کروائی جس میں متعدد اہل علم و فضل نے شاعر مشرق کے فکر و فن پر مقالے پڑھے۔ ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل مقالات کا مجموعہ ۱۹۷۳ء میں ''علامہ اقبال، کنگرہ بزرگداشت شاعر متفکر'' کے زیرِ عنوان ہوا۔ ''حسینیہ ارشاد'' نے ۱۹۶۸ء میں بانگِ درا، حصہ سوم میں شامل ترانہ ملی فارسی اور عربی منظوم و منثور تراجم کے ساتھ چھپوایا۔ ۱۹۷۳ء میں صد سالہ جشنِ ولادت اقبال منایا گیا۔ اس موقع پر تہران کی انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان نے پروفیسر ڈاکٹر فضل اللہ رضا کا تحریر کردہ رسالہ ''محمد اقبال'' شائع کرایا۔ مقالہ ''ایران میں اقبال پر تازہ کام'' کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۴ء کے آغاز میں تہران یونیورسٹی میں کلامِ اقبال کی تدریس کے آغاز کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں مذکورہ تمام مطبوعات میں سے چند مثالیں دے کر ان کا نفسِ مضمون اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔(۱۶۱)

جولائی ۱۹۸۶ء میں مجلّہ اقبالیات (اقبال ریویو) کی جلد ۲۷، شمارہ ۲، کے صفحہ ۱۵۳ تا ۱۸۰ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ

''اقبال، ایران کی درسی کتب میں'' شائع ہوا۔ بعد میں یہ مقالہ ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔۱۹۸۴ء کے خزاں کے دوران (ستمبر تا نومبر) تہران سے ایک بڑی تقطیع میں ''اقبال لاہوری در کتابہائی درسی جمہوری اسلامی ایران'' کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا جس میں ایران کے ہائی سکولوں (کلاس ششم تا دوازدہم) میں عمومی اور خصوصی مضامین میں علامہ اقبال کے احوال و آثار کی درسی کتب میں شمولیت کا کوائف نامہ درج تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتابچے کے حوالے سے اپنے مقالہ **''اقبال، ایران کی درسی کتب میں''** مختلف جماعتوں میں پڑھائے جانے والے اقبالیاتی نصاب کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتابچے کا تعارف غلام علی حداد عادل نے تحریر کیا ہے جو وزارتِ تعلیم کے شعبۂ تحقیق اور منصوبہ بندی کے چیئرمین ہیں۔ کتابچے کے اندرونی صفحے پر ''زبورِ عجم'' حصہ دوم کی غزل نمبر ۵۸ درج ہے۔ اگلے صفحے پر حضرت علامہ کی تصویر ہے اور اس کے نیچے مثنوی اسرارِ خودی کی تمہید کا ایک شعر دیا گیا ہے۔ سالِ سوم راہنمائی کی کلاس (یعنی عمومی جماعت ششم) سے طلبہ کو علامہ اقبال کے احوال و افکار سے آگاہ کروانا شروع کیا جاتا ہے۔ کلاس نہم میں تعارف کے بعد اقبال کے ''جاوید نامہ (فلک عطارد و آنسوئے افلاک)'' اور ''پس چہ باید کرد'' سے منتخب اشعار دیے گئے ہیں۔ کلاس یازدہم کے فارسی نصاب میں ''پیامِ مشرق'' کی پانچ دوبیتیاں (از لالۂ طور)، ''زبورِ عجم'' حصہ دوم کا معروف مستزاد ''از خواب گراں خیز'' اور ''مثنوی پس چہ باید کرد'' کے اسی عنوان کا ایک اقتباس جزوِ درس ہے۔ اس سے اگلی کلاس میں اقبال کی اکثر فارسی کتابوں سے منتخب کلام دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالے سے واضح ہوتا ہے کہ ایرانی دانشوروں نے فکرِ اقبال کی قدر و قیمت، اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر اپنے تعلیمی اداروں میں ۱۹۸۶ء کے قریب تصانیفِ اقبال کے منتخبہ حصوں کی تعلیم شروع کر دی تھی۔ پاکستان کی درسی کتب میں آج بھی یہ صورتِ حال نظر نہیں آتی۔ مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو ایران کا نظامِ تعلیم پاکستانی نظامِ تعلیم سے قدرے بہتر ہے۔ وہاں قدرے اعلیٰ ذوقِ تحقیق اور ذوقِ تعلیم و تدریس پایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں صرف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بھرپور انداز سے میٹرک تا پی ایچ ڈی کی سطح تک اقبالیات کی تعلیم دی جاتی ہے دیگر یونیورسٹیز اور تعلیمی بورڈز کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں میں اقبالیات کی خاطر خواہ تعلیم نہیں دی جا رہی۔ اس کفرانِ نعمت کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

ڈاکٹر محمد ریاض دسمبر ۱۹۹۰ء میں فردوسی عالمی کانفرنس کے سلسلے میں ایران گئے تھے۔ وہاں اقبالیات پر شائع ہونے والی سات نئی کتب تک انھیں رسائی حاصل ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں انھیں دوبارہ دو ہفتے ایران میں رہنے کا موقع ملا۔ اس دوران انھیں دسمبر ۱۹۹۰ء کے بعد حضرت علامہ اقبال کے بارے میں شائع ہونے والے تین مزید انگریزی کتابوں کے مطبوعہ فارسی تراجم ملے۔ انھوں نے اپنے مضمون **''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''** میں ان تمام کتب و تراجم کا تعارف پیش کیا ہے۔ ان سب کی مختصر کیفیت حسبِ ذیل ہے:

۱۔ **اقبال شرق:**۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب علامہ اقبال کے احوال، آثار، افکار اور منتخب کلام پر مبنی ہے۔ اسے نیشنل یونیورسٹی تہران کے استادِ فارسی، عبدالرفیع حقیقت نے مرتب کیا اور بنیاد نیکوکاری نوریانی تہران نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا۔

۲۔ **نوائے شاعر فردا یعنی مثنویہائے اسرارِ خودی و رموزِ بے خودی:**۔ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مثنویوں کے لفظی و معنوی بنیادوں پر حواشی اور ہر عنوان کے اشعار کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ اسے ڈاکٹر محمد حسین مشائخ فریدی نے مرتب کیا اور بنیاد فرہنگ تہران نے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔

۳۔ **فلسفہ آموزش اقبال:**۔ یہ ڈاکٹر سید غلام السیدین کی انگریزی کتاب Iqbal's Educational Philosophy کا ۳۱۶ صفحات پر مشتمل فارسی ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم عزیز الدین عثمانی ہیں۔ اسے انتشارات حکمت تہران نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔

۴۔ **گزیدہ اشعار فارسی علامہ اقبال:**۔ یہ کتاب اقبال کی جملہ فارسی تصانیف کے انتخابات پر مشتمل ہے۔ ۹۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے آغاز میں علامہ اقبال کے حالاتِ زندگی، ان کی تصانیف، اہم ترا فکار اور ان کے فارسی شعر کا اسلوب تحریر کیا گیا ہے۔ حواشی میں مشکل الفاظ اور تراکیب کے معانی دیے گئے ہیں۔ اسے امیر کبیر، تہران نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع کیا گیا۔

۵۔ **ایران از دیدگاہ علامہ اقبال:**۔ اس کتاب میں ایران کے مشاہیر و معاریف کا بیان ہے جو علامہ اقبال کی تصانیف میں مذکور ہیں۔ ان اشخاص کا تعارف اقبال کے تاثرات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے فارسی کلیات، ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے فارسی ترجمے ''سیر فلسفہ در ایران'' اور خطبات کے فارسی ترجمہ ''احیائے فکر دینی در اسلام'' کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے عبدالرفیع حقیقت نے مدون کیا ہے اور شرکت مؤلفان و مترجمان، تہران نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

۶۔ **نامہ ھا و نگاشتہ ہائے اقبال:**۔ یہ کتاب بشیر احمد ڈار کی مرتبہ کتاب "Letters and Writings of Iqbal" کا ۱۰۰ صفحات پر مشتمل فارسی ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم عبداللہ ظہری ہیں اور اسے خیابان احمد آباد، مشہد نے شائع کیا ہے۔

۷۔ **مثنوی گلشن راز جدید اور مثنوی بندگی نامہ:**۔ بشیر احمد ڈار کا یہ ترجمہ ۱۹۶۴ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا تھا۔ محمد بقائی نے اس کے حواشی کو فارسی میں منتقل کیا اور اس میں نئی توضیحات و تعلیقات کا اضافہ کیا۔ ۲۲۲ صفحات پر مشتمل اس ترجمہ کو انتشارات اکباتان، تہران نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔

۸۔ **بازسازی اندیشہ دینی در اسلام:**۔ یہ کتاب علامہ اقبال کے ۷ انگریزی خطبات کا فارسی ترجمہ مع حواشی ہے۔ یہ ترجمہ ۲۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی نے ۱۹۹۱ء میں شائع کروایا تھا۔

۹۔ **ترجمہ مابعد الطبیعہ اقبال:**۔ یہ علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۲۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی نے ۱۹۹۱ء میں شائع کروایا تھا۔

۱۰۔ **مولوی (رومی)، نیچہ و اقبال:**۔ یہ کتاب علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فلسفے پر لکھے گئے مقالات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی ماکان نے مرتب کیا ہے۔ اس میں مفصل حواشی دیے گئے ہیں اور آخر میں اشاریہ کے علاوہ فلسفیانہ اصطلاحات کی انگریزی اور فارسی حروفِ تہجی کے اعتبار سے جدول بندی بھی کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد بقائی ماکان کی سب کتابیں ادارہ انتشارات حکمت، خیابان انقلاب تہران نے شائع کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں کتاب ''نوائے شاعر فردا (مثنوی اسرارِ خودی اور مثنوی رموزِ بے خودی)'' پر قریباً ۱۱صفحات (صفحہ ۱۴۱ تا ۱۵۲) پر مشتمل مفصل تبصرہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اس کتاب سے بہت سے حواشی نقل کر کے ان کی افادیت کو سراہا ہے۔ (۱۶۲)

اقبالیات (اردو) کی جلد ۳۴، شمارہ ۲، اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء کے صفحات ۹۷ تا ۱۱۹ پر **''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ شائع ہوا۔ یہ مقالہ ''سہ ماہی ادبیات'' کی اشاعت سرما ۱۹۹۲ء میں اس عنوان سے شائع ہونے والے مقالے کے مندرجات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایران میں اقبالیات سے متعلقہ شائع ہونے والی درج ذیل چند ایک نئی مطبوعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے:

۱۔ **مے باقی، شرح و بررسی غزلہائے علامہ اقبال:**۔ یہ کتاب غزلیات اقبال کی فارسی میں پہلی شرح ہے۔ یہ کتاب خزاں ۱۹۹۱ء میں انتشارات حکمت، خیابان انقلاب، تہران نے شائع کی۔ اس میں علامہ اقبال کی ۱۸۹ غزلیات شامل کی گئی ہیں۔ بڑی تقطیع میں یہ کتاب ۱۰۴۱صفحات پر محیط ہے۔

۲۔ **''اقبال مشرق''**:۔ کتاب کا مکمل ذیلی نام ''شرح احوال و آثار وافکار واشعار گزیدہ علامہ محمد اقبال'' ہے۔ اس کے مولف عبدالرفیع حقیقت متخلص رفیع ہیں۔ ۲۸۰صفحات پر مشتمل یہ کتاب نیکوکاری نوریانی، تہران نے ۱۹۷۹ء میں شائع کروائی۔ کتاب کے قریباً ۸۰صفحات سوانح اقبال پر اور باقی حصے علامہ اقبال کے منتخب فارسی کلام پر مشتمل ہیں۔ مولف نے علامہ مرحوم کے رنگا رنگ افکار مختصر توضیحات کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

۳۔ **اقبال شناسی**:۔ اس کتاب کے مولف حسن شادروان ہیں۔ یہ کتاب ۳۰۲صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے اگست ۱۹۹۲ء میں ادارہ تبلیغات اسلامی میوان فلسطین تہران نے شائع کیا۔ یہ کتاب بعض تسامحات اور زلات کے باوجود نہایت دلچسپ، جامع اور اہم ہے۔ مولف نے اقبال شناسی کے لفظی اور معنوی مباحث واضح کیے ہیں۔ (۱۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست محقق تھے۔ اردو فارسی زبان وادب، اقبالیات، ایرانیات، تصوف اور نظامِ فتوت ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان تھے۔ وہ ان علمی وادبی شعبہ جات سے متعلقہ لکھے جانے مقالات ومضامین اور تصانیف وتالیفات کا بغور مطالعہ کر کے ان پر تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کرتے رہتے تھے۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مذکورہ بالا مقالات ومضامین اردو وفارسی زبان وادب اور اقبال شناسی سے ان کے گہرے روحانی اور ذہنی وقلبی تعلق کا ثبوت ہیں۔ ان سے اُن کے نہایت اعلیٰ ذوق مطالعہ ومعیارِ تحقیق کا ثبوت ملتا ہے۔

مقالہ **''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''**، سہ ماہی ''فکر ونظر''، اسلام آباد کی جلد ۲۲، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ بعدازاں یہ مقالہ اکادمی پاکستان لاہور کی منتخبہ مضامین پر مشتمل کتاب ''اقبال ۸۵'' میں شامل اشاعت ہوا۔ ''تفسیر اقبال'' میں یہ مقالہ **''اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''** کے عنوان سے شامل کیا گیا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم اور ادبیات وفنون لطیفہ کے بارے میں مغربی افکار کے تناظر میں علامہ محمد اقبال کے افکار تحریر کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک لاینفک وحدت کا مظہر ہے۔ اس کی رو سے مذہب وسیاست اور روح و مادہ وغیرہم کی مغائرت نہیں ہے۔ اہلِ مغرب نے اپنی دینی تعلیمات اور ضابطۂ اخلاق کو نظر

انداز کر کے مادی ترقی وخوشحالی کے لیے علوم وفنون میں ترقی کی اور کئی انسان کش کام کیے۔ منجملہ دیگر امور بیسویں صدی کی دو عالمی جنگیں اس لحاظ سے قابل عبرت وحوالہ ہیں۔ علامہ محمد اقبال نے مغربی تہذیب وتمدن اوران کے تعلیمی وسیاسی نظام کی خرابیاں بیان کر کے اہلِ اسلام کوان کی پیروی کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی اور دین اسلام کی رو سے علوم وفنون کے حصول واستعمال کی تعلیم دی۔ وہ اہلِ مغرب کے علمی الحاد اور لادینی نقطہ نظر یعنی دین و دنیا کی تفریق کے بے حد خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے انگریزی خطبات اور منظوم کتابوں میں یورپ کے متاخر مفکرین اور مصنفین جیسے ڈارون، فرائڈ اور کارل مارکس پر انتقادات لکھے اور مسلمانوں کو برملا تلقین کی کہ علوم وفنون کی اسلامی نہاد کا دامن مضبوطی سے پکڑیں۔ زبورِ عجم (مثنوی بندگی نامہ) میں اقبال موجودہ علوم اور سائنس کی بڑی خرابی یہ بتاتے ہیں کہ ان سے کفر والحاد، مادیت، آدم بیزاری اور غارت گری کے جذبات نمو پاتے ہیں۔ انھوں نے واضح کیا کہ علوم وفنون اس خاطر مفید ہیں کہ وہ زندگی کو مفید تر بنائیں۔ علامہ اقبال نے علم اور عشق اور عقل اور عشق کے امتزاج کی بات بیسیوں مرتبہ کی اور یہ بھی علوم وفنون اور افکار و نظریات کو اسلامی نہاد فراہم کرنے کی ایک صورت تھی۔ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' میں اقبال نے الحاد آمیز اور لادینی علوم و فنون کو حکمتِ فرعونی کا ایک شعبہ قرار دیا۔ انھوں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی اور دیگر انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے تمام علوم (سائنس، مادی، روحانی علوم) کی حصول کی تلقین کی۔

آگہی از علم و فن مقصود نیست ۔۔۔ غنچہ و گل از چمن مقصودِ نیست
علم از سامانِ حفظِ زندگی است ۔۔۔ علم از اسبابِ تقویمِ خودی است
علم و فن از پیش خیزانِ حیات ۔۔۔ علم و فن از خانہ زادانِ حیات
علم بے عشق است از طاغوتیاں ۔۔۔ علم با عشق است از لاہوتیاں
علم اگر کج فطرت و بدگوہر است ۔۔۔ پیش چشمِ ما حجابِ اکبر است
علم را مقصود اگر باشد نظر ۔۔۔ می شود ہم جادہ و ہم راہبر (۱۶۴)

''آئین جوانمرداں اور اقبال'' نظامِ فتوت پر لکھا گیا مقالہ ہے جو پہلی بار ''اقبال ریویو''، جلد ۱۱، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ **''اقبال اور آئین جوانمرداں''** کے عنوان سے ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔ جوانمردی یا فتوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اسے عربی میں فتوت یا اخیت یا فرد وسیت اور فارسی میں ''جوانمردی'' یا ''شوالیہ گری'' کہتے ہیں۔ لفظ ''شوالیہ'' شہسوار کا ہم معنی ہے۔ مسلک فتوت یا جوانمردی کا پیرو فتیٰ، اخی، حدث، فارسی یا شہسوار کہلاتا رہا ہے۔ عرب کے دورِ جاہلیت میں ''فتی'' غیر معمولی سخی یا جنگجو شخص کو کہتے تھے۔ اس قسم کے ''فتیان'' میں عنتر بن شداد، عمر بن ود، مرحب اور حاتم بن عبداللہ بن سعد طائی وغیرہ شامل تھے۔ دورِ اسلام کے آغاز میں ایسے بعض فتیان شاہِ مرداں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اسلامی دور میں ''آئین جوانمرداں'' نے بڑا رواج پایا۔ یہ سلسلہ کہیں تصوف کے اشتراک سے اور کہیں تصوف کے ساتھ ہم آہنگی میں مسلمان ممالک میں رواج پا گیا۔ فتوت یا جوانمردی کے بارے میں مشہور فتیان اور صوفیہ (علامہ محمد آملی،

امیر سید علی ہمدانی، مولانا حسین واعظ کاشفی، خواجہ حسن بصری، حضرت امام جعفر صادقؓ، شیخ ابوالحسن خرقانی، شیخ فضیل بن عیاض، شیخ ابومحمد سہیل بن عبداللہ تستری، شیخ ابن المعمار حنبلی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ فتوت یا جوانمردی سے مراد صدق وخلوص اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔فتوت اسلامی یا جوانمردی کی تاریخ کا آغاز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہوتا ہے۔ ہر مسلک اسلامی میں آپ ہی مبداء اور نمونہ کامل ہیں۔آپ سید الفتیان ہیں۔آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔اس سلسلے میں شاہِ مرداں، شیر یزداں، قوتِ پروردگار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خصوصی تذکرہ کیا جاتا ہے۔فتوتِ اسلامی کے سارے سلاسل (عیاری، شطاری، قلندری، وغیرہم) آپ سے منسلک ہیں۔گروہ فتیان میں شمولیت کے لیے دین اسلام، مردانگی، بلوغت، عقل، استقامت، مروت اور حیا، سات بنیادی شرائط تھیں جن کی فروع بہتر (۷۲) ہو جاتی ہیں۔ان میں تمام مکارم اخلاق شامل ہیں۔اہلِ فتوت نے لنگر خانوں، زوایا اور اجتماعی تنظیموں کے ذریعے خدمتِ خلق کا فریضہ سرانجام دیا۔فاتحین اسلام (شام کے امیر اسامہ ابوالمظفر ،مصر کے نامور سلطان اور صلیبی جنگوں کے ہیرو صلاح الدین ایوبی فاطمی اور سلطان ملک الظاہر بیبرس کی افواج میں بڑی تعداد میں جوانمرد شامل تھے۔فتوت اسلامی کا سلسلہ اندلس تک رواج پا گیا اور وہاں سے تمام براعظم یورپ میں پھیل گیا۔اس بات کا حق بین عیسائی مصنفین کو بھی اعتراف ہے۔تقریباً آٹھویں صدی ہجری کے وسط سے خانقاہی نظام اور نظام فتوت زوال پذیر ہونا شروع ہو گئے۔ یورپ میں صنعتی ترقی کی بدولت اہل ہنر جوانمردوں کے ہنر وفن کی پہلے کی سی قدر نہ رہی۔مختلف ممالک میں مستقل فوج اور پولیس کی موجودگی میں جوانمردوں کی رضا کارانہ خدمات کی چنداں ضرورت نہ رہی بلکہ اس قسم کی مسلح سیاسی اور معاشرتی تنظیموں کو حکومتوں کے مفاد کے خلاف سمجھا جانے لگا۔اہلِ فتوت میں بھی وہ پہلے کی سی اخلاقی جرات نہ رہی۔اس طرح یہ نظام انتہائی زوال کا شکار ہو گیا۔کئی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں بھی مسلک جوانمردی کا رواج رہا۔علامہ اقبال کے کلام میں ''آئین جوانمرداں'' میں استعمال ہونے والے بہت سے الفاظ واصطلاحات (مروت، عیار، عیاری، قلندر، وغیرہم) کے استعمال سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے نظام فتوت (مسلکِ فتوت، آئین جوانمرداں) کا باقاعدہ مطالعہ کر رکھا تھا۔انھوں نے لقب ''قلندر'' اور اس کی صفات کو بار بار اپنے لیے استعمال کیا ہے۔انھیں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی اور ان کے ایک واقعہ کو ''اسرارِ خودی'' میں نظم کیا ہے۔انھوں نے ''اسرارِ خودی'' میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کے ایک قلندرانہ واقعہ کا ذکر بھی کیا ہے۔انھوں نے اپنی لازوال اور منفرد نظم ''مسجد قرطبہ'' میں اندلسی جوانمردوں (فتیان) کی سیرت اور ان کی نمایاں صفات کا ذکر کیا ہے۔

آہ وہ مردانِ حق، وہ عربی شہسوار ۔۔۔ حاملِ ''خلقِ عظیم''، صاحبِ صدق و یقیں

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً پچاس صفحات پر مشتمل مندرجہ بالا مقالے میں نہایت محنت و کوشش اور تدبر و تحقیق سے ۱۲۹ مستند حوالہ جات و توضیحات کی مدد سے اور کلامِ اقبال اردو و فارسی سے قریباً دوصد اشعار دے کر ''نظامِ فتوت'' کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں' اس کے اہم تاریخی اور سماجی و مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور نظامِ فتوت (اسلامی نظامِ اخلاق) کے بارے میں کلامِ اقبال سے شواہد پیش کر کے آئین جوانمرداں اور کلامِ اقبال میں پائے جانے

والے مماثلات کی نشاندہی کی ہے۔(۱۶۵)

مقالہ ''**اقبال کا تصورِ ابلیس**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کلام اقبال کی روشنی میں ''ابلیس'' یا ''شیطان'' کے تصور کے بارے میں سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں ''ابلیس'' ناری اور آسمانی مخلوق ہے۔ یہ کلمہ قرآن مجید میں گیارہ بار آیا ہے۔ ''شیطان'' کا لفظ قرآن مجید میں ستاسی بار آیا ہے۔ اس کی جمع ''شیاطین'' ہے۔ اقبال کی تصانیف ''پیامِ مشرق''، ''جاوید نامہ''، ''بالِ جبریل''، ''ضربِ کلیم'' اور ''ارمغانِ حجاز'' میں شر آمیز ہستی کے لیے ابلیس، شیطان، طاغوت، اہرمن، دیو اور اعزازیل کے کلمات استعمال ہوئے ہیں۔ ''پیامِ مشرق'' کی دو نظموں ''اغوائے آدم'' اور ''انکارِ ابلیس'' میں ابلیس کے افکار اور مفاخر آمیز اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ ''جاوید نامہ'' میں تین مقامات پر ابلیس و شیطان کا خصوصی ذکر ہے۔ ''بالِ جبریل'' میں ''جبریل و ابلیس'' کے عنوان سے ایک مکالمہ اور ایک دوسری نظم ''ابلیس کی عرضداشت'' ہے۔ ''ضربِ کلیم'' میں ''تقدیر'' کے عنوان سے ابلیس و یزداں کا ایک مکالمہ ہے۔ ''ارمغانِ حجاز'' (فارسی حصہ) میں ''بگو ابلیس را'' اور ''ابلیس خاکی و ابلیس ناری'' کے عناوین کے تحت چودہ دوبیتیاں لکھی ہیں۔ اس کتاب کے اردو حصے میں معرکۃ الآرا نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' شامل ہے۔ ابلیس انسان کا دشمن ازلی ہے۔ وہ سخت کوش ہے اور اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر وقت مستعد رہتا ہے۔ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ سے دور ہوا اور انسان کو بھی اللہ تعالیٰ سے دور کر کے اسے لذتِ فراق سے ہم کنار کیا۔ اس کا موقف غلط ہی صحیح مگر اس نے ملائکہ سے جدا طرزِ عمل اختیار کیا اور قیامت تک کے لیے اپنے مقصد کے حصول کے لیے مصروف بہ عمل ہو گیا۔ اس کی ان منفی خصوصیات کے حوالے سے علامہ اقبال نے انسان کو اپنے درست، مثبت اور عین حق پر مبنی نصب العین کے حصول کے لیے جہدِ مسلسل اور عمل پیہم کا درس دیا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی، محی الدین ابن عربی، سید علی ہمدانی، فرید الدین عطار نیشاپوری اور زکریا قزوینی کی تصانیف کے مطالعے سے علم میں آتا ہے کہ ان کے اور علامہ اقبال کے ابلیس کے بارے میں افکار ہم آہنگ ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں کلامِ اقبال اور مذکورہ بالا صوفیہ و شعراء کی تصانیف سے متعدد حوالہ جات دے کر اقبال کے تصورِ ابلیس پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے صفحات کے پاورق میں حوالہ جات و حواشی دے کر متن کی تفہیم میں کافی آسانی پیدا کر دی ہے۔(۱۶۶)

''**اقبال اور سعید حلیم پاشا**'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ موضوعات میں سے ہے۔ ان کا اس موضوع سے متعلق سب سے پہلا مضمون سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت) ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۰، شمارہ ۸، اشاعت نومبر ۱۹۶۸ء کے صفحات ۴۱ تا ۴۵ پر شائع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے سعید حلیم پاشا کی شخصیت، احوالِ زندگی، خدمات اور افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ اقبال ریویو، جلد ۱۲، شمارہ ۲، اشاعت ۱۹۷۱ء کے صفحات ۴۸ تا ۶۲ پر ان کا مقالہ ''**اقبال اور سعید حلیم پاشا**'' شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ترکی کے تاریخی و سیاسی پس منظر کے حوالے سے سعید حلیم پاشا کے افکار و خدمات کا ذکر کیا ہے اور علامہ اقبال و سعید حلیم پاشا کے افکار و خیالات کے تقابل و موازنہ کے بعد واضح کیا ہے کہ علامہ مرحوم عصری تحاریک اور معاصر مشاہیر کے فکر و نظر سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ وہ سعید حلیم پاشا کے مذہبی و سیاسی افکار سے متفق تھے۔ انھوں نے اپنے چھٹے خطبے میں اور جاوید نامہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے خیالات و افکار کو سراہا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کے اختتامیہ میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ سعید حلیم پاشا مرحوم کی کتاب اور مقالہ، اقبالیات

کے شائقین کے لیے بہت اہم ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا ''اقبال ریویو'' میں شائع ہونے والا مقالہ ''اقبال اور سعید حلیم پاشا'' بغیر کسی تبدیلی کے علم کی دستک''، جلد۴، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء میں بھی شائع ہوا۔ بعد ازاں سعید حلیم پاشا'' پر لکھے گئے تمام مقالات کو کچھ اضافات کے ساتھ ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔ (۱۶۷)

''اقبال اور سعید حلیم پاشا'' تفسیرِ اقبال میں شامل طویل ترین مقالہ ہے۔ یہ مقالہ ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ابواب شامل ہیں۔ باب اول (صفحہ ۲۴۷ تا ۲۷۰) میں محمد سعید حلیم پاشا کے مختصر سوانح حیات دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد علامہ اقبال کے چھٹے انگریزی خطبے اور جاوید نامہ میں سعید حلیم پاشا کے افکار و خیالات کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض نے سعید حلیم پاشا کی کتاب اور مقالات سے اور کلام اقبال سے حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ سعید حلیم پاشا اور اقبال کے ہاں غیر معمولی اشتراکِ فکر ہے۔ دونوں مفکرین نے زوالِ امت کے یکساں اسباب بیان کیے ہیں۔ اپنے اس مقالے کے ''باب ثانی'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد سعید حلیم پاشا کے تینوں مقالوں ''ہمارے فکری بحران''، ''اسلام لمشق'' (اسلامیانا) اور ''مسلم معاشرے کی تشکیلِ نو'' میں سے پہلے دو مقالوں کا خلاصہ اور تیسرے مقالے کا ترجمہ دیا ہے۔ انھوں نے تینوں مقالوں کے نفسِ مضمون میں بیان کردہ اہم نکات کا کلامِ اقبال سے حوالہ جات دے کر دونوں مفکرین کے افکار و خیالات میں فکری مماثلت واضح کی ہے۔ باب دوم کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''حوالے اور تقابلی تصریحات'' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کو معاصر مفکر شخصیات اور تاریخ ساز تحریکات سے بے حد دلچسپی تھی۔ سعید پاشا کی جماعت ''اصلاحِ مذہبی'' پر انھوں نے بہت توجہ دی اور خود اس مفکر مصلح کے تینوں مقالوں کا بغور مطالعہ کیا۔ شاہزادے کے عالمی نقطۂ نظر، وطنیت کے تصور سے بے زاری اور اصلاح و تجدید و اجتہاد کی باتوں نے انھیں کافی متاثر کیا۔ علامہ اقبال نے سعید حلیم پاشا اور ان کے پیش رو جمال الدین افغانی کی ملی خدمات کا برملا اعتراف کیا ہے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

گفت ''مشرق زیں دو کس بہتر نزاد   ناخنِ شاں عقدہ ہائے ما کشاد
سید السادات مولانا جمال!   زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار، آں حلیمِ درد مند   فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند (۱۶۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''اقبال اور سعید حلیم پاشا''** اپنے موضوع، مندرجات و مشمولات اور مباحث کے لحاظ سے ایک مستند کتاب کی سی قدر و قیمت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

''اقبال ریویو'' کی جلد ۱۲، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء، صفحات ۴۷ تا ۶۷ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعۂ اقبال کی روشنی میں''** شائع ہوا تھا۔ قریباً سولہ سال بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے **''بیدل۔ فکر و فن''** کے عنوان سے ایک اور مقالہ لکھا جو سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء، صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر شائع ہوا۔ بعد میں مندرجہ بالا دونوں مقالات ''تفسیرِ اقبال''، صفحات ۳۴۹ تا ۳۹۵ پر شامل اشاعت ہوئے۔ پہلا مقالہ صفحہ ۳۶۷ تا ۳۹۵ پر اور دوسرا مقالہ صفحہ ۳۴۹ تا ۳۶۶ پر شائع ہوا۔ بعد ازاں یہ دونوں مقالات ''بیدل، تصانیفِ اقبال

میں'' کے عنوان سے مجلّہ ''اقبال'' کی جلد۴۱، شمارہ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء، صفحات ۲۱ تا ۴۹ پر شائع ہوئے۔ اس مجلّے میں شائع ہونے والے مقالے میں ''تفسیر اقبال'' کے مقالہ ''**اقبال اور بیدل**'' کے حصہ اول (صفحہ ۳۴۹ تا ۳۶۶) کے آخر پر صفحہ ۳۶۴ تا ۳۶۶ پر دیے گئے ''حوالے اور توضیحات'' اور صفحہ ۳۶۶ پر دی گئی فہرست ''کتابیات'' شامل نہیں کی گئی۔ تاہم، تفسیرِ اقبال میں شامل اس مضمون کے حصہ دوم (صفحہ ۳۶۷ تا ۳۹۵) کے متن کے آخر پر ''مراجع اور توضیحات'' کے عنوان سے نئے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں جو مجلّہ ''اقبال'' کے صفحہ ۴۹ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

مقالہ ''**اقبال اور بیدل**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مرزا عبدالقادر بیدل (متولد عظیم آباد/پٹنہ ۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء اور متوفی و مدفون دہلی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء) عظیم متاخر شاعر اور فکر انگیز رسالوں کے مصنف ہیں۔ ان کی جملہ تصانیف میں تازہ مضامین، بلند خیالی اور ندرتِ اندیشہ کے ساتھ ساتھ زورِ بیان، تازہ تراکیب اور حقائق و معارف کا بحرِ مواج نظر آتا ہے۔ ان کی تصانیف کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے معاصرین سے لے کر موجودہ دور کے اربابِ فکر سب کے لیے، مرجع الہام رہی ہیں۔ مرزا اسداللہ خان غالب اور علامہ اقبال جیسے اکابرین بھی بیدل کے فکر و فن کے بے حد مداح رہے ہیں۔ بیدلؔ نے لاکھ سے زیادہ اشعار کہے اور منثور رسالے بھی لکھے ہیں جن میں اشعار کے طویل پیوند بھی ملتے ہیں۔ ان کی نثر، شعر سے مشکل تر ہے۔ برصغیر میں ان کے آثار کے چند منتخبات ہی شائع ہو سکے۔ پوری تصانیف کے مخطوطے البتہ کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ افغانستان اور روس کے فارسی اثر والے علاقوں میں ''بیدل شناسی'' ایک باقاعدہ موضوع ہے جس کی تدریس و تحقیق ہوتی رہی ہے۔ ایران میں بیدل خوانی کی روایت کا ہنوز آغاز نہیں ہوا۔ برصغیر پاک و ہند میں بیدل کے بارے میں صاحبانِ مطالعہ لکھتے رہے ہیں۔ بیدل ایک صاحبِ دل عارف اور آزاد مشرب انسان تھے۔ انھوں نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی شاعری ''سبکِ ہندی'' کی معنی آفرینی کا نقطۂ کمال ہے۔ ان کی غزل عقل و دراک کی ترجمان ہے۔ انھوں نے نئی تراکیب، تلازمے اور محاورے وضع کیے۔

علامہ اقبال نے اپنے انگریزی مقالے میں بیدلؔ کو برصغیر کا سب سے بڑا مفکر شاعر قرار دیا ہے۔ اقبال کے خیال میں بیدل نے زندگی اور زمانِ خالص و غیر خالص کے مباحث پر ایسے لکھا ہے جیسا اس صدی میں فرانسیسی فلسفی ہنری برگساں (۱۹۴۱ء) نے لکھا۔ بیدل کہتا ہے کہ زندگی اور زمان کے مسائل عشق و وجدان کے ذریعے سمجھے جا سکتے ہیں۔ یہاں ادراک اور مدرک دونوں کو سفرِ درونی اختیار کرنا ہوتا ہے۔ بیدل کی خصوصیاتِ غزل بے حد اثر آفرین ہیں۔ مترنم بحروں نے ان کے کلام کو بہت قبول خاطر بنایا ہے۔ بیدل ایک ناقابلِ تقلید پیشرو ہے۔ اس نے نہ کسی کی تقلید کی اور نہ کسی کو اپنی مکمل تقلید سے بہرہ اندوز ہونے دیا۔ غالب نے بیدل کی تراکیب کامیابی سے استعمال کیں مگر تفکر بیدل ان کے قابو نہ آ سکا۔ اقبال نے بیدل کے سوز و گداز، عشق و جنون، زمان و زندگی اور حیرت وغیرہم کے مضامین کو خوب نبایا۔ اقبال کا تصورِ خودی، وحدت الوجودی رنگ سے عاری ہے ورنہ بیدل کی خویشتن بینی سے وہ اقرب ہوتا۔ (۱۶۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں بیدل کے حالاتِ زندگی، آثار (تصانیف) اور غالب و اقبال کے ساتھ بیدل کے افکار کا تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے کلیاتِ بیدل، کلیاتِ اقبال اور کلامِ غالب سے بہت سے اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ تدوینِ نو، تحشیہ اور تصحیح سے اس مقالے کو کتابی شکل دی جا سکتی ہے۔ ''اقبال، غالب اور بیدل''

کے موضوع پر اعلیٰ سطح کی تحقیق بھی کرائی جا سکتی ہے۔

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت مئی ۱۹۷۱ء، صفحات ۲۵ تا ۳۲ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''سید جمال الدین اسدآبادی افغانی (نئی تحقیقات) کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے اس قریبی عرصے میں سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۷ء) پر لکھی جانے والی نئی تحقیقات کا تعارف کرایا ہے اور انھی کی رو سے افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات، آثار اور کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۶۳ء میں تہران سے ''مجموعہ اسناد و مدارک چاپ نشدۂ سید جمال الدین افغانی'' کے عنوان سے ایک کتاب چھپی تھی جس میں افغانی کی وہ یادداشتیں شامل کی گئی تھیں جو (۱۸۸۷ء/۱۳۰۵ھ) میں ان کے تہران کے قیام کے دوران الحاج محمد حسن امین دار الضرب کے گھر رہ گئی تھیں۔ ان یادداشتوں کی مدد سے امریکہ اور انگلستان کے دو نامور مستشرقین (لیڈی نکی کیڈی، استاد ادبیات ایران کیلیفورنیا یونیورسٹی اور پروفیسر ای کیڈوری، استاد سیاسیات لندن یونیورسٹی) نے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔ اس ضمن میں پروفیسر ای کیڈوری کی تحقیقات تعصب آمیز ہیں جبکہ لیڈی نکی کیڈی کی تحقیقات (مقالات و کتب) زیادہ معتدل و مدلل ہیں۔ چند سال قبل ایک ایرانی خاتون ہما ناطق (پاکدامن) نے پیرس یونیورسٹی سے ''سید جمال الدین افغانی'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ان کے فرانسیسی زبان میں لکھے ہوئے مقالے کا فارسی ترجمہ عنقریب چھپنے والا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سید جمال الدین افغانی'' پر لکھے گئے پی ایچ ڈی کے مقالے کا ذکر کرنے کے بعد قریباً تین صفحات پر مشتمل اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ہفت روزہ العروۃ الوثقیٰ کے ۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء تا ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۴ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مقالات کے عنوانات کا ذکر کیا۔ ان مقالات میں سے چند اقتباسات کا اردو ترجمہ دیا اور ان الفاظ کے ساتھ مقالے کا اختتام کیا ہے:

> ''عصرِ حاضر میں رجوع الی القرآن کے سلسلے میں بھی حضرت جمال الدین افغانی کی خدمات معمولی نہیں ہیں۔ قرآن مجید نے ہی ان کی تقریر، تحریر اور شخصیت کو اس موڑ پر پُرنفوذ بنا دیا تھا کہ بقول اقبال ؎
>
> سید السادات، مولانا جمال ‌ ‌ زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال'' (۱۷۰)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّے ''اقبال'' کی جلد ۱۹، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء، صفحات ۳۰ تا ۴۸ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''جمال الدین افغانی اور اقبال''** شائع ہوا تھا۔ یہی مقالہ **''اقبال اور سید جمال الدین افغانی''** کے عنوان سے ''تفسیر اقبال'' میں شامل کیا گیا۔ بعد ازاں یہ مقالہ **''جمال الدین افغانی اور اقبال''** کے عنوان سے اقبال اکیڈمی حیدرآباد کے مجلّہ اقبال ریویو کی خصوصی پیشکش ''اقبال اور سید جمال الدین افغانی'' کی جلد ۱۴، شمارہ ۲، اشاعت نومبر ۲۰۰۵ء، صفحات ۵۶ تا ۵۷ پر شائع ہوا۔ ''اقبال ریویو'' میں شائع کردہ اس مقالے کی کمپوزنگ کا معیار دیگر مطبوعات سے بہتر ہے۔ اس میں اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات الگ نمایاں حیثیت سے، فونٹ سائز کی تبدیلی کے ساتھ دیے گئے ہیں اور فارسی اشعار کا اردو ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ ''اقبال ریویو'' میں اس مقالے کو تدوینِ متن کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اور قارئین کی آسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ **''اقبال اور جمال الدین افغانی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید جمال الدین افغانی کی شخصیت، سوانح

زندگی، سیرت، تصانیف اور افکار کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس میں انھوں نے افغانی و اقبال کے فکری توافق و ہم آہنگی واضح کرنے کے لیے افغانی کے مقالات سے پانچ اقتباسات بھی دیے ہیں۔ پہلے چار اقتباسات اردو ترجمے پر مشتمل ہیں جبکہ پانچواں اقتباس عربی متن اور اس کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''اتحادِ عالم اسلامی''، ''انگریز دشمنی''، ''اشتراکیت وملوکیت کی مخالفت''، ''حکومتِ الٰہی'' وغیرہ افغانی و اقبال کے مشترک موضوعات ہیں۔ علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' فلک عطارد میں افغانی و حلیم پاشا کے افکار پر روشنی ڈالی ہے اور انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔(۱۷۱)

مندرجہ بالا مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے اقبال شناسی کی خاطر مطالعہ افغانی کی اہمیت واضح کی ہے اور مطالعہ اقبال کے لیے جمال الدین افغانی کی حیات و نگارشات کو سامنے رکھنے کی ضرورت بیان کی ہے۔ اقبال اور سید جمال الدین افغانی کے افکار پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کر کے عوام الناس، علماء اور محققین کے فکری ارتقا کے سلسلے میں اہم خدمات سرانجام دی جاسکتی ہیں۔

12- تقدیرِ امم اور اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

اشاعت : باراول: ۱۹۸۳ء

صفحات : ۲۹۶

قیمت : ۴۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
01-	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	۰۰۵	۴۴
02-	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	۰۴۹	۹۵
03-	تقدیرِ امم اور اقبال	۱۴۴	۳۷
04-	خضر اور روایاتِ خضری کلام اقبال میں	۱۸۱	۲۳
05-	اقبال اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۴	۲۵
06-	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	۲۲۹	۲۲
07-	تلمیحاتِ انبیائے کرام، تصانیفِ اقبال میں	۲۵۱	۴۵

''تقدیرِ امم اور اقبال'' کے ۷ مقالات و مضامین میں سے ''تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے'' کے علاوہ دیگر ۶ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے درج ذیل مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01-	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	عالمی اقبال کانگرس	3		دسمبر 1977ء
	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	18	2	جولائی، اکتوبر 77ء
	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت انبیاء	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
02-	اقبال اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل		اول	1983ء
	اقبال چند عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور	نقوش	لاہور	فروغِ اردو		121	ستمبر 1977ء
03-	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	5	مئی 1980ء
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	6	جون 1980ء
04۔	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال	24	2-3	اپریل، جولائی 77ء
	اقبال اور سیرت انبیاء کرام	اقبال اور سیرت انبیاء	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1992ء
05۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
	(جاوید نامہ) چند دیگر حصے	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1982ء
	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن	6	3	مئی تا اگست 77ء
06۔	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	29	2	اپریل 1982ء

''تقدیرِ امم اور اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۷ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک مقالہ علامہ اقبال کے افکار و تصورات پر، ۲ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۴ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔

''تقدیرِ امم اور اقبال'' کا طویل ترین مقالہ **''جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار''** جاوید نامہ کے مطالعات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کتابوں **''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)''** اور **''جاوید نامہ: تحقیق و توضیح''** کے جائزے کے تحت ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مطالعات (تصانیف اور مقالات و مضامین) پر جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرامؑ'' میں **''اقبال اور قوموں کا عروج و زوال''** کے عنوان سے شامل ہے اور اس پر تبصرہ لکھا جا چکا ہے۔

مقالہ **''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''** کی قسط اول ''المعارف'' لاہور کی جلد ۱۳، شمارہ ۵، اشاعت مئی ۱۹۸۰ء، صفحات ۲۲ تا ۳۴ پر اور دوسری و آخری قسط اس مجلّے کے اگلے ماہ کے شمارے کے صفحات ۳۷ تا ۵۱ پر شائع ہوئی تھی۔ بعد میں یہ مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

مقالہ **''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے بہت سی مثالیں دے کے ان کی شاعری کے مکالماتی حسن پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان و شعر کو بالترتیب ''سحر و حکمت'' قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری)۔ علامہ محمد اقبال کے کلام میں یہ سحر بیانی اور حکمت آفرینی بدرجہا اُتم نظر آتی ہے۔ ان کے افکار کو زبانِ شعر نے زیادہ موثر بنایا اور اس میں ان کے مکالماتی حسن و خوبی نے بڑا کام کیا ہے۔ ڈرامائی یا مکالماتی زورِ حسن ان امور میں مضمر ہے کہ عبارت یا شعر میں گرمی یا نرمی (جیسے احتیاج ہو) نظر آئے۔ بیان و تخاطب کا اِطناب یا اختصار قابل توجیہ ہو اور کرداروں کے پیشِ نظر منتخب کلمات و الفاظ کی صوتی کیفیت ایسی ہو جیسے اسٹیج پر

پیش کیے جانے والے ڈرامے کے پس پردہ موسیقی۔ علامہ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری کے مکالماتی حسن و خوبی کا یہی حال ہے۔ علامہ اقبال ''فنونِ لطیفہ برائے زندگی'' کے قائل تھے۔ وہ ایسی شاعری، مصوری، موسیقی اور فنِ تعمیر کو محمود و مستحسن قرار دیتے تھے جس سے انفرادی و اجتماعی خودی مستحکم ہو اور ایسے فنونِ لطیفہ مذموم قرار دیتے تھے جو غارت گرِ کردار و اخلاق ہو۔ انھوں نے تعمیرِ شخصیت اور تعمیرِ معاشرہ کے نقطۂ نگاہ سے کلام لکھا اور مکالماتی حسن سے اسے زیادہ پُرتاثیر بنایا۔ اقبال مدت العمر احساسِ تنہائی رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے ہاں بعض درد انگیز خودکلامیوں کے نمونے ملتے ہیں۔ بانگِ درا (۱۹۲۴ء) میں مجموعی طور پر تیس مکالمے ملتے ہیں۔ ''اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) اور ''رموزِ بے خودی'' (۱۹۱۸ء) میں بھی مکالموں کا زور غور طلب ہے۔ مثلاً آخری عنوان والی حکایت (سلطان مراد اور معمار) پر ایک مختصر ڈرامہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ ''پیامِ مشرق'' (۱۹۲۳ء) کے ''افکار'' اور ''نقشِ فرنگ'' والے حصے میں کئی مکالمے ہیں اور ان کی دلآویزی مسلم ہے۔ ''جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) کو کتابِ مکالمات قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسے کسی قدر حذف اور اختصار کے ساتھ اسٹیج پر بھی دکھا سکتے ہیں۔ بالِ جبریل (۱۹۳۵ء) میں بھی مکالماتی حسن و خوبی والے اشعار کی کمی نہیں۔ اس کے علاوہ ''خودکلامی'' والے اشعار بھی موجود ہیں۔ ضربِ کلیم (۱۹۳۶ء) کی نظمیں علم و عشق، تقدیر، شعاعِ اُمید، نسیم و شبنم، صبحِ چمن، ایک بحری قذاقی اور سکندر بھی مکالماتی حسن کا مرقع ہیں۔ ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء) میں تین چار مکالمات بھری نظمیں بے حد دلآویز ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں علامہ اقبال کی اردو و فارسی منظوم تصانیف سے نہ صرف یہ کہ مکالماتی حسن سے متعلقہ کلام بطور مثال پیش کیا ہے بلکہ اس کے دیگر فکری و فنی محاسن بھی اجاگر کیے ہیں اور اس ضمن میں مزید تحقیق طلب امور کی نشاندہی بھی کی ہے۔ (۱۷۲)

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۹، شمارہ ۲، اشاعتِ اپریل ۱۹۸۲ء، صفحات ۳۷ تا ۵۵ پر **''خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں یہ مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شامل ہو کر شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم کی آیاتِ مقدسہ، مفسرینِ قرآن کی آرا اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں مشہور مختلف روایات بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ روایات کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام ایک قدیم الایام بزرگ ہیں جنھوں نے ''آبِ حیات'' پی رکھا ہے اور زندہ جاوید ہیں۔ ان کے بارے میں مذکور روایات (عصرِ نوحؑ، عصرِ ابراہیم، عصرِ موسیٰ) کے درمیان ہزاروں سالوں کا فاصلہ ہے۔ بعض اور فساد طرازوں نے اس فاصلے میں مزید اضافہ کیا۔ انھوں نے اسکندر اعظم مقدونی یونانی (چوتھی صدی ق) اور جنابِ خضرؑ کی ملاقات کا ذکر نہایت شد و مد سے کیا ہے۔ خضرؑ آبِ حیات پی کر حیاتِ جاوداں حاصل کرتے ہیں اور اسکندر محروم رہتا ہے۔ آبِ حیات، اسکندر، خضرؑ اور ظلمات کا ذکر تاریخی اور ادبی تلازموں کے طور پر کثرت سے مستعمل رہا ہے۔ بزرگانِ دین اور صوفیائے کبار کی ایک بڑی تعداد ان کے زندہ ہونے کی قائل ہے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے خضرؑ سے ملاقات کی اور ان سے مستفیض ہوئے۔ ہمارے معاصر صوفیہ میں سے بھی بعض خضرؑ سے ملاقات کرنے کے مدعی ہیں اور خضری کہلاتے ہیں۔

حضرت خضرؑ کے بارے میں مختلف روایات کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے مختلف فارسی و اردو شعراء کے

کلام میں خضرؑ کے ذکر سے متعلقہ اشعار دیے ہیں۔اس کے بعد انھوں نے روایات خضری کی مناسبت سے کلام اقبال سے قریباً پچاس اردو و فارسی اشعار دیے ہیں۔انھوں نے نظم ''خضرِ راہ'' کے حوالے سے قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔انھوں نے کلام اقبال سے روایاتِ خضری کی بطور تشبیہ، استعارہ اور تلمیح کے استعمال کی مثالیں دی ہیں۔اپنے مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں 'خضر' ، راہبر کے معانی میں متعدد موارد میں استعمال ہوا ہے۔علامہ مرحوم خود بھی ملتِ اسلامیہ کے خضرِ راہ کے مقام پر فائز ہیں اور خود فرما گئے ہیں۔

خوشا کسی کہ بدریا سفینہ ساخت مرا   شکست کشتی ادراکِ مرشدانِ کہن
توان ز گرمیٔ آوازِ من، شناخت مرا (۱۷۳)   نفس بہ سینہ گدازم کہ طائر حرمم

''نقوش'' کے اقبال نمبر، شمارہ ۱۲۱، اشاعت ستمبر ۱۹۷۷ء، صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''اقبال چند عاشقانِ رسولؐ کے حضور''** شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ **''اقبال اور عاشقانِ رسول (ﷺ)''** کے عنوان سے ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عاشقانِ رسول ﷺ (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت اویس قرنیؓ، شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکرِ خیر کیا ہے اور ان کے بارے میں علامہ اقبال کے منظوم تاثرات (اردو و فارسی اشعار) دیے ہیں۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے محبت و عشق روح دین و ایمان ہے۔ نبی کریم ﷺ سے عشق کا تقاضا ہے کہ ان سے نسبت و تعلق رکھنے والے ہر رشتے سے بھی عشق کیا جائے۔علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ خود عاشقِ رسول ﷺ تھے بلکہ وہ عاشقانِ رسول ﷺ سے بھی بہت محبت و عقیدت رکھتے تھے۔انھوں نے اپنے کلام میں ان حضرات کا نہایت محبت و احترام سے ذکر کیا ہے اور ان کے ذکر کے ساتھ اہلِ اسلام کو حیات افروز افکار سے آگاہ بھی کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں نہایت اچھے طریقے سے کلامِ اقبال میں مذکور عاشقانِ رسول (ﷺ) کا تعارف کرایا ہے اور ان سے متعلقہ کلام اقبال پیش کیا ہے۔(۱۷۴)

مقالہ ''تصانیف اقبال کے دیباچے اور سرنامے'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی درج ذیل اردو، انگریزی اور فارسی تصانیف کے دیباچوں پر مختصر سی بحث کی ہے اور فکرِ اقبال کی تفہیم اور حکمت و دانائی کے حصول کے سلسلے میں ان دیباچوں اور سرناموں کے مندرجات پر عمیق نظر ڈالنے کی ضرورت بیان کی ہے۔

۱۔ علم الاقتصاد (۱۹۰۴ء)
۲۔ ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء (۱۹۰۸ء)
۳۔ شذراتِ فکر (انگریزی) (۱۹۶۱ء)
۴۔ مثنوی اسرارِ خودی (۱۹۱۵ء) اور مثنوی رموزِ بے خودی (۱۹۱۸ء)
۵۔ پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء)
۶۔ بانگِ درا (۱۹۲۴ء)
۷۔ زبورِ عجم مع مثنوی گلشن رازِ جدید اور مثنوی بندگی نامہ (۱۹۲۷ء)

۸۔ جاوید نامہ (۱۹۳۲ء)

۹۔ اسلام میں فکرِ مذہبی کی تشکیلِ نو (انگریزی ۱۹۳۰ء، ۱۹۳۴ء)

۱۰۔ بالِ جبریل (۱۹۳۵ء)

۱۱۔ مثنوی مسافر (۱۹۳۴ء) اور مثنوی پس چہ باید کرد (۱۹۳۶ء)

۱۲۔ ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء)

۱۳۔ ضربِ کلیم (۱۹۳۶ء)

مقالے کے آخر پر ''حاشیے اور وضاحتیں'' دی گئی ہیں۔ علامہ محمد اقبال کے افکار اور ان کی تصانیف کے مقاصد سے آگہی کے سلسلے میں یہ مقالہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔ (۱۷۵)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے ''اقبال نمبر''، جلد ۲۴، شمارہ ۲۔۳، اشاعت اپریل تا جولائی ۱۹۷۷ء، صفحات ۱۰۳ تا ۱۴۲ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''تلمیحات انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں'' شائع ہوا۔ بعد میں یہ مقالہ اسی عنوان سے کتاب ''تقدیرِ امم اور اقبال'' (۱۹۸۳ء) میں اور ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' کے عنوان سے کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' (۱۹۹۲ء) میں شامل ہوا۔ کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' کے دیگر مقالات و مضامین کے ساتھ اس مقالے پر بھی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔

13- جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

اشاعت : باراول: ۱۹۸۸ء؛ باردوم: ۱۹۹۵ء

صفحات : ۲۰۹

قیمت : ۸۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
☆	تمہید	۰۰۱ تا ۰۵۷
۱۔	توضیح مصنف	ز
۲۔	کتاب بزبانِ شاعر	۰۰۱
۳۔	کتاب نما	۰۰۶
۴۔	جاوید نامہ اور دیگر تصانیفِ اقبال	۰۱۰
۵۔	جاوید نامہ کے امتیازی پہلو	۰۱۳
۶۔	چوہدری محمد حسین کے مقالے سے اقتباس	۰۱۶
۷۔	ملاحظاتِ اقتباس	۰۲۰
۸۔	شہر زوری کا قصیدہ	۰۲۱
۹۔	ترجمۂ قصیدہ	۰۲۲
۱۰۔	تلاشِ اسفار	۰۲۵
۱۱۔	واقعہ معراج النبوی ﷺ اور صوفیہ و شعراء	۰۲۹
۱۲۔	جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی	۰۳۵
۱۳۔	جاوید نامے کے تمثیلی کردار	۰۴۸
☆	باب اول	۰۵۸ تا ۰۶۹
۱۴۔	جاوید نامے کا اسلوب اور افلاک سے ماقبل حصہ	۰۵۸
☆	باب دوم	۰۷۰ تا ۰۸۴
۱۵۔	فلک قمر	۰۷۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶۔	طواسین رسل	۰۷۷
☆	**باب سوم**	**۰۸۵تا۰۹۸**
۱۷۔	فلک عطارد	۰۸۵
۱۸۔	افغانی سے گفتگو	۰۸۷
۱۹۔	مسئلہ ملکیت زمین سے غیر معمولی دلچسپی	۰۹۲
۲۰۔	سعید حلیم پاشا سے گفتگو	۰۹۷
☆	**باب چہارم**	**۰۹۹تا۱۱۰**
۲۱۔	فلک زہرہ	۰۹۹
۲۲۔	ترجیح بند نغمہ بعل	۱۰۲
۲۳۔	فرعون کبیر اور فرعونِ صغیر	۱۰۵
۲۴۔	مہدی اور ان کا خطاب بہ اقوام عرب	۱۰۷
☆	**باب پنجم**	**۱۱۱تا۱۱۷**
۲۵۔	فلکِ مریخ	۱۱۱
۲۶۔	شہر مرغدین اور وہاں کا آئیڈیل معاشرہ	۱۱۲
۲۷۔	تقدیروں کا تغیر۔ایک نیا خیال	۱۱۳
۲۸۔	مریخ کی دوشیزہ نبیّہ	۱۱۵
☆	**باب ششم**	**۱۱۸تا۱۳۹**
۲۹۔	فلک مشتری، ابن حلاج، طاہرہ اور غالب	۱۱۸
۳۰۔	مسئلہ امتناع خلق نظیر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
۳۱۔	حقیقتِ محمدیہ اور ابنِ حلاج	۱۲۷
۳۲۔	ابلیس اور نالۂ ابلیس	۱۳۴
☆	**باب ہفتم**	**۱۴۰تا۱۴۳**
۳۳۔	فلک زحل، جعفر و صادق	۱۴۰
☆	**باب ہشتم**	**۱۴۴تا۱۸۵**
۳۴۔	آنسوئے افلاک	۱۴۴
۳۵۔	نیٹشے کا مقام اعراف	۱۴۴
۳۶۔	شرف النساء بیگم	۱۴۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۷۔	امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غنی کشمیری	۱۴۹
۳۸۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	۱۵۲
۳۹۔	تحقیقی نگاہ بازگشت	۱۵۵
۴۰۔	معرکہ روح وبدن	۱۶۲
۴۱۔	بھرتری ہری	۱۶۵
۴۲۔	روح ناصر خسرو	۱۶۹
۴۳۔	نادر افشار٬ احمد شاہ ابدالی اور سلطان شہید	۱۶۸تا۱۷۲
۴۴۔	زندگی٬ موت اور شہادت کی حقیقت	۱۷۴
۴۵۔	جمالِ حق کے حضور (سوال وجواب)	۱۷۹
۴۶۔	جمال کی جگہ صفتِ جلال اور اختتامِ سفر	۱۸۴
☆	**باب نہم**	**۱۸۶تا۲۱۶**
۴۷۔	جاوید سے خطاب	۱۸۶
۴۸۔	حواشی	۲۱۷
۴۹۔	اشاریہ(۱۷۶)	۲۴۶

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۸ برس میں علامہ اقبال کی مشہور زمانہ تصنیف ''جاوید نامہ'' کے فکری وفنی پہلوؤں پر اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں متعدد مقالات ومضامین لکھے۔ اس ضمن میں وہ خود لکھتے ہیں:

> راقم الحروف گزشتہ چند سال سے جاوید نامہ کے فکری اور فنی پہلوؤں پر متوجہ رہا اور اس کے بعض پہلوؤں پر مقالے بھی اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں لکھے۔ اس سلسلے میں دوسروں کے نتائج فکر وتحقیق بھی پڑھے۔ اس کتاب کی تحقیق و توضیح پر مبنی یہ تالیف اس خاطر پیش کی جا رہی ہے کہ:
>
> ۱۔ جاوید نامہ کے مباحث پر اقبالین زیادہ متوجہ ہوں۔
>
> ۲۔ اس کتاب کے نادر اسلوب، مکالماتی زور اور حقائق ومعارف پر غور وفکر عام کیا جائے، خصوصاً نوجوانوں کو حضرت علامہ کے فکر سے زیادہ بہرہ مند کیا جائے۔
>
> ۳۔ جاوید نامہ کے اسماء الرجال متعارف ہوں اور اس سلسلے کے دیگر افلا کی سفرناموں کا اجمالی تعارف کیا جائے۔
>
> مگر یہ امور موجز اور ممکنہ مختصر صورت میں واضح کیے گئے ہیں تاکہ کتاب کا یہ توضیح نامہ اصل کتاب سے ضخیم تر نہ ہو اس لیے کہ یہ کتاب جاوید نامہ کی شرح نہیں۔ البتہ تحقیق وتوضیح کے عمدہ وزبدہ مطالب، مصنف کے خیال میں، اس کتاب میں سمو گئے ہیں۔ فارسی اشعار کا اکثر صورتوں میں ترجمہ دیا گیا ہے یا ان ابیات کی ترجمانی وتلخیص دے دی گئی ہے تاکہ فارسی سے کمتر مانوس اقبال شناس اور اقبال جُو بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ (۱۷۷)

جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے برسوں پر محیط علمی و ادبی سفر کی تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اس موضوع پر ان کی جملہ مساعی کا جائزہ لیا جائے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' پر ۱۹۷۱ء تا ۱۹۸۸ء تک درج ذیل مضامین لکھے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ..	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	6	مارچ، اپریل 84ء
02۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن	6	3	مئی تا اگست 77ء
03۔	جاوید نامہ	ثقافت (سہ)	اسلام آباد	پاکستان نیشنل کونسل	2	7	سرما 1977ء
04۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ)	کراچی	آل پاکستان..	21	2	اپریل تا جون 72ء
05۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	22	12	مارچ 1971ء
06۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ)	کراچی	آل پاکستان..	22	4	اکتوبر تا دسمبر 72ء
07۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..	6	43	مئی 72ء
08۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
09۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
10۔	**جاوید نامے کے اصلی کردار**	**المعارف**	**لاہور**	**ثقافتِ اسلامی**	**10**	**7**	**جولائی 1977ء**
11۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
12۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
13۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر 1984ء
14۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء

مندرجہ بالا مقالات و مضامین میں سے درج ذیل تین مقالات و مضامین عنوان میں معمولی سی تبدیلی کے ساتھ مختلف مجلّات میں دوبار شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	سن اشاعت	موضوع/عنوان	سن اشاعت
01۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	اپریل تا جون 72ء	فلکِ مشتری جاوید نامہ	1988ء
02۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	اکتوبر تا دسمبر 72ء	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	1988ء
03۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	جولائی 1977ء	جاوید نامہ، اصلی کردار	1988ء

ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا تینوں مقالات متن میں کسی تبدیلی کے بغیر درج ذیل عنوانات سے اپنے مقالات و مضامین کے مجموعے ''برکاتِ اقبال'' میں شامل کر لیے جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا تھا۔

نمبر	موضوع/عنوان	صفحات نمبر	صفحات
08-	جاوید نامہ، اصلی کردار	۱۱۲تا۱۲۲	۱۱
09-	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	۱۲۳تا۱۳۲	۱۰
10-	فلک مشتری (جاوید نامہ)	۱۳۳تا۱۴۵	۱۳
11-	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	۱۴۶تا۱۹۲	۴۷

''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' جاوید نامہ کے مطالعہ پر مشتمل قریباً اسی صفحات کا ایک طویل مقالہ ہے۔ یہ مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کی جلد ۶، شمارہ ۳، اشاعت مئی تا اگست ۱۹۷۷ء کے صفحات ۶۷ تا ۱۴۷ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے پاورق میں اس کے الگ سے صفحات نمبر ۳ تا ۸۳ بھی دیے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر کے صفحات (۱۴۲ تا ۸/۱۴۷ تا ۸۳) پر ''حوالے اور توضیحات دی گئی ہیں۔ اس مجلّے کے شروع کے صفحات پر ''نقد و نظر'' کے عنوان سے کچھ مضامین دیے گئے ہیں۔ مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی)'' کے صفحات نمبر ۳ تا ۲۲ اور ۲۷ تا ۵۷ پر مشتمل تمام متن مجلّہ سہ ماہی ''ثقافت''، جلد ۲، شمارہ ۷ کی اشاعت سرما ۱۹۷۷ء میں ''جاوید نامہ'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس مضمون کے آخر پر متن سے متعلقہ ''حوالے اور توضیحات'' بھی دی گئی ہیں۔ اسی مضمون کا صفحہ ۲۲ تا ۲۷ پر مشتمل متن ''چند دیگر حصے'' کے عنوان سے ''برکاتِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۲ء (صفحہ ۱۴۶ تا ۱۹۲) میں بغیر ''حوالے اور توضیحات'' کے شامل کیا گیا۔ بعد میں مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' مکمل شکل میں مع ''حوالے اور توضیحات'' کے ''جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین پر مشتمل کتاب ''تقدیرِ اُمم اور اِقبال'' (صفحہ نمبر ۴۹ تا ۱۴۳) میں شامل کر لیا گیا اور یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔

مقالہ ''تعلیمات اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) کے کچھ حصے درج ذیل عنوانات کے تحت مختلف مجلّات اور کتب میں شاملِ اشاعت ہوئے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن	6	3	مئی تا اگست 77ء
02۔	جاوید نامہ	ثقافت (سہ)	اسلام آباد	پاکستان نیشنل کونسل	2	7	سرما 1977ء
03۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم و اقبل	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
04۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنا مقالہ ''اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' (مطبوعہ ۱۹۸۴ء) بعد میں بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' میں شامل کر لیا۔ یہ مقالہ اس کتاب کے حصے کے طور پر صفحہ نمبر ۱۸۶ تا ۲۰۹ پر دیا گیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے برکاتِ اقبال کا (صفحہ نمبر ۱۱۲ تا ۱۲۲ پر طبع شدہ) مضمون بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) میں شامل کر لیا جو اس کے صفحات نمبر ۴۹ تا ۵۷ سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مندرجہ بالا امور پیشِ نظر رکھتے ہوئے فہرست میں شامل ایک سے زیادہ بار ملتے جلتے یا مختلف عنوانات اور ایک ہی متن پر مشتمل مقالات و مضامین کے اندراجات حذف کرنے سے، قابلِ مطالعہ درج ذیل چھ مقالات کے نام سامنے آتے ہیں:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
01۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	22	12	مارچ 1971ء
02۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔ شارعِ..	6	43	مئی 72ء
03۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم و اقبل	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ
04-	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1982ء
05-	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر 1984ء
06-	فلکِ مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1982ء

مندرجہ بالا مقالات ومضامین کی فہرست بلحاظ ترتیب زمانی درج ذیل ہے:

نمبر	اشاعت اول	مجلّہ/کتاب	موضوع/عنوان	آخری اشاعت	مجلّہ/کتاب
01-	مارچ 1971ء	فاران (م)	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن		
02-	اپریل تا جون 72ء	العلم	فلکِ مشتری (جاوید نامہ)	1982ء	برکاتِ اقبال
03-	مئی 72ء	ادبی دنیا	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)		
04-	اکتوبر تا دسمبر 72ء	العلم	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	1982ء	برکاتِ اقبال
05-	مئی تا اگست 77ء	اسلامی تعلیم	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	1983ء	تقدیرِ امم اور اقبال
06-	نومبر 1984ء	ماہِ نو	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)		

مندرجہ بالا مقالات ومضامین ۱۳۵ چھوٹے بڑے صفحات پر مشتمل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	جلد کا سائز	صفحات نمبر	صفحات
01-	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	۲۴×۱۷سم	۳۵تا۴۰	۰۰۶
02-	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	۲۴×۱۷سم	۹۱تا۹۶	۰۰۶
03-	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	۲۱×۱۴سم	۴۹تا۱۴۳	۰۹۵
04-	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	۲۱×۱۴سم	۱۲۳تا۱۳۲	۰۱۰
05-	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج نبوی کی روشنی میں)	۲۴×۱۷سم	۲۵تا۲۹	۰۵
06-	فلکِ مشتری (جاوید نامہ)	۲۱×۱۴سم	۱۳۳تا۱۴۵	۰۱۳
	کل تعداد صفحات			۱۳۵

جاوید نامہ کی تحقیق و توضیح اور تفہیم و تسہیل کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی مساعی پر مشتمل مذکورہ بالا مقالات و مضامین کا موضوعاتی، تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے جاوید نامہ کے مختلف حصوں سے ۱۰ مثالیں دے کر نہایت خوبصورت اور موثر انداز سے واضح کیا ہے کہ ''جاوید نامہ'' فکری، فنی اور ادبی خوبیوں کے لحاظ سے شاعرِ مشرق کا ''نقشِ دوام'' ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان، طرزِ استدلال اور طرزِ فکر کی تفہیم کے لیے صرف دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

ا۔ جاوید نامہ میں، مناجات کے بعد، تمہید آسمانی، کا ایک باب ہے جس میں طلوعِ آفتاب کا منظر جوان دو بیتوں میں پیش کیا گیا، وہ کس قدر دلآویز ہے:۔

بر سپہر نیلگوں زد آفتاب خیمۂ زربفت باسیمیں طناب؟
از افقِ صبحِ نخستیں سرکشید عالمِ نو زادہ را در برکشید

ترجمہ:۔ نیلے رنگ کے آسمان پر، آفتاب نے زربفت کا خیمہ یا روپہلی طناب لگادی ہے۔ افق سے پہلی صبح طلوع ہوئی اور مولود جہاں کو گود میں لے لیا ہے۔

خیمہ زربفت (زربافتہ، سونے کی تاروں سے بُنا ہوا خیمہ) اور سیمیں طناب (روپہلی ڈوریاں) آفتاب کی شعاعوں کے لیے کس قدر برجستہ استعارہ ہے۔ دوسرے شعر میں معنوی دلآویزی کے ساتھ ساتھ، 'سرکشید' اور 'در برکشید' کے محاورات میں صنعت تجنیس اور صوتی ہم آہنگی ہے، جس کی داد نہ دینا حسنِ ذوق کے ساتھ بیدادگری ہوگی۔

۲۔ تمہید زمینی' (صفحہ ۱۱،۱۳) میں کنایہ دریا پر غروبِ آفتاب کا یہ منظر ملاحظہ ہو:

ے بحر و ہنگامِ غروب آفتاب نیلگوں آب از شفق لعلِ مذاب

ے موجِ مضطر خفت بر سنجابِ آب شد افق تار از زیانِ آفتاب

از متاعش پارۂ دزدید شام کوکبے چوں شاہدے بالائے بام

ترجمہ:۔ غروبِ آفتاب کے وقت دریا میں شفق (کے عکس) سے نیلے رنگ کا پانی، پگھلا ہوا لعل، نظر آتا تھا۔ بے قرار موج پانی کے سنجاب پر سوگئی۔ آفتاب کے زیاں سے افق تاریک ہوگیا۔ اُس (آفتاب) کے متاع سے ایک ٹکڑا شام نے چرالیا۔ وہ (ٹکڑا) بام پر کسی معشوق کی مانند ایک ستارہ (نظر آتا) تھا۔

پانی کو پگھلے ہوئے فیروزے سے تشبیہ دینا ایک ایسی لطافت ہے جسے ہم بیان نہیں کرسکتے۔ یہ شاعرانہ اعجاز اس بنا پر قائم ہوا کہ شفق کو پانی میں عکس ریز دکھایا جائے۔ 'سنجاب' بلی سے چھوٹے قد کا، لمبی دم اور گھنے بالوں والا جانور ہے جس کی پوست سے قیمتی تکیے اور لباس بناتے ہیں۔ پہلے مصرعے کی خوبی ملاحظہ ہو کہ وہاں موج مضطر ذی روح ہے اور سنجاب آب ایک مجسم شے جس پر موجِ مضطر آرام کرتی ہے حال آنکہ 'موج' خود 'آب' سے ہی ترکیب پاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سنجاب استعارہ بالکنایہ ہے تکیہ کی خاطر۔ پھر 'کوکبِ شام' کو آفتاب کی 'متاع دزدیدہ' کہنا اور اسے بالائے بام 'شاہد' سے تشبیہ دینا، شاعری کا اعجاز نہیں تو کیا ہے؟'' (۱۷۸)

مقالہ ''**جاویدنامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)**'' مطبوعہ مئی ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''معراج نامہ'' اس منثور یا منظوم کتاب کو کہتے ہیں جس میں سرورِ کونین ﷺ کے واقعاتِ معراج کو بیان کیا گیا ہو۔ ان واقعات کے تتبع میں شعرا اور ادباء نے اپنے معراج نامے لکھے اور ان کے پردے میں بعض حقائق و معارف بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کا ''جاوید نامہ'' اسی قبیل کا معراج نامہ ہے۔ آپ سے قبل کئی شعراء، ادباء اور صوفیہ نے اپنے احوال و واقعات کو معراجِ ملکوتی کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کی شاہکار تخلیق ''جاوید نامہ'' بھی صوری اور معنوی اعتبار سے ایک ''معراج نامہ'' ہے۔ (۱۷۹)

اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''روایاتِ معراج'' کے عنوان کے تحت نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا واقعہ معراج بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''ارداویراف نامہ''، ''صوفیہ کے تجارب''، ''ابو عامر احمد اندلسی''، ''شیخ اکبر ابن عربی''، ''ابوالعلا معری''، ''اسفارِ ارواح'' اور ''ڈیوائن کامیڈی'' کے عنوانات سے مختلف زبانوں (عربی، فارسی، اطالوی) میں لکھے گئے مختلف معراج ناموں اور روحانی سفروں کا ذکر کرنے کے بعد تقابل و موازنہ کرتے ہوئے ''جاوید نامہ'' کی ممتاز حیثیت متعین و واضح کی ہے۔ اس مقالے میں وہ بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''فارسی میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ 'ارداویراف نامہ'' مذکور کوئی مفصل سیاحت نامہ عوالم علوی نہیں ہے۔ اس کے ماسوا جتنی کتب و رسائل کا ہم نے ذکر کیا۔۔۔ ڈیوائن کمیڈی بزبان اطالوی کے علاوہ، سب بزبانِ عربی ہیں۔ غرض

فارسی نثر ہو یا نظم، جاوید نامہ، کے موضوع پر کوئی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔ مولانا اسلم جیراج پوری مرحوم نے اپنے ایک تبصرے میں جاوید نامہ کو شاہنامہ فردوسی، مثنوی رومی، گلستان سعدی اور دیوان حافظ کے ہم ردیف قرار دیتے ہوئے لکھا تھا: معنویت اور نافعیت کے لحاظ سے یہ ان سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ حقیقت میں یہ اس قابل ہے کہ اس زمانے میں مسلمانان عالم کے نصاب میں شامل کر لی جائے۔

یہ تجویز اب بھی صائب نظر آتی ہے۔ روایاتِ معراج کے آئینے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، جاوید نامہ ان میں ممتاز تر ہے۔"(۱۸۰)

مقالہ" **علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج نبوی ﷺ کی روشنی میں)**"(مطبوعہ نومبر ۱۹۸۴ء)

دراصل ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا مقالے" جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)" کے نفسِ مضمون پر مشتمل ہے۔ اس مقالے کی ہیئت قدرے مختلف ہے۔ اس میں ذیلی عنوانات کے تحت لکھنے کے بجائے مسلسل عبارت کی صورت میں نفسِ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے معراج نامے پر لکھنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ، بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ، ابو عامر احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ابوالعلا معری شامی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معراج ناموں اور روحانی سفر ناموں سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فارسی کے ارداویراف نامے اور دانتے کی ڈیوائن کمیڈی کا ذکر کیا ہے۔ ان امور کے ذکر کے بعد انھوں نے "معراج نبویؐ اور فکرِ اقبال" کے ذیلی عنوان سے مثنوی "گلشنِ راز جدید"، مثنوی "پس چہ باید کرد" اور "جاوید نامہ" سے اشعار نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ علامہ اقبال معراج کو" سفر اندر خویش کردن" یعنی خود شناسی کی اعلیٰ ترین صورت بتاتے ہیں۔ شعورِ معراج، شعور نبوت کا ہی ایک شعبہ ہے۔ واقعہ معراج انسانی شعور کی بیداری اور تکامل کا موجب ہے۔ واقعہ معراج نے تسخیر کائنات کے امکانات روشن کر دیے ہیں۔ اب صاحبانِ ہمت افلاک وثوابت کی طرف سفر کرنے کو ناممکنات میں شمار نہیں کرتے۔ اپنے ظاہری اسلوب کے اعتبار سے جاوید نامہ بہر حال روایاتِ معراج نبویؐ سے ہی روشن پذیر ہے۔ اس میں سب افلاک کا ذکر نہ سہی، بہشت ودوزخ کا حال بھی مختصر سہی، مگر اسلوبِ سفر ان ہی کتابوں کا سا ہے جو روایاتِ معراج کے تتبع میں عارفانہ یا ادیبانہ رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ زیرِ جائزہ مقالہ موضوع اور متن کے لحاظ سے گراں قدر افادیت کا حامل ہے۔(۱۸۱)

"برکاتِ اقبال" میں شامل دو مضامین" **جاوید نامہ، اصلی کردار**" اور" **درسِ رواداری**" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے "جاوید نامہ" کے کرداروں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ پہلے مضمون میں ۱۴ کرداروں اور دوسرے مضمون میں ۸ کرداروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر محمد ریاض نے متذکرہ دونوں مضامین کا متن قدرے تلخیص کے ساتھ اپنی کتاب "جاوید نامہ تحقیق وتوضیح" کے صفحہ نمبر ۴۹ تا ۵۷ پر" کرداروں کی مختصر توضیح" کے عنوان کے تحت دیا ہے۔ اس لیے الگ جائزہ لینے کے بجائے ان مضامین کے مندرجات کا کتاب "جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح" کے ضمن میں ہی جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔ مضمون" **درسِ رواداری**" میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے" جاوید نامہ" میں غیر مسلم کرداروں کی توصیف کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق رواداری کا مظاہرہ کیا ہے اور اس طرح رواداری کی تعلیم دی ہے۔ ان کرداروں سے علامہ اقبال نے جو تعلیمات منسوب کی ہیں، وہ ان کی اصل تعلیمات سے کہیں زیادہ مستحسن نظر آتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ

شاعرِ مشرق نے ان کے اوصاف کی دل کھول کر داد دی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' میں مذکور درج ذیل ۸ غیر مسلم شخصیات اور ان کی تعلیمات کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے:

۱۔ وشوامتر ۲۔ گوتم بدھ ۳۔ زرتشت ۴۔ حکیم لیوٹالسٹائی

۵۔ کارل مارکس ۶۔ طاہرہ بابیہ ۷۔ نیٹشے ۸۔ بھرتری ہری

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شخصیات اور ان کی تعلیمات کے حوالے سے ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ اشعار بھی دیے ہیں مگر یہ تمام فارسی اشعار بغیر ترجمہ اور حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ یہ مضمون اپنے موضوع اور متن کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ اس لیے اسے تدوین، تحشیہ اور تصحیح کے بعد شائع کرنا چاہیے۔

''برکاتِ اقبال'' میں شامل مضمون **''فلکِ مشتری''**، سہ ماہی ''العلم'' کے شمارہ اپریل تا جون ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو بعد میں کچھ تبدیلیوں کے بعد تعلیماتِ اقبال (مطالعۂ جاوید نامہ کی روشنی میں) شامل کر دیا گیا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ جاوید نامہ کا فلک مشتری ڈیوائن کامیڈی کے اس فلک کی مانند مشکل موضوعات کا حامل ہے۔ اقبال نے یہاں تین کرداروں حسین بن منصور حلاج، طاہرہ قزوینی اور غالب سے ملاقات کی اور دلچسپ اور فکر انگیز حقائق و دقائق بیان فرمائے ہیں۔ یہ حصہ قیاس آمیز افکار سے زیادہ تحقیقی گفتار پر مبنی ہے۔ زندہ رود کے سوالات پر حسین بن حلاج کہتے ہیں کہ فراق، خلشِ محبت کا محرک و مہیج ہے اور اس سے خودی کو تقویت بلکہ شانِ ابدیت ملتی ہے۔ انسان مجبور ہے اور مختار بھی۔ اپنی قوت کے مطابق ہم مساعی کرنے کے مکلّف ہیں اور حرکت میں برکت ہے۔ دعویٰ ''اناالحق'' دراصل انا، نفس یا من کے حق و حقیقت ہونے کے بارے میں تھا۔ ہر عالم میں حقیقت محمدیہ ﷺ کے ہی جلوے ہیں۔ آنحضرت ﷺ بظاہر تو ''بشر'' اور ''عبد'' تھے مگر ''عبدہٗ'' (اس کے خاص بندے) کی تعلیم سے آپ ﷺ کا جوہر ہونا ثابت ہے۔ ازاں بعد حلاج نے زندہ رُود کو دیدارِ رسولؐ (اتباعِ رسولؐ) اور دیدارِ حق (اوامر ونواہی کے اجراء) کا مفہوم سمجھایا۔ زاہد اور عاشق کا فرق سمجھایا۔ ضمناً حلاج نے دلبرانہ رویہ اختیار کرنے (نرمی) اور سکر کے بجائے صحو اختیار کرنے کی تلقین کی اور آخر میں ابلیس لعین کے مناقب بیان کیے ہیں۔

اس کے بعد قراۃ العین کی طاہرہ بابیہ کی جرأت، شہامت اور اصول پرستی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں مرزا غالب سے سوال جواب کا سلسلہ بیان ہوا ہے۔ غالب سے پہلا سوال ان کے ایک شعر کے مفہوم کے بارے میں کیا گیا جس کا انھوں نے جواب دیا کہ نالۂ عاشقانہ باندازِ ظرف موثر ہوتا ہے۔ غالب سے دوسرا سوال مسئلہ نظیر رحمۃ اللعالمین ﷺ کے بارے میں پوچھا گیا۔ اپنے مضمون ''فلک مشتری'' کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''جو اشارات ہم نے مرتب کیے ان سے بہر طور پر یہ امر مظہر ہے کہ علامہ اقبال کی شاہکار تالیف ''جاوید نامہ'' کا فلک مشتری العیری ڈینٹے اطالوی کی تالیف ''ڈیوائن کامیڈی'' کے فلک مشتری کی مانند ادق اور قابل قدر نکات مباحث کا حامل ہے اور ہر بحث کے لئے جداگانہ گزارشات پیش کرنا ضروری ہے''۔ (۱۸۲)

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے حسین بن حلاج، طاہرہ بابیہ اور مرزا غالب کی شخصیات کے تعارف اور احوال کے ذکر کے ساتھ ان سے کیے گئے سوالات اور ان کے جوابات بیان کیے ہیں۔

مئی تا اگست ۱۹۷۷ء کے مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' میں شائع ہونے والا مقالہ **''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی**

روشنی میں)'' مکمل جاوید نامہ کے مطالعات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے دیگر تمام مقالات و مضامین کا متن اور مفہوم اس مقالے میں پیش کر دیا تھا۔ یہ مقالہ بعد میں ''**جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین کے مجموعہ ''تقدیرِ امم'' میں شامل ہوا۔ بعد میں انھوں نے اس مقالے میں اپنے گزشتہ کے دو مقالات و مضامین ''**جاوید نامے کے اصل کردار**'' مطبوعہ (جولائی ۱۹۷۷ء) اور ''**اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید**'' (مطبوعہ مارچ، اپریل ۱۹۸۴ء) کا متن شامل کر کے کچھ تبدیلیوں اور کمی بیشی کے ساتھ مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' کو کتاب ''**جاوید نامہ تحقیق و توضیح**'' کی شکل دے دی۔ اس طرح انھوں نے جاوید کے مطالعات پر مشتمل اپنی برسوں کی تحقیقی و تنقیدی کاوشوں کو اس نئی تخلیق کی شکل میں ضم کر دیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب میں جاوید نامہ کی فکری و فنی اور علمی و ادبی اہمیت واضح کرنے کے لیے، اس کے نادر اسلوب، مکالماتی زور اور حقائق و معارف سے آگاہ کرنے اور فکرِ اقبال سے دلچسپی رکھنے والے شائقین کی ان امور پر توجہ مبذول کرنے کے لیے اس کتاب میں جاوید نامہ کے امتیازی پہلو، دیگر شعراء و صوفیہ کے معراج ناموں، جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی کا تقابلی جائزہ، جاوید نامہ کے تمثیلی کردار، جاوید نامہ کا اسلوب اور افلاک سے ماقبل حصہ، افلاک کی سیر اور مختلف کرداروں کے ساتھ مکالمات، افلاک سے باہر کا سفر اور اختتامِ سفر کے عنوانات سے جاوید نامہ کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی و توضیحی جائزہ پیش کیا اور مختلف حقائق و معارف بیان کیے ہیں۔ آخر پر ''جاوید سے خطاب'' کے عنوان سے جاوید نامہ کے ضمیمے میں شامل کلام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر پر (صفحہ ۲۱۷ تا ۲۴۵ پر) مفصل ''حواشی'' دیے گئے ہیں۔ ''حواشی'' کے بعد ''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔ کتاب میں زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

زیرِ جائزہ کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' علامہ اقبال کی تصنیف ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں بطورِ مثال ''فلک عطارد'' کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات کا جائزہ لینا ہی کافی ہوگا۔

''فلک عطارد'' کے فارسی متن کی توضیح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض ''آغازِ کلام'' کے ذیلی عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ رومی اور اقبال، قمر کے بعد فلکِ عطارد میں آ پہنچے ہیں۔ یہاں وہ لکھتے ہیں کہ محمد سعید حلیم پاشا، سید جمال الدین افغانی کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ نماز کے بعد رومی، علامہ اقبال کا سید جمال الدین افغانی سے تعارف کراتے ہیں۔ افغانی زندہ رُود (علامہ اقبال) سے مسلمانوں کی حالت کا پوچھتے ہیں۔

اس کے بعد ''اسمائے افراد'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد سعید حلیم پاشا کی شخصیات کا تعارف کرایا ہے اور ''افغان سے گفتگو'' کے عنوان سے زندہ رُود کی سید جمال الدین افغانی کے ساتھ گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ ''چار اساسی تصورات'' کے عنوان سے چار بنیادی تصورات: خلافتِ آدم، حکومتِ الٰہی، زمین کی خدائی ملکیت اور حکمت خیرِ کثیر است پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ ''ملتِ روس کو پیغامِ افغانی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پیغامِ افغانی باملتِ روسیہ'' کے عنوان کے تحت دیے گئے فارسی متن کا خلاصہ تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد ''سعید حلیم پاشا سے گفتگو'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس گفتگو کے بعد پیرِ رومی، زندہ رود سے آتش فگن اشعار پڑھنے کو کہتے ہیں۔ زندہ رود چھ اشعار پر مشتمل ایک غزل پڑھتے ہیں۔ اس طرح ''فلک عطارد'' کا سفر تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فلک عطارد'' کے (صفحہ ۵۹ تا ۸۳ پر مشتمل)

متن کی تفہیم کے لیے تمام ضروری تفصیلات فراہم کی ہیں اور ضروری امور کی وضاحت کی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان سے آگاہی کے لیے ''فلکِ عطارد'' میں سے ''حکمت خیر کثیر است'' کا فارسی متن، ان کا اردو ترجمہ از میاں عبدالرشید اور توضیح از ڈاکٹر محمد ریاض پیشِ خدمت ہے۔

فارسی متن از جاوید نامہ

۴۔ حکمت خیرِ کثیر است

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر — ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر
علم حرف و صوت را شہپر دہد — پاکیِ گوہر بہ نا گوہر دہد
علم را بر اوجِ افلاک است رہ — تا ز چشمِ مہر بر کندد نگہ
نسخۂ او نسخۂ تفسیرِ کُل — بستۂ تدبیر او تقدیرِ کل
دشت را گوید حبابے دہٗ دہد — بحر را گوید سرابے دہٗ دہد!
چشمِ او بر وارداتِ کائنات — تا بہ بیند محکماتِ کائنات
دل اگر بندد بہ حقؑ پیغمبری است — ور ز حق بیگانہ گردد کافری است!
علم را بے سوزِ دل خوانی شر است — نورِ او تاریکیٔ بحر و بر است!
عالمے از غازِ او کور و کبود — فر و دینش برگ ریزِ ہست و بود
بحر و دشت و کوہسار و باغ و راغ — از بمِ طیارۂ او داغ داغ!
سینۂ افرنگ را نارے ازوست — لذتِ شبخون و یلغارے ازوست
سیر واژونے دھد ایام را — می برد سرمایۂ اقوام را!
قوتش ابلیس را یارے شود — نور نار از صحبت نارے شود
کشتنِ ابلیس کارے مشکل است — زانکہ او گم اندر اعماقِ دل است!
خوشتر آں باشد مسلمانش کنی — کشتۂ شمشیر قرآنش کنی
از جلالِ بے جمالے الاماں — از فراقِ بے وصالے الاماں!
علم بے عشق است از طاغوتیاں — علم باعشق است از لاہوتیاں!
بے محبت علم و حکمت مردۂ — عقل تیرے بر ہدف ناخوردۂ
کور را بینندہ از دیدار کن — بولہب را حیدرِ کرار کُن! (۱۸۳)

ترجمہ از میاں عبدالرشید

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت کو خیر کثیر فرمایا ہے، جہاں کہیں تو اس خیر کو دیکھے اپنا لے۔

۲۔ علم مصنف اور خطیب کو شہپر عطا کرتا ہے۔ اس سے معمولی شخصیت کو بھی اندرونی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۳۔ علم کا راستہ افلاک کی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سورج کی آنکھ سے بھی نگاہ چھین لیتا ہے۔

۴۔ علم ساری موجودات کی تفسیر حاصل کرنے کا نسخہ ہے۔سب کی تقدیر اسی کی تدبیر کے ساتھ وابستہ ہے۔
۵۔ اگر علم صحرا سے کہے کہ حباب دے تو وہ دے دیتا ہے اگر وہ بحر سے کہے کہ سراب دکھا تو وہ دکھا دیتا ہے۔
۶۔ علم کی نظر کائنات کے بارے میں تجربات پر ہے، تاکہ وہ کائنات کے بنیادی اصول دیکھے۔
۷۔ دل کو اگر اللہ تعالیٰ سے لگایا جائے تو یہ پیغمبری ہے۔اور یہ اگر اللہ تعالیٰ سے بیگانہ رہے تو یہی کافری ہے۔
۸۔ اگر تو علم کو سوزِ عشق کے بغیر پڑھے تو یہ شر ہے۔ایسے علم کا نور بحر و بر کی تاریکی ہے۔
۹۔ اس علم کے غازے سے دنیا اندھیر نگری بن جاتی ہے۔اس کی بہار شجرِ زندگی کے پتے کو گرا دیتی ہے۔
۱۰۔ بحر، صحرا، کوہسار، باغ و راغ سب اس کے طیاروں کے بموں سے داغ داغ ہو جاتے ہیں۔
۱۱۔ اسی علم نے فرنگیوں کے سینے میں آگ بھڑکائی ہے اور اسی سے انھیں شب خوں اور یلغار کی لذت حاصل ہوئی ہے۔
۱۲۔ یہ علم زمانے کو پیچھے لے جاتا ہے اور اقوام سے ان کا سرمایہ چھین لیتا ہے۔
۱۳۔ اس علم سے حاصل شدہ قوت ابلیس کی مددگار بنتی ہے اور پھر نار یعنی ابلیس کی صحبت سے اس علم کا نور بھی نار بن جاتا ہے۔
۱۴۔ ابلیس کو مارنا مشکل کام ہے کیونکہ وہ نفس کی گہرائیوں میں گم ہے۔
۱۵۔ بہتر یہی ہے کہ تو اسے مسلمان کر لے اور اسے قرآن کی تلوار سے قتل کرے۔
۱۶۔ ایسے علم کے جلال بے جمال سے خدا کی پناہ۔اس کے بے وصال فراق سے خدا کی پناہ۔
۱۷۔ بغیر عشق کے علم کا تعلق شیاطین سے ہے اور باعشق علم کا تعلق عارفانِ الٰہی سے ہے۔
۱۸۔ عشقِ الٰہی کے بغیر علم و حکمت مردہ ہے اور عقل ایسا تیر ہے جو نشانے سے دور ہے۔
۱۹۔ اندھے (علم) کو دیدارِ الٰہی سے بصیر بنا دے اور اس طرح بولہب کو حیدرِ کرارؓ میں بدل دے۔ (۱۸۴)

توضیحات از ڈاکٹر محمد ریاض

چوتھی اساسی تعلیم ''حکمت خیر کثیر است'' کے عنوان سے ہے یعنی حکمت و دانش (سائنس) ایک نعمتِ عظیم ہے۔

یہاں اقبال اپنا پسندیدہ موضوع بیان کرتے ہیں جو بعد میں ''مثنوی پس چہ باید کرد'' میں بھی آیا ہے۔ یہ موضوع علوم و فنون کو اسلامی نہاد فراہم کرنے (=اسلامیانے) سے عبارت ہے۔اقبال اسے علم و عشق کے کنایات کے ذریعے سے بھی واضح کرتے ہیں۔خلاصہ مبحث یہ ہے کہ سائنسی علوم غیر معمولی مؤثر اور مفید ہیں مگر ان کا حقیقی افادہ نوعِ انسانی کو اسی وقت مل سکتا ہے جب ان میں ابلیسیت اور طاغوتیت نہ ہو اور یہ عشق و محبت کی بنائے محکم پر استوار ہوں۔اقبال بزبان افغانی کہتے ہیں کہ سوزِ دل اور بشر دوستی کی مظہر ''سائنس'' پیغمبرانہ منہاج رکھتی ہے کیونکہ اس کی ابلیسیت کو شمشیر قرآن نے کاٹ رکھا ہے اور اس میں جلال کے ساتھ ساتھ جمال کی قوت بھی دکھائی دیتی ہے۔

دل اگر بندد بہ حق، پیغمبری است — ور ز حق بیگانہ گردد کافری است!
علم را بے سوزِ دل خوانی شر است — نورِ او تاریکیٔ بحر و بر است!
عالمے از غازِ او کور و کبود — فر و دینش برگ ریز ہست و بود

عِلم بے عشق است از طاغوتیاں | علم با عشق است از لاہوتیاں!
بے محبت علم و حکمت مردۂ | عقل تیرے بر ہدف ناخوردۂ
کور را بینندہ از دیدار کن | بولہب را حیدرِ کرار کُن!

اس عنوان کا پہلا شعر ''پیام مشرق'' کی ''پیشکش'' سے ماخوذ ہے۔

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر | ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

فارسی متن، اردو ترجمہ اور ڈاکٹر محمد ریاض کی توضیحات کے تقابلی مطالعے سے متن کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ متن کا مفہوم بیان کیا ہے۔اگر وہ مندرجہ بالا مثال کے مطابق اپنی تصنیف میں فارسی متن اور ترجمہ شامل کر دیتے تو ان کی اس تصنیف کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا۔(۱۸۵)

جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) کا آخری موضوع ''جاوید سے خطاب'' ہے۔اس عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے میں شامل فارسی کلام کا ترجمہ اور مفہوم بیان کیا ہے۔''جاوید سے خطاب'' ڈاکٹر محمد ریاض کے قبل ازیں مطبوعہ مقالے ''اقبال اور نئی نسل۔جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' پر مشتمل ہے۔اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ''خطاب بہ جاوید'' کا ذیلی عنوان شاعر نے ''سخنے بہ نژادِ نو'' (نئی نسل سے باتیں) رکھا ہے۔یہ ''جاوید نامہ'' سے الگ اور مستقل حصہ ہے۔اس کے چھوٹے بڑے ۱۳ بند ہیں۔اشعار کی تعداد ۱۳۶ ہے۔یہ حصہ خطابیہ اور بیانیہ رنگ میں ہے۔اس میں علامہ اقبال نے جوانانِ اسلام کو معاشرتی اور علمی نکات سے آگاہ کیا ہے۔علامہ اقبال نے اپنی دیگر تصانیف (بانگِ درا، بالِ جبریل، زبورِ عجم اور اسرار و رموز) میں بھی نوجوانوں کو مخاطب کر کے انھیں ان کے شاندار ماضی سے آگاہ کیا ہے اور عملِ پیہم و جہدِ مسلسل سے اپنا حال بہتر کرنے اور مستقبل تابناک بنانے کی تلقین کی ہے۔علامہ اقبال نے اس ضمن میں کلامِ اقبال سے کئی اشعار دیے ہیں۔اس کے بعد انھوں نے (صفحہ نمبر ۹۵ تا ۱۰۱ تک) ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے کا مفہوم دیا ہے۔اس ضمن میں درج ذیل عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔بعض عنوانات صرف بند کے نمبر پر مشتمل ہیں:

''پہلا اور دوسرا بند''، ''تیسرا اور چوتھا بند''، ''پانچواں بند''، ''چھٹا بند، اقبال کی دو نوع کتابیں''، ''ساتواں بند: نوجواں، معلمین اور نظامِ تعلیم''، ''آٹھواں بند: یقینِ خود شناسی و عمل''، ''نواں بند: ورع و تقویٰ''، ''دسواں بند: درسِ عشق و رواداری''، ''گیارھواں بند: اختیارِ فقر''، ''بارھواں بند: عوام کی تعریف اور خواص پر تنقید''، ''تیرھواں بند: مردِ حق کی راہنمائی اور رقصِ روح''۔

پہلے چاروں بندوں کا مفہوم بھی اگر الگ الگ دیا جاتا اور متن مفہوم کے مطابق انھیں ذیلی عنوانات دے دیے جاتے تو عنوانات میں یکسانیت قائم ہوجاتی۔

''خطاب بہ جاوید'' کے بند نمبر ایک تا تیرہ کا مفہوم دینے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۴ پر) بند نمبر ۱ تا تیرہ کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔صفحہ نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۵ پر حواشی دیے گئے ہیں۔

اس مقالے میں کلامِ اقبال سے قریباً ۵۰ فارسی اشعار اور ۳۵ اردو اشعار دیے گئے ہیں۔فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔زیادہ تر فارسی و اردو اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔مقالہ پڑھ کر ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے کا مفہوم اچھی طرح سمجھ آ جاتا ہے۔تاہم اگر فارسی متن کے ساتھ ترجمہ دے کر بعد میں مفہوم دیا جاتا تو اس مقالے کا دائرہ

تفہیم وسیع تر ہو جاتا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان اور اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے لیے بند نمبر ۷ کا مفہوم اور ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ متن کی تفہیم میں آسانی کے لیے کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز سے فارسی متن بھی دیا جاتا ہے۔

فارسی متن از کلیاتِ اقبال فارسی:

نوجواناں تشنہ لب، خالی ایاغ — شستہ رُو، تاریک جاں، روشن دماغ!
کم نگاہ و بے یقین و نا امید — چشمِ شاں اندر جہاں چیزے ندید!
ناکساں منکر ز خود مومن بغیر — خشت بند از خاکِ شاں معمارِ دیر!
مکتب از مقصودِ خویش آگاہ نیست — تا بجذبِ اندرونش راہ نیست!
نورِ فطرت را ز جانہا پاک شست — یک گلِ رعنا ز شاخِ او نرست!
خشت را معمارِ ما کج می نہد — خوے بط با بچۂ شاہیں دہد!
علم تا سوزے نگیرد از حیات — دل نگیرد لذتے از واردات!
علم جز شرحِ مقاماتِ تو نیست — علم جز تفسیرِ آیاتِ تو نیست!
سوختن می باید اندر نارِ حس — تا بدانی نقرۂ خود را ز مس!
علمِ حق اول حواس، آخر حضور — آخرِ او می نگنجد در شعور! (۱۸۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

بند ہفتم:۔ نوجوان پیاسے ہیں اور خالی جام۔ وہ بنے ٹھنے، تاریک روح والے (اور) روشن خیال ہیں۔ وہ بے بصیرت، بے یقین اور نا امید ہیں۔ ان کی آنکھ نے دنیا میں کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (یہ) بے شخصیت اپنے منکر اور غیروں کو ماننے والے ہیں۔ (اس لیے) بت خانے کے معمار ان کی مٹی سے اینٹیں بناتے ہیں۔ مدرسے کو جب تک اس (نوجوان) کے جذبِ باطنی سے آگاہی نہیں، وہ اپنے ہدف (تعمیر خودی) سے ناواقف ہے۔ اس مدرسے نے فطری نور کو (نوجوانوں کی) ارواح سے دھوڈالا (اور) اس کی شاخ سے ایک بھی خوب صورت پھول نہ اگا۔ ہمارا معمار (= معلم) اینٹ کو ٹیڑھا رکھتا ہے (اور) شاہین بچے کو بطخ کی (سربزیری کی) عادت ڈال رہا ہے۔ علم جب تک زندگی کی تپش نہ لے، دل واردات (وجذبات) کی تپش نہیں لیتا۔ (اے مخاطب!) علم تیرے مقامات اور علامات کی توضیح کے سوا نہیں ہے۔ پہلے محسوسات کی آگ میں جلنا چاہیے تاکہ تو اپنی چاندی کو تانبے سے ممتاز کر سکے۔ علمِ حق پہلے حواس ہے پھر حضور۔ یہ آخری (مرحلۂ حضور) شعور میں نہیں سماتا۔ (۱۸۷)

مفہوم از ڈاکٹر محمد ریاض

ساتواں بند:۔ نوجوان، معلمین اور نظامِ تعلیم:۔ اب تک نوجوانوں نے دوسرے گروہوں کی حالت ملاحظہ کی تھی۔ اب شاعرِ اسلام خود انھیں خودنگری کی دعوت دیتے ہیں۔ یہاں نوجوان، طالبانِ علم کے طور پر مذکور ہیں۔ ان کے ساتھ معلمین اور نظامِ تعلیم بھی ہدفِ ملامت بنتے ہیں۔

اقبال فرماتے ہیں کہ عصرِ حاضر کے نوجوان (علم کے) پیاسے ہیں مگر ان کے جام (ذہن) خالی ہیں۔ وہ روشن خیال

اور بنے ٹھنے لگتے ہیں مگر ان کی روح تاریک ہے، وہ کم نظر، ناامید اور بے یقین ہیں۔ انھوں نے ابھی دنیا کو دیکھا ہی کب ہے۔ وہ خود فراموش اور غیروں کے معترف ہیں۔ لہٰذا ان مسلمانوں کی مٹی سے بت خانے کے معمار اینٹیں بنا رہے ہیں ؎

نوجواناں تشنہ لب، خالی ایاغ — شستہ رُو تاریک جاں، روشن دماغ!
کم نگاہ و بے یقین و ناامید — چشمِ شاں اندر جہاں چیزے ندید!
ناکساں منکر ز خود مومن بغیر — خشت بند از خاکِ شاں معمارِ دیر!

تین شعر اور اتنا عظیم تبصرہ۔ مولانا غلام قادر گرامی (و ۱۹۲۷ء) نے اقبال کی شاعری کے بارے میں اسی لیے فرمایا تھا کہ ؎

در دیدہ معنی نگہاں حضرتِ اقبال — پیغمبری کرد و پیمبر نتواں گفت

کلیاتِ اقبال اس بات کے غماز ہیں کہ یہاں ان نوجوانوں کو ہدفِ ملامت بنایا جا رہا ہے جو بے یقین اور قوتِ دین سے بدظن ہو کر متحدہ قومیت کے ہمنوا ہو رہے تھے اور ہندو اکثریت کی ہمنوائی کرنے لگے تھے۔

علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ نظامِ تعلیم کو تربیتِ نفوس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس تاریکی پرور نظام نے فطری استعداد کو ایسی زک پہنچائی کہ کسی ہونہار شخص کے جوہر نمودار ہی نہ ہو سکے۔ معلمین کے دروس سر بزیری اور خودی شکنی پر مبنی ہیں۔ علم و دانش میں سوزِ قلب نہ ہو تو اس کے ذریعے خوب و ناخوب کا خطِ امتیاز کیسے کھینچا جائے گا۔ علمِ حقیقی کی ابتداء تربیتِ حواس سے ہوتی ہے مگر اس کی انتہا حضور (تجلی ذات) ہے جو قوائے شعور سے بالاتر مقام ہے۔ علم میں سوزِ قلب کی آمیزش کا موضوع جاوید نامے میں اس سے قبل زیرِ بحث آ چکا۔ مثنوی پس چہ باید کرد میں شاعر نے اسے مزید واضح کیا ہے۔ (۱۸۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' موضوع اور متن کے لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مقالہ بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' کا جزوِ آخر بنا دیا۔

''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)''، علامہ اقبال کی تصنیف ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل تصنیف ہے۔ اسے تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد دوبارہ شائع کیا جانا چاہیے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں اظہارِ رائے کرنے والے تقریباً تمام احباب، اعزہ و اقربا، رفقا اور مبصرین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کا نہایت اعلیٰ ذوق اور خاص تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ان کی تمام تصانیف و تالیفات، مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرات میں اس ضمن میں بہت سے شواہد مل جاتے ہیں۔ مثلاً مقبول الٰہی، ''علم کی دستک'' کے خاص شمارے ''نذرِ ریاض'' میں شامل اپنے مضمون ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض.......... میرے تاثرات'' میں ''جاوید نامہ'' کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے علمی و ادبی ذوق کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''یہی نہیں کہ ان (ڈاکٹر محمد ریاض) کا مطالعہ اور تحقیق فقط علامہ کے متعلق ہی وسیع تھے، فارسی وارد و ادب سے وابستگی اور شناسائی بھی ڈاکٹر صاحب کو خوب تھی۔ ''جاوید نامہ'' میں اس شعلہ جوالہ قرۃ العین طاہرہ کے ذکر پر بات چلی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ جو کلام اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل اس کا نہیں بلکہ وہ کسی مرد شاعر کا ہے جو تخلص طاہرہ ہی کرتا تھا لیکن جو اس سے پہلے ہو گزرا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اس کا نام، اس کا عہد، وطن، اس پر تحقیق کرنے والے کا نام اور دورِ حیات خاصی تفصیل سے فون پر بتائے۔ میں اپنے اس حافظے

کا کیا کروں کہ مجھے یہ تفصیلات یاد نہیں رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں ہے، تمام کوائف چھپ چکے ہیں۔''(۱۸۹)

اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں لکھتے ہیں:

''جاوید نامہ'' کو علامہ نے اپنی زندگی کا ''ماحصل'' قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' علامہ کے اس فکری شاہکار کا ایک جامع تعارف وتوضیح نامہ ہے۔ انھوں نے جاوید نامہ کے موضوعات ومباحث، اس کے امتیازی پہلوؤں اور اس کے اسلوب پر بحث کی ہے اور اس میں مذکور شخصیات کا تعارف کرایا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ''شرح جاوید نامہ'' ہے، اور ایک درجے میں تبصرہ وتنقید بھی ہے۔ شرح، مطالب ومفاہیم اور موضوعات کی ہے (نہ کہ شعر بہ شعر تشریح۔ جملۂ معترضہ: ایک ضرورت ''جاوید نامہ'' کے لفظی/بامحاورہ نثری ترجمے کی بھی ہے)۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب سے فارسی دان قارئین کے ساتھ ساتھ اردو خواں اقبال شناس بھی برابر استفادہ کریں گے۔'' علاوہ ازیں ''جاوید نامہ'' پر تحقیق مزید کے لیے بھی یہ کتاب معاون ثابت ہوگی۔(۱۹۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنے مضمون ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس'' میں لکھتے ہیں:

''جاوید نامہ'' ڈاکٹر محمد ریاض کی دلچسپی کا ایک اہم موضوع ہے، جس کا اظہار ان کی ایک ابتدائی تصنیف ''تعلیماتِ اقبال''، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں'' (۱۹۷۷ء) سے ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' (۱۹۸۸ء) تک کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ کتاب (جاوید نامہ) علامہ اقبال کا شعری شاہکار ہے اور ان کے بقول ان کا Life Work (حاصلِ حیات) ہے، مگر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے سوا کسی اقبال شناس نے اس کی تشریح وتوضیح پر توجہ نہیں دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے بنیادی موضوعات پر تحقیق کی ہے اور ان کی توضیح بھی کی۔ اس طرح ریاض مرحوم کی مذکورہ کتاب اقبالیات کی ایک اہم ضرورت پوری کرتی ہے اور ''جاوید نامہ'' کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔ راقم نے اس کے نثری، بامحاورہ ترجمے کی تجویز پیش کی تو ریاض صاحب نے اس کا بیڑا اٹھانے کا عزم کیا (اس کا ذکر اوپر آچکا ہے) یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس وقت جس قدر مواد ولوازمہ ملتا ہے، اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱۹۱)

''جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)'' کے فلیپ پر پروفیسر محمد منور مرزا نے کتاب کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے:

''ڈاکٹر محمد ریاض' اقبالیات کے معروف محقق اور استاد اور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے سربراہ ہیں۔ اقبالیات کے سلسلے میں متعدد معتبر تحقیقی اور تنقیدی کتب کے مصنف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' علامہ اقبال کے شاہکار ''جاوید نامہ'' کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔ تاہم یہ کتاب ''جاوید نامہ'' کی تشریح نہیں بلکہ بنیادی موضوعات کی تحقیق وتوضیح ہے۔ کتاب میں مطالب کی تفہیم کے لیے فارسی اشعار کا اکثر صورتوں میں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔''

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب ڈاکٹر علامہ اقبال کے شعری مجموعے ''جاوید نامہ'' کی تشریح وتوضیح ہے۔ فارسی پر دسترس رکھنے کی وجہ سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' کے مفاہیم ومعانی کی وضاحت کے لیے تحقیقی انداز اپنایا ہے۔۔۔ یہ کتاب اردو اور فارسی، دونوں زبانوں میں یکساں مقبول ہے۔ اقبال کے شعری شاہکار' جاوید نامہ'' کی تفہیم وتشریح اور حسنِ معانی سمجھنے کے لیے کتاب بہت مفید ہے۔ اقبال اکادمی کی دیگر کتب میں یہ ایک منفرد اضافہ ہے۔''(۱۹۲)

اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات

01- تقاریر بیادِ اقبال

مرتبہ : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اشاعت : باراول، مارچ ۱۹۸۶ء؛ باردوم، دسمبر ۱۹۹۹ء

صفحات : اردو ۱۵۱+ انگریزی ۱۴

قیمت : ۵۰ روپے (باردوم)

فہرست مضامین:

نمبر	مقالہ نگار	عنوانات (بمطابق فہرست)	عنوانات (متن کے ساتھ)	تاریخ	تعارف	حواشی
۱۔	ابوبکر صدیقی	اسلامی ثقافت کی میراث	اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ	×	✓	×
۲۔	ڈاکٹر وحید الزمان	اقبال اور تصورِ پاکستان		۲۰/۴/۷۸	✓	×
۳۔	پروفیسر مرزا محمد منور	اقبال، صاحبِ یقین		×	✓	×
۴۔	پروفیسر نظیر صدیقی	اقبال اور عظمتِ انسانی	اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت	×	✓	×
۵۔	پروفیسر شیخ محمد عثمانی	اسلامی ثقافت کی روح	اقبال اور اسلامی ثقافت	×	✓	×
۶۔	ڈاکٹر محمد ریاض	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی	۳۰/۴/۳۰	×	×
۷۔	پروفیسر جگن ناتھ آزاد	اقبال کی اردو شاعری		۳۰/۴/۸۰	✓	×
۸۔	پروفیسر کرم حیدری	اقبال، داعی اسلام		۴/۸۲	✓	✓
۹۔	ڈاکٹر محمد ریاض	اقبال اور سیرت رسولِ اکرمؐ		۱۱/۸۳	×	✓
۱۰۔	رحیم بخش شاہین	مسلم قومیت اور پاکستان	اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان	×	×	×
۱۱۔	پروفیسر محمد انور مسعود	اقبال کا پیغام		×	✓	×
۱۲۔	ڈاکٹر محمد ریاض	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ		۹/۱۱/۸۱	×	✓
۱۳۔	ڈاکٹر سعد اللہ کلیم	کلام اقبال میں جلال و جمال	کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات	×	✓	×
۱۴۔	پروفیسر وحید قریشی	علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت		۴/۸۳	✓	✓
۱۵۔	پروفیسر مرزا محمد رفیق بیگ	اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو		۱۱/۸۳	×	✓
۱۶۔	پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل	اقبال اور تصوف	Iqbal and Sufism	۲۶/۱۰/۷۳	✓	×
۱۷۔	جناب اے کے بروہی	اقبال کا فلسفہ	Iqbal's Philosophy(۱۹۳)	۲۶/۱۰/۷۸	✓	×

دسمبر ۱۹۷۷ء میں اوپن یونیورسٹی، علامہ اقبال کے نام نامی سے موسوم ہوئی۔ اس وقت سے اس یونیورسٹی میں یومِ اقبال کی تقریبات باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جانے لگیں۔ ۱۹۸۴ء تک منعقد ہونے والی ان تقریبات میں پڑھے جانے والے سترہ (۱۷) منتخب مقالے کتاب ''تقاریر بیادِ اقبال'' کی شکل میں شائع کیے گئے۔ ان سترہ مقالوں میں سے صرف دو انگریزی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں وجۂ تدوین بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''کتاب کی تدوین واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اقبال کے فکروفن کے بارے میں ماہرین اور دانشوروں کے خیالات پر مبنی ایک مجموعہ پیش کیا جائے کیونکہ ہر سنجیدہ کوشش کا ریکارڈ اگر محفوظ ہو جائے تو اس سے ایسی دوسری کوششوں کو بارآور ہونے میں مدد ملتی ہے۔'' (۱۹۴)

''تقاریر بیادِ اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۷ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۲ مقالات و مضامین علامہ کے افکار و تصورات پر، ۲ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان سب پر جائزہ و تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

کتاب میں شامل مقالہ **''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''** میں اسلامی ثقافت کے بارے میں علامہ اقبال کا نقطۂ نظر بیان کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے بہت واضح لکھا ہے کہ اسلامی فنون میں کسی فن میں اسلام کی روح پوری طرح سے موجود ہے تو وہ صرف فنِ تعمیر ہے۔ کوئی موسیقی بھی ایسی نہیں جسے مسلمانوں کی موسیقی کہہ سکیں۔ مسلمان جس ملک میں گئے، انھوں نے وہاں کے ملک کی موسیقی کو اختیار کر لیا۔ مسلمانوں نے مصوری کو بھی فنِ خطاطی کی شکل میں ترقی دی اور اسے تعلیم و تدریس کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیا۔ مسجد اتحاد کی علامت ہے۔ دنیا کی تمام مساجد بنیادی ساخت کے لحاظ سے یکسانیت کی حامل ہیں۔ سب کا قبلہ ایک ہے۔ ہر ایک مسجد میں کشادہ صحن اور ایک دیوار ضرور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی تعمیرات خصوصاً مساجد باہمی اتحاد و یگانگت، محبت و اخوت اور حریتِ فکر و عمل کا نشان ہیں اور اس بات کا درس دیتی ہیں کہ اغیار کی پیروی کرنے کے بجائے دینی و دنیاوی امور میں اہلِ دنیا کی قیادت اور امامت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے اپنے اسلاف کے طرزِ فکر اور طرزِ عمل کو اپنانا چاہیے۔ (۱۹۵)

تحقیقی مقالہ **''اقبال اور تصور پاکستان''** میں ڈاکٹر وحید الزمان نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اقبال مسلمانوں کی علیحدہ قومی حیثیت کو متحدہ قومیت میں ضم کرنے یا اس کے تابع کرنے کے قائل نہیں تھے۔ انھوں نے خطبہ الٰہ آباد (دسمبر ۱۹۳۰ء) میں آزاد، اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ نہیں کیا تھا مگر اس کے قریب ضرور آ گئے تھے۔ ۱۹۳۵ء کے بعد کے سالوں میں وہ علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام کے مطالبے کی طرف بتدریج بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کے خط میں قائداعظم کو مسلمانوں کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لیے ملک کی تقسیم اور ایک یا ایک سے زیادہ اسلامی ریاستوں کے قیام کی ضرورت کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اس مقصد کے پیش نظر قائداعظم نے مسلم لیگ کو مزید فعال اور مضبوط بنایا اور بالآخر اسلامی تہذیب کے ناقابلِ شکست ہونے کا بھرپور انداز سے اظہار کیا اور الگ وطن کے قیام کی راہ ہموار کی۔ (۱۹۶)

مقالہ **''اقبال، صاحبِ یقین''** میں پروفیسر مرزا محمد منور بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال صاحب یقین تھے۔ ایمان

وایقان کی بدولت انھیں خصوصی بصیرت حاصل تھی۔ وہ عمر بھر بظاہر مایوس کن احوال کے باوصف کبھی مایوس نہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ پر امید رہے اور امتِ مسلمہ کو بھی پیغامِ امید دیتے رہے۔ قرآن کے مطالب ان کے دل پر براہِ راست القا ہوتے تھے۔ انھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ خصوصی نسبتِ روحانی حاصل تھی۔ انھوں نے مغربی تہذیب کی خرابیوں اور بربادی کی نشاندہی کی۔ جب قریباً تمام اسلامی ممالک مغربی استعمار کا شکار ہو چکے تھے تو انھوں نے ''شمع وشاعر''، ''شکوہ''، ''جواب شکوہ''، ''خضرِ راہ'' اور ''طلوعِ اسلام'' جیسی نظمیں لکھ کر اچھے دنوں کی نوید مسرت دی۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے
دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی (۱۹۷)

پروفیسر نظیر صدیقی اپنے مقالہ ''**اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت**'' میں بیان کرتے ہیں کہ نئی وجودیت کے بانی کولن ولسن کی خیال انگیز تصنیف ''عہدِ شکست'' (The Age of Defeat) کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جدید مغربی ادبا، حکماء اور اس دور کا انسان اپنی بے اہمیتی کے احساس میں مبتلا ہے۔ صرف برنارڈ شاہ اور ولیم بلیک جیسے اکا دکا ادبا ہی انسان کی لازمی یا امکانی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان کے برعکس عہدِ حاضر میں علامہ اقبال نے بھرپور اور مؤثر انداز سے انسانی عظمت بیان کی ہے۔ انھوں نے بتایا ہے انسان نائب خدا اور کائنات کا مرکزی نقطہ ہے۔ انسان معاونِ خالق ہے۔ اس کی تخلیقات خدا کی تخلیقات کے تتمے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انسان مجبور بھی ہے اور مختار بھی مگر اس کی مجبوری و مختاری کی حدود متعین اور مستقل نہیں ہیں۔ وہ مسلسل جدوجہد اور تخلیقی عمل کے ذریعے اپنی بے طاقتی کو طاقتوری میں، اپنی غلامی کو آزادی میں اور اپنے جبر کو اختیار میں تبدیل کر سکتا ہے۔ (۱۹۸)

اپنے مقالہ ''**اقبال اور اسلامی ثقافت**'' میں پروفیسر شیخ محمد عثمان بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال کے ذہن کی تمام تر نشوونما اسلامی ثقافت کے ماحول میں ہوئی۔ وہ اس ثقافت کے بڑے قدر دان اور قدر شناس تھے۔ وہ اس ثقافت کو پروان چڑھانے کے خواہش مند تھے۔ انھوں نے غیر اسلامی ثقافتوں (یونانی، رومی ایرانی، ہندو، یورپی اور روسی ثقافت) کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور ان کی کئی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی۔ وہ اپنے پانچویں خطبے ''**مسلم ثقافت کی روح**'' میں بیان کرتے ہیں کہ یونانی ثقافت عملی، تجرباتی اور سائنسی نہیں تھی بلکہ منطق اور عقلِ مجرد پر تکیہ کرنے والی تھی۔ شروع میں مسلمان حکماء، یونانی حکمت ودانش سے متاثر ہوئے مگر جونہی انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ قرآن حکیم کے طرزِ استدلال کی طرف لوٹ آئے اور انھوں نے تجربے اور مشاہدے سے سائنسی علوم کی تشکیل وترقی کا فریضہ سرانجام دیا۔ اہلِ یورپ نے عربی زبان اور عربی علوم سیکھ کر، یہ سائنسی علوم حاصل کیے اور مادی وسائنسی لحاظ سے خوب ترقی کی۔ یورپی ثقافت لادینیت کی وجہ سے مادہ پرستی کا شکار ہو گئی۔ اہلِ یورپ کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام، جغرافیائی وطنیت کے نظریے، فحاشی، عریانی اور بے حیائی پر مبنی طرزِ رہن سہن کی بدولت بہت زیادہ خرابیوں اور برائیوں نے جنم لیا۔ دو خوفناک عالمگیر جنگیں لڑی گئیں۔ کمزور اقوام کو غلام بنا لیا گیا۔ اقبال اور ثقافت کے ضمن میں ہمیں ''اسرارِ خودی'' اور ''پیامِ مشرق'' کے دیباچوں اور علامہ اقبال کے چھٹے انگریزی خطبے سے بھی کافی مدد ملتی ہے۔ علامہ اقبال ''اسرارِ خودی'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ہندو تہذیب

نے سری کرشن اور سری رام نوج کے افکار کے تحت عمل سے بھر پور فلسفۂ زندگی کو اپنایا مگر سری شنکر نے ترکِ عمل کا درس دے کر اس تہذیب کو روبہ زوال کر دیا۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے مطابق عوام الناس کو سماجی، معاشی اور سیاسی آزادی اور حقوق حاصل ہوں۔ دنیا بھر کے مسلمان باہمی اتحاد و اتفاق سے مل کر اسلامی ثقافت کو پروان چڑھائیں۔ اس طرح تمام نسلِ انسانی کو حریتِ فکر و عمل کے اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو۔(۱۹۹)

۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کو ''یوم اقبال'' کی تقریب منعقدہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں، پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی موجودگی میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالہ **''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی''** پڑھا۔ اس میں انھوں نے پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی شخصیت اور خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ان کی علمی و ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ اردو کے معروف استاد، شاعر اور نقاد پروفیسر جگن ناتھ آزاد (ولادت ۱۹۱۸ء) قریباً ۴۴ برس سے علامہ اقبال کی حیات و افکار کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کی زندگی میں ہی ان کے بارے میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ انھوں نے اقبال کے بارے میں اردو میں چند مستقل کتابیں، انگریزی میں ایک کتاب اور درجنوں مقالے لکھے ہیں جو بھارت اور پاکستان کے ادبی اور تحقیقی مجلوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ اقبال اور اس کا عہد (مجموعہ مقالات)
۲۔ اقبال اور مغربی مفکرین
۳۔ اقبال کی کہانی بچوں کے لیے
۴۔ Iqbal: Life and Works
۵۔ اقبال اور کشمیر

ان کے مقالوں میں سے بعض کے عنوانات درج ذیل ہیں:

اقبال اور احترام آدمی۔ اقبال اور مغرب، اقبال اور فلسفۂ یونان، اقبال اور ہندوستانی تمدن، اقبال کی اردو شاعری، اقبال کی فارسی شاعری، اقبال کا منصفانہ لب و لہجہ، اقبال اور غالب، کلامِ اقبال میں عورت کا مقام، اقبال کا جاوید نامہ، جاوید نامے کے کردار۔

ان کی کتابوں اور مقالات کے عنوانات سے اقبالیات میں ان کی دلچسپی کے موضوعات اور اعلیٰ ذوق کی نشاندہی ہوتی ہے۔(۲۰۰)

مقالہ **''اقبال کی اردو شاعری''** میں جگن ناتھ آزاد نے علامہ اقبال کی اردو شاعری کے محاسن پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کے نظریات، تصورات اور افکار کے علاوہ ان کا حسین و جمیل اور درد و گداز سے بھر پور شعری اسلوب بھی بہت متاثر کن ہے۔ دراصل یہ شعری محاسن ہی ہیں جن کی بدولت ان کے افکار و نظریات اور تصورات کی قدر و قیمت، اہمیت اور ضرورت سے ہم سب بھر پور انداز سے آگاہ ہوئے۔ اقبال نے غزل کو باوقار و پاکیزہ لہجہ عطا کیا۔ اس کے علاوہ ان کی غزل میں وہ تمام خوبیاں بھی موجود ہیں جنھیں ہمارے پرانے استادوں نے غزل کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ مضمون آفرینی، بندش کی چستی، اسلوبِ بیان، صنائع و بدائع، تشبیہ و استعارہ، حسن، رمزیت و ایمائیت، یہ سب خصوصیات ان کی غزل میں موجود ہیں۔ غزل کی طرح ان کی ''نظم'' بھی شعری محاسن کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی نظم ''حقیقتِ حسن'' ملاحظہ کر لیں۔ ساری نظم اول سے آخر تک کس سادگی سے کہی گئی ہے۔ معانی سے قطع نظر ہر شعر، بلکہ ہر

مصرعے کا دھیما ترنم جس طرح سے ہمارے احساس کو چھیڑ رہا ہے، اس کی مثالیں اردو شاعری میں زیادہ نہیں ملیں گی۔ ایک تھرتھراہٹ جو پہلے مصرعے سے آخری مصرعے تک چلی گئی ہے، وہی اس نظم کا حسن ہے۔ اقبال کی اکثر و بیشتر نظموں میں دھیمے دھیمے ترنم کی بے نام کیفیت پائی جاتی ہے جو غزل کی جان ہے۔ اس ضمن میں ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' ملاحظہ کرلیں۔ ''مسجد قرطبہ'' شعریت، رومانیت، حقیقت پسندی، رمزیت اور ایمائیت کا ایک ایسا حسین و جمیل امتزاج ہے کہ ہماری ساری اردو شاعری روزِ اول سے آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ نظم کا ہر مصرع عزم، حوصلے اور غنائیت سے بھرپور ہے اور نظم کی حیثیت ایک میخانے سے کم نہیں۔ (۲۰۱)

مقالہ ''**اقبال داعی اسلام**'' میں پروفیسر کرم حیدری بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے افرادِ ملت اور عالمِ اسلام کی اصلاح و فلاح اور انسانیت کی بھلائی کا درس دیا۔ وہ روحِ دین کے شناسا تھے۔ انھوں نے تعلیمِ دین کو عام کرنے کے لیے جتنا کام کیا، اتنا کام سینکڑوں تعلیمی ادارے بھی نہ کر سکتے تھے۔ انھوں نے انفرادی خودی کو مستحکم کر کے نیابتِ الٰہیہ پر فائز ہونے اور اجتماعی خودی کو مستحکم کر کے بحیثیت ملت، مستحکم ہونے کا درس دیا۔ انھوں نے عقیدۂ توحید اور عقیدۂ رسالت کے حقیقی تقاضوں سے آگاہ کیا۔ قرآن حکیم سے خصوصی نسبت قائم کرنے کا درس دیا۔ غرضیکہ انھوں نے انفرادی و اجتماعی فلاح کے حصول کے لیے، ہر طرح کے سماجی، سیاسی، معاشی، تعلیمی مسائل کے حل کے لیے اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ (۲۰۲)

اپنے مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیلِ اخلاق ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ اس سے باہمی محبت اور اخوت کے جذبات پیدا ہوں گے اور باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ سے نسبت مضبوط کرنے کے لیے نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔ درود و سلام کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ محافلِ میلاد النبی ﷺ منعقد کرنی چاہییں اور اس کثرت سے اور ایسے انداز سے نبی کریم ﷺ کو یاد کرنا چاہیے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر بن جائے۔ ''اسرا'' اور ''معراجِ رسول ﷺ'' کا واقعہ اس بات کا درس دیتا ہے کہ انسان دینی، دنیوی، اخلاقی اور روحانی، ہر لحاظ سے بے پناہ ترقی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے اپنی جسمانی اور روحانی و اخلاقی حالت بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ (۲۰۳)

مقالہ ''**اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان**'' میں رحیم بخش شاہین بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو درپیش خطرات کے پیشِ نظر واضح طور پر اسلامی تصورِ قومیت بیان کیا اور مغربی جغرافیائی نظریۂ وطنیت کی خرابیاں بیان کیں۔ انھوں نے واضح کیا کہ اسلامی معاشرے کی اصل بنیاد عقیدہ ہے نہ کہ وطن، نسل، رنگ اور زبان۔ مغرب کے جغرافیائی نظریۂ وطنیت کو تسلیم کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ اصل فیصلہ کن حیثیت وطن کو حاصل ہو۔ اسلام ثانوی حیثیت اختیار کرلے، شخصی عقیدے کے طور پر پس منظر میں چلا جائے اور اس کا اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہ رہے۔ اسلام کو اجتماعی زندگی سے خارج کرنا اس کی نفی اور تردید کے مترادف ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے فارسی مجموعہ کلام ''رموزِ بے خودی'' میں، اپنی نظموں ''خضرِ راہ''، ''طلوعِ اسلام''، ''مذہب'' اور اس طرح کی دیگر نظموں کے ذریعے اسلامی تصورِ قومیت

کی اہمیت بیان کی۔ انھوں نے ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کو ''جغرافیائی حدود اور مسلمان'' کے عنوان پر ایک مضمون لکھ کر اسلامی تصورِ قومیت وضاحت سے پیش کیا اور ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد میں الگ اسلامی ریاست کے قیام کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ قائد اعظم کو علامہ اقبال کے افکار سے مکمل اتفاق تھا۔ انھوں نے ان کے افکار کی روشنی میں قرار دادِ پاکستان منظور کی۔ اس قرارداد کے عملی روپ کی شکل میں ہمیں پاکستان ملا۔(۲۰۴)

پروفیسر محمد انور مسعود اپنے مقالے **''اقبال کا پیغام''** میں بیان کرتے ہیں کہ اقبال کی سب سے بڑی انفرادیت اور اہمیت یہی ہے کہ اس نے پیغام کو شعر اور شعر کو پیغام بنا دیا ہے۔ ان کا بنیادی موضوع ''انسان'' ہے۔ ان کا پیغام فطرتِ انسانی کے عمیق اور پختہ ادراک پر مبنی ہے۔ انھوں نے شرفِ انسانیت کے جملہ تصورات کو اپنے تصورِ خودی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر انسانی زندگی میں ایک ربط ضبط پیدا ہو۔ اپنے تصورِ خودی کے پیشِ نظر اقبال نے مسلمانانِ عالم کو یہی پیغام دیا ہے کہ تم خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہو تو اپنے آپ پر بھی ایمان لے آؤ۔ اقبال نے مغرب کے لادینیت، مادیت اور عقلیت کی اساس پر قائم کلچر کی اور سوشلزم، کمیونزم، ملوکیت اور وطنیت کی خرابیاں بیان کیں۔ انھوں نے مشرق کو افلاطونی اور گوسفندی فلسفے کی خرابیوں سے آگاہ کیا۔ انھوں نے سرچشمہ ہدایت قرآن حکیم سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے اور انسانی زندگی کے کامل و اکمل نمونہ رسول کریم ﷺ کی پیروی کی تلقین کی۔ جہاں جہاں بھی تخلیقی قوت کے سرچشمے ہیں، اقبال نے ان کی سمت درست کرنے کا درس دیا ہے۔ انھوں نے ہر ایسے فکر، رویے، رجحان اور نظام پر تنقید کی جس سے شرفِ انسانی پامال ہوتا ہو اور وقارِ بشریت کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ انھوں نے اسلام کی متوازن تعلیمات سے استفادہ کر کے انفرادی و اجتماعی سطح پر فلاح و بقا کا تصور پیش کیا۔(۲۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مقالے **''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''** میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال اصلاح یا دفاع کے لیے جہاد ضروری خیال کرتے تھے بشرطیکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو نہ کہ جوع الارضی۔ جہاد دست و بازو اور قلم و زبان، ہر طرح سے ممکن ہے اور اس کے کئی مدارج ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مشہور مسلمان سپہ سالاروں جیسے حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیادؒ، محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو کا ذکر کیا ہے۔ کلامِ اقبال کا عسکری پہلو بڑا نمایاں ہے۔ عسکری آہنگ و لہجہ کا کلام جوشِ ایمانی کا مظہر ہے۔ ان کی نظم ''شکوہ''، ''جواب شکوہ''، ''شمع و شاعر''، ''ارتقا''، ''میں اور تو''، ''شاہین''، ''پند باز بہ بچۂ خویش''، ''اعلان جنگ دورِ حاضر کے خلاف''، ''قطعہ جہاد'' میں اور اس طرح کی نظموں میں ''عسکری آہنگ'' نمایاں نظر آتا ہے۔(۲۰۶)

مقالہ **''کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات''** میں ڈاکٹر سعد اللہ کلیم لکھتے ہیں کہ کلامِ اقبال میں علامہ اقبال کے جلال و جمال کے پیکر مردِ کامل کا جو تصور ملتا ہے وہ محض ایک فرد کا تصور نہیں اس میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی عکاسی کی گئی ہے جس کے عقب میں جلال و جمال کی پیکر امتِ مسلمہ موجود ہے جو تمام تر زندگی و توانائی اس ذاتِ پاک سے حاصل کرتی ہے جو اپنی صفات کے اعتبار سے رحمٰن و رحیم بھی ہے (یہ جمالیاتی رخ ہے) اور عزیز الجبار المتکبر بھی ہے جس سے اس کے جلال کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ ان کی نظم ''قرطبہ'' تعمیراتِ اسلامی کا بیک وقت جلال بھی ہے اور جمال بھی۔ علامہ اقبال مسجد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز — اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز
تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل — وہ بھی جلیل و جمیل، تو بھی جلیل و جمیل (۲۰۷)

مقالہ ''**علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت**'' میں پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے ۶ نومبر ۱۹۳۳ کے بیان، ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے ایک اقتباس ''ملتِ بیضا'' پر ایک عمرانی نظر (۱۹۱۲ء) سے ایک اقتباس اور ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کے ایک بیان میں سے منتخبہ اقتباسات کے حوالے سے علامہ اقبال کے تصورِ وطنیت کے اساسی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ اقوامِ عالم کی باہمی منافرت دور کرنے اور باوجود شعوبی، قبائلی، نسلی، لونی اور لسانی امتیازات کے، ان کو یک رنگ کرنے میں اسلام نے وہ کام تیرہ سو سال میں کیا ہے جو دیگر ادیان سے تین ہزار سال میں بھی نہ ہو سکا۔ وطن کی محبت ایک نفسیاتی حقیقت ہے مگر دین اسلام مادے سے روح، مکان سے زمان اور دنیاوی حقائق سے تجریدی حقائق کی طرف سفر کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اسلام کا نظام بنیادی طور پر انسانیت کے لیے ہے، زمان و مکان کی قیود سے مبرا ہے اور اس میں سارے عالم کے لیے فلاح کا پیغام مضمر ہے۔ دین اسلام کی رو سے مادی فوائد کو اعلیٰ مقاصد کے حصول ہی کا ذریعہ ہونا چاہیے نہ کہ خود مقصد۔ بصورتِ دیگر یہ اقدام ''بت پرستی'' کے ذیل میں آئے گا۔ اس اصول کے تحت دین اسلام کی رو سے اخلاقی، دینی اور روحانی اقدار نظامِ معاشرت کی بنیاد ہیں۔ وطن کے تصور کے سلسلے میں بھی اس اصول کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی نقطہ نظر سے وطن کا تعلق شعوبی، قبائلی، نسلی، لونی اور لسانی امتیازات پر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق دین اسلام سے ہے۔ (۲۰۸)

مقالہ ''**اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو**'' میں پروفیسر مرزا رفیق بیگ بیان کرتے ہیں کہ برصغیر کے مخدوش اور مایوس کن حالات میں علامہ اقبال نے اپنی ولولہ انگیز شاعری کا صور پھونکا اور اپنے پیغام کی قوت اور حیات آفرینی سے خفتہ و خستہ حال قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ پہلے مرحلے میں انھوں نے ہند کے مسلمانوں کو زندہ و بیدار کرنے کے لیے خود شناسی، خود آگاہی، جہد و عمل، سخت کوشی و سخت کیشی اور اخوت و اتحاد کی تعلیم دی۔ انھوں نے ان کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ غلام اور محکوم بن جانے کے اسباب بتائے۔ انھیں اسلاف کی عظمت کے اسباب سے آگاہ کیا اور انفرادی و اجتماعی خودی کے استحکام سے از سر نو آزادی و خود مختاری اور عظمت و عروج حاصل کرنے کا درس دیا۔ انھیں اپنی ذات پر، اپنی صلاحیتوں پر، اپنے مقصد پر، اپنی زندگی کے امکانات پر، اپنے عقیدے پر، اپنی کامیابی اور کامرانی پر، اپنی ملی قوت اور خدا کی رحمت پر یقین کرنے کا درس دیا۔ علامہ اقبال نے غلامی اور محکومی کے خلاف کھل کر اظہار خیال کیا۔ انھوں نے ہر اس نظریے اور عمل کی مخالفت کی جس کا مقصد مسلمانوں کی آزادی کو سلب کرنا یا ان کو محکوم بنائے رکھنا ہو۔ اسی نقطۂ نظر سے انھوں نے مغربی نظریہ قومیت، مغربی تہذیب، مغربی نظامِ سیاست پر تنقید کی اور اسلامی نقطۂ نظر بیان کیا۔ انھوں نے برصغیر میں الگ اسلامی ریاست کے قیام کا تصور پیش کیا اور اس کے حصول کے لیے سیاسی فضا قائم کی۔ قائداعظم کی قیادت میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ آزادی کے بعد ہم پاکستان میں فکرِ اقبال کے مطابق آزاد اسلامی نظام حکومت قائم نہیں کر سکے۔ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم فکرِ اقبال کی روشنی میں ولولہ تازہ سے مصروف بہ عمل ہو جائیں۔ (۲۰۹)

پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل اپنے مقالے ''**Iqbal and Sufism**'' میں تصوف کے بارے میں علامہ اقبال کے نقطۂ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ مولانا روم نے مثنوی میں چند نابینا افراد کی حکایت بیان کی ہے جنھوں نے ہاتھی کے جسم کے مختلف حصے چھوکر یہ بتانے کی کوشش کی کہ ہاتھی کیسا دکھائی دیتا ہے۔ علامہ اقبال اخلاص فی العمل پر مبنی ایسے تصوف کے قائل تھے جس کی بنیاد اسلامی عقیدۂ توحید پر ہو۔ انھوں نے عجمی تصوف کی مخالفت کی جس کی رو سے فلسفہ وحدت الوجود کے مطابق اللہ تعالیٰ اور کائنات کی حقیقت پر فلسفیانہ انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کا بنیادی اعتراض یہی ہے کہ ابن عربی نے تصوف کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا ہے، جو نظریہ وحدت الوجود پیش کیا ہے وہ فلسفہ ہے، مذہب نہیں ہے۔ حاصل کلام کے طور پر ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

> "Iqbal has attributed the decline of mysticism as is visible already from the afore mentioned letter to the Persian influence on Islam. Like other matters, he advocates vital aspects of Sufism - a Sufisn vigourous and energetic to life. Thus Iqbal abhors negative aspects of Sufism but craves for lifeful elements"(۲۱۰)

> ''جیسا کہ پہلے ہی خط کے حوالے سے ذکر ہو چکا ہے کہ علامہ اقبال کے مطابق دین اسلام پر عجمی (ایرانی) اثرات کی وجہ سے تصوف زوال کا شکار ہو گیا۔ دیگر امور کی طرح وہ تصوف کے حیات بخش اثرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا تصوف جو زندگی کو جوش و توانائی عطا کرے۔ لہٰذا، اقبال تصوف کے منفی پہلو کی نفی کرتے ہیں مگر اس کے حیات افروز پہلوؤں کو تسلیم کرتے ہیں۔''(۲۱۱)

مقالہ ''**Iqbal's Philosophy**'' میں اے کے بروہی نے علامہ اقبال کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر سے مراد اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایسا خاص بندہ ہے جو لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے، ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انھیں حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ فلسفی اور شاعر بھی یہی کام کرتے ہیں مگر ایسا وہ اپنے زمانے میں کرتے ہیں۔ پیغمبر کا پیغام مستقل نوعیت کا ہوتا ہے۔ فلسفی اور شاعر اپنے روحانی شعور سے حاصل ہونے والے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اس کا تعلق مخصوص زمانے سے ہوتا ہے۔ فلسفی تصورات و نظریات وضع کرتا ہے جبکہ شاعر انھیں موثر انداز سے بیان کرتا ہے۔ علامہ اقبال بنیادی طور پر مسلم فلسفی ہیں۔ ان کے فلسفے کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے۔ اس لیے ان کے فلسفیانہ افکار ابدی حقائق کی توضیح پر مبنی ہیں۔ علامہ اقبال نے دیگر شعراء کی طرح محض مظاہر فطرت کو ہی موضوع سخن نہیں بنایا بلکہ انھوں نے مابعد الطبیعاتی تصورات اور حقائقِ کائنات کو نہایت متاثر کن انداز سے پیش کیا۔ وہ نہ مشرق کے شاعر تھے اور نہ مغرب کے، وہ آفاقی شاعر تھے۔ اقبال نے اسلامی تعلیمات کو جدید دور کے فلسفے اور سائنس کی زبان میں پیش کیا۔ فلسفے میں ان کی یہ خدمت کوئی کم قدر و قیمت کی حامل نہیں ہے۔ (۲۱۲)

''**تقاریر بیاد اقبال**'' میں پیش کیے گئے تمام مقالے فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور علمی و ادبی نقطۂ نگاہ سے نہایت قدر و قیمت اور افادیت کے حامل ہیں۔ کل سترہ (۱۷) مقالات میں سے تین (۳) مقالات ڈاکٹر محمد ریاض کے ہیں جو انھوں نے ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء میں منعقد ہونی والی اقبال کانفرنسوں کے مواقع پر پڑھے تھے۔ نو (۹) مقالات کے شروع میں چند ایک جملوں میں مقالہ نگار کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ تین مقالات (مقالہ نمبر ا،۴ اور ۱۱) کے مقالہ نگاروں کا صرف ایک ایک جملے میں تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، رحیم بخش شاہین اور پروفیسر

مرزا محمد رفیق بیگ کا تعارف نامہ پیش نہیں کیا گیا۔ سترہ میں سے دس مقالہ جات کے ساتھ ان کے پڑھے جانے کی تاریخ دی گئی ہے۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد ۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کی اقبال کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں انھوں نے ''اقبال کی اردو شاعری'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا تھا۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا تھا۔ ان کے اس مقالے میں مقالہ پڑھنے کی تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کے بجائے ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء لکھی گئی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ اس طرح پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اے کے بروہی کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا تھا۔ اسی روز اے کے بروہی نے بھی ''Iqbal's Philosophy'' کے عنوان سے انگریزی میں ایک مقالہ پڑھا تھا۔ اے کے بروہی کے مقالہ پڑھنے کی تاریخ درست لکھی گئی ہے جو کہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء ہی ہے مگر ڈاکٹر این میری شمل کے مقالہ پڑھنے کی تاریخ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کے بجائے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء لکھی گئی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں یومِ اقبال کی تقریبات کا آغاز ۱۹۷۸ء سے ہوا تھا جس کا ''تعارف'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ذکر کیا ہے۔ سترہ مقالہ جات میں سے صرف پانچ مقالات (نمبر ۸، ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۱ اور ۱۵) کے ساتھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ ان حوالہ جات وحواشی کے مقام بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔ مقالہ نمبر ۸ اور ۱۵ کے حوالہ جات وحواشی ہر صفحہ کے ساتھ ہی زیریں حاشیہ (پاورقی) میں دیے گئے ہیں جبکہ دیگر تین مقالات کے حواشی وحوالہ جات مقالات کے اختتام پر دیے گئے ہیں۔ سترہ میں سے چھ مقالات کے فہرست میں دیے گئے عنوانات، ان مقالات کے ساتھ دیے گئے عنوانات سے مختلف ہیں۔ اس جائزے کے شروع میں دی گئی فہرست کی مدد سے مقالات کے عنوانات، مقالہ نگاروں کے تعارف نامے، مقالات کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات وحواشی اور مقالات پڑھنے کی تاریخوں کے اندراج میں نظر آنے والی بے قاعدگی کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

زیرِ جائزہ کتاب ''تقاریر بیادِ اقبال'' میں کتابت کی اغلاط بھی نظر آئی ہیں۔ مختلف مقامات پر نظر آنے والی چند ایک اغلاط درج ذیل ہیں:

صفحہ نمبر	دیا گیا متن	درست متن	صفحہ نمبر	دیا گیا متن	درست متن
۲۰	دتیا	دنیا	۲۴	بورش	یورش
۲۱	کوس خدائی بیٹے	خدا بنے بیٹھے	۲۸	تصوف روحانی	تصرف روحانی
۲۲	یالغ	بالغ	۳۹	کولن واسن	کولن ولسن
۶۰	۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء	۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء	۱۴۱	دوقوں	دونوں
۷۸	صطِ نفس	ضبطِ نفس	۱۴۳	رفق	رفیق
۹۴	جب رسولؐ	حُبِّ رسول (ﷺ)			

قریباً تمام مقالات میں اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ دو تین مقالات میں چند ایک قرآنی آیات اور احادیث دی گئی ہیں۔ ان کا عربی متن بغیر اعراب کے دیا گیا ہے اور ان کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔

اس مجموعے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے تین مقالات ''جگن ناتھ کی اقبال شناسی''۔ اقبال اور سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' اور'' علامہ اقبال کا عسکری آہنگ'' بھی شامل ہیں۔ مقالہ'' اقبال اور سیرت رسولِ اکرمؐ' ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین ''برکاتِ اقبال''میں اور مقالہ'' علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''ان کے مجموعہ مقالات ''افاداتِ اقبال''میں بھی شامل ہے۔

''تقاریر بیادِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن مارچ ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اغلاط کی درستگی کے بغیر ہی اس کا دوسرا ایڈیشن دسمبر ۱۹۹۹ء میں شائع کیا گیا۔ ۲۰۱۷ء کے مطابق اس کی اولین اشاعت کو بتیس سال گزر چکے ہیں۔ اس کی تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ مطبوعات کی فہرست (۲۰۱۶ء) کے مطابق ۱۹۷۷ء تا ۲۰۱۶ء کے اخیر تک ۴۰ سال کے عرصے میں اقبالیات کے موضوع پر درج ذیل عمومی کتب شائع کی گئی ہیں:

۱۔ پاکستانی زبانوں میں منتخب کلام اقبال کے تراجم ۲۔ حرفِ اقبال (اگست ۱۹۸۴ء)
۳۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے (۱۹۸۴ء) ۴۔ تقاریر بیادِ اقبال (۱۹۸۶ء/دسمبر ۱۹۹۹ء)
۵۔ تسہیل خطبات اقبال (۱۹۸۶ء/۱۹۹۷ء) ۶۔ اقبال اور گوئٹے (۲۰۰۱ء)
۷۔ مسلم اُمّہ اقبال (انگریزی) ۸۔ مسلم اُمّہ اقبال (اردو)
۹۔ اقبالیات کا موضوعاتی تجزیاتی اشاریہ (۱۹۸۶ء) ۱۰۔ طیف اقبال
۱۱۔ ولی سے اقبال تک ۱۲۔ علامہ اقبال اور بلوچستان (۱۹۸۶ء/۱۹۹۸ء) (۲۱۳)

مندرجہ بالا بارہ کتب میں سے کم وبیش سات کتب ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۷ء کے عرصے میں شائع ہوئیں۔ اس کے بعد اقبالیات کی کتب کی طباعت کا سلسلہ تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے عہد میں اس سلسلے میں پیش رفت ہوتی رہی۔ بعد میں یہ سلسلہ تعطل کا شکار ہوگیا۔ مندرجہ بالا کتب میں سے ''تقاریر بیادِ اقبال'' اور ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے دوسرے ایڈیشنز بغیر نظرثانی کے گزشتہ کی اغلاط سمیت شائع کیے گئے۔ کتاب ''اقبال اور گوئٹے'' اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کے اشتراک سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب'' علامہ اقبال اور بلوچستان'' کا بھی دوسرا ایڈیشن اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے شائع کیا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت اقبالیات کے اہم موضوعات پر اب تک ایم فل اقبالیات کی سطح پر قریباً تین صد تینتالیس مقالات اور پی ایچ ڈی کی سطح پر چوبیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان تمام مقالات کو شائع کیا جانا چاہیے اور دیگر کتب کو بھی تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جانا چاہیے۔ حسنِ انتظام کی بدولت طباعت کے شعبہ کو فعال، خود کفیل اور منافع بخش بنایا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس تک گراں قدر تحقیقی مقالات کی رسائی سے تعلیمی، ادبی اور تحقیقی معیار بھی بہتر سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

02- حرفِ اقبال

تصنیف	:	علامہ محمد اقبال (خطبات) تقاریر اور بیانات کا مجموعہ
تدوین و ترجمہ	:	لطیف احمد شروانی
پیشکش	:	ڈاکٹر محمد ریاض، صدر شعبہ اقبالیات
پبلشرز	:	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
اشاعت	:	بار اول، اگست ۱۹۸۴ء
صفحات	:	۲۲۳
قیمت	:	۳۰ روپے

فہرست مضامین:

پیش لفظ	۳ تا ۶
دیباچہ	۷ تا ۱۱
فہرست مضامین:	۱۲ تا ۱۶
حصہ اول: خطبات اور تقاریر (۱۰)	۱۷ تا ۱۰۰
حصہ دوم: اسلام اور قادیانیت (۴ مضامین)	۱۰۱ تا ۱۵۰
حصہ سوم: متفرق بیانات (۳۰)	۱۵۱ تا ۲۳۳

''پیش لفظ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فروغِ اقبالیات کے سلسلے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا تعارف پیش کیا اور ''حرفِ اقبال'' کا تعارف کرایا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

۱۔ ''یونیورسٹی نے کچھ عرصہ پیشتر اقبال کو نئی نسل سے متعارف کرانے کے لئے ایک کتاب ''اقبال بچوں اور نئی نسل کے لئے'' تیار کی ہے.....''(۲۱۴)

۲۔ ''حرفِ اقبال'' کو پہلی بار لاہور سے ۱۹۴۵ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اسی سال اس مجموعے کے مشمولات کو انگریزی میں Speeches and Statements of Iqbal کے نام سے شائع کیا گیا.....''(۲۱۵)

۳۔ ''حرفِ اقبال'' کو جو مقبول عام ہوا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت، ۱۹۶۱ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے تھے..... لیکن ۱۹۶۱ء کے بعد سے اس کا کوئی ایڈیشن شائع نہ ہو سکا.....''(۲۱۶)

مندرجہ بالا اقتباسات کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ

۱۔ یونیورسٹی نے اقبال کو نئی نسل سے متعارف کرانے کے لئے جو کتاب لکھی تھی اس کا درست عنوان ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' ہے۔

۲۔ ’’حرفِ اقبال‘‘ کا انگریزی ایڈیشن ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔اس کے بعد اس کا اردو ایڈیشن شائع کیا گیا تھا۔(۲۱۷)

۳۔ ’’حرفِ اقبال‘‘ کے ۱۹۶۱ء کے بجائے ۱۹۷۷ء تک سات ایڈیشن منظر عام پر آئے ۔ ۱۹۷۷ء کو کچھ اضافوں اور اصلاح کے بعد علامہ محمد اقبال کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر اقبال اکادمی پاکستان نے اس کا نیا ایڈیشن نئے نام ’’اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘ سے شائع کیا۔(۲۱۸)

کتاب ’’علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘ میں ایڈیشن (۱۹۷۷ء) کے دیباچے کے ساتھ لطیف احمد شیروانی کے پہلے ایڈیشن کا دیباچہ بھی دیا گیا ہے جس کے آخر پر اس کے لکھنے کی تاریخ ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء دی گئی ہے۔ یہی دیباچہ ’’حرفِ اقبال‘‘ میں بھی دیا گیا ہے مگر وہاں اس کے لکھنے کی تاریخ ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء دی گئی ہے۔(۲۱۹)

کتاب ’’علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘ دراصل ’’حرفِ اقبال‘‘ کی توسیع نہیں ہے بلکہ یہ لطیف احمد شیروانی کی مرتبہ انگریزی کتاب "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کا نیا اردو ترجمہ ہے اور اس کے مترجم ’’اقبال احمد صدیقی‘‘ ہیں۔اس میں ’’باب دوم: مذہب اور فلسفہ‘‘ کے عنوان کے تحت پندرہ نئی تحریریں دی گئی ہیں جو کہ اس سے پہلے ’’حرفِ اقبال‘‘ میں شامل نہیں تھیں۔اس طرح ’’باب سوم: اسلام اور قادیانیت‘‘ کے عنوان کے تحت دو تحریروں کا اور ’’باب چہارم: متفرق بیانات وغیرہ وغیرہ‘‘ کے عنوان کے تحت پانچ بیانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ سب اضافے انگریزی ایڈیشن میں کیے گئے تھے۔’’علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘ اضافہ شدہ انگریزی ایڈیشن کا نیا اردو ترجمہ ہے۔ چونکہ انگریزی کا نیا ایڈیشن خود لطیف احمد شروانی کا مرتب کردہ ہے اور نیا ترجمہ اس ترمیم شدہ ایڈیشن پر مشتمل ہے، اس لیے ’’حرفِ اقبال‘‘ مطبوعہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی پر تبصرہ اور اس کی تدوین نو اور تصحیح کی ضرورت نہیں رہی۔(۲۲۰)

اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب پر اردو میں کم و بیش ۱۷۰ مقالات و مضامین لکھے۔ جن کی موضوعاتی فہرست درج ذیل ہے:

☆ **اقبال کے افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین** **076** **45%**

اقبال اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر مقالات و مضامین ۰۰۷

اقبال اور عالمِ اسلام کے موضوع پر مقالات و مضامین ۰۲۱

اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات پر مقالات و مضامین ۰۲۷

اقبال کے سماجی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین ۰۰۶

اقبال کے سیاسی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین ۰۰۷

اقبال کے تعلیمی افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین ۰۰۸

☆ **زبان و ادب** **065** **38%**

اقبال کے کلام اور تصانیف کے فکری و فنی جائزے پر مبنی مقالات و مضامین ۰۳۷

اقبال کی نوٹ بک ۰۰۱

اقبال کے تراجم و خطوط ۰۰۳

خطباتِ اقبال ۰۰۲

اقبال کی فارسی شاعری اور تصانیف ۰۰۶

ارمغانِ حجاز ۰۰۱

پیامِ مشرق ۰۰۱

جاوید نامہ ۰۱۳

گلشن رازِ جدید ۰۰۱

☆ **اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کے تقابلی جائزے پر مبنی مقالات و مضامین** **029** **17%**

اقبال اور ابنِ حلاج ۰۰۲

اقبال اور بیدل ۰۰۳

اقبال اور جوہر ۰۰۱

اقبال اور رومی ۰۰۲

اقبال اور سعید حلیم پاشا ۰۰۲

اقبال اور سید جمال الدین افغانی ۰۰۲

اقبال اور شاہ ہمدان ۰۰۳

اقبال اور غالب ۰۰۱

اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی ۰۰۲

اقبال اور دیگر شخصیات ۰۰۶

اقبال شناس حضرات ۰۰۵

کل تعداد (۷۶+۶۵+۲۹) 170

اقبالیاتی ادب پر مشتمل '۱۷۰' اردو مقالات و مضامین میں سے ۷۶ مقالات و مضامین علامہ اقبال کے افکار و تصورات پر، ۶۵ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۲۹ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ %۴۵ مقالات و مضامین افکار و تصورات پر، %۳۸ مقالات و مضامین ادبیات (زبان و ادب) پر اور %۱۷ مقالات و مضامین شخصیات پر ہیں۔ ان مقالات و مضامین کی فہرست عنوانات درج ذیل ہے:

اقبال کے افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین کی اشاعتوں کا جدول

اقبال اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
002۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			1986ء
003۔	اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل		اول	1983ء
004۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	26	2	اپریل1979ء
005۔	اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور	نقوش	لاہور	فروغ اردو		121	ستمبر1977ء
006۔	اقبال کا نظریہ عشق	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور		37	4	اپریل1984ء
007۔	انقلاب اندر شعور (معراج نبوی ﷺ)	ماہِ نو	لاہور		22	10	اکتوبر1969ء

اقبال اور عالمِ اسلام کے موضوع پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
002۔	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
003۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
004۔	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
005۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	35	11	نومبر 1982ء
006۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
007۔	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
008۔	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل 1981ء
009۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
010۔	اقبال اور میراثِ کشمیر	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
011۔	اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور وحدتِ ملی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	23	4	جنوری 1983ء
012۔	اقبال اور عالمِ اسلام	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	21	9	اپریل 1984ء
013۔	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر						
	فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	5	18	1992ء
014۔	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	34	2	جولائی تا ستمبر 93ء
015۔	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	21	2	اپریل 1974ء
016۔	ایران میں مطالعہ اقبال	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	13	10	اپریل 1976ء
017۔	تحقیقاتِ اسلامی	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	19	3	ستمبر 1981ء
018۔	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	20	1	جنوری تا مارچ 71ء
019۔	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	18	2	جولائی، اکتوبر 77ء
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگ میل..		اول	1983ء
020۔	علامہ اقبال اور زوال و عروجِ ملتِ اسلامیہ	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	21	5	نومبر 1983ء
021۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	44	4	اپریل 1974ء

اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
002۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
003۔	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب	3		1977ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
004۔	اقبال اور توحید و رسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
005۔	اقبال اور جدید علم کلام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
006۔	علامہ اقبال اور جدید مسائلِ کلام	جرنل آف ریسرچ	لاہور		26	3	جولائی 1989ء
007۔	اقبال اور عبادات و شعائرِ اسلامی	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	17	12	جون 1980ء
008۔	اقبال اور عقائد توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	39،40	4،1	اکتوبر 92 جنوری 93ء
009۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	18	2	اکتوبر 1969ء
010۔	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	1	4	جولائی، اگست 72ء
	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
011۔	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	22	2	اپریل 1975ء
012۔	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	31	2,4	جولائی 90 جنوری 91
013۔	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب	3		1977ء
014۔	اقبال کی بصیرتِ نفس	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
015۔	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	3	1	جنوری، فروری 74ء
	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
016۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
017۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	48	10	نومبر 1978ء
018۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
019۔	اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
020۔	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	16	10-11	اپریل، مئی 79ء
021۔	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	4	جنوری 1971ء
022۔	تصوّرِ فقر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء
023۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ			26	3	جولائی 1989ء
024۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	2	4	اکتوبر۔ دسمبر 82ء
025۔	فکرِ اقبال کا ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	28	4	جنوری، مارچ 88ء
026۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	10	9	مارچ 1973ء
027۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	35	1	جولائی تا ستمبر 97ء

اقبال کے سماجی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
002۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	15	2	جولائی1974ء
003۔	اقبال اور نژادِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	12	دسمبر1972ء
004۔	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	21	3	جولائی تاستمبر72ء
005۔	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	10	اپریل1982ء
006۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن

اقبال کے سیاسی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
002۔	علامہ اقبال کا خطبہ الٰہ آباد، پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل1988ء
003۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
004۔	اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..	6	35	اپریل، مئی71ء
005۔	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	17	4	اپریل1984ء
006۔	تصورِ ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
007۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء

اقبال کے تعلیمی افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
002۔	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	3	5	نومبر80ء
003۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	27	2	جولائی1986ء
004۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
005۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق	12	7-9	جولائی۔ستمبر89ء
006۔	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..	1	2	جولائی تاستمبر90ء
007۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
		علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	1	3	اکتوبر تا دسمبر 81ء
008۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	29	4	اکتوبر تا دسمبر 81ء

اقبال کے کلام اور تصانیف کے فکری وفنی جائزہ پر مبنی مقالات ومضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب			اکتوبر 1987ء
002۔	ادب کا اسلامی تصور	المعارف	لاہور	ادارہ ثقافت	14	4	اپریل 1981ء
		الحق	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	29	3	دسمبر 1993ء
003۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	4	اپریل 1970ء
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبال بحیثیت شاعر	علی گڑھ			اول	1982ء
004۔	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	34	11	نومبر 1981ء
005۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	30	2	اپریل 1983ء
006۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
007۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
008۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
009۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	51	4	اپریل 1981ء
010۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند ''زمزمہ انجم''	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	5	5	نومبر 1982ء
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
011۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
012۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	4	اپریل 1977ء
013۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	25	8	نومبر 1972ء
014۔	اقبال کی شاعری میں مکالماتِ حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	6	جون 1980ء
	اقبال کی شاعری میں مکالماتِ حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
	اقبال کی شاعری میں مکالماتِ حسن (قسط نمبر 1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	5	مئی 1980ء
015۔	اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
016۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
		قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	11	نومبر 1977ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
017-	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی		24	4	اپریل 1971ء
	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			ستمبر 1977ء
018-	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	21	11	فروری 1970ء
019-	اقبال، شاعرِ حکمت	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
	اقبال، شاعرِ حیات	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
020-	اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
021-	اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
022-	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	21	4	جنوری 1981ء
023-	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
024-	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	24	2-3	اپریل، جولائی 77ء
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...		اول	1983ء
025-	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	5-6	نومبر، دسمبر 83ء
026-	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	11	نومبر 1981ء
		فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	32	11	اگست 1981ء
027-	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	29	2	اپریل 1982ء
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..		اول	1983ء
028-	علامہ اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی		اول	1989ء
	علامہ اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	22	2	اکتوبر۔ دسمبر 84ء
029-	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	13	5-6	نومبر، دسمبر 91ء
030-	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
		تقاریر یادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن			مارچ 1986ء
031-	علامہ اقبال کی تنقیدِ ادب	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	45	11	نومبر 1992ء
032-	علامہ اقبال کی دعائیں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
033-	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	3	مارچ 1980ء
034-	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	14	2	جولائی 1973ء
035-	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	10	11	مئی 1973ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
036۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو	47	2	1971ء
037۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	16	10-11	اکتوبر/نومبر 83ء

اقبال کی نوٹ بک

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء

اقبال کے تراجم و خطوط

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
002۔	اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی کے زاویے	لاہور	بزمِ اقبال		اول	مئی 1985ء
	اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	23	2	اپریل 1976ء
003۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	4	16	1991ء

خطباتِ اقبال

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی...		دوم	1997ء
002۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	27	3	جنوری تا مارچ 90ء

اقبال کی فارسی شاعری اور تصانیف

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
002۔	اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
003۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	27	3	جنوری تا مارچ 90ء
004۔	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	36	4	اکتوبر 1989ء
005۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوب بیان	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکادمی		دوم	2007ء
006۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء

ارمغانِ حجاز

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	9-10	ستمبر،اکتوبر77ء

پیامِ مشرق

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	38	1-2	جنوری/اپریل91ء

جاوید نامہ

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور نئی نسل ، جاوید نامہ کا ضمیمہ'خطاب بہ..'	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	9	مارچ،اپریل84ء
002۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	6	3	مئی تا اگست77ء
003۔	جاوید نامہ	ثقافت	اسلام آباد	نیشنل کونسل	2	7	سرما1977ء
004۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	21	2	اپریل تا جون72ء
005۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	22	12	مارچ1971ء
006۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..	22	4	اکتوبر تا دسمبر72ء
007۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..	6	43	مئی72ء
008۔	جاوید نامہ،اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
009۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگ میل...		اول	1983ء
010۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	7	جولائی1977ء
011۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
012۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
013۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی ..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر1984ء
	فلکِ مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء

گلشن رازِ جدید

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	25	2	جولائی1984ء
	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء

اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کے تقابلی جائزے پر مبنی مقالات و مضامین

اقبال اور ابنِ حلاج

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
002۔	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	19	2	جولائی 78ء

اقبال اور بیدل

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
002۔	بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	41	3	جولائی 1994ء
003۔	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	12	4	جنوری 1972ء

اقبال اور جوہر

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	28	4	اکتوبر 1981ء

اقبال اور رومی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	11-12	مئی، جون 84ء
002۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	4	اپریل 1976ء
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	5	مئی 1976ء
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	8	اگست 1976ء

اقبال اور سعید حلیم پاشا

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	12	2	جولائی 1971ء
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	4	4	اکتوبر۔دسمبر 84ء
002۔	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران	8	20	نومبر 1968ء
	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	9	ستمبر 1971ء

اقبال اور سید جمال الدین افغانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی			1995ء
002۔	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	2	اکتوبر۔دسمبر 71ء
		اقبال ریویو	حیدر آباد	اقبال اکیڈمی			نومبر 2005ء

اقبال اور شاہ ہمدان

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	9	4	جنوری 1969ء
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1987ء
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی			س ن
002۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترام انسانیت	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
003۔	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	35	4	اکتوبر 1988ء

اقبال اور غالب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	36	2	فروری 1983ء

اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
002۔	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	20	2	اکتوبر،جنوری 73-72ء

اقبال اور دیگر شخصیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..	6	33	ستمبر، اکتوبر 77ء
002۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	5 تا 6	جولائی تا دسمبر 88ء
003۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	2	جولائی 1970ء
004۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		دوم	1988ء
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	30	2	مئی 1977ء
005۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	3	10 تا 12	اکتوبر 89ء تا جون 90ء
006۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق	اکوڑہ	دار العلوم حقانیہ	7	2	جنوری تا مارچ 89ء

اقبال شناس حضرات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی		اول	1983ء
002۔	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن.			مارچ 1986ء
003۔	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	16	4	جنوری 1976ء
004۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	اقبال اور احترامِ..	لاہور	نذیر سنز		اول	1989ء
005۔	عباد اللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	7	جنوری تا مارچ 89ء

ان میں سے قریباً ۱۰۶ مقالات ومضامین ان کی مرتب کردہ کتب میں اور چند ایک مقالات ومضامین دیگر کتب میں شامل ہیں اور ان کتب کے تحقیقی جائزے میں ان پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ درج ذیل ۴۶ مقالات ومضامین ان کے مقالات ومضامین کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت
001۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	9-10	ستمبر، اکتوبر 77ء
002۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..	6	33	ستمبر، اکتوبر 77ء
003۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	فکر ونظر	لاہور	تحقیقاتِ اسلامی	19	3	ستمبر 1981ء
004۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	30	2	اپریل 1983ء
005۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	5 تا 6	جولائی تا دسمبر 88ء
006۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	11	2	جولائی 1970ء
007۔	اقبال اور عبادات وشعائرِ اسلامی	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی	17	12	جون 1980ء
008۔	اقبال اور عقائدِ توحید ورسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	39	1	اکتوبر 1992ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سن اشاعت
009-	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	26	2	اپریل 1979ء
010-	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات			اپریل 1981ء
011-	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان	21	3	جولائی تا ستمبر 72ء
012-	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	3	10، 12	اکتوبر 89ء تا جون 90ء
013-	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	51	4	اپریل 1981ء
014-	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	22	2	اپریل 1975ء
015-	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور		31	2،4	جولائی 90، جنوری 91
016-	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..	1	2	جولائی تا ستمبر 90ء
017-	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	25	8	نومبر 1972ء
018-	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	48	10	نومبر 1978ء
019-	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	4	16	1991ء
020-	اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..	6	35	اپریل، مئی 71ء
021-	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	17	4	اپریل 1984ء
022-	انقلاب اندر شعور (معراجِ نبوی)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	22	10	اکتوبر 1969ء
023-	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی	اقبالیات (اردو)	لاہور	اقبال اکیڈمی	34	2	جولائی تا ستمبر 93ء
024-	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	21	2	اپریل 1974ء
025-	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	38	1-2	جنوری تا اپریل 91ء
026-	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	16	4	جنوری 1976ء
027-	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	27	3	جنوری تا مارچ 90ء
028-	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	6	11-12	مئی، جون 84ء
029-	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	7	2	نومبر 1971ء
030-	عباد اللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	2	7	جنوری تا مارچ 89ء
031-	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ.			26	3	جولائی 1989ء
032-	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن.	2	4	اکتوبر۔دسمبر 82ء
033-	علامہ اقبال اور زوال و عروجِ ملتِ اسلامیہ	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	21	5	نومبر 1983ء
034-	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	13	5-6	نومبر، دسمبر 91ء
035-	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	36	4	اکتوبر 1989ء
036-	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	36	2	فروری 1983ء
037-	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	28	4	جنوری، مارچ 88ء
038-	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر و نظر	اسلام آباد		10	9	مارچ 1973ء
039-	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	14	2	جولائی 1973ء
040-	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	3	مارچ 1980ء

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سن اشاعت
041۔	کلام اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	10	11	مئی 1973ء
042۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	44	4	اپریل 1974ء
043۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	4	اپریل 1976ء
044۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	5	مئی 1976ء
045۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	9	8	اگست 1976ء
046۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	35	1	جولائی تا ستمبر 97ء

مندرجہ بالا مقالات و مضامین پر الف بائی ترتیب سے موضوعاتی تبصرہ و تعارف پیش خدمت ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان	صفحات	نمبر	موضوع/عنوان	صفحات
☆	اقبال اور اسلام	☆	☆	اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری وفنی جائزہ	☆
01۔	اقبال اور عبادات و شعائر اسلامی	15	01۔	ارمغانِ حجاز	15
02۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	17	02۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	17
03۔	علامہ اقبال اور زوال و عروجِ ملتِ اسلامیہ	16	03۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	02
04۔	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	05	04۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	06
05۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	06	05۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	14
☆	اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات	☆	06۔	تلمیحاتِ فرہاد، کلام اقبال میں	08
01۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	21	07۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	31
02۔	اقبال کا تصورِ قلندری	14	08۔	کلام اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	10
03۔	اقبال کا تفکرِ حریت	29	09۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں	12
04۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	07	☆	اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ	☆
05۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	29	01۔	اقبال اور بابا فغانی	13
06۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	05	02۔	اقبال اور خوشحال	13
07۔	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	39	03۔	اقبال اور سعدی	30
08۔	کلام اقبال میں احترام انسانیت کا درس	19	04۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	14
09۔	کلام اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	15	05۔	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس	13
☆	اقبال کے سماجی افکار و تصورات	☆	06۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	07
01۔	اقبال اور نوجوان	07	07۔	عباداللہ اختر مرحوم	12
☆	اقبال کے سیاسی افکار و تصورات	☆	08۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	05
01۔	اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں	10	09۔	رومی اور اقبال	02
02۔	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	10	10۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال ۔۱	12
03۔	وسطی ایشیا اور اقبال	31	11۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال ۔۲	12
☆	اقبال کے تعلیمی افکار و تصورات	☆	12۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال ۔۳	06
01۔	اقبال کی تعلیمی رہنمائیاں	08			

مندرجہ بالا مقالات ومضامین پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے:

تحقیقی مقالے ''**اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے مختلف تحقیقی مقالات و خطبات،ان کے مکاتیب ، یادداشتوں کے مجموعے'' شذراتِ فکرِ اقبال'' اور انگریزی خطبات ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے مندرجات کے حوالے سے لکھا ہے کہ اقبال کے ہاں تخلیق ہی نہیں ،اعلیٰ درجے کی تحقیق بھی ہے بلکہ وہ برصغیر اور دنیائے اسلام میں بعض اہم تحقیقاتِ اسلامی کے محرک بھی رہے ہیں۔انھوں نے تحقیقی ادارے ''ادارۂ معارف اسلامیہ'' (انگریزی نام ''اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ'') کی بنیاد رکھی اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی فقہ کی تجدیدِ نو اور مسلمان سائنس دانوں کی تحقیقات کی روشنی میں سائنسی علوم میں تحقیق کی ضرورت واہمیت کی طرف توجہ دلائی۔علامہ اقبال، اسلامیہ کالج لاہور میں تحقیقاتِ اسلامی کے لئے ایک شعبہ قائم کرنا چاہتے تھے۔وہ آخری عمر میں اس بات کے آرزومند تھے کہ تحقیقاتِ اسلامی سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے کسی وقف اراضی میں مراکز قائم کیے جائیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے مکاتیبِ اقبال سے مختلف تحقیقی کاموں کی ضرورت کی نشاندہی کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال مختلف علوم کی دین اسلام کے اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق تجدید کے حامی تھے۔وہ نہایت اعلیٰ ذوقِ تحقیق رکھتے تھے۔ان کی قیمتی آراء کی روشنی میں تحقیق کے عمل کو آگے بڑھا کر ملک وقوم کی گراں قدر خدمات سرانجام دی جاسکتی ہیں۔(۲۲۱)

مقالہ ''**اقبال اور عبادات وشعائرِ اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''ارکانِ اسلام''، ''نماز اور اس کے متعلقات''، ''کلمات وحرکاتِ نماز''، ''روزہ، حج اور زکوٰۃ''، ''انتقاد برترک جہاد وحج'' اور ''شعائرِ اسلام'' کے تحت اسلامی عبادات اور شعائرِ اسلامی کے سلسلے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دین اسلام قوت وشکوہ، پیش رفت اور بیداری کا مظہر ہے۔ان عبادات کے حقیقی تقاضے بجالانے سے انفرادی واجتماعی خودی مستحکم ہوتی ہے اور افراد ومعاشرہ اصلاح، فلاح، ترقی اور عروج کے سفر پر بھرپور انداز سے گامزن ہوتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی منظوم و منثور تصانیف سے متعدد حوالہ جات، اشعار اور اقتباسات دے کر نفسِ مضمون اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔(۲۲۲)

تحقیقی مقالے ''**علامہ اقبال اور زوال وعروج ملت اسلامیہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''عروج وترقی کا شاندار دور''، ''اسبابِ زوال''، ''دیگر اسباب''، ''علاج زوال'' کے تحت علامہ اقبال کے متعدد فارسی واردو اشعار دے کر لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے امم گذشتہ وحال، خصوصاً ملت اسلامیہ کے عروج وزوال کے اسباب وعلل پر غائر نظر ڈالی اور انھوں نے ملتِ اسلامیہ کے عروج وزوال کے ظاہری ومادی اور ایمانی وروحانی اسباب بیان کیے۔انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت، علم وعرفان سے عدم دلچسپی، بے عملی اور نااتفاقی کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ زوال پذیر ہوئی۔دوبارہ عروج حاصل کرنے کے لیے افرادِ ملت کو چاہیے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے حقیقی تقاضوں کے مطابق دین داری اختیار کریں، عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق علم و عرفان میں بھرپور دلچسپی لیں اور عصری سائنسی علوم حاصل کر کے سائنسی شعبہ جات میں بھرپور ترقی کریں۔باہمی اتفاق واتحاد سے، جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے انفرادی واجتماعی سطح پر اپنی اصلاح کریں اور حقیقی فوز وفلاح پائیں۔(۲۲۳)

تحقیقی مقالے ''**علامہ اقبال کا ترانۂ ملی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی مشہور نظم ''ترانۂ ملی'' کے اشعار کے حوالے سے ان کے فکری ارتقا کا جائزہ اور تاریخ اسلام کے حوالے سے اِن اشعار کا مفہوم واضح کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ

گیارہ اشعار پر مشتمل ''ترانۂ ملی'' ایسی موجز نظم ہے جس میں ساری تاریخ اسلام سمٹ آئی ہے۔ اس میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ مسلمان ایک نظریاتی قوم ہیں اور ان کا وطن کوئی محدود خطہ زمین نہیں بلکہ سارا جہاں ان کا وطن ہے۔ قرآن مجید کی طرح عقیدۂ توحید پر کاربند ملتِ اسلامیہ بھی ہمیشہ محفوظ، سلامت اور قائم رہے گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورت، جامع اور مدلل انداز سے ''ترانۂ ملی'' کے اہم تر موضوعات توحید و رسالت، کعبۃ اللہ کی مرکزیت، مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور ان کی فتوحات، سرزمین حجاز کی خاص فضیلت، حبِ رسول ﷺ کی اہمیت اور اسوۂ رسول ﷺ کی رہبری پر متعدد قرآنی آیات اور علامہ اقبال کی منظوم تصانیف سے حوالہ جات دے کر نفسِ مضمون واضح کیا ہے۔(۲۲۴)

تحقیقی مقالے ''**اقبال مسلمانوں کی وحدت کا داعی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے مغربی تصور وطنیت کی خرابیاں اور ''اسلامی تصورِ قومیت'' کی خوبیاں واضح کیں۔ انھوں نے اپنی تمام تصانیف میں باندازہائے مختلف واضح کیا کہ جس طرح سائنسی علوم وفنون کے کلیات عالمی اور سب کے لیے ہیں اس طرح اسلامی حقائق عالم گیر اور اٹل ہیں۔ ان کو وطنی اور ملی حدود میں بند نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے اپنی تمام تصانیف میں عالمِ اسلام کی اتحاد و یگانگت کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا۔ انھوں نے مذہبی دھڑے بازیوں، نفاق اور تعصب سے بچنے کی تلقین کی۔ انھوں نے اسلامی عبادات اور اسلامی شعائر کے حوالے سے باہمی اتفاق واتحاد کی اہمیت اجاگر کی اور اس کے لیے عملی کوششوں کے آغاز کی تلقین کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کلامِ اقبال سے متعدد اردو و فارسی اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کی وحدت کے داعی کے طور پر نہایت اعلیٰ کردار ادا کیا ہے۔(۲۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ ''**کلام اقبال میں احترام انسانیت کا درس**'' ماہنامہ ''فکر ونظر''، اسلام آباد کی اشاعت مارچ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ ''**کلامِ اقبال میں تکریم انسانی کا عنصر**'' کے عنوان سے مجلّہ ''اقبال ریویو'' کی اشاعت جولائی ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''قرآن مجید اور مقامِ انسانیت''، ''ادیانِ عالم کا تصورِ انسانی''، ''مولانائے روم کا نصب العینی آدم''، ''احترام انسانیت اور اقبال کے خاص مضامین'' کے عنوانات کے تحت ''احترام انسانیت'' کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار قدرے وضاحت سے بیان کیے ہیں۔ نفسِ مضمون کی وضاحت کے لیے، انھوں نے متعدد قرآنی آیات اور تاریخی حوالہ جات کے علاوہ علامہ اقبال کے منظوم اردو و فارسی کلام سے متعدد اشعار پیش کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دینِ فطرت نے انسان کے مقام ومرتبہ کو افراط و تفریق سے پاک صورت میں پیش کیا ہے۔ ادیانِ عالم (ہندومت، بدھ مت، زرتشتیت، یہودیت اور عیسائیت) میں انسان کو وہ عظمت و مرتبہ اور عزت واحترام نہیں دیا گیا جو کہ اسے دین اسلام نے دیا ہے۔ رومی اور اقبال انسانی عظمت و احترام کے بارے میں یکساں تصور رکھتے ہیں۔ اقبال بے شک حکیم الامت، شاعرِ اسلام اور شاعرِ مشرق ہیں مگر وہ شاعرِ عالم بھی ہیں۔ ان کی تعلیمات سے ان کی آفاقیت مظہر ہے۔ ان کی انسان دوستی اور ہمہ گیر دل سوزی کی سارے جہاں میں قدر کی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں غیر مسلم افراد کی خوبیوں کا نہایت فراخدلی سے اعتراف کیا ہے۔ احترامِ انسانیت کے بارے میں ان کے افکار وحیٔ الٰہی سے ضیا گیر ہیں۔

برتر از گردوں مقامِ آدم است   اصل تہذیب احترامِ آدم است
آدمیت، احترامِ آدمی   باخبر شو از مقامِ آدمی

دیگر مقالات ومضامین کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ بھی موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے گراں قدر اہمیت کا حامل ہے۔اسے وسعت دے کر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔(۲۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تحقیقی مقالے ''**اقبال اور کبوترانِ حرم**'' میں لکھتے ہیں کہ جنوری و فروری ۱۹۷۶ء میں مجھے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔اس دورانِ حرمِ کعبہ اور مسجد النبی ﷺ میں کبوترانِ حرم (طائرانِ حرم) کے مشاہدے کا موقع نصیب ہوا۔حرمین شریفین میں مسکن عطا ہونے کی وجہ سے کبوترانِ حرم کو تحفظ حاصل ہے۔انھیں یہاں کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہے۔انھیں پاکیزگی طبع بھی حاصل ہے۔یہ سجدہ گاہوں میں سے نہیں گزرتے۔مٹی پر بیٹھتے ہیں یا بیت الحرام کی بالائی چھت پر،اور ان کی آلائشیں ان ہی مقامات تک محدود رہتی ہیں۔ان کے شب وروز حرم کی وابستگی میں ہی گزرتے ہیں۔ان کے باہمی اتحاد کی بدولت کسی اور پرندے (کوے، چیل، گدھ، وغیرہ) کو حرمین شریفین میں مستقل قیام کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔علامہ اقبال نے اپنے کلام میں بہت سے پرندوں (چڑیا، کوئل، قمری، طوطا، بلبل، زاغ، زغن، عقاب، باز، شکرہ، کرگس، ہما، طاؤس یعنی مور، صعوہ یعنی مولا، چکور، تیتر، دراج، تذرو، چرغ، شپر یعنی چمگادڑ، کبک، تورنگ، سار، شاہباز، باشہ، شاہین، حمام یعنی کبوتر) کا ذکر کیا ہے۔ان میں سے بعض عربی، فارسی یا اردو میں مشترک معانی کے حامل ہونے کے اعتبار سے تکراری ہیں اور بعض اپنی اقسام میں اقرب ہیں۔ان پرندوں میں سے اقبال کے ہاں بلبل، شاہین اور کبوتر کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔اقبال نے کئی موارد میں اپنے آپ کو بلبل کہا ہے یا شاہین۔انھوں نے اپنے اشعار میں ''طائرانِ حرم'' یا ''مرغانِ حرم'' کی تراکیب استعمال کی ہیں اور ان سے مراد ''کبوترانِ حرم'' ہی ہیں کیونکہ حرمین شریفین میں سے کسی دوسرے پرندے کا باقاعدہ قیام یا گزر نہیں ہے۔ان کی نثر میں ''کبوترانِ حرم'' کی ترکیب کا استعمال نظر آتا ہے۔علامہ اقبال چاہتے تھے کہ اہلِ ایمان، کبوترانِ حرم کی طرح باہمی اتفاق واتحاد، پاکیزگی اور حرمین سے وابستگی کا اظہار کریں۔اس مقصد کے اظہار کے لیے انھوں نے بہت سے فارسی واردو اشعار لکھے۔مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

تو دوائے دل فگاراں، تو قرارِ بے قراراں   تو عیارِ کم عیاراں، مگر ایں کہ دیریابی
بجز ایں دعا کہ بخشی بکبوتراں عقابی   بجلال تو کہ در دل دگر آرزو ندارم (۲۲۷)

مقالہ ''**اقبال کا تفکرِ حریت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مردِ حُر کے اوصاف''، ''طعنہ وطنز کا نشتر''، ''غلامی وآزادی کا موازنہ'' اور ''تصورِ شاہین'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کی اردو وفارسی منظوم تصانیف سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر علامہ اقبال کے تفکرِ حریت پر روشنی ڈالی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ دینِ اسلام کے متعین کردہ بنیادی حقوقِ انسانی میں سے حریتِ فکر وعمل کو اولین حیثیت حاصل ہے۔علامہ اقبال بھی حریتِ فکر وعمل کے دل دادہ تھے کیونکہ یہ دینِ اسلام کا تقاضا ہے اور اس نعمت سے انسانی شخصیت یا خودی تکمیل پاتی ہے۔انھوں نے بھرپور انداز میں آزادی وحریت کی مدحت اور غلامی کی مذمت کی۔یہ مدحت ومذمت کہیں بیانیہ انداز میں ملتی ہے اور کہیں طنز وتشنیع یا موازنے کی صورت میں۔علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مردِ حُر کا تصور واضح کرنے کے لیے ''شاہین'' بطورِ علامت استعمال کیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ غلام

مسلمان، آزاد افراد سے مرتبے میں فروتر نہیں ۔ بادشاہ کا خون، معمار کے خون سے زیادہ پُر رنگ نہیں ۔ قرآن مجید کے روبرو غلام و آقا اور ٹاٹ وریشمی مسند، ایک ہیں ۔ علامہ اقبال نے حریت اسلامیہ کی مثال حضرت امام حسینؓ کی شہادتِ عظمیٰ سے دی ۔ امامؓ نے حریتِ اسلامیہ کی پاسداری کی خاطر اپنی اور اپنے خانوادے کی جان کا نذرانہ پیش کر دیا مگر اصول اسلام سے متصادم کسی امر پر سمجھوتہ نہ کیا ۔ مردِ حُر، اقبال کا تصوراتی مردِ مومن ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، کسی غیر کا غلام نہیں ہے ۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کا وارثِ حقیقی ہے ۔ وہ تقدیر کا شاکی نہیں، خود تقدیر ساز ہے ۔ مردِ حُر کی ہم نشینی غلاموں کے لیے اکسیر ہے ۔ تاثیرِ محبت سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں حریت کے لیے جدوجہد نہ کرنے والوں اور غلامی پر قانع افراد پر طعنہ وطنز کے نشتر چلائے اور اس طرح انھیں حصول آزادی کے لیے آمادہ تر کیا ۔ انھوں نے آزاد اور غلام افراد کے رجحانات اور ان کی معنوی توانائیوں کے فرق پر بہت کچھ لکھا ۔ انھوں نے ایک نکتہ یہ بتایا کہ آزاد افراد، زمان پر حاوی ہوتے ہیں ۔ وہ اندک زمان میں غیر معمولی کارنامے سرانجام دیتے ہیں ۔ ان کی تدبیر ہی ان کی تقدیر بن جاتی ہے ۔ مگر غلام افراد کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد اردو و فارسی اشعار دے کر نہایت مدلل انداز سے علامہ اقبال کا تفکرِ حریت واضح کیا ہے اور حواشی کی مدد سے نفسِ مضمون کو مستند اور زیادہ قابلِ تفہیم بنا دیا ہے ۔ (۲۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''اقبال کی مدحت آزادی اور مذمتِ غلامی''** ماہنامہ ''قومی زبان'' کی اشاعت نومبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا ۔ یہ مقالہ صرف ۷ صفحات پر مشتمل ہے ۔ ان کا مذکورہ بالا ۲۸ صفحات پر مشتمل مقالہ ''اقبال کا تفکرِ حریت'' اقبالیات (اقبال ریویو) کی اشاعت جولائی ۹۰ء تا جنوری ۹۱ء میں شائع ہوا تھا ۔ مقالے ''اقبال کا تفکرِ حریت'' میں انھوں نے اپنے مقالے ''اقبال کی مدحت آزادی اور مذمتِ غلامی'' کی نسبت کافی زیادہ تفصیل اور قدرے زیادہ جامعیت سے متعلقہ موضوع پر اظہار رائے کیا ہے ۔ اس لیے موخر الذکر مقالے پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں ۔ (۲۲۹)

مقالہ **''اقبال کا تصورِ قلندری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی لغات، کتبِ تصوف اور معتبر کتبِ زبان وادب کے حوالے سے لفظ ''قلندر'' کا لغوی واصطلاحی مفہوم واضح کیا ہے ۔ اس کے بعد انھوں نے فکرِ اقبال کی رو سے اس علمی وادبی اور صوفیانہ اصطلاح کا مفہوم بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال تمام قلندرانہ اوصاف کے حامل تھے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ فارسی لغات کے مطابق ظاہری قید و بند سے آزاد، جمالِ مطلق کا طالب، مجرد از رسوم، لا ابالی، رند اور کندۂ ناتراشیدہ، آزاد مشرب درویش، قلندر کہلاتا ہے ۔ لفظ ''قلندر'' کے پنجگانہ حروف اس کے پنجگانہ اوصاف (قناعت، لطافت، ندامت، دیانت اور ریاضت) کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ مکتبِ درویشی کے مطابق لا ابالی طبع کا حامل، آزاد خیال، ملامتی، مجذوب درویش ''قلندر'' کہلاتا ہے ۔ معتدل مزاج (شریعت وطریقت کو باہم نبھانے والے) صوفیہ کو قلندروں کی آزاد منشی اور بے نیازانہ روش عزیز تھی ۔ وہ ان کی بدعات کے خلاف لکھتے رہے مگر اوصافِ انسانی کو سراہتے رہے ۔ حکیم سنائی غزنوی، خاقانی شروانی، شیخ عراقی ہمدانی، مولانائے روم، خواجہ حافظ شیرازی اور سید حسینی کے ''قلندر'' کی شخصیت اور اوصاف سے متعلقہ متعدد فارسی اشعار رقم کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کلام اقبال سے متعدد اردو و فارسی اشعار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''قلندر'' کی اصطلاح کو وسعت دی اور اسے اپنے کلام کے مردِ فقیر، مردِ درویش، درویش

جوانمرد، مردِ حُر، بندۂ آزاد، مسلمان، درویش خدامست اور مومن وغیرہ کے قریباً مرادف بنا دیا۔ انھوں نے فقرِ غیور کا نیا تصور دیا اور مولانائے روم کے نظریۂ فقر کو ترقی یافتہ شکل میں پیش کیا۔ ان کا ''قلندر'' فقرِ غیور کا پیکر ہے۔ وہ خوددار، غیور محتاجِ حق، بے نیاز از خلق، خودشناس، خداشناس، جہاں شناس اور حریت فکر و عمل کی صفات سے متصف اور جذبۂ مسلمان کا مظہر ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطورِ حاصل کلام لکھتے ہیں کہ اقبال کا تصورِ قلندری دراصل اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی کا بیان ہے۔ ان کی شخصیت، حالات اور آثار کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام قلندرانہ اوصاف سے متصف تھے۔ کئی مواقع پر انھوں نے اپنے آپ کو قلندر کہا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے | کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد
قلندر جز دو حرف لاالٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا | فقیہِ شہر قاروں ہے، لغت ہائے حجازی کا
تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا | کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر
اگر جہاں میں میرا جوہر آشکارا ہوا | قلندری سے ہوا ہے، سکندری سے نہیں (۲۳۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً ۵ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ **''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل''**، سہ ماہی ''علم کی دستک'' کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۲ء، میں شائع ہوا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی تصانیف کے ذریعے حرکی علم کلام پیش کیا ہے۔ اقبال کے کلامی افکار یوں تو قریباً ان کی تمام تصانیف میں ملتے ہیں مگر اس سلسلے میں ''مثنوی رموزِ بے خودی'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کی تصانیف سے متعدد مثالیں ملتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی عقائد کی وضاحت کی اور اہلِ اسلام کو بدلتے ہوئے حالات کے تحت قرآنی حکمتوں پر غور کرنے اور ان کی روشنی میں نئی بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالے کی اشاعت کے قریباً ساڑھے چھ برس بعد **''علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام''** کے عنوان سے قریباً انتیس صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھا جو جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے جولائی ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس مقالے کے آخر پر قریباً تین صفحات پر مشتمل ۶۱ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں اور اس میں انھوں نے مقالے **''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل''** کے مندرجات کو قدرے زیادہ تفصیل اور جامعیت سے پیش کیا۔ بعد میں انھوں نے مقالے **''علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام''** کو مزید توضیحات کے ساتھ **''اقبال اور جدید علم کلام''** کے عنوان سے اپنے مقالات و مضامین کے مجموعے پر مشتمل کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' مطبوعہ ۱۹۹۲ء میں شامل کر لیا۔ انھوں نے اپنے قریباً ۲۷ صفحات پر مشتمل اس مقالے کے آخر پر ۱۰۲ حوالہ جات و حواشی دیے ہیں جن سے، مقالے کے موضوع پر ان کے وسیع اور عمیق مطالعے کا ثبوت ملتا ہے۔ کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام ﷺ'' پر تبصرے کے ضمن میں راقم الحروف اس مقالے پر تبصرہ و جائزہ پیش کر چکا ہے۔ اس لیے یہاں پر مزید تبصرے و جائزے سے گریز کیا جاتا ہے۔ (۲۳۱)

تحقیقی مقالہ **''فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۰ء میں علامہ اقبال کی شائع ہونے والی درج ذیل پانچ تحریروں کے اہم نکات اور ان پر تبصرہ پیش کیا ہے:

۱۔ قومی زندگی، مضمون، ۱۹۰۴ء
۲۔ اسلام کی سیاسی فکر، انگریزی مقالہ، ۱۹۰۸ء، مجلّہ سوشیالوجیکل ریویو، لندن
۳۔ اسلام بطور ایک اخلاقی اور سیاسی تصور کے انگریزی مقالہ، جولائی و اگست ۱۹۰۹ء، ہندوستان ریویو، الہ آباد
۴۔ ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، انگریزی خطبہ، ۱۹۱۰ء
۵۔ شذراتِ فکر اقبال (ڈائری)، ۱۹۱۰ء

مندرجہ بالا آخری چار تحریریں انگریزی زبان پر مشتمل ہیں۔ بعد میں ان کے اردو تراجم شائع ہوئے جن کے اردو عنوانات دیے گئے ہیں۔ ان تحریروں میں علامہ اقبال نے عالمی حوالے سے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بعض اساسی نظریات پیش کیے جن کا بعد میں ان کی نثر و نظم میں اظہار ہوتا رہا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا تحریروں کے اہم نکات بیان کرنے کے بعد علامہ اقبال کی بعد کی منثور و منظوم تصانیف سے اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ مندرجہ بالا تحریروں کی کئی عبارات مشترک اور کئی مطالب یکساں و ہم آہنگ ہیں۔ ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے اکثر مطالب ''قومی زندگی'' کے مفاہیم کا تکملہ ہیں۔ علامہ اقبال کے اکثر موضوعاتِ سخن کی ابتدائی تخیلی کیفیت ان کی مذکورہ بالا تحریروں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ بنی نوع انسان و مسلمانوں، خصوصاً برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی وابستگی نیز ان کی ہمہ گیر بصیرت ان مقالوں میں بھی سمٹ آئی ہے۔ اس لحاظ سے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۰ء کے عرصے کو فکر اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا مقالہ قریباً ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالے کے آخری چار صفحات پر ۵۶ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں جو کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعہ اور عمیق دائرہ تحقیق کا مظہر ہیں۔ علامہ اقبال کے فکری و روحانی ارتقا کے جائزے کے سلسلے میں یہ مقالہ نہایت قدر و قیمت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس مقالے کی تحریر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اقبال شناسی کے لیے ضروری ہے کہ اقبال کی نظم کے ساتھ ساتھ ان کی نثر کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ (۲۳۲)

تحقیقی مقالہ **''اقبال اور نوجوان''** دراصل ایک خطبہ ہے جو ڈاکٹر محمد ریاض نے پاکستان کونسل اسلام آباد میں جشنِ یوم اقبال منعقدہ ۱۹ مئی ۱۹۷۲ء کو پڑھا تھا۔ ان کا یہ خطبہ سہ ماہی مجلّہ ''العلم''، کراچی کے جولائی تا ستمبر ۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے نئی نسل، نژادِ نو یا اپنے عزیز فرزند جاوید اقبال کے تلامذات کے ذریعے دراصل ہر دور کے مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے۔ ان کی قریباً تمام منثور و منظوم تصانیف میں کسی نہ کسی شکل میں نوجوانوں کو تلقین کی گئی ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے آخری دس سال ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۸ء میں نوجوانوں کو خاص طور پر خطاب کیا۔ وہ نوجوانوں کی غیر معمولی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کی شدید آرزو رکھتے تھے۔ انھوں نے نوجوانوں کو اعلیٰ علمی و ادبی ذوق اور تحقیقی و تنقیدی شعور پیدا کرنے کی نصیحت کی۔ انھیں قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ انھیں حریت، مساوات، اخوت، جہد مسلسل، عملِ پیہم، شجاعت اور فقر و استغنا کا درس دیا اور دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ترقی کی نئی راہیں تلاش کرنے کی تلقین کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس خطبے میں اردو و فارسی کلام اقبال سے نوجوانوں سے متعلقہ متعدد اشعار کے حوالے سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کا حق خوب ادا کیا ہے۔ حوالہ جات و حواشی مقالے کے پاورق میں دیے گئے ہیں۔ ان کا یہ خطبہ مختصر مگر

جامع بیان پر مبنی ہے۔(۲۳۳)

تحقیقی مقالہ ''**اقبال میدان سیاست واقتصاد میں**'' علامہ اقبال کے سماجی، سیاسی و معاشی افکار پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کے اردو و فارسی کلام سے متعدد حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کے سماجی، سیاسی اور معاشی افکار اسلامی تعلیمات پر مبنی تھے۔ وہ اسلامی (روحانی) جمہوریت کے قائل تھے۔ انھوں نے مغربی جمہوریت کی خرابیاں بیان کیں اور اسلامی جمہوریت کا واضح تصور پیش کیا۔ اس طرح انھوں نے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت (کیپٹلزم) اور اشتراکی نظامِ معیشت (سوشلزم، کمیونزم) کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اسلامی نظام معیشت کا واضح تصور پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علامہ اقبال کے سیاسی و معاشی افکار سے متعلقہ قریباً تمام اہم ترین حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ اسے بنیاد بنا کر بآسانی اس موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔(۲۳۴)

تحقیقی مقالے ''**اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی تصانیف اور عملی مساعی سے متعلقہ متعدد حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ اقبال نے دراصل دین و سیاست کی تفریق کی نفی کی اور اسلام کے اوامر و نواہی عملاً نافذ کرنے کی خاطر برِصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں میں ایک اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے مقدور بھر عملاً کوشش بھی کی۔ اقبال برصغیر کی تقسیم اور اسلامی ریاست کے قیام کے اس لیے موید تھے کہ یہاں برصغیر کے مسلمانوں کا تہذیبی ورثہ محفوظ رہے اور پنپتا رہے، نیز یہاں پر شرع کا نفاذ ہو۔ تمکن فی الارض کے یہی آداب اور اصول قرآن مجید میں مذکور ہیں۔(۲۳۵)

''**وسطی ایشیا اور اقبال**'' ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم (متوفی ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) کا لکھا ہوا آخری تحقیقی مقالہ ہے۔ یہ مقالہ انھوں نے اپنی وفات سے چند ماہ قبل مجلّہ ''فکر و نظر'' میں اشاعت کے لیے بھیجا تھا مگر بوجوہ اس کی طباعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی اور اسے ''فکر و نظر'' کے جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء کے شمارے میں شائع کیا گیا۔ یہ مقالہ قریباً ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالے کے آخری چار صفحات پر ۷۰ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقالہ وسیع اور عمیق مطالعے اور تحقیق کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''میراثِ اسلام''، ''روزنۂ تاریخ سے''، ''وسطی ایشیا کے بعض مشاہیر''، ''اقبال کی مخالفتِ اشتراکیت''، ''ایشیائی اقوام کی رہبری اور جداگانہ تنظیم'' اور ''حاصل بحث'' کے عنوانات کے تحت اس موضوع پر سیر حاصل معلومات اور آرا مہیا کی ہیں۔ مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے وسطی ایشیا کے خطے کی تاریخی و سیاسی اہمیت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کی تعداد براعظم ایشیا کے جملہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے نصف سے بھی زیادہ ہے۔ اس براعظم کے کوئی پچاس ممالک میں سے بائیس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی اہمیت کے اعتبار سے وسطی ایشیا کی مرکزیت مسلم ہے۔ وسطی ایشیا کے ممالک میں آذر بائیجان، افغانستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، قازقستان اور قرغیزستان کو خصوصی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ اقبال ایشیائی ممالک کی اسلامی تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے سرمایہ داری کے علاوہ اشتراکیت کی بھی مخالفت کی۔ انھوں نے اقوامِ مشرق کو باہمی اتحاد کی تلقین کی اور انھیں اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہونے کی دعوت دی۔(۲۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے **''اقبال کی تعلیمی رہنمائیاں''** میں ''معلم اقبال''، ''ایک ابتدائی مقالہ''، ''اسلام اور مقاصدِ تعلیم''، ''انتقادات''، ''تعلیم نسواں'' اور ''متفرق اوصافِ متعلمین'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے تعلیمی و تدریسی تجربات، اسلامی نقطۂ نگاہ سے مقاصدِ تعلیم، مروجہ تعلیمی نظاموں پر علامہ اقبال کی تنقید، تعلیم نسواں کے بارے میں علامہ اقبال کا نقطۂ نظر اور فکرِ اقبال کی رو سے اوصافِ متعلمین بیان کیے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے تصانیفِ اقبال سے متعدد اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات و حواشی دیے ہیں اور مختصر و جامع انداز سے معلم، متعلم اور تعلیمی نظام کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار بیان کیے ہیں۔ ان کا قریباً ۸ صفحات پر مشتمل یہ مقالہ سہ ماہی ''علم کی دستک'' کی جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء کے اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

بعد میں انھوں نے یہ مقالہ **''اقبال اور نظام تعلیم و تربیت''** کے عنوان سے بغیر کسی خاص تبدیلی کے اپنے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''برکاتِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۲ء میں شامل کرلیا۔ ''برکاتِ اقبال'' کے ضمن میں علامہ اقبال کے تعلیمی افکار سے متعلقہ تمام مقالات و مضامین (جن کی تعداد ۸ ہے) پر جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ (۲۳۷)

تحقیقی مقالہ **''ارمغانِ حجاز''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی تصنیف ''ارمغانِ حجاز'' کے مضامین اور ان کے فکری و فنی محاسن پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ ارمغانِ حجاز علامہ اقبال کے اردو اور فارسی کلام کا آخری مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے چند ماہ بعد شائع ہوا تھا۔ ''ارمغانِ حجاز'' کم و بیش ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا دو تہائی حصہ فارسی دو بیتیوں پر مشتمل ہے۔ ایک تہائی حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے۔ اردو حصے میں دو بیتیوں کے علاوہ قطعے اور نظمیں ہیں۔ مختصر نظموں کے علاوہ اس حصے میں ابلیس کی مجلسِ شوریٰ، عالمِ برزخ اور ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کے عنوانات سے طویل نظمیں موجود ہیں۔ ارمغانِ حجاز کی اکثر فارسی دو بیتیاں مسلسل و مربوط معانی پر مشتمل ہیں۔ اس لحاظ سے انھیں قطعے بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو کچھ اقبال نے دوسری کتابوں میں بالتفصیل کہا ہے وہ ''ارمغانِ حجاز'' میں بالاجمال موجود ہے۔ کتاب کے فارسی حصے کی پانچ فصلیں ہیں اور ان فصلوں کے مزید ۶۳ ذیلی عنوانات ہیں۔ اردو حصے کے عنوانات اس پر مزید ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ارمغانِ حجاز (فارسی) کی مختلف فصلوں ''حضورِ حق''، ''حضورِ رسالت مآب ﷺ'' اور ''حضورِ ملت'' کے مضامین پر مختصر مگر جامع تبصرہ پیش کیا ہے اور بطور نمونہ چند دو بیتیاں بھی تحریر کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ارمغانِ حجاز (اردو) کی چند ایک مختصر اور طویل نظموں پر تبصرہ پیش کیا ہے اور بطور مثال ان نظموں کے چند اشعار بھی دیے ہیں۔ اس مقالے کے مختلف صفحات کے پاورق میں حوالہ جات و حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ ''ارمغانِ حجاز'' کے مختصر و جامع تعارف و تبصرہ پر مشتمل ہے۔ (۲۳۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''اقبال اور تلمیحاتِ فرہاد''**، بزمِ اقبال کے مجلّہ ''اقبال''، اشاعت اپریل ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ **''تلمیحاتِ فرہاد، کلام اقبال میں''** کے عنوان سے ماہنامہ ''اظہار''، کراچی کے نومبر، دسمبر ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس مقالے کو بغیر کسی تبدیلی کے **''تلمیحاتِ فرہاد'' کلام اقبال میں''** کے عنوان سے ہی، ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالات و مضامین کے مجموعے ''آفاقِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۷ء میں شامل کرلیا۔ اس مقالے پر ''آفاقِ اقبال'' کے ضمن میں تبصرہ و جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ (۲۳۹)

مقالہ **''اقبال کا ایک شعر اور......''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظم ''طلوعِ اسلام'' کے ایک شعر پر ڈاکٹر محمد ریاض الحسن

کے تبصرے سے اختلاف کرتے ہوئے تاریخی واقعات کے تناظر میں اس کا مفہوم واضح کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض الحسن نے ''قومی زبان'' کے نومبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں علامہ اقبال کی نظم ''طلوعِ اسلام'' کے مندرجہ ذیل شعر پر تبصرہ کیا ہے ۔

طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے　　　ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے

اس شعر کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض الحسن نے لکھا ہے کہ اس میں لارڈ کچنر کے غرقاب دریا ہونے کے بارے میں اشارہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد ریاض الحسن کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طلوعِ اسلام کے دیگر اشعار کے مطالعے کی رو سے ڈاکٹر محمد ریاض الحسن کی تعبیر درست معلوم نہیں ہوتی۔ اس شعر میں دراصل یونانی آبدوزوں کے غرقِ دریا ہونے اور ترکوں کے ''بے آبدوز'' لشکر کے فتح یاب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ اقبال نے لارڈ کچنر کی غرقابی کے واقعے کا ذکر ''جاوید نامہ'' کے فلکِ زہرہ میں کیا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں کچنر نے مہدی سوڈانی کی قبر منہدم کروا کر اس درویش سوڈانی کی نعش کی بے حرمتی کی تھی۔ قدرت نے اس سے انتقام لیا۔ وہ جولائی ۱۹۱۶ء میں ہمپ شائر بحری جہاز میں سوار ہو کر انگریزوں کے حلیف ملک روس جا رہا تھا کہ ایک جرمن آبدوز نے اس کے جہاز کو غرقِ دریا کر دیا اور اس کی نعش تک نہ ملی۔ علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

ہر کسے با تلخیِ مرگ آشناست　　　مرگِ جباراں نہ آیات خداست (۲۴۰)

آسمان خاکِ ترا گورے نداد　　　مرقدے جز در یمِ شورے نداد (۲۴۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا مقالہ صرف ایک صفحے پر مشتمل ہے۔ اس میں انھوں نے تاریخی واقعات کے حوالے سے طلوعِ اسلام کے زیرِ مطالعہ شعر کا مفہوم متعین کیا ہے اور ان کی تصریحات کے مطابق ان کا متعین کردہ مفہوم درست معلوم ہوتا ہے۔ (۲۴۲)

تحقیقی مقالے **''اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں رباعیات کے ادبی سفر کے مختصر سے تذکرے کے بعد علامہ اقبال کی رباعیات (دوبیتیوں) کے فکری و فنی محاسن کا ذکر کیا ہے اور اردو و فارسی کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں جملہ اصنافِ سخن سے کام لیا ہے۔ ان کے ہاں دوبیتی (یا عرفِ عام میں رباعی) بھی موجود ہے۔ فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو اقبال کے ہاں ''رباعی'' ہے ہی نہیں مگر ان کی دوبیتیاں، معنوی اعتبار سے رباعیات سے کسی طرح بھی کمتر اور فروتر قرار نہیں دی جا سکتیں۔ ''رباعی'' کو پر جوش موضوعِ بیان کی وجہ سے فارسی میں ''ترانہ'' بھی کہتے ہیں۔ ''رباعی'' (چار مصرع) کا نام تو عربی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس صنف نے فارسی میں ارتقا حاصل کیا اور وہاں سے یہ ترکی اور اردو ادبیات میں وارد ہوئی۔ علامہ اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں ''رباعی'' کی صنف سے استفادہ نہیں فرمایا، البتہ مذکورہ مضامین ادا فرماتے وقت آپ نے ''دوبیتی'' سے کام لیا ہے جو عروضی وزن میں رباعی سے خاصی مختلف ہے۔ علامہ اقبال نے زیادہ تر دوبیتیاں بابا طاہر عریاں ہمدانی کی معروف دوبیتیوں کی طرز پر کہیں اور انھیں عالمگیر بنا دیا۔ علامہ اقبال کی ''دوبیتیاں'' ان کی تین کتابوں ''پیامِ مشرق''، ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' میں ملتی ہیں۔ فکری رفعت

کے لحاظ سے اردو تو کجا فارسی میں بھی کسی اور شاعر نے اس طرح کی دو بیتیاں نہیں کہیں۔ رباعی کی عظمت کا دارومدار علو معنوی پر ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی ندرتِ فکر اور بلند خیالی کی بنا پر چار مصرعوں میں بلا مبالغہ ''دریا بہ حباب اندر'' کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دینے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ اقبال کی دو بیتیاں، معنوی اعتبار سے رباعیات ہی ہیں اور ان کے ہاں فکر کے ساتھ الفاظ و معانی اور فن کی نزاکتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ (۲۴۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً ۱۴ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ ''**اقبال کے خطوط ایک نظر میں**'' سہ ماہی ''ادبیات''، اسلام آباد کی اشاعت ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انھوں نے علامہ اقبال کے مکاتیب کے ۱۳ مطبوعہ مجموعوں کا اجمالی تعارف پیش کرنے کے بعد ان مکاتیب سے چند اقتباسات دے کر فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے گراں قدر تبصرہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان مکاتیب کا اسلوبِ نگارش بے ساختہ اور دلآویز ہے۔ ان کے بعض جملے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ۲۰۰ سے زیادہ ملکی اور غیر ملکی افراد کو ایک ایک یا کئی خطوط لکھے اور ان خطوط کی معتد بہ تعداد علمی تلاش و جستجو کی حاکی ہے۔ مکاتیبِ اقبال کا مجموعی صبغہ (رنگ) عالمانہ، سنجیدہ اور ایمان پرور ہے۔ یہ مکاتیب علامہ اقبال کے عشقِ رسول، دردِ ملی، شوق و جستجوِ علمی کا مظہر ہیں۔ اِن سے اُن کے کلام اور افکار کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ ان کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انھیں تاریخی و موضوعاتی ترتیب اور مفید تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا جائے۔ (۲۴۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے ''**خطباتِ اقبال (تعارف)**'' میں ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۲ء کے عرصے میں لکھے گئے علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کے مفاہیم و مضامین کا جامع اور مختصر تعارف کرایا ہے۔ ان خطبات کے ذریعے علامہ اقبال نے ایک نئے علم کلام کو پیش کیا ہے۔ ان خطبات کے ذریعے انھوں نے مذہب، فلسفہ اور سائنس میں فرق دور کرنے کی کوشش کی ہے اور فلسفہ و سائنس کی زبان میں دینی حقائق پیش کیے ہیں۔ سب سے پہلے ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبات کے دیباچے کے اہم نکات پیش کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ساتوں خطبات کا مفہوم آسان زبان میں بیان کیا ہے اور ان خطبات اور دیگر تصانیفِ اقبال کے مشترک مضامین کی نشاندہی کرتے ہوئے اردو و فارسی کلامِ اقبال سے اشعار بھی دیے ہیں۔ خطباتِ اقبال کی تفہیم و تسہیل کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ کافی زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ (۲۴۵)

اپنے مضمون ''**کلام اقبال میں کلمۂ توحید کا استعمال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں کے کئی مسلمان شعراء کے کلام میں کلمہ طیبہ خصوصاً اس کا جز اول ''لا الٰہ الا اللہ'' بار بار استعمال ہوا ہے۔ بہت سے دوسرے امور کی طرح اس معاملے میں بھی علامہ اقبال کا کلام انفرادیت کا حامل ہے۔ ان کے ہاں یہ مبارک کلمات، توحید کے مرادف یا نفی و اثبات کی بحث کی علامت بن کر استعمال ہوئے ہیں۔ انھوں نے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے توحید کے عملی پہلوؤں پر غور کرنے اور اساس اسلام کی حکمتیں سمجھنے پر غیر معمولی زور دیا ہے۔ انھوں نے عقیدۂ توحید کو میزانِ حق و باطل، اساسِ وحدتِ فکر و عمل اور اساس اتحاد و یگانگت قرار دیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ عقیدۂ توحید سے باطل عقائد، باطل نظریات اور باطل افکار و تصورات کی نفی کا درس ملتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان کی بدولت منفی جذبات (خوف و مایوسی وغیرہ) سے نجات ملتی ہے۔ اس کی بدولت شجاعت، بے باکی اور صاف گوئی کا درس ملتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کے مختلف پیرائے میں استعمال کے بارے میں بہت سی مثالیں دی ہیں اور اپنے مضمون کے آخر میں مزید تحقیق کی ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ کلامِ اقبال میں کلمۂ طیبہ کا استعمال طویل و عمیق مطالعے کا متقاضی ہے۔(۲۴۶)

مضمون ''**مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اسلامی نقطۂ نگاہ سے دعا کی اہمیت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کو ہر سچے اور مخلص مسلمان کی طرح دعا پر بے حد یقین تھا۔ انھوں نے اپنی نثر اور نظم میں دعا کی اہمیت پر لکھا اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت خلوص کے ساتھ مسلمانوں کے اتحاد اور ترقی کے لیے دعائیں لکھتے رہے۔ ان کی دعائیں ان کے ملی درد کا مظہر ہیں۔ یہ ان کے صدق و خلوص اور عشقِ رسول ﷺ کا مظہر ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے دعاؤں پر مشتمل اشعار تحریر کر کے نہایت احسن طریقے سے ان کے اعلیٰ جذبات و محسوسات اور افکار کو اجاگر کیا ہے۔(۲۴۷)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت کچھ لکھا۔ انھوں نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور خطبات کا ترجمہ کیا جو اقبال اکادمی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ ان کے مقالات ''رومی اور اقبال''، ''رومی کا تصورِ فقر''، ''رومی: شروح مثنوی شریف''، ''سیرت رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں''، ''قرآن مجید کی آیت کی تفسیر از رومی''، ''مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات''، ''مولانا رومی اور علامہ اقبال'' اور ''مولانائے روم کے مکاتیب'' کے عنوانات سے مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ ان میں سے کچھ مقالات و مضامین ان کے مقالات و مضامین کے مجموعات ''رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین'' اور ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' میں شامل کیے گئے۔ اپنے مضمون ''**رومی اور اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر سوانح حیات کا ذکر کرنے کے بعد علامہ اقبال کی ان سے عقیدت اور دونوں کے باہمی مشترک افکار کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال، رومی کو اپنا معنوی مرشد اور پیر کہتے رہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انھوں نے ''مثنوی اسرارِ خودی'' اور ''مثنوی پس چہ باید کرد'' رومی کی فرمائش پر لکھی تھیں۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا افلاکی سفر اقبال نے رومی کی راہبری میں ہی انجام دیا۔ اقبال کی تصانیف میں رومی کی مثنوی اور دیوان کے حوالے ملتے ہیں۔ انھوں نے مثنوی اور دیوانِ رومی کے کئی اشعار بھی تضمین کیے۔ رومی کے ساتھ اپنی فکری و عملی مماثلت کے پیشِ نظر اقبال نے خود کو ''رومیٔ عصر'' کہا ہے۔ اقبال نے مثنوی گلشنِ راز جدید کے علاوہ اپنی سب مثنویاں رومی کی مثنوی کی بحر میں لکھی ہیں۔ اقبال کی کئی فارسی غزلوں کا جوش و خروش دیوان کبیر کی غزلوں کا سا ہے۔ غزل کی بحور اور قوافی میں بھی اقبال نے رومی کی پیروی کی ہے۔ علامہ اقبال نے رومی کے بعض افکار و تصورات کو ترفیع دی۔ مثلاً انھوں نے جزبۂ عشق کے مفہوم کو وسعت دی اور تعمیر ملت اور حقیقتِ اجتماعیہ کے فلسفے کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہایت جامعیت اور استدلال سے پیش کیا۔(۲۴۸)

''**مولانا رومی اور علامہ اقبال**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ مجلّہ ''المعارف'' میں تین اقساط میں شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے ''اقبال کی توصیفاتِ رومی''، ''تضمینات و مصاریع''، ''رومی کا تتبع''، ''مشترک موضوعات'' اور ''جبر و قدر'' کے عنوانات سے رومی و اقبال کے اشعار دے کر دونوں کے افکار کے تقابل و موازنے سے ان کا فکری و فنی

اشتراک واضح کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔انھوں نے حوالہ جات وحواشی سے مقالے کے متن کو مستند اور زیادہ قابلِ فہم بنا دیا ہے۔ان کا یہ مقالہ موضوع اور متن، دونوں کے لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔اس موضوع پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کو توسیع دی جاسکتی ہے۔(۲۴۹)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تحقیقی مقالے **''اقبال اور بابا فغانی''** میں مشہور فارسی شاعر بابا فغانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بابا فغانی کا اصلی نام، اس کی تاریخ ولادت اور والدہ کا نام نامعلوم ہے۔اندازہ ہے کہ وہ نویں صدی ہجری کے وسط کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔انھوں نے زندگی کے ابتدائی تیس سال شیراز میں گزارے۔پھر ہرات کا سفر کیا اور وہاں مولانا عبدالرحمٰن جامی اور امیر شیر علی نوائی سے ملاقات کی۔وہاں سے وہ آذربائیجان تشریف لے گئے اور سلطان یعقوب بیگ آق قونیلو سے ملاقات کی اور اس کے دربار میں جگہ پائی۔اس سلطان کی توجہ اور تشویق سے فغانی کے جوہر چمکے اور ان کو بابا (بابائے شعراء) کہا جانے لگا۔سلطان یعقوب کے بعد فغانی ایک عرصہ تک آذربائیجان میں ہی رہے۔ستر سال کے بعد فغانؔی دوبارہ شیراز آگئے اور کئی سال اپنے وطن شیراز میں ہی گزارے۔آخر میں وہ مشہد (خراسان) کی طرف چل دیے اور قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ اسی شہر میں فوت اور دفن ہوئے۔سال وفات متفق علیہ ۹۲۵ھ/۱۵۱۹ء ہے۔فغانؔی کے کلام میں سادگی اور صفائی ہے۔کسی بات کو زیادہ پیچ دے کر نہیں کہتے تھے۔انھوں نے تشبیہات اور استعارات میں جدت پیدا کی۔ان کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت اختصار ہے۔

فغانؔی اور اقبال کے کلام سے بہت سے فارسی اشعار کا تقابل وموازنہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی کئی تعبیرات اور محبوب محاورے فغانؔی کے ہاں بڑی نمایاں صورت میں ملتے ہیں۔دونوں کے ہاں بعض مضامین عجیب یک رنگی کے حامل ہیں، مثلاً جدت، زمانے کی بے قدری اور عاشقوں کو برا کہنے والوں کی بدخواہی پر مشتمل ابیات۔ان کی بعض غزلیات وزن یا بحر، قافیہ اور ردیف کی یکسانی اور ہم آہنگی کے علاوہ، مطالب کی بھی کسی قدر نزدیکی لیے ہوئے ہیں۔(۲۵۰)

علامہ اقبال نے خوشحال خان خٹک کی شاعری کے مضامین کیپٹن رورٹی کے انگریزی تراجم کے ذریعے پڑھے اور ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ مئی ۱۹۲۸ء کے سہ ماہی ''اسلامک کلچر'' دکن میں خوشحال خاں خٹک کے بارے میں ایک تعارفی مقالہ لکھا اور تراجم سے انتخاب کر کے دلچسپ اقتباسات پیش کیے۔انھوں نے ''جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) میں خوشحال خاں خٹک کو ''افغان شناس شاعر'' کا لقب دیا۔بالِ جبریل (۱۹۳۵ء) میں خوشحال خان کی وصیت پر مبنی چند اشعار دیے۔ان تین واضح اثرات کے علاوہ کلام اقبال کے کئی دوسرے موضوعات بھی خوشحال خاں خٹک کی شاعری سے اثر پذیر نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے تحقیقی مقالے **''اقبال اور خوشحال''** میں خوشحال خان خٹک کی شخصیت اور خصوصیات کے مختصر تذکرے کے بعد علامہ اقبال کے مذکورہ بالا مقالے اور اس میں خوشحال خان خٹک کی غزلوں اور نظموں سے متعلقہ دیے گئے انگریزی تراجم پر مشتمل ۱۸ اقتباسات کا اردو ترجمہ دیا ہے۔اس ترجمے کے حواشی میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے اشعار کے متن اور ان کے تاثرات کے بارے میں اشارات بھی دیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۱۴ صفحات (صفحہ ۱۹۹ تا ۲۱۲) پر مشتمل ہے۔اس کے قریباً ۲ صفحات پر خوشحال خاں خٹک کے احوال، ۹ صفحات پر خوشحال خاں خٹک کے کلام کا اردو ترجمہ اور ۲ صفحات پر حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔دیا گیا ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔(۲۵۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ ''**اقبال اور سعدی**'' قریباً ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات '' سعدی اور کشمیریوں کی ہجو گوئی''، '' سعدی سے منسوب ایک اور واقعہ''، '' خطہ شیراز سے علامہ کا لگاؤ''، ''تضمینات اقبال اور سعدی''، '' محولات اقبال''، '' ترکیبات سعدی''، '' سعدی پر انتقادات'' اور '' غزلیاتِ سعدی اور اقبال'' کے عنوانات کے تحت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار اور سعدی و اقبال کی فکری مماثلت پر ان کے متعدد اشعار دے کر، اظہارِ رائے کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر قریباً ۱۴ صفحات پر دیے گئے مفصل حواشی اور تعلیقات کی بدولت اس مقالے کی علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی قدر و قیمت میں دو چند اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ مقالہ سعدی اور اقبال کے فکری و فنی روابط اور اقبال فہمی کی خاطر مطالعۂ سعدی کی اہمیت کے بارے میں گراں قدر تحقیقی و تنقیدی آرا پر مشتمل ہے۔ (۲۵۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے ''**اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات**'' میں کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر ان کے فکری و فنی اشتراک کی حدود متعین کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایرانی ناقدین نے شعر فارسی کے چند سبک یا اسلوب متعین کیے ہیں۔ ان میں سب سے دلآویز سبکِ عراقی ہے۔ سبکِ عراقی، بیشتر غزل گوئی کا اسلوب ہے اور حافظ مسلمہ طور پر اس میدانِ خاص کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ حافظ شیرازی نے ۷۷ یا ۷۸ سال کی عمر میں ۷۱۹ ہجری میں انتقال فرمایا تھا۔ ان کے مختصر دیوان میں کوئی پانچ سو غزلیات، کچھ مثنوی، قطعے، رباعی اور ساقی نامے کے اشعار ہیں۔ علامہ اقبال، مدت العمر خواجہ حافظ کے فنِ شاعری کے مداح رہے اور ان کی فارسی (نیز کسی حد تک اردو) غزل پر حافظ کی غزل کے کافی اثرات ہیں۔ اقبال، فارسی غزل میں واحد شاعر نظر آتے ہیں جو اسلوبِ حافظ سے اسی قدر اقرب ہیں کہ ان کے بعض اشعار خواجہ شیراز کا کلام معلوم ہوتے ہیں۔ اقبال نے حافظ کو ایشیا کا سب سے بڑا شاعر قرار دیا۔ انھیں مخالفِ خودی تعلیمات کا سب سے بڑا اور بااثر نمائندہ شاعر حافظ ہی نظر آیا۔ حافظ کا کلام آغاز سے انجام تک یکساں نوعیت کے درجہ کمال کا غماز ہے۔ ایہام اور رمزیت اس کے خواص ہیں۔ اقبال نے حافظ کی متعدد تراکیب، بندشوں اور تعبیرات کو اپنایا۔ ان کے اشعار پر تضمینیں کیں اور غزلیات میں ان کے متعدد قوالب اپنائے ہیں۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام پر خواجہ حافظ کے صوری اثرات بہت زیادہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے بہت سی مثالیں دی ہیں اور مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی دے کر اپنے دائرہ تحقیق کی حدود واضح کرنے کے علاوہ مزید تحقیق کے کچھ دیگر منہاج کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ (۲۵۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''**چوہدری محمد حسین مرحوم، اقبال دوست اور اقبال شناس**'' میں علامہ اقبال کے نہایت قریبی ساتھی اور دوست، چوہدری محمد حسین (۸ مارچ ۱۸۹۴ء..... ۱۶ جولائی ۱۹۵۰ء) کی شخصیت، احوال اور اقبالیاتی خدمات کا مختصر و جامع تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی تمام تصانیف چوہدری محمد حسین کی نگرانی میں شائع ہوئیں۔ علامہ اقبال نے اپنے صغیر سن بچوں، جاوید اور منیرہ بانو کی ذات اور جائداد کے لیے جن چار افراد کو ولی مقرر کیا، چوہدری مرحوم ان میں سے ایک تھے۔ انھوں نے علامہ مغفور کی وفات کے چند ماہ بعد ''ارمغانِ حجاز'' کی اشاعت کا اہتمام کیا، مزارِ اقبال کی تعمیر کے لیے اپنی خاص توجہ و سعی مبذول رکھی اور سنٹرل اقبال کمیٹی نیز دیگر اداروں کے ذریعے، پیغامِ اقبال کی تفہیم و تسہیل کی خاطر اپنی مخلصانہ کوششیں جاری رکھیں۔ اس اقبال دوستی کے علاوہ ان کے مقالات مظہر ہیں کہ وہ بالغ نظر اقبال شناس تھے۔ انھیں

برسوں علامہ اقبال کے خصوصی قرب کا شرف حاصل رہا۔ علامہ اقبال کی زندگی کے آخری بیس سالوں میں یہ معمول تھا کہ وہ روزانہ بلاناغہ مجلسِ اقبال میں حاضری دیتے رہے۔ وہ دیگر احباب اور ارادت مندوں کے چلے جانے کے بعد بھی دیر تک علامہ کے پاس بیٹھے رہتے، علامہ کا تازہ کلام سنتے اور مختلف مسائل پر ان سے تبادلۂ خیال کرتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مضمون کے آخری ۹ صفحات پر چوہدری محمد حسین کے علامہ اقبال کی تین فارسی کتب ''اسرارِ خودی''، ''زبورِ عجم'' اور ''جاوید نامہ'' پر لکھے گئے مضامین پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا ہے اور اقبال شناسی کے سلسلے میں ان کی قدر و قیمت اور افادیت کو تسلیم کیا ہے۔ (۲۵۴)

شرف النساء بیگم اٹھارویں صدی عیسوی میں لاہور کی ایک جرأت مند، متقی اور صاحبِ فقر خاتون تھیں۔ یہ خاتون اپنے ساتھ ہر وقت تلوار رکھتی تھیں اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتی تھیں۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر قرآن مجید اور تلوار محفوظ رکھے گئے۔ انیسویں صدی کے وسط میں سکھوں کی خانہ جنگی کے دوران کسی حریص سکھ سردار نے یہ سوچ کر کہ ان کے دو منزلہ مقبرے میں کوئی خزانہ مدفون ہوگا، اسے کھول ڈالا اور اس نے قرآن مجید اور تلوار کو وہاں سے ہٹا دیا۔ شرف النساء بیگم نواب خان بہادر خاں کی بیٹی اور حاکم لاہور و ملتان و کشمیر نواب عبدالصمد خاں کی پوتی تھیں۔ ان سب کی قبریں بیگم پورہ لاہور میں چار دیواری کے اندر موجود ہیں۔ انھی مقبروں میں شرف النساء بیگم کا مقبرہ بھی ہے۔ علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' میں شرف النساء بیگم کا نہایت عقیدت سے ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید مسلمانوں کا ابدی دستورِ حیات ہے۔ شمشیر، اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد اسلامی کا مظہر ہے۔ شرف النساء بیگم قرآن مجید سے خصوصی قلبی و روحانی محبت و عقیدت رکھتی تھیں اور انھیں اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد کا شوق تھا۔ علامہ اقبال کو اس وجہ سے ان سے عقیدت تھی۔ انھوں نے ان کے حسنِ کردار کو سراہا اور اسے پیغامِ حیات قرار دیا۔ وہ لکھتے ہیں ؎

مرقدش اندر جہان بے ثبات   اہل حق را داد پیغامِ حیات

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے ''**شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال**'' میں کتبِ تاریخ کے حوالے سے شرف النساء بیگم، ان کے والد اور دادا کی شخصیات اور کردار کے بارے میں اور ان کے عہدے کے بارے میں مذکورہ بالا تاریخی معلومات فراہم کی ہیں اور اس طرح شرف النساء بیگم کے حوالے سے جاوید نامہ میں دیے گئے اشعار کی تفہیم سہل تر بنا دی ہے۔ (۲۵۵)

تحقیقی مقالہ ''**عباد اللہ اختر مرحوم**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خواجہ عباد اللہ اختر (۱۸۸۳ء۔۱۹۵۹ء) کی شخصیت اور تصانیف پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ خواجہ عباد اللہ اختر امرتسری ایک مفکر مصنف تھے۔ ان کا دین اسلام اور فارسی ادب کا علم قابل رشک تھا۔ ان کی تصانیف کی علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی قدر و قیمت کے پیش نظر ضروری ہے کہ انھیں بار بار شائع کیا جائے اور علمی حلقوں میں متعارف کروایا جائے۔ انھوں نے اسلامی قانون اور تاریخ کے موضوعات پر چار کتابیں اور ادبِ فارسی پر دو کتابیں لکھیں۔ ان کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ اسلام اور حقوق انسانی   ۲۔ اسلام میں اخوت، حریت اور مساوات
۳۔ اصول فقہ اسلامی اور حدود اللہ و تعزیرات   ۴۔ مشاہیر اسلام

۵۔ ترجمہ وشرح دیوان خواجہ حافظ ۶۔ بیدل

پہلی تین کتابیں اور آخری کتاب کو ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ قریباً گیارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلی چار کتب کا چند ایک جملوں میں تعارف کرانے کے بعد قریباً ۱۰ صفحات پر آخری دو تصانیف ''ترجمہ وشرح دیوانِ خواجہ حافظ'' اور ''بیدل'' اور ان تصانیف کے تخلیق نگاروں حافظ و بیدل کی شخصیات، احوال اور ان کی دیگر تصانیف کا تعارف پیش کیا ہے۔عباداللہ اختر کی تصنیف ''بیدل'' پر ڈاکٹر محمد ریاض نے الگ سے بھی تبصرہ تحریر کیا تھا جو سہ ماہی ادبیات کے بہار ۱۹۹۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔انھوں نے بیدل پر درج ذیل مقالات ومضامین تحریر کیے جن پر ''اقبالیاتی ادب'' اور ''غیر اقبالیاتی ادب'' کے ابواب میں تبصرہ تحریر کیا جا چکا ہے:

۱۔ اقبال اور بیدل (۱۹۹۵ء)، مشمولہ: تفسیر اقبال

۲۔ بیدل، فکر وفن (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء)، مشمولہ: ادبیات (سہ ماہی)

۳۔ بیدل، تصانیفِ اقبال میں (جولائی ۱۹۹۴ء)، مشمولہ: اقبال

۴۔ مرزا بیدل: فکر وفن (۱۹۹۰ء)، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر

۵۔ مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء)، مشمولہ: علم کی دستک

۶۔ میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں (جنوری ۱۹۷۲ء)، مشمولہ: اقبالیات

۷۔ بیدل، برگساں کی روشنی میں (ترجمہ) (اپریل تا جون ۱۹۸۸ء)، مشمولہ: ادبیات

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے دو مقالات تحریر کیے تھے۔

۱۔ اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات (اکتوبر ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۰ء)، مشمولہ: ادبیات

۲۔ حافظ اور گوئٹے (جنوری تا مارچ ۱۹۸۱ء)، مشمولہ: اردو (سہ ماہی)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے زیر تبصرہ مقالے میں عباداللہ اختر مرحوم کی تصنیف کو بہت سراہا ہے اور بیدل کی شخصیت اور تصانیف کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کی ہیں۔(۲۵۶)

مقالہ ''**غالب اقبال کے عظیم پیشرو**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ غالبؔ مسلمہ طور پر اقبال سے قبل برصغیر میں اردو اور فارسی کے سب سے بڑے شاعر تھے۔نظیر غالب کا پیدا ہونا ایک عجوبۂ قدرت سے کم نہ سمجھا جاتا تھا۔علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے غالب کا بے نظیر تخیل اور نرالا اندازِ بیان پھر سے زندہ کر دیا۔علامہ اقبال غالب کے فکر وفن کے بے حد مداح تھے۔اپنی ایک مسدس نظم ''مرزا غالب'' میں انھوں نے بیس توصیفی اشعار کہے۔انھوں نے اپنی انگریزی یادداشتوں میں بیدل و غالب کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ان کے تتبع کرنے پر فخر کا اظہار کیا۔انھوں نے غالب کے کئی اردو و فارسی اشعار پر تضمین کی اور ''جاوید نامہ'' میں مرزا غالب کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں کلامِ اقبال سے غالب کے کئی اردو و فارسی اشعار پر تضمینات کی مثالیں دے کر غالب اور اقبال کے فکری وفنی اشتراک کی نوعیت واضح کی ہے۔غالب و اقبال کے مطالعے کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مختصر مقالہ گراں قدر بنیادی معلومات و آرا پر مشتمل ہے۔(۲۵۷)

انگریزی مقالات ومضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات ومضامین اور تبصرات لکھے۔ان میں سے ۱۴ مقالات و مضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے، ۵ مقالات و مضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے، ۲ تبصرات اقبالیاتی ادب پر اور ۴ مقالات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ان تمام مقالات ومضامین اور تبصرات کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین
English Articles on Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry	Iqbal Review	20:1	April, 1979	13-33
02.	Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture	Iqbal Review	30:1	April, June 1989	117-137
03.	Allam Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid	Iqbal	30:1	Jan, 1983	25-37
04.	Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian	Iqbal Review	29:1	April, June 1988	169-180
05.	Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking	Iqbal	29:3-4	July-Oct, 1982	17-39
06.	Arbery and His Translation of Iqbal's Works	Iqbal	31:1	Jan, 1984	67-81
07.	Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama	Iqbal Review	18:4	Jan, 1978	171-182
08.	Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal	Journal of the P.H.S	XVI Part IV	October, 1968	220-230
09.	Iqbal Studies in Persian: A New Perspective	Iqbal	24:4	Oct, 1977	45-54
10.	Iqbal on the Renaissance of Islam	Journal of the P.H.S	II	November, 1983	241-246
11.	Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets	Iqbal Review	27:1	April, Sep. 1986	177-183
12.	Iqbal's Idea of 'Touhid'	Iqbal	21:1	Jan-March 1974	41-50
13.	Muslim Society and Modern Change	Iqbal Review	33:1	April, 1992	47-61
14.	Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry	Iqbal Review	30-31:3-1	October, 1989; April 1990	105-128

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy"	Iqbal Review	35:3	October 1994	105-115
02.	Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid)	Iqbal Review	20:1	April, 1979	77-78

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry	Iqbal	23:3	July, 1976	27-58
02.	Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'	Journal of the P.H.S	XVIII Part III	July, 1970	180-190
03.	Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services	Iqbal	22:1	Jan, 1975	61-70
04.	Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi	Iqbal	25:3	July, 1978	17-24
05.	Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs	Iqbal	26:1	Jan, 1979	1-12

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid	Iqbal Review	20:1	April, 1979	75-76
02.	Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi	Iqbal Review	30:1	April-June 1989	169
03.	Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.	Iqbal	42:1	Jan, 1995	21-34
04.	Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)	Iqbal Review	20:3	October, 1979	101-102

(ڈاکٹر محمد ریاض کے انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۸	۳۲%	مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۰۴%	۰۹	۳۶%
زبان وادب (اقبال شناسی)	۰۷	۲۸%	زبان وادب	۰۱	۰۴%	۰۸	۳۲%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%	۰۸	۳۲%
	۱۶	۶۴%		۰۹	۳۶%	۲۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرات میں سے ۶۴% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۶% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۳۶% مقالات و مضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)،۳۲% زبان وادب اور ۳۲% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعہ سے متعلقہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات و مضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔ان کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات و مضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ باب پنجم میں پیش کیا گیا ہے۔

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین
English Articles on Iqbaliyati Adab

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تصنیف و تالیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں فارسی شاعری کے مختلف اسالیب اور ان کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے ان اسالیب سے علامہ اقبال کے اخذ وقبول کا ذکر کرنے کے بعد ان کے اپنے مخصوص اسلوب، ''سبکِ اقبال'' اور علامہ اقبال کی فارسی شاعری کی مختلف اصناف (مثنوی، دوبیتی، غزل، مستزاد، مختلف اختراعات اور جدتوں) اور ان کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے قریباً ستر فارسی شعراء کے اسلوب اور ساتھ ہی اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مع مثالوں کے ذکر کیا ہے۔ان کا قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل انگریزی مقالہ **"A Comparative Appraisal of Iqbal's Poetry"** ان کی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' کے جامع خلاصے پر مبنی ہے۔اس میں انھوں نے اقبال کی فارسی شاعری، ان کے اسلوب اور فارسی شاعری کی مختلف اصناف کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد سبک خراسانی کے شعراء (فردوسی، منوچہری دامغانی، ناصر خسرو، مسعود سعد سلمان لاہوری، سنائی غزنوی، انوری ابیوردی، خاقانی شروانی، نظامی گنجوی، عطار نیشاپوری)، سبک عراقی کے شعراء (رومی، عراقی ہمدانی، سعدی شیرازی، محمود شبستری، بوعلی قلندر، امیر خسرو، حافظ شیرازی، جامی، بابا فغانی)، سبک ہندی کے شعراء (عرفی شیرازی اور فیض فیاضی)، برصغیر کے فارسی شعراء غالب و بیدل اور اقبال کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور بطور حاصل مطالعہ و تحقیق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ علامہ اقبال اپنے فکر

کی طرح فن کے لحاظ سے بھی بے مثل اور منفرد حیثیت کے حامل ہیں اور وہ اپنے مخصوص اسلوب (سبکِ اقبال) کے خالق ہیں۔(۲۵۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا انگریزی مقالہ **"Allama Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture"** قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اسلامی ثقافت'' جنوری ۱۹۲۷ء کو شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ قرآن حکیم کے مشہور انگریزی مترجم محمد مارماڈیوک پکتھال اس کے پہلے ایڈیٹر اور مشہور نومسلم محمد اسد اس کے دوسرے ایڈیٹر تھے۔اس کے جنوری ۱۹۲۷ء کے پہلے شمارے کا تیرہواں مضمون پرنس سعید حلیم پاشا کے فرانسیسی زبان میں لکھے گئے مضمون کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ہے۔علامہ اقبال اس مضمون کے مطالعے سے سعید حلیم پاشا کے انقلابی افکار سے آگاہ ہوئے اور ان کا گہرا اثر قبول کیا جس کا اظہار انھوں نے اجتہاد کے موضوع پر لکھے گئے اپنے چھٹے خطبے میں اور ''جاوید نامہ'' میں مشتری کے سفر میں کیا ہے۔علامہ اقبال کے دو مضامین بھی اس مجلّے میں شائع ہوئے تھے۔ان کا پہلا مضمون ''خوشحال خان خٹک'' کے عنوان سے ۱۹۲۸ء کے شمارہ ۴ میں شائع ہوا۔دوسرا مضمون اورینٹل کانفرنس لاہور کے ان کے صدارتی خطبے کے متن پر مشتمل تھا جو ۱۹۲۹ء کے شمارہ ۲ میں شائع ہوا تھا۔

اس مجلّے کے جنوری ۱۹۳۸ء کے شمارے میں خواجہ غلام سعید الدین کی کتاب ''اقبال کا تعلیمی فلسفہ'' کا تعارف اور پہلا باب شائع ہوا تھا اور جولائی ۱۹۳۸ء کے شمارے میں اسی کتاب کے مزید دو ابواب شائع کیے گئے۔علامہ اقبال نے ۱۹۳۶ء میں خواجہ غلام سعید الدین کی کتاب ''اقبال کا تعلیمی فلسفہ'' کے مسودے کا مطالعہ کیا تھا اور انھوں نے اس کتاب کو اپنے افکار کی ترجمان قرار دیا تھا۔علامہ اقبال کی وفات پر مجلّہ ''اسلامی ثقافت'' میں ان کی شخصیت اور آثار پر تبصرہ پیش کیا گیا۔اس کے ایڈیٹر محمد مارماڈیوک پکتھال نے علامہ اقبال کے ۱۹۳۱ء تک شائع ہونے والے چھ خطبات وتشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ پر بھرپور تبصرہ لکھا جو اس مجلّہ ۱۹۳۱ء کے شمارہ ۴ میں شائع ہوا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے کے صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۸ پر یہ تبصرہ دیا ہے۔اس کے صفحات ۱۲۸ تا ۱۳۰ پر مجلّہ ''ثقافت اسلامی'' میں قریباً ۴۹ سال (۱۹۲۸ء تا ۱۹۷۶ء) کے عرصے میں شائع ہونے والی ۵۰ جلدوں میں مطبوعہ ۲۴ مقالات وتبصرات کی فہرست دی گئی ہے۔اس کے بعد انھوں نے ان میں سے چند ایک مقالات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے اور اپنے مقالے کے آخر پر سعید حلیم پاشا اور علامہ اقبال کے مشترک افکار کا حوالہ جات دے کر ذکر کیا ہے۔(۲۵۹)

قریباً ۱۳ صفحات پر مشتمل مقالہ **"Allama Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid"** دراصل مذکورہ بالا مقالہ **"Iqbal's Idea of Tauhid"** کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔یہ دونوں مقالات بزم اقبال کے مجلّے ''Iqbal'' میں شائع ہوئے تھے۔ انگریزی مقالہ ''اقبال کا تصورِ توحید'' ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا۔عنوان کی تبدیلی سے یہی مقالہ،اس مجلّے میں دوبارہ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا تھا۔(۲۶۰)

مقالہ **"Allam Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی فارسی شاعری کے فکری وفنی محاسن کے اجمالی جائزے کے بعد فارسی شاعری کے چار مشہور

اسالیب اوران کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری میں علامہ اقبال کے مخصوص ومنفرد اسلوب ''سبکِ اقبال'' کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی فارسی شاعری میں سبکِ عراقی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔تاہم، انھوں نے نو بنو تراکیب اختراع کیں جن کا کسی بھی اسلوب سے تعلق نہیں ہے۔اس لیے اِن منفرد خصوصیات کی بنا پر اُن کی فارسی شاعری کے اسلوب کو اسلوبِ اقبال کا نام دیا گیا ہے۔اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ان نئے الفاظ وتراکیب کی فہرست دی ہے جو علامہ اقبال نے فارسی شاعری میں استعمال کیے ہیں اور ساتھ ہی اسلوبِ اقبال کی خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالہ علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا میں منعقدہ بین الاقوامی سیمینار کے موقع پر فروری ۱۹۸۷ء میں پڑھا تھا۔اس کی تیاری میں انھوں نے اپنی کتاب اقبال اور فارسی شعراء (اردو؛ مطبوعہ ۱۹۷۷ء) اور اردو مقالے ''تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال'' (مطبوعہ جنوری ۱۹۸۱ء) سے استفادہ کیا ہے۔(۲۶۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل مقالہ **"Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking"** میں علامہ اقبال کی تصانیف سے حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال روحِ اسلام سے آشنا تھے۔انھوں نے دینِ اسلام، تاریخِ اسلام، تاریخِ عالم اور قرآن حکیم پر اپنے زندگی بھر کے تفکر سے آشکار ہونے والے افکار وتصورات کو اپنی نظم ونثر میں بیان کیا۔وہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے انسانی بقا وفلاح کے حامل افکار وتصورات پیش کیے اور انسان کی سلامتی وامن کے دشمن افکار وتصورات کی مخالفت کی۔ان کا دائرہ تنقید اتنا ہی وسیع تھا جتنا کہ زندگی اور محبت ہے۔انھوں نے عصرِ حاضر اور مستقبل کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی خداداد تخلیقی صلاحیتوں سے کام لے کر اظہار وبیان کے دلچسپ پیرائے اختیار کیے اور نو بنو افکار و تصورات کو نو بنو تخلیقی رنگ دے کر بیان کیا۔(۲۶۲)

مقالہ **"Arberry and His Translation of Iqbal's Works"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مشہور محقق ومترجم پروفیسر آرتھر جان آربری (۱۲ مئی ۱۹۰۵ء......۲، اکتوبر ۱۹۶۹ء) کی حیات، آثار اور علامہ اقبال کی منظوم تصانیف کے انگریزی تراجم پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے۔یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ آربری کا متوسط گھرانے سے تعلق تھا۔وہ بچپن سے ہی زبان وادب میں خصوصاً دلچسپی رکھتے تھے۔ان کی نمایاں کارکردگی کی وجہ سے انھیں مختلف تعلیمی اداروں کی طرف سے سکالرشپ ملتا رہا۔اپنے اس تدریجی علمی وادبی سفر کے دوران انھوں نے لاطینی، عربی، فارسی اور ترک زبانوں میں مہارت حاصل کر لی۔وہ زندگی بھر ان زبانوں میں تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف اور ترجمے کے کام سرانجام دیتے رہے۔وہ ادیانِ عالم خصوصاً دینِ اسلام، تصوف اور زبان وادب میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔انھوں نے یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ، اسلامی تصوف، قرآن حکیم اور اقبالیات کے موضوع پر مبنی بہت سی عربی، فارسی اور اردو کتب اور مقالات کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور ان موضوعات پر خود بھی کتب اور مقالات لکھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ان کی لکھی ہوئی یا مترجمہ قریباً ۷۰ کتب ومقالات کی فہرست دی ہے۔آربری نے علامہ اقبال کی درج ذیل منظوم تصانیف وتخلیقات کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا:

۱۔ پیامِ مشرق کا حصہ لالۂ طور
۲۔ شکوہ اور جواب شکوہ
۳۔ مثنوی گلشن راز، بندگی نامہ اور زبورِ عجم
۴۔ مثنوی رموزِ بے خودی
۵۔ ''خطاب بہ جاوید'' کے علاوہ باقی تمام جاوید نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض نے بطورِ مثال مندرجہ بالا مترجمہ اقبالیاتی ادب سے فارسی کلام اور ان کا انگریزی ترجمہ تحقیقی و تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اپنے مقالے کے آخر پر وہ آربری کے انگریزی ترجمہ کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> " In spite of these and a few other shortcomings in Arberry's translations of Iqbal's works, on the whole the works are well translated and the Iqbalists throughout the world will keep on acknowledging his services in the field of Iqbal's studies."
> (۲۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے'' **Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Namah**'' میں علامہ محمد اقبال کی شہرۂ آفاق تصنیف جاوید نامہ کے فکری و فنی محاسن کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ مقالے کے شروع میں انھوں نے ''جاوید نامہ'' کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے "Impact of the Miraj" کے عنوان کے تحت قریباً آٹھ معراج ناموں کا تعارف پیش کیا ہے۔ بعد ازاں انھوں نے ''جاوید نامہ'' کے مضامین اور زندہ رود (علامہ اقبال) کے ادبی و روحانی سفر کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ابن عربی کے معراج نامے، دانتے کی ڈیوائن کامیڈی اور ''جاوید نامہ'' کا اجمالی تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔ مقالے میں انھوں نے ''جاوید نامہ'' سے متعدد اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ فارسی اشعار کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا۔ (۲۶۴)

بابا فغان شیرازی (م ۹۳۵ھ) اور ان کا اسلوبِ شاعری اپنانے والے شاعر وحشی نے اردو شاعری میں صنف و اسوخت کو متعارف کرایا تھا۔ بابا فغانی شیرازی کی حیات اور کلام پر عصرِ حاضر میں کی جانے والی تحقیقات سے کچھ دلچسپ حقائق سامنے آئے ہیں۔ بابا فغانی کا شعری اسلوب، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کے امتزاج پر مبنی ہے۔ بہت سے نامور شعراء وحشی بافقی (م:۹۹۱ھ)، عرفی شیرازی (م ۹۹۹ھ) اور فیضی اکبر آبادی (۱۰۰۴ھ) نے ان کی پیروی کی ہے۔ علامہ اقبال نے شیراز سے تعلق رکھنے والے مشہور شعراء مثلاً سعدی (م ۶۹۵ھ)، حافظ (م ۷۹۲ھ) اور عرفی (م ۹۹۹ھ) کی شخصیت، فکر اور اسلوب کو سراہا ہے مگر بابا فغانی کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی نے اقبال کی اردو شاعری پر بابا فغانی کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اقبال کے بہت سے فارسی اشعار بابا فغانی کے اشعار کے وزن اور قافیہ پر ہیں۔ اقبال کے بعض اشعار میں بابا فغانی کی تراکیب نظر آتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے انگریزی مقالے **"Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal"** کے پہلے دو صفحات پر بابا فغانی شیرازی کی شخصیت اور کلام کے بارے میں متذکرہ بالا امور کا ذکر کرنے کے بعد باقی کے نو صفحات پر بابا فغانی اور علامہ اقبال کے فارسی کلام سے متعدد مثالیں دے کر ان کے مشترک فکری اور فنی محاسن کی نشاندہی کی ہے۔ بابا فغانی اور علامہ اقبال کے فارسی کلام میں مماثلت کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اس مقالے کی بنا پر دونوں فارسی شعراء کے فارسی کلام میں فکری و فنی مماثلت کے تحقیقی کام کو ایم فل کی

سطح پر وسعت دی جا سکتی ہے۔(۲۶۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا انگریزی مقالہ **"Iqbal's Studies in Persian in a New Perspective"** زیادہ تر ان کے اردو میں لکھے گئے مقالے ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی'' کے مندرجات پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے سلسلے میں لکھی گئی کتب اور مقالات کا ذکر کیا ہے اور اقبال شناس حضرات کا تعارف کرایا ہے۔ اس میں انھوں نے سید محمد داعی الاسلام (م ۱۹۵۰ء)، پروفیسر سعید نفیسی (م ۱۹۶۵ء) اور پروفیسر سید محمد محیط طباطبائی کی اقبالیاتی ادب میں خدمات کا خصوصاً ذکر کیا ہے۔ انھوں نے افغانستان کے مجلّہ ''کابل'' میں علامہ اقبال سے متعلقہ شائع ہونے والے مقالات کا ذکر کیا ہے اور ایران میں اقبالیات پر لکھی گئی کتب کی مصنف وار فہرست بھی دی ہے۔ اپنے مقالے کے آخر میں انھوں نے پروفیسر فخر الدین حجازی کی تالیف ''سرودِ اقبال'' سے چند اقتباسات کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔(۲۶۶)

قریباً ۲۶ صفحات پر مشتمل اپنے مقالے **''Iqbal on the Renaissance of Islam''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات قائم کر کے، علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے متعدد اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دے کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی خدمات کا ذکر کیا ہے:

Glimpses of the Golden Past
Unity of the Muslims
Message of Awakening
Reflections of Renaissance of the Muslims

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلایا۔ انھیں ان کے زوال کے اسباب سے آگاہ کیا۔ انھیں خوابِ غفلت سے بیداری، عمل پیہم، جہدِ مسلسل اور باہمی اتفاق و اتحاد کا درس دیا اور عقیدۂ توحید اور عقیدۂ رسالت کے تقاضوں کے مطابق عمل کی صورت میں شاندار مستقبل کی نوید دی۔ علامہ محمد اقبال نہ صرف ایک شاعر اور فلسفی تھے بلکہ وہ عالمِ اسلام اور عالمِ انسانیت کے اتحاد کے علمبردار اور سلامتی و امن کے سفیر تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے متعدد خطبات اور نظموں کے حوالہ جات دے کر امتِ مسلمہ کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے ان کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ انگریزی دان طبقہ کے لیے اردو و فارسی اشعار کا مفہوم واضح کرنے کے لیے انھوں نے اے جے آربری اور آر اے نکلسن کے انگریزی تراجم کے علاوہ بعض اشعار کا خود بھی انگریزی میں ترجمہ دیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ برموقع حوالہ جات اور توجیہات پر مشتمل ہے اور موضوعِ مقالہ کی تفہیم میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔(۲۶۷)

علامہ محمد اقبال نے پیامِ مشرق، زبورِ عجم، گلشن رازِ جدید اور جاوید نامہ کے چند اشعار کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ مضمون **"Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایسے تمام اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے تاکہ فنِ ترجمہ، خصوصاً کلام اقبال کے انگریزی ترجمے میں دلچسپی رکھنے والے احباب علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہو کر ترجمہ کرنے کی صلاحیت بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

۱۹۲۵ء میں علامہ اقبال کا مقالہ ''نظریۂ اضافت کی روشنی میں تصورِ خودی'' شائع ہوا تھا۔ اس میں علامہ اقبال نے

گلشن رازِ جدید کے ۱۶ اشعار کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال نے مقالہ ''میک ٹیگرٹ کا فلسفہ'' لکھا تھا جس میں انھوں نے جاوید نامہ کے ۱۴، اشعار اور پیام مشرق کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔۱۹۳۷ء کے موسم گرما میں علامہ اقبال نے سعید نظیر نیازی کو ''اظہارِ خودی'' کے نام سے ایک نوٹ اور اس میں زبورِ عجم کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ تحریر کرایا تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام فارسی اشعار اور ان کا انگریزی متن دیا ہے۔ان تمام ۳۲ فارسی اشعار میں سے درج ذیل ۳ اشعار کے علاوہ دیگر اشعار کا متن کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کے مطابق درست ہے:

	مقالے میں دیے گئے اشعار	درست اشعار بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی
۔	مرا دل سوخت در تنہائی اُو	مرا دل سوخت تنہائی اُو
	کنم سامانِ بزمِ آرائی اُو	کنم سامانِ بزمِ آرائی اُو (۲۶۸)
۔	ایں چنیں موجود 'محمود' است و بس	ایں چنیں موجود 'محمود' است و بس
	ورنہ نارِ زندگی دُور است و بس	ورنہ نارِ زندگی دُود است و بس (۲۶۹)
۔	اسرارِ ازل جوئی؟ برخود نظری وا کن	اسرارِ ازل جوئی؟ برخود نظری وا کن
	یکتائی و بسیاری، یزمانی و پیدائی	یکتائی و بسیاری، پنہانی و پیدائی (۲۷۰)

مقالے میں فارسی اشعار کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی علامہ اقبال کے انگریزی ترجمے کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔تاہم، علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ اہمیت کا حامل ہے۔

قریباً ۱۱ صفحات پر مشتمل مقالہ ''**Iqbal's Idea of Touhid**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے عقیدۂ توحید کے عملی تقاضے بیان کیے۔انھوں نے واضح کیا کہ عقیدۂ توحید نہ صرف اعتقادی سطح پر بلکہ فکری وعملی سطح پر حریت، مساوات، حق گوئی اور بے باکی کا درس دیتا ہے۔یہ انسان کو غیر اللہ کے خوف سے، بے جا غم سے، مایوسی سے اور اخلاق رذیلہ سے نجات دلاتا ہے۔اس سے ہر سطح پر اتحاد و اتفاق کا درس ملتا ہے۔یہ عقیدہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی تشخص کی حفاظت کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی کے لیے کلامِ اقبال سے بہت سے اردو و فارسی اشعار مع انگریزی ترجمہ دیے ہیں اور مختصر مگر جامع انداز سے علامہ اقبال کا تصورِ توحید بیان کیا ہے۔(۲۷۱)

مقالہ "**Muslim Society and Modern Change**" میں ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال کے چھٹے خطبے ''اسلام میں حرکت کا اصول "The Principle of Movements in the Structure of Islam" ترک دانشور سعید حلیم پاشا کے خطبے ''مسلم معاشرے کی اصلاح "Reform of the Muslim Society" اور پروفیسر ماجد فخری کی کتاب ''فلسفۂ اسلام کی تاریخ'' (A History of Islamic Philosophy) کے مندرجات کے حوالے سے اور مسلم حکماء وفلاسفہ اور مغربی مفکرین کے افکار کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ تبدیلی اصولِ فطرت ہے۔دین اسلام ہر دور کے تقاضوں کے مطابق فرد اور معاشرے کی ترقی، فلاح، اصلاح اور بقا کے نقطۂ نظر سے مثبت تعمیری تبدیلیوں

کی اجازت دیتا ہے۔ اجتہاد کا اصول دراصل حرکت اور تبدیلی کا اصول ہے جس کے مطابق دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے پیش نظر تبدیلی کا عمل جاری رکھا جاتا ہے۔ مغربی نظام تہذیب وتمدن اور اہل مغرب کے سیاسی ومعاشی افکار گمراہ کن، تباہ کن اور غارت گرِ انسانیت ہیں۔ ان کی بدولت کمزور افراد اور اقوام کا استحصال کیا گیا ہے اور عصرِ حاضر میں بھی ایسا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغربی تہذیب کو نہ اپنائیں بلکہ اپنی تہذیب وتمدن کی حفاظت کریں اور اہل مغرب کی صرف سائنسی ترقی کو اپنائیں۔ (۲۷۲)

قریباً ۲۵ صفحات پر مشتمل اپنے مقالے **"Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry"** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال کی تحریروں کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اہلِ مغرب کی مادہ پرستی، استحصالی جمہوریت اور سائنسی تباہ کاریوں کے خلاف پر زور احتجاج کیا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کی تمام اصناف، خصوصاً غزلیات میں مغربی تہذیب پر تنقید کی ہے۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن کی چمک دمک فریب دہ ہے۔ یہ درحقیقت فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے حسی، بے مروتی اور عقل وایمان کی غارت گری پر مبنی ہے۔ اہلِ مغرب ہر ممکن جائز وناجائز طریقے سے افراد واقوام کا استحصال کر رہے ہیں۔ ان کا نظام تعلیم اور نظام سیاست سیکولر اور ملحدانہ ہے۔ اپنے مفسدانہ عزائم کی تکمیل کے لیے وہ ہر طرح کے سیاسی وکاروباری حربے آزماتے ہیں۔

فکرِ اقبال کی ترجمانی کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو وفارسی کلامِ اقبال سے بہت سے اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ انھوں نے چند ایک اشعار کا انگریزی ترجمہ خود کیا ہے۔ زیادہ تر اشعار میں پروفیسر اے۔جی آربری، سید اکبر علی شاہ اور محمد ہادی حسین کے انگریزی تراجم دیے گئے ہیں۔ (۲۷۳)

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر ماجد فخری کی انگریزی کتاب **"A History of Islamic Philosophy"** پر تبصرہ لکھا تھا جو مجلّہ "Iqbal Review" میں شائع ہوا تھا۔ پروفیسر ماجد فخری عرب قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے امریکن یونیورسٹی بیروت میں فلسفہ کا مضمون پڑھایا اور اس کے بعد وہ اسی مضمون کی تدریس کے لیے جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن میں تعینات ہوئے۔ ان کی کتاب ''اسلامی فلسفہ کی تاریخ'' "A History of Islamic Philosophy" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ جیسا کہ موضوع سے ظاہر ہے، انھوں نے اس کتاب میں دین اسلام کے ابتدائی زمانے سے لے کر عصرِ حاضر تک کی تاریخ فلسفہ کا جائزہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے زیادہ تر عربی ماخذ ومنابع پر انحصار کیا ہے۔ تاہم، انھوں نے کچھ انگریزی اور فارسی ماخذ ومنابع سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب میں کئی مقامات پر خصوصاً باب ۱۲ کے صفحات ۳۴۹ تا ۳۵۵ پر پروفیسر ماجد فخری نے علامہ اقبال کی تصنیف "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے صفحات ۱۰۹ تا ۱۱۳ پر مذکورہ صفحات کا تمام متن دے دیا ہے۔ انھوں نے فکرِ اقبال کے بارے میں پروفیسر ماجد فخری کے قریباً تمام افکار سے اتفاق کیا ہے۔ تاہم، ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا

کہ علامہ اقبال کی قرآنی آیات کی تعبیر بالرائے صائب نہیں تھی کیونکہ انھوں نے ان آیات کی شانِ نزول (تعبیر بالروایت) کو مدنظر نہیں رکھا تھا۔ بحیثیت مجموعی، ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ گراں قدر معلومات، افکار اور آرا پر مشتمل ہے۔(۲۷۴)

ڈاکٹر محمد ریاض لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ خواجہ عبدالرشید کے سات تحقیقی مقالات پر مشتمل کتاب **"Iqbal, Quran and the Western World"** پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے پہلے مقالے کا عنوان "Iqbal and the Role of Philosophy in Religion" ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالہ ''ایران میں مابعدالطبیعات کا ارتقا'' اور انگریزی خطبات ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ دیگر چھ مقالات کے عنوانات، ''اقبال اور جدید سائنسی نظریات''، ''سائنس کے شعبہ میں حالیہ پیش رفت اور زندگی و موت کا تصور''، قرآن حکیم کی رو سے آغازِ کائنات''، ''اسلامی دنیا اور عالمِ مغرب''، ''اقبال اور آسپنسکی''، ''اقبال اور مارٹن بوبر'' ہیں۔ جیسا کہ عنوانات سے ظاہر ہے، خواجہ عبدالرشید نے ان مقالات میں دین اسلام اور سائنسی نقطہ نگاہ سے مابعدالطبیعاتی تصورات (تصورِ حیات، تصورِ موت)، کائنات، اسلامی و مغربی تہذیب وتمدن پر اظہار رائے کیا اور روسی دانشور آسپنسکی اور اسرائیل کے یہودی النسل فلسفی مارٹن بوبر کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ تمام مقالات فکر انگیز ہیں اور قرآن پاک، اقبال، سائنسی شعبہ جات اور مشرقی و مغربی تہذیبوں کے مطالعے کے سلسلے میں کافی زیادہ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔(۲۷۵)

حوالہ جات وحواشی

۰۱۔آفاقِ اقبال

۱۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء)، ص۱۰۶تا۱۰۷

ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، جہانِ اقبال،ص۸۹۳

۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۷تا۱۹

''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۶۰

۳۔ ایضاً،ص۵۹

۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال،نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۶۱ تا۷۱

۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور جہانِ اسلام''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۷۲تا۸۵

۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال کا نظریۂ عشق''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۸۶تا۹۶

۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال کی بصیرتِ نفس''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۹۷ تا۱۱۴

۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور افغانستان''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۱۵ تا۱۲۴

۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال ایک مطالعہ''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۲۵ تا۱۳۸

تفصیلات کے لیے دیکھیں راقم الحروف کے اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے ''اقبال،ایک مطالعہ'' پر راقم الحروف کا تفصیلی تبصرہ۔

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۳۹ تا۱۶۵

۱۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''تلمیحات فرہاد،کلامِ اقبال میں''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۶۶تا۱۸۴

۱۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص ۱۸۵تا۲۱۶

اس مضمون پر تفصیلی تبصرہ و جائزہ کے لیے دیکھیں اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''اقبال اور ابن منصور حلاج مع اردو ترجمہ کتاب الطّواسین'' پر راقم الحروف کا لکھا ہوا تفصیلی تبصرہ و جائزہ۔

۱۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۲۱۷ تا۲۳۹

۰۲۔افاداتِ اقبال

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''افاداتِ اقبال''، فہرست، پیش گفتار،مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۳ء)،ص۳ تا۴

۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفیؓ (بحوالۂ اقبال)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۹ تا۱۴

۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور وحدتِ ملی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۵ تا ۲۴

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان''، مشمولہ: افاداتِ قبال، ص۲۵ تا ۳۹

۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، خودی آموز مفکرین کے زمرے میں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۴۰ تا ۶۵

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ علم و تعلم''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۶۶ تا ۷۸

۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۷۹ تا ۸۸

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور معاشری انصاف''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۸۹ تا ۹۶

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۹۷ تا ۱۰۹

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گل لالہ کی ادبی روایات اور اقبال''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۱۰ تا ۱۲۳

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے مترادف اشعار''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۲۵

۲۵۔ ایضاً، ص۱۲۵

۲۶۔ ایضاً، ص۱۳۳

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اصناف سخن میں اقبال کی جدتیں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۵۰

۲۸۔ ایضاً، ص۱۵۱

۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۶۷
اس مقالے پر تفصیلی تبصرہ راقم الحروف کے اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں دیا گیا ہے۔

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۲۰۳ تا ۲۱۷

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۲۱۸ تا ۲۸۷

۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''جاوید نامہ''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۶۱۵/۲۷

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تازہ بتازہ نو بنو تراکیب اقبال''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۲۸۸ تا ۳۰۰

۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور جوہر کے روابط''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۰۱ تا ۳۳۰

۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۲۱ تا ۳۲۸

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۲۹ تا ۳۳۶

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۳۷ تا ۳۴۴

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور نژادِ نو''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۴۵ تا ۳۵۴

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۳۵۵ تا ۳۷۵

۰۳۔ اقبال اور احترام انسانیت

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور احترامِ انسانیت''، مشمولہ: اقبال اور احترام انسانیت، ص۹ تا ۲۶

۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، شاعر حکمت''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۲۷
۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۳۷ تا ۵۷
۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور عالمِ اسلام''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۵۹ تا ۷۵
۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۷۷ تا ۸۹
۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور دنیائے اسلام''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۹۱ تا ۹۶
۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۹۷ تا ۱۱۱
۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور میراثِ کشمیر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۱۳ تا ۱۲۲
۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی نوٹ بک شذراتِ فکر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۲۳ تا ۱۳۰
۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی مخالفتِ استبداد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۳۱ تا ۱۶۰
۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۶۱ تا ۱۷۰
۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبال شناسی''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۷۱ تا ۱۸۴
۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا اسلوبِ شعر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۸۵ تا ۱۹۲
۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۲۰۹ تا ۲۱۶

۰۴۔ اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی''، (لاہور: آئینۂ ادب، چوک انارکلی، باراول، ۱۹۷۸ء)، ص ۷ تا ۸
فہرست عنوانات میں ''خطوط اقبال بنام جناح'' کا عنوان دیا گیا ہے مگر صفحہ نمبر نہیں دیا گیا۔ کتاب میں اس حوالے سے متن نہیں دیا گیا۔ اس لیے مذکورہ عنوان فہرست سے حذف کر دیا گیا ہے۔ فہرست کے آخری تین عنوانات کے صفحہ نمبر بھی نہیں دیے گئے تھے۔ راقم الحروف نے کتاب میں دیے گئے متن کے مطابق یہ صفحات نمبر لکھ دیے ہیں۔
''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی'' کے ''پیش لفظ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی'' کی وجہِ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیاسی امور سے اقبال کی دلچسپی اور ایک عملی سیاستدان کے طور ان کی خدمات کے بارے میں اردو اور انگریزی میں کئی مقالے لکھے گئے اور بعض کتابوں میں مباحث سموئے گئے مگر اب تک کوئی ایسی کتاب نہ لکھی گئی جسے پڑھ کر ایک طالب علم یا عام قاری برصغیر کی تحریکِ آزادی اور حصول پاکستان کی ابتدائی کوششوں میں اقبال کے حصے کو ایک واضح صورت میں ملاحظہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اقبال کے آزادی پرور نغمات اور اشعار کو بھی مختلف واقعات کے سیاق و سباق میں دیکھنے کی ضرورت تھی۔''

۵۴۔ ایضاً، ص ۱۰
۵۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، اسرارِ خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۱
۵۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۲۴/۳۲
۵۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۹۶

۵۸۔ ایضاً،ص ۲۷۱

۵۹۔ ایضاً،ص ۲۷۲

۶۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۷۰

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی، ص ۱۰۱ تا ۱۰۲

تحریر میں اشعار کے حوالہ جات نہیں دیے گئے۔ راقم الحروف نے قارئین کی آسانی کے لیے یہ حوالہ جات شاملِ تحریر کیے ہیں۔

۰۵۔ اقبال اور سیرتِ انبیاء

۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سیرتِ انبیاء، (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۲ء) ص ۷ تا ۸

۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سیرت رسول ﷺ کا بیان دیوان رومی میں''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۹ تا ۲۳

۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور جدید علم کلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۸۶ تا ۱۲۲

۶۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۱۲۳ تا ۱۶۵

۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور قوموں کا عروج وزوال''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۱۶۶ تا ۲۰۳

۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے ساقی نامے''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۲۲ تا ۲۳۵

۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا نظریۂ ثقافت''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۵۸ تا ۲۷۳

۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۷۴ تا ۲۸۸

۰۶۔ اقبال اور فارسی شعراء

۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور فارسی شعراء (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء) ص ا تا د

۷۰۔ ایضاً،ص ۱ تا ۴۹

۷۱۔ ایضاً،ص ۱۲ تا ۱۳

۷۲۔ ایضاً،ص ۲۳ تا ۲۴

۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ۲۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، ۱۹۷۷ء)، ص ۶

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ا تا د، ۲۲، ۱۷۱، ۳۷۲ تا ۳۷۳

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے کتاب میں مذکور فارسی شعراء کی تعداد ستر (۷۰) لکھی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ کتاب میں ستر کے لگ بھگ (۶۷ یا ۶۹) فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ۳۲ تا ۳۸

۷۶۔ ایضاً،ص ۵۱ تا ۵۵

۷۷۔ ایضاً،ص ۹۵ تا ۹۷

۷۸۔ ایضاً،ص۲۲۳ تا۲۲۷

۷۹۔ ایضاً،ص۳۰۹ تا۳۲۰

۸۰۔ ایضاً،ص۳۴

۸۱۔ ایضاً،ص۱۰۰

۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۲۹۸/۱۲۸

۸۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص۱۳

۸۴۔ ایضاً،ص۱۶

۸۵۔ ایضاً،ص۸

۸۶۔ ایضاً،ص۹ تا۱۰

۰۷۔اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

۸۷۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی (مرتبین)، ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے''، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول،۱۹۸۴ء)، ص۳ تا۵

۸۸۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر ودیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے، ص۳۴

۸۹۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر ودیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے، ص۹۲ تا۹۳

۹۰۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر ودیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے، ص۱۰۹

۹۱۔ انوار الحق (مبصر) ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' (تبصرہ)، مشمولہ: علم کی دستک، جلد۵، شمارہ۳ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر۱۹۸۵ء)، ص۸۱

۰۸۔برکاتِ اقبال

۹۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، برکاتِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول،۱۹۸۲ء)، ص۴ تا۵

۹۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سیرت رسول اکرم ﷺ''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص۶ تا۱۷

۹۴۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۲۱۱/۴۱

۹۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص۳۹۰

۹۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص۲۷۳

۹۷۔ ایضا،ص۲۶۹

۹۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور توحید و رسالت''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص۲۶ تا۴۳

۹۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نکتہ توحید''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد۲۳، شمارہ۳، (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، جون ۱۹۷۱ء)، ص۱۱

۱۰۰۔ ایضا،ص۱۱ تا۱۸

محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کا تصورِ توحید''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۷۲تا۸۷

۱۰۱۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''فارسی شاعری میں اقبال کا مقام''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۲۱۹تا۲۳۵

۱۰۲۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور شبلی''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۲۳۶تا۲۴۵

۱۰۳۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت''،ص۲۴۶تا۲۵۳

۱۰۴۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم''،مشمولہ: ماہنامہ''اظہار''،جلد۳،شمارہ۵،(کراچی: ادارہ اطلاعات (مطبوعات) اسٹریچن روڈ،نومبر۱۹۸۰ء)،ص۲۱تا۲۴

محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۲۵۴تا۲۶۸

۱۰۵۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کا تصورِ تعلیم''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۲۶۹تا۲۷۶

۱۰۶۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۲۸۴تا۲۹۶

۱۰۷۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدد''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۴۴تا۵۴

۱۰۸۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی''،مشمولہ: برکاتِ اقبال،ص۵۵تا۷۱

۹۔تسہیل خطباتِ اقبال

۱۰۹۔ جاوید اقبال،ڈاکٹر،زندہ رُود (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز،باردوم،۲۰۰۸ء)،ص۴۳۵

۱۱۰۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،جاوید نامہ،مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز،بارنہم،۱۹۸۵ء)، ص۷۹۰/۲۰۲

۱۱۱۔ عبدالحکیم،خلیفہ ڈاکٹر،فکرِ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال،بارہشتم،نومبر۲۰۰۵ء)

۱۱۲۔ جاوید اقبال،ڈاکٹر،زندہ رُود،ص۴۳۳تا۴۴۷

۱۱۳۔ محمد اقبال،جاوید نامہ،ص۷۹۰/۲۰۲

۱۱۴۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (لاہور: بزمِ اقبال،ب ن،جنوری۲۰۱۰ء)،ص۳۶

۱۱۵۔ محمد ریاض،ڈاکٹر و دیگراں،مترتبین تسہیل خطباتِ اقبال (اسلام آباد،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی باردوم،۱۹۹۷ء)،ص۲۲

۱۱۶۔ محمد ریاض،تسہیل خطباتِ اقبال،ص۲۴

۱۱۷۔ ایضاً،ص۳۰

۱۱۸۔ ایضاً،ص۳۴

۱۱۹۔ ایضاً،ص۵۶

۱۲۰۔ ایضاً،ص۵۷

۱۲۱۔ ایضاً،ص۶۱

۱۲۲۔ ایضاً،ص۶۴

۱۲۳۔ ایضاً،ص۶۷

۱۲۴۔ ایضاً،ص ۶۸

۱۲۵۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید .....،ص ۴۸

۱۲۶۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۳۲

۱۲۷۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید .....،ص ۴۹

۱۲۸۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۳۳

۱۲۹۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید .....،ص ۵۰تا۵۱

۱۳۰۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۳۴

۱۳۱۔ ایضاً،ص ۲۷

۱۳۲۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۴۵

۱۳۳۔محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۱۶۴

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۶۶۵/۷۷تا۶۶۶/۷۸

۱۳۴۔محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۵۷

۱۳۵۔ ایضاً،ص ۶۷

۱۳۶۔ ایضاً،ص ۸۹

۱۳۷۔ ایضاً،ص ۸۹

۱۳۸۔ ایضاً،ص ۱۶۶

۱۳۹۔ ایضاً،ص ۱۸۵

۱۴۰۔ ایضاً،ص ۲۰۵

۱۴۱۔ ایضاً،ص ۱۰۸

۱۴۲۔ ایضاً،ص ۱۷۸

۱۴۳۔ایضاً،ص ۲۱۲

۱۴۴۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ، مترجمہ: سید نذیر نیازی،ص ۱۴۹تا۱۵۲

محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۱۱۱

۱۴۵۔ ایضاً،ص ۳۰۶تا۳۰۹

۱۴۶۔ محمد ریاض و دیگراں، تسہیل خطباتِ اقبال،ص ۱۸۵

۱۴۷۔ ایضاً،ص ۲۱۱

۱۴۸۔ محمد شریف بقا، خطباتِ اقبال پر ایک نظر (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ب ن ۱۹۷۴ء)

۱۴۹۔ عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر، تلخیص خطباتِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ب ن، جون ۱۹۸۸ء)،ص ۱۴۶

۱۵۰۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید..... ص ۲۸۳

۱۵۱۔ محمد عثمان، پروفیسر، فکر اسلامی کی تشکیل نو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن ۲۰۱۱ء) ص ۲۲۱

۱۵۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ'' (لاہور: باراول، ۱۹۸۸ء) ص ۱۶۵ تا ۱۶۷

۱۰۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

۱۵۳۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)''، مشمولہ: اسلامی تعلیم، جلد ۶، شمارہ ۳ (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، مئی تا اگست ۱۹۷۷ء) ص ۶۷ تا ۱۴۷

''جاوید نامہ: شاعر مشرق کا شاہکار''، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال''، مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۸۳ء) ص ۴۹ تا ۱۴۳

۱۱۔ تفسیرِ اقبال

۱۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، تفسیرِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۸ء) ص ۵

۱۵۵۔ ایضاً ص ۷

۱۵۶۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، باردوم، مارچ ۱۹۹۳ء) ص ۱۰۷ تا ۱۰۸

۱۵۷۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، جہانِ اقبال (جہلم: جہلم بک کارنر، باراول، ۲۰۱۵ء) ص ۸۸۹

۱۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال ص ۹ تا ۲۹

۱۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''، مشمولہ: تفسیر اقبال ص ۳۰ تا ۶۸

۱۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی''، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء) ص ۹۷

۱۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران میں تازہ کام''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲، شمارہ ۲، (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص ۱۰۳ تا ۱۰۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران میں مطالعہ اقبال''، مشمولہ: ماہنامہ فکر و نظر، جلد ۱۳، شمارہ ۱۰، (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، اپریل ۱۹۷۶ء) ص ۸۳۴ تا ۸۴۱

۱۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ ۱۸، جلد ۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۲ء) ص ۱۳۷ تا ۱۵۵

۱۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، مشمولہ: اقبالیات (اردو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تو ستمبر ۱۹۹۳ء) ص ۹۷ تا ۱۹۹

۱۶۴۔ ''اقبال ۸۵'' کے صفحہ ۵۸۴ پر اس مقالے کے دیے گئے حوالے میں غلطی سے ''فکر و نظر'' میں اس کا سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء لکھا گیا ہے جبکہ درست سنِ اشاعت ۱۹۸۴ء ہے۔

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: سہ ماہی ''فکر و نظر''، جلد ۲۲، شمارہ ۲،

(اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء) ص ۱۱۵ تا ۱۳۴

مشمولہ: ''اقبال ۸۵'' (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، ۱۹۸۹ء) ص ۵۶۱ تا ۵۸۴

''اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: ''تفسیرِ اقبال'' ص ۱۵۳ تا ۱۷۲

دیے گئے چھ فارسی اشعار میں سے پہلے تین اشعار اسرارِ خودی (ص ۱۷) سے، چوتھا شعر جاوید نامہ (ص ۶۶۳/۷۵) سے اور آخری دو اشعار جاوید نامہ (ص ۷۷۶/۱۸۸) سے ہیں۔

۱۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آئین جوانمرداں اور اقبال''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۱، شمارہ ۴، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۱ء) ص ۱ تا ۲۷

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور آئین جوانمرداں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۱۷۳ تا ۲۲۲

اردو شعر بالِ جبریل (ص ۹۸/۳۹۰) سے دیا گیا ہے۔

۱۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ ابلیس''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۲۲۳ تا ۲۴۱

۱۶۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۰، شمارہ ۸ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، نومبر ۱۹۶۸ء) ص ۴۱ تا ۴۴

اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۲، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی ۱۹۷۱ء) ص ۴۱ تا ۶۲

اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۴، شمارہ ۴ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۵۲ تا ۶۵

۱۶۸۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال اور سعید حلیم پاشا''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۲۴۵ تا ۳۴۸

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۶۴۸/۶۰

۱۶۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض،

''میرزا عبد القادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں''، مشمولہ: ''اقبال ریویو''، جلد ۱۲، شمارہ ۴، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۲ء) ص ۴۷ تا ۶۷

''بیدل فکر و فن''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، جلد ۱، شمارہ ۲ (اسلام آباد، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء) ص ۹۶ تا ۱۰۹

''اقبال اور بیدل''، مشمولہ: ''تفسیر اقبال''، ص ۳۴۹ تا ۳۹۵

''بیدل تصانیفِ اقبال میں''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۴۱، شمارہ ۳، (لاہور: بزم اقبال، جولائی ۱۹۹۴ء) ص ۲۱ تا ۴۹

''بیدل، برگساں کی روشنی میں'' (علامہ محمد اقبال کے انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض)، مشمولہ: باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر۔

''بیدل'' از خواجہ عباد اللہ اختر، تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر (مقالہ زیر مطالعہ)

۱۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۳، شمارہ ۲ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، مئی ۱۹۷۱ء) ص ۳۲

۱۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''جمال الدین افغانی اور اقبال''، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد۱۹، شمارہ۲، (لاہور: بزم اقبال، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء)، ص۳۰ تا ۴۸

''اقبال اور سید جمال الدین افغانی''، مشمولہ: تفسیر اقبال ص۳۹۶ تا ۴۱۸

''جمال الدین افغانی اور اقبال''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۱۴، شمارہ۲ (حیدرآباد: اقبال اکیڈمی، نومبر ۲۰۰۵ء)، ص۵۶ تا ۷۵

۱۲۔ تقدیر امم اور اقبال

۱۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''، مشمولہ: ''تقدیر امم اور اقبال'' (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۸۳ء)، ص۵ تا ۴۸

۱۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: ''تقدیر امم اور اقبال''، ص۱۸۱ تا ۲۰۳

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خضرؑ اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد۲۹، شمارہ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، اپریل ۱۹۸۲ء)، ص۳۷ تا ۵۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ فارسی، ص۵۱۴/۱۲۲

۱۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال چند عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور''، مشمولہ: نقوش (اقبال نمبر)، شمارہ۱۲۱ (لاہور: ادارہ فروغ اردو، ستمبر ۱۹۷۱ء)، ص۹۶ تا ۱۰۹

''اقبال اور عاشقانِ رسولؐ، مشمولہ: تقدیر امم اور اقبال، ص۲۰۴ تا ۲۲۸

۱۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تصانیف اقبال کے دیباچے اور سرنامے''، مشمولہ: تقدیر امم اور اقبال، ص۲۲۹ تا ۲۵۰

۱۳۔ جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)

۱۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۸ء)، فہرست عنوانات۔

۱۷۷۔ ایضاً، ص''ب''

۱۷۸۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن''، مشمولہ: ''فاران''، جلد۲۲، شمارہ۱۲، (کراچی: دفتر فاران، مارچ ۱۹۷۱ء)، ص۳۶ تا ۳۷

۱۷۹۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)''، مشمولہ: ''ادبی دنیا''، جلد۶، شمارہ۴۳، (لاہور: ۶۹۔شارع، مئی ۱۹۷۲ء)، ص۹۱

۱۸۰۔ ایضاً، ص۹۶

۱۸۱۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں)''، مشمولہ: مجلّہ ''ماہِ نو''، جلد۳۷، شمارہ۱۱ (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر ۱۹۸۴ء)، ص۲۵ تا ۲۹

۱۸۲۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''فلکِ مشتری''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص۱۴۵

۱۸۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ فارسی، ص۶۶۲/۷۴ تا ۶۶۳/۷۵

۱۸۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ فارسی (سلیس اردو ترجمہ) (جلد دوم)، مترجم: میاں عبدالرشید

(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول ۱۹۹۴ء)، ص ۱۳۱۸/۱۳۹؛ ۱۳۱۹/۱۴۱

۱۸۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)، ص ۹۴ تا ۹۵

۱۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیات فارسی، ص ۹۰/۷۰۲ تا ۹۱/۷۰۳

۱۸۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ ''خطاب بہ جاوید''، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، کراچی، جلد ۶، شمارہ ۹، نگران: عبدالعزیز اشرفی (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقاتِ عامہ، حکومتِ سندھ، مارچ، اپریل ۱۹۸۴ء)، ص ۱۰۲

محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)، ص ۱۹۴ تا ۱۹۵

۱۸۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)، ص ۱۹۴ تا ۱۹۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ ''خطاب بہ جاوید''، ص ۹۷ تا ۹۸

۱۸۹۔ مقبول الٰہی، ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض..... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۳۰

۱۹۰۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء)، ص ۷۷ تا ۸۷

۱۹۱۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۶۰ تا ۶۳؛ مشمولہ: علم کی دستک، ص ۳۲ تا ۳۵

۱۹۲۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، ''جہانِ اقبال''، ص ۸۸۳ تا ۸۸۵

اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات

۱۔ تقاریر بیادِ اقبال

۱۹۳۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ص ۲۲۵ تا ۲۲۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، تقاریر بیادِ اقبال (مدون و شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار دوم، دسمبر ۱۹۹۹ء)، ص ۳

۱۹۴۔ ایضاً، ص ۴

۱۹۵۔ ابوبکر صدیقی، ''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۶ تا ۱۰

۱۹۶۔ وحید الزمان، ڈاکٹر، ''اقبال اور تصور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱ تا ۱۸

۱۹۷۔ محمد منور، پروفیسر مرزا، ''اقبال، صاحبِ یقین''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱ تا ۱۸

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۶۷

متن میں دیے گئے اشعار میں سے پہلا شعر صفحہ ۱۹۴ سے، دوسرا شعر صفحہ ۱۹۵ سے اور تیسرا شعر صفحہ ۲۶۷ سے ہے۔

۱۹۸۔ نظیر صدیقی، پروفیسر، ''اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۹ تا ۳۸

۱۹۹۔ محمد عثمان، پروفیسر شیخ، ''اقبال اور اسلامی ثقافت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۳۹ تا ۴۴

۲۰۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۵۷ تا ۶۰

۲۰۱۔ جگن ناتھ آزاد، ''اقبال کی اردو شاعری''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۶۱ تا ۷۱
جگن ناتھ آزاد ۲۴ جولائی ۲۰۰۴ کو انتقال کر گئے تھے۔ وہ ۱۹۷۷ء سے زندگی کی اخیر تک جموں یونیورسٹی، مقبوضہ کشمیر میں بطور صدر شعبہ اردو خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ''طبل و علم'' ۱۹۴۸ء میں اور دوسرا شعری مجموعہ ''بیکراں'' ۱۹۴۹ء میں چھپا۔

https://rekhta.org/poets/jagan-nath-azad/
https://us.wikipedia.org/wiki/جگن_ناتھ_آزاد

۲۰۲۔ کرم حیدری، پروفیسر، ''اقبال، داعی اسلام''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۷۲ تا ۸۲
۲۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سیرت رسول اکرم ﷺ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۸۷ تا ۱۰۰
۲۰۴۔ رحیم بخش شاہین، ''اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۰۱ تا ۱۰۸
۲۰۵۔ محمد انور مسعود، ''اقبال کا پیغام''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۰۹ تا ۱۱۳
۲۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱۴ تا ۱۲۹
۲۰۷۔ سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر ''کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۳۰ تا ۱۳۳
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۳۸۸/۹۶، ۳۸۹/۹۷
متن میں دیے گئے اشعار میں سے پہلا شعر صفحہ ۹۷ سے اور دوسرا شعر صفحہ ۹۶ سے ہے۔
۲۰۸۔ وحید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۳۴ تا ۱۴۲
۲۰۹۔ مرزا رفیق بیگ، ''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۴۳ تا ۱۵۱

210. A Schimmel, "Iqbal and Sufism", Included: "تقاریر بیادِ اقبال"
(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 2nd Edition, December, 1999)
Page # 6

211. A Schimmel, "Iqbal and Sufism", Included: "تقاریر بیادِ اقبال"
(Islam Abad; Allama Iqbal Open University, 2nd Edition, December ,1999) Page # 1 to 6

212. A.K. Brohi, "Iqbal's Philosophy", Included:''تقاریر بیادِ اقبال'', Page # 7 to 14

۲۱۳۔ شعبہ مطبوعات، فہرست کتب (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۶ء)، ص ۶۴ تا ۶۵

۰۲۔ حرفِ اقبال

۲۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حرفِ اقبال''، مترجم: لطیف احمد خان شروانی، پیش کردہ: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، اگست ۱۹۸۴ء)، ص ۴
۲۱۵۔ ایضاً، ص ۵
۲۱۶۔ ایضاً، ص ۵

۲۱۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور اکادمی پاکستان، باردوم، ۲۰۱۵ء)، ص۳

۲۱۸۔ ایضاً، ص۳، ۹

۲۱۹۔ ایضاً، ص۱۵

محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''حرفِ اقبال''، ص۱۱

۲۲۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص۵ تا ۸

220. Mohammad Iqbal, Dr. Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and Edited by: Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy, 6th Edition 2015), Page i to viii

اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

۲۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۹، شمارہ ۳ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، ستمبر ۱۹۸۱ء)، ص۴۲ تا ۵۸

۲۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور عبادات و شعائرِ اسلامی''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۷، شمارہ ۱۲ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، جون ۱۹۸۰ء)، ص۲۲ تا ۳۶

۲۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور زوال و عروج ملتِ اسلامیہ''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۲۱، شمارہ ۵ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، نومبر ۱۹۸۳ء)، ص۹ تا ۲۴

۲۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا ترانۂ ملی''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، کراچی، جلد ۱۳، شمارہ ۵۔۶ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات (مطبوعات)، نومبر، دسمبر ۱۹۹۱ء)، ص۹ تا ۱۳

۲۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مسلمانوں کی وحدت کا داعی''، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۴۴، شمارہ ۴ (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص۱۹ تا ۲۴

۲۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کلام اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۰، شمارہ ۹ (اسلام آباد: دفتر ماہنامہ فکر و نظر، مارچ ۱۹۷۳ء)، ص۵۱۸ تا ۵۳۶

''کلامِ اقبال میں تکریم انسانی کا عنصر''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۴، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۳ء، ص۴۵ تا ۵۹

۲۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور کبوترانِ حرم''، مشمولہ: اقبال، جلد ۲۶، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۹ء)، ص۸۵ تا ۱۰۵

۲۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تفکرِ حریت''، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو) اردو، جلد ۳۱، شمارہ ۲، ۴ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۹۰ء، جنوری ۹۱)، ص۱۱۱ تا ۱۳۹

۲۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد ۴۸، شمارہ ۱۰

(کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، نومبر ۱۹۷۸ء)، ص ۲۹ تا ۳۵

۲۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ قلندری''، مشمولہ: اقبال، جلد ۲۲، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص ۲۹ تا ۴۲

۲۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل''، مشمولہ: سہ ماہی ''علم کی دستک''، جلد ۲، شمارہ ۴ (اسلام آباد: ادارہ تعلیم و تحقیق، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۲ء)، ص ۶۸ تا ۷۲

''علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام''، مشمولہ: جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، جلد ۲۶، شمارہ ۳ (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، جولائی ۱۹۸۹ء)، ص ۷۷ تا ۱۰۶

''اقبال اور جدید علم کلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص ۸۶ تا ۱۲۲

۲۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور''، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، جلد ۲۸، شمارہ ۴ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء)، ص ۳۵۱ تا ۳۸۹

۲۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور نوجوان''، مشمولہ: سہ ماہی ''العلم''، کراچی، جلد ۲، شمارہ ۳ (کراچی: ادارہ سہ ماہی العلم، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۲ء)، ص ۶۷ تا ۸۲

۲۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال میدان سیاست واقتصاد میں''، مشمولہ: ادبی دنیا، دور ششم، شمارہ ۳۵ (لاہور: دفتر ادبی دنیا، شارع قائداعظم، اپریل، مئی ۱۹۷۱ء)، ص ۵۳ تا ۶۲

۲۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۷، شمارہ ۴ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اپریل ۱۹۸۴ء)، ص ۱۷ تا ۲۶

۲۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''وسطی ایشیا اور اقبال''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۳۵، شمارہ ۱ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء)، ص ۷۳ تا ۱۰۴

۲۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں''، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۱، شمارہ ۲ (اسلام آباد: ادارہ تعلیم و تحقیق، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء)، ص ۳۱ تا ۳۸

۲۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ارمغان حجاز''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۰، شمارہ ۹، ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۷ء)، ص ۸۲ تا ۹۶

۲۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور تلمیحات فرہاد''، مشمولہ: سہ ماہی اقبال، جلد ۳۰، شمارہ ۲ (لاہور: بزم اقبال، اپریل ۱۹۸۳ء)، ص ۵۳ تا ۷۰

''تلمیحاتِ فرہاد''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۶، شمارہ ۵، ۶ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات (مطبوعات)، نومبر، دسمبر ۱۹۸۳ء)، ص ۸۳ تا ۸۹

''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص ۱۶۶ تا ۸۴

۲۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''جاوید نامہ''،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز،ص۶۸۲/ ۹۴

۲۴۱۔ ایضاً،ص۶۸۵/ ۹۷

۲۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال کا ایک شعر اور......''،مشمولہ:قومی زبان،جلد۵۱،شمارہ۴(کراچی :انجمن ترقی اردو، اپریل۱۹۸۱ء)،ص۲۳ تا۲۴

۲۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)''،مشمولہ:ماہنامہ''فاران''،جلد۲۵،شمارہ۸(کراچی : دفتر ماہنامہ فاران، ناظم آباد،نومبر۱۹۷۶ء)،ص۲۷ تا۳۲

۲۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال کے خطوط ایک نظر میں''،مشمولہ:سہ ماہی ادبیات،جلد۴،شمارہ۱۶(اسلام آباد:اکادمی ادبیات،۱۹۹۱ء)،ص۲۳۳ تا۲۴۶

۲۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''خطباتِ اقبال،تعارف''،مشمولہ:فکرونظر،جلد۲۷،شمارہ۳(اسلام آباد:ادارہ فکرونظر،جنوری تا مارچ۱۹۹۰ء)،ص۷۳تا۱۰۳

۲۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''کلام اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال''،مشمولہ:فکرونظر،جلد۱۰،شمارہ۱۱(اسلام آباد: ادارہ فکرو نظر،مئی۱۹۷۳ء)،ص۷۶۶ تا۷۶۷

۲۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں''،مشمولہ:المعارف،جلد۱۶،شمارہ۱۰،۱۱ (لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ،اکتوبر،نومبر۱۹۸۳ء)،ص۲۱ تا۳۲

۲۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''رومی اور اقبال''،مشمولہ:اظہار،جلد۶،شمارہ۱۱،۱۲(کراچی محکمہ اطلاعات کراچی،مئی، جون ۱۹۸۴ء)،ص۲۲ تا۲۳

۲۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''مولانا رومی اور علامہ اقبال''،قسط نمبر۱،مشمولہ:المعارف،جلد۹،شمارہ۴(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ،اپریل۱۹۷۶ء)،ص۲۵ تا۳۶

''مولانا رومی اور علامہ اقبال''،قسط نمبر۲،مشمولہ:المعارف،جلد۹،شمارہ۵،اپریل۱۹۷۶ء،ص۴۵ تا۵۶

''مولانا رومی اور علامہ اقبال''،آخری قسط،مشمولہ:المعارف،جلد۹،شمارہ۸،اگست۱۹۷۶ء،ص۵۳ تا۵۷

۲۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور بابا فغانی''،مشمولہ:ادبی دنیا،دورششم،شمارہ۳۳(لاہور:۶۹۔شارع قائداعظم،ستمبر ،اکتوبر۱۹۷۰ء)،ص۹ تا۲۱

۲۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور خوشحال''،مشمولہ:سہ ماہی ادبیات،جلد۲،شمارہ۵،۶(اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جولائی تا دسمبر۱۹۸۸ء)،ص۱۹۹ تا۲۱۲

۲۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور سعدی''،مشمولہ:اقبال ریویو،جلد۱۱،شمارہ۲(لاہور:اقبال اکیڈمی، جولائی۱۹۷۰ء)، ص۲۵ تا۵۴

۲۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''،مشمولہ:ادبیات،جلد۳،شمارہ۱۰۔۱۱۔۱۲(اسلام آباد:اکادمی ادبیات پاکستان،اکتوبر۱۹۸۹ء۔جون۱۹۹۰ء)،ص۲۲۳ تا۲۳۵

۲۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''چوہدری محمد حسین مرحوم، اقبال دوست اور اقبال شناس''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۱۶، شمارہ۴ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۶ء)، ص ۲۵ تا ۲۷

۲۵۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال''، مشمولہ: الحق، جلد ۷، شمارہ ۲ (اکوڑہ خٹک: دفتر دار العلوم حقانیہ، نومبر ۱۹۷۱ء)، ص ۴۳ تا ۴۹

۲۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''عباد اللہ اختر مرحوم''، مشمولہ: ادبیات، جلد۲، شمارہ ۷ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء)، ص ۹۱ تا ۱۰۲

۲۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''غالب اقبال کے عظیم پیشرو''، مشمولہ: ماہِ نو، جلد ۳۶، شمارہ ۲ (لاہور: دفترِ ماہِ نو، فروری ۱۹۸۳ء)، ص ۲۱ تا ۲۴

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

258. Muhammad Riaz, Dr. "A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry", Included: "Iqbal Review", Vol: xx, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 13-33
259. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture", Included: "Iqbal Review", Vol:30, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1989), Page# 117-138
260. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid", Included: "Iqbal", Volume xxx, No.1, (Lahore:Bazm-i-Iqbal, January 1983), Page: 25...37
261. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian", Included: "Iqba Review", Vol: 29, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy April-June 1988), Page# 169-180
262. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking", Included: "Iqbal", Volume xxix, No.3-4, (Lahore:Bazm-i-Iqbal, July-October 1982), Page: 17-39
263. Muhammad Riaz, Dr. "Arberry and His Translation of Iqbal's Works", Included: "Iqbal", Volume xxxi, No.1, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, January 1984), Page# 67-81
264. Muhammad Riaz, Dr. "Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama", Included: "Iqbal Review", Vol XVIII, No. 4, (Lahore: Iqbal Academy, January 1978), Page# 171-182
265. Muhammad Riaz, Dr. "Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal", Included: "Journal of the Pakistan Historical Society", Vol: xvi, Part iv, (Karachi Pakistan Historical Society, October 1968, Page# 220-230
266. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's Studies in Persian: A New Perspective", Included: "Iqbal", Volume xxiv, No. 4,

(Lahore:Bazm-i-Iqbal, October 1977), Page# 45-54
267. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal on the Renaissance of Islam", Included in "Iqbal Congress Papers","Vulume II (Lahore: University of the Punjab,9-11 November,1983), Page# 241..266
268. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Included: Iqbal Review,Vol. 27, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April-September 1986), Page# 180

۲٦۸۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، گلشن راز جدید، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۵٦٦/۱۷۴

269. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Page# 182

۲٦۹۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، گلشن راز جدید، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ٦۰۸/۲۰

270. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Page# 183

۲۷۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، گلشن راز جدید، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۳۷/۱٦۷

271. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's Idea of Touhid", Included, Quarterly "Iqbal", Volume XXI, No: I, (Lahore:Bazmi-Iqbal, Jan-March 1974), Page: 41...50
272. Muhammad Riaz, Dr. "Muslim Society and Modern Change", Included: "Iqbal Review" Vol: 33, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1992), Page# 47-61
273. Muhammad Riaz, Dr. "Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry", Included: Iqbal Review, Vol: 30,31, No. 3.1, (Lahore: Iqbal Academy, October 89, April 90), Page: 105-128

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

274. Muhammad Riaz, Dr. "Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's"A History of Islamic Philosophy", Included: "Iqbal Review",Volume 35, No.3, (Lahore: Iqbal Academy, October 1994), Page# 105-115
275. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal,Quran and the Western World"(Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 77-78

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصّر

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات ومضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی وادبی نقطہ نگاہ سے اہم ،متنوع اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔

ا۔ بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
01-	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'	لاہور	اسلامک فاؤنڈیشن	اول	1977ء	064
02-	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (پس چہ باید کرد کا ترجمہ)	لاہور	اقبال شریعتی فاؤنڈیشن	اول	1982ء	057
03-	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی	راولپنڈی	خانہ فرہنگ ایران	اول	1982ء	064

اقبالیاتی ادب کے اردو سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
04-	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	166

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
05-	افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	لاہور	مکتبہ تعمیر انسانیت	اول	1990ء	189
06-	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل	لاہور	گلوب پبلشرز	اول	1985ء	479

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
07-	یادداشتہائے پراگندہ (انگریزی سے فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1989ء	107

غیر اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
08-	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	لاہور	مقبول اکیڈمی	اول	1989ء	260
09-	مکتوبات وخطباتِ رومی	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1988ء	499

غیر اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	سال	صفحات
10-	شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1995ء	88

ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۵ء، قریباً ۱۹ سال کے عرصے میں شائع ہوئے۔ گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیے میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۸۱ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء (کم و بیش ۱۴ سال) بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۶ء میں انھیں پروفیسر کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۸۷ء میں انھوں نے ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد کے تین سالوں میں ان کے ۴ تراجم شائع ہوئے۔

(فہرست کتب تراجم بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001-	1977ء	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'	حسین بن منصور ابن حلاج
002-	1977ء	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	ڈاکٹر محمد ریاض
003-	1982ء	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار	ڈاکٹر علی شریعتی
004-	1982ء	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!	علامہ محمد اقبال
005-	1985ء	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار)	ڈاکٹر این میری شمل
006-	1988ء	مکتوبات و خطباتِ رومی	مولانا روم
007-	1989ء	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	فخر الدین حجازی
008-	1989ء	یادداشتہائے پراگندہ	علامہ محمد اقبال
009-	1990ء	افکارِ اقبال	علامہ محمد اقبال
010-	1995ء	شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی	دکتر سید حسین شاہ ہمدانی

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا ۱۰ تراجم میں سے ۷ تراجم کا تعلق اقبالیاتی ادب اور ۳ تراجم کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ۵ تراجم کا تعلق علامہ اقبال کے افکار و تصورات اور ۲ تراجم کا شخصیات سے ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ایک ترجمہ افکار پر، ایک ترجمہ ادبیات (زبان و ادب) اور ایک ترجمہ شخصیت پر ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)
(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار و تصورات	۰۵	%۵۰	افکار و تصورات	۰۱	%۱۰	۰۶	%۶۰
زبان و ادب	×	%۰۰	زبان و ادب	۰۱	%۱۰	۰۱	%۱۰
شخصیات	۰۲	%۲۰	شخصیات	۰۱	%۱۰	۰۳	%۳۰
حاصل جمع	۰۷	%۷۰	حاصل جمع	۰۳	%۳۰	۱۰	%۱۰۰

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان سے اردو زبان میں تین (۳)، اردو زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱)، انگریزی زبان سے اردو زبان میں دو (۲) اور انگریزی زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱) کتاب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان میں اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔ اس طرح ان کا ۷۰% ترجمہ اقبالیاتی ادب اور ۳۰% ترجمہ غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)
(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
ترجمہ کی زبانیں	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۳	%۳۰	۰۲	%۲۰	۰۵	%۵۰
اردو سے فارسی	۰۱	%۱۰	×	×	۰۱	%۱۰
انگریزی سے اردو	۰۲	%۲۰	×	×	۰۲	%۲۰
انگریزی سے فارسی	۰۱	%۱۰	۰۱	%۱۰	۰۲	%۲۰
کل تعداد و شرح	۰۷	%۷۰	۰۳	%۳۰	۱۰	%۱۰۰

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات و مضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا، جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق الف بائی ترتیب)

(فارسی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف	رومی کا تصوّرِ فقر		اول	1990ء	53-20
002۔	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا	بینات	17	3	نومبر 1970ء	52-43
003۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام	افاداتِ اقبال		اول	1983ء	202-167
	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	"	قومی زبان	52	11	نومبر 1982ء	42-8
004۔	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج	اقبال ریویو	19	2	جولائی 1978ء	45-11
005۔	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال...	فخر الدین حجازی	اقبال	23	4	اکتوبر 1976ء	48-1
		"	تفسیرِ اقبال			1995ء	122-69
006۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	پروفیسر مجتبیٰ عینوی	اقبال اور احترام..		اول	1992ء	221-204
007۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی	ماہِ نو	35	4	اپریل 1982ء	21-11
008۔	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی	فجر			مئی 1984ء	26-21
009۔	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی	صحیفہ	92	190	نومبر 1977ء	113-91
		"	ایران میں اقبال۔		اول	1983ء	
010۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی	ایران میں اقبال		اول	1983ء	137-123
011۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں	بینات	17	6	فروری 1971ء	24-13
012۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	الحق (م)	4	1	جنوری، فروری 75ء	
		"	اسلامی تعلیم	4	1	جنوری، فروری 75ء	36-25
013۔	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی	الحق (م)	2	2	مارچ، اپریل 73ء	
		"	اسلامی تعلیم	2	2	مارچ، اپریل 73ء	30-22
		"	رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	94-85
014۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	فکر و نظر	8	9	مارچ 1971ء	697-677
015۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱	سید علی ہمدانی	الحق (م)	6	7	اپریل 1971ء	60-58
	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی	الحق (م)	6	11	اگست 1971ء	57-52
016۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی	الحق (م)	6	2	مارچ، اپریل 77ء	
		"	اسلامی تعلیم	6	2	مارچ، اپریل 77ء	60-37
		"	برکاتِ اقبال		دوم	1988ء	218-193
017۔	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو	اردو (سہ ماہی)	51	1	1975ء	136-105
	لفظ ادب کے معنی کا ارتقا	"	علم کی دستک	4	3	جولائی۔ستمبر 84ء	78-49

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	پبلشر	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
		"	رومی کا تصورِ فقر		اول	1990ء	53-20
018۔	مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح	سید علی ہمدانی	الولی	2	2،1	اپریل، مئی 1973ء	70-60
019۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم النمر	المعارف	6	5-4	اپریل، مئی 73ء	73-63

(انگریزی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل	فکر ونظر	7	8	فروری 1970ء	613-599
002۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال	ادبیات (سہ)	1	4	اپریل تا جون 88ء	106-84
003۔	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ	المعارف	4	8	اگست 1971ء	54-46
004۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار	5	10-11	اپریل، مئی 83ء	20-14
005۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار	5	11-12	اگست، ستمبر 82ء	68-49
006۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	المعارف	17	8	اگست 1984ء	34-19
	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	العلم (سہ ماہی)	21	1	جنوری تا مارچ 72ء	94-85

(اردو سے فارسی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
001۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	ڈاکٹر این میری شمل	اقبال اور گوئٹے		اول	2001ء	677-671
002۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	علامہ محمد اقبال	اقبال ریویو	۱۱	۴	جنوری 1971ء	12-1

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ مذکورہ بالا ۲۷ مقالات ومضامین میں سے ۱۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب پر اور ۱۴ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات ومضامین بمطابق موضوعات)

(فارسی سے اردو، ۱۹ مقالات ومضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
01۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	01۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا
02۔	اقبال اور حسین ابن منصور حلاج	02۔	اسمائے قرآن کی معنویت
03۔	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال'' کا مقدمہ	03۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے

نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
04۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	04۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب
05۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	05۔	رسالہ بہرام شاہیہ
06۔	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	06۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ
07۔	اقبال: شاعرِ حیات	07۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱؛ رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲
08۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	08۔	لفظ ادب کا مفہوم/لفظ ادب کے معنی کا ارتقا
09۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	09۔	مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح
		10۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان

(انگریزی سے اردو، ۶ مقالات و مضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
10۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	11۔	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر
11۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل، باب اول)	12۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں
		13۔	ذہنی صحت اور اسلام
		14۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر/مسلمان زعما کا حصہ

(اردو سے فارسی، دو مقالات/مضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
12۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرار خودی، رموز بیخودی، پیامِ مشرق)		
13۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)		

اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۳ مقالات و مضامین میں سے ۷ مقالات و مضامین ''علامہ اقبال کے افکار و تصورات''، ۴ مقالات و مضامین ''ادبیات (زبان و ادب)'' اور ۲ مضامین'' شخصیات کے تقابلی مطالعہ'' پر ہیں۔ غیر اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۴ مقالات و مضامین میں سے ۵ مقالات و مضامین ''افکار''، ۷ مقالات و مضامین ''ادبیات (زبان و ادب)'' اور ۲ مقالات و مضامین شخصیات پر ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین)
(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد وشرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار وتصورات	۰۷	۲۶%	افکار وتصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
ادبیات (زبان وادب)	۰۴	۱۵%	ادبیات (زبان وادب)	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	حاصل جمع	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ ۲۷ مقالات ومضامین میں سے فارسی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ۱۹، انگریزی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ۶ اور اردو زبان سے فارسی زبان میں صرف ۲ مضامین کا ترجمہ کیا گیا۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین)
(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد وشرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۷۱%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

مقالات ومضامین کے تراجم میں ڈاکٹر محمد ریاض کا ۴۸% کام اقبالیاتی ادب پر اور ۵۲% کام غیر اقبالیاتی ادب پر ہے۔ اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب میں ان کا زیادہ تر کام افکار وتصورات پر ہے۔ بحثیت مجموعی انھوں نے افکار وتصورات پر ۴۵%، زبان وادب پر ۴۱% اور شخصیات پر بھی ۱۴% کام کیا ہے۔ اصولِ تناسب اور شرح فی صد کے لحاظ سے انھوں نے افکار وتصورات اور ادبیات پر قریباً برابر کا کام کیا ہے۔ ان کے ۷۱% تراجم فارسی سے اردو زبان میں ہیں۔ اردو سے فارسی زبان میں ترجمہ کا کام برائے نام ہے۔

نیچے دی گئی فہرست زمانی کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام مقالات ومضامین کا ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۰ء کے

دورانیے میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء تک ۱۶ مقالات ومضامین کا، ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک ۶ مقالات ومضامین کا اور ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک صرف ایک مقالے کا ترجمہ ہوا۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ۱۳ مقالات کا ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالات ومضامین کے ترجمے کا قریباً ۵۰% کام اس عرصے میں سرانجام دیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں واپس پاکستان آ گئے تھے۔ وہ نومبر ۱۹۶۹ء سے نومبر ۱۹۷۰ء تک بطور اردو لیکچرار گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو بطور لیکچرار فارسی زبان فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر 1، اسلام آباد آ گئے۔ یہاں سے وہ ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی میں چلے گئے اور وہاں ستمبر ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک بطور لیکچرار مطالعہ پاکستان و اردو خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ان کا قریباً نصف عرصہ پاکستان میں اور بقایا عرصہ ایران میں گزرا۔ انھوں نے زیادہ تر مقالات ومضامین کا ترجمہ اسی عرصے میں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخر) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالے/مضمون کا ترجمہ کیا۔

(فہرست تراجم مقالات ومضامین بمطابق ترتیب زمانی)

(فارسی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001۔	نومبر 1970ء	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا
002۔	فروری 1971ء	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں
003۔	مارچ 1971ء	رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
004۔	اپریل 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱	سید علی ہمدانی
005۔	اگست 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی
006۔	مارچ، اپریل 73ء	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی
007۔	اپریل، مئی 1973ء	مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح	سید علی ہمدانی
008۔	اپریل، مئی 73ء	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم النمر
009۔	جنوری، فروری 75ء	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
010۔	1975ء	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو
011۔	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
012۔	مارچ، اپریل 77ء	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی
013۔	نومبر 1977ء	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی
014۔	جولائی 1978ء	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج
015۔	اپریل 1982ء	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی
016۔	نومبر 1982ء	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
017۔	1983ء	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی
018۔	مئی 1984ء	اقبال۔ قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی
019۔	1990ء	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف
020۔	1993ء	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	مجتبیٰ عینوی

(انگریزی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001۔	فروری 1970ء	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل
002۔	اگست 1971ء	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ
003۔	جنوری تا مارچ 72ء	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن
004۔	اگست، ستمبر 82ء	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل، باب اول)	ڈاکٹر این میری شمل
005۔	اپریل، مئی 83ء	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل
006۔	اپریل تا جون 88ء	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال

(اردو سے فارسی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
11۔	جنوری 1971ء	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بیخودی، پیامِ مشرق)	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
12۔	2001ء	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

ڈاکٹرمحمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

01- اقبال اور ابنِ حلاج

(کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ)

تصنیف : ڈاکٹرمحمد ریاض

پبلشرز : اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

اشاعت : باراول ۱۹۷۷ء (۱۳۹۷ھ)

صفحات : ۶۴

قیمت : ۵۰/۷ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
	فہرست طواسین	۶
	فہرست تصانیفِ اقبال	۸
	پیش لفظ	۹

فہرست طواسین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱۔	طاسین سراجِ محمدؐی	۱۳
۲۔	طاسینِ فہم	۲۲
۳۔	طاسینِ صفا	۲۸
۴۔	طاسین دائرہ	۳۲
۵۔	طاسین نقطہ	۳۴
۶۔	طاسینِ ازل والتباس	۴۰
۷۔	طاسینِ مشیت	۵۳
۸۔	طاسینِ توحید	۵۶
۹۔	طاسینِ اسرارِ توحید	۵۷

نمبر عنوانات صفحہ

۱۰۔ طاسینِ تنزیہہ ۵۸

۱۱۔ طاسینِ بوستانِ معرفت (۱) ۶۱

حاشیہ تصانیف علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' کے حاشیہ میں علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی درج ذیل تصانیف سے حوالہ جات دے کر کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کے مشترک موضوعات کی نشاندہی کی گئی ہے:

فہرست تصانیف

۱۔ مثنوی رموزِ بے خودی
۲۔ پیامِ مشرق
۳۔ زبورِ عجم
۴۔ جاوید نامہ
۵۔ بالِ جبریل
۶۔ ارمغانِ حجاز
۷۔ ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء
۸۔ اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو
۹۔ مکتوباتِ اقبال کے مختلف مجموعے
۱۰۔ مقالاتِ اقبال (۲)

مختصر سی کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' علامہ اقبال کی صد سالہ تقریباتِ ولادت (۹ نومبر ۱۹۷۷ء) کی مناسبت سے شائع کی گئی تھی۔ یہ کتاب اقبال اور ابن حلاج کے مختصر تقابلی مطالعے پر مشتمل ہے۔ اس تقابلی مطالعے میں ابنِ حلاج (رحمۃ اللہ علیہ) کی تالیف ''کتاب الطّواسین'' اور علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی قریباً تمام تصانیف کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

لفظ طواسین، طاسین (طٰسٓ) کی جمع ہے اور یہ قرآن مجید کے حروفِ مقطعات میں سے ہے (دیکھئے سورہ ۲۶ تا ۲۸)۔ ابنِ حلاج نے اپنے موضوع، اسرار و رموزِ تصوف کی مناسبت سے اپنی اس تالیف کا نام ''کتاب الطّواسین'' رکھا۔ یہ کتاب علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور آپ اکثر اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال کی تقریباً تمام تصانیف میں اس کتاب کا ذکر اور انعکاس موجود ہے۔ اقبال اور ابنِ حلاج کے روابط پر کئی مقالے لکھے گئے مگر کہیں بھی ان کا تقابلی مطالعہ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ابنِ حلاج اور اقبال کی گفتار کا تقابل ضروری سمجھتے ہوئے یہ کتاب تصنیف کی۔ اس میں انھوں نے اہم تر موضوعات جیسے عشقِ رسول (ﷺ)، حقیقتِ محمدی (ﷺ)، مقامِ صدیقیت (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)، خودی، خبر و نظر (عقل و عشق) اور حقیقتِ ابلیس وغیرہ پر گفتارِ ابن حلاج کی مناسبت سے حواشی میں تصانیفِ اقبال میں سے منتخب اور مختصر اشارے پیش کیے ہیں۔

علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے حقیقتِ محمدیہ کی عاشقانہ توجیہات کو جاوید نامے (فلک مشتری) میں سمو دیا بلکہ ان پر ایمان افروز اضافے بھی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ 'اسرار و رموز' میں نبوت اور صدیقیت کے مقامات کا دل پسند بیان بھی کتاب ''الطّواسین'' کا سا ہے۔ اقبال کے نزدیک ابنِ حلاج خودی اور بقائے خودی کے علم بردار تھے۔ ابنِ حلاج کے نعرہ ''انا الحق'' کا مفہوم یہ تھا کہ ''انا'' یا ''خودی'' یا ''من'' حق ہے اور اس کی بقا ضروری ہے۔ اقبال نے اسرارِ خودی میں ''انفرادی خودی''، رموزِ بے خودی میں ''اجتماعی خودی'' اور اسی طرح ارمغانِ حجاز میں ''انا من ملت الحق'' کا تصور پیش کیا۔

خبر ونظر (عقل وعشق) اور حقیقتِ ابلیس بھی کتاب ''الطّواسین'' اور ''تصانیفِ اقبال'' کے مشترکہ موضوعات ہیں۔

ابنِ حلاج، اپنی صوفیانہ حکمت کے پیشِ نظر ابلیس وشیطان کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ انھوں نے ابلیس کی اس افادیت پر زور دیا ہے کہ وہ توحید واطاعتِ خداوندی کا مظہرِ کامل ہے۔ اس نے غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے تکامل ذات کی خاطر جدائی کا تصور دیا اور شر کی رزم گاہ گرم کر کے حامیانِ خیر ونیکی کو فعال اور مصروفِ عمل کیے ہوئے ہے۔ اقبال نے اس تصور کو زیادہ بھرپور انداز سے پیش کیا ہے۔(۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے کتاب ''الطّواسین'' کے ترجمے اور تقابلی مطالعے کے لیے فرانسیسی مستشرق لوئی میسینو کے مرتبہ نسخہ (مطبوعہ ۱۹۱۳ء) کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ یہ کتاب عربی اور فارسی دو زبانوں پر مشتمل ہے۔ عربی متن مجہول المؤلف ہے مگر فارسی میں ترجمہ شدہ عبارت شطّاح شیراز شیخ روز بہان ولیمی بقلی فسائی (م: ۶۰۶ ہجری) کے قلم سے ہے۔ کتاب ''الطّواسین'' میں دونوں زبانوں کی عبارات ملتی ہیں مگر کہیں کہیں صرف عربی یا فارسی متن ہے اور دوسری زبان کی عبارت مفقود ہے۔ بنابریں دونوں زبانوں کا متن تکملے کا کام دیتا ہے۔(۴)

زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' میں کتاب ''الطّواسین'' کے ترجمے کے ساتھ پاورقی میں ''تصانیفِ اقبال'' سے متعلقہ متن، فارسی اشعار مع ترجمہ اور توضیحات دیے گئے ہیں۔ اس سے کافی زیادہ تسلی بخش حد تک موضوعات کے تقابلی مطالعہ کا موقع مل جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ کتاب اپنے مجموعہ مضامین ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں ''اقبال اور ابنِ حلاج'' کے عنوان سے ایک مضمون کی شکل میں دی ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' کا ''پیش لفظ'' اور حواشی مختصر کر کے، مضمون کے آخر میں دیے ہیں۔ حواشی میں سے زیادہ تر توضیحات حذف کر دی ہیں اور فارسی اشعار بھی بغیر ترجمے کے دیے ہیں۔ مضمون میں بہت سی متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔ اس بے جا اختصار اور متنی اغلاط کی وجہ سے کتاب ''آفاقِ اقبال'' میں شامل ترجمہ وتقابلی مطالعہ پر مشتمل اس مضمون کی افادیت بہت کم ہوگئی ہے۔(۵)

علامہ محمد اقبال کی تصنیف ''تاریخ تصوف'' کے بابِ سوم ''ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج البغدادی البیضاوی'' میں علامہ اقبال کی متفرق تحریروں کی شکل میں موجود، حلاج اور ان کی کتاب ''الطّواسین'' سے متعلق آرا دی گئی ہیں۔ اس میں طاسین السّراج، طاسین الفہم، طاسین الصّفا، طاسین النقطہ، بستان المعرفۃ (طاسین آخر) کا عربی متن اور اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ ڈاکٹر صابر کلوروی نے کیا ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی ''تاریخ تصوف'' میں شامل منتخبہ طواسین اور فکرِ حلاج کے بارے میں علامہ اقبال کی تفہیم کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''حلاج کے مذہب اور اس کے عقیدے کے متعلق علامہ نے جو نتائج اخذ کیے تھے، اس کی تائید میں ''کتاب الطّواسین'' کے انھی طواسین سے حوالے نوٹ کیے تھے۔ 'طاسین الازل والالتباس' کا عنوان بھی مسودے میں موجود ہے۔ لیکن اس کی ذیل میں کوئی عبارت درج نہیں ہے۔ علامہ مکمل طاسین نقل نہیں کرتے انتخاب کرتے ہیں اور کہیں کہیں غیر ضروری حصوں سے صرفِ نظر کر جاتے ہیں۔ قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے یہ متن روز بہان بقلی (۵۳۲ھ۔۶۰۶ھ) کی کتاب سے نقل کیا ہے اور حلاج کے خیالات کو بقلی کے فارسی ترجمے کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، عربی پر قدرتِ کاملہ نہ رکھنے کی وجہ سے انھوں نے فارسی ترجمے پر بھروسہ کیا۔ جس سے وہ حلاج کی حقیقت کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ بعد میں انھیں حلاج کے متعلق اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی۔ یہاں یہ وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ بقلی کا ترجمہ لفظی ہے۔''(۶)

کتاب ''تاریخِ تصوف''، مرتبہ ڈاکٹر صابر کلوروی کا ''پیش گفتار'' ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریر کیا تھا۔ ''تاریخِ تصوف'' کا پہلا ایڈیشن مارچ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''آفاقِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا تھا۔ ''آفاقِ اقبال'' میں ''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا کیا ہوا، کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔(۷)

۲۰۰۸ء میں تصوف فاؤنڈیشن، لاہور نے ''طواسین (اصل عربی متن وروز بہاں بقلی کی فارسی شرح مع اردو ترجمہ و تشریحات)'' کے عنوان سے تحقیق پر مبنی ترجمہ شائع کیا ہے۔ مترجم کا نام عتیق الرحمٰن عثمانی ہے۔ طواسین کے عربی و فارسی متن، فارسی شرح، اردو ترجمہ وتشریحات، حل لغت، توضیح اصطلاحات کی موجودگی کی وجہ سے اس ترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا ہے۔ ''عائشہ عبدالرحمٰن'' نامی کسی خاتون نے ''طواسین'' کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو کہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔ طواسین کے عربی و فارسی متن کو سامنے رکھتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صابر کلوروی، عتیق الرحمٰن عثمانی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس جائزے کی رو سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جاسکے۔

باب اول: طاسین السراج (طاسین سراج محمدی ﷺ)

مَااَخْبَرَ اِلَّا عَنْ بَصِیْرَتِہٖ وَلَا اَمَرَ بِسِنَّۃٍ اِلَّا عَنْ حَقِّ سِیْرَتِہٖ۔ حَضَرَ فَاَحْضَرَ وَاَبْصَرَ فَخَبَرَ وَاَنْذَلَّ فَحَدَّدَ۔(۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

کتنے ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی بصیرت کا ذکر کیا ہے، جس کسی نے آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا کہا، اس نے آپ ﷺ کی سیرتِ حقّہ کی متابعت کا کہا، اور جس کسی نے آپ ﷺ سے روگردانی کی، وہ وبال میں پھنسا۔ نبی اکرم ﷺ نے جو دیکھا ہے، اس کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے دلیل دی ہے، پھر (مناہی سے) منع فرمایا ہے۔(۹)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

آپ ﷺ نے جو خبر دی ہے وہ اپنے بصیرت کی بنا پر دی ہے اور جن چھ باتوں کا حکم دیا ہے وہ اپنی سیرت کی سچائی پر دیا ہے۔ پہلے آپ ﷺ مقامِ حضور پر فائز ہوئے۔ پھر دوسروں کو حاضر فرمایا۔ اول معاملہ حق واضح کیا۔ پھر آگاہی دی۔ پہلے آپ ﷺ نے راستہ بتایا، پھر قصد فرمایا۔(۱۰)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن

آپ ﷺ نے جو خبر دی وہ اپنی بصیرت کی بنا پر دی ہے اور جن چھ چیزوں کا حکم دیا ہے وہ اپنی سیرت کی سچائی پر دیا ہے۔ پہلے آپ ﷺ مقامِ حضور پر فائز ہوئے، پھر دوسروں کو حاضر فرمایا، اول معاملہ حق واضح کیا، پھر آگاہی دی۔ پہلے آپ ﷺ نے راستہ بتایا، پھر قصد فرمایا۔(۱۱)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

He did not report about anything except according to his inner vision, and he

did not order the following of his example except according to the truth of his conduct. He was in the presence of Allah, then he brought others to His Presence. He saw, then he related what he was. He was sent forth as a guide, so he defined the limits of conduct.(۱۲)

ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔عتیق الرحمٰن عثمانی نے یہی ترجمہ نقل کیا ہے اور ڈاکٹر صابر کلوروی کی توضیحات کے مطابق ہی توضیحات دی ہیں۔عائشہ عبدالرحمٰن کا ترجمہ بھی تسلی بخش حد تک واضح، سلیس اور سہل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ متن کے مطابق نہیں۔انھوں نے غالباً قیاس سے کام لیتے ہوئے عربی متن کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

مَا اَبْصَرَ اَحَدٌ عَلَى التَّحْقِيقِ سِوَى الصِّدِّيْقِ لِاَنَّهٗ وَافَقَهٗ ثُمَّ رَفَقَهٗ لِئَلَّا يَبْقٰى بَيْنَهُمَا فَرِيْقٌ۔(۱۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

از روئے تحقیق، حضرت صدیق (ابوبکر) سے بہتر کسی نے نبی کو نہ پہچانا۔جناب ابوبکرؓ نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت طبع پیدا کی پھر ان کی رفاقت اختیار فرمائی ان دونوں کی رفاقت (کے راز و نیاز) میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔(۱۴)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

حقیقت میں آپ کو سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور نے نہیں دیکھا ہے۔کیونکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہے۔یقیناً ان دونوں کے درمیان جدائی کرنے والا کوئی باقی نہ تھا۔(۱۵)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے صدیقِ اکبرؓ کے کسی اور نے نہیں دیکھا ہے۔کیونکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کی، پھر آپ کا ساتھ دیا ہے۔یقیناً ان دونوں کے درمیان جدائی کرنے والا کوئی باقی نہ تھا۔(۱۶)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

No one is capable of discerning his true significance, except the Sincere, since he confirmed its validity, and then accompanied him so that there would not remain any disparity between them.(۱۷)

ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔عتیق الرحمٰن عثمانی نے یہی ترجمہ نقل کیا ہے۔عائشہ عبدالرحمٰن نے لفظ ''الصِّدِّيْقِ'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں لیے بلکہ اس کا لفظی ترجمہ ''Sincere'' (مخلص) کیا ہے مگر بعد کے متن کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ لیتیں تو صدق و اخلاص کا مفہوم خود سے ادا ہو جاتا۔ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بھی عربی متن کے مطابق اور درست ہے۔

اِنْ هَرَبْتَ مِنْ مَّيَادِيْنِهٖ فَاَيْنَ السَّبِيْلُ فَلَا دَلِيْلُ يَآاَيُّهَا الْعَلِيْلُ وَحِكَمُ الْحُكَمَآءِ عِنْدَ حِكْمَتِهٖ كَكَثِيْبٍ مَّهِيْلٍ۔(۱۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

دل میں مرض رکھنے والو! نبی کریم کے راستوں سے بھاگو گے تو راستہ کہاں ملے گا؟ سب حکماء کی حکمتیں آپ کی نورانی حکمت کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے (آفتاب کے مقابلے میں) ریت کے ذرات۔(۱۹)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

اے راہ حق کے طلب گار! اگر تو آپ کے بتلائے ہوئے راستوں سے بھاگے گا تو پھر تیرے لیے کون سا نجات کا راستہ رہ جاتا ہے۔ اے بیمار! اس راہ میں تجھے کوئی رہنما نہیں ملے گا۔ سچائی کی راہ ان کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں، دیکھو! تمام دانا لوگوں کی حکمتیں آپ کی حکمت ودانائی کے سامنے ریت کے بھربھرے ٹیلوں کی طرح ہیں۔(۲۰)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن

اے راہِ حق کے طلبگار! اگر تو آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے راستوں سے بھاگے گا تو پھر تیرے لیے کون سا نجات کا راستہ رہ جاتا ہے۔ اے بیمار! اس راہ میں تجھے کوئی رہنما نہیں ملے گا۔ سچائی کی راہ ان کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ دیکھ! تمام دانا لوگوں کی حکمتیں آپ کی حکمت ودانائی کے سامنے ریت کے بھربھرے ٹیلوں کی طرح ہیں۔(۲۱)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

If you flee from his domains, what route will you take without a guide, oh ailing one? The maxims of the philosophers are like a slipping heap of sand before his wisdom.(۲۲)

ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم متن کے مطابق اور درست ہیں۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے، ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

باب الخامس:۔ طاسین النقطہ

۸۔ رَاَیْتُ طَیْرًا مِّنْ طُیُوْرِ الصُّوْفِیَّۃِ، عَلَیْہِ جَنَاحَانِ، وَاَنْکَرَ شَأْنِیْ حِیْنَ بَقٰی عَلَی الطَّیَرَانِ۔

۹۔ فَسْئَلَنِیْ عَنِ الصَّفَاءِ فَقُلْتُ لَہٗ اِقْطَعْ جَنَاحَكَ بِمَقَارِضِ الْفَنَاءِ وَاِلَّافَلَا تَتْبَعْنِیْ۔

۱۰۔ فَقَالَ " بِجَنَاحِ اَطِیْرُ"، فَقُلْتُ لَہٗ، "وَیْحَكَ! لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"۔ (سورۂ شوریٰ:۱۱) فَوَقَفَ یَوْمَئِذٍ فِیْ بَحْرِ الْفَھْمِ وَغَرِقَ۔

۱۱۔ وَصُوْرَۃُ الْفَھْمِ ھٰذا

رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ الْقَلْبِ	فَقُلْتُ "مَنْ اَنْتَ" قَالَ "اَنْتَ"
فَلَیْسَ لِلْاَیْنَ مِنْكَ اَیْنَ	وَلَیْسَ اَیْنَ بِحَیْثُ اَنْتَ
وَلَیْسَ لِلدَّھْرِ عَنْكَ وَھْمٌ"	فَیَعْلَمُ الْوَھْمُ اَیْنَ اَنْتَ
وَاَنْتَ الَّذِیْ حُزْتَ کُلَّ اَیْنَ	بِنَحْوِ لَا اَیْنَ فَاَیْنَ اَنْتَ (۲۳)

فارسی متن:۔

۸۔ مرغے از مرغان تصوف دیدم کہ با جناح تصوف می پرید و بر من انکار کرد چواز پریدن باز ماند۔

۹۔ از من صفا پرسید، گفتم جناحت بہ مقراض فنا بہ **ببُرو** اگر نہ با من مپر

۱۰۔ مرغ تصوف گفت کہ بہ جناح خود نزد دوست خود می پرم، گفتم ویحک لیس کمثلہ شیء۔ آنگہ در بحر فھم افتاد وغرق شد۔

۱۱۔ صورت فہم را در دائرہ، و دائرہ انیست۔(۲۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو پر تھے۔ مگر وہ میری شان (انا) کا منکر ہو گیا اور خود بھی پرواز سے رہ گیا۔

۹۔ صوفی نے مجھے صفا کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا: اپنے پر پرواز فنا کی مقراض سے کاٹ دو، ورنہ میرے ساتھ پرواز کرنا ترک کر دو۔

۱۰۔ وہ پرندۂ تصوف بولا، میں اپنے پروں سے دوست کی طرف پرواز کرتا ہوں۔
میں نے کہا، اس دعوے پر تعجب ہے۔ اس جیسی تو کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔(قرآن مجید ۴۲:۱۱)
اس پر وہ بحر فہم میں اور ڈوب گیا۔

۱۱۔ فہم وخرد ایسے ہی ڈبوتے ہیں (بحرِ وافر میں ۳ شعر):۔
میں نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا۔ پوچھا' تو کون ہے؟۔ فرمایا:۔ میں کہاں اور کیا نہیں ہوں؟۔ وہم وقیاس نے کہا، ''کہاں'' اور ''میں'' نے ''تو'' کو تراشا اور بنایا ہے۔ اگر میں ہر کہیں ہوں تو تو کہاں ہے؟۔(۲۵)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو بازو (پنکھ) تھے۔ وہ ان کے ذریعے اڑ رہا تھا۔
جب اس میں اڑنے کی سکت نہ رہی تو میرے حال سے انکار کر دیا۔

۹۔ اس نے مجھ سے مقام صفا کی بابت سوال کیا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ فنا کی قینچی سے اپنے بازو کاٹ ڈال ورنہ تو میری پیروی نہیں کر سکے گا۔

۱۰۔ اس پر مرغِ تصوف نے مجھ سے کہا کہ میں بازوؤں کی مدد سے اڑ کر اپنے دوست کے پاس جاتا ہوں۔ میں نے کہا ''اے اڑانے والے تجھ پر افسوس ہے۔ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔(یہاں سورہ شوریٰ کی آیت ۱۱ کا حوالہ آیا ہے۔)

۱۱۔ ترجمہ: دائرے میں فہم کی صورت یہ ہے:
میں نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا تو کہا'' تو کون ہے: جواب ملا'' تو'' اے اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں ''کہاں'' کو یہ مجال نہیں کہ وہ دم مارے۔ بلکہ جس جگہ تو ہے وہاں اس کا گزر بھی نہیں ہو سکتا۔
زمانے کو بھی یہ مجال نہیں کہ تیرے مقام پر اس کے گمان کا سایہ بھی پڑ سکے۔ تو نے ''کہاں'' اور ''کب'' کو اس طرح دھکیل دیا کہ اب ان کا وجود بھی باقی نہیں۔ پس تو کہاں ہے؟ یہ کون کہہ سکتا ہے۔(۲۶)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو بازو (پنکھ) تھے۔ وہ ان کے ذریعے اڑ رہا تھا۔
جب اس میں اڑنے کی سکت نہ رہی تو میرے حال سے انکار کر دیا۔

۹۔ اس نے مجھ سے مقامِ صفا کے بارے میں سوال کیا، میں نے اس سے کہا کہ فنا کی قینچی سے اپنے بازو کاٹ ڈال، ورنہ تو میری پیروی نہیں کر سکے گا۔

۱۰۔ اس پرمرغ تصوف نے کہا کہ میں نے بازوؤں کے ذریعے اڑ کر اپنے دوست کے پاس جاتا ہوں۔ میں نے کہا، ''افسوس ہے تجھ پر'' اے اڑنے والے! اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ (سورہ شوریٰ ۴۲: ۱۱)۔ اس دن وہ فہم کے سمندر میں گر گیا اور ڈوب گیا۔

۱۱۔ اور دائرے میں فہم کی صورت یہ ہے۔ ترجمہ اشعار

''میں نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا تو کہا'' تو کون ہے۔'' جواب دیا'' تو''۔ اے پروردگار تیرے بارے میں ''کہاں'' کو یہ مجال نہیں ہے کہ وہ دم مارے بلکہ جس جگہ تو ہے وہاں اس کا گذر بھی نہیں ہے۔ زمانے کی یہ مجال نہیں ہے کہ جہاں تو ہے وہاں اس کے گمان کی پرچھائیں پڑ سکے یا وہ جانے کہ تو کہاں ہے؟ تو وہ ہے جس نے ''کہاں'' اور ''کب'' کو جس رنگ میں بھی ہو اس طرح دھکیل دیا ہے کہ اب اس کا وجود باقی نہیں رہا ہے۔ پس تو کہاں ہے؟ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ (۲۷)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

9. I saw a certain bird from the selves of the Sufis which flew with the two wings of Sufism. He denied my glory as he persisted in his flight.
10. He asked me about purity and I said to him: Cut your wings with the shears of annihilation. If not you cannot follow me.
11. He said to me: 'I fly with my wings to my Beloved.' I said to him: 'Alas for thee! Because there is naught like Him, He is the All-Hearing, the All-seeing.'So then he fell into the sea of understanding and was drowned.(۲۸)

طاسین ۸ میں 'عَلَیْہِ جَنَاحَانِ' (جس کے دو پر تھے) کا فارسی ترجمہ 'با جناح تصوف می پرید' (تصوف کے پروں سے پرواز کر رہا تھا) کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا طاسین ۸ کا ترجمہ عربی متن کے مطابق اور درست ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن نے اس طاسین کا ترجمہ کرتے وقت عربی متن کے بجائے فارسی متن پیش نظر رکھا اور اس کے مطابق ترجمہ دیا ہے۔ طاسین ۱۰ میں لفظ 'وَیْحَكَ' (تجھ پر افسوس ہے) سورہ شوریٰ کی آیت ۱۱ میں شامل نہیں ہے۔ مترجمین میں سے کسی نے بھی اس امر کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے 'وَیْحَكَ' کا ترجمہ 'اس دعوے پر تعجب ہے' کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا اشعار کا دیا ہوا ترجمہ نامکمل ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم فارسی متن کے مطابق درست ہیں۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے، ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

باب الحادی عشر:۔ بستان المعرفۃ (طاسین بوستانِ معرفت)

عربی متن

۱۔ قَالَ الْعَالِمُ السَّیِّدُ الْغَرِیْبُ اَبُوْ عُمَارَةِ الْحُسَیْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ الْحَلَّاجُ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ: اَلْمَعْرِفَةُ فِیْ ضِمْنِ النَّكِرَةِ مَخْفِیَّةٌ، وَالنَّكِرَةُ فِیْ ضِمْنِ الْمَعْرِفَةِ مَخْفِیَّةٌ ۔ اَلنَّكِرَةُ صِفَةُ الْعَارِفِ وَحِیْلَتُهٗ وَالْجَهْلُ صُوْرَةٌ، فَصُوْرَةُ الْمَعْرِفَةِ عَنِ الْاَفْهَامِ غَائِبَةٌ اٰیِبَةٌ كَیْفَ عَرَفَهٗ

وَلَا کَیْفَ، "اَیْنَ "عَرَفَهٗ وَلَا" اَیْنَ" کَیْفَ وَصَلَ وَلَا وَصْلَ کَیْفَ انْفَصَلَ وَلَا فَصْلَ، مَاصَحَّتِ الْمَعْرِفَةُ لِمَحْدُوْدٍ قَطُّ، وَلَا لِمَعْدُوْدٍ، وَلَا لِمَجْهُوْدٍ، وَلَا لِمَکْدُوْدٍ۔

۲۔ اَلْمَعْرِفَةُ وَرَاءُ الْوَرَاءِ، وَرَاءُ الْمَدٰی، وَرَاءُ الْهِمَّةِ، وَرَاءُ الْاَسْرَارِ وَرَاءُ الْاَخْبَارِ، وَرَاءُ الْاِدْرَاكِ۔ هٰذِهٖ کُلُّهَا شَیْءٌ لَمْ یَکُنْ فَکَانَ وَالَّذِیْ لَمْ یَکُنْ ثُمَّ کَانَ لَایَحْصِلُ اِلَّا فِیْ مَکَانٍ، وَالَّذِیْ لَمْ یَزَلْ کَانَ قَبْلَ الْجِهَاتِ وَالْعِلَّاتِ وَالْاٰلَاتِ ،کَیْفَ تَضَمَّنَتْهُ الْجِهَاتُ، وَکَیْفَ تُلْحِقُهُ النِّهَایَاتُ۔

۳۔ وَمَنْ قَالَ" عَرَفْتُهٗ بِفَقْدِیْ"، فَالْمَفْقُوْدُ کَیْفَ یَعْرِفُ الْمَوْجُوْدَ؟

۴۔ وَمَنْ قَالَ" عَرَفْتُهٗ بِوَجُوْدِیْ" فَقَدِیْمَانِ لَایَکُوْنَانِ۔(۲۹)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

۱۔ مسافر عالم سورابوعمارہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''معرفت، نکرہ کے ضمن میں ہو یا معرفہ کے سلسلے میں، وہ مخفی ہے۔'' نکرہ عارف کی صفت وزیور ہے اور جہل اس کی صورت ہے۔ پس معرفت کی صورت افہام سے غائب ہے۔ اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے، مگر پوری کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ اتنا اشارہ ملتا ہے کہ اسے'' کہاں'' عرفان ملا، مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ'' کہاں'' کیا ہے؟ ''وصل'' کا ملنا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی کیفیت نہیں ''فصل'' (جدائی) کا بھی یہی حال ہے۔ محدود اشارے ملتے ہیں' اور معدود، مجہود اور مکدود نا معلوم رہتے ہیں۔

۲۔ معرفت وراء الوراء ہے۔ وہ فاصلے، ہمت، اسرار، اخبار اور ادراک سے ماورا ہے اس لیے کہ یہ چیزیں نیست ہوسکتی ہیں اور کبھی نیست سے ہست ہوئی تھیں۔ یہ اپنے وجود کے لیے مکان کی محتاج ہیں۔ لم یزل اور جہت و آلات سے بے نیاز نہیں۔ پس جہات معرفت کو کیسے تضمین کریں اور نہایات اس سے کیسے ملحق ہو جائیں؟

۳۔ جو کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذات کی معرفت پائی تو یہ کیسا دعویٰ ہے؟ کوئی فنا شدہ ذاتِ موجود کو کیسے پائے گا؟

۴۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ اپنے'' وجود'' کے ذریعے اس نے ذات کا عرفان پایا، تو بتائے کہ ایک 'وجود' کے ہوتے ہوئے دوسرا ہے کہاں؟(۳۰)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

۱۔ جس طرح معرفت، نکرہ کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح نکرہ معرفت کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔ نکرہ عارف کی صفت اور زیور ہے اور جہل اس کی صورت۔ پس معرفت کی صفت یہ ہے کہ وہ عقلوں سے غائب ہونے والی اور نظروں سے پوشیدہ رہنے والی چیز ہے۔ اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے۔ مگر پوری کیفیت معلوم نہیں پاتی۔ کسی نے اسے'' کیسے'' اور'' کیونکر'' پہچانا اس لیے کہ عالمِ قدس میں'' کیسے'' اور کیونکر کو دخل ہی نہیں پھر اس کو کسی نے کہاں پہچانا؟ اس لیے کہ کہاں کی بھی وہاں گنجائش نہیں۔ کوئی اس تک کیسے پہنچا؟ جب کہ معرفت کی رسائی وہاں تک نہیں

ہے۔اسی طرح کوئی اس سے کیسے جدا ہوا کہ فصل (جدائی) کا پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔معرفت ایک محدود کے لیے، ایک ایسی چیز کے لیے جسے گنا جا سکتا ہو، جو تلاش کی محتاج ہو ہرگز سزاوار نہیں ہوسکتی۔

۲۔ معرفت، ہماری ہمت، بھیدوں، خبر، نظر اور ادراک سے پرے ہے۔وہ چیز جو ابتداء میں موجود نہ ہو اور بعد میں وجود میں آئے، وہ اپنی ذات کے لیے مکان کی محتاج ہوتی ہے اس کے برعکس ایک ایسی ہستی جو ہمیشہ سے ہو جو اطراف و جوانب اور اسباب وذرائع سے پہلے ہو اس کو اپنے احاطے میں کیسے لے سکتی ہے اور آخری حدوں کو کیسے چھو سکتی ہے۔

۳۔ اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اپنے آپ کو فنا کر کے اس کی معرفت حاصل کر لی ہے تو اس کا دعویٰ باطل ہے کیونکہ فانی ''باقی'' اور موجود کو کیسے پہچان سکتا ہے۔

۴۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اپنے وجود کے ذریعے اس کا عرفان حاصل کر لیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دو قدیم ایک جگہ اکٹھے ہوسکیں۔(۳۱)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

۱۔ عالمِ بے مثال ابو عمارہ حسین بن منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

جس طرح معرفت، نکرہ کے ضمن میں پوشیدہ ہے اسی طرح نکرہ معرفت کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔نکرہ عارف کی صفت ہے اور جہل اس کی صورت ہے۔پس معرفت کی صورت یہ ہے کہ وہ عقلوں سے غائب ہونے والی اور نظروں سے پوشیدہ ہونے والی چیز ہے۔

کسی نے اس کو کیونکر پہچانا ہے؟ اس لیے کہ اس عالمِ قدس میں ''کیسے'' اور ''کیونکر'' کو دخل نہیں ہے۔پھر اس کو کسی نے ''کہاں'' پہچانا ہے؟ اس واسطے کہ ''کہاں'' کی گنجائش بھی وہاں نہیں ہے۔کوئی وہاں تک کیسے پہنچا؟ جب کہ معرفت کی رسائی وہاں تک نہیں ہے۔اسی طرح کوئی اس سے کیسے جدا ہوا؟ کیونکہ جدائی کا پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

معرفت ایک محدود کے لیے' ایک ایسی چیز کے لیے جو شمار میں آ سکتی ہو۔جو کوشش کی محتاج ہو اور طبعاً مغلوب ہو، ہرگز سزاوار نہیں ہوسکتی ہے۔

۲۔ معرفت نہ صرف ان چیزوں ہی سے اوجھل ہے جو ہماری نظروں سے پرے ہیں بلکہ وہ ہر چیز کی غایت اور منتہیٰ سے بھی پرے ہے۔حتیٰ کہ وہ ہمت کی حدود سے بھی پرے ہے۔بھیدوں کی دنیا سے بھی پرے ہے۔''خبر'' اور ''نظر'' کے عالم سے بھی پرے ہے اور ادراک کی کمند سے بھی پرے ہے۔

یہ ہے وہ دنیا جو سب کی سب ''شے'' کے ضمن میں آتی ہے۔جو شروع میں نہیں تھی مگر بعد میں پیدا ہوئی اور وہ چیز جو ابتدا میں نہ ہو لیکن بعد میں وجود میں آئے۔وہ اپنی ذات کے لیے مکان کی محتاج ہوتی ہے۔اس کے برعکس ایک ایسی ہستی جو ہمیشہ سے ہو جو اطراف و جوانب اور اسباب و ذرائع سے پہلے ہو اس کو سمتیں اور طرفیں کیسے گھیر سکتی ہیں اور حدود و نہایات کیسے چھو سکتی ہیں۔

۳۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے فنائے نفس کے ذریعے ''اس کو'' پہچان لیا ہے تو کس طرح ایک فانی اور مفقود، ایک

باقی اور موجود کو پہچان سکتا ہے۔

۴۔ اور جو شخص یہ کہے کہ میں نے اس کو اپنی ہستی کے ذریعے پہچانا ہے تو دو قدیم بیک وقت کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ (۳۲)

مندرجہ بالا تراجم میں سے ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔ عتیق الرحمن عثمانی نے ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ متن کے قریب تر ہے۔ ان کا پہلے دو طاسین کا ترجمہ کچھ مبہم ہے۔ اس کا مفہوم واضح نہیں ہے۔

تمام تراجم کے تقابلی جائزے کے مطابق ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے کافی حد تک متن کا مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے۔ تاہم، اس ترجمے میں بعض مقامات پر سقم نظر آتا ہے۔ اسے نظر ثانی سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی اس تصنیف میں طواسین کے مفہوم کے مطابق تصانیفِ اقبال سے مشترک موضوعات تلاش کر کے اقبال اور ابن حلاج کی فکری مماثلت کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً ''طاسین سراج محمدی'' کی دفعہ ۴ کے وضاحت میں وہ لکھتے ہیں:

> حضرت ابوبکر صدیق کے عشقِ رسول اور رفاقتِ رسول کا ذکر علامہ مرحوم کی کئی تصانیف میں ہے۔ مثلاً بانگِ درا، پیامِ مشرق اور ارمغانِ حجاز، یہاں رموزِ بیخودی کے دو مقامات سے چند اشعار نقل کیے دیتا ہوں:
>
> ۔ معنی حرفم کنی تحقیق اگر — بنگری با دیدۂ صدیق اگر
> قوتِ قلب و جگر گردد نبیؐ — از خدا محبوب تر گردد نبیؐ
>
> ۔ من شبی صدیقؓ را دیدم بخواب — گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
> آن اَمَنّ النّاس، بر مولائے ما — آن کلیمِ اوّلِ سینائے ما
> ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر — ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر
>
> ترجمہ:۔ یعنی اگر میرے اشعار پر غور کرو اور حضرت صدیق اکبرؓ کی نگاہ سے دیکھو تو نبی اکرم ﷺ دل و جگر کی قوت بنیں گے اور خدائے تعالیٰ کے محبوب تر بن جائیں گے۔ میں نے ایک رات حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا۔ میں احترام بجالایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمارے کوہِ سینا کے کلیم اول (پہلے مسلمان) تھے اور آپؓ کی رفاقت اور مالی اعانت کے احسانات کا نبی اکرم ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ کی ہمت نے کشت اسلام کے لیے ابرِ رحمت کا کام کیا۔ آپؓ اسلام لانے، غارِ ثور میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دینے، غزوۂ بدر میں شرکت کرنے اور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے میں ثانی (دوم) ہیں۔ (۳۳)

''کتاب اقبال اور ابن حلاج'' اقبال اور ابن حلاج کے افکار کے تقابلی موازنے پر مشتمل ایک منفرد نوعیت کی کتاب ہے۔ اگر اسے عربی و فارسی متن کے ساتھ شائع کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ کتاب ایک لحاظ سے نامکمل ہے۔ ''طاسین بوستانِ معرفت'' ۲۶ دفعات پر مشتمل ہے۔ اس میں دفعات ۶ تا ۱۹ کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ قریباً دس سال بعد اس کتاب کو ''آفاقِ اقبال'' کے ایک مضمون کی شکل میں بغیر نظر ثانی اور اصلاح کے شائع کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے وہ مضمون بھی نامکمل متن اور ترجمے پر مشتمل ہے۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسے از سرِ نو تدوین، تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

02۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!

شریک مترجم و مؤلف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید
پبلشرز : اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، ۷۔ ایجرٹن روڈ، لاہور
اشاعت : بار اول، ۱۹۸۲ء
صفحات : ۵۷

فہرست مضامین:

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
			حرف اول از آغا شوکت علی	3
			تعارف	8
۰۱۔	بخوانندۂ کتاب	۶	کتاب کے قاری سے	16
۰۲۔	تمہید	۷	تمہید	15
۰۳۔	خطاب بہ مہرِ عالمتاب	۱۰	دنیا کو روشن کرنے والے آفتاب سے خطاب	18
۰۴۔	حکمتِ کلیمی	۱۲	کلیمی حکمت عملی	20
۰۵۔	حکمتِ فرعونی	۱۵	فرعونی حکمت عملی	23
۰۶۔	لاالہ الااللہ	۱۷	لاالہ الااللہ	25
۰۷۔	فقر	۲۰	فقر (درویشی)	28
۰۸۔	مردِ حر	۲۶	آزاد شخص (مرد حر)	33
۰۹۔	دراسرارِ شریعت	۲۹	شریعت کے رازوں کے بارے میں	36
۱۰۔	اشکے چند برافتراقِ ہندیاں	۳۳	ہندیوں کی بے اتفاقی پر چند آنسو	39
۱۱۔	سیاستِ حاضرہ	۳۵	موجودہ سیاسیات	41
۱۲۔	حرفے چند با اُمّتِ عربیہ	۳۹	عرب قوم سے چند باتیں	44
۱۳۔	پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	۴۳	اے مشرقی قومو! پھر کیا کرنا چاہیے؟	47
۱۴۔	درحضورِ رسالت مآبؐ	۴۸	حضرت رسالت مآبؐ کے حضور	51
			اشاریہ	(۳۴)

زیرِ تبصرہ کتاب ''پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!''، علامہ اقبال کی فارسی مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کا اردو ترجمہ ہے۔ ''حرفِ اول'' میں آغا شوکت علی چیئرمین اقبال شریعتی فاؤنڈیشن فکرِ اقبال کی قدر و قیمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال کی مثنوی پس چہ باید کرد (۱۹۳۶ء) اور ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء) کو ان کے زندگی بھر

کے خیالات کا نچوڑ سمجھا جا سکتا ہے۔ ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' ان کے مذہبی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور تہذیبی افکار کا عظیم مجموعہ ہے۔ اس کی دینی، فکری اور عصری اہمیت کے پیشِ نظر، قارئین کو علامہ اقبال کے اہم تر افکار سے روشناس کرنے کے لیے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس ترجمے کا متن ڈاکٹر سعادت سعید نے بڑی کاوش اور محنت سے تیار کیا۔ اس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نظرِ ثانی کی اور اپنی تحقیقی بصیرت بروئے کار لا کر مناسب حواشی اور تفاصیل کے ذریعے اسے مزید وسعت عطا کی۔ (۳۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تعارف'' کے عنوان کے تحت مثنوی کے سنِ تخلیق کے بارے میں اپنی تحقیق بیان کی ہے اور اس کے عنوانات اور مباحث پر طائرانہ نگاہ ڈالی ہے۔ وہ اس ترجمے میں اختیار کردہ اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اس مسودے میں ''مثنوی پس چہ باید کرد'' کے اشعار کا لفظی اور کسی قدر بامحاورہ اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ بعض اشاروں کی حواشی میں وضاحت کر دی گئی ہے تاہم ترجمے کو خواہ مخواہ طویل الذیل بنانے سے احتراز کیا گیا ہے۔ قارئین ترجمے سے مثنوی کے معانی اور مقاصد سمجھ لیں گے۔'' (۳۶)

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ مترجمین نے لفظی و بامحاورہ ترجمے کی مدد سے مثنوی کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمے میں فارسی متن نہیں دیا گیا۔ ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۸۶ء میں پچاس سال پورے ہونے کے بعد کاپی رائٹ ایکٹ کی پابندی ختم ہو گئی تھی۔ اس لیے ترجمے کے ساتھ فارسی متن بھی دیا جا سکتا تھا۔ اس طرح ترجمے کی مدد سے فارسی متن کو سمجھنے اور فارسی زبان کے بارے میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔

ترجمے میں ہر عنوان کے تحت دیے گئے اشعار کے الگ الگ نمبر دیے گئے ہیں۔ بعض اشعار کا ترجمہ الگ الگ دینے کے بجائے اکٹھا دے دیا گیا ہے اور ان کا نمبر بھی اکٹھا ہی دے دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں چند ایک مقامات پر کچھ بے ترتیبی بھی نظر آتی ہے۔ مثلاً

دوسری فصل ''تمہید'' کے ترجمے میں اشعار ۱ تا ۴ کا ترجمہ الگ الگ دیا گیا ہے۔ اشعار ۵ تا ۱۳ (۵۔۱۳)، ۱۴ تا ۱۹ (۱۴۔۱۹)، ۲۰ تا ۲۴ (۲۰۔۲۴)، ۲۵ تا ۲۸ (۲۵۔۲۸) اور ۲۹ تا ۳۳ (۲۹۔۳۳) کا ترجمہ اکٹھا دیا گیا ہے۔ ترجمے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر ۲۰۔۲۴ کے تحت اشعار ۲۰ تا ۲۵ کا ترجمہ، ۲۵۔۲۸ کے تحت ۲۶ تا ۲۹ کا ترجمہ اور نمبر ۲۹۔۳۳ کے تحت ۳۰ تا ۳۴ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ (۳۷)

فصل ''درحضور رسالت مآب ﷺ'' میں کل ۱۶۲ اشعار ہیں۔ پہلے شعر کا ترجمہ الگ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اشعار ۲ تا ۲۸، ۲۹ تا ۳۵، ۳۶ تا ۴۰، ۴۱ تا ۴۴، ۴۵ تا ۵۰، ۵۱ تا ۵۳، ۵۴ تا ۵۹ اور ۶۰ تا ۶۲ کا اکٹھا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہاں اشعار ۵۴ تا ۵۹ کا نمبر غلطی سے ۵۱ تا ۵۹ دیا گیا ہے۔ (۳۸)

کہیں تو ہر شعر کا الگ ترجمہ دیا گیا ہے اور کہیں بعض اشعار کا ترجمہ اکٹھا دیا گیا ہے۔ غالباً یہ دوہری حکمتِ عملی، مثنوی کا نفسِ مضمون واضح کرنے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ بہتر یہی تھا کہ تمام اشعار کا الگ ترجمہ دیا جاتا اور ہر فصل کے ترجمے کے آخر پر مختصر الفاظ میں متن کا مفہوم واضح کر دیا جاتا۔

ہر فصل کے ترجمے کے آخر پر ''اشارات'' کے عنوان کے تحت کچھ توضیحات دی گئی ہیں۔ ''اشارات'' میں قرآنی

آیات کے حوالے انگریزی طرزِ تحریر (بائیں سے دائیں طرف لکھنے کے طریقے) کے مطابق دیے گئے ہیں۔ اس میں سورت نمبر بائیں طرف اور آیت نمبر دائیں طرف دیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۱۹ پر سورت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۰۸ کا حوالہ ۷:۱۰۸ کے بجائے ۱۰۸:۷ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح سورت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۴۳ کا حوالہ ۷:۱۴۳ کے بجائے ۱۴۳:۷ لکھا گیا ہے۔

زیرِ تبصرہ ترجمے میں بعض مقامات پر متنی اغلاط بھی موجود ہیں۔ مثلاً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۲	عرب	عرب ممالک
۱۱	۲۵	لیلی	لیلہ یا بھیڑ
۱۲	۱۶	خالصۃ	خالصۃً
۱۲	۱۸	شوش	مِشوّش
۱۴	۶	شریعت	شریعتی
۱۴	۷	مثنوی کے ترجمے کا اردو ترجمہ	کا اردو ترجمہ
۲۸	۱۴	تحت	تخت
۴۲	۱۳	تکموں	شکموں
۴۳	۱۹	خوش	خود
۴۳	۲۰	خونگہ	خودنگر
۴۶	۲۲	کما کان ہے کما کان ہے (تکرار)	کما کان ہے
۵۰	۱	دیا	کھایا
۵۰	۱۵	صاحب	صاحبہ
۵۱	۲۳	چگنا	چگتا
۵۲	۹	ناکہ	تاکہ
۵۳	۱۷	پر	کے
۵۴	۹	صدائے تیشہ کو برسنگ بیخورد	صدائے تیشہ کو برسنگ میخورد
۵۵	۲	افتاب اقبال	آفتاب اقبال
۵۶	۹	مسولینی آمراطالبہ	مسولینیؒ آمراطالیہ (۳۹)

ترجمے کے آخر پر اشخاص کے ناموں پر مشتمل ''اشاریہ'' دیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔

ترجمے کے معیار کے تعین کے لیے چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

فارسی متن از مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل　　یک نگاہِ راہ بیں یک زندہ دل

فقر کارِ خویش را سنجیدن است — بر دو حرفِ لا الٰہ پیچیدن است
فقر خیبر گیر با نانِ شعیر — بستۂ فتراکِ او سلطان و میر
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست — ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ ست
فقر بر کرّوبیاں شبخوں زند — بر نوامیسِ جہاں شبخوں زند
بر مقامِ دیگر اندازد ترا — از زجاج الماس می سازد ترا
برگ و سازِ او قرآنِ عظیم — مردِ درویشے نہ گنجد در گلیم
گرچہ اندر بزم کم گوید سخن — یک دمِ او گرمیٔ صد انجمن
بے پران را ذوقِ پروازے دہد — پشّہ را تمکینِ شہبازے دہد
باسلاطیں در فتد مردِ فقیر — از شکوہِ بوریا لرزد سریر
از جنوں می افگند ہوے بہ شہر — وارہاند خلق را از جبر و قہر (۴۰)

O نوامیس: جمع ناموس، مراد قدرت کی پوشیدہ قوتوں سے ہے۔

ترجمہ از میاں عبدالرشید

☆ اے مادی سامان کے غلامو! جانتے ہو کہ فقر کیا ہے ایک نگاہ جو صحیح راستہ دیکھ لے اور ایک دل جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو۔
☆ فقر اپنے کام کا محاسبہ کرنا ہے اور لا الٰہ کو اپنے اعمال کا مرکز بنانا ہے۔
☆ فقر جو کی روٹی کھا کر خیبر فتح کرنا ہے۔ پادشاہ و امیر سب فقر کے فتراک میں بندھے ہوئے (شکار) ہیں۔
☆ فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا کا نام ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی متاع ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔
☆ فقر ایک طرف فرشتوں پر شب خون مارتا ہے اور دوسری طرف کائنات کی پوشیدہ قوتوں پر۔
☆ فقر تجھے ایک اور مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ شیشے سے الماس بنا دیتا ہے۔
☆ فقر کا سامان قرآن عظیم ہے، مرد درویش گودڑی میں نہیں سماتا۔
☆ اگرچہ فقیر بزم میں کم بات کرتا ہے مگر اس کی ایک بات سینکڑوں انجمنوں کو گرما دیتی ہے۔
☆ فقر بے پروں کو ذوق پرواز اور مچھر کو تمکین شہباز عطا کرتا ہے۔
☆ مرد فقیر پادشاہوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ شکوہِ بوریا سے تخت لرز جاتا ہے۔
☆ وہ اپنے جنوں سے شہر میں ہنگامہ کھڑا کر دیتا ہے اور خلقِ خدا کو جبر و قہر سے نجات دلاتا ہے۔(۴۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض و ڈاکٹر سعادت سعید

۱۔ اے مادیت کے غلامو! فقر (درویشی) کیا ہے؟ وہ ایک راستہ دیکھنے والی نگاہ (اور) ایک زندہ دل (کا نام) ہے۔
۲۔ فقر اپنے کام کو پرکھنا (اور) لا الٰہ کے دو حرفوں سے لپٹ جانا ہے۔
۳۔ فقر جو کی روٹی سے خیبر فتح کرنے والا ہے۔ اس کے شکار بند میں بادشاہ اور سردار بندھے ہوتے ہیں۔

۴۔ فقر ذوق وشوق اور تسلیم ورضا (کا نام) ہے۔ہم اس کے امانت دار ہیں (اور) اصل اثاثہ حضرت محمد مصطفیؐ کا ہے۔

۵۔ فقر فرشتوں اور قدرت کی چھپی ہوئی قوتوں پر (رات کو) حملہ کرتا ہے۔

۶۔ (فقر) تجھے ایک دوسرے بلند مقام پر پہنچاتا ہے۔وہ شیشے سے تجھے ہیرا بناتا ہے۔

۷۔ فقر کا سروسامان قرآن مجید سے ہوتا ہے۔درویش شخص گدڑی میں نہیں سماتا۔

۸۔ درویش محفل میں گرچہ باتیں نہیں کرتا' اس کا ایک نفس سینکڑوں بزم میں حرارت پیدا کرتا ہے۔

۹۔ وہ بے پروں کو پرواز کا ذوق دیتا ہے۔مچھر کو شاہباز کی شان دیتا ہے۔

۱۰۔ درویش بادشاہوں سے بپھر جاتا ہے۔چٹائی کے رعب سے تخت کانپ اٹھتا ہے۔

۱۱۔ اپنے عشق وجنوں سے وہ شہر میں ہنگامہ برپا کردیتا ہے۔وہ مخلوق کو ظلم وستم سے نجات دلواتا ہے۔(۴۲)

فارسی متن کے مطابق دونوں تراجم کا موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں تراجم درست ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں تحت اللفظی ترجمے کی پابندی قدرے زیادہ نظر آتی ہے۔ترجمے سے متن کا مفہوم آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔

فارسی متن از مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

آدمیت زار نالید از فرنگ — زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ
پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق؟ — باز روشن می شود ایّامِ شرق
در ضمیرش انقلاب آمد پدید — شب گذشت و آفتاب آمد پدید
یورپ ز شمشیر خود بسمل فتاد — زیرِ گردوں رسمِ لادینی نہاد
گرگے اندر پوستینِ برہَ — ھر زمان اندر کمینِ برہَ
مشکلاتِ حضرت انسان ازوست — آدمیت را غمِ پنہاں ازوست
در نگاہش آدمی آب و گل است — کاروانِ زندگی بے منزل است
ہرچہ می بینی ز انوارِ حق است — حکمتِ اشیا ز اسرارِ حق است
ہر کہ آیاتِ خدا بنید حرُ است — اصلِ ایں حکمت ز حکمِ اُنظر است

o رسمِ لادینی: یعنی نظامِ امورِ سیاست میں دین سے بے تعلق ہوجانا۔

o حکمت انظر: تلمیح ہے آیۂ قرآنی کی طرف اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (غاشیہ) یعنی نظامِ فطرت کا بغور مطالعہ کرو۔(۴۳)

ترجمہ از میاں عبدالرشید

☆ نوعِ انسان فرنگیوں کے ہاتھوں سخت فریاد کررہی ہے۔زندگی نے اہلِ فرنگ سے کئی ہنگامے پائے ہیں۔

☆ تواے اقوامِ شرق اب کیا ہونا چاہیے؟ تاکہ مشرق کے ایّام پھر سے روشن ہوجائیں۔

☆ مشرق کے ضمیر میں انقلاب ظاہر ہورہا ہے۔رات گزرگئی اور آفتاب طلوع ہوا۔

☆ یورپ اپنی تلوار سے خود ہی گھائل ہوچکا ہے۔اس نے دنیا میں رسمِ لادینی کی بنیاد رکھدی ہے۔

☆ اس کی حالت اس بھیڑیئے کی سی ہے جس نے بکری کے بچے کی کھال اوڑھ رکھی ہے۔ وہ ہر لحہ ایک نئے برہ کی گھات میں ہے۔

☆ نوعِ انساں کی ساری مشکلات اس کی وجہ سے ہیں۔ اسی کی وجہ سے انسانیت غمِ پنہاں میں مبتلا ہے۔

☆ اس کی نگاہ میں آدمی محض پانی و مٹی کا مجموعہ ہے اور زندگی بے مقصد ہے۔

☆ جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ حق تعالیٰ کے انوار سے ہے (اس کی صفات کا مظہر ہے) اشیائے کائنات کی ماہیت جاننا گویا اسرارِ حق سے آگاہی حاصل کرنا ہے۔

☆ جو بھی حق تعالیٰ کی آیات دیکھتا ہے وہ مرد حر ہے۔ حکمتِ اشیاء کائنات ''اُنظر'' کے حکم پر مبنی ہے۔ (۴۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض و ڈاکٹر سعادت سعید

۱۔ انسانیت فرنگ (مغرب) کے ہاتھوں زار و قطار رو پڑی۔ زندگی فرنگیوں کے کرتوتوں سے ہنگامے اور رونق کھو بیٹھی۔

۲۔ اے مشرقی قومو! پھر کیا کرنا چاہیے کہ مشرق کے دن پھر سے تابناک بنیں؟

۳۔ (انسانیت کے) ضمیر سے انقلاب ظاہر ہوا۔ رات گزر گئی اور سورج طلوع ہوا۔

۴۔ یورپ اپنی تلوار سے خود گھائل ہو گیا۔ اس نے آسمان کے نیچے لادینی (دین و سیاست کی جدائی کے) نظام کی بنیاد رکھی۔

۵۔ وہ لیلے کی کھال میں ایک بھیڑیا ہے۔ وہ ہر وقت بھیڑ کے بچے کی تاک میں رہتا ہے۔

۶۔ انسانیت کی مشکلیں (اور) اس کا چھپا ہوا دکھ درد اس (یورپ) کی وجہ سے ہے۔

۷۔ اس کی نظر میں انسان، پانی اور مٹی (مادی وجود) ہے (اور) زندگی کے قافلے کی کوئی منزل نہیں۔

۸۔ تو جو کچھ دیکھتا ہے، وہ خدا کے جلوؤں میں سے ہے۔ اشیاء کی حکمت (سائنس) خدا کے رازوں میں سے ہے۔

۹۔ جو خدا کی نشانیاں دیکھے، وہ آزاد انسان ہے۔ اس حکمت کی بنیاد خدا کا حکم ''مشاہدہ'' ہے۔ (۴۵)

دونوں تراجم متن کے مطابق اور درست ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر سعادت سعید کا ترجمہ قدرے زیادہ آسان اور عام فہم ہے۔ میاں عبدالرشید نے کلیاتِ اقبال فارسی کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔ ان کے زیادہ تر ترجمے میں توضیحات یا اشارات شامل نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر سعادت سعید کے ترجمے میں ''اشارات'' کے ذریعے تفہیمِ متن میں آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی کے ترجمے میں فارسی متن بھی ساتھ دیا گیا ہے اور ہر ایک شعر کے ترجمے کے ساتھ اس کا مفہوم بھی دیا گیا ہے۔ انھوں نے ''فرہنگ'' متن کے ساتھ نہیں بلکہ کتاب کے آخر پر دیا ہے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے شرح کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کی شرح سے ہر درجہ کا قاری استفادہ کر سکتا ہے۔ اس میں عام قاری کے لیے بھی بہت کچھ ہے اور اعلیٰ درجے کے طلبہ و محققین کے لیے بھی کافی زیادہ وضاحت موجود ہے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی شروح کے نئے ایڈیشنز میں فارسی متن بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ان کی شروح میں فارسی متن کا اضافہ راست قدم ہے۔ تاہم، اگر اس میں ہر شعر کے ساتھ ترجمہ اور حل لغت نمایاں طور پر، الگ سے دے دیا جاتا تو اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلامِ اقبال کے تمام تراجم اور شروح کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لے کر جملہ خوبیوں سے آراستہ تراجم اور شروح تخلیق کی جائیں۔

03۔علامہ اقبال اسلامی فکر کے عظیم معمار

تصنیف : ڈاکٹر علی شریعتی کی ایک تقریر
مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : رایزانی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، راولپنڈی
اشاعت : اپریل ۱۹۸۲ء
صفحات : ۶۴
قیمت : دس روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	پیش گفتار از قاسم صافی	۳
	تعارف از ڈاکٹر محمد ریاض	۸
	ابتدائیہ	۱۱
	عصرِ حاضر کے مسائل	۱۲
	جمال و اقبال (رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِم)	۱۴
	پیروِ حضرت علی (رضی اللہ عنہ)	۱۴
	اسلام دینِ توحید	۱۵
	تعمیرِ نو	۱۶
	مقامِ اقبال	۱۷
	شخصیتِ اقبال	۲۱
	عورتوں کی اخلاقی پستی	۳۱
	افرنگیوں کی عیاری	۳۴
	بیداری	۳۷
	اقبال کا کارنامہ	۵۵
	اقبال کی شاعری	۶۰

ڈاکٹر علی شریعتی ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء (۱۲ آذر ۱۳۱۲ھ ش) کو خراسان کے ایک دور افتادہ مقام مازینان کے ایک متقی، پرہیزگار اور فقہ جعفری کے حامی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے دادا آخوند حکیم اور والد محمد تقی شریعتی کی طرح

مذہبی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے روایتی دینوی تعلیم بھی حاصل کی اور ۱۳۳۱ھ ش میں احمد آباد کے گاؤں میں جو مشہد کے اطراف میں واقع ہے، مسلم معلم مقرر ہو گئے۔ معلّمی کا پیشہ اختیار کرنے کے بعد انھوں نے اپنی پہلی کتاب لکھی جو حضرت ابوذر غفاریؓ کے سوانح وکوائفِ زندگانی سے بحث کرتی ہے۔ انھوں نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۳۳۴ھ میں مشہد یونیورسٹی کی آرٹس فیکلٹی میں داخلہ لیا۔ مشہد یونیورسٹی میں داخلے کے قریباً ایک برس بعد انھوں نے اپنی ایک ہم درس خاتون ڈاکٹر پوران شریعت رضوی سے شادی کر لی۔ ۱۳۳۸ھ ش میں انھوں نے مشہد یونیورسٹی سے فرسٹ ڈویژن میں تعلیم مکمل کر لی۔ یونیورسٹی سے سکالرشپ ملنے پر وہ ۱۳۳۹ھ ش کو فرانس چلے گئے۔ وہاں وہ پانچ سال قیام پذیر رہے اور ساربون یونیورسٹی سے جامعہ شناسی (سوشیالوجی) میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے ۱۹۶۴ء (۱۳۴۳ھ ش) میں وطن واپس آ گئے۔ ایران آتے ہی پہلوی حکومت نے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ فرانس اور ایران کے دانش وروں، ادیبوں اور علماء کے دباؤ پر پہلوی حکومت نے مجبور ہو کر چھ ماہ بعد انھیں رہا کر دیا۔ ۱۳۴۴ھ کو وہ مشہد یونیورسٹی میں تعینات ہوئے۔ انھوں نے وہاں اسلامی نقطہ نظر کے مطابق مختلف علوم کی تعلیم دینا شروع کی۔ ۱۳۴۹ھ کو ان کا تہران کے مشہور دینی مدرسے حسینیہ ارشاد میں جانا آنا شروع ہوا۔ یہاں پر انھوں نے مختلف اوقات میں تاریخِ اسلام، تاریخِ عالم، فلسفہ، عمرانیات، مذہب کا صحیح تصور اور غرب زدگی کے موضوعات پر مشہور زمانہ لیکچرز دیے۔ ان کی حکومت مخالف اصلاحی سرگرمیوں کی وجہ سے ۱۳۵۲ھ ش کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ ایرانی وغیر ایرانی ادبا، حکما اور علما کے احتجاج پر انھیں ڈیڑھ سال بعد رہا کر دیا گیا۔ وہ ۲۶ اردی بہشت ۱۳۵۶ھ ش کو لندن روانہ ہو گئے۔ ۲۹ خرد ۱۳۵۶ھ ش کو حکومتِ وقت نے ان کی دو بچیوں کو ہوائی جہاز سے لندن بھیج دیا مگر ان کی اہلیہ کو نہ جانے دیا۔ اگلے دن صبح (۱۹ جون ۱۹۷۷ء) کو علی شریعتی اپنے بستر پر مردہ پائے گئے۔ ان کے پرستاروں کا خیال ہے کہ انھیں شہید کر دیا گیا تھا۔ ۷ تیر ماہ ۱۳۵۶ھ ش کو ان کا جسدِ خاکی دمشق لے جایا گیا اور انھیں زینبیہ نام کے قبرستان میں بطورِ امانت سپردِ خاک کیا گیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کو زندگی بھر کہیں جم کر رہنے کا موقع نہ ملا۔ اس لیے وہ تصنیف و تالیف کے کاموں میں یکسوئی سے مشغول نہ رہ سکے۔ ان کے نام سے چھپی ہوئی جو کتابیں ملتی ہیں وہ بیشتر وہ تقریریں ہیں جو وہ طلبہ کی انجمنوں، مختلف یونیورسٹیوں اور حسینیہ ارشاد تہران کے جلسوں میں کرتے رہے۔ ان تقریروں کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ڈاکٹر علی شریعتی نے سوشلزم، کمیونزم اور وجودیت، تینوں فلسفوں کا عمیق مطالعہ کیا اور ان کے جو اجزاء اسلام کے بنیادی افکار و نظریات سے متصادم و مزاحم نہ تھے، ان کو بلا تکلف قبول کر لیا اور جا بجا اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کے حوالے دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ انھوں نے مغربی تمدن کے سحر کو توڑا اور اس کی اصلی و حقیقی تصویر پیش کی۔ وہ جدید مغربی علوم اور اسلامی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ اندھی تقلید کے قائل نہ تھے۔

ڈاکٹر علی شریعتی اپنے زمانے کے جن لوگوں کی شخصیات اور تحریروں سے متاثر تھے اور جن کے افکار و خیالات کا مطالعہ کیا کرتے تھے، ان میں سید قطب، علامہ اقبال اور آل احمد کے نام سر فہرست قرار دیے جا سکتے ہیں۔

پروفیسر آل احمد سرور اور کبیر احمد جائسی کے مطابق، ڈاکٹر علی شریعتی قرآن و حدیث کے بعد اگر کسی چیز سے متاثر ہوئے تو وہ کلامِ اقبال اور صرف کلامِ اقبال ہے۔ (۴۶)

ڈاکٹر علی شریعتی نے مدرسہ حسینیہ ارشاد، تہران میں اقبال کے بارے میں دو تقریریں کی تھیں۔ ان میں سے ایک

تقریر کا عنوان ''اقبال وما'' اور دوسری کا عنوان ''اقبال مصلح قرن آخر'' تھا۔ زیر تبصرہ کتاب ڈاکٹر علی شریعتی کی اسی دوسری تقریر کا اردو ترجمہ ہے۔ اس تقریر میں ڈاکٹر علی شریعتی نے فکرِ اقبال کے مصالحانہ پہلو پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ یہ تقریر ۲۴ اپریل ۱۹۷۰ء کو کی گئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اس تقریر کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''.....اس میں اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کے ماضی، حال نیز مستقبل کا ذکر زیادہ ہے اور اقبال کا ذکر کم تر مگر مقرر نے جو کچھ کہا ہے، وہ اقبال فہمی کی خاطر تھا۔ یہ کتاب جہاں ڈاکٹر علی شریعتی (رحمۃ اللہ علیہ) کی بلند فکری کی غماز ہے، وہاں ان کے اس مجموعی تاثر کی بھی آئینہ دار ہے جو انھوں نے علامہ اقبال سے لیا تھا......'' (۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کرتے وقت اس تقریر کے تمام دستیاب متون کو مدنظر رکھا ہے۔ انھوں نے تحت اللفظی کے بجائے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور سلیس اردو میں تقریر کا مفہوم بیان کیا ہے۔ قارئین کی سہولت اور تفہیم میں آسانی کے لیے فارسی متن میں ذیلی عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں۔

اس تقریر کا ایک اور ترجمہ ۱۹۹۴ء میں فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس کے مترجم کبیر احمد جائسی ہیں۔ انھوں نے اس تقریر کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔ اصل فارسی متن کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض اور کبیر احمد جائسی کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

فارسی متن از ''اقبال مصلح قرنِ اخیر''

''ہنگامی کہ یک انسان بزرگ رامی شناسیم کہ در زندگی موفق زیست است، روح او را در کالبد خویش می دمیم و با او زندگی می کنیم، و این ما را حیاتی دوبارہ می بخشد۔''

شاندل (دفتر ھائی سبز)

با این برنامہ بسیار پرارزش و سودمندی کہ، بہ ابتکار مؤسسہ تحقیقی و تبلیغی حسینیہ ارشاد، در این جا برگزار می شود، شاید برای اولین بار باشد کہ ما در دورۂ جدید، در سطح جھانی فکر اسلامی و بینش انسانی و بین المللی اسلامی یک کار علمی و تحقیقی و منطقی می کنیم و این خود نشانہ احساسی است کہ محمد اقبال، مظہر این احساس در عصر ماست۔ (۴۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''فرانسیسی مصنف شاندل نے اپنی گرین نوٹ بکس میں لکھا ہے ''ہم جب کسی ایسے شخص سے متعارف ہوں جس نے کامیاب زندگی گزاری ہو، تو ہم اس کی روح کو اپنے قالب میں بساتے ہیں اور اس کے ساتھ جیتے ہیں۔ وہ ہمیں نئی زندگی دیتا ہے۔''

ابتدائیہ

مرکز حسینیہ ارشاد کے تحقیقی و تبلیغی ادارے کے ذریعے یہ ایک مفید اور مؤثر پروگرام پیش کیا جا رہا ہے۔ موجودہ دور میں یہاں شاید پہلی بار اسلامی فکر کی عالمی بصیرت پر ایک علمی، تحقیقی اور منطقی مجلس برپا ہو رہی ہے جس کی ضرورت کے احساس کا مظہر علامہ محمد اقبال رہے ہیں۔ (۴۹)

ترجمہ از کبیر احمد جائسی

''جب ہم کسی ایسے عظیم انسان کی معرفت حاصل کرتے ہیں جس نے کامیاب و کامران زندگی گزاری ہے تو ہم اس کی روح کو نہ صرف اپنے جسم میں جلوہ گر کرتے ہیں بلکہ زندگی کے سفر میں بھی اس کے شریک ہو جاتے ہیں اور یہی چیز ہم کو

ایک نئی زندگی عطا کرتی ہے۔'' (شاندل' دفتر ھای سبز)

یہ اہم اور مفید جلسہ جو حسینہ ارشاد جیسے تحقیقی اور تبلیغی ادارے کی طرف سے منعقد کیا جا رہا ہے غالباً پہلا جلسہ ہے جس میں ہم اس جدید دور میں اسلامی فکر' انسانی بصیرت اور اسلامی بین الملیت کی عالمگیر سطح پر کوئی علمی تحقیقی اور منطقی کام کر رہے ہیں۔

یہ جلسہ خود اس احساس کی نشاندہی کرتا ہے کہ محمد اقبال ہمارے عہد میں اسی اسلامی فکر اور انسانی و بین الملکی اسلامی بصیرت کے مظہر ہیں۔(۵۰)

دونوں تراجم (خصوصاً فارسی متن کے آخری جملے کے تراجم) کا موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ تحت اللفظی نہیں ہے۔ یہ ترجمہ متن کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔ کبیر احمد جائسی کا ترجمہ تحت اللفظی ہے۔ ترجمہ متن کے مطابق اور درست ہے۔ انھوں نے ترجمہ کرتے وقت زیادہ احتیاط برتی ہے اور ترجمے میں فارسی جملوں کی بناوٹ اور الفاظ کو بھی مدنظر رکھا ہے۔

فارسی متن از ''اقبال مصلح قرنِ اخیر''

''آن وقت ہم کہ مردم ما ''روشنفکر'' نبودند۔ فقط یک میرزا ''ملکم خان'' بود کہ کسی ہم بہ او گوش نمی کرد، فتنہ باز و بدنام و دستش رو۔ دزد لاتاری! بعد از این نھضت تحریم تنبا کو و مقاومت منفی علیہ کمپانی رژی بود کہ گاندی نھضت منفی علیہ انگلیس و تحریم استعمال منسوجات و کالا ھای انگلیسی را در سراسر ھند اعلام می کند و می بینیم کہ با دست خالی، امپراطوری کبیر را خلع ید می کند و دستش را قطع می سازد۔ و انگلستان در اوج قدرتش آن قارہ زرخیز را از دست می دہد۔''(۵۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''مگر اس وقت ایرانی نام نہاد روشن خیال نہ تھے البتہ اس وقت مرزا ملکم خان ایسے لوگ خال خال موجود تھے، ملکم خان کو دھوکا باز، عیار، فتنہ پرداز اور قاتل وغیرہ کہہ کر بدنام کیا گیا ہے اور اس کے افکار پر کسی نے دھیان نہیں دیا۔ بہر حال مرزا حسن شیرازی کے فتویٰ نے ایران میں تمبا کو کی کمپنی کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں اور اس طرح برصغیر میں گاندھی جی کی منفی تحریک عدم تعاون نے انگریزی استعمار کے کاخ کی بنیادیں ہلا دی تھیں۔ اس طرح اسلحہ اور حرب و ضرب کے بغیر انگریزی مال کے بائیکاٹ کرنے سے برصغیر کے لوگوں نے برطانوی وقت کو اس شد و مد سے چیلنج کیا کہ آخر انگریزوں کو برصغیر سے رختِ سفر باندھنا پڑا۔''(۵۲)

ترجمہ از کبیر احمد جائسی

''اس وقت بھی جب کہ ہمارے عقام ''روشن فکر'' نہیں تھے صرف ایک مرزا ملکم خاں (ہی روشن فکر'' تھا) جس کی باتوں پر کوئی شخص کان نہ دھرتا تھا (کیونکہ وہ ایک) شعبدہ گر' بدنام' اور لاٹری باز چور تھا' رژی کمپنی کے خلاف' منفی مزاحمت اور تحریک تنبا کو کی کامیابی کے بعد ہی گاندھی پورے ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف منفی مزاحمت اور بدیشی اشیا کے مقاطعے کا اعلان کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود وہ ایک بڑی اور مضبوط حکومت کے تسلط کا خاتمہ کر دیتے ہیں اور اس کے ہاتھوں کو قلم کر کے رکھ دیتے ہیں اور انگلستان اپنے زور و طاقت کے عروج کے زمانے میں اس زرخیز سرزمین سے دست بردار ہو جاتا ہے۔''(۵۳)

کبیر احمد جائسی کا ترجمہ تحت اللفظی ہے اور انھوں نے نہایت احتیاط سے فارسی عبارت کا مفہوم اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ فی البدیہہ، طبع زاد تحریر محسوس ہوتا ہے۔ موزوں الفاظ اور جملوں کی وجہ سے ترجمہ سلیس،

رواں اور عام فہم ہے۔ ترجمہ پڑھتے وقت بوریت اور اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ تاہم، ترجمے میں اصل متن کے لحاظ سے کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ ترجمے میں مرزا حسن شیرازی کے فتویٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے جبکہ اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

فارسی متن از ''اقبال مصلح قرنِ اخیر''

''من بیماری قومیت پرستی ندارم اما واقعیت این است کہ اندیشہ ایرانی در سخت ترین شرایط سیاسی در تاریخ اسلام نشان داد کہ حقیقت اسلام رانہ آن چنان کہ براو عرضہ کردند بلکہ آن چنان کہ آن را پنھان کردند تا تاریخ از یاد ببرد، دریافت و ایرانیان در آغاز اسلام، علی رغم ھمہ تبلیغات عالمگیر بنی امیہ و بنی عباس، حق پایمال شدہ و راہ نخستین را در اسلام تشخیص دادند و نبوغ ایرانی در قرن دوم و سوم و چھارم کہ عصر طلایی تمدن و فرھنگ اسلام بود بزرگ ترین و شاید بہ گفتہ عبدالرحمٰن بدوی مصری تنھا عامل گسترش فرھنگ و روح و معنویت تمدن اسلامی بود و شگفت این کہ امروز نیز در نھضت رنسانس اسلامی و احیای روح و حرکت و بیداری فکر اسلامی و جامعہ ھای خواب آلودہ مسلمان، نخستین بنیان گذار و پیشگام آن سید جمال اسد آبادی از میان ماست و بالاخرہ ادامہ دھندہ نھضت او علامہ اقبال بزرگ ھم، خطابش بہ ما ایرانی ھا کہ می گوید:

چون چراغِ لالہ سوزم در خیابان شما ای جوانان عجم، جان من و جان شما
حلقہ گرد من زنید ای پیکرانِ آب و گل آتشی در سینہ دارم از نیا گان شما!

این سخن را برای تفاخر ملی و رجز خوانی قومی نگفتم، تا روشنفکران آگاہ و دردمند جامعہ ما مسؤلیت خویش را در این کار احساس کنند۔ والسلام''

حواشی

''این علما و محققان ملی اخیر کہ برای تضعیف اسلام می گویند ایرانیان برای فرار از مالیات (جزیہ) ظاہراً بہ اسلام گرویدند، نہ تنھا از تاریخ چیزی نمی دانند و حتیٰ شعور این راندارند کہ بدانند با مالیات، مذھبی گسترش نمییابد، بلکہ بزرگترین اھانت را بہ یک ملت روامی دارند، ملتی کہ در راہ عقیدہ خویش خونھا دادہ است۔ وحتیٰ پیش از اسلام در نھضت مزدک۔ متھم می کنند کہ بہ خاطر فرار از پرداخت مالیات، دین وملت خود را رھا کردہ است۔ این اجداد شما محققان، چنین آدمھای مالیاتی بودہ اند، نہ ملت ایران۔ ملتی کہ باغ خونین نوشیروان را درو با بیست ھزار شھیدی کہ برای عدالت، از سر در خاک غرس شدند۔ این باغ نیم قرن بعد بہ برگ و بار نشست و اسلام در ایران یعنی این! و این وارثان آن دبیران، کہ ھنوز کہ لب از مدیحہ سرایی جباران نبستہ اند و ھمچون سحرہ فرعون، قلم بہ سیماب فریب، می آلایند و دست در کار جعل تاریخ و وضع لقب اند و باغ شداورا بھشت عدن می خوانند وجلاد بیست ھزار عدالتخواہ را نوشہ۔ روان عادل! اینھا را چہ می فھمند؟ در قاموس اینھا ملیت چیزی است جدا از ملت۔ ھر کہ بر گردہ ملت سوار شود و مویدان و مستوفیان و مطربان و دلقکان و مغنیان و منجمان و قال بینان و کنیزان و خواجہ سرایان و دبیران و مورخان درگاہ را نوالہ بخشد، ملیت و میھن و مذھب وغیرہ ھم اوست! (ر۔ک۔ قصیدہ فرخی در مدح سلطان محمود ترک)'' (۵۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''میں وطن پرستی کے مرض سے مبرا اور سالم ہوں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایران نے وقت کے سخت ترین حالات میں بھی دین کی وہ ترجمانی کی جو اس کے نزدیک درست تھی۔ اور اپنے اوپر مسلط کیے ہوئے افکار و عقائد کو اس نے کبھی قبول نہیں کیا۔ ایرانیوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کی خلافتوں کے دوران سرکاری پراپیگنڈے کی پرواہ نہ کی اور اسلام کی خدمت جاری رکھی۔ دوسری سے چوتھی صدی ہجری تک (آٹھویں تا دسویں صدی عیسوی) کا زمانہ مسلم ثقافت اور تمدن

کی ترقی کا زریں عہد ہے۔ اس ترقی میں زیادہ حصہ ایرانیوں کا تھا۔ عبدالرحمٰن بدوی مصری نے لکھا ہے کہ ان قرون میں ایرانیوں نے ہی تہذیب اسلامی کو پیشرفت سے بہرہ ور کیا ہے۔ گذشتہ صدی سے عالمِ اسلام میں بیداری، ترقی اور اتحاد کی صدا بھی ایک ایرانی نے بلند کی۔ اقبال، اسی شخصیت، سید جمال الدین اسد آبادی کے کام کو آگے بڑھاتے رہے ہیں' اس لیے وہ ایرانیوں کے ساتھ بڑی دل سوزی کے ساتھ خطاب کرتے ہیں کہ:

ای جوانان عجم ، جان من و جان شما　　چون چراغِ لالہ سوزم در خیابان شما
آتشی در سینہ دارم از نیا گان شما!　　حلقہ گرد من زنید ای پیکران آب و گل

میں نے یہ آخری چند جملے قومی فخر اور رجز خوانی کے طور پر نہیں کہے۔ مقصد یہ ہے کہ موجودہ ایرانی معاشرے کے دردمند اور صاحب دل افراد اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس کریں جو انھیں عالمِ اسلام کے سلسلے میں درپیش ہیں اور جن کا احساس علامہ اقبال نے دلایا ہے۔'' (۵۵)

ترجمہ حواشی از ڈاکٹر محمد ریاض

☆ لیکن کچھ عرصے سے ہمارے ہاں ایسے علماء اور محققین پیدا ہوئے ہیں جو ایرانیوں کی اسلام کے ساتھ وابستگی کی نفی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے ٹیکس اور جزیے سے بچنے کے لیے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ اپنے عقیدہ وایمان کی خاطر جان کی بازی لگا دینے والی قوم کی توہین کر رہے ہیں۔ یہ لوگ لکھتے ہیں کہ مالیات سے بچنے کے لیے ہی ایرانیوں نے قبل از اسلام مزدک کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا۔ ان محققین کے باپ دادا نے شاید جزیہ اور مالیات سے بچنے کے لیے ایسا کیا ہو، مگر ایرانی قوم نے ایسا طرزِ عمل ہرگز ادا نہیں کیا ہے۔

☆ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا، ایرانی بالعموم سید جمال الدین کو اسد آباد، ہمدان کا باشندہ بتاتے ہیں۔ افغانی انھیں نواحِ کابل کے مقام اسد آباد سے منسوب کرتے ہیں۔ سید جمال الدین ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں انھوں نے استنبول میں انتقال فرمایا۔ بعد میں ان کے تابوت کو افغانستان میں لاکر کابل یونیورسٹی کے احاطے میں دفن کیا گیا (۱۹۴۴ء) جہاں ایک مقبرہ بنایا گیا ہے (مترجم)

☆ زبورِ عجم

☆ ۱۹۷۹ء سے ایران میں عظیم اسلامی انقلاب برپا ہے، اس سے ایرانیوں کا فکرِ اقبال سے مزید اسلاف و اتفاق ایک بدیہی امر ہے (مترجم)۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی متن کے حواشی کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ متن کی تفہیم کو سہل بنانے کے لیے انھوں نے خود سے بھی حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ (مترجم) کے اضافے سے واضح کر دیا ہے کہ یہ حواشی اصل متن کے نہیں بلکہ مترجم کے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی اشعار کا حوالہ بغیر صفحہ نمبر کے دیا ہے اور ان کا ترجمہ بھی نہیں دیا۔ اردو دان طبقے کی آسانی کے لیے فارسی اشعار کا ترجمہ دینا چاہیے تھا۔ بحیثیتِ مجموعی ان کا ترجمہ عام فہم، سلیس، رواں اور متن کی درست ترجمانی پر مشتمل ہے۔

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

04- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی

تصنیف و ترجمہ: ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : انتشارات، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

اشاعت : باراول، آذر ماہ ۲۵۳۶ شاہنشاہی، ۱۳۹۷ ہجری قمری، دسمبر ۱۹۷۷ء، شمارہ ۳۵، گنجینۂ ادب، شمارہ ۱۲؛
بہ مناسبت جشن صدمین سال ولادت علامہ دکتر محمد اقبال

صفحات : ا تا و+ ۱ تا ۱۶۰+i تا ix

قیمت : چالیس روپے

Name	**:**	Iqbal Lahori and Other Persian Poets
Author	:	Dr. Muhammad Riaz
Publishers	**:**	Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad.
Printer	:	Mirza Naseer Baig, Jadeed Urdu Type Press, Lahore.
Copies	:	1000
Size	:	24 x 17 cms.
Paper	:	70 grams
Date	:	2536 Shahanshahi: 1977 A.D.
Price	:	Rupees Forty(۵٦)

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	پیش گفتار	۱
۲۔	مختصری دربارۂ اقبال و اصناف شعر فارسی وی	۷
	زندگانی اقبال	۷
	آثارِ اقبال	۸
	توصیفی از 'خودی' بعنوان فلسفۂ ویژہ اقبال	۱۰
	اصنافِ شعر فارسی اقبال	۱۱
	مثنویھا	۱۲
	دوبیتی ھا	۱۳
	مستزادات	۱۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	غزل سرائی اقبال	۱۶
	قطعات	۱۹
۳۔	تاثیر شعرای سبک خراسانی در آثار اقبال	۲۰
	سبک	۲۰
	سبک خراسانی	۲۰
	اقبال وسبکِ خراسانی	۲۱
	۱۔استاد ابوالقاسم فردوسی طوسی (۴۱۱ھ)	۲۳
	۲۔فرخی سیستانی، ابوالحسن علی (م ۴۲۹ھ)	۲۴
	۳۔منوچہری دامغانی ابوالنجم احمد (م ۴۳۲ھ)	۲۴
	۴۔خواجہ محمد عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ)	۲۵
	۵۔ناصر خسرو وجحت، ابومعین علوی قبادیانی (م ۴۸۱ھ)	۲۵
	۶۔مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ھ)	۲۷
	۷۔سنائی غزنوی، حکیم ابوالمجد حسن مجدود (۵۳۵ھ)	۲۷
	۸۔انوری ابیوردی، حکیم اوحدالدین محمد (م در حدود ۵۸۷ھ)	۳۰
	۹۔خاقانی شروانی، حکیم افضل الدین بدیل (م ۵۹۰ھ)	۳۰
	۱۰۔نظامی گنجوی، حکیم جمال الدین ابومحمد الیاس (م در حدود ۶۱۰ھ)	۳۲
	۱۱۔عطار نیشابوری، شیخ ابوحامد محمد فریدالدین (م ۶۱۸ھ)	۳۳
	۱۲۔شیخ معین الدین چشتی اجمیری (م ۶۳۳ھ)	۳۵
	۱۳۔شیخ اوحدالدین کرمانی (م ۶۳۵ھ)	۳۶
	۱۴۔قطران تبریزی، ابومنصور عضدی (م در حدود ۴۶۵ھ)	۳۶
۴۔	سبکِ عراقی واقبال	۳۷
	سبکِ عراقی	۳۷
	اشارہ بہ سبکِ اقبال	۳۸
	۱۔رومی، مولانا جلال الدین محمد مولوی (م ۶۷۲ھ)	۳۸
	ارتقا واحترامِ انسانی	۴۱
	توصیفاتِ رومی	۴۳
	تتبعات واستقبالاتِ رومی	۵۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تضمینات ومنقولات گونا گون	۵۴
	۲۔عراقی ہمدانی، شیخ فخر الدین (م ۶۸۸ھ)	۶۱
	۳۔سعدی شیرازی، شیخ مصلح الدین (م درحدود ۶۹۱ھ)	۶۲
	محولات وماخوذاتِ سعدی	۶۴
	استقبال درغزل سرائی	۶۶
	۴۔محمود شبستری تبریزی، شیخ سعدالدین (م ۷۲۰ھ)	۶۶
	غزل	۶۹
	پایان مثنوی	۶۹
	۵۔قلندر پانی پتی، شیخ بوعلی شرف الدین (م ۷۲۴ھ)	۷۰
	۶۔خسرو دھلوی، امیر ابوالحسن، طوطی ھند، (م ۷۲۵ھ)	۷۱
	۷۔اوحدی مراغہ ای، شیخ رکن الدین (م ۷۳۸ھ)	۷۳
	۸۔چراغ دھلوی: شیخ نصیرالدین محمود (م ۷۵۷ھ)	۷۴
	۹۔یحییٰ شیرازی، فخر الدین، ابن معین (م ۷۸۲ھ)	۷۵
	۱۰۔حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین ''لسان الغیب'' (م ۷۹۱ھ)	۷۵
	تضمینات واستقبال از تراکیب	۷۶
	استقبال درغزلیات	۸۰
	۱۱۔کمال خجندی، شیخ کمال الدین مسعود (۸۰۳ھ)	۸۵
	۱۲۔جامی، نورالدین عبدالرحمٰن (م ۸۹۸ھ)	۸۶
	۱۳۔بابا افغانی شیرازی (م ۹۲۵ھ)	۹۱
	نزدیکی معانی واشتراک قوالب غزلھا	۹۲
	۱۴۔عرشی یزدی، ملا تھماسپ قلی بیگ (م ۹۸۹ھ)	۹۴
	۱۵۔وحشی بافقی، کمال الدین یزدی (م ۹۹۱ھ)	۹۴
	۱۶۔جمالی دھلوی، مولانا حامد کنبوھی (م ۹۴۲ھ)	۹۵
	۱۷۔سحابی استرآبادی، ابوسعید (م ۱۰۱۰ھ)	۹۶
	سبک ھندی چیست؟	۹۷
۴۔	اقبال وسبک ہندی	۱۰۱
	۱۔عرفی شیرازی، سید جمال الدین محمد (م ۹۹۹ھ)	۱۰۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	۲۔فیض اکبرآبادی، شیخ ابوالفیض فیاضی (م۱۰۰۴ھ)	۱۰۴
	۳۔انیسی شاملو، علی قلی بیگ (م درحدود۱۰۱۴ھ)	۱۰۴
	۴۔غزالی مشہدی (۹۸۰ھ)	۱۰۴
	۵۔میرزا جلال اسیر (م۱۰۴۰ھ)	۱۰۴
	۶۔ملک قمی (م۱۰۲۴ھ)	۱۰۵
	۷۔نظیری نیشابوری، حاج محمد حسین (م۱۰۲۱ھ)	۱۰۵
	۸۔زلالی خوانساری، مولانا حکیم (م۱۰۳۴ھ)	۱۰۹
	۹۔ظہوری ترشیزی، نورالدین محمد (م۱۰۲۵ھ)	۱۰۹
	۱۰۔مومن استرآبادی، میر محمد (م۱۰۳۴ھ)	۱۱۱
	۱۱۔طالب آملی، محمد (م۱۰۳۶ھ)	۱۱۲
	۱۲۔قدسی مشہدی، حاج جان محمد (م۱۰۵۶ھ)	۱۱۲
	۱۳۔کلیم ھمدانی کاشانی، ابوطالب (م۱۰۶۱ھ)	۱۱۳
	۱۴۔رضی دانش مشھدی، حاج میر سید رضوی (م درحدود۱۰۷۶ھ)	۱۱۴
	۱۵۔فرج ترشیزی، ملا فرج اللہ (م درحدود اواخر قرن یازدھم ھجری)	۱۱۴
	۱۶۔غنی کشمیری، ملا محمد طاہر (۱۰۷۹ھ)	۱۱۴
	۱۷۔عزت بخاری، شیخ عبدالعزیز (م۱۰۸۹ھ)	۱۱۴
	۱۸۔ملا طغرا مشھدی، علی ابراہیم	۱۱۶
	۱۹۔راقم مشھدی، میرزا محمد سعدالدین	۱۱۶
	۲۰۔مخلص کاشانی (شاعر قرن دوازدھم ھجری)	۱۱۷
	۲۱۔راسخ سرھندی، میر محمد زمان (م۱۱۰۷ھ)	۱۱۷
	۲۲۔ناصر علی سرھندی (م۱۱۰۸ھ)	۱۱۷
	۲۳۔جویا تبریزی کشمیری، میرزا داراب بیگ (م۱۱۱۸ھ)	۱۱۸
	۲۴۔محسن تاثیر تبریزی، مرزا اصفہانی (م۱۱۳۱ھ)	۱۱۸
	۲۵۔فوق یزدی، ملا احمد	۱۱۹
	۲۶۔حسین گیلانی، ملا معمائی	۱۱۹
	۲۷۔صائب تبریزی اصفھانی، میرزا محمد علی (م۱۰۸۶ھ)	۱۱۹
	۲۸۔بیدل عظیم آبادی دھلوی، میرزا عبدالقادر (م۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰میلادی)	۱۲۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	نظر اقبال در مورد تتبع از غالب بیدل	۱۲۴
	۲۹۔حزین لاھیجی اصفھانی، شیخ محمد علی (۱۱۸۱ھ)	۱۲۵
	۳۰۔مخلص سودھری سیالکوتی، انندرام (م ۱۱۶۴ھ)	۱۲۶
	۳۱۔آذر اصفھانی، میرزا لطف اللہ بیگ (م ۱۱۹۵ھ)	۱۲۶
	۳۲۔مظہر مالوی دھلوی، میرزا جانجانان (م ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۷۰ میلادی)	۱۲۷
	۳۳۔غالب دھلوی، میرزا اسد اللہ بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۹ میلادی)	۱۲۷
	۳۴۔عزیز کشمیری لکھنوی، خواجہ عزیز الدین (م ۱۹۱۵ء)	۱۳۲
	۳۵۔گرامی جالندھری، غلام قادری (م ۱۹۲۷ء)	۱۳۲
۵۔	دورۂ بازگشت سبک وسہ تن از شاعران	۱۳۴
	ا۔نشاط اصفھانی، میرزا سید عبدالوھاب (م ۱۲۴۴ ھجری)	۱۳۴
	۲۔طاہرہ بابیہ، قرن العین (مقتول م ۱۲۶۴ ھجری)	۱۳۵
	۳۔قاآنی شیرازی، میرزا حبیب (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ میلادی)	۱۳۶
۶۔	نگاہی بہ سبک اقبال	۱۳۷
	سبکِ اقبال	۱۳۸
۷۔	ضمیمہ	۱۴۴
	توضیح	۱۴۴
	مثنویھای مختصر	۱۴۴
	اشعار پراگندہ	۱۴۷
	برگزیدہ منابع ومصادر	۱۵۳
	ماخذ کلی	۱۵۹
	مجلّات منتخب	۱۶۰

No.	Title	Page#
	Foreword	v...vi
	Publications of the Iran-Pakistan Institue of Persian Studies(۱)	ix-x

زیر تبصرہ کتاب ''اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوی'' ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی ہی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' کا آزاد اردو ترجمہ ہے۔اس کتاب میں انھوں نے قریباً ستر کے قریب ان فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں دائیں طرف اردو میں ''انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان'' کی مطبوعہ چھبیس کتب کی

فہرست دی گئی ہے۔اس فہرست میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل دو کتب کے نام درج ذیل ترتیب سے دیے گئے ہیں۔

۲۴۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی گوی، تالیف دکتر محمد ریاض

۲۶۔ کشف الابیات اقبال، بہ کوشش دکتر محمد ریاض و دکتر محمد صدیق شبلی

کتاب کے اختتام پر (بائیں سے دائیں طرف) یہی فہرست کتب انگریزی میں دی گئی ہے۔انگریزی ''فہرست کتب''میں چھبیس کے بجائے ستائیس مطبوعہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام دیے گئے ہیں۔اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی مذکورہ بالا دو کتب ''اقبال و دیگر شعرای فارسی گوی'' اور ''کشف الابیات اقبال'' کے علاوہ ''فارسی کلیاتِ شبلی'' کا بھی درج ذیل صورت میں اندراج دیا گیا ہے:

Persian Poems of Shibli Nomani, edited and annotated by Dr. Mohammad Riaz.(۵۶)

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی فارسی گوئی کے بارے میں مختصر، ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ سر شیخ عبدالقادر نے ''بانگِ درا'' کے دیباچے میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۵ء میں لندن جانے سے قبل اقبال نے فارسی میں ایک آدھ شعر ہی کہا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک ان کے کہے ہوئے فارسی اشعار میں سے کم از کم ایک سو ہنوز محفوظ ہیں۔اپنے موقف کی حمایت میں انھوں نے ''باقیاتِ اقبال'' سے علامہ اقبال کے ۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۳ء کے عرصے میں کہے گئے چند فارسی اشعار بھی نقل کیے ہیں۔''فارسی کتاب'' کے ذیلی عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ان افراد کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ فارسی زبان کے سلسلے میں علامہ اقبال نے روابط رکھے تھے۔''واین کتاب'' کے ذیلی عنوان کے تحت کتاب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔پہلے باب ''مختصری دربارۂ اقبال و اصناف شعر فارسی وی'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال کی سوانح حیات، تصانیف، فلسفۂ خودی، اصنافِ شعر فارسی (مثنویات، دوبیتیوں، مستزادات، غزلیات اور قطعات) کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

دوسرے باب ''تاثیر شعرای سبک خراسانی در آثار اقبال'' کے عنوان کے تحت ''سبک'' کی تعریف، ''سبک خراسانی'' کی خصوصیات، کلام اقبال میں سبک خراسانی کے برائے نام اظہار اور سبک خراسانی سے تعلق رکھنے والے ان چودہ فارسی شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا تصانیفِ اقبال میں کسی نہ کسی صورت میں تذکرہ ملتا ہے۔

اس باب میں مذکور درج ذیل چار فارسی شعراء کا کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' (اردو) میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

۱۔ فرخی سیستانی ابوالحسن علی (م ۴۲۹ھ)

۲۔ خواجہ محمد عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ)

۳۔ شیخ اوحدالدین کرمانی (م ۶۳۵ھ)

۴۔ قطران تبریزی، ابومنصور عضدی (م در حدود ۴۶۵ھ)(۵۷)

فہرست میں مذکور دیگر دس فارسی شعراء کا ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ذکر کیا گیا ہے۔دونوں کتب ''اقبال اور فارسی شعراء'' اور اس کے فارسی ترجمے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای گوی'' کی فہرستوں اور متون کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ فارسی ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی شعراء کا ذکر ''ترتیب زمانی'' سے کیا ہے جبکہ اصل اردو کتاب میں نہ تو

ترتیب زمانی نظر آتی ہے اور نہ ہی الف بائی ترتیب رکھی گئی ہے۔ فارسی ترجمے میں اردو متن کو قدرے اختصار سے پیش کیا گیا ہے اور آزاد ترجمے کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ ان کے اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے لیے درج ذیل ایک مثال ہی کافی ہوگی۔

اقتباس از ''اقبال اور فارسی شعراء''

خواجہ معین چشتی سید سجز (م ۶۳۳ھ)

تصانیفِ اقبال میں حضرت خواجہ غریب نواز سجزی اجمیری کا ذکر دو بار ضمناً اور ارادۃً ملتا ہے، اور تیسری بار کے ذکر میں حضرت خواجہ سے منسوب ایک شعر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ تینوں موارد بانگِ درا (حصہ اول) اور اسرارِ خودی کے ہیں۔

ے چشتی نے جس زمین میں پیغامِ حق سنایا　　نانک نے جس زمین میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا　　جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ے سید ہجویر، مخدومِ امم　　مرقد او پیرِ سنجر را حرم
ے بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است　　'بس بنای لا الہ گردیدہ است

ہم بھی حضرت خواجہ کا ذکر تیمن وتبرک کے طور پر کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ اجمیری، بہت بڑے صوفی اور مبلغ اسلام تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی خدمات عام طور پر یاد ہیں۔ اس خطے میں غلغلہء اسلام ان ہی کی بابرکت مساعی کی بدولت بلند ہوا۔ آپ کے نام کے ساتھ چند رسائل اور ایک مختصر دیوانِ فارسی منسوب ہے۔ تقریباً گیارہ سو اشعار کا حامل یہ دیوان برصغیر میں چھپ چکا ہے مگر جیسا کہ پروفیسر محمود خاں شیرانی اور پروفیسر سعید نفیسی نے لکھا ہے، حضرت خواجہ سے اس دیوان کا انتساب اشتباہی ہے۔ اصل شاعر کا نام معین الدین محمد زمجی ہے اور معین الدین ہروی کے نام سے معروف ہے۔ اس کا انتقال ۹۰۳ھ میں ہوا ہے۔ وہ مولانا جامی کا معاصر تھا۔ بظاہر لقب 'معین الدین' کے اشتراک سے لوگوں نے دھوکا کھایا اور اس دیوان کو حضرت خواجہ غریب نواز کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ (۵۸)

اردو متن میں دیے گئے حواشی از ڈاکٹر محمد ریاض

۳۱۔ اصل میں سجز (س ج ز) ہے جو سگز کے مانند سیستان/سگزستان وغیرہ کا مخفف ہے۔

۳۲۔ سر داد و نداد دست در دستِ یزید　　حقا کہ بنای لا الہ ہست حسین

فارسی متن از ''اقبال و دیگر شعرا فارسی گوئی'' مترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

شیخ معین الدین چشتی اجمیری (م ۶۳۳ھ)

خواجہ معین الدین از صوفیان بزرگ ایرانی است کہ در شبہ قارہ پاکستان وھند بہ تبلیغ دین اسلام پرداختہ اند۔ او از سادات طباطبائی چشت سیستانی بود (متولد ۵۳۷ھ)۔ مدتی در سرزمین ممالک اسلامیہ گردش روحانی داشتہ و گویا در سال ۵۵۸ھ از راہ پیشاور و لاھور و دھلی بہ اجمیر آمدہ بساط ھدایت و ارشاد بہ مردم را در آنسامان گستراندہ است۔ او نویسندہ ہم بود چنانکہ چند رسالہ فارسی وی بدست ما رسیدہ است، و گویا احیاناً شعر ھم می گفت۔ بیت زیر را در منقبت سید علی ہجویری لاھوری معروف بہ گنج بخش (''داتا'' بہ اردو ھم در حدود ۴۸۰ھ) زبان زد مردم شبہ قارہ است:

گنج بخش ھر دو عالم، مظہر نور خدا　　ناقصان را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

وشعر ذیل هم درمنقبت حضرت امام حسین (ع) هم معروف است:

سرداد نداد دست در دستِ یزید ''حقا که بنای لا اله هست حسین''

اقبال در بعضی از منظومات اردوی خود بتوصیف مقام خواجه معین الدین رحمۃ اللہ پرداخته ودر مثنوی اسرارِ خودی مصرع ثانی بیت منقول منسوب به خواجه را هم اشاره نموده است:

بهر حق در خاک و خون غلطیده است پس بنای لا اله گردیده است

بیت فوق در ''دیوان خواجه معین الدین'' چاپ مطبع نولکشور لکھنو (سال ندارد) موجود است، ولی محققین مانند حافظ محمود شیرانی مرحوم واستاد سعید نفیسی فقید تصریح نموده اند که مقصود از معین الدین در این متن معین الدین هروی است (معین الدین محمد زمجی م ۹۰۳ھ) ولذا انتساب این دیوان به خواجه معین الدین چشتی اجمیری موسس سلسله چشتیه شبه قاره، اشتباه است۔ دیوان چاپ شده تقریباً ۱۰۰۱ بیت دارد۔ (۵۹)

مندرجہ بالا اردو عبارت اور اس کے ترجمہ سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ ترجمہ کرتے وقت اردو متن کی ترتیب کا خیال رکھنے کے بجائے اس کا مفہوم پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ ترجمے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا تعارف بھی دیا گیا ہے جبکہ اردو متن میں ان کا تعارف نہیں دیا گیا تھا۔

۳۔ ترجمے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب درج ذیل مشہور زمانہ شعر دیا گیا ہے۔

گنج بخش ہر دو عالم، مظہر نورِ خدا ناقصان را پیر کامل، کاملاں را رہنما

اردو متن میں مذکورہ بالا شعر نہیں دیا گیا ہے۔ اردو متن بانگ درا (حصہ اول) سے دو اشعار اور اسرارِ خودی سے ایک شعر دیا گیا ہے۔ ان اشعار میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ غریب النواز سجزی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ضمناً اور ارادتاً ذکر کیا ہے۔ فارسی ترجمے میں یہ اشعار نہیں دیے گئے۔

۴۔ فارسی ترجمے میں اردو متن کی ترتیب کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض زیادہ تر علمی و ادبی کاموں میں اپنے حافظے پر انحصار کرتے تھے۔ انھیں کلامِ اقبال کا بیشتر حصہ زبانی یاد تھا۔ وہ اردو و فارسی اشعار یادداشت کے سہارے بغیر حوالہ جات کے تحریر کر دیتے تھے اور کلیات سے صحتِ متن کی تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اپنے زیادہ تر تراجم میں انھوں نے اصل متن کا مفہوم بیان کیا ہے اور اصل متن کی ترتیب، جملوں کی بناوٹ اور عبارت سازی کے امور کو زیادہ سختی سے مدنظر نہیں رکھا۔ یہ سب امور مندرجہ بالا ترجمے سے بھی آشکار ہیں۔ اگر وہ اردو متن کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کرتے تو پھر بانگِ درا اور اسرارِ خودی کے اشعار ترجمے میں ضرور شامل ہو جاتے۔ موضوع زیر بحث کی اہمیت کے پیش نظر مذکورہ اشعار کا ترجمہ دیا جانا ضروری تھا۔

باب ''سبک عراقی و اقبال'' کے عنوان کے تحت ''سبک عراقی'' کا ذیلی عنوان قائم کر کے سبکِ عراقی کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ ''اشارہ بہ سبکِ اقبال'' کے عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ ''سبکِ عراقی' کے تمام فارسی شعراء (خصوصاً جلال الدین رومی اور خواجہ حافظ) نے اقبال کو متاثر کیا ہے۔ ''سبکِ اقبال''، ''سبکِ عراقی'' سے بہت نزدیک ہے۔ علامہ اقبال نے قدماء، متوسطین اور کسی قدر جدید شعراء کے اسالیب کو پیش نظر رکھا مگر جلد ہی انھوں نے اپنا خاص سبک یا اسلوب

اختیار کر لیا۔ اسے ''سبکِ اقبال'' کا نام دیا گیا۔ (۶۰)

''اقبال وسبک ہندی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ ھندی'' کی خصوصیات بیان کی ہیں اور پینتیس فارسی شعراء کا ترتیب زمانی کے لحاظ سے ذکر کیا ہے۔ شعراء کے ترتیب زمانی کے لحاظ سے تذکرے میں بھی کچھ بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ پہلے تین شعراء کا تذکرہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پانچ فارسی شعراء کے تذکرہ میں ترتیب زمانی نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد نمبر ۹ تا ۲۹ تک درست ترتیب زمانی سے فارسی شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک شاعر کا تذکرہ ترتیب سے ہٹ کر کیا گیا ہے۔ زیادہ تر فارسی شعراء کے ناموں کے ساتھ ان کا سنِ وفات ہجری تقویم میں دیا گیا ہے۔ تین شعراء کے ناموں کے سنِ وفات ہجری تقویم کے علاوہ میلادی تقویم میں بھی دیے گئے ہیں۔ دو فارسی شعراء کے ناموں کے ساتھ ان کے سنِ وفات عیسوی تقویم میں دیے گئے ہیں۔ چار فارسی شعراء کے سنینِ وفات نہیں دیے گئے۔ ان میں سے درج ذیل فارسی شعراء کے صرف نام دیے گئے ہیں اور ان کے تذکرے اور احوال میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا:

۱۔ غزالی مشہدی (م ۹۸۰ھ)

۲۔ ملا طغرا مشہدی، علی ابراہیم

۳۔ فوق یزدی، ملا احمد (۶۱)

''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''لطف اللہ بیگ آذر'' کا ''متفرقات'' میں ذکر کیا گیا ہے جبکہ فارسی ترجمے میں اس کا نام ''اقبال وسبکِ ھندی'' کے عنوان کے تحت دیا گیا ہے۔ اس طرح ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''برصغیر کے چند معاصر شعراء'' کے عنوان کے تحت تین فارسی شعراء مسعود علی محوی دکنی، خواجہ عزیز الدین عزیز کشمیری ثم لکھنوی (م ۱۹۱۵ء) اور غلام قادر گرامی جالندھری (م ۱۹۲۷ء) کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ فارسی ترجمے میں آخری دونوں کا ''اقبال وسبکِ ھندی'' کے عنوان کے تحت ہی ذکر کیا گیا ہے۔ مسعود علی محوی دکنی کا ذکر مفقود ہے۔

مندرجہ بالا امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی ترجمے میں متن کو ترتیبِ نو سے پیش کیا گیا ہے۔ متن کی طباعت سے قبل اس پر نظرِ ثانی نہیں کی گئی جس وجہ سے کچھ کمزوریاں رہ گئیں۔

''سبکِ ھندی چیست؟'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے سبک ہندی کی درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ سبکِ ہندی کے حامل شعراء کی معروف صفات پیچیدگی اور مشکل گوئی ہیں۔ زیادہ تر شعراء پیچیدہ سخن اور مشکل گو رہے ہیں۔

۲۔ سبک ہندی کی دوسری معروف صفت مضمون آفرینی ہے۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں مضمون آفرینی بکثرت نظر آتی ہیں۔

۳۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں ہر صنفِ شعر میں تمثیل نگاری نظر آتی ہے۔

اقبال کے ہاں پہلی دو خصوصیات تقریباً مفقود ہیں۔ اردو کلام کے مانند اقبال کے فارسی کلام میں بھی سادگی اور سلاست موجود ہے۔ اقبال کے ہاں تمثیل نگاری موجود ہے مگر وہ سبکِ ہندی کا اثر نہیں کہی جا سکتی۔ دیگر معروف عرفانی شعراء جیسے سنائی، عطار، عراقی، حافظ اور جامی وغیرہ ھم کے ہاں بھی یہ روش موجود رہی ہے۔ (۶۲)

''دورۂ بازگشت سبک وسہ تن از شاعران'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ

بارہویں صدی ہجری میں ایران میں فارسی ادب کے احیاء کی تحریک شروع ہوئی۔اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اصفہان یا ہندی سبک کے گورکھ دھندوں سے نجات حاصل کی جائے اور خراسانی وعراقی سبوک کی طرف رجوع کیا جائے۔اس تحریک کے نتیجہ میں قصائد سبکِ خراسانی میں کہے جانے لگے اور غزلیں وغیرہ سبکِ عراقی میں۔اقبال کے ہاں عصرِ اصلاح ادب کے چار ایرانی شعراء آذر، نشاط، طاہرہ اور قاآنی مذکور ہیں۔(۶۳)

''نگاہی بہ سبکِ اقبال'' کے عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ ناقدین نے کلام اقبال کی منفرد خصوصیات دیکھ کر اقبال کے شعری اسلوب کو ''سبکِ اقبال'' کا نام دیا ہے۔''سبکِ اقبال''، ''سبکِ عراقی'' سے کسی حد تک نزدیک ہے۔اس پر سبکِ خراسانی اور سبکِ ہندی کا اثر بہت کم ہے۔

''ضمیمہ'' میں علامہ اقبال کے وہ فارسی اشعار دیے گئے ہیں جو'' کلیاتِ اقبال فارسی'' میں شامل نہیں کیے گئے تھے۔ یہ اشعار ''باقیاتِ اقبال'' میں دیے گئے ہیں۔

''برگزیدہ منابع ومصادر'' اور ''ماخذ کلی'' کے عنوانات کے تحت منابع ومصادر کی فہرست دی گئی ہے۔''اسامی الشاعر مذکور کتاب بترتیب الف بائی'' کے عنوان کے تحت کتاب میں مذکور شعراء کی الف بائی ترتیب سے ناموں کی فہرست اور ''اعلام کتاب'' کے نام سے ''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر کتاب ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' بہت اہم ترجمہ ہے۔اس میں فارسی شاعری کے مختلف اسالیب کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ان اسالیب کا اقبال کی شاعری پر کس حد تک اثر ہوا۔مختلف فارسی شعراء کے کلام سے مثالیں پیش کر کے اقبال کی شاعری پر ان کے اثرات واضح کیے گئے ہیں اور اقبال کی شاعری کی منفرد خصوصیات کے حوالے سے ناقدینِ فن کی آرا کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کا منفرد اسلوبِ شاعری سبکِ اقبال فارسی کہلاتا ہے۔

یہ کتاب فارسی زبان وادب اور اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعہ، عمیق آگہی اور علم دوستی کی مظہر ہے۔ انھوں نے اردو و فارسی زبانیں پڑھنے، سمجھنے اور بولنے والے کروڑوں افراد کے لیے فارسی شاعری کی تاریخ، اس کی خصوصیات، کلامِ اقبال کی خصوصیات اور فکرِ اقبال کی بہتر تفہیم کے لیے اردو و فارسی میں کتب تصنیف کر کے گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

05- افکارِ اقبال

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : محمد سعید اللہ صدیق، مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور

سن اشاعت : 1990ء

صفحات : 189

قیمت : 54 روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۰۱۔	از مترجم	۰۰۵
۰۲۔	عبدالکریم الجیلی کا نظریہ توحید مطلق	۰۰۷
۰۳۔	اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نقطۂ نظر	۰۲۷
۰۴۔	ملت اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ	۰۵۷
۰۵۔	شذراتِ فکر۔ پانچ اضافی نکتے	۰۸۱
۰۶۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	۰۹۱
۰۷۔	فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث	۱۱۹
۰۸۔	دیباچہ پیامِ مشرق کے نقوش اولیہ	۱۲۵
۰۹۔	زندگی کا اندرونی امتزاج	۱۳۱
۱۰۔	میکٹیگارٹ کا فلسفہ	۱۳۳
۱۱۔	جاوید نامہ	۱۴۵
۱۲۔	حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب	۱۵۳
۱۳۔	نیٹشے سے اقبال کا فکری تبائن اور تضاد	۱۵۹
۱۴۔	اقبال کے نمونہ ہائے تراجم	۱۶۷

علامہ اقبال نے ۱۹۰۰ء تا ۱۹۳۸ء کے درمیانی عرصے میں مختلف علمی و ادبی موضوعات پر اردو و انگریزی زبانوں میں متعدد مقالے لکھے۔ انگریزی مقالے مختلف مجموعوں میں موجود ہیں جب کہ اردو مقالے ''مقالاتِ اقبال'' نام کی کتاب

میں موجود ہیں۔ ''افکارِ اقبال'' علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء تا ۱۹۳۷ء تک لکھے گئے ۱۲/ انگریزی مقالوں کے ترجمہ اور توضیحات پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۱ مقالے پہلی بار ترجمہ کر کے مدوّن کیے گئے ہیں اور ایک ترجمہ شدہ مقالہ دوبارہ سہل انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالات بیشتر موضوعاتِ اقبالیات پر محیط ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے افادۂ عام کے لیے ان کا آسان اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ (۶۴)

''افکارِ اقبال'' کا پہلا مقالہ ''**شیخ عبدالکریم الجیلی کا نظریہ توحید مطلق**'' ہے۔ یہ ''الجیلی'' کی کتاب ''الانسان الکامل'' کے مطالعے پر مبنی ہے۔ یہ مقالہ رسالہ ''انڈین انٹی کواری'' ''Indian Antiquary'' بمبئی کے ستمبر ۱۹۹۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال نے ''الجیلی'' کی کتاب ''الانسان الکامل'' کے مختصر مطالعہ کو اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''فلسفہ عجم'' کے باب پنجم میں بالاختصار شامل کیا تھا۔ پی ایچ ڈی کے مقالے میں اس کا عنوان ''حقیقت بہ حیثیت فکر کے۔ الجیلی'' ہے۔ علامہ اقبال کا انگریزی مضمون بعنوان "The Doctorine of the Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim al-Jilani" سید عبدالواحد کی مدوّن شدہ کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۴ پر اور لطیف احمد شیروانی کی کتاب Speeches, Writings & Statements of Iqbal کے صفحہ نمبر ۷۷ پر موجود ہے۔ اس کا ترجمہ لطیف احمد شیروانی کی کتاب کے ترجمے ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ نمبر ۹۹ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کے تمام متن کا ترجمہ معروف صحافی اقبال احمد صدیقی نے کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''الجیلی'' کے مضمون کا ترجمہ کرتے اور حواشی لکھتے وقت علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے'' فلسفۂ عجم'' مترجمہ میر حسن الدین کے باب نمبر ۵ کے مندرجات (صفحہ نمبر ۱۹۴ تا ۲۲۰) کو مدنظر رکھا تھا۔ (۶۵)

انگریزی متن میں استعمال کی گئی تراکیب اور اصطلاحات بڑی مشکل اور دقیق ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مہارت سے ان کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

انگریزی متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے ساتھ موازنہ کے لیے اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔

Allama Iqbal writes:

> The perfect man, then, is the joining link. On the one hand he receives illumination from all the essential names, on the other hand all the divine attributes reappear in him. These attributes are:
>
> (1) Independent life or existence.
>
> (2) Knowledge which is a form of life, as the author proves from a verse of the Quran.
>
> (3) Will-the principle of particularisation or the manifestation of the Being. The author defines it as the illumination of the knowledge of God according to the requirements of the Essence, hence it is a particular form of knowledge. It has nine manifestations, all of which are different names for love, the last is the love in which the lover and the beloved, the knower and the known, merge into each other and become identical. This form of love, the author says, is the Absolute Essence; as Christianity teaches God is love. The author guards here against the error of looking upon the individual act of will as uncaused. Only the act of the universal will is uncaused; hence he

implies the Hegelian Doctrine of Freedom, and holds that the acts of man are both free and determined.(۶۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

انسانِ کامل اس لحاظ سے ایک رابطے کا سلسلہ ہے۔ایک طرف تو وہ بنیادی اسماء سے روشنی حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ربانی صفات اس میں ظہور کرتی ہیں۔ یہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مستقل زندگی یا وجود۔

۲۔ علم جو زندگی کی ایک صورت ہے جس کو مصنف نے قرآن مجید کی ایک آیت سے ثابت کیا ہے۔

۳۔ ارادہ، یہ ہستی کی قوت تفریق یا اس کا ظہور ہے۔مصنف اس کی تعریف یوں کرتا ہے کہ یہ خدا کے علم کی ایک تجلی ہے لہٰذا یہ علم کی ایک خاص شکل ہے۔اس کے نو مظاہر ہیں جو محبت کے ہی مختلف نام ہیں اور آخری ایسی محبت ہے جس میں محبت اور محبوب اور عالم اور معلوم ایک دوسرے میں جذب ہو کر ایک ہو جاتے ہیں۔الجیلی کہتا ہے کہ محبت کی صورت جوہر مطلق ہے جیسا کہ مسیحیت کی تعریف میں ہے،خدا محبت ہے۔ یہاں مصنف اس بات سے خبردار کرتا ہے کہ ہر فرد کے فعلِ ارادی کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ علت کے بغیر وجود میں آتا ہے،ایک غلطی ہے۔صرف عالم گیر ارادے کا فعل علت کے بغیر ہوتا ہے۔اس طرح وہ گویا ہیگل کے نظریہ آزادی سے کام لیتا ہے اور اس بات کا مدعی ہے کہ انسان اپنے کاموں میں آزاد ہے اور مجبور بھی۔(۶۷)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اس لحاظ سے مرد کامل اتصال کی کڑی ہے۔ایک طرف تو وہ جملہ اسماء سے اکتسابِ نور کرتا ہے۔دوسری جانب جملہ صفاتِ الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔یہ صفات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ آزاد زندگی یا وجود

۲۔ علم جو زندگی کی ایک شکل ہے جیسا کہ مصنف قرآن کی پاک آیہ کریمہ سے ثابت کرتے ہیں۔

۳۔ ارادہ وجود (خدا) کا اصول اختصاص یا اس کے مظاہر۔

مصنف اس کی تصریح یوں کرتے ہیں۔ذات (جوہر) کی ضروریات کے مطابق خدا کے علم کا نور۔چنانچہ یہ علم کی مخصوص صورت ہے۔ اس کے نو مظاہر ہیں اور یہ سب محبت کے مختلف نام ہیں۔آخری محبت وہ ہے جس میں محبّ اور محبوب' جاننے والا اور جسے جانا جائے ایک دوسرے میں گھل مل جاتے ہیں اور ایک ہو جاتے ہیں۔محبت کی یہ صورت مصنف کے بقول ذاتِ مطلق ہے۔جیسا کہ عیسائیت تعلیم دیتی ہے کہ خدا محبت ہے۔یہاں مصنف اس غلطی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ ارادے کا انفرادی فعل بے سبب ہے۔صرف کائناتی ارادہ ہی بے سبب ہوتا ہے۔چنانچہ اس طرح وہ ہیگل کے نظریہ آزادی کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور اس کے قائل ہیں کہ انسان کے افعال آزاد اور متعین دونوں ہوتے ہیں۔(۶۸)

دونوں تراجم کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ زیادہ عام فہم ہے کیونکہ انھوں نے ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کی سختی سے پابندی نہیں کی اس لیے ان کے جملوں میں بے ساختگی نظر آتی ہے۔تاہم، اقبال احمد صدیقی نے ترجمہ کرتے وقت، ڈاکٹر محمد ریاض کی نسبت زیادہ سختی سے انگریزی جملوں کی بناوٹ اور ان کے زمانے (Tenses) ملحوظ خاطر رکھے ہیں۔مثلاً

Iqbal writes:

"The Perfect man, then, is the joining link. On the one hand he receives

illumination from all the essential names, on the other hand all the divine attributes reappear in him."

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''انسانِ کامل اس لحاظ سے ایک رابطے کا سلسلہ ہے۔ ایک طرف تو وہ بنیادی اسماء سے روشنی حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ربانی صفات اس میں ظہور کرتی ہیں۔''

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''اس لحاظ سے مردِ کامل اتصال کی کڑی ہے۔ ایک طرف تو وہ جملہ اسماء سے اکتسابِ نور کرتا ہے، دوسری جانب جملہ صفات الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔''

''Link'' سے مراد ''ملانے والی یا جوڑنے والی چیز'' ہے۔ اسے ''کڑی'' بھی کہتے ہیں۔ ''Joining'' سے مراد ''دو چیزوں کو ملانے کے لیے قریب لانے والی'' ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''Joining Link'' کا ترجمہ ''رابطے کا سلسلہ'' کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ ''رابطے کا سلسلہ'' سے مراد ''series of link'' ہے۔ اقبال احمد صدیقی نے اس کا ترجمہ ''اتصال کی کڑی'' کیا ہے جو کہ متن کے مطابق درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظ ''all'' کا ترجمہ بنیادی کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ اقبال احمد صدیقی نے لفظ ''all'' کا ترجمہ ''جملہ'' کیا ہے جس سے مراد ہے ''تمام''۔ دونوں حضرات نے لفظ ''essential'' کا ترجمہ نہیں کیا ہے جس کا مطلب ہے ''ضروری''۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں لفظ ''reappear'' کا بھی درست مفہوم نہیں دیا۔ لفظ ''reappear'' سے مراد ہے ''دوبارہ ظاہر ہونا''، ''دوبارہ ظہور کرنا''۔ انھوں نے اس کا ترجمہ ''ظہور کرتی ہیں'' کیا ہے۔ اقبال احمد صدیقی نے اس لفظ کا ترجمہ درست کیا ہے۔ تاہم، ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نسبتاً آسان الفاظ استعمال کیے ہیں۔ راقم الحروف کے خیال میں آخری جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہونا چاہیے:

''انسانِ کامل، اس لحاظ سے، ملانے والی ایک کڑی ہے۔ ایک طرف تو وہ تمام بنیادی اسماء سے روشنی (نور) حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف تمام صفاتِ الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔''

متن کے مفہوم کے لحاظ سے دیکھیں تو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے متن کا مفہوم قدرے آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے۔ مثلاً درج ذیل جملے کے مفہوم پر غور فرمائیں:

"The author guards here against the error of looking upon the individual act of will as uncaused...."

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔

''یہاں مصنف اس بات سے خبردار کرتا ہے کہ ہر فرد کے فعلِ ارادی کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ علت کے بغیر وجود میں آتا ہے ایک غلطی ہے......''

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''یہاں مصنف اس غلطی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ ارادے کا انفرادی فعل بے سبب ہے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے، جملے کا مفہوم واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ تاہم، انھوں نے محاورے "guard against" کا مفہوم صحیح نہیں دیا۔ اقبال احمد صدیقی نے

اس کا مفہوم صحیح بیان کیا ہے۔

مختصر یہ کہ ابلاغ و تفہیم کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بہتر ہے جبکہ لفظی و بامحاورہ ترجمے کے التزام میں اقبال احمد صدیقی زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ذات باری تعالیٰ کے چند ایک اسماء درست نہیں دیے گئے۔ اس میں لکھے گئے اسماء (الجلیل الفہار، الرب المھین اور النخاق السمیع) درست نہیں ہیں۔ درست اسماء ''الجلیل القہار''، ''الرب المھیمن'' اور ''الخالق السمیع'' ہیں۔(۶۹)

''افکارِ اقبال'' کا دوسرا مقالہ **''اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نقطہ نظر''** ہے۔ انگریزی میں یہ مضمون "Islam as a Moral and Political Ideal" کے عنوان سے لاہور کے مجلّے ''ابزرور'' کی اپریل ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں شامل تھا۔ دوبارہ یہ جولائی اور دسمبر ۱۹۰۹ء کے ہندوستان ریویو، الٰہ آباد میں شائع ہوا۔ ''ایم۔ وائی ہاشمی'' نے اس پر مبنی ایک کتاب بھی شائع کروائی۔ یہ مضمون علامہ محمد اقبال کے انگریزی مقالات اور بیانات وغیرہ کے تمام مجموعوں میں شامل ہے۔ اس مضمون کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی کتاب "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۹۷ پر اور سید عبدالواحد کی مرتبہ کتاب Thoughts and Reflections of Iqbal کے صفحہ نمبر ۲۹ پر موجود ہے۔ اس کا ترجمہ ''اقبال احمد صدیقی'' کی مترجمہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' میں بھی موجود ہے۔(۷۰)

اس مقالے میں علامہ محمد اقبال نے اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے بہت خوبصورت اور مدلل انداز سے اخلاقی اور سیاسی مباحث بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا معیار پرکھنے کے لیے اصل متن اور اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کے ساتھ اس کا موازنہ ممد و معاون ہوگا۔ اس ضمن میں دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

Allama Muhammad Iqbal writes:

> We see then that the fundamental pre-suppositions, with regard to the nature of the universe and man, in Buddhism, Christianity and Zoroastrianism respectively are the following:
> (1) There is pain in nature and man regarded as an individual is evil (Buddhism).
> (2) There is sin in nature and the taint of sin is fatal to man (Christianity).
> (3) There is struggle in nature; man is a mixture of the struggling forces and is free to range himself on the side of the powers of good which will eventually prevail (Zoroastrianism).(۷۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

> پس کائنات اور انسان سے متعلق بنیادی پیش فرضیات بدھ مت، مسیحیت اور زرتشتیت میں علی الترتیب اس طرح ہیں:
> ۱۔ فطرت میں درد ہے اور انسان انفرادی طور پر بدی کا مجسمہ ہے۔ (بدھ مت)
> ۲۔ کائنات میں گناہ ہے اور گناہ کا داغ انسانیت کے لیے مہلک ہے۔ (مسیحیت)
> ۳۔ کائنات میں کش مکش اور جد و جہد ہے، انسان کش مکش اور جد و جہد کرنے والی قوتوں کا آمیزہ ہے۔ وہ خیر کی

قوتوں کی طرف اپنے آپ کو صفہ بستہ کرنے میں آزاد ہے جو انجام کار غالب آئیں گی۔(زرتشتیت)(۴۲)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اقبال احمد صدیقی ترجمے میں لکھتے ہیں:

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بدھ مت، مسیحیت اور زرتشتی نظام میں کائنات اور انسان کی نوعیت کے بارے میں کچھ بنیادی مفروضات ہیں جو علی الترتیب حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ فطرت میں دکھ ہی دکھ ہیں اور انسان جسے ایک فرد تصور کیا جاتا ہے، برائی ہے۔(بدھ مت)

۲۔ فطرت میں گناہ ہے اور داغِ گناہ انسان کے لیے مہلک ہے۔(مسیحیت)

۳۔ فطرت میں کشائش ہے، انسان نبردآزما قوتوں کا مرکب ہے اور خیر کی قوتوں کی طرف داری کرنے میں آزاد ہے جو آخر کار فتح یاب ہوں گی۔(زرتشتی نظام)(۴۳)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے جملے کے ابتدائی الفاظ "We see then that" کا ترجمہ نہیں کیا۔ان کے ترجمے سے اصل متن کا مفہوم تو ادا ہو جاتا ہے مگر اس ترجمے میں متنی اغلاط پائی جاتی ہیں۔اس میں لفظ ''زرتشتیت'' کو ''تشتیت''، ''مسیحیت'' کو ''مسحیت'' اور ''صف بستہ'' کو ''صفہ بستہ'' لکھا گیا ہے۔لفظ ''man'' کا ایک جگہ ترجمہ ''انسان'' اور دوسری جگہ ''انسانیت'' کیا گیا ہے۔لفظ ''mixture'' کا لفظی ترجمہ ''آمیزہ'' کیا گیا ہے۔متن کے سیاق و سباق کے مطابق اس کا ترجمہ ''مجموعہ'' ہونا چاہیے۔اس طرح "man is a mixture of the struggling forces" کا ترجمہ ''انسان جدوجہد کرنے والی قوتوں کا مجموعہ ہے'' ہونا چاہیے۔

۲۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔یہ پابند لفظی ترجمہ ہے۔تاہم، اس سے مفہوم سمجھ آجاتا ہے۔اس میں "man is a mixture of the struggling forces" کا ترجمہ ''انسان نبردآزما قوتوں کا مرکب ہے'' کیا گیا ہے۔یہ ترجمہ اگرچہ درست ہے مگر اس میں لفظ "mixture" کا ترجمہ ''مرکب'' کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں۔علمِ کیمیا (Chemistry) میں لفظ ''compound'' سے مراد مرکب اور ''mixture'' سے مراد ''آمیزہ'' ہے۔جب دو یا دو سے زیادہ اجزا کیمیائی طور پر مل جائیں تو نئی بننے والی چیز ''مرکب'' کہلاتی ہے۔جب دو یا دو سے زیادہ اجزا بغیر کسی کیمیائی عمل کے مل جائیں تو نئی بننے والی چیز ''آمیزہ'' کہلاتی ہے۔مرکب کے اجزا کو کیمیائی عمل کے بغیر جدا نہیں کیا جا سکتا جبکہ آمیزہ کے اجزا کو بغیر کیمیائی عمل کے جدا کیا جا سکتا ہے۔علامہ اقبال نے اپنے مضمون میں لفظ ''mixture'' مجموعہ (combination) کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔اس لیے اس کا ترجمہ ''آمیزہ'' یا ''مرکب'' کے بجائے ''مجموعہ'' کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

Allama Muhammad Iqbal Writes:

> How can we, in the presence of violent internal dispute, expect to succeed in persuading other to our way of thinking? The work of freeing humanity from superstition- the ultimate ideal of Islam as a community, for the realisation of which we have done so little in this great land of myth and superstition - will ever remain undone if emancipators themselves are becoming gradually enchained in the very fetters from which it is their mission to set others free.(۴۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

''ہم اپنے اندرونی انتشاش اور اختلال کی موجودگی میں یہ اس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ ہم دوسروں کو اپنے طریق تفکر کی رغبت دلانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ تو ہم پرستی سے انسانیت کو نجات دلانا اسلام کا من حیث القوم بنیادی مطمح نظر ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حصول کے لیے ہم نے اس اسطورہ، افسانہ اور توہم پرستی کی سرزمین میں بہت تھوڑا کام کیا ہے۔ اگر توہم پرستی سے نجات دلانے والے لوگ خود ہی توہم پرستی میں مبتلا ہو جائیں تو انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلانے کا کام کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے گا حالانکہ توہم پرستی سے نجات دلانا ناجیوں یا نجات دہندوں کا بنیادی مقصد ہے۔''(۷۵)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اقبال احمد صدیقی ترجمے میں لکھتے ہیں:

''ہم کس طرح سے ایک متشددانہ داشلی قضیہ تنارع کی موجودگی میں' توقع کر سکتے ہیں کہ دوسروں کو اپنے اندازِ فکر پر چلانے میں کامیاب ہو سکے ہیں؟ انسانیت کو توہمات سے آزاد کرانے کا کام۔ ایک فرقے کی حیثیت سے اسلام کا حتمی تصور جس کی تکمیل کے لیے فرضی داستانوں اور توہمات کے اس عظیم ملک میں ہم نے کسقدر کم کام کیا ہے۔ جو بالکل ناتمام رہ جائے گا اگر نجات دہندہ خود بتدریج انھیں بیڑیوں کے اسیر ہوتے جائیں گے جن سے دوسروں کو آزادی دلانا ان کا مشن تھا۔''(۷٦)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے متن کا مفہوم خود سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمے میں موجود متنی اغلاط اور مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے، عبارت کے ابتدائی حصے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ تاہم، عبارت کے آخری حصہ کا مفہوم واضح ہے۔ لفظ ''انتشاش'' کا مطلب ہے، ''بے ترتیبی''، ''بے نظمی''۔ لفظ ''اسطورہ'' درست نہیں ہے۔ درست لفظ ''اُسطور'' ہے جس کا مطلب ہے ''سخن پریشان و بیہودہ'' اس کی جمع ''اساطیر'' ہے۔

۲۔ اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں بھی اسی طرح کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ عبارت کے ابتدائی حصے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ تاہم، عبارت کے آخری حصہ کا مفہوم واضح ہے۔ آخری جملے کا ترجمہ کرتے وقت زمانے کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ جملے کا ترجمہ فعل حال کے بجائے فعل ماضی میں کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ ترجمے میں لفظ ''داخلی'' کی جگہ پر ''داشلی'' لکھا گیا ہے جس سے عام قاری جملے کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔

راقم الحروف کے مطابق اس عبارت کا ترجمہ اس طرح سے ہونا چاہیے تھا۔

''ہم شدید داخلی انتشار کی موجودگی میں کس طرح دوسروں کو اپنے طرزِ فکر کی رغبت دلانے میں کامیاب ہونے کی توقع کر سکتے ہیں؟ انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلانے کا کام جو من حیث القوم اسلام کا بنیادی مطمح نظر ہے، جس کی تکمیل کے لیے داستانوں اور توہم پرستی کی اس عظیم سرزمین پر ہم نے تھوڑا سا کام کیا ہے، جو نامکمل رہ جائے گا اگر نجات دہندہ خود بتدریج انھیں بیڑیوں کا شکار ہوتے چلے گئے جن سے دوسروں کو آزادی دلانا ان کا بنیادی مقصد ہے۔''

راقم الحروف نے جملوں کی بناوٹ اور زمانہ مدنظر رکھتے ہوئے لفظی و بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس

ترجمے کو مزید آسان اور عام فہم بنانے کے لیے آزاد ترجمے کی حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے لمبے جملوں کے بجائے مختصر جملے استعمال کرنا ہوں گے اور جملوں کی کچھ ترتیب بھی بدلنا ہوگی۔ ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اصل متن کے ساتھ انصاف کیا جائے اور امانت اور دیانت وصداقت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے متن کے الفاظ، جملوں کی بناوٹ اور زمانے (Tenses) مدنظر رکھتے ہوئے اصل متن کا مفہوم صحیح طور پر بیان کیا جائے۔ اگر مفہوم کی ادائیگی میں اصل متن کے جملوں کی بناوٹ اور ان کی ترکیب رکاوٹ بنے تو مشکل اور پیچیدہ جملوں کے بجائے آسان، مختصر اور عام فہم جملوں میں متن کا اصل مفہوم بیان کر دیا جائے اور حواشی میں دوران ترجمہ کی گئی ان تبدیلیوں کا ذکر بھی کر دیا جائے۔ راقم الحروف کے مطابق لفظی وبامحاورہ ترجمہ پر مبنی مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم آسان اور عام فہم انداز سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

> ''ہم شدید داخلی انتشار (اختلافات اور جھگڑوں) کی موجودگی میں کس طرح دوسروں کو اسلامی طرز فکر اختیار کرنے کی رغبت دلا سکتے ہیں؟ دین اسلام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلائی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہم نے فرضی قصے کہانیوں اور توہم پرستی کی اس عظیم سرزمین پر بہت تھوڑا کام کیا ہے۔ اگر ہم خود توہم پرستی کا شکار ہو گئے تو پھر ہم دوسروں کو ان توہمات سے چھٹکارا نہیں دلا سکیں گے۔ اس طرح دوسروں کو جہالت اور توہم پرستی سے نجات دلانے کا ہمارا بنیادی مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔''

علامہ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں اُس وقت کے اینگلو محمڈن کالج علی گڑھ کے اسٹریچی ہال میں "Muslim Community a Sociological Study" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا۔ اس خطبے کے اقتباسات ۱۹۱۱ء کی مردم شماریٔ ہند کی رپورٹ میں شائع ہوئے۔ اصل خطبے کا ٹائپ شدہ متن برسوں منظر عام پر نہ آ سکا۔ اسے پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں دورانِ تحقیق اقبال میوزیم لاہور سے دریافت کیا اور اس متن کو ضروری تصحیح کے بعد مجلّہ ''تحقیق'' جلد ۳، شمارہ ا، کلیہ اسلامیہ وشرقیہ میں شائع کیا۔ پھر یہی متن انھوں نے اپنے تحقیقی مقالے ''تصانیف اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ'' میں ضمیمہ ۳ کے طور پر شامل کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ناظم بزم اقبال، لاہور نے انگریزی متن کو مزید تصحیح کے بعد، مولانا ظفر علی خان کے ترجمے کے ساتھ نومبر ۱۹۹۴ء میں شائع کیا۔ علامہ اقبال کا یہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مقالہ لطیف احمد شیروانی کی مرتبہ کتاب Speeches, Witings & Statements of Iqbal کے صفحہ ۱۱۸ پر "The Muslim Community A Social Study" کے عنوان سے موجود ہے۔ (۷۷)

اس خطبے کا بنیادی موضوع اسلام کا ''منفرد تصورِ قومیت'' ہے۔ اس خطبے میں علامہ اقبال نے مسلمانوں (خصوصاً مسلمانانِ برصغیر) کے معاشرتی ومعاشی زوال کے اسباب بیان کرتے ہوئے فنی و پیشہ وارانہ تعلیم اور تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور امتِ مسلمہ کو ترقی وفلاح کے لیے اہم تجاویز پیش کی ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کا ترجمہ قدرے دقیق تھا۔ نسبتاً سہل ترجمے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران نے ۱۹۸۹ء میں علامہ اقبال کے اس انگریزی خطبے کا ''ملتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ'' کے نام سے ترجمہ کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اس ترجمے کو پسند کیا۔

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے ترجمے کا ''پیش گفتار'' تحریر کیا اور اس کی افادیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

''.....اس بات کی ضرورت تھی کہ خطبے کے مطالب کو حتی الامکان آسان فہم اردو زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ اقبال کے اس بیش قیمت خطبے کے مطالب سے قارئین اقبال کا زیادہ سے زیادہ وسیع حلقہ مستفید ہو سکے۔ مقامِ مسرت ہے کہ میرے نوجوان دوست جناب شاہد اقبال کامران نے اس خطبے کا بغور مطالعہ کر کے نہ صرف اس کو آسان اور سلیس اردو زبان میں منتقل کیا بلکہ اس کی توضیحات بھی تیار کیں، جن کی بدولت یہ خطبہ علامہ اقبال کے افکار کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن گیا ہے۔ اس سلسلے میں فاضل مترجم نے جو محنت و کاوش کی ہے، وہ ترجمے کی خوبی سے عیاں ہے....'' (۷۸)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کے مذکورہ بالا ترجمے کے قریباً سال بعد ۱۹۹۰ء میں علامہ اقبال کے انگریزی مقالات کے تراجم کا مجموعہ ''افکار اقبال'' شائع ہوا۔ اس میں فاضل مترجم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے زیرِ تبصرہ خطبہ کے متن کے حوالے سے بعض تسامحات دور کرنے کے لیے اور اس کی مزید تسہیل کے لیے، اسے از سرِ نو ترجمہ کیا۔ اقبال احمد صدیقی نے بھی ''اسلامی فرقہ'' کے عنوان سے، اس خطبے کا ترجمہ کیا ہے جو ان کے مجموعہ تراجم ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ نمبر ۱۳۹ پر موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا معیار جانچنے کے لیے انگریزی متن کے مطابق ان کے ترجمہ اور دیگر تراجم کا تقابلی مطالعہ و جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

Allama Muhammad Iqbal says:

"In the epic sweep of human history, there is nothing more awe-inspiring, nothing more destructive of human ambition than the ruins of bygone nations, empires and civilisations appearing and disappearing, during the painful course of human evolution, like the scenes of a rapidly vanishing dream. The forces of Nature appear to respect neither individuals nor nations; her inexorable laws continue to work as if she has a far-off purpose of her own, in no sense related to what may be the immediate interest or the ultimate destiny of man. But man is a peculiar creature. Amidst the most discouraging circumstances, his imagination, working under the control of his understanding, gives him a more perfect vision of himself and impells him to discover the means which would transform his brilliant dream of an idealised self into a living actuality." (۷۹)

ترجمہ از مولانا ظفر علی خان:

''انسانی تاریخ کے پارینہ اوراق کو لوٹتے وقت جب ہماری نظر ارتقاء کی الم ریز جھلمیلوں میں سے چھنتی ہوئی ان کے رزمیہ بین السطور پر پڑتی ہے تو کسی خواب کے گریز پا نظاروں کی طرح ہم گزری ہوئی قوموں اور سلطنتوں اور تمدنوں کے کھنڈروں کو پے بہ پے نیست سے ہست اور ہست سے نیست ہوتا دیکھتے ہیں جس سے زیادہ ہیبت افزا اور حوصلہ فرسا منظر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ قدرت کی قوتوں کی نظروں میں نہ افراد کی وقعت ہے نہ اقوام کی منزلت۔ اس کے اٹل قوانین برابر اپنا عمل کیے جا رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کی منزل مقصود بہت ہی دور ہے جسے مقاصدِ انسانی کے آغاز و انجام سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ لیکن

آدمی زادہ طُرفہ معجونیست

باوجود حالاتِ گردوپیش کی نامساعدت کے اس کی تخیل جو عقل کی آئینہ بردار ہے اسے اپنی ہستی کا کامل تر جلوہ دکھا دیتی ہے اوران ذرائع کی دریافت پرآمادہ کرتی ہے جو اس تصویرِ مثالی میں جس کے خط و خال اس کی شان اکملیّت کو چھپائے ہوئے ہیں' جان ڈال سکیں۔''(۸۰)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران:

''انسانی تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ اس کے پاس حوصلہ شکنی ،خوف آفرینی اور مقاصدِ انسانی کی تخریب سے زیادہ کچھ نہیں' سوائے انسانی ارتقاء کے دردناک تسلسل کے دوران خواب کے تیزی سے گزر جانے والے منظر کی طرح وجود میں آنے اور محو ہو جانے والی قوموں ،سلطنتوں اور تمدنوں کے کھنڈرات کے۔فطرت کی قوتیں نہ تو افراد کا لحاظ کرتی ہیں نہ اقوام کا۔ اس کے سنگدل قوانین کی عمل کاری برابر جاری رہتی ہے۔اس طرح گویا وہ اپنے مقصد سے بہت دور اور کسی بھی قسم کے فوری فائدے یا انسانی جہد کی آخری تقدیر سے بے تعلق ہوں۔لیکن انسان بھی ایک نرالی مخلوق ہے۔حوصلہ شکن حالات کے باوجود اس کا تخیل اس کی سمجھ بوجھ کے تحت کام کرتے ہوئے نہ صرف اسے اس کی ہستی کی کامل تر تصویر دکھا دیتا ہے بلکہ اسے وہ ذرائع دریافت کرنے پر بھی آمادہ کرتا ہے جن کے ذریعے وہ اپنی مثالی ہستی کے خواب کو زندہ حقیقت کا رُوپ دے سکے۔''(۸۱)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض:

''انسانی تاریخ کو داستانِ رزمیہ ہمیں گزشتہ اقوام کے تباہ شدہ آثار سے زیادہ خوفناک اور اس کے حوصلوں پر اثر انداز ہونے والی کوئی دوسری چیز نہیں۔انسانی ارتقاء کے اس المناک سفر میں کتنی ہی سلطنتیں اور تہذیبیں ابھریں اور خواب کے بے حقیقت مناظر کی طرح مٹ گئیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کو نہ افراد کا لحاظ ہے نہ اقوام کا۔انسانی مادی مفاد یا اس کے انجام کار سے قطع نظر،ایسے لگتا ہے کہ فطرت کے بے رحم قوانین اپنے کسی اعلیٰ تر مقصد کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔مگر انسان عجیب مخلوق ہے۔نہایت حوصلہ شکن حالات میں بھی اس کی فکر اس کے ادراک کی راہبری میں اسے اس کی شخصیت کی ایک جامع اور بھرپور تصویر دکھاتی ہے۔اس تصویر سے اسے تحریک ملتی ہے کہ وہ ایسے ذرائع تلاش کرے جن کی مدد سے اس کی تصوراتی شخصیت ایک زندہ حقیقت بن جائے۔''(۸۲)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''انسانی تاریخ کی رزمیہ دورانیے میں اس سے زیادہ خوف زدہ کرنے والی اور کوئی چیز نہیں' انسانی امنگوں کو برباد کرنے والی اور کوئی شے نہیں جتنی کہ گزشتہ اقوام' سلطنتوں کے آثار اور انسانی ارتقاء کے کربناک دور میں ابھرتی اور ڈوبتی ہوئی تہذیبیں جیسے تیزی کے ساتھ غائب ہوتے ہوئے خواب کے مناظر۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کی قوتیں نہ افراد کا احترام کرتی ہیں نہ اقوام کا۔اس کے بے رحم قوانین اس انداز سے کام کرتے رہتے ہیں گویا اس کا اپنا کوئی مستقبل بعید میں کوئی مقصد ہو جو کسی طور سے بھی انسان کی فوری دلچسپی سے یا انسان کی حتمی تقدیر سے وابستہ ہو۔لیکن انسان بھی ایک عجیب مخلوق ہے۔بے حد حوصلہ شکن حالات میں اس کا تخیل' جو اس کی سوجھ بوجھ کے تحت کام کر رہا ہوتا ہے اس کو خود اپنے بارے میں زیادہ مکمل ہونے کا خواب دکھاتا ہے اور اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ ذرائع دریافت کیے جائیں جو اس کے اپنے مثالیت پسند وجود کے بارے میں ایک شاندار خواب کو ایک زندہ حقیقت میں تبدیل کر دیں۔''(۸۳)

۱۔ مولانا ظفر علی خان کا ترجمہ متن کے مفہوم کے مطابق ہے مگر یہ زبان و بیان کے لحاظ سے عام فہم نہیں ہے۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ عام فہم ہے۔اس میں مفہوم کے ابلاغ کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

ترجمے کی زبان آسان اور رواں ہے۔ مفہوم کے اعتبار سے کہیں بھی الجھاؤ محسوس نہیں ہوتا۔

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں بھی مفہوم کے ابلاغ کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت اصل متن کے جملوں کی بناوٹ کے بجائے ان کے مفہوم پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اردو ترجمے میں جملوں کی بناوٹ اور الفاظ کے انتخاب کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم میں مماثلت نظر آتی ہے۔

۴۔ اقبال احمد صدیقی نے انگریزی متن کے جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کا خصوصی خیال رکھا ہے۔ انھوں نے بامحاورہ، تحت اللفظی ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا ترجمہ، پابند ترجمے سے قریب تر ہے۔

جس ترجمہ سے زیادہ سے زیادہ قارئین استفادہ کر سکیں، اسے اچھا ترجمہ شمار کیا جاتا ہے۔ اچھے ترجمے میں ممکن حد تک اصل متن کی پاسداری کرتے ہوئے، متن کے مفہوم کے بہتر سے بہتر ابلاغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اچھا ترجمہ تحت اللفظی و پابند ترجمہ اور بامحاورہ و آزاد ترجمے کے بین بین ہوتا ہے۔ متن کی تفہیم کے لیے ذرائع ابلاغ کے بہتر استعمال کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ بہتر نظر آتا ہے۔ اس میں آسان اور رواں زبان کا خصوصی التزام نظر آتا ہے۔ بعض جگہوں پر کسی جملے کا مفہوم مزید واضح کرنے کے لیے قوسین میں معاون الفاظ کا اضافہ اس طرح سے کیا گیا ہے کہ اصل ترجمے کی روانی متاثر نہیں ہوئی۔ حاشیے میں دی گئی مختصر وضاحتوں، ترجمے کے آخر پر عمومی دی گئی توضیحات اور فرہنگ کی بدولت متن کی تفہیم سہل تر ہو گئی ہے۔ اُن کے ترجمے کے ساتھ دیے گئے انگریزی متن کی بدولت اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal says:

Let me now proceed a step further. In the foregoing discussion I have tried to establish three propositions.

1. That the religious idea constitutes the life principle of the Muslim Community. In order to maintain the health and vigour of such a community, the development of all dissenting forces in it must be carefully watched and a rapid influx of foreign elements must be checked or permitted to enter into the social fabric very slowly, so that it may not bring on a collapse by making too great a demand on the assimilation of the social organism.
2. Secondly; the mental outfit of the individual belonging to the Muslim community must be mainly formed out of the material which the intellectual energy of his forefathers has produced, so that he may be made to feel the continuity of the present with the past and the future.
3. Thirdly; that he must possess a particular type of character which I have described as the Muslim type.(۸۴)

ترجمہ از مولانا ظفر علی خان:

اب میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں۔ اس وقت تک جو بحث میں نے کی ہے اس میں ذیل کی تین حقیقتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے:

۱۔ مذہبی خیال اسلامی جماعت کا سرچشمۂ زندگانی ہے۔ اس جماعت کی صحت و توانائی کے قائم رکھنے کے لیے ان مخالفت قوتوں کی نشو و نما کو جو اس کے اندر کام کر رہی ہیں بغور دیکھتے رہنا چاہیے اور خارجی عناصر کی سریع آمیزش

سے اول تو بچانا اور یا اگر آمیزش منظوری ہی ہو تو اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہ آمیزش آہستہ آہستہ اور بتدریج ہو تا کہ نظامِ مدنی کی قوت آخذہ و جاذبہ پر زیادہ زور نہ پڑے اور اس طور پر یہ نظام بالکل ہی درہم و برہم نہ ہو جائے۔

۲۔ جماعت اسلامی سے جس فرد کو تعلق ہو اس کا ذہنی سرمایہ اس دولت سے ماخوذ ہونا چاہیے جو اس کے آباؤ اجداد کی دماغی قابلیتوں کا ماحصل ہے تا کہ وہ ماضی و استقبال کے ساتھ حال کے ربط و تسلسل کو محسوس کرتا رہے۔

۳۔ اس کے خصائل و شمائل اس خالص اُسلوبِ سیرت کے مطابق ہوں جس کو میں نے اسلامی اُسلوب سے تعبیر کیا ہے۔(۸۵)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران:

اب میں ایک قدم آگے بڑھتا ہوں۔ مذکورہ بالا بحث میں میں نے تین باتوں کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ یہ کہ مذہبی تصور ملتِ اسلامیہ کے لیے اصولِ زندگی متعین کرتا ہے۔ اس ملت کی صحت و توانائی کو بحال رکھنے کے لیے اس میں موجود تمام اختلافی قوتوں پر محتاط نظر رکھنی چاہیے اور اس میں بیرونی عناصر کی آمیزش کی روک تھام کرنی چاہیے۔ (ہاں) اگر ان بیرونی عناصر کو داخل کرنا ہی ہے تو پھر یہ کام رفتہ رفتہ اور بتدریج ہونا چاہیے تا کہ اس کے سماجی نظام کی قوتِ جاذبہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور وہ درہم برہم ہونے سے محفوظ رہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ملتِ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے فرد کی دماغی وضع اپنے آباؤ اجداد کی پیدا کردہ عقلی قوت سے تشکیل پانی چاہیے تا کہ وہ حال کے ماضی اور مستقبل کے ساتھ رشتے اور تسلسل کو محسوس کر سکے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ اسے لازماً سیرت و کردار کے اس نمونے کے مطابق ہونا چاہیے جسے میں نے سیرت و کردار کا اسلامی نمونہ قرار دیا ہے۔(۸۶)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض:

اب مجھے ایک قدم آگے بڑھنے دیں۔ گزشتہ بحث میں میں نے تین مفروضے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ پہلے یہ کہ مذہبی تصور مسلم معاشرے کا اصولِ زندگی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی سلامتی اور قوت بحال رکھنے کی غرض سے اس کی حریف قوتوں پر محتاط نظر رکھنا ضروری ہے۔ خارجی عناصر کی سریع آمیزش کو روکنا چاہیے یا دیکھا جائے کہ وہ ملت کے معاشرتی تار و پود میں نہایت تدریجاً داخل ہوتے ہیں تا کہ وہ اس اجتماعی نظام کو قوتِ تحلیل سے منہدم ہے نہ کر ڈالیں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ مردہ شخص جس کا تعلق ملتِ اسلامیہ سے ہو اس کا ذہنی سرمایہ اس مسالے سے حاصل کیا جائے جو اس کے آباء و اجداد کی ذہنی قوتوں نے پیدا کیا ہے تا کہ اسے حال کے ساتھ راضی و مستقبل کے تسلسل کا احساس دلایا جا سکے۔

۳۔ تیسرے، ایسے شخص کو اس مخصوص کردار کا حامل ہونا چاہیے جسے میں نے مسلم طرز کا کردار کہا ہے۔(۸۷)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

اجازت دیجیے کہ میں اب ایک قدم آگے بڑھوں۔ متذکرہ بالا بحث میں میں نے تین قضایا کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ا۔ یہ کہ مذہبی تصور مسلم قوم کا اصول حیات تشکیل دیتا ہے۔ ایسی قوم کی صحت اور توانائی کو برقرار رکھنے کی غرض سے اس میں جملہ مخالفانہ قوتوں کی ترقی پر نہایت محتاط نظر رکھنی ہوگی۔ اور خارجی عناصر کے بہتری کے ساتھ درآنے

کی روک تھام ہونی چاہیے یا انھیں اجازت دی جائے کہ وہ معاشرتی تانے بانے میں بہت آہستہ سے داخل ہوں تاکہ وہ قوت جاذبہ پر بہت بڑا تقاضہ کر کے معاشرتی عضو کو گراہی نہ ڈالے۔

۲۔ دوم، مسلم قوم سے وابستہ فرد کا ذہنی ملبوس زیادہ تر اس مواد سے تیار کیا جائے جو اسکے بزرگوں نے اپنی دانشورانہ توانائی سے پیدا کیا تاکہ وہ حال کے ماضی اور مستقبل کے ساتھ تسلسل کو محسوس کر سکے۔

۳۔ سوم، یہ کہ اس کا کردار اس نوع کا ہونا چاہیے جسے میں نے مسلم نوع کا کردار بیان کیا ہے۔(۸۸)

مولانا ظفر علی خان کے ترجمے میں علمی وادبی رنگ غالب ہے۔اس سے علماء وادبا، حکما اور شعراء ہی کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔دیگر تین تراجم میں سلاست وروانی، صحتِ متن اور ابلاغ وتفہیم کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ بہتر ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ثقیل الفاظ ''تار و بود'' اور ''مسالے'' کے استعمال سے ترجمہ دلکش نہیں رہا۔دوسرے نکتے میں الفاظ ''مردہ شخص'' کے استعمال سے جملے کا مفہوم بالکل تبدیل ہوگیا ہے۔اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں بھی جملے ''خارجی عناصر کے بہتری کے ساتھ درآنے کی روک تھام ہونی چاہیے'' میں لفظ ''تیزی'' کے بجائے لفظ ''بہتری'' کے استعمال سے جملے کا مفہوم تبدیل ہوگیا ہے۔اسی طرح الفاظ ''ذہنی ملبوس''، ''معاشرتی عضو اور نوع'' کے استعمال سے ترجمے میں سلاست، روانی اور دلکشی برقرار نہیں رہے۔بحیثیت مجموعی، پروفیسر شاہد اقبال کامران کے ترجمے میں متنی اغلاط نہیں ہیں۔موزوں الفاظ کے انتخاب کی وجہ سے ترجمہ سلیس، رواں اور دلکش ہے۔اردو ترجمے کے ساتھ انگریزی متن، مشکل الفاظ کے معانی، موزوں اور برمحل حوالہ جات وحواشی اور کتابیات کے اندراج کی وجہ سے ترجمے کی افادیت کئی گنا ہوگئی ہے۔اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں حوالہ جات وحواشی اور توضیحات مفقود ہیں۔مولانا ظفر علی خان کے ترجمے کے ساتھ انگریزی متن دیا گیا ہے مگر انگریزی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ توضیحات نہیں دی گئیں۔حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے۔تاہم اردو فرہنگ میں مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں بہتر تفہیم کے لیے درج ذیل تین ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں:

۱۔ ملتِ اسلامیہ کی عمومی ہیئت

۲۔ اسلامی تمدن کی یکسانیت

۳۔ وہ طرزِ کردار جو ملتِ اسلامیہ کی قومی زندگی کے تسلسل کے لیے ضروری ہے۔

علامہ اقبال کے تعلیمی افکار کے لیے ''تعلیم'' اور ''تعلیم عنوان'' کے ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں۔

ترجمے کے آخر پر دی گئی ''توضیحات'' میں مقالے کے متن کی مزید تفہیم کے لیے دیگر تصانیف اقبال (شذراتِ فکر، رموز بےخودی) میں سے اس کے نفسِ مضمون سے متعلقہ حصوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ذیلی عنوانات اور توضیحات کے اضافہ کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کو دیگر تراجم پر سبقت حاصل ہے۔

اس کتاب کا چوتھا مقالہ **''شذراتِ فکر: پانچ اضافی نکتے''** ہے۔اس مقالے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے ان پانچ شذرات کا ترجمہ کیا ہے جو سید عبدالواحد معینی کی مرتبہ انگریزی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" (طبع ثانی، ۱۹۷۳ء، شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور) کے صفحات ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۸ اور ۹۰ پر بالترتیب موجود ہیں۔کسی وجہ سے یہ شذرات، علامہ اقبال کی انگریزی یادداشتوں کے مجموعے "Stray

"Reflections" اور اس کے اردو ترجمے ''شذراتِ فکرِ اقبال'' میں شامل نہ ہو سکے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ شذرات دریافت کر کے ان کا ترجمہ زیرِ نظر کتاب ''افکارِ اقبال'' میں شامل کیا۔ علمی و ادبی نقطۂ نگاہ سے ان کی یہ کوشش نہایت گراں قدر ہے اور ان کے اعلیٰ ادبی و تحقیقی ذوق کی مظہر ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ پانچوں شذرات میں سے چار کا انگریزی متن "Speeches, Writings & Statements of Iqbal"، بار ششم، کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹ اور ۱۶۱ پر موجود ہے۔ پانچویں شذرے کا انگریزی متن "Stray Reflections" کے بار پنجم، مطبوعہ اقبال اکیڈمی کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر موجود ہے۔ خرم علی شفیق کے مطابق نظیری کے شعر سے متعلقہ یہ پانچواں شذرہ ''Stray Reflections'' کے بار دوم، مطبوعہ ۱۹۹۲ء میں شامل کیا گیا تھا جبکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''افکارِ اقبال'' میں ۱۹۹۰ء میں اس کا ترجمہ دیا تھا۔ دیگر چار شذرات "Stray Reflections" کے پانچویں ایڈیشن مطبوعہ ۲۰۱۲ء میں بھی شامل نہیں کیے گئے۔ پہلے چار شذرات کا ترجمہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' مترجمہ اقبال احمد صدیقی کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۳ اور ۱۸۵ پر دیا گیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمہ سے آگہی کے لیے انگریزی متن اور ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے ساتھ ''اقبال احمد صدیقی'' کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> The intellectual history of the ancient world will reveal to you this most significant fact that the decadent in all ages have tried to seek shelter behind self-mystification and Nihilism. Having lost the vitality to grapple with the temporal, these prophets of decay apply themselves to the quest of a supposed enternal; and gradually complete the spiritual improverishment and physical degeneration of their society by evolving a seemingly charming ideal of life which seduces even the healthy and powerful to death!(۸۹)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

> ''قدیم دنیا کی فکری تاریخ سے آپ پر یہ اہم بات عیاں ہوگی کہ زوال تمام ادوارِ تاریخ میں مرموزیت اور منفی رجحانات کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ یہ زوال کے علمبردار واقعی 'عارضی' دنیا سے نبرد آزما ہونے کی سکت کھو بیٹھتے ہیں تو ایک موہوم 'ابدی' دنیا کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اس طرح وہ زندگی کا پرفریب تصور پیش کر کے اپنے معاشرے کے لوگوں کے تدریجی جسمانی انحطاط کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نظر فریب تصورات صحت منداور قوی افراد کو بھی عملی موت سے دوچار کر دیتے ہیں۔''(۹۰)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

> ''قدیم دنیا کی دانشورانہ تاریخ یہ آشکار کرے گی کہ تمام زمانوں میں زوال نے خود پر اسراریت اور مذہب سے انکار کے پیچھے پناہ لی ہے۔ دنیاوی معاملات سے نبرد آزما ہونے کی توانائی کھو دینے کے بعد یہ پیغمبرانِ زوال فرضی لافانیت کی تلاش شروع کر دیتے ہیں اور بتدریج روحانیت کے افلاس کی تکمیل کر دیتے ہیں اور بظاہر زندگی کے ایک دلکش تصور کو اپنا کر اپنے معاشرے کے جسمانی اضمحلال کو اس انداز میں مکمل کر دیتے ہیں کہ ایک صحت منداور توانا شخص بھی موت کی آرزو کرتا ہے۔''(۹۱)

انگریزی متن کے مطابق دونوں تراجم کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ (structure) اور زمانوں (tenses) کو کما حقہ مدِنظر نہیں رکھا۔ بعض ایسے الفاظ کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا جن کا متن کے مفہوم سے گہرا تعلق تھا۔ مثلاً پہلے جملے کے ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے "most significant fact" کا ترجمہ ''اہم بات'' کیا ہے۔ انگریزی لفظ ''significant'' کا مطلب ہے، اہم (important)۔ زیرِ جائزہ جملہ میں اسمِ صفت (adjective) کی تیسری ڈگری (superlative degree) استعمال ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے ''اہم ترین''۔ لفظ ''fact'' سے مراد ''حقیقت'' ہے۔ الفاظ "most significant fact" کا مطلب ''اہم ترین حقیقت'' ہے۔ کسی ''اہم ترین حقیقت'' کو ''اہم بات'' کہا جائے تو مفہوم کس قدر بدل جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں ان الفاظ کا مفہوم تبدیل کر دیا اور اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں ان الفاظ کو نظر انداز کر دیا۔ انھوں نے ان الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ اسی طرح دونوں تراجم کا بغور جائزہ لیا جائے تو کئی مقامات پر اس طرح کی تبدیلی یا تحریف نظر آتی ہے۔ اس جملے میں اسمِ صفت ''decadent'' حرفِ تنکیر ''the'' کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ ''decadent'' کا مطلب ہے ''ذہنی یا اخلاقی زوال کا شکار''۔ اس کے ساتھ حرفِ تنکیر ''the'' کے استعمال کی وجہ سے اس کا مطلب ہے ''زوال کے شکار لوگ''۔ اس اصول کے تحت اسمِ صفت ''poor'' (غریب) اور ''rich'' (امیر) کے ساتھ جب ''the'' استعمال ہو تو ''the rich'' سے مراد امیر لوگ اور ''the poor'' سے مراد غریب لوگ لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور اقبال احمد صدیقی دونوں نے اپنے ترجمے میں الفاظ ''the decadent'' کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ راقم الحروف کے نزدیک اس کا ترجمہ ''زوال کے شکار لوگ'' ہونا چاہیے تھا۔ اگلے جملے میں علامہ اقبال نے انھی افراد کے لیے لفظ "prophets" استعمال کیا ہے جس سے راقم الحروف کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اگلے جملوں میں ''the temporal'' اور ''the healthy and powerful'' کے الفاظ راقم الحروف کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق ہی استعمال ہوئے ہیں اور مترجمین نے بھی ترجمہ کرتے وقت ان کے حقیقی مفہوم کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> Comparisons, they say, are odious. I want, however, to draw your attention to a literary comparison which is exceedingly instructive and cannot be regarded as odious. Nietzsche and Maulana Jalal-ud-Din Rumi stand at the opposite poles of thought; but in the history of thought it is the points of contact and departure which constitute centres of special interest. In spite of the enormous intellectual distance that lies between them these two great poet philosophers seem to be in perfect agreement with regard to the practical bearing of their thought on life. (۹۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

> کہتے ہیں کہ مقابلہ کرنا نامناسب ہے لیکن میں آپ کو ایک ادبی موازنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو دانش آموز ہے اور نامناسب نہیں کہا جا سکتا۔ نٹشے اور مولانا جلال الدین رومی متضاد افکار کے حامل ہیں لیکن ادب اور تفکر کی تاریخ میں فصل و وصل بدلتے رہتے ہیں اور یہ امور دلچسپ ہیں۔ ان دو عظیم شاعر فلسفیوں کے درمیان بڑا فکری فاصلہ ہے لیکن عملی زندگی کے بارے میں ان کے ہاں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ (۹۳)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

لوگ کہتے ہیں کہ موازنے ناگوارِ خاطر ہوتے ہیں۔ تاہم میں آپ کی توجہ ایک ادبی موازنہ کی جانب منعطف کرانا چاہتا ہوں جو بے حد معلومات افزا ہے اور جسے ناگوار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نٹشے اور مولانا جلال الدین رومی فکر کی دو مخالف انتہاؤں پر ہیں لیکن فکر کی تاریخ میں یہ ربط اور انفصال کے نقطے ہیں جو خصوصی دلچسپی کے مراکز کو تشکیل دیتے ہیں۔ باوصف اس زبردست دانشورانہ بعد کے جوان دونوں میں موجود ہے، دو عظیم شاعر اور مفکر عملاً زندگی کے بارے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مکمل اتحادِ فکر پایا جاتا ہے۔(۹۴)

دونوں تراجم میں سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ قدرے زیادہ سہل اور دلکش ہے۔ ان کے ترجمے میں الفاظ ''فصل و وصل'' کا استعمال بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن وہ اس جملے کا درست ترجمہ نہ کر پائے۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ متن کے مطابق اور عین درست ہے۔ انھوں نے ترجمے میں جملوں کی بناوٹ، زمانوں اور تمام الفاظ کے استعمال کو مدنظر رکھا ہے۔

پانچواں شذرہ صرف ایک جملے اور نظیری کے ایک شعر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جملے کا تو ترجمہ کر دیا مگر فارسی شعر کا ترجمہ نہیں کیا۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

I would not exchange for half a dozen systems of philosophy this one verse of Naziri:

نیست در خشک و تر بیشۂ من کوتاہی   چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم

☆ The Persian couplit could be translated as: "Nothing falls short in my wasteland; every wood that could not be my pulpit I turned it into the gallows"_KAS.(۹۵)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

میں نصف درجن فلسفیانہ نظاموں کو نظیری کے ذیل کے شعر کے بدلے نہیں لوں گا؛

نیست در خشک و تر بیشہ من کوتاہی   چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم (۹۶)

فارسی متن کے ساتھ شعر کا دیا گیا انگریزی ترجمہ، خرم شفیق کا ہے۔ پہلے مصرعے کا فعل حال میں جب کہ دوسرے مصرعے کا ترجمہ فعل ماضی میں دیا گیا ہے۔ دوسرے مصرعے کا ترجمہ بھی فعل حال میں ہونا چاہیے تھا۔ راقم الحروف کے نزدیک اس شعر کا ترجمہ یہ ہے:

''میرے جنگل میں خشک وتر لکڑی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ جس درخت کی لکڑی سے منبر نہ بن سکے میں اس سے سولی (دار) بنالیتا ہوں۔''

مجموعی طور پر مقالے ''**شذراتِ فکر: پانچ اضافی نکتے**'' کا ترجمہ درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے کے آخر میں ''حواشی وضاحتیں'' کے عنوان سے ضروری حواشی وتوضیحات دی ہیں جس سے اس مقالہ کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

''افکارِ اقبال'' کے پانچویں مقالے کا عنوان ''**بیدل، برگسان کی روشنی میں**'' ہے۔ علامہ اقبال نے بیدل اور برگسان کے تقابلی مطالعے پر مبنی یہ تنقیدی مقالہ ۱۹۱۷ء کے قریب لکھا۔ یہ مقالہ اقبال میوزیم میں غیر مطبوعہ پڑا رہا۔ ڈاکٹر

تحسین فراقی نے اسے مرتب کر کے اقبال ریویو (انگریزی) کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع کروایا۔ ۱۹۸۸ء میں یہ مقالہ یونیورسل بکس، لاہور سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ ۱۹۹۵ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں علامہ محمد اقبال کے مقالے کے اصل قلمی متن کا عکس، اس کا Transcription اور اردو ترجمہ شامل ہے۔ اردو ترجمے کے آخر پر چند ضروری حواشی بھی درج کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے بھی علامہ محمد اقبال کے اس مقالے کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''افکارِ اقبال'' میں شامل ہے۔ انھوں نے مقالے میں دیے گئے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ''حواشی اور توضیحات'' کے عنوان سے ضروری توضیحات بھی دی گئی ہیں۔ دونوں تراجم کا تقابلی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

Mirza Abdul Qadir Bedil of Akbarabad is a speculative mind of the highest order, perhaps the greatest poet-thinker that India has produced since the days of Shanker. Shanker, however, is an acute logician who ruthlessly dissects our concrete sense-experience with a view to disclose the presence of the Universal therein. Bedil - a poet to whom analysis is naturally painful and inartistic deals with the concrete more gently and suggests the Universal in it by mere looking at its own suitable point of view:

ز موج پردہ بروئے حباب نتواں بست   تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست

"the wave cannot screen the face of the Ocean
O headless observer, thou hast closed thine eyes, where is the veil"?

Again we have the poet's vision of the individual (Jiv Atma) in the following verse:

می کشم چو صبح از اسبابِ ایں وحشت سرا   تہمتِ ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

The dawn is nothing more than a confused jumble of scattered particles of light, yet we talk of it as thought it were something concrete, a distinct unity, a substance. "The conditions (of life) in this wilderness of a world", says Bedil, "have fastened upon me like the dawn, the false charge of a concrete combination which my nature does not admit."(۹۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''مرزا عبدالقادر بیدل اکبرآبادی ایک بلند مرتبہ مفکر دماغ والے شخص تھے۔ وہ شاعر شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے مفکر ہوئے ہیں۔ شنکر اچاریہ البتہ ایک زیرک منطق دان تھا جس نے بڑی بے دردی سے ہمارے شعوری تجربے کی واقعی حیثیت کو نمایاں کیا ہے تاکہ اس میں جامعیت کی جھلک دکھا سکے۔ شاعر بیدل کے نزدیک تجزیہ قدرتی طور پر تکلیف دہ اور غیر مستحسن ہے وہ حقیقت کو ٹھوس سے زیادہ لطیف طریقے سے افشا کرتا ہے اور اس کی جامعیت کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھنے کا اشارہ کرتا ہے جیسے:

زموج پردہ بروئے حباب نتوان ست   تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست؟

ترجمہ: پانی کی لہر سے بلبلے کے اوپر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اے بے خبر شخص تو نے آنکھ بند کر رکھی ہے۔ پردہ ہے کہاں؟

پھر انفرادیت (خودی) کے بارے میں شاعر کا نقطۂ نظر اس شعر میں دیکھا جا سکتا ہے:

می کشم چو صبح از اسباب ایں وحشت سرا   تہمت ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

ترجمہ: میں اس آشفتگی کے گھر کے وسائل صبح کی طرح جمع کر رہا ہوں۔ میرے اجزائے وجود پر ربط وضبط کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔

صبح کی روشنی کے غیر منظّم منتشر ذرات کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ہم سوچتے ہیں کہ یہ ایک واضح شے نمایاں وحدت اور ایک جوہر ہے۔''(۹۸)

ترجمہ از ڈاکٹر تحسین فراقی:

''مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی اعلیٰ درجے کے مفکر تھے ____ شاید شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد سے ہندوستان کے عظیم ترین مفکر شاعر۔ البتہ شنکر اچاریہ ایک زبردست منطقی تھا جو بڑی بے رحمی سے ہمارے ٹھوس حسی تجربے کی تحلیل کرتا ہے تاکہ اس میں موجود ذاتِ بسیط the Universal کو بے نقاب کر سکے۔ اس کے برعکس بیدل ____ شاعر بیدل ____ کے لیے تحلیل طبعاً ایک تکلیف دہ اور غیر فنکارانہ عمل ہے اور وہ عالمِ محسوس کو زیادہ لطیف انداز میں دیکھتے ہیں اور اس میں موجود ذاتِ بسیط کی طرف محض ایسے نقطۂ نظر سے اشارہ کرتے ہیں جو اس کے شایانِ شان ہو۔

زموج پردہ بروئے حباب نتواں بست   تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست

ترجمہ: ''موجِ سمندر کے چہرے کو ڈھانپ نہیں سکتی۔ اے بے خبر تم نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں (ورنہ) نقاب کہاں ہے؟''

علاوہ ازیں شاعر ہمیں اپنے جیو آتما the individual کے تصور سے درج ذیل شعر کے حوالے سے آگاہ کرتا ہے:

می کشم چوں صبح از اسباب ایں وحشت سرا   تہمت ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

صبح دراصل نور کے بکھرے ہوئے ذرات کے ایک غیر مرتب اور خلط ملط انبار کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ہم اس کا ذکر ایک ٹھوس concrete شے کے طور پر کرتے ہیں ____ ایک منفرد وحدت اور مادے کے طور پر۔ بیدل کہتے ہیں کہ:

''اس دنیا کے صحرا میں حالات واسباب نے صبح کی مانند مجھ پر ایک ربط مادی کی ایسی تہمت دھری ہے جس کی متحمل میری فطرت نہیں ہوتی۔''(۹۹)

پہلے جملے کے ترجمے پر غور کریں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی ایک بلند مرتبہ مفکر دماغ والے شخص تھے۔ وہ شاعر شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے مفکر ہوئے ہیں۔''

اس ترجمے میں ''دماغ والے شخص'' کے الفاظ زائد ہیں۔ لفظ ''مفکر'' انگریزی متن کے الفاظ "speculative mind" کا درست ترجمہ ہے۔ تاہم، دونوں مترجمین نے "the highest order" کا ترجمہ ''اعلیٰ'' یا ''بلند مرتبہ'' کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ''اعلیٰ ترین درجہ'' ہونا چاہیے۔ اسی طرح انگریزی متن میں لفظ "perhaps" استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے ''شاید''۔ علامہ اقبال نے اس بات کے اظہار کے لیے کہ میں یہ بات اندازے سے کہہ رہا ہوں، میرا گمانِ غالب ہے کہ مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی، شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد سے ہندوستان کے عظیم ترین مفکر اور شاعر ہیں۔ انھوں نے لفظ 'may' استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں لفظ ''شاید'' استعمال نہیں کیا۔ ان کے ترجمے میں لفظ ''شاید'' کے بجائے لفظ ''شاعر'' استعمال ہونے سے جملے کا مفہوم متن کے مطابق نہیں رہا۔ انگریزی متن میں پہلے فارسی شعر کے ساتھ علامہ اقبال نے اس کا مفہوم یا ترجمہ بھی دیا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے علامہ اقبال کے تحریر کردہ اس مفہوم یا ترجمے کو بھی اردو زبان میں بیان کر دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔ انھوں نے اس شعر کا ترجمہ خود کیا ہے۔ ان کا پہلے مصرعے کا ترجمہ علامہ اقبال کے ترجمہ سے مختلف مگر فارسی شعر کے مطابق درست ہے۔ انھیں

چاہیے تھا کہ علامہ اقبال کا تحریر کردہ ترجمہ اردو میں دینے کے بعد حاشیے میں اپنا ترجمہ دے دیتے اور علامہ اقبال کے ترجمے سے اختلاف کی وضاحت بھی کر دیتے۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے دوسرے فارسی شعر کا بھی ترجمہ دیا ہے ان کا یہ ترجمہ بھی علامہ محمد اقبال کے تحریر کردہ ترجمے سے مختلف ہے مگر انھوں نے اس اختلاف کی وضاحت نہیں کی۔ انھوں نے انگریزی مقالے میں علامہ اقبال کے تحریر کردہ اس شعر کے مفہوم کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ علامہ محمد اقبال نے دوسرے فارسی شعر کا ترجمہ تحریر کرنے سے پہلے ''نورِ صبح'' کے بارے میں اپنا فلسفہ بیان کیا ہے اور اس کے بعد شعر کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ مگر ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے شعر کا ترجمہ دیا ہے اور اس کے بعد ''نورِ صبح'' کے بارے میں فلسفۂ اقبال پر مبنی متن کا ترجمہ دیا ہے۔ انھیں چاہیے تھا کہ ترجمے میں کی گئی اس تبدیلی کا ''حاشیے'' میں ذکر کر دیتے۔

کتاب ''افکارِ اقبال'' کا چھٹا مضمون **''فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث''** ہے۔ مثنوی اسرارِ خودی کے انگریزی میں مترجم پروفیسر ڈاکٹر آر۔ اے۔ نکلسن کے استفسارات کے جواب میں علامہ اقبال نے ایک مفصل خط لکھا تھا۔ اس خط کا اردو ترجمہ ''اقبال نامہ'' (حصہ اول) کے صفحہ نمبر ۳۴۰ تا ۳۵۱ پر موجود ہے۔ علامہ اقبال نے ''فلسفہ اسرارِ خودی'' کی وضاحت کے لیے سید نذیر نیازی کو ایک نوٹ تحریر کرایا تھا۔ یہ نوٹ "Basic Philosophy of the Asrar-e-Khudi" کے عنوان سے شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" میں موجود ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس نوٹ کی علمی و ادبی اہمیت کے پیش نظر اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

''فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث'' میں علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ زندگی انفرادیت سے قائم ہے۔ خدا بھی ایک منفرد خودی ہے بلکہ منفرد ترین وجود کا نام ہے۔ منفرد ترین ہستی کی صفات کو زیادہ سے زیادہ اپنا کر ہی انسان منفرد بن سکتا ہے۔ جس کی خودی (انفرادیت) جس قدر مستحکم ہوگی، وہ اتنا ہی زیادہ کامل انسان کہلائے گا۔ ربانی صفات اپنانے سے انسان کی انفرادیت یعنی خودی (شخصیت) مستحکم ہوتی ہے۔ ہر وہ عمل، فلسفہ، فکر، تصور اور فن جس سے شخصیت مستحکم ہو خیر ہے اور جس سے کمزور ہو وہ شر ہے۔ مجموعی طور پر ترجمے کا مفہوم درست ہے۔ تاہم، اس میں چند ایک مقامات پر نظر ثانی اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً

۱۔ ترجمے میں دی گئی حدیث پاک کا عربی متن درست نہیں ہے۔ ترجمے میں ''تخلقوا باخلاق اللہ'' کے بجائے ''تخلقط باخلاق اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ (۱۰۰)

۲۔ درج ذیل جملے کا مفہوم واضح نہیں ہے کیونکہ اس میں کچھ الفاظ لکھے نہیں جا سکے۔

> ''..... جہاں تک خودی کا تعلق ہے کہ جس سے ایک فرد کلیتاً خود کفیل مرکز بن جاتا ہے کیونکہ روحانی اور طبعی طور پر انسان ایک خود کفیل مرکز ہے لیکن وہ ابھی تک مکمل طور پر انفرادیت آئے گی اور جس کو جتنا زیادہ قربِ الٰہی حاصل ہوگا اتنا ہی وہ کامل ترین انسان کہلائے گا۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا کہ وہ بالآخر فنا فی اللہ ہو جائے گا بلکہ اس کے برعکس وہ خدا کو خود میں جذب کرے گا۔'' (۱۰۱)

مندرجہ بالا عبارت دو جملوں پر مشتمل ہے۔ پہلے جملے میں کچھ الفاظ تحریر نہیں ہو پائے جس وجہ سے اس کا مفہوم غیر واضح اور نامکمل ہے۔ دوسرے جملے کا مفہوم بھی مبہم ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی وسعتوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔ اس جملے سے منشائے مصنف یہ ہے کہ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہو جاتا ہے تو اس سے اس کی خودی فنا نہیں ہوتی

بلکہ بقا پاتی ہے۔ترجمے میں منشائے مصنف کا صحیح طور پر اظہار نہیں ہو سکا۔

''افکارِ اقبال'' کا ساتواں مضمون ''**دیباچۂ پیامِ مشرق کے نقوش اولیہ**'' ہے۔علامہ اقبال نے پیامِ مشرق کے دیباچے کا خاکہ انگریزی میں تحریر کیا۔بعد میں انھوں نے اسے اردو زبان تحریر کیا۔ان کا اردو زبان میں تحریر کیا ہوا یہ دیباچہ کتاب کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔پیامِ مشرق کے دیباچے کے انگریزی خاکے میں بعض باتیں دیباچے سے مختصر ہیں اور بعض مفصل تر۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا تا کہ اس کی مدد سے جرمن ادبیات اور تحریک مشرقی کے سلسلے میں علامہ اقبال کے افکار کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔اس دیباچے کا انگریزی متن ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے صفحہ نمبر ۶۷۴ پر ''انگریزی اشارات بسلسلہ دیباچہ پیامِ مشرق'' کے عنوان سے موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اچھے طریقے سے انگریزی متن کا اردو زبان میں مفہوم بیان کیا ہے۔ترجمے میں علاماتِ وقف نہیں دی گئیں۔اسی طرح سہوِ کاتب سے ایک جملے میں لفظ 'رُخی' کے بجائے 'رُخ' لکھا گیا ہے جس سے جملے کا مفہوم واضح نہیں رہا۔ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

English Text

Herder. Did not know Persian. But his didactic tendency made him interested in Sa'di. He translated portions of Gulistan in his Blumen des Paradises. But his eastern studies scarcely influenced his original poems. Unlike his contemporary Geothe he received no impulse from the East which would stimulate him to production. His didactic interest (one sided) rendered him indifferent to Hafiz and caused him to proclaim Sa'di as a model worthy of imitation. It was Hafiz who fired the soul of Geothe and inspired him to write the Diwan. (۱۰۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

گوئٹے اور ہرڈر:۔وہ فارسی نہ جانتا تھا لیکن اس کے اخلاقی رجحان نے اسے مطالعہ سعدؔی کی دلچسپی دی اس نے گل ہائے بہشت کے نام سے گلستان مترجم کے کچھ حصے جرمن میں ترجمہ کیے لیکن اس کے مشرقی مطالعہ کا اس کی اصلی نظموں پر مشکل سے کوئی اثر پڑا اپنے معاصر گوئٹے کے برعکس اس نے مشرق سے کوئی اثر قبول نہ کیا جو اس کی تخلیقات کو تحریک دے سکتا اس کے یک رخ اخلاقی رجحان نے حافظ کے بارے میں اسے غیر متوجہ بنائے رکھا اور وہ سعدی کو ہی تقلید کا نمونہ سمجھتا رہا البتہ یہ حافظ ہی تھا جس نے گوئٹے کی روح کو گرم کیا اور اسے دیوان لکھنے کی تحریک دی۔(۱۰۳)

''افکارِ اقبال'' کا آٹھواں مضمون ''**زندگی کا اندرونی امتزاج**'' ہے۔یہ مضمون "The Inner Synthesis of Life" کے عنوان سے لطیف احمد شروانی کی مرتبہ کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۱۶۲ موجود ہے۔یہ شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" میں بھی اسی عنوان سے موجود ہے۔اس مضمون کا ایک ترجمہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۱۸۷ پر بھی موجود ہے۔یہ ترجمہ اقبال احمد صدیقی نے کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں عبارت کے مفہوم کے ابلاغ پر توجہ مرکوز کی ہے جبکہ اقبال احمد صدیقی نے تحت اللفظی ترجمہ کیا ہے۔انگریزی متن سامنے رکھے بغیر دونوں تراجم کا مطالعہ کریں تو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے متن کا مفہوم قدرے آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے۔اس کے بعد انگریزی متن کے ساتھ موازنہ کریں

تو واضح ہوتا ہے کہ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ زیادہ احتیاط پر مبنی اور تحت اللفظی ہے۔ تاہم، اس میں جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کا خیال رکھا گیا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal Writes:

> The spirit of Ancient India aimed at the discovery of God and found Him. Fortified by this valuable possession Modern India ought to focus on the discovery of man as a personality ___ as an independent "whole" in all embracing synthesis of life if she wants to secure a permanent foundation of her new Nationalism. But does our education today tend to awaken in us such a sense of inner wholeness? My answer is no. Our education does not recognise man as a problem, it impresses on us the visible fact of multiplicity without giving us an insight into the inner unity of life, and thus tends to make us more and more immersed in our physical environment. The soul of man is left untouched and the result is a superficial knowledge with a mere illusion of culture and freedom. Amidst this predominantly intellectual culture which must accentuate separate centres with the "whole" the duty of higher minds in India is to reveal the inner synthesis of life. (۱۰۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

قدیم ہند کی روح نے خدا کی دریافت کو مقصد بنایا اور اسے پالیا۔ جدید ہند اگر اپنی ''نئی قومیت'' کی کوئی مستقل بنیاد حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس قابل قدر میراث سے مستفید ہو کر انسانی شخصیت (خودی) کی دریافت پر اس طرح توجہ مبذول کرنا چاہیے کہ اس میں آزاد اور جامع زندگی کا امتزاج نظر آ سکے۔ لیکن کیا ہماری موجودہ تعلیم ہم میں اندرونی ''کلیت'' کا احساس بیدار کرتی ہے؟ میرا جواب نفی میں ہے۔ ہماری تعلیم کو یہ علم ہی نہیں کہ انسان ایک مسئلہ ہے۔ یہ تعلیم زندگی کے اندرونی امتزاج میں وحدت کی بصیرت پیدا کرنے کی بجائے کثرت کی مظہر حقیقت پر زیادہ زور دیتی ہے اور اس طرح ہمیں ہمارے طبعی ماحول کے زیادہ زیر اثر کر دیتی ہے۔ یوں آدمی کی روح بے حس رہ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ وہ سرسری علم ہوتا ہے جس میں ثقافت اور آزادی ایک سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہاں کی ہمہ گیر ذہنی ثقافت کے جداگانہ مراکز کو 'کل' کے ساتھ ہم صدا ہونا چاہیے تاکہ ہند کے اعلیٰ ذہن کے اندرونی امتزاج کے مظہر بن سکیں۔ (۱۰۵)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

قدیم ہند کی روح نے خدا کو دریافت کرنے کا عزم کیا اور اسے تلاش کر لیا۔ اس بیش قیمت مِلک سے مسلح ہونے کے بعد جدید ہند کو انسان کی بحثیت ایک شخصیت کے بطور ایک آزاد ''کل'' کے دریافت پر توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی۔ زندگی کی ہمہ گیر ترکیب کے ساتھ اگر وہ اپنی نئی قومیت کی مستقل اساس کے حصول کا خواہاں ہے۔ لیکن کیا ہماری تعلیم ہم میں داخلی کلیت کو بیدار کرنا چاہتی ہے؟ میرا جواب ہے ''نہیں''۔ ہماری تعلیم انسان کو ایک مسئلہ کے طور پر تسلیم کرتی۔ وہ زندگی کی داخلی وحدت کے بارے میں آگہی دیئے بنا کثرت کی نظر آنے والی حقیقت سے متاثر کرنا چاہتی ہے اور اس طرح چاہتی ہے کہ ہم اپنے مادی ماحول کی اتھاہ گہرائیوں میں زیادہ سے زیادہ ڈوب جائیں۔ انسان کی روح کو چھوٹے بنا رہنے دیا اور اس کا نتیجہ ہے سطحی علم جس میں ثقافت اور آزادی کا محض خواب سا دکھائی دیتا ہے۔ اس دانشورانہ ثقافت کا تقاضا یہ تھا کہ ''کل'' کے ساتھ ساتھ علیحدہ مراکز پر زور دیا جاتا' ہند میں ذہین افراد کا فرض یہ ہے کہ وہ زندگی کی داخلی ترکیب و ترتیب کا انکشاف کریں۔ (۱۰۶)

راقم الحروف کے مطابق، مندرجہ بالا عبارت کے آخری جملے کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے:

اس ہمہ گیر دانشورانہ ثقافت کو چاہیے تھا کہ کل کے ساتھ ساتھ علیحدہ مراکز کی اہمیت بھی اجاگر کرتی، (اس ثقافت کے حامل) ہندوستان کے زیادہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک افراد کو چاہیے کہ وہ زندگی کی داخلی ترکیب کو منکشف کریں۔

اس کتاب کا نواں مضمون **''میک ٹیگارٹ کا فلسفہ''** ہے۔ اس کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" کے صفحہ ۱۷۸ پر، شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۲۰۴ تا ۲۱۴ تک اور سید عبد الواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ ۱۱۶ پر ملتا ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۲۰۵ پر موجود ہے۔

اس مضمون میں علامہ اقبال نے میک ٹیگارٹ کے فلسفہ کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے میک ٹیگارٹ سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے اور اپنے فلسفۂ حیات اور فلسفۂ خودی کی رو سے میک ٹیگارٹ کے فلسفے کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی اور مہارت سے اس مشکل اور پیچیدہ نفسِ مضمون اور دقیق عبارت پر مشتمل مضمون کا ترجمہ و مفہوم قدرے آسان اور عام فہم اردو میں پیش کیا ہے۔ علامہ اقبال کا یہ مضمون تین حصوں پر مشتمل ہے۔ اس میں علامہ اقبال نے ''گلشنِ رازِ جدید'' کے دو بندوں کا انگریزی ترجمہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں فارسی زبان کے اصل اشعار اور ''توضیحات'' میں ان کا بھی ترجمہ دیا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے مضمون میں پیامِ مشرق کا ایک شعر، جاوید نامہ کا ایک شعر، گلشنِ رازِ جدید کے دو اشعار اور ان کا انگریزی میں ترجمہ دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''توضیحات'' میں ان اشعار کا ترجمہ اور ان کے حوالہ جات دیے ہیں۔ اس سے ان کے ترجمے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں فارسی اشعار تو دیے ہیں مگر ان کا ترجمہ نہیں دیا اور نہ ہی ان کے حوالہ جات دیے ہیں۔ ان اشعار کا انگریزی میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ ان کا اردو میں ترجمہ نہ دینے کی وجہ سے ان کا ترجمہ نامکمل ہے۔ انھوں نے ترجمے کے ساتھ ضروری توضیحات بھی نہیں دیں۔ ان کا زیادہ تر ترجمہ ''تحت اللفظی'' ہے۔ اس وجہ سے اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کی سی روانی نظر نہیں آتی۔ تاہم، ان کے ترجمے میں ''تحت اللفظی'' بندش کی وجہ سے احتیاط کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض فی البدیہہ ترجمہ کرتے تھے وہ عبارت کا مفہوم اخذ کر کے اسے اپنے مخصوص اسلوب میں قلمبند کر دیتے تھے۔ اس لیے ان کے ترجمے میں سلاست و روانی کا عنصر غالب ہے اور ترجمہ سے متن کا مفہوم بھی قدرے زیادہ آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے۔ اس ضمن میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> I agree what you, as you know, in regarding quite untenable the view that finite beings are adjectives of the Absolute. Whatever they are, it is quite certain to me that they are not that.(۱۰۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''میں تم سے متفق ہوں، جیسا کہ تم جانتے ہو کہ موجودات کا مطلق کی صفات ہونا ایک نامعقول اور لغو نقطۂ نظر ہے۔ یہ

(موجودات) جو کچھ بھی ہیں مجھے بالکل یقین ہے کہ یہ وہ کچھ نہیں جو کچھ نظر آتے ہیں۔"(۱۰۸)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ خیال نا قابلِ تسلیم ہے کہ محدود موجودات مطلق کی صفات ہیں۔ وہ جو کچھ بھی ہیں مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ وہ نہیں ہیں جو کچھ نظر آتے ہیں۔"(۱۰۹)

Allama Muhammad Iqbal writes:

I am writing to tell you with how much pleasure I have been reading your poems. Have you not changed your position very much? Surely in the days when we used to talk philosophy together you were much more of a Pantheistic and mystic.

For my own part I adhere to my own belief that selves are the ultimate reality, but as to their true content and their true good my position is, as it was, that that is to be found in eternity and not in time, and in love rather than action.

Perhaps, however, the difference is largely a question of emphasis __ we each lay most weight on what our own country needs. I dare say you are right when you say that India is too contemplative. But I am sure that England __ and all Europe __ is not contemplative enough. That is a lesson that we sought to learn from you __ and no doubt we have something to teach in return.(۱۱۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

"میں آپ کو یہ بتانے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کی نظمیں میں کتنی خوش دلی کے ساتھ پڑھتا رہا ہوں۔ کیا آپ نے اپنا رویہ بہت زیادہ تبدیل نہیں کر لیا ہے؟ یقیناً ان دنوں جب ہم اکٹھے فلسفے پر بحث کیا کرتے تھے تو آپ کہیں زیادہ وحدت الوجودی اور عرفانی تھے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے اس عقیدے پر قائم ہوں کہ خودیاں حقیقتِ مطلقہ ہیں، لیکن جہاں تک ان کی حقیقی صورتِ حال اور حقیقی خاصہ (سُبھ) یعنی معقولیت کا تعلق ہے، میری رائے یہ ہے اور جیسا کہ تھی کہ اسے حقیقی بالذات دیمومت میں تلاش کیا جائے نہ کہ زماں میں۔ اسی طرح عمل سے زیادہ محبت میں۔ شاید، تاہم اختلاف زیادہ تر زور دینے کے مسئلے میں ہے۔ ہم دونوں زیادہ تر اس بات کو وزن دار بنا رہے ہیں جس کی ہمارے اپنے اپنے ملک کو ضرورت ہے۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ بالخصوص جب تم کہتے ہو کہ ہندوستان بے پناہ متفکر اور مشوش ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ انگلستان بلکہ سارا یورپ اس سبق میں جو ہم آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں شریک ہے۔ یقین ہے کہ اس ضمن میں ہم ایک دوسرے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔"(۱۱۱)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

"میں آپ کو بتانے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ مجھے آپ کی نظمیں پڑھتے ہوئے کس قدر مسرت ہوئی کہ آپ نے اپنے رویے میں بہت حد تک تبدیلی پیدا نہیں کر دی ہے؟ یقیناً ان دنوں میں جب ہم فلسفے پر گفتگو کیا کرتے تھے تو آپ زیادہ تر وجودیت اور تصوف کے قائل ہوا کرتے تھے۔"

جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے میں اپنے عقیدے پر قائم ہوں کہ نفوس حتمی حقیقت ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے اصل مشتملات اور صحیح خیر کا تعلق ہے، میرا موقف وہی ہے جو پہلے تھا یعنی ان کی جستجو ابدیت میں ہونی چاہیے زماں میں نہیں اور

عمل کی بجائے محبت میں ہونی چاہیے۔

تاہم اختلاف اس امر پر مبنی ہے کہ ہم کس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک زیادہ اصرار اس بات پر کرتا ہے جو ہمارے اپنے ملک کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آپ درست ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ہند کچھ زیادہ ہی مستغرق فکر ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ انگلستان اور پورا یورپ کافی حد تک مستغرق فکر نہیں ہے۔ یہ وہ سبق ہے جو ہمیں آپ سے سیکھنا چاہیے اور بلاشبہ اس کے عوض سکھانے کے لیے ہمارے پاس بھی کچھ نہ کچھ ہوگا۔(۱۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کے آخری دو جملوں کا ترجمہ موزوں نظر نہیں آتا۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ قدرے بہتر ہے۔ تاہم، اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کے آخر پر ''ہوگا'' کے بجائے ''ہے'' آنا چاہیے تھا۔

''افکارِ اقبال'' کے دسویں مضمون کا عنوان ''**جاوید نامہ**'' ہے۔ اس عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے فارسی مجموعہ کلام ''جاوید نامہ'' کے اسلوب اور اس کے مشمولات کے بارے میں خود علامہ اقبال کے افکار پیش کیے ہیں۔ یہ مضمون ''جاوید نامہ'' کے بارے میں علامہ اقبال کے ایک نوٹ، ان کے ایک لیکچر اور ایران کے سابق وزیر سید ضیاء الدین طباطبائی کے تاثرات پر مشتمل ہے۔

۱۹۳۱ء کے آخری مہینوں میں علامہ اقبال دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں انگلستان گئے۔ ''جاوید نامہ'' اس وقت زیرِ طباعت تھا۔ وہاں (انگلستان میں) علامہ اقبال کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں نیاز محمد خان (این۔ ایم۔ خان) کو ''جاوید نامہ'' کے موضوع اور اسلوب کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھوایا۔ یہ نوٹ مدتوں بعد ''مارننگ نیوز'' کلکتہ کے ۱۹۴۴ء کے عید الفطر ایڈیشن میں شائع ہوا۔ اس کا انگریزی متن سید عبد الواحد معینی کی مرتبہ "Thoughts and Reflections of Iqbal" (شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور، طبع ثانی، ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۹ پر بعنوان "Javed Nama With a Note by N.M. Khan" ملتا ہے۔ اس کا انگریزی متن شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۰ پر بعنوان "Javed Nama" موجود ہے۔

اس نوٹ کے مطابق شاعر اقبال مولانا رومی کے ہمراہ مختلف افلاک کی سیر کرتے ہیں۔ وہاں ان کی مختلف شعراء، ادباء اور سیاسی زعماء سے ملاقات ہوتی ہے۔ ایک مقام پر مولانا رومی رک جاتے ہیں اور اقبال تنہا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر بعض سوالات پوچھتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کی تقدیر اور مستقبل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، جو ان کو دکھایا جاتا ہے۔ آخری حصے میں وہ اپنے بیٹے سے خطاب کرتے ہیں جو دراصل ہر آنے والی نسل سے ایک تخاطب ہے۔

علامہ اقبال نے واضح کیا کہ ''جاوید نامہ'' میں ایشیا کی نامور شخصیتوں اور یورپ کے دو مشاہیر کچنز اور نٹشے کے حوالے سے دورِ حاضر کے تمام جماعتی، اقتصادی، سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور اصلاحی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کا حل تجویز کیا گیا ہے۔

ترجمے کے آخر پر ''حوالے'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کی علمی و ادبی افادیت کے ضمن میں مزید چند اہم امور بیان کیے ہیں جس سے ترجمے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

افکارِ اقبال کے گیارہویں مضمون کا عنوان ''**حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب**'' ہے۔ اس کا انگریزی متن شاہد حسین رزاقی کی مرتبہ کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۲ پر "Corporal Resurrection after Death" کے عنوان سے؛ لطیف احمد شروانی کی مدون کتاب "Speeches, Writings

"and Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۱۸۸ پر "Corporal Resurrection" کے عنوان سے اور سید عبدالواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۲۲۰ پر "Some Study Notes" کے عنوان سے موجود ہے۔ اس کا ''حشر اجساد'' کے عنوان سے اقبال احمد صدیقی کا اردو ترجمہ ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۹ پر موجود ہے۔

اس مضمون میں علامہ اقبال نے دو انگریزی کتب "The Emergence of Life" (نمودِ حیات) اور "Emotion as the Basis of Civilization" (جذبہ بحیثیت اساسِ تمدن) کے حوالے سے جدید سائنس اور فلسفے میں ہونے والی پیش رفت کے حوالے سے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جدید سائنس اور فلسفے میں جوں جوں قطعیت پیدا ہوتی جاتی ہے، یہ دونوں بعض مذہبی عقائد کے بارے میں عقلی جواز مہیا کرتے جاتے ہیں جن کو اٹھارویں اور انیسویں عیسوی صدیوں میں سائنس نے خلافِ عقل اور ناقابلِ یقین قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ پہلی کتاب میں مصنف نے جارج بُول کے ثنائی ریاضیاتی اعداد (0 اور 1) کے نظام کے تحت زمان، مکان، حیات اور حیات بعد الموت کے تصورات پر تفصیلی بحث کی ہے اور حیات بعد الموت کا جواز تسلیم کیا ہے۔ علامہ اقبال نے متعدد آیاتِ قرآنی کے حوالے سے اسلامی عقیدہ حیات بعد الموت بیان کیا ہے۔ دوسری کتاب ''جذبہ بطور اساسِ تمدن'' میں غیر مسلم مصنف نے نماز، زکوٰۃ اور حج کا فلسفہ اتحاد و یگانگت بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ میں نماز، زکوٰۃ اور حج اساسِ اتحاد و یگانگت ہیں۔

دونوں مترجمین (ڈاکٹر محمد ریاض اور اقبال احمد صدیقی) نے اردو زبان میں انگریزی متن کا مفہوم بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ تاہم، انگریزی متن اور اس کے تراجم میں کچھ بڑی اغلاط نظر آئی ہیں۔

۱۔ انگریزی متن کے صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱ پر چند ایک قرآنی آیات کا ترجمہ دیا گیا ہے مگر ان کے حوالہ جات درست نہیں دیے گئے۔ حوالہ (۱۰۱-۹۹, ۲۳) کے ساتھ آیات نمبر ۹۹ تا ۱۰۰ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس میں آیت نمبر ۱۰۱ کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ حوالہ (۲۰-۱۹, ۸۴) کے ساتھ آیات نمبر ۱۹ تا ۲۰ کے بجائے آیات نمبر ۱۸ تا ۱۹ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ آیات کے دیے گئے ترجمے کے مطابق درست حوالہ جات (۱۰۰-۹۹, ۲۳) اور (۱۹-۱۸, ۸۴) ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے افکارِ اقبال کے صفحہ ۱۵۶ پر ان آیات کا درست ترجمہ دیا ہے مگر حوالہ درست نہیں دیا۔ ان کے دیے گئے حوالے (آیہ ۱۰۰ سورہ ۲۳) میں آیات ۱۰۰ تا ۱۰۱ کے بجائے صرف آیہ ۱۰۰ کا اندراج کیا گیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے متن کے مطابق صرف دو آیات (۲۰-۱۹, ۸۴) کا ترجمہ دینے کے بجائے چار آیات (۱۶ تا ۱۹: ۸۴) کا ترجمہ دیا ہے اور متن میں اس اضافے کا کہیں حوالہ نہیں دیا۔ اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں انگریزی متن کے دیے گئے حوالے (۱۰۱-۹۹, ۲۳) کے مطابق تینوں آیات کا ترجمہ دیا ہے مگر حوالہ جات و حواشی میں اس امر کا ذکر نہیں کیا کہ دیا گیا ترجمہ انگریزی متن میں دیے گئے ترجمے سے زائد ہے۔ اسی طرح انھوں نے سورۃ المطففین کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دے کر اس کے ساتھ (۲۰-۱۹, ۸۳) کے بجائے بطور حوالہ (۲۰-۱۹, ۸۴) تحریر کر دیا ہے۔ انھیں دیے گئے حوالے کے مطابق سورۃ انشقاق کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دینا چاہیے تھا۔ انھوں نے سورۃ انشقاق سے قبل کی سورہ مقدسہ (سورۃ المطففین) کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دے دیا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی کتاب "Emotion as the Basis of Civilization" کا نام اور ترجمہ درست نہیں دیا۔ انھوں نے کتاب کا نام میں "Emotions as the bases of Civilization" لکھا ہے۔ انھوں نے کتاب کے نام میں "Emotion" کے بجائے "Emotions" اور "Basis" کے بجائے "bases" لکھا ہے۔ لفظ "bases" انگریزی لفظ "basis" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے بنیادیں۔ کتاب کے عنوان کا ترجمہ ان تبدیلیوں کے مطابق بھی درست نہیں ہے۔ انھوں نے لفظ "bases" کا ترجمہ ''اساس'' (بنیاد) کیا ہے جبکہ اس کا ترجمہ ''بنیادیں'' ہونا چاہیے۔

۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی کتاب "Emotion as the Basis of Civilization" کے درج ذیل اقتباس کے شروع کے چند جملوں کا ترجمہ درست کیا ہے۔ بعد کے جملوں کا صرف مفہوم دیا ہے۔ آخری چند جملوں کا نہ تو ترجمہ دیا اور نہ ہی مفہوم دیا ہے۔ انگریزی متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

Allama Muhammad Iqbal Writes:

The vast difficulty of creating any sense of unity or solidarity in such a group (i.e. composed of different nations with different traditions and outlooks) is apparent. All historians declare that the amazing success of Islam in dominating the world is the astounding coherence or sense of unity in the group, but they do not explain how this miracle was worked. There can be little doubt that the most effective means was prayer. The five daily prayers, when all the faithful, wherever they were, alone in the grim solitude of the desert or in the vast assemblies in a crowded city, knelt and prostrated themselves towards Mecca, uttering the same words of adoration for the one true God and of loyalty to His Prophet, produced an overwhelming effect even on the spectator and the psychological effect of thus fusing the minds of the worshippers in a common adoration and expression of loyalty is certainly stupendous. Muhammad was the first one to see the tremendous power of public prayer as a unification culture and there can be little doubt that the power of Islam is due in a large measure to the obedience of the faithful to this inviolable rule of the five prayers.

The giving of alms to the poor was also a means of developing the sense of brotherhood. So, likewise, was the pilgrimage to Mecca...the pilgrimage proved in the end a great aid in unification, for the men of every tribe and race met at Mecca with a common purpose and in a common worship and a feeling of brotherhood would not but be engendered in the process.(۱۱۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''یہ ظاہر ہے کہ ایک ایسی ملت کے افراد میں اتحاد اور یگانگت کا احساس پیدا کرنا، جو مختلف روایات اور تصورات رکھنے والی اقوام سے مرکب ہو، کتنا دشوار ہے! تمام مؤرخ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کو دنیا پر غلبہ حاصل کرنے میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی اس کا راز مسلمانوں کے تحیر خیز اتحاد اور ان کی باہمی اخوت میں ہے مگر کسی نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ اعجاز کس طرح ممکن ہوا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس کا سب سے موثر ذریعہ نماز ہے مسلمان خواہ وہ صحراؤں کی ہیبت ناک تنہائیوں میں ہو یا کسی گنجان شہر میں یا انسانوں کے اژدھام میں، اسے حکم ہے کہ روزانہ پنج وقتہ مکے کی

طرف منہ کر کے خدائے وحدہ لاشریک کے حضور میں حاضر ہوا اور وہ زمین پر ماتھا ٹیک کر اظہارِ عبودیت کرے اور اپنے رسول ﷺ پر درود بھیجے۔ اس عجیب وغریب اجتماع کا دیکھنے والوں تک پر اثر ہوتا ہے اور جہاں تک عبادت گزاروں کا تعلق ہے، نماز ان کے ذہنوں کو ایک ہی رشتہ عبودیت میں پرو دیتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اسلام کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ نماز ہے۔ اسی طرح خیرات اور حج سے بھی احساسِ یگانگت بڑھتا ہے۔" (۱۱۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے آخری عبارت "The giving of alms...in the process" کا ترجمہ نہیں دیا۔ اس سے پہلے دیا گیا ترجمہ بھی، صرف ترجمانی پر مشتمل ہے۔

اقبال احمد صدیقی نے آخری عبارت کا ترجمہ دیا ہے اور یہ ترجمہ متن کے مطابق درست ہے۔ تاہم ان کے ترجمے میں بھی کچھ کمزوری نظر آتی ہے۔ انھوں نے اقتباس میں دیے گئے جملوں "The five daily prayers...even on the spectator" کا فعل ماضی (past tense) میں ترجمہ کرنے کے بجائے فعل حال (present tense) میں ترجمہ کیا ہے جو کہ خود ان کے اپنے اختیار کردہ تحت اللفظی اسلوبِ ترجمے کے مطابق درست نہیں ہے۔ ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

"کسی ایسے گروہ میں (جو مختلف اقوام پر مشتمل ہو اور جو مختلف روایات اور نظریات کی حامل ہو) اتحاد اور یک جہتی کا شعور پیدا کرنا کس قدر دشوار امر ہے، یہ ظاہر ہے۔ جملہ مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر پر غلبہ حاصل کرنے میں اسلام کی حیرت انگریز کامیابی کا سبب اس گروہ میں تعجب خیز ربط باہمی یا شعور اتحاد تھا لیکن وہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتے کہ یہ معجزہ برپا کیسے ہوا۔ اس باب میں شبہ کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے کہ اس کا موثر ترین ذریعہ نماز تھا۔ روزانہ دن میں پانچ بار جب جملہ مومنین نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، وہ جہاں بھی ہوتے، خواہ وہ صحرا کی عظیم ووسیع پہنائیاں ہوں یا پرہجوم شہروں میں عظیم اجتماعات، ایمان والوں کا رخ کعبہ (مکہ) کی طرف ہوتا اور اسی طرف منہ کر کے رکوع اور سجدے کرتے اور اس دوران توحید الٰہی، عظمت رب اور اس کے رسول (محمد ﷺ) کے ساتھ اعلان وفا کے لیے انھیں لفظوں کا استعمال دیکھنے والوں کو تو حیران وششدر چھوڑ تا ہے لیکن خود عبادت گزاروں کے لیے مشترک الفاظ میں خالق کائنات کی عظمت اور اس کے پیامبر سے وفاداری کے اظہار کا جو نفسیاتی اثر مرتب ہوتا ہے وہ تو یقینی طور سے زبردست ہوتا ہے۔ محمد ﷺ نے سب سے پہلے مختلف تہذیب وثقافت میں اتحاد برپا کرنے کے تعلق میں اجتماعی نماز کی زبردست قوت کو محسوس کیا۔ بلاشبہ اسلام کی قوت اس کے ماننے والوں میں بہت بڑی حد تک حکم نماز پنجگانہ کی تعمیل میں مضمر ہے۔

غرباء میں تقسیمِ خیرات بھی احساسِ اخوت میں ترقی کا ایک بڑا ذریعہ تھا۔ اسی طرح سے مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ۔ اخیر میں حج نے ثابت کیا کہ ایک مشترک مقصد اور مشترکہ عبادت کی غرض سے مکہ مکرمہ میں مختلف قبائل اور نسلوں سے متعلق افراد کا جمع ہونا، باہمی ربط وضبط، میل ملاپ سے ان میں احساسِ اخوت میں اضافے کا باعث بنا ہوگا۔ (۱۱۵)

"افکارِ اقبال" کا بارہواں مضمون **"نیٹشے سے اقبال کا فکری تباین اور تضاد"** ہے۔ علامہ اقبال نے ۱۹۳۷ء کے موسمِ گرما میں سید نذیر نیازی کو یہ مضمون املا کروایا تھا۔ اس ترجمہ شدہ مضمون کا اصل انگریزی متن سید عبدالواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۴ پر "Note on Nietzche" کے عنوان سے موجود ہے۔ یہ مضمون چار ذیلی عنوانات خودی (The Ego)، فوق البشر (The Superman)، نیٹشے کی

مادیت (Nietzsche's Materialism) اور خودی کے معنی (The Meaning of Khudi) پر مشتمل ہے۔
خودی کے عنوان کے تحت خودی کا مفہوم، اسے مستحکم کرنے کے طریقے اور خودی کے استحکام سے دائمی و ابدی بقا کے حصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال بتاتے ہیں کہ نیٹشے خودی کو ایک بے حقیقت اور افسانوی چیز شمار کرتا ہے جبکہ انھوں نے اسرارِ خودی میں خودی کی حقیقت بیان کی ہے۔ ''فوق البشر'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ نیٹشے کا فوق البشر اونٹ کی طرح جفاکش، شیر کی طرح بے رحم قاتل اور بچے کی طرح خوب و بد کی تمیز کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے۔ اس کا فوق البشر حیوانی پیداوار ہے جبکہ اسلام کا انسانِ کامل اخلاقی اور روحانی قوتوں کا امتزاج ہے۔ ''نیٹشے کی مادیت'' کے عنوان کے تحت اس امر کا ذکر ہے کہ نیٹشے اور کارل مارکس دونوں طاقت ور کی بالا دستی کے قائل ہیں۔ کارل مارکس اس بات کا قائل ہے کہ محنت کش، غریب لوگ، سرمایہ دار طبقے سے اقتدار چھین کر نیا معاشرتی نظام نافذ کر دیں گے جبکہ نیٹشے اس بات کا قائل ہے کہ فوق البشر ہی وہ ہستی ہے جو اپنی کھوئی ہوئی طاقت، دوبارہ حاصل کر کے اپنا آپ منوائے گا۔ ''خودی کے معنی'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال بیان کرتے ہیں کہ خودی سے مراد انسان کی ''انا'' ہے۔ اس کے معنی خود اعتمادی، خود وقاری، اپنا تحفظ یا اپنے وجود کا ثبوت دینا ہے۔ حسنِ اخلاق کی بدولت خودی مستحکم ہوتی ہے اور اس سے انتشار اور افتراق کی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے طاقت ملتی ہے۔

اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور خطباتِ اقبال کے حوالے سے تصورِ خودی کو سمجھنے کے لیے اس مضمون کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مہارت سے انگریزی مضمون کا مفہوم اردو زبان میں بیان کیا ہے۔

''افکارِ اقبال'' کے آخری مضمون کا عنوان **''اقبال کے نمونہ ہائے تراجم''** ہے۔ یہ علامہ اقبال کے کسی مضمون کا ترجمہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں علامہ اقبال کی ترجمہ شدہ تحریروں کے حوالے سے ان کے فنِ ترجمے کے محاسن بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ اقبال اخذ و اقتباس کے معاملے میں منفرد اور آزادانہ اسلوب رکھتے تھے۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی متن (اشعار) کا اصل مفہوم نہایت خوبصورتی اور مہارت سے دوسری زبان میں بیان کر دیتے تھے۔ صنائع ادبی، چستیٔ بندش اور حسنِ تراکیب کی رو سے ان کے یہ تراجم اپنی مثال آپ ہیں۔ انھوں نے بعض بظاہر معمولی واقعات سے بصیرت افروز نکات اخذ کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں بہت سی مثالوں کے ذریعے علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمے کے محاسن بیان کیے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے تین ذیلی عنوانات ''عربی سے اخذ و ترجمہ''، ''فارسی سے ترجمے'' اور ''انگریزی سے اخذ و ترجمہ'' کے تحت علامہ اقبال کے فنِ ترجمے کے محاسن پر روشنی ڈالی ہے۔

''عربی سے اخذ و ترجمہ'' کے عنوان کے تحت ''تاریخ المقری'' یعنی حافظ احمد المقری التلسمانی (م ۱۰۴۹ ہجری) کی نفح الطیب فن غصن الاندلس الرطیب، میں مندرج عبدالرحمٰن اول اموی کے ان عربی اشعار کو آزادانہ اردو اشعار میں ڈھالا ہے جو انھوں نے مدینۃ الزہرا (اندلس) میں کھجور کا درخت لگاتے وقت کہے تھے۔ علامہ اقبال کے یہ اشعار بالِ جبریل میں منقول ہیں۔ '' قید خانہ میں معتمد کی فریاد'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال نے اشبیلیہ کے حاکم معتمد بن عباد (۴۶۱۔۴۸۸ ہجری) کے اشعار کا مفہوم اردو زبان میں نظم کیا ہے۔ تقدیر (مکالمۂ ابلیس و یزداں) ضربِ کلیم کی پانچ اشعار پر مشتمل نظم ہے جس کا مفہوم علامہ اقبال نے ابن عربی (۶۳۸ ہجری) کی تصنیف ''الفتوحات المکیہ'' کے ۳۹ ویں باب سے اخذ کیا تھا۔ '' فارسی سے ترجمے'' کے عنوان کے تحت غزنوی دور کے شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵

ہجری) کی ایک دوبیتی اور بالِ جبریل کا ایک قطعہ دیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے نہایت خوبصورتی سے ''آزادانہ تصرف'' سے کام لیتے ہوئے فارسی دوبیتی کا اردو قطعے میں مفہوم بیان کیا ہے۔ دوسرا نمونہ انوری ابیوری (م۵۸۷ہجری) کا سات ابیات پر مشتمل فارسی قطعہ ہے جسے علامہ اقبال نے پانچ ابیات میں ڈھال کر دادِ سخن دی ہے۔

''انگریزی سے اخذ و ترجمہ'' کے عنوان کے تحت خوشحال خان خٹک کے اشعار کے انگریزی ترجمے سے اخذ کیے ہوئے پانچ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد امریکی اور انگلستانی انگریزی شاعروں کی بعض منظومات کے تراجم دیے گئے ہیں۔ ان میں امریکی شاعر ایمرسن کی ''Fable'' اور ''Good Bye''، لانگ فیلو کی ''Day Break'' اور ٹینی سن کی نظم ''Love and Death'' کے تراجم شامل ہیں۔ ان تراجم میں علامہ اقبال نے اصل متن کے فکری و فنی اور علمی و ادبی محاسن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ان کا اردو زبان میں اس طرح سے مفہوم بیان کیا ہے کہ ترجمے میں اصلی فن پاروں کے تمام محاسن فزوں تر ہو گئے ہیں۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عربی سے اخذ و ترجمہ:

بالِ جبریل میں عبدالرحمٰن اول اموی کے چار عربی اشعار کا پانچ اردو اشعار میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ نیچے دیے گئے اردو اشعار میں سے بند اول کے پانچ اشعار اس ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ بند دوم کے اشعار علامہ اقبال کا اپنا اضافہ ہے مگر انھوں نے اس اضافے کی توضیح نہیں کی۔

تبدت لنا وسط الرمانة نخلة — تناءت بارض الغرب عن بلد النخل
فقلت شبیھی فی التغرب والنوی — وطول اکتئابی عن نبی وعن اھلی
نشاءت بارض انت فیھا غریبہ — فمثلك فی الاقتصاء والغتای مثلی
سفتك غواد المزن فی الغتای الذی — یصح و یسمری المساکین بالوبل

اقبال کے اشعار درج ذیل ہیں اور شاعر کے معنی خیز تصرفات دیکھے جا سکتے ہیں:

میری آنکھوں کا نور ہے تو — میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں — میرے لیے نخلِ طور ہے تو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا — صحرائے عرب کی حور ہے تو
پردیس میں ناصبور ہوں میں — پردیس میں ناصبور ہے تو
غربت کی ہوا میں بار ور ہو — ساقی تیرا نم سحر ہو
عالم کا عجیب ہے نظارہ — دامانِ نگہ ہے پارہ پارہ
ہمت کو شناوری مبارک — پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوزِ دروں سے زندگانی — اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
صبحِ غربت میں اور چمکا — ٹوٹا ہوا شام کا ستارہ
مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے — مومن کا مقام ہر کہیں ہے (۱۱۶)

فارسی سے اخذ و ترجمہ:

علامہ اقبال نے غزنوی دور کے شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری (م۵۱۵ھ) کی ایک فارسی دوبیتی کا بالِ جبریل میں

منظوم اردو ترجمہ دیا ہے۔ ترجمے میں انھوں نے فارسی رباعی میں بیان کردہ نفسِ مضمون کو اصل سے بہتر انداز میں پیش کیا ہے۔

مسعود:

باہمت باز پاش و با کبر پلنگ　　زیبا بگہ شکار و پیروز بجنگ
کم کن بر عندلیب و طاؤس درنگ　　کانجا ہمہ بانگ آمد و اینجا ہمہ رنگ

اقبال:

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ　　دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے، شاہین کا تجسس　　جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ
کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ　　بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ (۱۱۷)

انگریزی سے اخذ و ترجمہ:

علامہ اقبال نے کچھ انگریزی نظموں کا بھی منظوم اردو ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت وہ اصل نفسِ مضمون کو نہایت فصاحت و بلاغت سے، فکری و فنی وسعت دے کر نیا تخلیقی شاہکار پیش کر دیتے تھے۔ اس ضمن میں انگریز شاعر لانگ فیلو کی نظم "Day Break" اور اس کا منظوم اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ اقبال کی وسعتِ فکری اور فنی مہارت کی بدولت منظوم اردو ترجمہ طبع آزاد اور آمد بن گیا ہے۔

DAYBREAK

A wind came up out of the sea,
And said, "O mists, make room for me."
It hailed the ships, and cried, "Sail on,
Ye mariners, the night is gone."
And hurried landward far away,
Crying, "Awake! it is the day."
It said unto the forest, "Shout!
Hang all your leafy banners out!"
It touched the wood-bird's folded wing,
And said, "O bird, awake and sing."
And o'er the farms, "O chanticleer,
Your clarion blow; the day is near."
It whispered to the fields of corn,
"Bow down, and hail the coming morn."
It shouted through the belfry-tower,
"Awake, O bell! proclaim the hour."
It crossed the churchyard with a sigh,
And said, "Not yet! in quiet lie."

اجالا جب ہوا رخصت، جبینِ شب کی افشاں کا　　نسیمِ زندگی پیغام لائی، صبحِ خنداں کا
جگایا بلبلِ رنگیں نوا کو آشیانے میں　　کنارے کھیت کے شانہ ہلایا اس نے دہقاں کا
طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا　　اندھیرے میں اڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا
پڑھا خوابیدگانِ دیر پر افسونِ بیداری　　برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ درخشاں کا
ہوئی بامِ حرم پر آکے یوں گویا مؤذن سے　　نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہرِ تاباں کا

پکاری اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر
چٹک او غنچۂ گل! تو مؤذن ہے گلستان کا
دیا یہ حکم صحرا میں، چلو اے قافلے والو!
چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرہ بیابان کا
سوئے گورِ غریباں، جب گئی زندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارہ دیکھ کر شہر خموشاں کا
ابھی آرام سے لیٹے رہو میں پھر بھی آؤں گی
سلاں دوں گی جہاں کو، خواب سے تم کو جگاؤں گی (۱۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات میں افکارِ اقبال کو نمایاں مقام حاصل ہے۔اس کتاب نے فکرِ اقبال کی تفہیم و تسہیل اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔گراں قدر علمی وادبی اہمیت کے پیش نظر اسے بہت پسند کیا گیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر سید سبطِ حسن رضوی لکھتے ہیں:

''چون اغلب آثاروی در پاکستان شامل متون درس است' دانشجو یان آنہارا کرارا مطالعہ می نمایند۔البتہ باوجود تداول خوب زبان انگلیسی در پاکستان' نگارش اقبال برای دانشجو یان صعب ودشوار است وشیوۂ حمل طولانی وبکار بُردن تلمیحات جہانی و اسلامی براین مشکلات اضافہ می نمایند۔علامہ دانشجو یان' مردم تحصیل کردہ دیگر ہم کہ باانگلیسی زیاد آشنا نیستند میخواہند کہ بآن افکار آگاہی داشتہ باشند کہ در مقالات انگلیسی وی بیان گردیدہ است ۔نظر بایں ہدف استاد اقبال شناس دکتر محمد ریاض ۱۲ مقالہ انگلیسی اقبال رابا اردو ترجمہ نمودہ تعلیقات وحواشی سودمند برآنہا افزودہ است وبعضی از امور را باستفادہ نقل نوشتہ ھاو اشعار اقبال در پاورقہا توضیح دادہ است ۔درمقابلہ نہائی اونمونہ ھائی تراجم وتوضیح خود اقبال آنسطور کہ او از عربی وفارسی و انگلیسی ترجمہ نمودہ **ارائہ** دادہ بوذنشان دادہ است عنوان مقالہ ھائی ترجمہ وتوضیح دادہ شدہ بہ اردو بقرار زیر باشد۔'' (۱۱۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''افکارِ اقبال'' کے بارے میں لکھا ہے:

''انگریزی سے اردو ترجمے کا ایک اور کام انھوں نے ''افکارِ اقبال'' کے عنوان سے کیا۔یہ اقبال کے انگریزی مضامین کا اردو ترجمہ تھا۔میرے خیال میں اس ترجمے میں بھی چند ایک خامیاں رہ گئی تھیں۔'' (۱۲۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''افکارِ اقبال'' میں موجود خامیوں کا ذکر تو کیا ہے مگر نشاندہی نہیں کی کہ انھیں اس ترجمے میں کس نوعیت کی خامیاں نظر آئی ہیں۔

سعیدہ مہتاب لکھتی ہیں:

''.....ڈاکٹر محمد ریاض نے ''افکارِ اقبال'' میں اقبال کی انگریزی تحریروں کا اردو ترجمہ کر کے فکرِ اقبال تک رسائی آسان کر دی ہے۔'' (۱۲۱)

ڈاکٹر پروفیسر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے 16 مقالوں کا ترجمہ پیش کیا ہے۔یہ مجموعہ اس لحاظ سے نہایت مفید ہے کہ انگریزی زبان جاننے والے افراد تو اقبال کے انگریزی خطبات سے استفادہ کرتے ہی ہیں لیکن اس کتاب کے ذریعے انگریزی سے ناآشنا افراد بھی بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔.....استاد گرامی ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک مترجم کی حیثیت سے حسن معانی کا خاص خیال رکھا ہے۔جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔'' (۱۲۲)

06- شہپرِ جبریل

ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''شہپرِ جبریل''، علامہ اقبال کے دینی افکار پر مشتمل ڈاکٹر این میری شمل (Dr. Annemarie Schimmel) کی کتاب Gabriel's Wing کا اردو ترجمہ ہے۔ گلوب پبلشرز لاہور نے چار صد اسی (۴۸۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۹۸۵ء میں شائع کی تھی۔

Gabriel's Wing کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں ای جے برل لیڈن، نیدر لینڈز نے شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں اقبال اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔ یہ ایڈیشن چار صد اٹھائیس (۴۲۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب درج ذیل پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

I. MUHAMMAD IQBAL
II. HIS INTERPRETATION OF THE FIVE PILLARS OF FAITH
III. HIS INTERPRETATION OF THE ESSENTIALS OF FAITH
IV. SOME GLIMPSES OF WESTERN AND EASTERN INFLUENCE ON IQBAL'S THOUGHT, AND ON HIS RELATIONS TO MYSTICS AND MYSTICISM
V. TO SUM UP

پہلے چار ابواب میں ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ فہرست عنوانات (Contents) میں ابواب کی فہرست کے بعد BIBLIOGRAPHY اور INDEX دیے گئے ہیں۔ ابواب کی فہرست سے قبل FOREWORD دیا گیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں FOREWORD TO THE REPRINT کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے کے وقت پہلے ایڈیشن کو مدنظر رکھا تھا۔ دوسرا ایڈیشن ان کے ترجمے کی اشاعت کے چار سال بعد ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس لیے اس میں Gabriel's Wing کے دوسرے ایڈیشن میں شامل طبع نو کی پیش گفتار Foreword To The Reprint کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اشاریہ (Index) کا ترجمہ بھی نہیں کیا تھا۔

پیش گفتارِ طبع نو (Foreword To The Reprint) میں ڈاکٹر این میری شمل نے علامہ محمد اقبال کے اردو و فارسی شعر مجموعوں، خصوصاً جاوید نامہ اور ان کے انگریزی خطباتِ اقبال کے حوالے سے ان کے دینی افکار، تصورِ خودی، تصورِ حقیقتِ مطلقہ اور انقلابی فکر و فلسفہ پر تبصرہ کیا ہے۔ انھوں نے فکرِ اقبال اور فکرِ رومی کا موازنہ پیش کیا ہے۔ علامہ اقبال سے اپنے ذہنی و فکری اور قلبی روابط کا ذکر کیا ہے اور اقبالیات، اردو اور اسلامیات سے متعلقہ اپنی چند ایک تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ آخر پر انھوں نے اس امر اور خواہش کا اظہار کیا ہے کہ علامہ اقبال سینۂ قوم میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں اور دعا ہے کہ دل کی طرح قوم کے سینے میں دھڑکتے رہیں یعنی مسلم قوم ان کے افکار سے متاثر ہو کر فکری و عملی اصلاح میں مصروف رہے اور ہر لحاظ سے کمال و بقا حاصل کرے۔

ترجمے کے شروع میں ''تعارف: از ڈاکٹر غلام علی الانا'' اور ''مقدمہ: از مترجم'' دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''پیش گفتار: از مصنف'' کے عنوان سے Foreword کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ بعد میں ترتیب سے تمام ابواب اور کتابیات کا ترجمہ دیا گیا

ہے۔''تعارف'' میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا نے ''شہپرِ جبریل'' کو ڈاکٹر محمد ریاض کی قابلِ تعریف کاوش قرار دیا اور تسلیم کیا کہ یہ ترجمہ دراصل اقبال کے فکروفن بالخصوص ان کے دینی افکار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے۔اس کی بدولت اصل کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع ہوگیا ہے۔اس میں مترجم کی طرف سے قیمتی حواشی کے اضافے اور تسامحات کی نشاندہی کی بدولت ان کی یہ کوشش اقبالیات میں ایک قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱۲۳)

''مقدمہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل (ولادت ۱۹۲۳ء) بون یونیورسٹی اور ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتی ہیں۔علم وادب اور تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے وہ بین الاقوامی طور پر معروف شخصیت ہیں۔انھوں نے اسلامی فکروفن، اقبالیات اور تصوف کے موضوع پر انگریزی، ترکی اور جرمن زبانوں میں منثور ومنظوم کتب، مقالات اور تراجم تخلیق کیے ہیں۔حکومتِ پاکستان نے انھیں ستارۂ قائداعظم اور ہلالِ امتیاز کے علمی اعزازات دیے اور ہمارے ملک کی تین یونیورسٹیاں، سندھ یونیورسٹی، پشاور یونیورسٹی اور قائدِاعظم یونیورسٹی انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی اسناد پیش کرچکی ہیں۔ان کی کتاب ''شہپرِ جبریل'' مجموعی طور پر اقبال پر لکھی جانے والی عمدہ اور اعلیٰ کتابوں میں سے ایک ہے۔اس میں انھوں نے نہایت منفرد انداز سے اسلامی عقائد کے حوالے سے اقبال کے مذہبی افکار بیان کیے ہیں۔(۱۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے کا خاص، منفرد اسلوب رکھتے تھے۔انھوں نے قریباً تمام تراجم اس اسلوب کے مطابق کیے ہیں۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''ترجمے کے سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں متن کو سامنے رکھ کر قلم برداشتہ ترجمہ لکھتا گیا۔نہ عبارت آرائی کی ہے نہ پاک نویسی۔جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کردیے اور کہیں کہیں حواشی متن میں آگئے اور کہیں اس کے برعکس متن حاشیے میں چلا گیا۔پھر بعض حاشیے مترجم کو بے جواز نظر آئے جبکہ بعض توضیحی حواشی کا اضافہ کرنا پڑا۔کوشش یہی رہی ہے کہ افہام وابلاغ مطالب کے سلسلے میں کوئی دشواری نہ رہے۔''(۱۲۵)
>
> ''مصنف نے اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار نیز حضرت علامہ یا دوسروں کی اردو تحریروں کے تراجم دیے تھے۔میں نے اصل کتاب کا متن تلاش اور نقل کیا ہے۔قارئین محسوس کریں گے کہ یہ کام آسان نہ تھا۔پھر حضرت علامہ کی انگریزی کتابوں کے اقتباسات معتبر اور معیاری تراجم میں سے نقل کیے گئے ہیں۔اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے اقتباسات، فلسفۂ عجم (میر حسن الدین)، خطبات انگریزی کے حصے، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (سید نذیر نیازی) اور ڈائری کے اقتباسات، شذراتِ فکرِ اقبال (ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی) سے۔اُمید ہے کہ یہ طریق حوالہ مفید رہے گا۔''(۱۲۶)

کتاب Gabriel's Wing اور اس کے اردو ترجمہ ''شہپرِ جبریل'' کا اول تا آخر تقابل وموازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام ترجمے میں مذکورہ بالا اسلوب اختیار کیا ہے۔کہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے تو کہیں پر بامحاورہ ہے۔بعض مقامات پر ترجمے کے بجائے ترجمانی نظر آتی ہے۔بعض جگہوں پر ترجمے میں متن کا مفہوم واضح کرنے کے لیے کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔کچھ جگہوں پر اصل متن کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔اس طرح انھوں نے اصل کتاب کے مطابق حوالہ جات وحواشی تحریر کرنے کے بجائے اپنی صوابدید کے مطابق حواشی کے مقامات بدل دیے ہیں۔اصل کتاب کے پاورقی میں دیے گئے حواشی متن میں آگئے ہیں اور بعض متن میں دیے گئے حواشی پاورقی میں چلے گئے ہیں۔بعض حواشی

حذف کر دیئے گئے ہیں اور بعض اختلافی و توضیحی حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ان تبدیلیوں، اضافوں اور احذاف کی بعض مقامات پر نشاندہی کی ہے اور بعض مقامات پر اس کی نشاندہی نظر نہیں آئی۔اسی طرح فاضل مترجم نے کتابیات میں سے بھی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیئے ہیں۔ اگر یہ حوالے حذف نہ کیے جاتے تو بین الاقوامی سطح پر بھی اس ترجمے کی حیثیت مستند رہتی اور دیگر ممالک کے محققین، ناقدین وقارئین کے لیے حسبِ ضرورت ان سے استفادہ ممکن ہوتا۔

مصنفہ (ڈاکٹر این میری شمل) نے اپنی کتاب میں علامہ محمد اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار اور تحریروں کے انگریزی میں تراجم دیے ہیں۔فاضل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض نے تصانیفِ اقبال اور دیگر علماء و حکماء کی اصل تصانیف سے ان تراجم سے متعلقہ اصل متن تلاش کر کے دیا ہے جس وجہ سے اس ترجمے کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ Gabriel's Wing کے صفحہ xvi پر فاضل مصنفہ نے مخففات (Abbreviations) دیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں اختیار کیے گئے اردو مخففات کا اصل کتاب کے مقابلے میں قدرے اختصار سے ذکر کیا ہے۔

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں نہایت خوبصورتی سے اصل کتاب کا نفسِ مضمون بیان کیا ہے اور متن کے حقیقی مفہوم سے کہیں بھی اعراض نہیں کیا۔تاہم انھوں نے ''حواشی'' اور ''کتابیات'' کے ترجمے میں جو اختصار اختیار کیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔اگر وہ حواشی و کتابیات سے متن حذف نہ کرتے اور انھیں مختصر نہ کرتے تو زیادہ سے زیادہ آٹھ دس صفحات مزید لکھنا پڑتے اور ترجمے کا معیار بھی متاثر نہ ہوتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں اختلافی، توضیحی، تنقیدی اور تحقیقی حواشی بھی دیے ہیں جن کی بدولت یہ ترجمہ تحقیقی و تنقیدی مطالعے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔مترجم نے کتاب کے اکثر صفحات پر ایسے حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں ''مترجم'' کا لفظ لکھ کر ان کی حیثیت بھی متعین کر دی ہے۔مترجم کے لکھے ہوئے بعض ایسے حواشی بھی نظر آتے ہیں جن کے ساتھ لفظ ''مترجم'' نہیں لکھا گیا۔(۱۲۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ایک اور کمزوری یہ نظر آتی ہے کہ انھوں نے کتاب کے Index کا ترجمہ نہیں دیا اور نہ ہی مترجمہ کتاب کا اشاریہ مرتب کیا ہے۔اگر ترجمے میں ''اشاریہ'' شامل کر دیا جاتا ہے تو اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمہ اور ان کے ترجمے کی خوبیوں اور اصلاح طلب پہلوؤں سے آگاہی کے لیے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب Gabriel's Wing کا پیش گفتار (Foreword) تین صفحات (vii to ix) پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ''پیش گفتار'' کے عنوان سے ترجمہ کیا ہے۔اصل متن سترہ (۱۷) عبارتوں پر مشتمل ہے جبکہ اس کا ترجمہ تیرا (۱۳) اردو عبارتوں پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام ترجمے میں اپنی صوابدید کے مطابق عبارتیں بنائی ہیں اور اصل متن کے مطابق ہر ایک عبارت کا الگ الگ ترجمہ نہیں دیا ہے۔انھوں نے Foreword میں سے تین عبارتوں کا ترجمہ نہیں دیا ہے۔صفحہ نمبر viii سے پہلی دو عبارتیں حذف کر دی گئی ہیں۔مترجمہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱ پر علامتِ حذف دی

گئی ہے اور حاشیہ میں وضاحت دی گئی ہے کہ ان عبارتوں میں کتاب کے انگریزی اسلوب اور املا کا ذکر ہے جسے ترجمہ کرنا غیر ضروری تھا۔

پیش لفظ (Foreword) کے آخر پر فاضلہ مصنفہ ٹائپسٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

"And I thank Mrs. Anny Boymann for typing the manuarcript so corefully.(۱۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا بھی ترجمہ نہیں کیا اور حذف کے مقام پر علامتِ حذف دے کر حاشیہ میں لکھ دیا ہے:

''امسودے کی ٹائپسٹ کا شکریہ (مترجم)'' (۱۲۹)

مندرجہ بالا جملہ حذف کرنے کے بجائے اگر ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو کچھ فرق نہ پڑتا۔

باب اول (Muhammad Iqbal) میں The Historical Background (تاریخی پس منظر) کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

Iqbal has praised him in his poetry as

the moth around the flam of Divine Unity
He sat, like Abraham, inside the idol-temple (R 113)

(the prophet Abraham is the true monotheist who had broken the idols of his father, cf IIIC). Already in 1910, Iqbal was aware of the importance of Aurangzeb for the history of Muslim India--as contrasted to the all-embracing mystical sway of his unfortunate brother Dara Shikoh:(۱۳۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''اقبال نے اپنی شاعری میں اورنگزیب کی بہت تعریف کی ہے۔ جیسے:

شعلۂ توحید را پروانہ بود   چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود (ر۔ب)

اس قسم کے اشعار لکھنے سے قبل (۱۹۱۰ء میں) اقبال نے برصغیر کی تاریخ میں اورنگ زیب کی اہمیت کے بارے میں اپنی آگاہی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اورنگ زیب نے صوفیہ کے اثر و رسوخ اور اپنے بدقسمت بھائی داراشکوہ پر بڑی مشکل سے غلبہ پایا تھا۔ ان کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

محمد اقبال نے اپنی شاعری میں اورنگ زیب کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

شعلۂ توحید را پروانہ بود   چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود

ترجمہ: وہ توحید کے شعلے کا پروانہ تھا
وہ اس بت خانے میں ابراہیمؑ کی طرح تھا

ابراہیم علیہ السلام سچے توحید پرست تھے جنھوں نے اپنے والد کے بتوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ محمد اقبال مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں اپنے بدنصیب بھائی داراشکوہ کے ڈگمگاتے تصوف کے برعکس اورنگ زیب کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے:(۱۳۱)

انگریزی متن سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا موازنہ کرنے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ پہلی سطر میں 'him' کا ترجمہ 'اُس کی' ہونا چاہیے اور ''اورنگ زیب'' کا نام قوسین میں آنا چاہیے۔

۲۔ ترجمے میں ''رموزِ بے خودی'' کے انگریزی ترجمے کی جگہ پر اصل فارسی شعر دیا گیا ہے جو کہ نہایت مستحسن بات ہے۔ اگر اس شعر کے حوالے میں صفحہ نمبر دے دیا جاتا اور ساتھ ہی شعر کا اردو ترجمہ دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

۳۔ شعر کے بعد قوسین میں دیے گئے انگریزی جملے کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اس طرح ایک جملے کا ترجمہ حذف کرنے کی کوئی خاص وجہ سمجھ نہیں آتی۔

۴۔ زیرِ تبصرہ عبارت کے آخری طویل جملے کا ترجمہ درست نظر نہیں آتا۔ اس جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہوسکتا ہے:

''اس (قسم کے اشعار لکھنے) سے قبل ۱۹۱۰ء میں اقبال مسلم انڈیا کے لیے، اورنگ زیب کے بدقسمت بھائی داراشکوہ کی مکمل صوفیانہ وارفتگی (all-embracing mystical sway) کے مقابلے میں، اورنگ زیب کی اہمیت سے آگاہ تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا مفہوم واضح کرنے کے لیے ترجمے میں اضافہ کر دیا کہ ''ان کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔'' اسی ضمن میں انھوں نے اس صفحہ کے پاورق میں نوٹ دیا ہے:

''اس کے آزاد اور ملخص اردو ترجمے کا عنوان 'ملتِ بیضا ایک عمرانی نظر' ہے (پورا انگریزی متن اب مجلّہ 'تحقیق' لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء (مترجم))''

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے کا مفہوم واضح کرنے اور فکرِ اقبال کی ترجمانی کا احسن طور پر حق ادا کرنے کے لیے، ترجمے میں اضافے سے اور حواشی میں توضیحی نوٹ دے کر اورنگ زیب اور داراشکوہ کے فکری تضاد کی وضاحت کی ہے اور ساتھ ہی شذراتِ فکر اور ان کے لیکچر کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ اقبال کے کلام کے علاوہ ان کے منثور آثار کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ ۱۹۱۰ء سے قبل ہی اورنگ زیب کے بارے میں خاص نقطہ نظر قائم کر چکے تھے۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں اس طرح کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔ انھوں نے فارسی شعر اور اس کا ترجمہ تو دیا ہے مگر شعر کا حوالہ نہیں دیا جبکہ انگریزی متن میں حوالہ (R113) دیا گیا ہے۔ ان کا آخری جملے کا ترجمہ متن اور مفہوم کے لحاظ سے ادھورا ہے۔ انھوں نے ترجمے میں سن ۱۹۱۰ء کا ذکر نہیں کیا۔ الفاظ 'for the history of Muslim India' کا ترجمہ 'مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ' کیا گیا ہے۔ ترجمے میں لفظ 'سیاسی' اضافی ہے اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے پر انتقادات میں اس طرح کے اضافوں یا تبدیلیوں پر بھی گرفت کی ہے اور چند ایک مثالوں کی بنا پر ان کے ترجمے کو غیر معیاری قرار دیا گیا ہے۔ فاضل مترجم نعیم اللہ ملک نے فارسی شعر کے بعد کے جملے میں دیے گئے حوالے "cf. IIIC" سے متعلقہ درج ذیل توضیحی نوٹ کا ترجمہ بھی نہیں دیا:

cf. also his speech: Islam, as a social and political ideal, in which he underlines the importance of Aurangzeb even more. (Aligarh, 1910).

ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا توضیحی نوٹ کا ترجمہ دیا ہے۔ نعیم اللہ ملک نے الفاظ 'all-embracing mystical sway' کا ترجمہ کرتے وقت لفظ 'all-embracing' کا مفہوم نظر انداز کر دیا ہے:

all-embracing = including, covering or applying to all ہمہ گیر

mystical sway = influenced by mysticism صوفیانہ خودوارفتگی

باب اول کے آخر پر ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

The poet was aware that it was a difficult task to become a Muslim in this sense of the word--he himself reminds his reader in the Javid nama (J 1122f.) of the story told by Moulana Rumi about the Magian priest who did not embrace Islam because he saw before him the example of his neighbour, the great mystic Bayezid Bistami, and was afraid that he never would reach these heights of the living faith.

When I say 'I am a Muslim' I tremble, because I know the difficulties of the witness: "There is no God but God"! (AK 81).

From this basis we may interpret Iqbal's doctrine of God and man, and show how he understands the contents of the Muslim Creed, and the Five Pillars of Faith.)(۱۳۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر فلسفی کو مگر احساس تھا کہ عملی مسلمان بننا آسان نہیں۔ جاوید نامے میں اس نے خود رومیؔ کی مثنوی سے ایک داستان نقل کر کے نصب العینی مسلمان بننے کی مشکلات بتادی ہیں۔ ہوا یہ کہ کسی مجوسی کو ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا:

''اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید بسطامی عمل پیرا ہیں تو میں اس پر عمل کرنے کی اپنے آپ میں سکت اور اہلیت نہیں پاتا۔'' ارمغان حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمابؐ)

بنور تو برافروزم نگہ را   کہ بینم اندرون مہر و مہ را

چو میگویم مسلمانم، بلرزم   کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اقبال کے ان مذہبی محرکات کی روشنی میں ہمیں اس کے خدا اور انسان کے تصور کی وضاحت کرنا ہے۔ اور اس کی تصانیف سے دین اسلام کی تعلیمات خصوصاً ارکان خمسہ اسلام کے سمجھنے کی کوشش کرنی ہے۔

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا کہ ان اوصاف کا حامل مسلمان بننا ایک مشکل کام ہے۔ انھوں نے جاوید نامے میں مولانا رومیؔ کی زبانی اس عابد وزاہد آتش پرست کا قصہ بیان کیا ہے جو عظیم صوفی بایزید بسطامی کا ہمسایہ تھا اور جسے ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس مجوسی نے جواب میں کہا: ''اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید عمل پیرا ہیں تو مجھ میں اس زندہ دین کی رفعتوں پر پہنچنے کی ہمت نہیں۔''

چو می گویم مسلمانم، بلرزم   کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

ترجمہ: میں جب خود کو مسلمان کہتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں

کیوں کہ میں ''لا الہ'' کی مشکلات جانتا ہوں

اس بنیادی نکتے سے ہم خدا اور انسانوں کے بارے میں محمد اقبال کے نظریے کی تشریح کر سکتے اور یہ واضح کر سکتے ہیں کہ دین اسلام اور اس کے پانچ ارکان کے متعلق ان کا نقطہ نظر کیا تھا۔ (۱۳۳)

مذکورہ بالا تراجم کا متن سے موازنہ کرنے پر درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن کا تحت اللفظی ترجمہ نہیں کیا ہے۔اس ترجمے میں جملوں کی بناوٹ اور زمانے (tenses) بھی مدنظر نہیں رکھے گئے۔تاہم انھوں نے متن کا حقیقی مفہوم کافی حد تک درست بیان کیا ہے۔اس کے پہلے طویل جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہوسکتا تھا:

"شاعر (علامہ اقبال) آگاہ تھے کہ لفظ مسلمان کے حقیقی مفہوم کے مطابق مسلمان بننا مشکل کام ہے۔وہ اپنے قاری کو جاوید نامہ میں مولانا رومی کی بیان کردہ ایک مجوسی پادری کی کہانی یاد دلاتے ہیں جس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اپنے ہمسائے عظیم صوفی بایزید بسطامی کے کردار کا مشاہدہ کرچکا تھا اور خوف زدہ تھا کہ وہ ایمان کے ان اعلیٰ مدارج تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن میں اسرار خودی کے دیے ہوئے شعر کے ترجمے سے متعلقہ نہ صرف یہ کہ اصل فارسی شعر دیا ہے بلکہ اس سے قبل کا بھی شعر دے دیا ہے۔انھوں نے ترجمے میں اس شعر کے اضافے کا 'حواشی' میں ذکر نہیں کیا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے فارسی اشعار کا حوالہ اور اردو ترجمہ بھی نہیں دیا ہے۔

۳۔ انھوں نے مذکورہ بالا انگریزی متن کے آخری جملے کا جو ترجمہ دیا ہے وہ نہ تو تحت اللفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔ان کا یہ ترجمہ متن کے مفہوم اور ترجمانی پر مشتمل ہے۔اس کا ترجمہ اس طرح سے ہوسکتا ہے:

"اس بنیاد پر ہم خدا اور انسان کے بارے میں اقبال کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں اور وضاحت کرسکتے ہیں کہ وہ اسلامی ضابطہ حیات اور ارکان خمسہ کے بارے میں کیا سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔"

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں دیے گئے اشعار ارمغانِ حجاز فارسی کے حصہ "حضور رسالتؐ" کی ایک رباعی کے اشعار ہیں۔ان کا ترجمہ و مفہوم یہ ہے:

"میں آپؐ کے نور سے اپنی نگاہ کو روشن کررہا ہوں جس کے نتیجے میں، میں سورج اور چاند کے اندر دیکھتا ہوں یا میں دیکھ لوں۔(آپؐ کی تعلیمات اور آپؐ سے عشق کی بنا پر کائنات کے راز مجھ پر کھل جاتے ہیں یا کھل سکتے ہیں۔)

جب میں یہ کہتا ہوں کہ "میں مسلمان ہوں" تو میں کانپ اٹھتا ہوں، کیونکہ میں لا الٰہ (اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور حضورؐ اس کے رسول ہیں۔توحید) کی مشکلات سے آگاہ ہوں۔" مراد یہ ہے کہ زبانی کلمہ پڑھ لینا آسان کام ہے، اس پر عمل کرنا اور اس سے متعلق ذمہ داریاں نبھانا بہت ہی مشکل کام ہے۔(۱۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں دیے گئے فارسی اشعار کا جو حوالہ دیا ہے وہ نامکمل ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"ارمغانِ حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمآبؐ)" (۱۳۵)

دیے گئے حوالہ میں لفظ "رباعی" نہیں دیا گیا۔یہ رباعی "حضور رسالتؐ" کے عنوان سے دی گئی ہے نہ کہ "حضور رسالتمآب ﷺ" کے عنوان سے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک نے بھی ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کو مدنظر نہیں رکھا اور ترجمے کے بجائے ترجمانی کی ہے۔انگریزی متن کے ابتدائی الفاظ سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت لفظی نزاکتیں مدنظر نہیں رکھی گئیں۔ابتدائی الفاظ "The poet was aware.." کا ترجمہ 'شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا' کیا گیا ہے۔اس میں لفظ 'پورا' اضافی ہے۔اگر انگریزی متن میں "fully aware" کے الفاظ استعمال ہوتے تو پھر ترجمے میں لفظ 'پورا' یا 'مکمل' کا استعمال روا تھا۔تمام ترجمے میں یہی روش نظر آتی ہے۔انگریزی

متن میں دیے گئے حوالہ جات (AK81,1122f) اردو ترجمے میں مفقود ہیں۔ تاہم، مجموعی طور پر ترجمہ متن کے مفہوم کے قریب تر ہے۔

Gabriel's Wing کے باب دوم (ص ۸۶ تا ۲۰۱) کے آخر سے ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

In his literary condemnation of the tenants of the Qadiani-sect which was, in the thirties, most active in the Punjab, it is one of the points of controversy--besides the problem of the finality of Prophethood--that the Qadianis and Ahmadis advocated a purely spiritual interpretation of jihad.

The shaikh has given a fetwa: It is the time of the pen,
Now there is no more work left for the sword! (ZK 22).

He has even depicted Satan in a poem, composed in 1936, as an advocate of this conviction and has made him declare that Holy War was now forbidden for the Muslims of this age--a hint to the Qadinani doctrine.(۱۳۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

۱۹۳۵ء کے لگ بھگ' پنجاب میں بالخصوص احمدیوں اور قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات بھڑکے اور اقبال نے ان کے خلاف جو کچھ لکھا وہ مسئلہ ختم نبوت کے علاوہ جہاد کے سلسلے میں ہے کیونکہ یہ لوگ جہاد بالسیف کے مخالف ہیں:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے　　دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر (ض ک)

۱۹۳۶ء میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے عنوان سے اقبال نے جو طویل اردو نظم لکھی، اس میں ابلیس اس بات سے خرسند نظر آتا ہے کہ اس عصر کے مسلمان روحِ مقاومت اور جذبہ جہاد سے بالکل غافل ہو چکے ہیں اور ضمناً یہاں بھی احمدیوں اور قادیانیوں پر انتقاد ہے:

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید　　ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام (ا ح)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

۱۹۳۰ء کے عشرے میں قادیانیوں کے خلاف، جو پنجاب میں بہت سرگرم ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے علاوہ جہاد کے مسئلے پر بھی نزاع پیدا ہو گیا اور قادیانی جہاد کی خالص روحانی تعبیر کرنے لگے (منیر رپورٹ صفحات ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۲۲، ۲۲۵) تو محمد اقبال نے قادیانیت کے بانی پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے　　دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

محمد اقبال نے ۱۹۳۶ عیسوی میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے عنوان سے جو نظم لکھی، اس میں شیطان بھی اس عقیدے کی وکالت کرتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے لیے جہاد ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ یہاں شاعر کا اشارہ قادیانی نظریے کی جانب ہے۔(۱۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا اصل متن سے موازنہ کریں تو درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ اصل متن کے لحاظ سے یہ ترجمہ نہ تو تحت اللفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ ہے۔ ترجمہ دراصل اصل متن کی ترجمانی اور مفہوم پر مشتمل ہے۔

۲۔ ترجمے میں بیان کردہ ضرب کلیم کے ایک شعر کے ترجمے کے بجائے اصل شعر دیا گیا ہے جو ایک مستحسن بات ہے۔

۳۔ ترجمے میں ارمغانِ حجاز اردو (ص ۶۴۹) سے ایک شعر دیا گیا ہے۔ جس کا اصل متن میں ذکر نہیں مگر متن کے مفہوم کے لحاظ سے یہ شعر درست ہے۔ حواشی میں اس اضافہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ اشعار کے دیے گئے حوالہ جات بھی نامکمل ہیں۔ ان اشعار کے مآخذات کے ساتھ صفحہ نمبر بھی دیے جانے چاہییں تھے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی مفہوم کے ابلاغ پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ ترجمے میں انگریزی متن کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔ ضربِ کلیم کا شعر بھی بغیر حوالہ کے دیا گیا ہے۔ ترجمے میں منیر رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ پاورق میں یا الگ سے حوالہ جات و حواشی کے عنوان کے تحت دیا جانا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ انگریزی متن میں دیے گئے توضیحی نوٹ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تاہم، بحیثیت مجموعی، نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔

باب سوم (ص ۳۰۲ تا ۳۱۵) کے ترجمہ (ص ۳۴۷ تا ۳۸۶) سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

> How revolutionary such an expression was, can be understood from the famous story which is contained in Attar's both prose and poetry: that a certain mystic who claimed to have reached the stage of satisfaction (rida) asked God "O my Lord, art Thou satisfied with me that I am completely satisfied with Thee? And the answer came: Thou liar--if thou werest satisfied with us thou wouldst not have asked Our satisfaction!" 1840 (۱۳۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

'مقامِ رضا' نہایت بلند ہے اور اس کی اہمیت کے بارے میں ہم کسی صوفی کی ایک داستان کی طرف اشارہ کر دیں جسے عطاؔر نے نثر (تذکرۃ الاولیا، ج ۲) اور نظم (الٰہی نامہ) دونوں میں لکھا ہے۔ ہوا یہ کہ 'مقامِ رضا' پر پہنچنے کے دعویدار ایک صوفی نے خدا سے مناجات کی: ''خدایا، میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے مکمل طور پر راضی ہے؟'' اسے جواب سنائی دیا: ''تم جھوٹے ہو۔ اگر تم واقعی مجھ سے راضی ہوتے، تو تمھیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

یہ اندازِ تخاطب کس قدر انقلابی نوعیت کا ہے، اس کا اندازہ اس مشہور قصے سے لگایا جا سکتا ہے جسے عطاؔر نے نثر اور شاعری دونوں میں بیان کیا ہے: ایک صوفی نے، جو مقام رضا پر پہنچنے کا دعویدار تھا، خدا سے سوال کیا: خدایا! میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے پوری طرح راضی ہے؟ اس پر اسے خدا کی جانب سے یہ جواب ملا: اے جھوٹے اگر تم مجھ سے واقعی راضی ہوتے تو تمھیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی! (۱۳۹)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بہت موزوں اور رواں ہے۔ الفاظ کا انتخاب خوبصورت ہے۔ ترجمہ پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ انگریزی متن سے متعلقہ ایک توضیحی نوٹ صفحہ کے زیریں حاشیے میں دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل حاشیے میں لکھتی ہیں:

> "184) Attar, Ilahinama ed. Ritter, p/209; the same story almost al-Husri in his Tadhkira II 175."(۱۴۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ حاشیے میں دینے کے بجائے ترجمے کے ساتھ ہی قوسین میں دیا ہے۔ ان کے ترجمے

میں دیے گئے حوالہ جات بھی اصل انگریزی متن کے لحاظ سے نامکمل اور مختصر ہیں۔

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔انھوں نے متن سے متعلقہ حاشیے کا ترجمہ نہیں دیا۔ان کے ترجمے میں خط کشیدہ الفاظ "پوری طرح" اور ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں شامل الفاظ "مکمل طور پر" زائد از متن ہیں۔

باب سوم سے ایک اور اقتباس اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

On the question of the poet why this mysterious world is still hidden in its veils and has not yet realized in full during the 13 centuries of Islamic history Afghani again attacks the conventional mollas whose eyes are blinded against the sun of Divine truth, and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book. In this interpretation the Quran is not merely the single remedy for individuals and nations.

do you not know: the burning of your reciting of the Quran makes different the destiny of life? (AH 133)

but the eternal leader for humanity:

its wisdom is the jugular vein of the nation (R 117)

says Iqbal with an open reference to Sura 50/16 according to which God is nearer to man than his jugular vein.(۱۴۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر کے اس سوال پر کہ تاریخ اسلام کی صدیاں گزر جانے کے باوجود عالم قرآنی اب تک مشہود کیوں نہ ہو سکا سید موصوف ملاؤں پر انتقاد کرتے ہیں وہ کہتے کہ ملا کی آنکھیں صدق الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔وہ اقبال سے کہتے ہیں کہ کتاب اللہ کے حقائق تم بیان کرو۔اس توضیح کی رو سے،جیسا کہ اقبال نے دوسری کتابوں میں بھی لکھا،قرآن مجید مسلم افراد یا اقوام کا ہی نہیں' ساری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے اور جس طرح خدا انسان کی شاہ رگ سے قریب ہے (القرآن ۱۶-۵۰)اس کی وحی بھی افراد واقوام کی شاہ رگ سے قریب تر ہے:

تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو دگرگون کرد تقدیرِ عمر را (اح)
قلب مسلم را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است (رب)
(۱۴۲)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

شاعر یہ سوال کرتا ہے کہ یہ پراسرار دنیا اب تک پردوں میں کیوں مستور ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود عالم قرآنی اب تک کیوں مشہود نہیں ہو سکا؟ جمال الدین افغانی اس کے جواب میں روایتی ملاؤں پر پھر حملہ کرتے ہیں جن کی آنکھیں صدقِ الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔وہ محمد اقبال سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی داخلی عظمت اور دلفریبی کی تبلیغ کا فریضہ وہ خود انجام دیں۔اس سلسلے میں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ قرآن صرف افراد اور قوموں کا ہی نہیں، پوری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے۔

ز شامِ ما بروں آور سحر را بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو دگرگون کرد تقدیرِ عمرؓ را

ترجمہ: ہماری شام سے صبح نکالو

اہلِ نظر کو پھر قرآن کی طرف بلاؤ
تم جانتے ہو کہ تمھاری قرأت کے سوز نے
جنابِ عمرؓ کی تقدیر بدل دی تھی

قرآن حکیم پوری نوعِ انسانی کا ابدی رہنما ہے:

قلب مومن را کتابش قوت است　　حکمتش حبل الورید ملت است

ترجمہ: قرآن قلبِ مومن کے لیے قوت ہے
قرآن کی حکمت ملت کی شاہ رگ ہے

یہاں محمد اقبال نے قرآن پاک کی پچاسویں سورہ قٓ کی سولھویں آیت کا کھلا حوالہ دیا ہے جس میں ارشادِ خداوندی ہے:
اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بھی دراصل، انگریزی متن کی ترجمانی پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل نے ارمغانِ حجاز کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ دیا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ اس شعر میں حضرت عمر فاروقؓ کی تلمیح استعمال کی گئی ہے۔ شعر کے انگریزی ترجمے میں ''عمر'' سے مراد ''زندگی'' لی گئی ہے اور اس کا ترجمہ ''life'' کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں ارمغانِ حجاز کا فارسی شعر دے کر حاشیہ میں ڈاکٹر این میری شمل کے تسامح کی وضاحت کر دی ہے۔ انگریزی متن میں رموزِ بےخودی کے ایک شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں مکمل شعر دیا ہے۔ مگر اس اضافے کا حاشیے میں ذکر نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر بھی درست نہیں۔ اس میں لفظ ''مسلم'' کی جگہ پر ''مومن'' آئے گا۔

اصل متن بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی	ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر
قلب مسلم را کتابش قوت است	قلبِ مومن را کتابش قوّت است
حکمتش حبل الورید ملت است (۱۴۳)	حکمتش حبلُ الورید ملّت است

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ متن کے مطابق اور درست ہے۔ انھوں نے ترجمے میں ارمغانِ حجاز کے ایک کے بجائے دو اشعار دیے ہیں۔ پہلا شعر اضافی ہے۔ اصل متن میں پہلا شعر نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترجمے میں اشعار کے حوالہ جات (AH33, R11) بھی نہیں دیے جبکہ انگریزی متن میں یہ دیے گئے ہیں۔ ان کے ترجمے میں انگریزی متن "but the eternal leader for humanity" کا ترجمہ دوبار دیا گیا ہے۔ ترجمے کے خط کشیدہ حصے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسی طرح دونوں مترجمین نے پہلے جملے کے درج ذیل آخری حصے کا ترجمہ بھی درست نہیں کیا:

".... and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book."

راقم الحروف کے نزدیک مندرجہ بالا اقتباس کا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے:

''۔۔۔ اور اقبال سے کہتے ہیں کہ وہ خود اس آسمانی کتاب کے (انمول) باطنی حقائق کی تعلیم دیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔''

جناب نعیم اللہ ملک نے لفظ 'practice' کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ قرآنی تعلیمات کے اثرات کے لیے لفظ

''دلفریبی'' موزوں نہیں ہے۔قرآنی تعلیمات سے دل ہدایت پاتے ہیں، بھٹکتے نہیں ہیں۔

باب چہارم (ص۳۱۶ تا ۳۷۶) کے ترجمے (ص۳۸۷ تا ۴۵۶) سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

The deep veneration and admiration which Iqbal felt for the generations of great practical mystics thanks to whom India had become partly islamized, is palpable in many of his poems, starting with the Bang-i-Dara where he glorifies the refuge of the wanderer, the sanctuary of the mahbub-i ilahi, the divinely Beloved (i.e Nizamaddin Auliya) in Delhi (BD 87), and writes a poem on Abdulqadir Gilani who has been, in India, the object of a whole literature of hymnical praises.)(۱۴۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

البتہ جن صوفیوں کے ذریعے برصغیر میں اسلام کو فروغ ہوا، ان کی اقبال نے خوب توصیف کی ہے۔ان میں ایک محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی ہیں (ب د: التجائے مسافر) اور دوسرے پیر دستگیر عبدالقادر گیلانی ہیں جن پر اسی کتاب (ب د) میں ایک نظم ہے اور شعراء نے ان کے مناقب فراوانی کے ساتھ لکھے ہیں۔

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

محمد اقبال کے دل میں عظیم صوفیہ حضرات کے لیے عزت و احترام کے گہرے جذبات موجزن تھے جن کی برکت سے ہندوستان میں اسلام کے فروغ میں مدد ملی تھی۔اس کا اظہار بانگِ درا کی نظم 'التجائے مسافر' سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے دہلی کے نظام الدین اولیا کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔اسی کتاب میں انھوں نے عبدالقادر جیلانی کے عنوان سے بھی ایک نظم لکھی ہے۔(فاضل مصنفہ یہاں غلطی سے مدیر مخزن عبدالقادر کو عبدالقادر جیلانی سمجھ بیٹھی ہیں: اصل نظم کا عنوان ہے: عبدالقادر کے نام ---مترجم)۔(عبدالقادر جیلانی (۱۰۸۸ء سے ۱۱۶۶ء) اسلام میں تصوف کے پہلے سلسلے کے بانی تھے۔(تاریخ اسلام میں قادریہ سلسلہ پہلا سلسلہ طریقت نہیں ہے---مترجم)۔پیر دستگیر کو اس امید کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے کہ وہ روحانی امداد کریں گے۔(۱۴۵)

۱۔ مندرجہ بالا انگریزی اقتباس میں ڈاکٹر این میری شمل نے مدیر مخزن، شیخ عبدالقادر کو شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تصور کرتے ہوئے، ان کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اختلافی حاشیے میں ان کے اس تسامح کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے، ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا نہ صرف ترجمہ کیا ہے بلکہ اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر اس کی کمزوریوں کی نشاندہی کر کے اور اپنے ترجمے میں اختلافی، تحقیقی و توضیحی حواشی دے کر اصل کتاب کے متن کی تصحیح و تفہیم کے سلسلے میں گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

۲۔ نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن کے ابتدائی حصے کا ترجمہ بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔ان کا ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔انگریزی متن کے آخری حصے کا ترجمہ، قوسین میں دی گئی توضیحات کی وجہ سے مبہم ہو گیا ہے۔ان کا انگریزی متن کے آخری حصے "The object of a whole..." کا ترجمہ درست معلوم نہیں ہوتا۔اس حصے کا ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ زیادہ درست ہے۔نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن میں دیے گئے زیادہ تر حوالہ جات و حواشی کا ترجمہ نہیں کیا۔بعض مقامات پر انھوں نے ترجمے میں ہی قوسین میں حواشی دے دیے ہیں۔انھوں نے الگ سے توضیحی، تنقیدی اور حوالہ جاتی حواشی کا اہتمام نہیں کیا۔اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔

تاہم، فاضل مترجم، نعیم اللہ ملک نے ترجمے میں اشاریہ دیا ہے جس سے ان کے ترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ (Gabriel's Wing) اور اس کے ترجمہ ''شہپر جبریل'' کے مختلف حصوں سے اصل متن اور ترجمے کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ، اصل کتاب کے نفسِ مضمون پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ تحقیق و تنقید کے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر لکھا ہے۔ تاہم، انھوں نے اس ترجمے میں اپنے مخصوص اسلوبِ ترجمے کے تحت کچھ تبدیلیاں کی ہیں اور وہ اس طرح کی تبدیلیوں کو جائز تصور کرتے تھے۔

جہاں کہیں وہ ضروری سمجھتے تھے متن و حواشی میں ترجمہ کرتے وقت کچھ مواد کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے حذف یا مختصر کر دیتے تھے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر توضیحی، تنقیدی اور تحقیقی رائے، تبصرہ یا حواشی کا اضافہ بھی کر دیتے تھے۔ مگر اس سلسلے میں وہ خاص شعور رکھتے اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ان کی اس طرح کی تحریفات میں خیر و بھلائی کا پہلو مضمر ہوتا تھا اور یہ تبدیلیاں اصل متن کے مفہوم کے ابلاغ میں رکاوٹ نہیں بنتیں بلکہ اس کا ابلاغ بہتر انداز سے ہو جاتا ہے۔ انھوں نے شہپرِ جبریل کے ''مقدمہ'' میں اپنے اس اسلوب کا ذکر کیا ہے۔ (۱۴۶)

فن ترجمہ کاری کے اصولوں کے مطابق اگر ترجمہ کرتے وقت اصل متن کے الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو اسے ''لفظی ترجمہ'' تصور کیا جاتا ہے۔ اگر ترجمہ اصل متن کے مفاہیم پر مشتمل ہو تو اسے ''بامحاورہ ترجمہ'' قرار دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ''شہپر جبریل'' میں لفظی و بامحاورہ دونوں طرح کا ترجمہ نظر آتا ہے۔ بعض ناقدین، ترجمے میں تحریفات کے قائل نہیں۔ اس لیے وہ اس طرح کے ترجمے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم پر پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اس حوالے سے تنقید کی ہے اور انھوں نے ان کے ترجمے کو مایوس کن قرار دیا ہے۔ اپنے موقف کی تائید میں انھوں نے انگریزی الفاظ orthodoxy, orthodox اور admirers کے ترجمے میں مختلف مفاہیم کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کرتے وقت الفاظ کے مفہوم کی یکسانیت کا خیال نہیں رکھا۔ انھوں نے بعض مقامات سے کچھ متن حذف کیا ہے۔ بعض جگہوں پر کچھ اضافے کیے ہیں، حواشی میں حسبِ دل خواہ قطع و برید کرتے ہوئے انھیں مختصر کر دیا اور کہیں حواشی کی تلخیص کر دی۔ ہمارے خیال میں ایسے تصرفات خواہ نیک نیتی سے کیے جائیں، تحریفات کے ذیل میں آتے ہیں اور ایک مترجم کو اصل متن میں کسی ادنیٰ تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔ اس لیے زیرِ نظر کتاب کو شمل کی تصنیف کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ نما ترجمانی کہنا مناسب ہوگا۔ (۱۴۷)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں جن امور کو کمزوریاں شمار کیا ہے، وہی کمزوریاں نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً، وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں زائد اشعار دیے ہیں جن کی ضرورت نہیں تھی۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی زائد اشعار نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں انگریزی متن کے حوالہ جات و حواشی کے مقامات تبدیل کر دیے، انھیں مختصر کر دیا یا بالکل حذف کر دیا۔ نعیم اللہ ملک نے الگ سے حوالہ جات و حواشی نہیں دیے اور انگریزی متن کے زیادہ تر حوالہ جات و حواشی کو حذف کر دیا ہے۔ اس کے باوجود ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے نعیم اللہ ملک کے ترجمے کو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے بہتر قرار دیا ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک دونوں

تراجم درست اور تقریباً یکساں قدر و قیمت کے حامل ہیں۔(۱۴۸)

حاصل کلام یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض نفسِ مضمون کے مفہوم کے پیشِ نظر افہام و ابلاغِ مطالب کے سلسلے میں لفظی ترجمے کے بجائے ترجمانی کے قائل تھے۔ وہ زیادہ تر بامحاورہ ترجمے کو ترجیح دیتے تھے اور کہیں کہیں تحت اللفظ ترجمہ بھی کرتے تھے۔ ان کے تمام تراجم کا بغور جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا یہ طریقہ کار خاصہ مفید ہے۔ ان کے اس انداز کی بدولت انگریزی متن کا مفہوم بہ حسن و خوبی ادا ہو گیا ہے اور اسے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ انگریزی متن میں دیے گئے اردو و فارسی اشعار اور قرآنی آیات کے تراجم کی جگہ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں قرآنی آیات اور اصل اشعار دیے ہیں۔ اسی طرح انگریزی متن کی تفہیم اور بعض مقامات پر پائی جانے والی اغلاط کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے تحقیقی، تنقیدی اصلاحی اور اختلافی حواشی بھی دیے ہیں جس وجہ سے ان کا ترجمہ ایک تحقیقی کتاب بن گیا ہے اور اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

07- یادداشتهای پراگندہ

نام : یادداشتهای پراگندہ
نگارندہ : علامہ محمد اقبال
مترجم : دکتر محمد ریاض
مصححان : علی پیرنیا۔ دکتر احمد تمیم داری
ناشر : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
ماشین نویس : عبدالرشید لطیف
شمارہ ردیف : ۱۱۳
تعداد : ۱۰۰۰
چاپخانہ : منزا پریس۔ اسلام آباد
تاریخ بخش : اسفند ماہ ۱۳۶۸ شمسی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹م
بہاء : ۴۵ روپیہ پاکستانی

۲۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو علامہ اقبال نے انگریزی زبان میں کچھ یادداشتیں قلم بند کرنا شروع کیں۔ انھوں نے کئی مہینوں تک لکھنے کے بعد نامعلوم وجوہ کی بنا پر یادداشتیں لکھنا چھوڑ دیں۔ انھوں نے اپنی قلمی بیاض کا عنوان "Stray Thoughts" تجویز کیا مگر بعد میں Thoughts کو کاٹ کر Stray Reflections کر دیا۔ ۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس قلمی بیاض کو مدون کر کے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے شائع کروایا۔ اس مطبوعہ بیاض کے شروع میں جسٹس جاوید اقبال نے اس کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔ یہ قلمی بیاض علامہ اقبال کے ۱۲۵ شذرات پر مشتمل تھی۔ ۱۹۱۷ء کے لکھنو کے ''نیوا ایرا'' رسالے میں ۳۶ شذرات شائع ہوئے تھے۔ ان ۳۶ شذرات میں سے ۲۹ شذرات تو علامہ اقبال کی اس قلمی بیاض کے تھے اور ۷ شذرات نئے تھے۔ ان میں سے ایک یادداشت ''حضرت رسالت مآب ﷺ کا ادبی تبصرہ'' کے عنوان سے علامہ اقبال نے خود یا مولانا ظفر علی خان نے ''ستارہ صبح'' نام کے رسالے میں ۱۹۱۷ء میں شائع کروائی تھی جو ''مقالات اقبال'' لاہور اور ''اقبال کے نثری افکار'' (دہلی) وغیرہ میں موجود ہے۔ باقی پانچ شذرات سید عبدالواحد معین مرحوم کے مرتبہ انگریزی مجموعے "Thoughts and Reflections of Iqbal" (طبع ثانی ۱۹۷۳، شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور) کے صفحات ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۸ اور ۹۰ پر بالترتیب موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان پانچوں شذرات کا اردو ترجمہ کیا تھا جو ان کی کتاب ''افکار اقبال'' میں علامہ اقبال کی چند دیگر انگریزی تحریروں کے ترجمے کے ساتھ موجود

ہے۔ "Stray Reflections" کے ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن مطبوعہ اقبال اکادمی، لاہور میں ان پانچوں شذرات میں سے صرف ایک شذرہ "The Verse of Naziri" دیا گیا ہے۔ دیگر چار شذرات لطیف احمد شروانی کی مرتبہ "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹اور ۱۶۱ پر موجود ہیں۔ان کا اردو ترجمہ، اقبال احمد صدیقی کے تراجم پر مشتمل کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۳اور ۱۸۵ پر موجود ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے شذرات کا ترجمہ کرتے وقت اس کے ابتدائی ایڈیشن کو مدنظر رکھا ہے اس لیے اس میں ۱۲۵ شذرات کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔اس کے بعد ''یادداشتہای پراگندہ (۱)' کے عنوان سے علامہ اقبال کے شذرے "Islam and Mysticism" کا فارسی ترجمہ دیا ہے۔اس کا انگریزی متن "Stray Reflections" میں نہیں ہے۔اس کے بعد ''دموکراسی اسلامی'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی ایک مختصر سی تحریر "Muslim Democracy" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔اس کے بعد ''انتقاد پیامبر ما از شعر عربی معاصر انش'' کے عنوان سے علامہ اقبال کے مضمون "Our Prophet's Criticism of Contemporary Arabian Poetry" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔اس کے بعد ''یادداشتہای پراگندہ (۲) کے عنوان کے تحت (۱) نمبر دے کر ''فلسفہ ھگل در شعر لسان العصر، اکبر'' کے عنوان سے علامہ کی تحریر "Touch of Hegelianism in Lisanul Asr Akbar" کا فارسی ترجمہ اور اس کے بعد ''نیچہ وجلال الدین رومی'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی تحریر "Nietzsche and Jalal-ud-Din Rumi" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔''یادداشتہای پراگندہ'' کے آخر پر دیے گئے علامہ اقبال کے جن پانچوں شذرات کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے، ان کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی مرتبہ کتاب "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹اور ۱۶۱ پر موجود ہے۔ان سب کے اردو تراجم اقبال احمد صدیقی کی مرتبہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳اور ۱۸۵ پر موجود ہیں۔ان میں سے ''انتقاد پیامبر ما از شعر عربی معاصر انش'' کے علاوہ دیگر شذرات کے اردو تراجم ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ ومترجمہ کتاب ''افکارِ اقبال'' کے صفحات ۸۲ تا ۸۸ پر موجود ہیں۔

کتاب ''یادداشتہای پراگندہ'' کے اختتام (صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶) پر ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی زبان میں اور کتاب کے شروع میں ''یادداشت مترجم'' کے عنوان سے فارسی زبان میں اپنے ترجمے اور معاونین کار کا تعارف کرایا ہے۔ ''یادداشت مترجم'' سے قبل ''سخنِ مدیر'' کے عنوان سے کتاب کے مدیر ڈاکٹر احمد تمیم داری نے مترجمہ کتاب کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۱ء تک علامہ اقبال کی شعری تخلیق کی رفتار، پہلے کے اور بعد کے ادوار کے مقابلے میں نسبتاً سست رہی۔تاہم، ان کے علمی وفکری کارناموں کا بغور جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کے ذہنی ارتقاء کا اہم ترین دور تھا۔ اس دور میں علامہ اقبال نے فرد اور قوم کے ارتقا اور بقا کے اسرار رموز پر غور کیا اور وہ فکری بنیادیں فراہم کیں جن پر آئندہ سیاستِ ملی اور فلسفۂ خودی و بےخودی کی عمارتیں استوار ہوئیں۔

علامہ اقبال کے ذہنی وفکری اور قلبی وروحانی ارتقاء کی تفہیم کے سلسلے میں ان کی یادداشتوں پر مبنی بیاض "Stray

"Reflections" نہایت قدر و قیمت اور اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں انھوں نے آرٹ (فن و اہلِ فن)، فلسفہ، ادب (ادبیاتِ اردو، انگریزی، جرمن، عربی، فارسی)، سائنس، سیاست، مذہب، تاریخ (تاریخ اسلام) کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً اس بیاض میں خودی سے متعلقہ مختلف شذرات نظر آتے ہیں، جن کے عنوانات مع اعدادِ ترتیب درج ذیل ہیں:

شخصیت کی بقا	۱۵	حق اور طاقت	۲۴	خدا قوی ہے	۶۳
مردِ قوی	۶۴	قوتِ لمس	۶۵	مردِ قوی کا خیال	۶۶
مہدی کا انتظار	۶۷	ضبطِ نفس	۷۱	زندگی میں کامیابی	۸۳
تلاشِ دانائی	۱۲۱	مقصد، واحد کی لگن	۱۲۲		

سیاست سے متعلقہ درج ذیل شذرات ملاحظہ فرمائیں:

اقسامِ حکومت	۱۳	عصبیت	۱۸	ملی اتحاد	۲۱
اقلیتوں کی طاقت	۵۴	مسلمانانِ ہند	۵۸	تعلیم کی غایت	۶۲

فن اور اربابِ فن کے بارے میں درج ذیل شذرات میں اظہارِ رائے کیا گیا ہے:

شاعری	۳۵	شاعر	۷۷	اخفاء والہام	۶۲
شاعری اور شباب	۱۱	فن	۱۲۳ (۱۴۹)		

شذراتِ فکرِ اقبال (Stray Reflections) کی فکری و موضوعاتی اہمیت کے پیشِ نظر انھیں ۱۹۶۱ء میں طبع کیا گیا۔ علامہ کے جشنِ صد سالہ کی تقریب کے موقع پر اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء کو شائع ہوا۔ قریباً پینتیس صفحات پر مشتمل 'مقدمہ' میں پروفیسر افتخار احمد صدیقی (مترجم) نے نہایت جامع، مدلل اور دلکش انداز سے، شذراتِ فکرِ اقبال کے حوالے سے فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ قریباً اٹھائیس صفحات کے ''تعارف'' میں فرزندِ اقبال، ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے فکری ارتقاء پر شاندار تبصرہ پیش کیا ہے اور عصرِ حاضر کے مسائل کے حل کے لیے فکرِ اقبال کی قدر و قیمت، اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔ ''تعارف'' کے آخر پر انھوں نے شذراتِ فکرِ اقبال کی تدوین کے حوالے سے لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے یہ مختصر شذرات جس صورت سے ترتیب دیے تھے، بعینہ اسی طرح رہنے دیے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ عنوانات اور عدد شمار کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ انھیں سمجھنے سمجھانے اور بطورِ حوالہ ان سے استفادہ کرنے میں آسانی رہے۔ تعارف کے بعد، صفحہ ۶۵ تا ۱۲۷ پر شذراتِ دیے گئے ہیں۔ اردو ترجمے میں انگریزی متن کے اشاریہ (Index) کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

مارچ ۱۹۸۶ء کو ایران کے شہر تہران میں منعقدہ ''اقبال انٹرنیشنل کانگریس'' میں شمولیت کے لیے پانچ افراد (ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، پروفیسر مرزا محمد منور، پروفیسر ڈاکٹر عبدالشکور احسن، ڈاکٹر سید محمد اکرم اور ڈاکٹر محمد ریاض) پر مشتمل ایک وفد ایران گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس سفر کے دوران ''شذراتِ فکرِ اقبال'' کا فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا۔ قریباً تین سال بعد مارچ ۱۹۸۹ء میں ان کا یہ فارسی ترجمہ ''یادداشتہای پراگندہ'' کے نام سے شائع ہوگیا۔ اس

میں انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے ''مقدمہ'' کو چھوڑ کر، ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کے ''تعارف'' سمیت تمام متن (شذرات کا ان کے موضوعات سمیت) فارسی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ انھوں نے بھی انگریزی متن میں شامل اشاریہ (Index) کا فارسی میں ترجمہ نہیں دیا۔ اس کے علاوہ "Facsimiles" کے عنوان کے تحت شذراتِ فکرِ اقبال (Stray Reflections) میں علامہ اقبال کا تحریر کردہ اصل متن بھی شاملِ کتاب نہیں کیا۔ تاہم انھوں نے پانچ ایسے شذرات جو Stray Reflections اور اس کے اردو ترجمے میں شامل نہیں ہو سکے تھے، ان کا فارسی ترجمہ اپنی مترجمہ کتاب میں (صفحات نمبر ۹۱ تا ۱۰۴) پردے دیا۔ اس کے علاوہ ان پانچوں شذرات کا اردو ترجمہ ''شذراتِ فکرِ اقبال: پانچ اضافی نکتے'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی انگریزی تحریروں کے اردو ترجمے پر مشتمل اپنی کتاب ''افکارِ اقبال'' میں بھی دے دیا۔ (۱۵۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے شذراتِ فکرِ اقبال (اردو) کے حواشی کا بھی اختصار کے ساتھ فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''یادداشتہا در ھند و پاکستان بطور جداگانہ بہ زبان اردو ترجمہ شدہ و بہ چاپ رسیدہ است۔ بندہ بہ عنوان مترجم پاکستانی، حواشی ضروری را برای فارسی زبانان اضافہ کردہ ام و تا حد امکان در اختصار کوشیدہ ام۔'' (۱۵۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اختصار کے ساتھ حواشی کا ترجمہ کرنے کی وجہ بیان نہیں کی۔ اصولِ ترجمے کے تحت انھیں چاہیے تھا کہ اصل حواشی کا مکمل ترجمہ دیتے اور جہاں کہیں ضروری محسوس ہوتا، اختلافی، وضاحتی، تحقیقی یا تنقیدی نوٹ دے دیتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ تسلی بخش حد تک اصل متن کے مطابق ہے۔ یہ ترجمہ فارسی زبان کے ماہرین ڈاکٹر احمد تمیم داری اور علی پرنیا کی معاونت سے پایۂ تکمیل تک پہنچا تھا۔ نمونے کے طور پر چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

48. Goethe's Faust

> Goethe picked up an ordinary legend and filled it with the whole experience of the nineteenth century - nay, the entire experience of the human race. This transformation of an ordinary legend into a systematic expression of man's ultimate ideal is nothing short of Divine workmanship. It is as good as the creation of a beautiful universe out of the chaos of formless matter.(۱۵۲)

اردو ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

> گوئٹے کا ڈراما 'فاؤسٹ'
>
> گوئٹے نے ایک معمولی قصے کو لیا اور اس میں صرف انیسویں صدی ہی نہیں بلکہ نسلِ انسانی کے تمام تجربات سمو دیے۔ ایک معمولی قصے کو انسان کے اعلیٰ ترین نصب العین کے ایک منظم و مربوط اظہار میں ڈھال دینا، الہامی کارنامے سے کم نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے بے ہنگم ہیولیٰ سے ایک حسین کائنات تخلیق کر دی جائے۔ (۱۵۳)

فارسی ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد:

> فاؤسٹ، نوشتۂ گوتہ
>
> گوتہ یک افسانہ معمولی را انتخاب کرد و آن را با تمام تجربیات قرن نوزدہم انباشت، حتیٰ با تجربیات نژاد بشر۔ او افسانہ ای عادی را بہ صورت بیان والاترین ایدہ آل ھای انسانی درآورد و آن چیزی جز یک تفضّل آسمانی و مہارت وعطیہ ربانی نیست۔ ہمچون خلق کردن جہانی زیباست کہ از ہیچ در وجود آمدہ است۔ (۱۵۴)

ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، علامہ اقبال کے انگریزی زبان کے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کا اسلوب بہت سادہ، دوٹوک اور پرزور ہے۔ بعض اوقات ان کی تحریر کی برجستگی ہمیں چونکا دیتی ہے۔ عموماً وہ چند جملوں یا ایک مختصر عبارت میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ ان کا اسلوب نثر اس شاعر کے اختصار و بلاغت کا آئینہ دار ہے جو معانی کا ایک خزانہ چند لفظوں میں منتقل کر دینے کی کوشش کرتا ہے.....''(۱۵۵)

علامہ اقبال کی مندرجہ بالا تحریر کا اسلوب اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال نے علامہ کے اسلوبِ نثر کے بارے میں جو کچھ بھی تحریر کیا ہے وہ عین درست ہے۔ ان کا برجستہ، دوٹوک، پرزور، سادہ اندازِ بیان اختصار و بلاغت سے بھرپور ہے۔ علامہ اقبال نے گوئٹے کے طرزِ اسلوب کی وسعت اور گہرائی کے بارے میں جو کچھ بھی کہا خود ان کی تحریر بھی انھی محاسن سے مزین ہے۔ علامہ اقبال کی تحریر کا اردو ترجمہ بھی بہت خوبصورت ہے۔ ترجمے میں جملوں کی موزوں بناوٹ اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب کی بدولت ترجمہ اصل متن کا آئینہ بن گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ بھی انگریزی، اردو اور فارسی زبانوں میں ان کی مہارت کا مظہر ہے۔ ان کا ترجمہ بھی اصل متن کے صوری محاسن اور حقیقی مفہوم سے آراستہ ہے۔ ترجمے میں ہم آواز الفاظ (انسانی، آسمانی، ربانی، جہانی) کے استعمال سے تحریر میں روانی اور دلکشی پیدا ہوگئی ہے۔

122. The Man with a Single Idea

If you wish to be heard in the noise of this world, let your soul be dominated by a single idea. It is the man with a single idea who creates political and social revolutions, establishes empires and gives law to the world.(۱۵۶)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

مقصدِ واحد کی لگن

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کے شور و غوغا میں آپ کی آواز سنی جائے تو آپ کی روح پر محض ایک ہی خیال کا غلبہ ہونا چاہیے۔ مقصدِ واحد کی لگن والا آدمی ہی سیاسی اور معاشرتی انقلابات پیدا کرتا ہے، سلطنتیں قائم کرتا ہے اور دنیا کو آئین عطا کرتا ہے۔(۱۵۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

انسان با هدف واحد

اگر می خواهید در این دنیای آشفته و پرغوغا صدای شاهم شنیده شود، روح خود را با عقیده ای مشخص و مسلم تربیت کنید۔ تنها انسانهایی با عزم راسخ و واحد موجب انقلابهای سیاسی و اجتماعی می شوند، امپراطوریها برپا می دارند و نظم و قانون را به دنیا عرضه می کنند۔(۱۵۸)

مفہوم اور ادبی محاسن کے لحاظ سے اردو و فارسی تراجم اصل انگریزی متن کے مطابق ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ ''یادداشتہای پراگندہ'' نہایت گراں قدر علمی و ادبی کاوش ہے۔ اس ترجمے کی بدولت وسیع فارسی دان طبقے کو علامہ اقبال کی گراں قدر انگریزی نگارشات سے آگہی کا موقع ملا ہے۔ علمی و ادبی حلقوں میں اس کی اہمیت و افادیت کو تسلیم کیا گیا اور بہت سراہا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''یادداشتہای پراگندہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یادداشت ہای پراگندہ'' Stray Reflections کا فارسی ترجمہ ہے۔ (مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض) اس میں ڈاکٹر

جاوید اقبال کے مقدمے اور علامہ کی پانچ مختصر تحریروں (رسالت مآب کا ادبی تبصرہ، اسلامی جمہوریت، فلسفۂ ہیگل اکبر الٰہ آبادی کی شاعری میں، وغیرہ) کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ مترجم نے مختصر حواشی کا اہتمام کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ ایک تو حواشی میں یکسانیت ضروری تھی، دوسرے: محمد حسین آزاد، ملٹن، والٹیر، مہاتما بدھ، آسکر وائلڈ اور ہائنے جیسے اصحاب کو نظر انداز کرنا کسی طور پر مناسب نہ تھا۔ اس سلسلے میں اگر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے حواشی ہی ترجمہ کر لیے جاتے تو اس کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔ اسی طرح صدیقی صاحب کے مقدمے (شذرات، ص ۱ تا ۳۵) کی شمولیت بھی زیرِ نظر شذرات کے نقد و تجزیے اور اقبال کے ذہنی محسوسات کی تفہیم میں فارسی قارئین کے لیے بہت معاون ہوتی۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان و ادب میں اعلیٰ اسناد رکھتے ہیں اور مدت مدید سے فارسی میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل سے وابستہ ہیں۔ مزید برآں زیرِ نظر ترجمے پر جناب علی پیرنیا اور ڈاکٹر احمد تمیم قدرتاً جیسے ماہرین فارسی نے نظر ثانی کی اور باہمی مشاورت سے اس میں ضروری اصلاحات و ترامیم کیں۔ اس لیے ترجمہ اچھا ہونا چاہیے۔ تاہم ایک آدھ مقام پر کچھ کھٹک محسوس ہوئی۔ مثلاً: شذرہ 111 کا متن یہ ہے:

Philosophy ages; poetry rejuvenates

اس کا ترجمہ: ''فلسفہ سال خوردگی و کہولت است و شعر تازگی و جوانی'' محلِ نظر ہے۔ علامہ اقبال کی زیرِ نظر یادداشتیں، ڈاکٹر جاوید اقبال کی کاوش و کاہش سے مدون ہو کر منظر عام پر آئی تھیں۔ انگریزی نسخے پر بطور مرتب ان کا نام درج ہے۔ زیرِ نظر فارسی (ترجمے کی) کتاب کے اندرونی اور بیرونی سرورق پر بھی، بطور مدیر اُن کا نام درج ہونا چاہیے تھا۔ (۱۵۹)

ماہرینِ زبان و ادب کی متفقہ رائے ہے کہ ترجمہ 100% اصل کا بدل نہیں ہوسکتا۔ ترجمے میں کہیں نہ کہیں مزید بہتری یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوسکتی ہے۔ ایک ہی تحریر کے کئی تراجم دیکھے جائیں تو ان میں کسی نہ کسی لحاظ سے کچھ اصلاح طلب حصے یا جملے نظر آجاتے ہیں۔ اس طرح کی کمزوریوں کو ترجمے پر نظر ثانی کر کے دور کیا جاسکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ اصل متن کے مطابق اور فنی محاسن سے آراستہ ہے۔ تاہم اس میں ''اشاریہ'' اور پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے ''مقدمہ'' کا ترجمہ بھی شامل ہو جاتا تو اس کی افادیت بڑھ جاتی۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کہ یہ رائے کہ فارسی ترجمے میں بطور مدون ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کا نام آنا چاہیے تھا، اس لحاظ سے درست معلوم نہیں ہوتی کہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے انگریزی متن مدون کیا تھا۔ فارسی متن کی تدوین و تصحیح علی پرنیا اور ڈاکٹر احمد تمیم داری نے کی تھی۔ اس لیے بطور مدون انھی کا نام آنا چاہیے تھا۔

''یادداشتہای پراگندہ'' کے بارے میں ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی لکھتی ہیں:

''اس کتاب میں وہ تمام یادداشتیں جمع کی گئی ہیں جو کہ ۱۹۱۷ میں ایک انگریزی مجلّے [نیو ایرا] میں تسلسل کے ساتھ تین شماروں میں شائع ہوئیں۔ ان یادداشتوں کو جمع کر کے فارسی میں ترجمے کے ساتھ کتابی شکل میں چھاپنے سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو بتایا جاسکے کہ اقبال کو مسائل اسلامی، فلسفہ جامعہ شناسی، اردو ادبیات، مطالعہ ادیان اور تہذیب و تمدن جیسے موضوعات پر نہ صرف مہارت حاصل تھی بلکہ انھوں نے ان تمام موضوعات میں طبع آزمائی بھی کی ہے۔

اس کتاب کے مقدمے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ یادداشتیں پاکستان اور ہندوستان میں جداگانہ طور پر اردو زبان میں چھپ چکی تھیں جبکہ فارسی میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو کہ محمد ریاض کی کوششوں کا ثمر تھا۔'' (۱۶۰)

علامہ اقبال کی کتاب "Stray Reflections" یا اس کا کوئی اردو ترجمہ ہندوستان سے شائع نہیں ہوا۔ ۱۹۱۷ء میں لکھنؤ کے رسالے "New Era" کے تین مختلف شماروں (اپریل تا اگست) میں ۳۶ یادداشتیں شائع ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اس سے قیاس کیا ہے کہ علامہ اقبال کی تمام یادداشتیں ان تین شماروں میں شائع ہوئی تھیں جو کہ درست نہیں ہے۔

علامہ اقبال کے ۱۹۱۷ء میں دریافت ہونے والے شذرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو و فارسی میں ترجمہ کیے ہوئے چار شذرات تا حال "Stray Reflections" کے انگریزی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکے۔ اسی طرح ۱۹۱۷ء کے دریافت ہونے والے پانچوں شذرات اور ۱۹۲۵ء میں دریافت ہونے والے یہ شذرات ابھی تک ''شذراتِ فکرِ اقبال'' کے اردو ترجمے میں شامل نہیں ہو سکے۔ ۱۹۲۵ء میں دریافت ہونے والے شذرات اگرچہ "Stray Reflections" ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن میں شامل ہیں، مگر اب تک ان کا فارسی زبان میں ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح "Stray Reflections" کے ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن سے علامہ اقبال کی کچھ طویل یادداشتیں حذف کر دی گئی ہیں مگر ان کا ذکر نہیں کیا گیا کہ کون سی یادداشتیں حذف کی گئی ہیں اور وہ کن دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ انھیں کیوں حذف کیا گیا۔ علامہ اقبال کے شذرات سے متعلقہ انگریزی متن پر مشتمل اصل کتاب اور اس کے فارسی و اردو تراجم میں شامل ہونے والے شذرات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انگریزی متن اور اس کے اردو و فارسی تراجم پر مشتمل ایک کتاب مدون کی جائے جس میں اشاریہ (Index) اور حواشی کے اردو و فارسی تراجم بھی شامل ہوں "Stray Reflections" مطبوعہ ۲۰۱۲ء کے صفحہ نمبر ۱۵ تا ۱۶۰ پر ایک صد چھتیس (136) شذرات کا انگریزی متن دیا گیا ہے۔ ہر صفحے پر ایک شذرہ دیا گیا ہے اور باقی صفحہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان صفحات پر اردو و فارسی ترجمہ اور حواشی کے لیے کافی گنجائش موجود ہے۔ تین زبانوں (انگریزی، اردو اور فارسی) پر مشتمل شذراتِ فکرِ اقبال / یادداشتہای پراگندہ اقبال (Stray Reflections) کا مستند مجموعہ بغیر اضافی اخراجات کے بآسانی مرتب کر کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

08- تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات

ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتاب ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات''، فخر الدین حجازی کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۹۱ء میں مقبول اکیڈمی، دیال سنگھ مینشن شاہراہِ قائد اعظم لاہور نے شائع کیا تھا۔ اس کا نیا اڈیشن بغیر کسی تبدیلی کے مقبول اکیڈمی نے ہی ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔ اس کے کل صفحات ۲۶۳ ہیں اور قیمت ۵۰۰ روپے ہے۔ کتاب کے آغاز میں تین صفحات پر مشتمل فہرست دی گئی ہے۔ اس کے بعد دو صفحات پر مشتمل پیشِ گفتار از مترجم ہے۔ ''پیش گفتار'' کے بعد مہندس (انجینئر) مہدی بازرگان کا انتالیس صفحات پر مشتمل ''مقدمۂ کتاب'' ہے۔ مہدی بازرگان ایران میں اسلامی انقلاب آنے کے وقت پہلے وزیر اعظم متعین ہوئے تھے۔ (۱۶۱)

''آغازِ کتاب'' میں اسلامی تعلیمات اور مشرقی و مغربی مفکرین کے حوالے سے مقصدِ حیات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تکمیل کے لیے ''ادیان و مذاہب'' کے کردار اور اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد مختلف عنوانات و ذیلی عنوانات کے تحت، آسمانی کتب (توریت، انجیل اور قرآنِ مجید) کی تعلیمات کی رو سے اخلاق و تمدن کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقا میں انبیائے کرام (حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور عملی کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''انسانی تمدن کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کی راہبری'' کے عنوان کے تحت مختلف شعبوں اور مضامین میں مسلم علماء، حکماء اور محققین کی نہایت گراں قدر علمی، ادبی اور سائنسی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے مشرقی و مغربی علماء، محققین اور مؤرخین کی آرا اور تحقیقات کے حوالے سے علم ہیئت، ریاضی، طبیعات، کیمیاء، علوم طبیعی، طب، فلسفہ، شاعری، جغرافیہ، تاریخ، فنون لطیفہ خصوصاً فنِ تعمیر اور دیگر علوم میں مسلم علماء، حکماء، محققین، اطباء، مؤرخین اور سائنس دانوں کی گراں قدر تحقیقات و خدمات کا ذکر کیا اور مغربی تمدن کی تشکیل میں ان کا کردار بیان کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں فہرست منابع دی گئی ہے۔

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اسلوب ترجمے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''..... ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہے۔ بعض تکراری اور فرقہ وارانہ، نیش دار، مطالب نقطے دے کر حذف کر دیے گئے ہیں کیونکہ ایسے عمدہ مطالب جمہور مسلمانوں کے استفادے کی خاطر منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔'' (۱۶۲)

ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی بیان کردہ حکمتِ عملی سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ زیرِ تبصرہ (زیرِ جائزہ) ترجمہ مکمل طور پر تحت اللفظی نہیں ہے۔ بعض مقامات پر تحت اللفظی ترجمے کے بجائے، اصل عبارت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ فخر الدین حجازی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کتاب کا اردو ترجمہ دیگر تمام مذاہب سے منسلک جمہور مسلمانوں کے استفادے کی خاطر اردو زبان میں کیا گیا تھا۔ اس لیے عام قاری کی علمی و ادبی ضروریات کے پیشِ نظر اس میں سے بعض تکراری اور فرقہ وارانہ مطالب، نقطے دے کر حذف کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق انھوں نے مؤلف (فخر الدین حجازی) سے اس کتاب کے ترجمے کی اجازت لی تھی۔ تاہم، انھوں نے اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا کہ انھوں نے کتاب کے مختلف مقامات سے مضمون حذف کرنے کی اجازت لے لی تھی یا کہ نہیں۔ اگر انھوں نے مؤلف کی منشا و مرضی کے خلاف یہ کام کیا ہے تو اصولاً اسے مستحسن شمار نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے اپنے ترجمے کے ''حواشی'' میں بھی اصل کتاب کے ان مقامات اور مضامین کا حوالہ نہیں دیا جہاں سے انھوں نے تکراری، فرقہ وارانہ اور نیش دار مطالب حذف کیے۔ اصولِ تحقیق اور اصولِ ترجمہ کی رو سے ایسے مقامات کی نشاندہی اور مضامین کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ اگر ان کے نزدیک ضروری تھا کہ بعض مضامین سے عوام الناس آگاہ نہ ہوں تو اہلِ تحقیق، فارسی و ادب سے آگاہ مختصر سے حلقۂ ذوق کے لیے ''حواشی'' میں حذف شدہ فارسی متن دے دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ جائزہ، مترجمہ کتاب کے اول تا آخر مطالعے سے صرف دو مقامات پر حذف کی علامت (...) نظر آتی ہے۔ مترجمہ کتاب میں ''حضرت لوطؑ، فسادِ اخلاق کے کمر شکن'' کے ذیلی عنوان کے تحت، حذف کی علامت دے کر کچھ عبارت دی گئی ہے۔ اس سے اگلے صفحے پر بھی اسی طرح کی ایک عبارت میں علامت حذف نظر آتی ہے۔ دونوں عبارتیں درج ذیل ہیں:

> ''حضرت لوطؑ، ہاوان بن آزر کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ قرآن مجید ان کا ذکر بطور پیغمبر کے کرتا ہے۔ وہ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لے آئے اور بُت پرستی نیز معاشرتی خرابیوں کے خلاف مبارزہ کرنے لگے۔ ان کا نام نامی ۲۳ بار قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ توریت میں اُن کا پیغمبرؑ ہونا مذکور نہیں بلکہ ان سے...... بدکاری منسوب کی گئی ہے۔ یہ اس کتاب کی تحریف ہے۔'' (۱۶۳)
>
> ''حضرت لوطؑ، علاقہ سدوم کے لوگوں کی ہدایت پر مامور تھے۔ انھوں نے اس قوم کو بُت پرستی اور خلافِ فطرت شہوت رانی سے روکنے کی سعی تبلیغ فرمائی...... ان کی قوم البتہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور اُن کی بات نہ سنی۔ آخر حضرت لوطؑ نے اس بدکار قوم کا قصہ پاک ہو جانے اور ان کا فتنہ مٹ جانے کی بدُعا کی۔ خدا نے ان کی بستیاں اُوندھی کر دیں اور وہ مٹ گئے۔ (آیات ۱۶۰ تا ۱۷۱ سورۃ الشعرا) (۱۶۴)

مندرجہ بالا عبارات میں مقاماتِ حذف کے سیاق و سباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ حذف شدہ مواد میں بے حیائی سے متعلقہ امور کا قدرے وضاحت سے ذکر تھا، جسے فاضل مترجم نے حذف کرنا ضروری سمجھا۔ فاضل مترجم نے اگر صرف دو مقامات سے ہی کچھ مواد حذف کیا ہوتا تو اس کا ذکر کر دیتے۔ انھوں نے بعض مقامات سے تکراری اور فرقہ وارانہ مطالب کے حذف کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی بعض مقامات سے مواد حذف کیا گیا ہے مگر ان مقامات پر حذف کی علامت نہیں دی گئی۔

مترجمہ کتاب میں حوالہ جات و حواشی ہر ایک باب کے آخر پر یا کتاب کے آخر پر دینے کے بجائے متعلقہ صفحات کے زیریں حاشیہ (Lower Margin) میں ہی دیے گئے ہیں۔ دو صد تریسٹھ (۲۶۳) صفحات پر مشتمل اس مترجمہ

کتاب کے صرف چودہ (۱۴) صفحات کے زیریں حاشیہ میں کچھ حوالہ جات اور توضیحی اندراجات دیے گئے ہیں۔ یہ چند ایک حوالہ جات وحواشی بھی اغلاط سے مبرا نہیں ہیں۔(۱۶۵)

۱۔ صفحہ نمبر ۱۴ میں دو حوالہ جات (۱اور۲) دیے گئے ہیں۔ پاورقی (Footnote) میں حوالہ جات کے نمبر ۱، ۲ کے بجائے ۲، ۳ دیے گئے ہیں جو کہ درست نہیں۔ ترجمے میں فرانسیسی محقق ''فسٹل ڈے، کولنجے'' کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ پاورقی میں، مذکورہ محقق کا انگریزی میں نام ''FOSTEL BE COLANGE'' دیا گیا ہے۔ اردو وانگریزی میں دیے گئے نام غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۲۔ پاورقی میں دیے گئے حوالہ جات وحواشی کی نشاندہی کے لیے یکساں عددی یا علامتی نظام اختیار نہیں کیا گیا۔ بعض مقامات (صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۷) پر ہندسوں (۱، ۲، ۳) کے بجائے x کی علامت دی گئی ہے۔

۳۔ صفحہ نمبر ۵۴ اور اس کے حاشیے میں اردو وانگریزی میں دیا گیا نام بھی درست نہیں ہے۔ اردو نام جون۔ آر۔ ایورٹ کو انگریزی میں JOHN R. EVEETEE لکھا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۵۵ پر مفکر ٹی ال کا نام دیا گیا ہے اور حاشیہ میں یہی نام TIEL لکھا گیا ہے۔

۴۔ صفحہ نمبر ۷۰ پر صرف ایک حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کا حاشیے میں نمبر ۱ کے بجائے ۲ لکھا گیا ہے۔ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں:

> ''سورۃ زلزال (۹۹) میں ہے (آیات ۷۔۸): تو جس نے ذرا برابر نیکی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھ لے گا۔''(۱۶۶)

مذکورہ بالا عبارت میں آیت نمبر درست نہیں ہے۔ دیا گیا متن سورۃ الزلزال کی آیت نمبر ۷ تا ۸ کا ہے۔ لفظ ''ذرا'' کے بجائے ''ذرہ'' ہونا چاہیے۔

فارسی کتاب میں حوالہ جات متن سے متعلقہ صفحے کے زیریں حاشیہ میں دیے گئے۔ ترجمے میں اصل کتاب کی طرح تمام حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔ مثلاً فارسی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۸ کے حاشیے میں تین حوالہ جات وحواشی (نمبر ۱ تا ۳ تک) دیے گئے ہیں۔ حوالہ نمبر ۲ میں راہ ورسم زندگی اور حوالہ نمبر ۳ میں انما المومنون اخوۃ (حجرات۔۱۰) لکھا ہوا ہے۔ اس متن سے متعلقہ ترجمے کے صفحہ نمبر ۶۰ پر حوالہ نمبر ۲ نہیں دیا گیا۔ حوالہ نمبر ۳ میں دی گئی آیت کا حوالہ ''۶۳:۶۴:۸'' فارسی کتاب میں دیے گئے حوالے کے مطابق نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں فارسی کتاب میں دیا گیا حوالہ نمبر ۳ نہیں دیا۔ تاہم، انھوں نے آیت کے ترجمے کے ساتھ حوالہ دیا ہے مگر وہ حوالہ درست نہیں ہے۔ درست حوالہ سورہ انفال، آیات ۶۲ تا ۶۳ [۸:۶۲ تا ۶۳] ہے جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے حوالے میں آیات نمبر ۶۲ تا ۶۳ کے بجائے ۶۳ تا ۶۴ تحریر کیے ہیں۔

مترجمہ کتاب میں بہت سے صفحات پر قرآنی آیات کا ترجمہ بغیر عربی متن کے دیا گیا ہے۔ تمام کتاب میں صرف تین صفحات (صفحہ نمبر ۱۳۴، ۱۴۵ اور ۲۰۳) پر آیاتِ مقدسہ کا متن دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۳۴ اور ۲۰۳ پر عربی متن بغیر اعراب اور ترجمے کے دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۴۵ پر سورہ طور کی آیہ مقدسہ مع اعراب دی گئی ہے مگر ترجمہ نہیں دیا گیا۔ تمام آیات یا ان کے ترجمے کے حوالہ جات عربی واردو متن کے ساتھ ہی قوسین () میں دیے گئے ہیں مگر ان حوالہ جات میں بھی کوئی یکسانیت قائم نہیں رکھی گئی۔ اس ضمن میں صرف دو صفحات (صفحہ نمبر ۱۳۴ اور ۱۳۵) پر دیے گئے حوالہ جات سے ہی تمام کتاب میں اختیار کیے گئے طریقہ کار کی وضاحت ہو جائے گی۔

سورۃ الحشر میں اسماء وصفات کا ذکر اس طرح وارد ہوا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o (الحشر۲۴)(۱۶۷)

پیغمبر عبادتِ خدا کی تبلیغ وتاکید کے لیے ہی مبعوث ہوئے تھے۔(۱۴:انعام)

توحید کے موجز بیان پر مبنی مختصر سورہ اخلاص (توحید) کو (اکثر) لوگ نماز میں پڑھتے ہیں۔(سورت شمارہ ۱۱۳)

انسانی وحدت ایک بے مثل تصور ہے جو پیغمبر اسلام نے عالمِ انسانی کو دیا۔ یہ تمدن ساز تصور اسلام کے اساسی نظریہ توحید سے ہی منتج ہے۔ اس نظریے کی رو سے قرآن حکیم میں وحدتِ خداوندی کے ساتھ ساتھ وحدتِ انسانی کا بھی ذکر آیا ہے جیسے:

''تم امتِ واحدہ ہو اور میں تمھارا یکتا پروردگار۔ پس میری نافرمانی سے بچو۔(۵۱:المؤمنون)

لوگ امتِ واحدہ تھے پھر خدا نے ان کے درمیان خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لیے پیغمبر بھیجے۔(۲:۲۰)

۱۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں سورۂ حشر کی آیات کا عربی متن بغیر اعراب اور ترجمے کے دیا گیا ہے۔ بطور حوالہ قوسین میں (الحشر۲۴) لکھا ہوا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ دیا ہوا متن سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۴ کا ہے۔ دیا گیا حوالہ نامکمل اور غلط ہے۔ درحقیقت مترجمہ کتاب میں دیا ہوا متن سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۲ تا ۲۴ کا ہے۔ سورۃ الحشر، قرآن حکیم کی سورہ نمبر ۵۹ ہے۔ دی گئی آیات کا حوالہ اس طرح سے دیا جاسکتا ہے، الحشر [۵۹:۲۲۔۲۴]، سورۂ حشر ۵۹، آیات نمبر ۲۲ تا ۲۴۔ کوئی کتاب ہو یا کسی کتاب کا ترجمہ ہو، اس میں قرآنی آیات عربی متن وترجمہ اور مکمل حوالے سے دی جانی چاہییں اور حوالہ جات بھی ایک طے شدہ ترتیب سے دینے چاہییں مگر زیر جائزہ کتاب میں ایسا نہیں کیا گیا۔(۱۶۸)

۲۔ سورۂ حشر کی آیات کے بعد زیر جائزہ کتاب میں سورۂ انعام (۱۴:انعام) کے حوالے سے لکھا گیا ہے، ''پیغمبر عبادتِ خدا کی تبلیغ وتاکید کے لیے ہی مبعوث ہوئے تھے۔'' اس حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۴ کا ترجمہ ہے، جبکہ صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ سورہ انعام، قرآن حکیم کی سورہ نمبر ۶ ہے۔ یہ سورۂ مقدسہ ۱۶۵ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کی آیہ نمبر ۱۴ مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ط قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o انعام[۶:۱۴]

''فرما دیجیے: کیا میں کسی دوسرے کو (عبادت کے لیے اپنا) دوست بنالوں (اس) اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور (خود اسے) کھلایا نہیں جاتا۔ فرما دیں: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (اس کے حضور) سب سے پہلا (سر جھکانے والا) مسلمان ہو جاؤں اور (یہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ) تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہو جانا o''(۱۶۹)

۳۔ مندرجہ بالا دوسرے اقتباس میں سورۂ مؤمنون کا دیا گیا حوالہ بھی درست نہیں۔ حوالے کے مطابق دیا گیا ترجمہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۵۱ کا ہے جبکہ درحقیقت دیا گیا ترجمہ سورۂ مؤمنون کی آیت نمبر ۵۲ کا ہے۔ مذکورہ آیت مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ٥ مومنون[۲۳:۵۲]

اور بے شک یہ تمھاری امت ہے (جو حقیقت میں) ایک ہی امت (ہے) اور میں تمھارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرا کرو ٥ (۱۷۰)

۴۔ مندرجہ بالا دوسرے اقتباس کے آخر میں دیے گئے ترجمہ آیت کے ساتھ بطور حوالہ (۲:۲۰) لکھا ہوا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ ''اُمَّةً وَّاحِدَةً'' (امتِ واحدہ) نو آیاتِ مقدسہ میں استعمال ہوا ہے۔ زیرِ تبصرہ متن کے مطابق، دیا گیا ترجمہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳ کا ہے۔ متذکرہ آیت مقدسہ مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ٥ البقرہ[۲:۱۳]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (تم بھی) ایمان لاؤ جیسے (دوسرے) لوگ ایمان لے آئے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم بھی (اسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح (وہ) بے وقوف ایمان لے آئے، جان لو! بے وقوف (درحقیقت) وہ خود ہیں لیکن انھیں (اپنی بے وقوفی اور ہلکے پن کا) علم نہیں ٥'' (۱۷۱)

مندرجہ بالا اقتباسات میں قرآنی آیات کے دیے گئے ترجمے اور ان کے حوالہ جات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ دیے گئے تمام حوالہ جات درست نہیں ہیں۔ ان تمام حوالہ جات کو تحریر کرنے میں بھی یکساں اسلوب اختیار نہیں کیا گیا۔ جس کتاب یا ترجمے کے حوالہ جات، خصوصاً قرآنی آیات کے حوالہ جات درست نہ ہوں، اسے مستند قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس میں بیان کردہ شخصیات و مقامات کے نام اور تاریخی حوالہ جات بھی شک کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

کتاب میں دو مقامات پر فارسی اشعار بغیر مکمل حوالہ جات کے دیے گئے ہیں مگر ان کا بھی ترجمہ نہیں دیا گیا۔ (۱۷۲)

کتاب میں بہت سی قرآنی آیات کے تراجم بطور حوالہ کے دیے گئے ہیں مگر احادیث نہیں دی گئیں۔ کتاب میں ایک جگہ پر ایک حدیث پاک بغیر حوالے کے دی گئی ہے مگر اس کا متن درست نہیں ہے۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''..... جو کوئی اللہ کا قرب چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ نیکیوں کی باقیات چھوڑ جائے۔ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے۔ ''اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْعَاقِبَةِ۔'' (۱۷۳)

مذکورہ بالا حدیث میں لفظ ''الْعَاقِبَةِ'' کی جگہ پر ''الآخرۃ'' آیا ہے۔

کتاب میں کئی مقامات پر ادھورے، نامکمل اور بے ربط جملے نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ''پہلے آیت کا شمار ہوگا اور پھر صورت کا۔'' (۱۷۴)

۲۔ ''دین، عقل کی احساس اور آزادیٔ فکر پر مطلق حکمرانی سے عبارت ہے.....'' (۱۷۵)

۳۔ ''بعض نے مذہبی حس کو روحِ انسانی چوتھی بعد قرار دیا......'' (۱۷۶)

۴۔ ''.... یورپ کی رفاسانس (نشاۃ ثانیہ) ایک نبی، اُمّی اور اس کی کتابِ وحی، قرآن مجید کے زیرِ اثر ظہور پذیر ہے۔
۵۔ ''.... حضرت یوسفؑ حسد کا شکار ہوئے اور پھر شہوت کا.... ''(۱۷۷)
۶۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت ملکی معیشت کی ترقی کے لیے کوشاں رہی کیونکہ طاقت اور سرمائے سے محروم اقوام زندگی کی آسائشوں اور تمدنی پیشرفت کے فائدوں سے محروم رہتی ہیں۔ ان کے ہاتھوں کا..... اور تالاب بنے اور اسے معاش تنگ ودو واضح ہے۔ (سورۃ النمل)''(۱۷۸)

پہلے اقتباس میں لفظ صورت'' کے بجائے ''سورت'' لکھا جانا چاہیے تھا۔ دوسرے اقتباس میں دیا گیا جملہ قابلِ فہم نہیں ہے۔ تیسرے اقتباس میں دیے گئے جملے میں ''روحِ انسانی'' کے بعد لفظ ''کی'' کا اضافہ کرنے سے جملہ بامعنی ہوجاتا ہے۔ چوتھے اقتباس میں انگریزی لفظ ''renaissance'' (ری نائے سینس) کا تلفظ درست نہیں دیا گیا۔ پانچویں اقتباس کا جملہ ذومعنی ہے۔ اس سے غلط مفہوم بھی نکلتا ہے۔ دراصل جملہ یوں ہونا چاہیے تھا کہ ''حضرت یوسفؑ بھائیوں کے حسد کا شکار ہوئے اور انھیں عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی ورغلانے کی کوشش کی۔'' چھٹے اقتباس کا آخری جملہ ناقابلِ فہم ہے۔ اس میں سورۃ النمل میں بیان کردہ تعلیمات کے حوالے سے معاشی وسماجی ترقی کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے مگر آخری جملہ مہمل ہے۔

کتاب کے ترجمے میں جابجا مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس وجہ سے اس ترجمے کی تفہیم میں کافی دقت پیش آتی ہے۔ کسی لغت کے استعمال اور کسی ماہر زبان وادب کی مدد و رہنمائی کے بغیر اس کی اچھی طرح سے تفہیم ممکن نہیں ہے۔ اس طرح متنی اغلاط بھی کافی نظر آتی ہیں۔ اس ضمن میں بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف چند ایک مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

> صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۱ گزشتہ لوگوں کے قدیم ترعقائد کی تحقیق سے ہمیں معلوم ہوا کہ اُن کا مذہب اجداد پرستی، خاندان کی تشکیل اور قوانین سازی تھا۔ لیکن یاد رہے کہ قدماء کے مختلف گروہ کسی نہ کسی مظہرِ فطرت کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان مذاہب میں اجداد پرستی اور مظاہر پرستی متداول اور مستمر رہی اور مدتوں بعد تبدیلی ہوتی رہی۔
>
> ص ۱۲۳: عناصرِ فطرت میں سے منتخب ہونے والے دیوتا کچھ عرصہ بعد خاندانی صبغے سے محروم ہوگئے تھے تو وہ خاندان سے ہی ماخوذ تھے اور میراث مانے جاتے رہے مگر بعد میں وہ اس امتیاز سے محروم کیے جانے لگے۔ (۱۷۹)

مندرجہ بالا اقتباس میں لفظ ''پوجا'' کو ''پوچا'' اور ''ماخوذ'' کو ''ماخوذ'' لکھا گیا ہے۔ لفظ ''صبغے'' ناقابلِ فہم ہے۔ غالباً یہاں لفظ ''غلبے'' یا ''قبضے'' آنا چاہیے۔ الفاظ ''متداول'' اور ''مستمر'' عام فہم نہیں ہیں۔ اسی طرح درج ذیل اقتباس میں سورۃ العصر کی تیسری آیت کا مفہوم مشکل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

> ''صاحبانِ ایمان ایک دوسرے کو راہِ حق اختیار کیے رکھنے اور صبر وشکیبائی کی تلقین کرتے ہیں۔ (وہ نقصان میں نہیں) جو ایک دوسرے کو احقاقِ حق کی صبر کی تلقین اور فہمائش کرتے ہیں۔ (آیت آخر سورہ عصر)''(۱۸۰)

آسان الفاظ میں لکھا جاسکتا تھا کہ ''وہ لوگ نقصان میں نہیں ہیں جو دوسروں کو حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض، فخر الدین حجازی کی فارسی کتاب ''نقش پیامبران درتمدن انسان'' کے زیرِ جائزہ ترجمے کے ''پیش گفتار'' میں لکھتے ہیں:

''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات''ایرانی مصنف فخر الدین حجازی کی فارسی تالیف''نقشِ پیامبرانؑ در تمدن جہان''کا ترجمہ ہے۔''(۱۸۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ انھوں نے فارسی کتاب کا نام درست نہیں لکھا ہے۔ کتاب کے نام میں لفظ ''جہان'' کی جگہ پر لفظ''انسان'' آنا چاہیے۔

اسی طرح فارسی کتاب اوراس کے ترجمے میں دی گئی فہرست عنوانات میں تقابل وموازنہ سے بھی کچھ فرق نظر آتے ہیں۔ فارسی کتاب میں مقدمہ چاپ جدید، مقدمہ، پیش گفتار، معنی تمدن تا فہرست منابع تک سینتیس (۳۷) عنوانات وذیلی عنوانات دیے گئے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں فہرست مضامین کے عنوان کے تحت پیش گفتار (از مترجم)، مقدمہ کتاب از مہدی بازرگان، آغازِ کتاب، تہذیب وتمدن کا مفہوم (سہ گانہ) تا منتخب مآخذ تک پچاس (۵۰) عنوانات وذیلی عنوانات دیے گئے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں قریباً چودہ (۱۴) ذیلی عنوانات خود سے دیے ہیں۔ انھوں نے کہیں تو تحت اللفظی ترجمہ دیا ہے اور کہیں ترجمے کے بجائے اس کا مفہوم دیا ہے۔ مثلاً معنی تمدن تا فرمانھای سیاسی قرآن تک کے عنوانات کا ترجمہ اس طرح سے دیا گیا ہے:

فارسی متن	ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض
معنی تمدن	(الف) تہذیب وتمدن کا مفہوم (سہ گانہ)
	(ب) معاشی امن وامکان
	پیغمبروں کا دولت والوں سے غیر معمولی مبارزہ
اسلام وسرمایہ	اسلام اور سرمایہ
نظم از نظر دین	نظم ونسق اور امن دین کے نقطہ نگاہ سے
دین وآزادی	دین اور آزادی
اخلاق وتمدن در چشم انداز دین	دین کے نقطۂ نظر سے اخلاق وتمدن
تورات واخلاق	توریت کی تعلیم
اخلاق وانجیل	انجیل مقدس
اخلاق وقرآن	اخلاق قرآن مجید میں
آیات اخلاقی قرآن	قرآن مجید کی اخلاقی آیات
	انسانی بداصولیوں کے ساتھ مبارزہ
	معیشت کے اخلاقی احکام
	قرآن مجید کے معاشرتی احکام
فرمانھای سیاسی قرآن	قرآن مجید کے سیاسی احکام (۱۸۲)

مندرجہ بالا فہرست سے واضح ہوتا ہے کہ کہیں تو ڈاکٹر محمد ریاض نے تحت اللفظی ترجمہ دیا ہے، کہیں ترجمانی کی ہے۔ کہیں متن سے ہٹ کر ترجمہ دیا ہے جیسے''اخلاق وانجیل'' کا ترجمہ''انجیل مقدس'' کیا ہے۔''تورات واخلاق'' کا ترجمہ

ہونا چاہیے ''تورات اور اخلاق'' مگر انھوں نے اس کا ترجمہ دیا ہے ''توریت کی تعلیم''۔ اس طرح انھوں نے آیاتِ اخلاق قرآن (قرآن مجید کی اخلاقی آیات) کے بعد تین ذیلی عنوانات خود سے قائم کیے ہیں۔

ان کے ترجمہ وترجمانی کی یہ روش تمام مترجمہ کتاب میں اسی طرح نظر آتی ہے۔ مثلاً ''مقدمہ'' کے شروع میں دی گئی سات فارسی عبارتوں کا انھوں نے ایک مسلسل عبارت کی شکل میں ترجمہ کیا ہے۔ انھوں نے پہلے جملے کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ فارسی متن اور ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

عنوان کتاب ومتن ومحتوی آن نقش پیامبران در تمدن انسان است۔

راجع بہ پیغمبران ھمہ کس مختصر آشنایی واشتراک تفاہم دارد۔ درھر حال، خوانندگان این کتاب، پیامبران را بہ فراخور اطلاعات ومعتقدات خودمی شناسند وافراد ودستہ معینی رادر نظر می گیرند۔

امادر مورد تمدن انسان وبہ طور کلی تمدن، معلوم نیست استنباط ھمگان یکسان باشد ونامعلوم نشود تمدن چیست واحتیاج بہ چہ چیز دارد، نمی توان از نقش پیغمبران، روی آن حرف زد۔

اگر از مردم عادی واز افکار عمومی، بہ اصطلاح روشن فکر، بپرسید چہ تصوری از تمدن دارند، فوراً ذہن یا زبانشان روی خیاباھای زیبا، اتومبیل ھای مجلل، مغازہ ھای درخشان وعابرین شیک پوش می رود۔ یا صحبت از کارخانہ، ھواپیا، دانشگاہ وپارلمان می نمایند۔ ودر حد اعلی از موشک وماہ مصنوعی واز ایدئولوژیھای تازہ بحث می شود....

اگر بپرسید تمدن از کجا آمدہ است! جواب خیلی فوری است: از اروپا وحالا از آمریکا (با آی باکلاہ البتہ)....

آیا پیغمبران نقشی در آن داشتہ یا دارند؟

ابداً! سھل است کہ دین دشمن تمدن ومانع ترقی است۔ (۱۸۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

پیغمبروں کے بارے میں ہر شخص کو کچھ معلومات حاصل ہیں اور لوگ کئی باتیں یکساں طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے والے اپنی معلومات اور عقائد کے مطابق پیغمبروں سے آشنائی رکھتے ہیں اور اُن کی نظر میں وہ خاص افراد ہیں اور اُن کے خاص گروہ ہیں۔ لیکن انسانی تمدن کے بارے میں اور خود تمدن کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ سب کے خیالات یکساں ہوں اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ تمدن کیا ہے اور اسے کس چیز کی ضرورت ہے اس کے سلسلے میں انبیاء کرامؑ کے رول کے بارے میں بات نہیں کی جاسکتی۔ اگر آپ عام آدمی اور عام افکار کے لحاظ سے اصطلاحی زبان میں کسی روشن خیال شخص سے پوچھیں گے کہ تمدن سے آپ کیا مفہوم لیتے ہیں؟ تو اُن کے ذہن یا زبان خوبصورت سڑکوں، شاندار گاڑیوں، پُر رونق دُکانوں اور خُوش لباس راستہ چلنے والوں پر مبذول ہوگی یا کارخانے، ہوائی جہاز، یونیورسٹی اور پارلیمنٹ کا ذکر ہوگا اور آخر میں میزائلوں، مصنوعی سیارے، اور نئے تصورات کی بحث ہوگی۔ اگر آپ پوچھیں کہ تمدن کہاں سے آیا تو فوری جواب یہی ملے گا کہ یورپ سے یا امریکہ سے یا فلاں جگہ سے جیسے وہ بھی کوئی سامان ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ تمدن کی ترقی میں پیغمبروں کا بھی کوئی حصہ رہا ہے تو اس کا متوقع جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ دین اس قسم کے تمدن اور ترقی کا دشمن ہے۔ (۱۸۴)

مذکورہ بالا ترجمہ، اصل متن کے مطابق اور درست ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ تاہم، ترجمے میں اصل متن کی عبارت سازی کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

اتفاقاً وقتی آقای فخر الدین حجازی در چند سال قبل کہ قصد تدوین این کتاب را داشتند ، ودر آنموقع بہ منظور مقالہ ای در مجموعہ چھاردھمین قرن بعثت بود۔ وبہ کتابھا ومنابع واشخاص از جملہ اینجانب برای مطالعہ ومشاورہ مراجعہ کردہ بودند، بندہ گفتم قضیہ سادہ است: پیغمبران چون بنیادگذاران ایمان واخلاق بودہ، افکار واحکامی را ترویج می کردہ اند کہ مردم در سایہ آن، الفت واطمینان نسبت بیک دیگر پیدا کنند وبہ این ترتیب ھمزیستی آنھا کہ شرط وجود ودوام تمدن است، امکان پذیری شدہ است۔ پیغمبران را باید حقا سازندگان اصلی تمدن دانست۔ پس خوب است بہ سراغ این معنی بروید۔(۱۸۵)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

چند سال پہلے کی بات ہے کہ جناب فخر الدین حجازی نے ایک ایسی کتاب لکھنے کی مجھ سے بات کی۔ اس وقت دراصل وہ چودھویں صدی بعثت رسولؐ کے مجموعے صدی میں ایک مقالہ پیش کرنے کی فکر میں تھے اور اس سلسلے میں انھوں نے کتابوں کے علاوہ اشخاص سے تبادلۂ خیال کیا جن میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بات بڑی آسان ہے کہ پیغمبر چونکہ ایمان اور اخلاق کے بانی تھے وہ ایسے افکار اور احکام پیش کرتے رہے جن سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ استوار کریں۔ تمدن کی دوسری شرط رابطہ اور ہم آہنگی ہے اور اسے پیغمبروں ہی نے ممکن بنایا لہٰذا پیغمبروں کو تمدن کا حقیقی بانی ماننا چاہیے اور آپ اس موضوع پر بیشک تحقیق کریں۔(۱۸۶)

مندرجہ بالا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔ اسے پڑھ کر فارسی عبارت کا مفہوم سمجھ آجاتا ہے۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

درزبانھای بیگانہ نیز کلمہ تمدن (Civilization) از کلمہ (Civita) کہ در مقابل وحشیگری قرار گرفتہ واز کلمہ (Civilis) کہ معنی شھر نشین دارد گرفتہ شدہ است ۔ این کلمہ برای نخستین بار در کتاب عادات و رسوم ملل قدیم اثر بولا نثرہ (Boulanger) فرانسوی بکار بردہ شدہ است۔(۱۸۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

مغربی دنیا میں بھی تمدن کا مفہوم یہی ہے CIVILIS اور CIVILIZATION۔ اس کے مقابلے میں غیر متمدن زندگی وحشیانہ قرار پاتی ہے۔ یہ لفظ پہلی بار فرانسیسی مفکر بولنجر BOULANGER کی کتاب میں استعمال ہوا ہے جو قدیم قوموں کی عادات و رسوم کے بارے میں لکھی گئی ہے۔(۱۸۸)

مندرجہ بالا فارسی متن کے پہلے جملے کا ترجمہ درست نہیں ہے۔ فارسی متن میں بیان ہوا ہے کہ لفظ تمدن (Civilization)، لفظ (Civita) سے اخذ کیا گیا ہے جو کہ لفظ ''بربریت'' کا متضاد ہے اور یہ لفظ (Civilis) سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب شہر نشین ہے۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

علامہ فقید شیخ شلتوت می نویسد:

''دین برای انسان از شؤون قطعی اوست وزندگی بدون آن مفھومی ندارد۔ متفکر معاصر اسلامی علامہ اقبال لاھوری عقیدہ دارد کہ:

''وضعی کہ دین نسبت بہ حقیقت نھایی ومطلق دارد، متعارض با محدودیت آدمی است، دامنہ پرواز او را فراخی می بخشد وتوقع او را چنان زیاد می کند کہ بہ کمتر از دیدار مستقیم حقیقت بہ چیزی قانع نمی شود'' (۱۸۹)۔

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

علامہ شیخ (شلتوت) نے لکھا ہے: ''دین انسان کی قطعی شؤن میں سے ہے اور اس کے بغیر زندگی کا کوئی مفہوم نہیں۔''

علامہ محمد اقبال نے (تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ میں) لکھا ہے: ''دین حقیقتِ مطلق کے ساتھ جو رابطہ مشہود کرتا ہے، انسانی محدودیت اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتی۔ دین انسانی پرواز کی فضا وسیع کرتا اور اس کی توقعات اس قدر بڑھاتا ہے کہ وہ دیدارِ ذات سے کمتر کسی چیز پر قانع نہیں رہتا۔''(۱۹۰)

مندرجہ بالا ترجمہ اصل متن کے مطابق درست ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

بحثیت مجموعی، کتاب ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' کا زیرِ جائزہ ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔ یہ ترجمہ کہیں تو تحت اللفظی ہے اور کہیں بامحاورہ ہے۔ بعض مقامات پر ترجمے کے بجائے ترجمانی نظر آتی ہے۔ زیادہ تر ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی اس رائے سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت روحِ مضمون کو پیش نظر رکھا گیا ہے اسی لیے اصل متن کا مفہوم اردو نثر میں بڑی خوبی سے ادا کیا گیا ہے۔(۱۹۱)

مترجمہ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اس میں پائی جانے والی متنی اغلاط اور تحشیہ کی بے قاعدگی کو تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ سے درست کر کے، اس کی طبعِ نو کا اہتمام کیا جائے۔

09۔مکتوبات وخطباتِ رومی

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۸ء
صفحات : ا تا و(۶)+(۴۹۹)
قیمت : ۱۰۰ روپے

فہرست مضامین:

عنوانات	صفحہ
تعارف از مرتب	۰۰۱
ترجمہ مکتوب ا تا ۱۴۴	۰۰۹
مکتوبات میں منقول قرآن مجید کی آیات (سورتوں کی ترتیب سے فہرست)	۲۵۱
تعلیقات مکتوب الیہم (حروف تہجی کے اعتبار سے مکتوب الیہم کا مختصر تعارف)	۲۶۳
ترجمہ ''خطبات'' (مجالس سبعہ):	۲۷۲
مجلس یکم:	۲۷۳
۱۔سنتِ رسولؐ مسلمانوں کے اتحاد کا سبب ہے۔	
۲۔غزوہ احد اور شہادتِ امیر حمزہؓ کا عبرت انگیز واقعہ	
۳۔''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی برکات اور وساوس شیطانی سے بچنے کے سلسلے میں بعض قصص وحکایات	
مجلس دوم:	۳۲۱
حکایات اور درس تقویٰ۔''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی برکات سے حضرت سلیمانؑ کا ملکِ سبا کو مسخر کرنا۔	
مجلسِ سوم:	۳۳۶
حکایات وتمثیلات کے ذریعے مومنانہ بصیرت وفراست کی توضیح	
مجلس چہارم:	۳۵۰
ارتقائے انسانی اور مؤمنانہ زندگی کا بیان	
مجلس پنجم:	۳۶۲
شیخ حبیب عجمی کی ایک کرامت۔مقام نبوت، علم وعمل کا رابطہ	
مجلس ششم: (سب سے مختصر):	۳۷۴
تقویٰ آموز اور خداترسانہ زندگی کے آداب	

مجلس ہفتم (پیچیدہ اورادق مباحث): ۳۷۹
علم اور تزکیہ نفس کے فضائل
مجالس میں شامل آیات قرآن مجید کی فہرست (سورتوں کی ترتیب سے) ۳۹۱
مجالس کے سلسلے میں وضاحتیں
حواشی ۳۹۸
اشاریہ (۱۹۲) ۴۷۵

زیر تبصرہ کتاب ''مکتوبات و خطبات رومی'' مولانا جلال الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۴-۶۷۲ھ) کی دو کتب مکتوباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خطباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) (مجالسِ سبعہ) کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ان دونوں کتب کے علاوہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ چھ دفاتر یا جلدوں پر مشتمل مثنوی۔مثنوی کا ڈاکٹر آر۔اے نکلسن (۱۹۴۴ء) کا مرتبہ متن قریباً ۲۸ ہزار ابیات پر مشتمل دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۲۔ دیوان مرتبہ از پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر (۱۹۷۰ء) جو کہ دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۳۔ فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی کا فارسی متن)

مکتوباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خطباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) کے انتخاب اور اجزاء رومی کے ایک خلفِ رشید ڈاکٹر فریدون نافذ بک نے کوئی نصف صدی پہلے استنبول سے شائع کرائے اور ۱۹۳۷ء میں انھیں کامل صورت میں چھپوا دیا۔ان کتابوں کی ایران میں طبع جدید بھی ہو چکی ہے۔مکتوبات کی تعداد ۱۴۵ ہے جب کہ مواعظ پر مبنی کتاب کے عنوان ''مجالس سبعہ'' کے مطابق مواعظ (مجالس) کی تعداد سات ہے۔مشہور رومی شناس پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر مرحوم کی تحقیق کے مطابق پہلی مجلس دراصل چار مواعظ یا مجالس کا مجموعہ ہے۔اس طرح دیکھا جائے تو مواعظ (مجالس) کی کل تعداد دس ہے۔ایک محتاط مگر یقینی اندازے کے مطابق مکتوبات ۶۴۵ھ/۱۲۴۸ء کے بعد ارقام پذیر ہوئے ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد ریاض، ''مکتوباتِ رومی'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عصرِ رومی میں چنگیزیوں کے مظالم کی وجہ سے مسلمان سیاسی و معاشی بدحالی کا شکار تھے۔رومی نے اپنے وعظ و ارشاد اور نثر و نظم کے ذریعے پریشان حال لوگوں کی فکری و عملی اصلاح کی کوشش کی۔وہ مستحکم شخصیت و کردار کے حامل، دیدہ ور شخصیت تھے۔وہ بے حد متحمل، بردبار، فیاض اور قناعت پسند تھے۔وہ عظیم محبِّ انسان اور خیر خواہِ بشر تھے۔ان کے مکتوب الیہم معاصر سلاطین، وزراء، امراء، علماء اور ارادت مند مرید ہیں۔ان کے بعض خطوط اعزہ و اقارب کے نام بھی ہیں۔انھوں نے ان مکتوبات میں مکتوب الیہم کو لوگوں کے مسائل حل کرنے اور اپنے اخلاق بہتر بنانے کی تلقین کی ہے۔رومی چونکہ تمثیل اور داستان سے زیادہ کام لیتے ہیں۔یہ خصوصیات ان کے مکتوبات و مجالس میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ان کا تصورِ عشق بے حد وسعت اور تنوّع کا حامل ہے اور اس کے مباحث گاہے گاہے مکتوبات میں بھی آئے ہیں۔ان کے مکتوبات میں وسعتِ قلب، اخلاصِ عمل اور قوائے باطن کے صوفیانہ مباحث بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔انھوں نے قریباً ہر مکتوب میں عربی اور فارسی اشعار بھی تحریر کیے ہیں۔ان کے

مکتوبات میں قرآنی آیات، احادیث، اخبار اور عربی امثال بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ دیگر صوفیا کی طرح وہ بھی اکثر اخبار و روایات کو احادیثِ رسولؐ قرار دیتے رہے ہیں۔ بعض خطوط میں انھوں نے اسلامی عبادات کی روح کے بارے میں معنی خیز بحث فرمائی ہے۔ انھوں نے وزراء و امراء کو صدقہ و خیرات اور مددِ فقرا کا درس دیا ہے۔ فقرا اور مساکین کو قانع اور صابر و شاکر بننے کا درس دیا ہے۔ ان کے مکتوبات میں القاب و آداب خاصے تکلف آمیز اور مبالغہ خیز ہیں مگر انھوں نے امراء و وزراء سے اپنے لیے کچھ طلب نہیں کیا۔ دوسروں کی خاطر اپنا خونِ جگر اور وقتِ عزیز صرف کیا۔ ان مکتوبات میں ان کے نجی خطوط بھی شامل ہیں جن میں انھوں نے اپنے بیٹے کو بیوی سے حسنِ سلوک کی تلقین کی اور بہو کی ڈھارس بندھوائی اور اسے یقین دلایا کہ اپنے بیٹے کی ہر زیادتی کا مداوا کرنا ان کا فرض ہوگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض، ''خطباتِ رومی'' پر تبصرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ رومی اپنے والد مولانا بہاؤ الدین بلخی (م ۶۲۸ھ/۱۲۳۱ء) کے غیاب میں اور ان کی وفات کے بعد ۶۲۸ ہجری اور ۶۲۹ ہجری میں، نیز ۶۳۸ ہجری تا ۶۴۲ ہجری کے دوران وعظ فرماتے رہے۔ ۶۴۲ تا ۶۴۵ ہجری تک وہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیس رہے۔ اس کے بعد انھوں نے اکادکا مجلس آرائی کی کیونکہ ان کا اسلوبِ زندگی بدل چکا تھا۔ وہ کم سخن و خلوت نشین ہو گئے تھے۔ مجالس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطالب رومی کی شمس تبریزی سے ملاقات سے پہلے کے دور سے زیادہ جوڑ کھاتے ہیں۔ ان کے تمام مواعظ کا اسلوب یکساں نوعیت کا ہے۔ وہ دعا و مناجات کے بعد کوئی آیت یا حدیث اور اس کی تفسیر و شرح بیان کرتے ہیں۔ تمام مجالس میں حمدِ خدا، نعتِ رسول ﷺ اور منقبتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا التزام نظر آتا ہے۔ مکتوبات کی طرح مجالس بھی حکایات، تمثیلات اور عربی و فارسی اشعار سے مزیّن ہیں۔ عرب اشعار کے شعراء کا پتہ نہ چل سکا مگر فارسی کے بیشتر اشعار ناصر خسرو، فردوسی، مسعود سلمان، سنائی غزنوی، عطار نیشاپوری، خاقانی شروانی اور نظامی گنجوی کے ہیں۔

ان کی ہر مجلس کا مرکزی مضمون ایک ہی رہا ہے مگر ایک بات بیان کرتے ہوئے دوسری بات کی توضیح میں لگ جاتے ہیں۔ ان کی مجلس دوم، دیگر مجالس پر اس لحاظ سے مقدم ہے کہ اس میں انھوں نے اپنے والدین کے لیے دعا کی ہے۔ ان کی دیگر مجالس کے جزوی یا کلی اہم عنوانات درج ذیل ہیں:

حُبِّ رسول ﷺ، ایمان و ایقان کی اساس ہے۔

اکلِ حلال کے بغیر روحانی ارتقاء کا امکان نہیں ہے۔

دولت و جاہ و مرتبہ حاصل ہو تو اہلِ ایمان کو سخت آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔

اسلامی معاشرے کو عدل و انصاف اور عفو و مرحمت کی ضرورت ہے۔

عشق و محبت، عقل و خرد سے برتر ہے۔

علم و دانش اور عمل میں تطابق پیدا کرنا، ایمان کا نقطہ کمال ہے۔

مختصر یہ کہ مثنوی، دیوان اور فیہ مافیہ کی طرح مکتوبات و مواعظ رومی میں بھی تعلیماتِ اسلامی کے کئی پہلو بڑے فکر انگیز انداز میں بیان ہُوئے ہیں۔ (۱۹۳)

زیر جائزہ کتاب کے متن اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمے کی تفہیم کے لیے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مکتوب ۳۰

اللہ مفتح الابواب

امیر الغ قتلغ پروانہ بک کے مراتب بلند کو دوام ہو اور اس کے آفتابِ اقبال کو جو **لاشرقیة ولا غربیة** (نہ شرقی ہے نہ غربی) کی صفت سے مستنیر ہے اور ارضی ہے نہ سماوی بلکہ خدائے ازلی وابدی کی ایک شان ہے، ہمیشہ تاباں رکھے۔ وہ ملک الامراء، دوسروں کا معاون، صاحب انعامات، آسمان بلند کا حاجب، بلندیوں کا تاج، ایک رحمانی وزیر اور روحانی حاکم ہے۔ اس کی ذات، مطہر، منور، معطر اور لطیف وشریف ہے، وہ امیر امراء ہی نہیں، صحیح فکر اندیشے کا بھی امیر ہے۔ شک وتذبذب دور کرنے میں وہ مرشد ہادی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رہزنانِ دین اور شر و وسواس پھیلانے والے شیاطین سے محفوظ رکھے اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ خدایا، یہ راہزنانِ دین اسے اپنا جیسا بداندیش، افسردہ دل اور بد باطن بنانے میں کبھی کامیاب نہ ہوں۔ ان راہنمائی اور راہبری کا دعویٰ کرنے والے راہزنوں کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله**"

(بے شک اکثر احبار اور رہبان یعنی مذہبی رہنما، ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔)

؎ اندریں آستان پر تلبیس — نان بہ لاحول می شود حاصل

؎ اندریں رہ صد ہزار ابلیس آدم روئے ہست — تا ہر آدم روے را زنہار کآدم نشمری

خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں سے سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ راہزن اپنی ان کرتوتوں کے باوجود حقیقی اہل دین پر طعن و تشنیع کرنے سے باز نہیں آتے اور اپنی بداعمالیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔

امیر موصوف میرا اسلام ودعا قبول فرمائیں۔ آپ کے لیے میرے دل میں شکر وامتنان کے جو جذبات موجود ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ عامرہ ولایزال سے انھیں ہمیشہ باقی رکھنے کی توفیق دے کہ:۔

"**لله خزآئن السماوات والارض**"

(آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے لیے ہیں)۔

دعا ہے کہ امیر کی ذات شریف پر ان خزانوں کی بارش جاری وساری رہے۔ آمین یارب العالمین۔ (۱۹۴)

حواشی (مکتوب ۳۰)

۱۔ قرآن مجید ۲۴:۳۵

۲۔ ایضاً ۹:۳۴

۳۔ ترجمہ: اس راستے میں لاکھوں انسانوں کے سے ابلیس ہیں۔ خبردار، ہر انسان صورت کو انسان شمار نہ کرنا اس پر مکر گھر میں ابلیس بھی "لاحول" سے روٹی کھاتا ہے۔ (۱۹۵)

مکتوب ۱۲۲

اللہ مفتح الابواب

فرزند مخلص، معتقد، نیک سیرت، خوش خو، فخر فرزندان، علم الدین کی زندگی مسرت سے گزرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سعادت کو دوام دے، اسے شرح صدر بخشے، اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی اسے توفیق دے اور فضلِ خداوندی کا سایہ اس کے دو جہاں

کے احوال واقوال پر چھایا رہے۔

راقم مخلص کا سلام ودعا قبول ہو۔شوقِ ملاقات دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ملاقات کی سہولت فراہم کرے اور مشکلات وموانع وعدیم الفرصتوں کو دور فرمائے۔دعا ہے کہ فرزندِ عزیز کی توجہ امورِ خیر کی طرف پہلے سے بھی زیادہ مبذول ہو کہ:

"وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السماوات والارض"

زان پیش کہ دادہ راا جل بستاند ہرداد کو دادنی است می باید داد

دنیا بازار خیرات ہے کہ:

"هل ادلکم علی تجارة تنجیکم"

بازارِ دنیا میں وہ بیچو اوراس سے وہ خریدو جس سے بعد میں پشیمانی نہ آئے۔اس بازار میں متاعِ خیر جس نے نہ خریدا وہ پشیمان ہوگا اور جس کسی نے خریدا اسے یہ افسوس ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ خریدا۔

در جہان شاہدی و ما فارغ در قدح جرعۂ و ما ہشیار
زین سپس دستِ ما و دامن دوست بعد ازین گوش ما و حلقۂ یار
خیز تا ز آب روی بنشانیم گردِ این خاک تودۂ غدار
ترک تازی کنیم و در شکنیم نفسِ زنگی مزاج را بازار

اور سلام ہو ہم سب پر اور آپ پر اور ان پر جو آج آپ کے ہاں وارد ہور ہے ہیں۔آمین یارب العالمین۔(۱۹۶)

حواشی مکتوب ۱۲۲

۱۔ قرآن مجید ۳:۱۳۳

۲۔ مکتوب ۲۲ (۱۹۷)

۱۔ مکتوب ۳۰ کی قرآنی آیات کا ترجمہ عربی متن کے ساتھ ہی قوسین میں دے دیا گیا ہے جبکہ ان کے حوالہ جات حواشی میں دیے گئے ہیں۔فارسی اشعار کا ترجمہ بھی حواشی میں دیا گیا ہے۔زیادہ تر عبارت آسان اور عام فہم ہے۔عبارت میں چند ایک قدرے مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۲۔ مکتوب ۱۲۲ میں دی گئی قرآنی آیات کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔حواشی میں پہلی آیت مقدسہ کا حوالہ دیا گیا ہے جبکہ دوسری آیت مقدسہ کے حوالہ کے لیے مکتوب ۲۲ دیکھنے کو کہا گیا ہے۔مکتوب ۲۲ (صفحہ ۵۳) پر مکمل آیت مقدسہ مع ترجمہ دی گئی ہے اور اس کے حواشی (صفحہ ۴۰۷) میں اس کا حوالہ "۶۱:۱۰" لکھا ہوا ہے یعنی سورۂ نمبر ۱۰ اور آیت نمبر ۶۱۔قاری کی آسانی کے لیے بہتر یہی تھا کہ حوالہ مکتوب ۱۲۲ کے حواشی میں ہی دے دیا جاتا اور مزید مطالعے کے لیے مکتوب ۲۲ صفحہ ۵۳ کا حوالہ دے دیا جاتا۔مکتوب ۱۲۲ میں پانچ فارسی اشعار دیے گئے ہیں مگر حواشی میں ان کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوب ترجمے کی تفہیم کے لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور خطبات سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

﴿اللہ مفتح الابواب﴾

باری تعالیٰ چون خواهد کہ عنایت ولطف ونصرت ودولت وسعادت را بر بندۂ از بندگان خویش مقیم وپیوستہ گرداند او را

توفیق شکر دھد کہ اگر صد بار تلخی بدو رسد و یکبار شیرینی آن یک شیرینی را صد بار بصد عبارت بصد مقام باز گوید و آن صد تلخی را یکبار ھم باز نگوید الا تلخی فراق یاران دین کہ افغان کردن از فراق یاران دین تسبیحست و قرآن خواندنست وسنت انبیاست صلوات اللہ علیھم کہ ایوب علیہ السلام با چندان رنج کہ ھیچ دل طاقت ندارد عظمت بلا او شنیدن با آن ھمہ زبان او شکر در ان ھشت سال روزی خالی نگشت چو در فراق یار دین یعنی عیال او کہ ھمنفس وھم درد او بود در دین بدو رسید فریاد برآورد کہ (مسنی الضر) قدر یار دین مرد دین داند قدر۔ (۱۹۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

اللہ مفتح الابواب (اللہ تعالیٰ ہی دروازے کھولتا ہے)

اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ بخشش، مہربانی، دوسروں کی مدد کرنے کی خصلت اور اقبال وخوش نصیبی کو ہمیشہ کے لیے اپنے کسی بندے کو عطا کرے تو اسے شکر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ ایسے شخص کو سینکڑوں مصیبتیں آئیں، تو ان کا ذکر نہیں کرتا۔ مگر ایک آسائش اور نعمت ملے، تو اسے سینکڑوں طریقوں سے بیان کرتا رہتا ہے۔ راہِ دین کے دوستوں کی جدائی البتہ اسے بھی بہت شاق گزرتی ہے۔ یارانِ دین کی جدائی میں آہ وفغاں کرنا، خدا کی تسبیح، قرآن مجید کی تلاوت اور سنت انبیاءؑ کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام پر ایسی مصیبتیں آئیں کہ عام دل ان کو سننے کی تاب بھی نہیں رکھتے۔ مگر آٹھ سال کے دورِ آزمائش میں وہ کسی وقت بھی شکر کرنے سے فارغ نہ تھے۔ مگر یارانِ دین کے فراق پر انھیں بھی فریاد وفغان کرنی پڑی۔ ان کے اہل وعیال ان کے ہمدم ودم ساز اور یارانِ دین تھے اور ان کی جدائی پر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: ''انی مسنی الضر'' (مجھے بے شک تکلیف پہنچی ہے)۔ مگر یارانِ دین کی قدر مردِ دین ہی جانتا ہے۔ (۱۹۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت موزوں اور خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہوئے اصل عبارت کا مفہوم اور تاثر اردو زبان میں بیان کیا ہے۔ زیادہ تر ترجمہ تحت اللفظی ہے مگر انھوں نے نہایت مہارت سے مناسب الفاظ استعمال کرتے ہوئے عبارت کی روانی متاثر نہیں ہونے دی۔ ان کی اس حکمتِ عملی کی بدولت ترجمہ، ترجمہ محسوس نہیں ہوتا بلکہ ان کی اپنی تخلیق نظر آتا ہے۔

﴿اللہ مفتح الابواب﴾

خدای بندہ کار و خدای بکشاید از مقالید السموت والارض یک نظر وصد ھزار عنایت منتظرم کہ وقت آن نظر آید مشرفۂ عزیز کریم فرزند مخلص فکر الامرا والخواص الحسیب النسیب اسد الوغا زعیم الجیوش المجاھد فی سبیل اللہ سعد الدولۃ والدین ادام اللہ علوہ وسیدو معلومست فرط دینداری ورحمت وشفقت آن یگانہ [ارحم من فی الارض یرحمك من فی السمآء] بندہ نوازی ورحمت وکھتر پروری در ذات شما وآبا واجداد شما حق تعالیٰ بعنایت خود سرشتہ است وودیعت نہادہ وآن علامت سعادت و دولت آن جھانست کہ بندۂ را بر بندگان ضعیف رحمت دھد و رحمت آن باشند کہ گناھان بزرگ را خورد بیند از مجرمان و بندگی اندک ووفای اندک را بسیار بیند۔ (۲۰۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

مکتوب ۱۴۱

اللہ مفتح الابواب

مشکلات کا حل کرنے والا خدا ہی ہے کہ:

لہ مقالید السموت والارض

(آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کی ہیں)۔

فرزند مخلص، فخر امرا و خواص، صاحب حسب ونسب، غازشیر، سپاہ سالار، مجاہد راہ خدا، سعد الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلندی باقی رکھے) کا خط ملا اور دل مسرور ہوا۔ انتظارِ ملاقات میں دن کاٹ رہے ہیں۔ آپ اور آپ کے باپ دادا کی دین داری اور بندہ نوازی قابلِ رشک رہی ہے آپ متوجہ ہیں کہ:

''زمین والوں پر رحم کرتا کہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔''

آپ کی یہ نیک سرشت دونوں جہاں کی سعادت کی دلیل ہے کہ آپ کمزوروں پر رحم کرتے ہیں، دوسروں کے بڑے عیوب کو معمولی جانتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کی معمولی خدمت اور وفاشعاری کی دل وجان سے قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ والسلام۔(۲۰۱)

ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔ موزوں اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب کی بدولت ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

عن الحسن البصری انه قال: حدثنی جماعة کلهم سمعو ا الحدیث عن النبی ﷺ یقول :" ان الله تعالیٰ لما خلق العقل فقال له :اقعد ، فقعد۔ ثم قال له :قم فقام :ثم قام له :اقبل ، فاقبل ۔ ثم قال له : ادبر ، فادبر ۔ ثم قال له:تکلم، فتکلم۔ ثم قال له انصت ، فانصت۔ ثم قال له انظر ، فنظر۔ ثم قال له انصر ف ، فانصرف ۔ ثم قال له افهم ، ففهم ۔ ثم قال له وعزتی وجلالی وعظمتی و کبریائی وسلطانی وجبروتی وعلوی وارتفاع مکانی واستواءِ علی عرشی و قدرتی علی خلقی ، ما خلقت خلقاً اکرم علی منك ولا احب الی منك، بك اعرف وبك اعبد وبك اعطی وبك اعاتب ، لك الثواب وعلیك العقاب ، صدق الله وصدق رسول الله ۔(۲۰۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

حدیث رسولؐ اور اس کی توضیح

اس حدیث کو حضرت حسن بصری نے کئی صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے استناد سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کیا تو اسے بیٹھنے کو کہا اور وہ بیٹھ گئی پھر اسے اٹھنے کو کہا اور وہ اٹھ گئی۔ پھر اسے آگے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے پیچھے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے بولنے کو کہا اور وہ بولی۔ پھر اسے چپ رہنے کو کہا اور وہ چپ ہوگئی۔ پھر اسے دیکھنے کو کہا اور اس نے دیکھا۔ پھر اسے چلنے کو کہا اور وہ چلی۔ پھر اسے سمجھنے کو کہا اور اس نے کہا ہوا سمجھا۔ پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت، جلال، عظمت، کبریائی، بادشاہی، جبروت، بلند مقامی، علو مرتبہ، عرش پر قیام و استوا اور مخلوقات پر تصرف وقدرت کی قسم ہے کہ میں نے تجھ سے زیادہ محترم ومکرم چیز پیدا نہیں کی اور تجھ سے زیادہ میرا محبوب کوئی نہیں۔ عرفان ومعرفت، طاعت وعبادت، عصیان وگناہ اور ثواب وعذاب تجھ ہی سے ہے۔''(۲۰۳)

ترجمہ اصل متن کے مطابق سلیس، عام فہم اور رواں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے سے پہلے عنوان قائم کر کے حدیثِ رسول (ﷺ) کا متن نمایاں کر دیا ہے۔ حدیث پاک کے بعد آخر کے الفاظ ''صدق اللہ وصدق رسول اللہ'' کا ترجمہ شاملِ عبارت نہ ہوسکا۔

مجموعی طور پر ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' میں شامل تمام ترجمہ، اصل متن کے مطابق اور صوری ومعنوی محاسن سے آراستہ ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب کے دونوں حصوں میں مندرجہ بالا مثالوں کے مطابق زیادہ تر قرآنی آیات کے حوالہ جات دیے گئے

ہیں۔ آیات، احادیث اور عربی و فارسی اشعار کے معانی لکھ دیے گئے ہیں۔ تاہم، بعض مقامات پر ترجمہ اور حوالہ جات نظر نہیں آتے۔ مکتوب اور خطبات دونوں کے ترجمے کے آخر میں (صفحہ ۲۵۱ تا ۲۶۲ اور ۳۹۱ تا ۳۹۷ پر) قرآن مجید کی آیات کی فہرست سورتوں کی ترتیب کے مطابق ''اختصار کے ساتھ'' دی گئی ہے تاکہ تقابل و مطالعے میں آسانی رہے۔ مکتوبات کا ترجمہ پہلے (صفحات ۹ تا ۲۵۰ پر) اور خطبات کا ترجمہ بعد میں (صفحہ ۲۷۲ تا ۳۹۰ پر) دیا گیا ہے۔ مکتوباتِ رومی کے جن مکتوب الیہم کے بارے میں معلومات مل سکیں، انھیں مختصراً آخر میں (صفحہ ۲۶۳ تا ۲۷۱ پر) لکھ دیا گیا ہے۔ کتاب میں دیے گئے ''حواشی'' اور ''اشاریہ'' کی وجہ سے اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مکتوبات و خطبات کا ترجمہ پیش کر کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوئے قریباً انتیس برس گزر گئے ہیں۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسے نظر ثانی کے بعد دوبارہ شائع کیا جائے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ' اشعار کے ساتھ ہی دے دینا چاہیے۔ قرآنی آیات اعراب کے ساتھ دی جانی چاہییں اور ان کے حوالہ جات بھی ساتھ ہی لکھ دیے جانے چاہییں۔ دیگر توضیحات اور حوالہ جات ''حواشی'' میں دینے چاہییں۔ اس طرح ''حل لغت'' کا اہتمام کر کے عام قارئین کے لیے اسے سمجھنے میں مزید آسانی پیدا کی جا سکتی ہے۔

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

10۔شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی

مؤلف : ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی

مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض خان

پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

اشاعت : ۱۳۷۶ھ خ۔۱۹۹۵م

صفحات : ۸۶

فہرست مضامین:

سخن مدیر — الف

سخن مترجم — ۱

پیش گفتار از مورخ نامور استاد شیخ عبدالرشید — ۳

دیباچہ مؤلف بر ترجمہ فارسی — ۵

چگونگی ورود محیط میر سید علی — ۷

فلسفۂ اخلاق میر سید علی — ۱۱

فلسفۂ سیاسی میر سید علی — ۱۷

آثار عربی و فارسی سید علی — ۳۷

آثار عربی — ۴۷

نفوذ سید در اسلامی ساختن جامعہ و اجرای شرع — ۵۰

ضمیمۂ (الف): آداب احتساب — ۵۸

ضمیمۂ ب: متن رسالہ دہ قاعدہ — ۶۱

ضمیمۂ ج: متن ۱۴۳ بند (رسالہ منہاج العارفین) — ۶۵

پی نوشتہا — ۷۰

فہرست اعلام (اشخاص۔امکنہ) — ۷۷

فہرست منابع — ۸۵

فہرست انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (۲۰۴)

زیرِ تبصرہ ترجمہ ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی کے انگریزی مقالے: "Mir Sayyid Ali Shah Hamdani : Shah-e-Hamdan" کا فارسی ترجمہ ہے۔

فہرست مندرجات سے قبل ''انتساب'' میں ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی نے اپنی اس علمی وادبی تخلیق کو اپنے مرحوم والد سید حسن شاہ ہمدانی سے منسوب کیا ہے۔

''سخن مدیر'' میں سرپرست مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، محمد اسعدی نے شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی کی تبلیغی مساعی کو سراہا ہے اور ان کی مدح میں کہے گئے علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کے اشعار رقم کرنے کے بعد زیرِ تبصرہ ترجمہ کا چند ایک جملوں میں تعارف کرایا ہے اور اس بات پر تاسف کا اظہار کیا ہے کہ یہ ترجمہ جو گزشتہ برس (۱۳۷۳ خ/ ۱۹۹۴ م) میں مکمل ہو گیا تھا، مترجم کی وفات کے بعد (۱۳۷۴ خ/ ۱۹۹۵ م) میں شائع ہو رہا ہے۔(۲۰۵)

''سخن مترجم'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کی دینی خدمات کا ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کشمیر شاہ ہمدان کی آمد سے ''ایرانِ صغیر'' بن گیا تھا۔ اگرچہ آج کشمیر آزاد نہیں ہے مگر بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہ ایک دن ضرور آزاد ہو گا۔ شاہ ہمدان کی شخصیت و آثار پر اردو زبان میں سیدہ اشرف ظفر اور فارسی زبان میں ڈاکٹر پرویز اذکائی تحقیقی مقالے لکھ چکے ہیں۔ قدر دان حضرات کے لیے راقم الحروف نے ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی کے انگریزی مقالے کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمے میں جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی راقم الحروف نے حواشی کا اضافہ کیا ہے اور اپنے حواشی کے ساتھ قوسین میں ''م'' لکھ دیا ہے۔ یہ مقالہ مختصر مگر مفید ہے۔ اس میں سید علی ہمدانی کی اخلاقی وسیاسی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے اور عصرِ حاضر میں ان امور کو سمجھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

''پیش گفتار'' میں نامور مورخ استاد شیخ عبدالرشید نے وادیٔ کشمیر کے قدرتی حسن اور تاریخی سفر پر چند جملوں میں روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیش رو سید تاج الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر سید حسین شاہ ھمدانی کو سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور دینی خدمات پر کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کی ہے۔ انھوں نے مزید لکھا ہے کہ ڈاکٹر سید حسین شاہ ھمدانی نے محدود مآخذ ومنابع سے استفادہ کرتے ہوئے ایک اچھی کتاب لکھی ہے۔ اگر وہ دائرۂ تحقیق مزید وسیع کرتے تو حقائق ونتائج تک مزید بہتر طور پر رسائی پا لیتے۔(۲۰۶)

''دیباچہ مؤلف بر ترجمہ فارسی'' میں ڈاکٹر سید آغا حسین ھمدانی نے شاہ ھمدان، سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے دیگر مقالات کا ذکر کرنے کے بعد اپنی تالیف کے مختلف ابواب کے موضوعات کا اجمالاً ذکر کیا ہے اور آخر میں انھوں نے اپنے اساتذہ اور مترجم کا شکر ادا کیا ہے۔

باب اول میں کشمیر میں دینِ اسلام کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں مختلف حکمرانوں کے عہدِ حکومت میں صوفیہ کی تبلیغی مساعی کا تاریخی حوالہ جات سے ذکر کیا گیا ہے۔ باب کے آخر میں شاہ ھمدان کی دینی خدمات مذکور ہیں۔ مثلاً لکھا ہوا ہے کہ

> پادشاہ مذکور باوجود تعلیمات اسلام دو خواھر را بہ رشتۂ نکاح خود پیوستہ بود۔ او لباس ھندو ھا را نیز زیب تن می کرد۔ میر سید علی ھمدانی بہ این رفتار وی انتقادی نمود و در نتیجہ توصیہ وی سلطان یکی از دو زن خود را طلاق داد و لباسی را برای خود برگزید کہ در کشورھای اسلامی آن عصر متداول بود۔ بعد از عصر قطب الدین شاہمیری، کوشش برای ترویج آداب اسلامی دوبارہ

شدت پیدا کرد و سلطان اسکندر شاهمیری معروف به بت شکن (۷۹۶ـ۸۱۶ھ) همه نوع مشروب خواری و رسم ساتی زنان هندو و مراسم زشت دیگر را کاملاً ممنوع اعلام کرد۔ میر سید علی همدانی بر مبنای خدمات و مقام روحانی خود در میان سایر طبقات مردم معاصر کشمیر از احترام و محبوبیت ویژه نفوذ تعلیمات و توصیه های وی، به اوامر و نواهی دین اسلام بیشتر متمسک گردیده اند۔ (۲۰۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تالیف ''حضرت میر سید علی همدانی شاہِ همدان'' میں مذکورہ بالا امور کا اس طرح سے ذکر کیا ہے:

شاہ ہمدان جب وادی میں تشریف لائے، تو دیکھا کہ سلطان شہاب الدین نے لاعلمی کی بنا پر دو سگی بہنوں سے ایک ساتھ عقد کر رکھا ہے۔ آپ کی راہنمائی پر اس نے ایک بیوی کو طلاق دے دی اور اپنے اس فعل سے توبہ کی۔ سلطان کا ہندوانہ لباس بھی شاہ ہمدان نے ترک کروایا۔ اس سلطان اور اس کے جانشین سلطان قطب الدین نے شرع اسلامی کے نفاذ کی خاطر پوری کوشش کی اور غیر مسلم آبادی سے عمدہ سلوک کیا۔ اس کام کو سلطان اسکندر بت شکن نے، میر سید محمد ہمدانی کی زیر ہدایت اور آگے بڑھایا اور مثالی حکومت کی۔ (۲۰۸)

باب دوم ''شیوۂ زندگی و محیط میر سید علی همدانی'' میں سید علی همدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی دینی وصوفیانہ تربیت کے مختلف مراحل وادوار کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب سوم ''فلسفۂ اخلاق میر سید علی همدانی'' میں سید علی همدانی کی جملہ تعلیمات و مساعی خصوصاً ان کی تالیف ''ذخیرۃ الملوک'' کی تعلیمات کی روشنی میں ان کا فلسفۂ اخلاق بیان کیا گیا ہے۔

باب چہارم ''فلسفۂ سیاسی میر سید علی'' میں شاہ همدان کے سیاسی افکار بیان کیے گئے ہیں۔ اس باب میں حکمرانوں کو اور عوام الناس کو حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس کی ادائیگی کے لیے شاہ همدان کی تعلیمات اور تلقینات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

باب پنجم ''آثار عربی و فارسی سید علی همدانی'' میں شاہ همدان، سید علی همدانی کی اڑتیس (۳۸) فارسی کتب و رسائل اور دس (۱۰) عربی کتب و رسائل کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب ششم ''نفوذ سید علی همدانی در اسلامی ساختن جامعہ و اجرای شرع'' میں شاہ همدان، سید علی همدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی جملہ تبلیغی مساعی اور ان کے ماحصلات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں تین ضمیمہ جات دیے گئے ہیں۔ ضمیمہ (الف) میں کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کے باب ہفتم ''احتساب'' کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ ضمیمہ (ب) میں ''متن رسالہ دہ قاعدہ'' دیا گیا ہے۔ ضمیمہ ج میں متن ۱۴۳ بند (رسالہ منہاج العارفین) دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''پی نوشتھا'' کے عنوان کے تحت ۱۲۶ حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ آخر پر ''فہرست اعلام'' دی گئی ہے۔ جس سے اس تالیف وترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا ہے۔ ''فہرست اعلام'' کے بعد ''منابع'' دیے گئے ہیں۔ کتاب کے مندرجات سے واضح ہے کہ یہ نہایت گراں قدر علمی وادبی اور دینی وتہذیبی سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے فارسی زبان میں منتقل کر کے فکر ہمدانی کی ترویج کے لیے نہایت اعلیٰ خدمت سرانجام دی ہے۔ ترجمے کی عبارت آسان، سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ اس گراں قدر تصنیف کا اردو میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ اردو دان طبقہ بھی اس سے استفادہ کر سکے۔

اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

(موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی ادب سے متعلقہ ۱۳ مترجمہ مقالات و مضامین میں سے درج ذیل ۹ مقالات و مضامین علامہ اقبال کے افکار و تصورات پر، ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) پر اور ایک مضمون شخصیات پر ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان
☆	**اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات**
01-	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرودِ اقبال'' کا مقدمہ
02-	اقبال شاعرِ حیات
03-	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر
04-	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ
05-	اقبال، قرآن اور اہلبیت
06-	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعری، علامہ محمد اقبال
07-	شخصیتِ اقبال کے چند پہلو
08-	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل آخری حصہ)
09-	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل، باب اول)
☆	**ادبیات (اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری و فنی جائزہ)**
10-	اقبال اور ان کی فارسی شاعری
11-	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرار و رموز و پیامِ مشرق)
12-	دیباچہ پیامِ مشرق (چاپ اول ۱۹۲۳ء)
☆	**اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ**
13-	اقبال اور حسین ابن حلاج

ان میں سے ۶۹% مقالات و مضامین مذہبی افکار و تصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۲۳% زبان و ادب اور ۸% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

موضوعات	تعداد	شرح%
مذہبی افکار و تصورات	۰۹	۶۹%
ادبیات (علامہ اقبال کے کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن، اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلقہ مطالعات)	۰۳	۲۳%
شخصیات (اقبال شناس حضرات، شخصیات کے ساتھ تقابلی مطالعات)	۰۱	۰۸%
	۱۳	۱۰۰%

مذکورہ بالا تمام مقالات و مضامین کا ترتیب وار جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مترجمہ مضمون **''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''** نومبر ۱۹۸۲ء کو مجلّہ ''قومی زبان'' کی جلد ۵۲، شمارہ ۱۱ میں شائع ہوا۔ بعد میں اسے مجموعہ مضامین ''افاداتِ اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

سید محمد داعی الاسلام، نظام کالج حیدر آباد دکن میں فارسی کے پروفیسر تھے۔ وہ ایرانی نژاد اور فارسی زبان دان تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ان کی ''پانچ جلدی فرہنگ نظام'' زیادہ معروف ہے۔ انھوں نے ۱۹۵۱ء میں بہ عمر ۷۳ سال دکن میں انتقال فرمایا۔ ۱۹۲۸ء میں (۲۱ شوال ۱۳۴۶ بروز جمعہ) انھوں نے ''جامعہ معارف تہران'' کے ایک ذیلی شعبہ ''انجمنِ معارف'' کے تحت منعقدہ ایک جلسے میں ''دکتر اقبال و شعر فارسی'' کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا جو ۴۶ صفحے کے ایک کتابچے کی صورت میں چھپا تھا۔ فارسی زبان میں اقبال پر ایک ایرانی کا یہ پہلا مقالہ تھا۔ اس مقالے میں ۱۹۲۸ء تک مطبوعہ کلامِ اقبال فارسی (اسرارِ خودی ۱۹۱۵ء، رموزِ بےخودی ۱۹۱۸ء، پیامِ مشرق ۱۹۲۳ء اور زبورِ عجم ۱۹۲۷ء) پر نہایت دلنشین، دلچسپ، مدلل اور جامع انداز سے تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ مع ضروری حواشی کے پیش کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض، یہ ترجمہ لفظی ہے۔ مگر ترجمے کی سلیس، رواں اور نہایت موزوں الفاظ پر مشتمل خوبصورت عبارت پڑھ کر محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ لفظی ہے۔ اس ضمن میں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

> ''اقبالؔ ایک عام شاعر نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو فرضی شاعر بنا کر گل و بلبل، شمع و پروانہ یا قمری و سرو کے فصیح و بلیغ تلازمے باندھیں اور سننے والوں کو محظوظ کریں۔ وہ ایک نصب العین والے قائد و راہنما ہیں۔ اقبالؔ کی بلبل، فلکِ مریخ کے شاہین کو شکار کر لیتی ہے۔ ان کے پھول کی خوشبو ناہید (زہرہ) سیارے تک جا پہنچتی ہے۔ ان کی شمع سے دنیا کی بزمِ تمدن منور ہو رہی ہے اور ان کی قمری، سروِ بوستان پر بیٹھنے کی جگہ شاخِ طوبیٰ پر آنکلتی ہے اور معرفتِ حقیقی کے نغمے الاپتی ہے۔ اقبالؔ چاہتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی حالت بہتر ہو اور وہ آگے بڑھے۔ مادی ترقیات کے ساتھ انسان روحانی تجلیات سے بھی لو لگائے رہیں۔ اقبالؔ کی آرزو ہے کہ روئے زمین پر منتشر و پراگندہ مسلمان متحد و متفق ہو کر ملتِ واحد بنیں، اور مادی و معنوی علوم و فنون میں دوسری اقوام کے لیے قابلِ رشک ہوں۔ اقبالؔ کی نظر تمام مسلمانوں پر ہے مگر ان کے مخاطبِ اول علماء اور پڑھے لکھے لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ قائد اور راہنما کا حکم رکھتے ہیں۔ اقبالؔ، علمی زبان میں بات کرتے ہیں تا کہ نامحرم لوگ ان کے اسرار نہ سمجھیں اور کج فہم الٹا مطلب نہ نکالیں۔'' (۲۰۹)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ ترجمے کی عبارت نہایت موزوں ہے۔ مقالہ نگار کا طرزِ بیان مدلل، جامع اور موثر ہے۔ اس مقالے کے درج ذیل عنوانات کی مدد سے اس کے مندرجات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حیاتِ اقبال، اقبال کی اردو شاعری، مثنوی اسرارِ خودی، مثنوی اسرارِ خودی کا موضوع، اسرارِ خودی کی ترتیب، اسلوب شعر، رفتن عاشق نزد معشوق وگفتن خدمتہائش (مثنوی رومی) نو جوانی از مرد پیش علی ہجویری در لاہور آمد (اسرارِ خودی)، مثنوی اسرارِ خودی کی زبان، مثنوی رموزِ بیخودی، رموزِ بیخودی کے مضامین، عالم اسلام کا اتحاد، پیامِ مشرق، کتاب کی زبان، خطاب بہ پادشاہ افغانستان، کتاب کے حصے، زبورِ عجم، مثنوی گلشن رازِ جدید۔

مترجم (ڈاکٹر محمد ریاض) نے حواشی سے فارسی مقالے کے محاسن کو اجاگر کیا ہے اور اس کی علمی و منطقی کمزوریوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثلاً مقالہ نگار (سید محمد علی) لکھتے ہیں کہ ''وہ (علامہ اقبال) ۱۸۷۵ء میں پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے''۔ ڈاکٹر محمد ریاض، حاشیے میں لکھتے ہیں ''مسلّم تاریخِ ولادت ۹ نومبر ۱۸۷۷ء ہے'' (مترجم) (۲۱۰)

ڈاکٹر محمد ریاض اسرارِ خودی (صفحہ ۵۱) کے درج ذیل شعر میں دیے گئے لفظ ''سنجر'' کی درست املا کا حاشیہ میں یوں ذکر کرتے ہیں:

سید ہجویر، مخدومِ امم مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم

۱؎ سنجر دراصل سجز (سیستان) ہے۔ (مترجم)

دیے گئے حواشی مختصر، مگر جامع اور مدلل ہیں۔ مقالہ نگار نے کئی جگہ پر اقبال کی مشکل گوئی کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض حاشیے میں لکھتے ہیں:

''۱؎ اقبال کی مشکل گوئی کی مقرر نے کئی جگہ شکایت کی، مگر کیا اقبال کے موضوعات اس سے آسان زبان میں ادا ہو سکتے تھے؟ (مترجم)'' (۲۱۱)

اس مقالے میں قریباً تین صد کے قریب فارسی اشعار دیے گئے ہیں اور تمام اشعار بغیر حوالہ اور ترجمے کے ہیں۔ اگر ان اشعار کا ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو مقالے کے ترجمے کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا۔

بحثیت مجموعی سید محمد علی کا مقالہ علامہ اقبال کے ۱۹۲۸ء تک کے مطبوعہ فارسی کلام پر ایک منفرد، جچا تلا، معاصرانہ انتقاد ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے خوبصورت اردو رُوپ دے کر گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

مشہد یونیورسٹی کی فیکلٹی ادبیات وعلوم انسانی کے پروفیسر غلام حسین یوسفی نے ۲۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو مشہد یونیورسٹی کے رازی ہال میں **''اقبال۔ شاعرِ حیات''** کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا جو مذکورہ فیکلٹی کے مجلّہ کی بہار ۱۹۶۶ کی اشاعت میں مقالہ اول کے طور پر شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس فارسی مقالے کا اردو میں ترجمہ کیا جو مجلّہ ''صحیفہ'' کی جلد ۹۲ شمارہ ۱۹۰، اشاعت نومبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔ اس ترجمے کی افادیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر سلیم اختر نے اسے اپنی تالیف ''ایران میں اقبال شناسی کی روایت'' مطبوعہ اگست ۱۹۸۳ء میں بھی شامل کیا۔ ڈاکٹر پروفیسر غلام حسین یوسفی نے اس مقالے میں فارسی تصانیفِ اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ خودی، پیامِ مشرق اور جاوید نامہ) کے قریباً ایک صد پچیس اشعار کی مدد سے علامہ اقبال کے حیات بخش افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ایک شاعر، مصنف، فلسفی، سیاستدان اور وکیل تھے۔ اہلِ ایران علامہ اقبال کی فارسی زبان سے وابستگی اور انسان دوستی کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ علامہ اقبال ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے فرد کو، امتِ مسلمہ کو، دنیا کی مظلوم اقوام کو جہدِ مسلسل، عمل پیہم، حریتِ فکر و عمل اور اعلیٰ معیارِ زندگی کے حصول کے لیے انفرادی و اجتماعی خودی کی اصلاح کا درس دیا۔ انھوں نے مغربی تہذیب و

تمدن کی خرابیوں سے آگاہ کیا اور اہلِ مشرق کو دین و اخلاق اور روحانیت اپنائے رکھنے کی تلقین کی۔ انھوں نے غلامی، بندگی اور بے جا تقلید کی خرابیوں کا ذکر کیا اور آزادیٔ فکر و عمل کے لیے بھرپور جدوجہد کا درس دیا۔

خلاصہ یہ کہ علامہ اقبال ایک عظیم عالمی مفکر تھے، اور چونکہ انھوں نے افراد و ملل کی حیات پر زیادہ توجہ مبذول رکھی ہے، اس لیے انھیں، شاعرِ حیات، کہنا نا روا نہ ہوگا۔ انھوں نے مندرجہ ذیل شعر میں جو کچھ کہا، اس کا انھیں حق حاصل تھا کہ:

پس از من شعر من خوانند، دریابند و می گویند جہاں را دگرگون کرد یک مرد خود آگاہی (۲۱۲)

مترجمہ مقالہ ''اقبال، شاعرِ حیات'' تئیس صفحات (۹۱ تا ۱۱۳) پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری تین صفحات (۱۱۱ تا ۱۱۳) حواشی اور توضیحات پر مشتمل ہیں۔ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم عبارت پر مشتمل ہے۔ تحریر میں کہیں بھی رکاوٹ محسوس نہیں ہوتی۔ اس مقالے کے حواشی اور توضیحات، معلومات افزا ہیں۔ مقالہ نگار نے اگر فکرِ اقبال کے کسی پہلو کا اشارے کنائے سے ذکر کیا ہے تو حواشی میں اس کی وضاحت دے دی گئی ہے۔ (مثلاً)

ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، علامہ اقبال کے امید بخش پیغام کی اثر آفرینی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کا امید بخش پیغام برصغیر کے مسلمانوں پر جو شاعر کے بقول دل رکھتے تھے مگر کسی محبوب سے وابستہ نہ تھے، آخر کارگر ہوا..... (۲۱۳)

اس کے ''حاشیہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

۱۸۔ اشارہ ہے ارمغان حجاز (حضور رسالت مآبؐ) کی اس دوبیتی کی طرف:

شبی پیش خدا بگریستم زار مسلمانان چرا زارند و خوارند؟
ندا آمد، نمی دانی کہ این قوم دلی دارند و محبوبی ندارند (۲۱۴)

ڈاکٹر غلام حسین یوسفی اقبال کی تصانیف کے دیگر زبانوں میں تراجم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کی شہرت ایشیا کی حدود کب کی عبور کر چکی اور ان کی متعدد تصانیف دنیا کی اہم زبانوں، جیسے انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، عربی، ترکی اور انڈونیشی وغیرہ، میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں فرانسیسی زبان میں ''شعرائے معاصر'' کے عنوان سے ایک مجموعہ شعر شائع ہوا جس میں کئی نامور سخنوروں کے کلام کا انتخاب درج ہے۔ اقبال کے منتخب کلام کا فرانسیسی ترجمہ نیز ان کے حالاتِ زندگی اس مجموعے میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔'' (۲۱۵)

ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں مزید معلومات فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۲۳۔ یہاں مقالہ نگار نے ''اقبال شناسی'' کے حوالے سے اقبال کی کتابوں کے تراجم کا حوالہ دیا ہے۔ انگریزی میں: اسرارِ خودی (نکلسن)، زبورِ عجم (غزلیات)، رموزِ بیخودی اور پیامِ مشرق کی دوبیتیاں (از آربری)، شکوہ و جوابِ شکوہ (مترجم الطاف حسین)، ابلیس کی مجلسِ شوریٰ (از محمد اشرف طبع گجرات ۱۹۵۱ء) اور وی۔ جی۔ کی ارنن کا منتخب ترجمہ: Poems from Iqbal۔ اطالوی: ترجمہ جاوید نامہ۔ فرانسیسی: پیامِ مشرق، انگریزی خطبات اور جاوید نامہ۔ انڈونیشی: ترجمہ اسرارِ خودی۔ ترکی: ترجمہ پیامِ مشرق۔ عربی: ترجمہ پیامِ مشرق و ضربِ کلیم وغیرہ۔ جرمن: پیامِ مشرق۔ یہ ترجمے معروف ہیں مگر اب تک ان میں بہت حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ (مترجم)

ترجمے کی عبارت اور ''حواشی و توضیحات'' میں مہیا کردہ معلومات و توضیحات سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض بہت اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور اور اقبالیاتی ادب و عالمی ادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے اور فنِ ترجمے میں انھیں مہارت حاصل تھی۔

''ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال'' ایرانی دانشور استاد سید محمد محیط طباطبائی کے فارسی مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ فارسی مقالہ ماہنامہ ''ارمغان'' تہران کے سال نوردھم کے شمارہ اول بابت اپریل ۱۹۳۸ء کے صفحہ ۲۵ تا ۳۸ پر شائع ہوا تھا۔ اس سے قبل اقبال پر فارسی میں دو مضمون لکھے گئے تھے: ایک ''اقبال اور شعر فارسی'' (۱۹۲۸ء) از سید محمد علی داعی فخر الاسلام اور دوسرا ''دکتر اقبال'' جنوری ۱۹۳۴ء از جانب مجلّہ کابل۔ ان میں سے پہلا مقالہ حیدر آباد دکن میں اور دوسرا افغانستان میں چھپا تھا۔ اس لیے زیرِ تبصرہ مقالہ **''ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال''** ایران میں اقبال پر لکھا جانے والا قدیم ترین مقالہ ہے۔ (۲۱۷)

اس مقالے میں ''سید محمد محیط طباطبائی'' نے نہایت خوبصورت اور مدلل انداز سے علامہ محمد اقبال سے اپنے فکری، عملی اور روحانی رابطے، تعلق اور عقیدت کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے خاندانی پسِ منظر، روحانی و فکری ارتقا اور ان کی قریباً تمام تصانیف (سوائے ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز) کے حوالے سے علامہ اقبال کی عالمگیر شخصیت کے فکری و عملی محاسن موثر حوالوں کی مدد سے اجاگر کیے ہیں۔ اس مقالے کے ذیلی عنوانات (حیاتِ اقبال، مسلمانوں کا اتحاد، اسرار و رموز، دیگر تصانیفِ اقبال، عملی سیاست، زبورِ عجم، انگریزی خطبات، فلسطین میں اور جاوید نامہ) سے اس کے مندرجات کی نوعیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں، مترجم کو مقالہ نگار کی جن باتوں میں تسامح نظر آیا، انھوں نے حواشی میں ان کی تصحیح کر دی ہے۔ مثلاً:

۱۔ مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے دو مختلف سنین ولادت تحریر کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پاورقی'' میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ اقبال کے سالِ ولادت کے اختلاف کی وجہ سے مقالہ نگار نے ایک جگہ ان کی عمر ۶۰ سال اور دو جگہ ۶۳ سال لکھی ہے۔ (۲۱۸)

۲۔ مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں ان کے مطالعات کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس ضمن میں علامہ اقبال نے فارابی، ابن سینا، فخر الدین رازی، مولائے روم اور امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ حاشیے میں فاضل مترجم نے تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اصل متن میں غالباً کاتب نے غلطی سے ''فارابی'' کے بجائے ''فاریابی'' لکھ دیا تھا۔ ترجمے میں درست نام دے دیا گیا ہے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی کا ذکر اقبال کے ہاں کئی جگہ (جاوید نامہ، انوارِ اقبال اور گفتارِ اقبال میں) آیا ہے مگر ''ایران میں مابعد الطبیعات کے ارتقاء'' میں نہیں۔ (۲۱۹)

۳۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۴ء کے موسمِ سرما میں، میں نے سرور خان گویا صاحب سے سنا کہ اقبال نے راقم الحروف کے رسالے عقیدہ دینی فردوسی کو اردو میں ترجمہ کیا اور ایک مقدمہ لکھ کر اسے لاہور سے شائع کروایا ہے۔ اس ضمن میں فاضل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو نہیں دیکھا۔ یہ بات بالکل نئی لگی۔ (۲۲۰)

۴۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۴ء میں ریاست بھوپال کے فرمان روا کی طرف سے آپ بھوپال بلوائے گئے مگر اسلام کے بعض قدیم آثار دیکھنے کی غرض سے آپ نے ڈاکٹروں سے سفر کی اجازت لی اور ہسپانیہ کو روانہ ہو گئے۔ اس کی تصریح میں فاضل مترجم لکھتے ہیں کہ یہ سراسر غلط اطلاع ہے۔ اقبال نے تیسری گول میز کانفرنس سے فارغ ہو کر

جنوری ۱۹۳۳ء میں سپین کا سفر کر لیا تھا۔(۲۲۱)

مندرجہ بالا تسامحات کے باوجود مقالے میں فکرِ اقبال کے حوالے سے مذکورا ہم امور کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے اردو ترجمہ کا روپ دے کر نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ فارسی مقالے میں مذکور دلچسپ اور جامع طرزِ بیان کے حوالے سے صرف دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

فاضل مقالہ نگار ''حیاتِ اقبال'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

تنم گلی ز خیابانِ جنت کشمیر ... دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است
مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی ... برہمن زادۂ رمز آشنای روم و تبریز است
نہ شیخ شہر، نہ شاعر، نہ خرقہ پوش اقبال ... فقیر راہ نشیں است و دل غنی دارد
ز شعرِ دلکشِ اقبال می تواں دریافت ... کہ درسِ فلسفہ می داد و عاشقی ورزید

پیام مشرق کے حصہ مئے باقی کے مندرجہ بالا چار شعر اقبال کی زندگی کا خلاصہ کہے جا سکتے ہیں۔(۲۲۲)

فاضل مقالہ نگار ''پیامِ مشرق'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''۱۹۲۲ء میں افغانستان کے امیر امان اللہ خان اور ان کے سپہ سالارِ افواج جنرل نادر خان کی مساعی کے نتیجے میں اس ملک کو مستقل آزادی مل گئی اور اس امر سے اقبال کو بے حد مسرت ہوئی۔ یہ اس سپاس آمیز مسرت کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اپنے تیسرے فارسی دیوان ''پیام مشرق'' کو جو جرمن شاعر گوئٹے کے ''الدیوان الشرقی لشاء الغربی'' کا جواب ہے، پادشاہ افغانستان کے نام معنون کیا۔ اس کتاب میں اقبال نے جدید افکار پیش کیے اور نقد و توصیف کا معتدل رویہ اختیار کیا۔ قابلِ تعریف چیزوں کی قدر کی اور بے ارزش چیزوں پر انتقاد۔ اس کتاب کے ذریعے اقبال، فارسی کے بھرپور شاعر بن کر ابھرے، کیونکہ اس میں دو بیتیاں، قطعات، مستزاد، فرد، غزل اور مثنوی وغیرہ سب کچھ ہے۔(۲۲۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ ترجمے کی عبارت برجستہ، سلیس، رواں اور عام فہم ہے اور حسنِ ترجمہ کی مظہر ہے۔

علامہ محمد اقبال نے اپنے فارسی کلام کے تین مجموعوں اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی اور پیامِ مشرق کے پیش گفتار اردو زبان میں تحریر کیے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی دان حضرات کے لیے ان کا فارسی میں ترجمہ کیا جو کہ ''اقبال ریویو'' کی جلد ۱۱، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۱ء کے صفحات ۱ تا ۱۲ پر ''**ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرار و رموز و پیامِ مشرق)**'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ ان کا یہ ترجمہ آسان، سلیس اور عام فہم ہے اور اس ترجمے کی بدولت ایسے فارسی دان حضرات جو اردو زبان سے نابلد ہیں، انھیں بھی علامہ اقبال کی ان تحریروں تک رسائی حاصل ہوگئی ہے۔

مضمون ''**شخصیتِ اقبال کے چند پہلو**'' ماہنامہ ''الحق'' کی جلد ۶ شمارہ ۲، بابت مارچ، اپریل، ۱۹۷۷ء اور دو ماہی ''اسلامی تعلیم'' کی جلد ۶ شمارہ ۲، بابت مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مضمون ڈاکٹر محمد ریاض کے مضامین کے مجموعے ''برکاتِ اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۶۰ء کے مجلّہ اقبال ریویو کراچی میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کا انگریزی میں فلسفۂ اقبال پر لکھا ہوا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ سید غلام رضا سعیدی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ بھی لکھا۔ اندیشہ ہائے اسلامی اقبال جسے موسسہ مطبوعات دین و دانش نے ۱۹۶۸ء میں قم سے شائع کیا، اس ترجمے اور مقدمے پر مشتمل ہے۔ مضمون ''شخصیتِ اقبال کے چند پہلو'' اس مقدمے کا اردو ترجمہ ہے۔

سید غلام رضا سعیدی کا یہی مقالہ مترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض، **''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ''** کے عنوان سے مجلّہ ماہِ نو، جلد ۳۵، شمارہ ۴، اشاعت اپریل ۱۹۸۲ء کے صفحہ نمبر ۱۱ تا ۲۱ پر بھی شائع ہو چکا ہے۔

سید غلام رضا سعیدی نے فارسی مقدمے میں اقبال کے اردو یا فارسی اشعار نقل کرنے کے بجائے، بیشتر ان اشعار کا مفہوم دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقدمے کا آسان اردو میں ترجمہ کیا ہے اور حواشی میں وہ اشعار بھی دے دیے ہیں جن کا سید غلام رضا سعیدی نے مفہوم بیان کیا ہے۔

اپنے اس مضمون میں ''سید غلام رضا سعیدی'' اقبال کی شخصیت سازی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اقبال کی شخصیت سازی میں عصری علوم وفنون کے مدرسہ اور مکتبِ وجدان وقلب، دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے عصری علوم وفنون کے مدرسے سے (ہند، انگلستان اور جرمنی میں) فلسفے، آدابِ تمدن، معاشیات، سیاسیات، لسانیات (انگریزی و جرمن زبانوں) اور قانون کی تعلیم حاصل کی۔ قدیم و جدید فلسفے میں کمال حاصل کیا۔ مغربی تہذیب وتمدن، نظام سیاست و ریاست اور نظامِ معیشت کی خرابیاں دریافت کر کے ان سے بچنے کی تعلیم دی۔ مکتبِ وجدان وقلب سے اقبال کو شعورِ حیات اور اعلیٰ اسلامی و روحانی تفکر حاصل ہوا۔ وہ اس مکتب کے ممنونِ احسان تھے اور اس مکتب کے اساتذہ کی تعریف کرتے رہے۔ علامہ اقبال نے عصری علوم وفنون کے مدرسہ اور مکتبِ وجدان وقلب، دونوں مدرسوں سے استفادہ کیا۔ ایک نے انھیں ضروری لغات اور علمی معلومات فراہم کیں اور دوسرے نے لغات اور معلومات کا استعمال کرنے کی تعلیم دی۔ یہ دوسرے مدرسے کا فیضان ہے کہ پختہ ایمان، عقلِ سلیم، اخلاق اور فکرِ صحیح سے بہرہ مند ہو کر اقبال نے دنیا کو عموماً اور مشرقیوں اور مسلمانوں کو خصوصاً درس بیداری دیا اور انھیں اپنے صحیح فلسفہ اور عرفان سے روشناس کیا۔ اس مدرسے کے درج ذیل پانچ نمایاں عوامل نے اقبال کی شخصیت سازی میں اور نہایت اعلیٰ ذہنی وفکری اور روحانی وعملی ارتقا حاصل کرنے میں ان کی مدد کی:

۱۔ ایمان وعشق ۲۔ قرآن مجید ۳۔ خودی

۴۔ مشاہدۂ نکتہ رس ۵۔ مثنوی رومی

مترجمہ مقالے کے آخر پر ''مترجم کی توضیحات'' کے عنوان کے تحت (صفحہ ۵۵ تا ۶۰ پر) ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل مقالہ نگار سید غلام رضا سعیدی کے افکار کے حوالے سے ضروری توضیحات دی ہیں، اردو و فارسی کلامِ اقبال سے قریباً ستر اشعار دیے ہیں اور بعض مقامات پر اپنا فکری اختلاف بھی بیان کیا ہے۔ فارسی مقالہ فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے۔ اس کا اردو ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ مقالہ نگار کے طرزِ بیان، ترجمہ وحواشی کے اسلوب اور مقالہ نگار و مترجم کے افکار کی وسعت و گہرائی سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

سید غلام رضا سعیدی لکھتے ہیں:

> ''اقبالؔ فرماتے ہیں کہ ان کی دانش وبینش نے بیسوی صدی عیسوی میں وہی خدمت انجام دی جو عرفانِ رومیؔ نے ساتویں صدی ہجری/ تیرھویں صدی عیسوی میں فلسفۂ یونان کا زور توڑنے کے ضمن میں انجام دی تھیں۔(۳۳) دونوں کی کوشش معنویت اور روحانیت کی سربلندی کے لیے وقف رہی۔ مگر اقبال کو اعتراف ہے کہ ان کی خدمات رومیؔ کی مساعی سے کمتر درجے کی ہیں۔(۳۴)

ایک جگہ رومی ثانی کی خاطر یوں آرزو کرتے ہیں:

''ایران کی سرزمین کی طبعی خصوصیات وہی رہیں، تبریز بھی، جو رومی کے مرشد کا مولد ووطن تھا، ویسے ہی ہے مگر کوئی دوسرا رومی پیدا نہ ہوسکا۔''(۳۵)

مگر اقبال سرزمین ایران سے مایوس نہیں بلکہ اپنی امید کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''اگر اس سرزمین میں اشکوں سے آبیاری کی جائے، تو یہاں پاک و پاکیزہ نباتات نمودار ہوں گی اور خیر و برکت بھری فصلیں دیکھی جاسکیں گی۔(۳۶)''

افسوس کہ اقبال آج زندہ نہیں، ورنہ تبریز کے ایک نامور شاعر، شہریار، کے مندرجہ ذیل اشعار (۳۷) انھیں خوش وخرم کرتے:

انشتین(۳۸) یک سلامِ ناشناس البتہ می بخشی
دوان در سایہ روشنہای یک مہتاب خلیائی
نسیم شرق میآید شکنج زلفہا افشان
فشردہ زیر بازو شاخہ ھای نرگس و مریم

استاد شہریار (۲۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض مندرجہ بالا متن میں بیان کردہ امور کی وضاحت میں (حواشی میں) لکھتے ہیں:

۳۳: چو رومی در حرم دادم اذانِ من از و آموختم اسرارِ جانِ من
بدور فتنۂ عصر کہن او بدورِ فتنۂ عصرِ روانِ من (ارخ)

۳۴: ۔اقبال، رومی کو اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں۔ان کی انکساری بھی مسلم مگر ایسی کوئی بات انھوں نے نہیں کہی۔ہم یہ ماننے کے لیے تیار بھی نہ تھے کہ رومی سے ان کی خدمت کمتر ہو، آخر کیسے؟

۳۵: ۔نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے وہی آب و گل ایران، وہی تبریز ہے ساقی (ب ج)

۳۶: ۔اقبال نے اس شعر میں ایران کا ذکر نہیں کیا۔''اپنی کشتِ ویران'' سے برصغیر یا عالم اسلام مراد ہوسکتا ہے۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

۳۷: ۔محمد حسین شہریار تبریزی (تولد بہ سال ۱۹۰۶ء) معاصر فارسی شاعر ہیں۔یہ بات محلِ نظر ہے کہ اقبال ان بے قافیہ ور دیف اشعار کو پڑھ کر خرسند ہوتے؛

۳۸: ۔انشتین یعنی آئن سٹائن، مشہور جرمن ریاضی دان اور طبیعات شناس، جو نظریہ اضافیت کا خالق ہے۔(۲۲۵)

مندرجہ بالا اقتباسات کے تقابلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ:

۱۔ سید غلام رضا سعیدی نے اپنے مقالے میں علامہ اقبال کے جن افکار کا نثر میں ذکر کیا ہے، ڈاکٹر محمد ریاض نے ان سے متعلقہ اردو و فارسی اشعار مع حوالہ جات دے دیے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جہاں کہیں فکرِ اقبال کی ترجمانی میں کمی بیشی محسوس کی، وہاں اختلافی نوٹ تحریر کر کے ضروری وضاحت کردی ہے جیسا کہ انھوں نے ''کشتِ ویران'' کا مفہوم واضح کیا ہے اور اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقبال نے رومی کے حوالے سے انکساری کا اظہار تو کیا ہے مگر انھوں نے یہ بات کہیں بھی نہیں کہی کہ رومی کے مقابلے میں ان کی خدمات کمتر ہیں۔

۳۔ فاضل مقالہ نگار نے اقبال کی تحسین میں اپنے مقالے کے آخر پر قریباً دو صفحات پر محمد حسین شہریار تبریزی کے فارسی اشعار دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اشعار کو پسند نہیں کیا اور عدم پسندیدگی کے اظہار کے لیے ایک مختصر و جامع جملہ تحریر کر دیا ہے۔

اختلافی امور سے قطع نظر، یہ مقالہ شخصیت اقبال کے دلچسپ پہلوؤں پر لکھی گئی ایک دلچسپ، فکر انگیز اور بصیرت افروز تحریر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے خوبصورت اردو ترجمے کا روپ دے کر اور اختلافی فکری امور کے ضمن میں اپنی توضیحات کی مدد سے اعتدال و توازن قائم کر کے اور اردو و فارسی کلیات سے اشعار مع حوالہ جات دے کر اعلیٰ علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

پروفیسر مجتبیٰ عینوی مشہد یونیورسٹی کی ادبیات فیکلٹی کے ڈین تھے۔ چند سال تک وہ تہران یونیورسٹی کی ادبیات فیکلٹی میں ادبیات کی تدریس کرتے رہے۔ موصوف کئی کتابوں کے مصنف اور اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کا فارسی زبان میں لکھا ہوا ایک مقالہ تہران کے ایک موقر جریدے ''یغما'' بابت جنوری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا **''اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر''** کے عنوان سے ترجمہ کیا جسے انھوں نے ''اقبال اور سیرت انبیاء'' (مطبوعہ ۱۹۹۲ء) میں شامل کیا۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ مقاصدِ تخلیق کے بارے میں اپنے نظریات کے مطابق حق و صداقت کی طلب میں دین، تصوف اور فلسفہ مفکرین کے تین منہاج رہے ہیں۔ اقبال نے ابتدا میں یہ تینوں راہیں دیکھیں مگر وہ کسی ایک سے مطمئن نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے فلسفہ خودی سے تصوف اور فلسفہ کی خرابیاں دور کرنے کی کوشش کی۔ دین اسلام، عشق اور تخلیقِ مقاصد ان کے تصورِ خودی کے تین بنیادی عناصر ہیں۔ ان کے ہاں خودی کا لفظ فارسی کے لفظ خود، خویش، خویشتن، منش اور شخصیت کے تقریباً مترادف استعمال ہوا ہے۔ وہ یقینِ کامل سے کہتے ہیں کہ تعلیماتِ اسلامی میں عالمِ انسانی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اقبال نے تربیتِ خودی کے تین درجے بتائے ہیں: اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی۔ نیابتِ الٰہی کے مقام پر فائز ہو کر صاحبِ خودی انسانِ کامل کا روپ اختیار کر لیتا ہے اور اسے کائنات میں صوری و معنوی حکمرانی حاصل ہو جاتی ہے۔ انفرادی خودی کے استحکام سے افراد کو اور اجتماعی خودی کے استحکام سے اقوام کو عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

دیباچہ ''پیامِ مشرق'' چاپ اول ۱۹۲۳ء) پیامِ مشرق کے اردو میں لکھے ہوئے، علامہ اقبال کے دیباچے کا فارسی ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اصل متن کا نہایت خوبصورتی و مہارت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے تاکہ فارسی دان طبقہ اس دیباچے کے مفہوم سے آگاہ ہو سکے۔ ان کے اسلوب و معیارِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

> ''پیامِ مشرق'' کی تصنیف کا محرک جرمن ''حکیم حیات'' گوئٹے کا ''مغربی دیوان'' ہے جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے:
>
> ''یہ ایک گلدستۂ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے۔
>
> اِس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔''
>
> گوئٹے کا یہ مجموعۂ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف میں سے ہے اور جس کو اس نے خود ''دیوان'' کے نام سے موسوم کیا

ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں ''تحریکِ مشرقی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔'' (۲۲۶)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''محرک تالیف کتاب ''پیام مشرق''، ''دیوان غربی'' حکیم حیات گوتہ آلمانی است کہ شاعر آلمانی یہودی الاصل ھائنا دربارہ آن می نویسد:

''این گلدستہ عقیدت را مغرب بہ مشرق عرضہ کردہ است ...... دیوان مزبور شاہد این معنی است کہ مغرب از روحانیت ضعیف وسرد خود بیزار شدہ از مشرق زمین حرارتی راھمی طلبد''

این مجموعہ اشعار گوتہ کہ خود شاعر آن را ''دیوان'' موسوم کردہ تحت نفوذ چہ عوامل قرار گرفتہ است؟ برای پاسخ این سوال لازم است کہ مختصراً بہ نھضتی بہ پردازیم کہ در ادبیات آلمانی آن را ''نھضت مشرقی'' می نامند۔'' (۲۲۷)

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

''اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور معاصر ہائنا کا ذکر ارادۃً نہیں کیا۔ اگر چہ اس کے مجموعہ اشعار موسوم بہ ''اشارۃ تازہ'' میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے تاہم بحیثیتِ مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' کے سوائے جرمن شعراء کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن عجمی جادو کی گرفت سے جرمنی کے اس آزاد روشاعر کا دل بھی بچ نہ سکا۔ چنانچہ ایک مقام پر اپنے آپ کو عالم خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو لکھتا ہے:

''اے فردوسی! اے جامی؛ اے سعدی؛ تمھارا بھائی زندانِ غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لیے تڑپ رہا ہے۔'' (۲۲۸)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''من بہ معاصر معروف گوتہ 'ھائنا''، عمداً اشارتی نکردہ ام: میدانیم کہ مجموعہ اشعاروی کہ آن را ''اشعار تازہ'' نامگذاری کردہ، دارای رنگ وبوی عجمی است وداستان محمود وفردوسی را بسیار عالی نظم کردہ است، ولی بطور جمعی او بہ نھضت شرقی رابطہ ای ندارد۔ بنظروی اشعار عجمیت آب شعرای آلمانی غیر از دیوان غربی گوتہ فاقد اھمیت است، ولی باید اذعان داشت کہ ھائنا ھم از سحر دلاویز شرقیان مصوّن نماندہ است ودر یک مورد او خود را ایرانی تبعید شدہ گمان کردہ می نویسد:

''فردوسیا' سعدیا' جامیا' برادرتان در محبس حزن اسیر وبرای گلھای شیراز بیقرار می باشد۔'' (۲۲۹)

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

''آخر میں میں اپنے دوست چودھری محمد حسین صاحب ایم اے کا سپاس گزار ہوں کہ انھوں نے ''پیامِ مشرق'' کے مسودات کو اشاعت کے لیے مرتب کیا۔ اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ کرتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔'' (۲۳۰)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''در آخر بندہ از دوست خودم آقای چودھری محمد حسین ام۔ اسپاسگزارم کہ ایشان دست نویس ھای ''پیام مشرق'' را برای چاپ مرتب ساختہ اند۔ اگر ایشان بہ تحمل اینگونہ زحمت نمی پرداختند' چاپ وانتشار این مجموعہ اشعار احتمالا دوچار تعویق و تاخیر ھمی گردید۔'' (۲۳۱)

۱۔ پہلے اقتباس کے ترجمے کا اصل متن سے موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے اور کافی

حد تک درست ہے۔ اردو جملے ''گوئٹے کا یہ مجموعۂ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف میں سے ہے اور......'' میں سے الفاظ ''بہترین تصانیف'' کا فارسی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ باقی ترجمہ درست ہے۔

۲۔ دوسرے اقتباس میں دیے گئے ناموں (''اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی!'') کا ترجمہ اسی ترتیب سے نہیں ہوا۔ ان کا ترجمہ ''فردوسیا! سعدیا! جامیا!'' کیا گیا ہے۔ ''جامی'' کا نام ''سعدی'' سے پہلے آیا ہے ترجمے میں بھی یہی ترتیب ہونی چاہیے تھی۔ باقی ترجمہ درست ہے۔

۳۔ تیسرے اقتباس کے آخری حصے میں بھی ترجمے کی عبارت میں معمولی سا اضافہ نظر آتا ہے۔ اردو متن اور غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی'' کا ترجمہ کیا گیا ہے ''چاپ و انتشار این مجموعہ اشعار احتمالاً دوچار تعویق و تاخیر ھمی گردید''۔ فارسی ترجمے میں لفظ ''تعویق'' کے ساتھ لفظ ''تاخیر'' کا اضافہ کیا گیا ہے اگرچہ اس سے مفہوم مزید واضح ہو گیا ہے۔ تاہم اردو متن میں صرف لفظ ''تعویق'' استعمال ہوا ہے اور فارسی ترجمے میں لفظی اضافے کے بغیر کام چل سکتا تھا۔

بحیثیت مجموعی دیباچہ پیامِ مشرق کا فارسی ترجمہ اصل متن کے مطابق اور درست ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

''**سرودِ اقبال**'' کلیاتِ اقبال فارسی کے منتخب اشعار پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ حاجی آقا محمد محمدی نام کے خوش نویس نے اپنے ذوق کے مطابق علامہ اقبال کی فارسی تصانیف سے کلام منتخب کر کے نہایت خوش خطی سے تحریر کیا ہوا تھا۔ تہران کے مدارس عالی کے استاد، بعثت نام کے پبلشنگ ہاؤس کے ناظم اور کئی کتابوں کے مصنف فخر الدین حجازی کی نظر سے یہ مسودہ گزرا تو انھیں بہت پسند آیا۔ انھوں نے اس مجموعے میں شامل منتخب کلام اقبال کے حوالے سے علامہ اقبال کی شخصیت اور اسلامی افکار پر ایک مفصل مقدمہ تحریر کر کے ''سرودِ اقبال'' کے ساتھ ۱۹۷۵ء کے اواخر میں شائع کیا۔ مقدمے میں شامل کلامِ اقبال کی دلچسپ اور مدلل تشریح اور اقبال کے اسلامی افکار پر بصیرت افروز تبصرے سے متاثر ہو کر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمے کے اسلوب کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض خود لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ کہیں کہیں تکرار سے بچنے کی خاطر تلخیص و تخدیف سے کام لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ''اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب کا مقدمہ۔ سرودِ اقبال'' کے عنوان سے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۳، شمارہ ۴، بابت اکتوبر ۱۹۷۶ء کے صفحات ۱ تا ۴۸ پر شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین تفسیر اقبال (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) میں شامل اشاعت ہوا تھا۔

مقدمے میں دیے گئے درج ذیل، ذیلی عنوانات سے اس کی ہیئت اور مندرجات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

شعر و سیاست	۷۳	جامع الاطراف شخصیت	۷۵
نغماتِ اقبال	۷۷	مثنوی اسرارِ خودی	۷۸
بےخودی (وحدت اندر کثرت)	۸۶	عشقِ رسول ﷺ	۹۶
جہاد اور شیوۂ حسینیؓ	۱۰۰	اسلامی معاشرے میں عورت کا مرتبہ	۱۰۲
اسوۂ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	۱۰۳	مسلمان عورتوں کا فرضِ منصبی	۱۰۵
کعبہ شریف کی مرکزیت اور مسلمانوں کی وحدت	۱۰۶	دعوتِ انقلاب (اقبال کا ایک مستزاد)	۱۰۸

کعبۂ دل اور بے رنگی ۱۱۰ قوتِ عشق اور خلافتِ انسانی ۱۱۲

فرنگی استعمار پر انتقاد ۱۱۵ پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق ۱۱۹

مسلمانوں کی بیداری کا کام ۱۲۰ (۲۳۲)

مقدمے میں کلیاتِ اقبال فارسی میں شامل قریباً تمام تصانیف سے قریباً ایک صد پچاس منتخب اشعار دے کر فکرِ اقبال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قریباً تمام فارسی اشعار بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں۔ کلیاتِ اقبال فارسی کے ساتھ تمام اشعار کے تقابل وموازنہ سے بہت سے اشعار میں متنی اغلاط نظر آئی ہیں۔ چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

مقدمہ ''سرودِ اقبال'' میں دیا گیا متن	کلیاتِ اقبال فارسی کا متن
ـ تو آں نہ ای کہ مصلاے نہ کہکشاں می کرد؟	تو آں نہ ای کہ مصلاے ز کہکشاں می کرد؟
شرابِ صوفی و ملاّ ترا بہ خواب ربود (۲۳۳)	شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود (۲۳۴)
ـ از خودی طرحِ جہانی ریختند	از خودی طرحِ جہانی ریختند
دلبری را قاھری آمیختند (۲۳۵)	دلبری با قاھری آمیختند (۲۳۶)
ـ مشتِ خاکِ خویش را از ھم مباش	مشتِ خاکِ خویش را از ھم میاش
مثلِ مہ رزقِ خود از پہلو تراش (۲۳۷)	مثلِ مہ رزقِ خود از پہلو تراش (۲۳۸)
ـ نقشِ قرآن چوں در ایں عالم نشست	نقشِ قرآں تا دریں عالم نشست
نقشہای پاپ و کاہن را شکست (۲۳۹)	نقشہای کاہن و پاپا شکست (۲۴۰)

اشعار کی متنی اغلاط سے متعلقہ کئی اور مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ دائرہ تحقیق کی وسعت اور تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر انھی مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

''مقدمہ۔ سرودِ اقبال'' فکرِ اقبال سے متعلقہ بصیرت افروز تحریر پر مبنی ہے۔ اسے تدوین وتصحیح اور تحشیہ کے بعد مکرر شائع کیا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو ترجمہ کر کے گراں قدر علمی وادبی سرمایہ کو فارسی سے اردو زبان میں منتقل کیا ہے اور ان کی یہ کوشش قابلِ تعریف ہے۔

مقالہ **''اقبال۔ قرآن اور اہلِ بیت''** مجلّہ فجر کی اشاعت مئی ۱۹۸۴ء کے صفحہ ۲۱ تا ۲۶ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں، مقالہ نگار شیخ عبدالحسین امینی تبریزی ملقّب بہ صاحب الغدیر نے کلامِ اقبال فارسی کے حوالے سے علامہ اقبال کے قرآن وحدیث اور اہلِ بیت سے روحانی نسبت وتعلق اور عقیدت کا اور روحانی وفکری ارتقا کے حصول کا ذکر کیا ہے۔ مقالہ نگار فردوسی یونیورسٹی مشہد کی فیکلٹی ادبیات میں فارسی کے استاد کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ انھوں نے اقبال کے فکر وفن اور فارسی کلام کے انتخاب پر مبنی ایک عمدہ کتاب ''دانائے راز'' مشہد سے شائع کروائی تھی۔ جس مقالے کا یہ ترجمہ ہے وہ ''یادنامہ علامہ عینی'' نام کے مجموعہ مقالات کی جلد اول میں شامل ہے۔ مقالے کے شروع میں علامہ اقبال کے ۱۹۰۸ء تک کے حالاتِ زندگی کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال قرآن حکیم سے خاص روحانی نسبت وتعلق رکھتے تھے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات میں گہرے تدبر وتفکر کی بدولت انھیں اعلیٰ درجے کی قرآن فہمی

حاصل ہوگئی تھی۔ انھوں نے قرآنِ حکیم سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے کلام کے ذریعے امتِ مسلمہ کی اصلاح وترقی کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور عقیدت میں اشعار کہے۔ انھوں نے واقعہ کربلا، ایمان افروز انداز سے بیان کیا اور اہلِ بیت کے کامل اتباع کی تعلیم دی۔ اس مقالے میں کلام اقبال فارسی سے قریباً ۷۰ اشعار بغیر حوالہ اور ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

اردو ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے، اس ضمن میں ایک مثال پیشِ خدمت ہے:

> ''اقبال فرماتے ہیں کہ قرآن زینتِ طاق، ذریعۂ گدائی اور مرگِ سہل کی خاطر نازل نہیں ہوا (نعوذ باللہ)۔ یہ عزاداری اور ماتم گساری کی خاطر بھی نہیں۔ یہ انقلاب آفریں کتاب، زندگی کو مادی و معنوی برکات سے مستفیض کرتی اور ایک معتدل معاشرہ وجود میں لاتی ہے:'' (۲۴۱)

مقالہ **''علامہ اقبال کے مذہبی افکار''** ماہنامہ ''اظہار'' کراچی جلد ۵ شمارہ ۱۱ تا ۱۲، اشاعت اگست، ستمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۴۹ تا ۶۸ پر شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمیل کی کتاب ''Gabriel's Wings'' کے پیش گفتار اور باب اول علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) مشمولہ ''شہپرِ جبریل'' کے ابتدائی دو ذیلی عنوانات ''الف: تاریخی پس منظر'' اور ''ب: حیاتِ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)'' کے (صفحہ ۹ تا ۵۰ پر دیے گئے) مندرجات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ (۲۴۲)

مقالہ **''عظمتِ اقبال''** ماہنامہ ''اظہار''، کراچی، جلد ۵، شمارہ ۱۰ تا ۱۱، اشاعت اپریل، مئی ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۱۴ تا ۲۰ پر شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمیل کی مذکورہ بالا کتاب کے ''باب پنجم: خلاصہ مباحث'' کے (صفحہ ۴۵۷ پر دیے گئے) مندرجات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ (۲۴۳)

''شہپر جبریل'' پر قبل ازیں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس لیے ان دونوں مقالات کے حوالے سے مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے مندرجات ''شہپرِ جبریل'' کے متن کے عین مطابق ہیں۔ مترجمہ کتاب ''شہپرِ جبریل'' ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ دونوں مقالات اس سے قبل شائع ہوئے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''** مجلّہ اقبال ریویو، جلد ۱۹، شمارہ ۲ کی اشاعت جولائی ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۱ تا ۴۵ پر شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ حسین بن منصور حلاج بیضاوی کی کتاب ''الطّواسین'' کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل یہ مقالہ ''اقبال اور ابن حلاج مع اردو ترجمہ کتاب ''الطّواسین'' کے عنوان سے کتابی شکل میں ۱۹۷۷ء میں اسلامک فاؤنڈیشن' لاہور سے شائع ہو چکا تھا۔ گزشتہ صفحات میں اس کتاب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا یہاں اس پر جائزہ پیش نہیں کیا جا رہا۔ (۲۴۴)

غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین

(موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ ۱۴ مترجمہ مقالات و مضامین میں سے درج ذیل ۴ مقالات و مضامین افکار و تصورات پر، ۷ مقالات و مضامین ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری وفنی محاسن) پر اور ۳ مقالات ومضامین شخصیات پر ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان
☆	مذہبی وفلسفیانہ افکار وتصورات
01-	اسمائے قرآن کی معنویت
02-	ذہنی صحت اور اسلام
03-	مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح
04-	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان
☆	ادبیات (اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری وفنی جائزہ)
05-	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا
06-	چہل حدیث کے نادر مجموعے
07-	حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب
08-	رسالہ بہرام شاہیہ
09-	رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ
10-	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱؛ رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲
11-	لفظ ادب کا مفہوم/لفظ ادب کے معنی کا ارتقا
☆	اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار وتصورات کا تقابلی جائزہ
12-	مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ
13-	مسلمان زعما
14-	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

ان میں سے ۲۹% مقالات و مضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۵۰% زبان وادب اور ۲۱% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

موضوعات	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۴	۲۹%
ادبیات (علامہ اقبال کے کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن، اردو وفارسی زبان وادب سے متعلقہ مطالعات)	۰۷	۵۰%
شخصیات (اقبال شناس حضرات، شخصیات کے ساتھ تقابلی مطالعات)	۰۳	۲۱%
	۱۴	۱۰۰%

مذکورہ بالا مقالات ومضامین کا اجمالی، موضوعاتی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

پروفیسر حکمت آل آقا (تہران) کے فارسی مقالے **''اسمائے قرآن کی معنویت''** کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض مجلّہ ''بینات'' کی جلد ۱۷، شمارہ ۳، اشاعت نومبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۴۳ تا ۵۲ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں پروفیسر حکمت آل آقا لکھتے ہیں کہ مفاہیمِ قرآن سے آگاہ ہونے کے لیے ہم بطور معلم اور متعلم درج ذیل حکمتِ عملی اختیار کریں تو بہت اچھے نتائج نکل سکتے ہیں:

۱۔ قرآن حکیم کا موضوع وار اور مطالب وار مطالعہ کریں۔

۲۔ قرآن حکیم کی تفہیم میں مدد دینے والے علوم (صرف، نحو، لغت، بلاغت اور تفسیر کے علوم) کا مطالعہ کریں۔

۳۔ قرآن حکیم کے ادبی علوم (فنونِ بلاغت سے متعلقہ علوم) کا مطالعہ کریں۔

۴۔ قرآن حکیم پر بحث کرنے والے علوم (علوم القرآن؛ اسمائے قرآنی، آیاتِ قرآنی کی تفسیر وتاویل سے متعلقہ علوم) کا مطالعہ کریں۔

پہلے مرحلے میں اگرچہ چوتھی صورت میں بیان کردہ علوم کا مطالعہ کیا جائے تو زیادہ سودمند ہوگا۔ مثلاً ''اسمائے قرآنی'' کا مطالعہ کیا جائے۔ علماء نے قرآن مجید کے تین سے نناوے تک ناموں کا ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد پروفیسر حکمت آل آقا نے قرآن حکیم کے سترہ منتخب ناموں (قرآن، کتاب، کلام اللہ، ھدیٰ، فرقان، ذکر، تنزیل، احسن الحدیث، شفاء، موعظۃ، تذکرہ، حکمۃ، حبل، صراطِ مستقیم......) کی معنویت بیان کی ہے۔

پروفیسر حکمت آل آقا کے طرزِ بیان اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اندازِ تحریر اور اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے:

> ''کتاب: قرآن حکیم کی خاطر ''کتاب'' کا لفظ کئی موارد میں استعمال ہوا ہے۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے ۝ (الم اس کتاب میں کوئی شک وفریب کی گنجائش نہیں ہے) اور حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ ۙ (ح م قسم ہے اس واضح کتاب کی) لغت میں ''کتاب (کتب) کے معنی جمع کرنے کے ہیں، ''کتابت'' لکھنے کے معنی میں اسی لیے وضع ہوا کہ اس عمل سے ''حروف'' کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی خاطر ''کتاب'' کا لفظ اسی خاطر استعمال ہوا ہے کہ اس میں آیات، اخبار، قصص وحکام اور اس طرح کے وہ گوناگوں مطالب جن کی طرف اشارہ ہو چکا، ایک خاص نہج پر جمع ہو گئے۔ کبھی ''کتاب'' مکتوب یعنی ''کتابت شدہ'' کے معانی میں مستعمل رہا ہے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے: فِیْ كِتٰبٍ

مَّکْنُوْنٍ o ۵؎ (پوشیدہ لکھے ہوئے ہیں) لوح محفوظ کی خاطر یہاں ''کتاب'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید کی خاطر۔ اگر ''کتاب'' بمعنی ''مکتوب'' (لکھا ہوا) استعمال ہو تو جائے تعجب نہیں اس لیے کہ ''یہ کتاب مقدس'' آمدِ وحی کے روزِ اول سے ''مکتوب'' رہی ہے۔ بہر حال ''الکتاب'' قرآن مجید کا ایک جامع صفاتی نام ہے۔

حواشی

۴؎ الدخان: ۱۔۲، ۵؎ الواقعہ: ۷۸'' (۲۴۵)

پروفیسر حکمت آل آقا نے متعدد قرآنی آیات کے حوالے سے قرآن حکیم کے صفاتی نام ''الکتاب'' کا نہایت اچھے طریقے سے مفہوم واضح کیا ہے۔ ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ مقالہ اور اس کا ترجمہ گراں قدر علمی و ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔

استنبول یونیورسٹی میں ادبیاتِ ترکی کے پروفیسر، ڈاکٹر پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں نے **''ترکی اور فارسی زبانوں میں چہل حدیث کے نادر مجموعے''** کے موضوع پر ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو تہران یونیورسٹی کے ''دانشکدۂ ادبیات و علومِ انسانی''، یعنی آرٹس فیکلٹی میں ایک بصیرت افروز تقریر کی تھی جو مذکورہ یونیورسٹی کے ماہنامہ ''مجلّہ'' بابت مہر ماہ ۱۳۴۶ ہجری شمسی میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تقریر کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمے میں تقریر کے افتتاحی و اختتامی حصے شامل نہیں کیے گئے۔ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ مترجم نے توضیحی حواشی کی مدد سے زیرِ جائزہ مقالے کے مفاہیم میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے اور تحقیق کی نئی جہتوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ ترجمہ ماہانہ بینات، کراچی، جلد ۱۷، شمارہ ۶ بابت فروری ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۱۳ تا ۲۴ پر شائع ہوا ہے۔

اس مقالے میں، فاضل مقالہ نگار نے حدیثِ نبوی ﷺ کی رو سے ''چہل حدیث'' روایت کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔ ''عدد چہل کی اہمیت'' کے عنوان سے عدد ''چالیس'' کی مختلف حوالہ جات سے اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

''چہل حدیث کی تدوین میں تنوع'' کے ذیلی عنوان سے مختلف زبانوں میں نظم و نثر کی صورت میں مرتب کیے گئے چہل حدیث کے مختلف مجموعوں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ''ترکی اور فارسی چہل حدیث'' کے عنوان سے دس نادر مجموعاتِ چہل حدیث کا مختصر تعارف، چھ مجموعات کا قدرے زیادہ مختصر تعارف اور نو مجموعاتِ چہل حدیث کے مرتبین کے صرف نام دیے گئے ہیں۔ ''نتیجہ کلام'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں بیان کرتے ہیں:

> ''یہاں ہم نے صرف فارسی کے ۲۵ مجموعوں کا ذکر کیا ہے جو ''چہل حدیث'' پر مرتب کیے گئے ان میں بعض کا ترکی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، میری ناقص تحقیق کے مطابق فارسی میں اکیس ۲۱ مجموعے اور بھی موجود ہیں، گویا کل چھیالیس مجموعے ہوئے۔ عربی میں ''اربعون حدیثاً'' کے نام سے دو سو ساٹھ (۲۶۰) سے زیادہ مجموعے ہیں، مگر ان کا ذکر میری اس تقریر کے موضوع سے خارج ہے، ترکی زبان میں ''چہل حدیث'' (قرق حدیث) کے اسی (۸۰) سے زیادہ مجموعوں کا مجھے علم ہے، ہمارے برادر ملک پاکستان میں گزشتہ بیس (۲۰) سال کے دوران ''چہل حدیث'' کے تیس (۳۰) سے زیادہ مجموعے دریافت ہوئے، جو فارسی یا اردو میں ہیں ۷؎'' (۲۴۶)

فاضل مترجم، ڈاکٹر محمد ریاض مندرجہ بالا اقتباس کے ضمن میں ''توضیحی حاشیہ'' میں لکھتے ہیں:

''۷؎ فاضل مقرر کی مراد غالباً ان کتابوں سے ہے جو اس موضوع پر پاکستان میں چھپی ہیں، برصغیر میں ''چہل حدیث'' کے اردو تراجم کے سلسلے میں ملاحظہ ہو قاموس الکتب اردو جلد اول ص ۱۶۱۔۱۷۰۔ اس میں ۹۰ تراجم کا ذکر ہے ''چہل

حدیث'' آثار حدیث کا ایک گرانقدر موضوع ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (م۔۱۸۵ھ) نے سب سے پہلے ''اربعین'' کا انتخاب فرمایا اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کی روشنی میں حصول رضائے الٰہی کی خاطر یہ روش چل نکلی۔

مبلغ اسلام امیر سید علی ہمدانی (م۔۷۸۶ھ) ''حواری کشمیر'' نے الاربعین کے دو مجموعے مرتب فرمائے، ایک میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل جمع کیے (اس کے مخطوطات کتب خانہ ملی پریس، برٹش میوزیم اور تاشقند آکادمی میں موجود ہیں) دوسرے میں ایمان و عمل سے متعلقہ احادیث کو جمع فرمایا۔ اس دوسرے مجموعے کے مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، ایک نسخہ ''پنجاب پبلک لائبریری'' لاہور میں ہے۔ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی (م۔۱۰۳۴ھ)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔۱۰۵۲ھ) اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۔۱۱۷۶ھ) نے بھی ''الاربعین'' کا انتخاب فرمایا۔ مترجم۔(۲۴۷)

اللہ تعالیٰ فاضل مقالہ نگار اور فاضل مترجم کے ہر لحظہ مدارج بلند فرمائے۔ موضوع بہت اچھا ہے۔ فاضل مقالہ نگار کا طرزِ بیان دلکش، مدلل اور متاثر کن ہے۔ فاضل مترجم نے مندرجہ بالا مثال کے مطابق تمام ترجمے میں مقالہ نگار کے بیان کردہ افکار اور مہیا کردہ معلومات کو اپنے اعلیٰ تحقیقی ذوق اور وسعتِ مطالعہ کی روشنی میں مزید وسعت دے دی ہے۔ ترجمہ اور حواشی سونے پر سہاگے کے مترادف ہیں۔

''۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان'' عبدالمنعم النحر الازہری کا ایک طویل مقالہ ہے جس کا ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو ترجمہ کیا جو کہ ''المعارف'' لاہور کی جنوری ۱۹۷۳ء، اپریل و مئی ۱۹۷۳ء اور بعد کی اشاعت میں سلسلہ وار شائع ہوا۔

اس ضمن میں مقالہ نگار نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد کے مسلم کش حالات میں سر سید احمد خان اور ان کے مخالف مسلم راہنماؤں کے افکار کے تناظر میں سر سید احمد خان کی سیاسی حکمتِ عملی، ان کے جدید سائنسی افکار اور عملی مساعی کا ذکر کیا ہے۔

سر سید احمد خاں انگریزوں کی مخالفت کے بجائے ان سے موافقت رکھتے ہوئے دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون میں مہارت حاصل کر کے اپنے ہم وطنوں کے شانہ بشانہ ترقی کرنے کے حامی تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک متحارب قوتوں کے درمیان طاقت کا توازن موجود نہ ہو، جنگ بے نتیجہ اور مسلمانوں کے لیے بالخصوص نقصان دہ رہے گی۔ اس نقطہ نظر کے مطابق سر سید احمد خاں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں آزادی پسند مسلمانوں کا ساتھ دینے کے بجائے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ انھوں نے بعد میں انگریزی اور سائنسی علوم کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ عقائد و افکار میں تحریک پیدا کرنے کی غرض سے انھوں نے تجدد پسند نظریات پیش کیے اور نئی کلامی بحثیں چھیڑ دیں جن کی بنا پر ان پر کفر کے فتوے لگے۔ سر سید احمد خاں نے اپنی عملی جدوجہد جاری رکھی۔ سر سید احمد خاں نے قدیم و جدید علوم کی تعلیم کے لیے علی گڑھ میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ ۱۹۱۲ء میں اس مدرسے کو سرکاری اعانت حاصل ہوگئی اور چند سال بعد اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنا قبضہ اور تسلط برقرار رکھنے کے لیے اور اسے مزید مضبوط کرنے کے لیے آل انڈیا نیشنل کانگرس کی بنیاد رکھی۔ شروع میں اس میں شامل ہونے والے ہندو، انگریز دوستی کا دم بھرتے رہے۔ بعد میں انھوں

نے قومی جماعت کا درجہ حاصل کرنے کے لیے کچھ مسلمانوں کو بھی ہم نوا بنالیا اور ہندوراج قائم کرنے کے لیے آزادی کی کوششیں شروع کر دیں۔ انگریزوں نے ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کے اصول کے تحت اردو اور ہندی کا تنازعہ کھڑا کر دیا۔ اسی پالیسی کے تحت بنگال تقسیم کیا گیا اور اسے پھر متحد کیا گیا۔ ان حالات میں سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگرس سے دور رہنے، باہم متحد رہنے اور اپنا الگ قومی تشخص برقرار رکھنے کی تلقین کی۔ ان تلخ متعصّبانہ تجربات کے پیشِ نظر مسلمانوں نے الگ سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ قائم کر لی۔ سر سید احمد کے افکار کی روشنی میں ہی دوقومی نظریہ پیش کیا گیا اور اسی نظریے کی بنیاد پر انگریزوں کی غلامی اور ہندوؤں کے ممکنہ غلبہ وتسلط سے نجات حاصل کی گئی۔

زیرِ جائزہ مقالہ سر سید احمد خاں کی علمی وسیاسی خدمات کے بارے میں بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے اس مقالے کو اردو روپ دیا ہے۔ ترجمے پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔(۲۴۸)

ڈاکٹر کرنل مظہر۔ ح۔ شاہ نے ذہنی صحت کی عالمی فیڈریشن (W.H.O) کے تحت ''برن'' میں منعقدہ ایک تقریب میں ''Mental Health and Islam'' کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس انگریزی مقالہ کی افادیت کے پیشِ نظر، اس کا اردو میں ترجمہ اور تلخیص کی جو **''ذہنی صحت اور اسلام''** کے عنوان سے ماہنامہ المعارف، لاہور کی جلد ۴، شمارہ ۸، اشاعت اگست ۱۹۷۱ء کے صفحات ۴۶ تا ۵۴ پر شائع ہوا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر کرنل مظہر شاہ نے قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ مذہبی معتقدات اور تصورِ حیات کا ذہنی صحت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان سے افکار وآرا کو قوت وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔ دین اسلام فرد، معاشرہ اور تمام انسانیت کو امن وسلامتی، ذہنی وجسمانی صحت وتندرستی، دنیوی واُخروی فوز وفلاح اور حفظ وامان کے حصول کی نہ صرف راہ دکھاتا ہے بلکہ صدق واخلاص سے اسلامی تعلیمات پر عمل کی صورت میں یقینی، حتمی امن وسلامتی کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام میں اعتقادات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلقہ جزوی وکلی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے یعنی سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے سے انسان کا دل، دماغ اور بدن اصلاح پا جاتے ہیں اور انسان خوف، غم، مایوسی، کینہ، بغض، عداوت، نفرت، دھوکہ دہی، بدکلامی، بدزبانی، جھوٹ، غیبت جیسے منفی اخلاق اور برے معاملات سے نجات پا کر انسانِ کامل بن جاتا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے تندرست وتوانا ہوتا ہے۔ ایسے افراد کا حامل معاشرہ سلامتی اور امن کا گہوارہ ہوتا ہے۔

مقالے میں ڈاکٹر کرنل مظہر شاہ نے اپنے موقف کی حمایت میں انسان کی ذہنی، نفسیاتی اور اخلاقی اصلاح و تندرستی کے حوالے سے متعدد آیاتِ قرآنی کے تراجم دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس بصیرت افروز مقالے کا اچھے انداز سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ سائنسی، معلوماتی مقالے کا ترجمہ قدرے مشکل کام ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر تحت اللفظی ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کی ''تلخیص'' پیش کی ہے۔ اس لیے نفسِ مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی گنجائش نکل آتی ہے۔ زیادہ تر ترجمہ سلیس، سہل، رواں اور قابلِ فہم ہے۔ چند ایک مقامات پر مشکل الفاظ کی رکاوٹ اور مزید تسہیل کی گنجائش نظر آتی ہے۔ مثلاً مقالے میں دیے گئے چند جملے اور راقم الحروف کی طرف سے ان کی تسہیل ملاحظہ فرمائیں۔

مقالے سے جملے

۱۔ ''......آدمی کے امیال وعواطف کو ذہنی معالجوں کی تجربہ گاہوں میں پرکھا نہیں جا سکتا۔''(۲۴۹)

۲۔ ''......مذہب اور تصورِ حیات سے ہی افکار و آرا مستیز ہوتے ہیں۔''(۲۵۰)

۳۔ ''......اس شعبے کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے، نیز تحقیق و تدقیق کی نئی راہوں کو کھولنے کی خاطر وحیِ مُنزل کی خطاناپذیر ہدایات سے بھی کام لینا چاہیے......''(۲۵۱)

تسہیل از مقالہ نگار

۱۔ ''انسان کی خواہشات اور جذبات (sentiments & wishes) کو تجربہ گاہوں میں پرکھا نہیں جا سکتا۔''

۲۔ ''......مذہب اور تصورِ حیات سے ہی انسان کے افکار و آرا روشنی (قوت و توانائی) پاتے ہیں۔''

۳۔ ''......(ذہنی صحت کے) اس شعبے کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے، نیز تحقیق اور غور وفکر کی نئی راہیں کھولنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایات (قرآنی آیات و احادیث مبارکہ) جو بالکل درست اور نا قابلِ تردید سچائی پر مشتمل ہیں، سے بھی کام لینا چاہیے......''

زیرِ جائزہ مقالے میں متعدد آیات کا ترجمہ اور ان کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ عربی متن دے دیا جاتا تو تفہیمِ متن میں آسانی کے ساتھ غور وفکر کے نئے پہلو بھی سامنے آ جاتے۔ مقالے کا موضوع بہت دلچسپ ہے۔ علامہ اقبال قرآن فہمی اور دین فہمی کے سلسلے میں اس طرح کے موضوعات اور اس طرز کے اندازِ تفکر و تدبر کے قائل تھے۔'' ذہنی صحت، اسلام اور اقبال'' کے موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر اچھا مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔

پروفیسر کارلوالفانسو نالینو نے جرمن زبان میں لفظ ''ادب'' کے مفہوم پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ پروفیسر مظفر بختیار نے تہران کے کتب خانۂ پہلوی کی طرف سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ فارسی ترجمے میں اصل عربی ماخذ سے کئی مبسوط عبارتیں من وعن نقل کر دی گئی تھیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کا بھی اردو میں ترجمہ کر دیا۔ فارسی سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت انھوں نے خالص ایرانی نقطہ نگاہ سے لکھے گئے بعض حواشی حذف کر دیے اور کچھ نئے حواشی کا اضافہ بھی کر دیا۔ اس اضافہ کو انھوں نے لفظ ''مترجم'' سے ظاہر کیا ہے۔(۲۵۲)

مختلف عنوانات کے تحت مترجمہ مقالے **''لفظ ادب کا مفہوم'/ 'لفظ ادب کے معنی کا ارتقا'/ 'لفظ ادب کے معانی کا تدریجی ارتقا''** میں پروفیسر کارلوالفانسو نالینو نے لفظ ''ادب'' کے عربی زبان میں مفہوم و معانی کے تدریجی، ارتقائی اور صدیوں پر محیط ادبی سفر کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ عربی زبان سے اس لفظ کے دیگر زبانوں میں رواج پانے اور انگریزی زبان کے لفظ لٹریچر (literature) کے مترادف کے طور پر استعمال کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ انھوں نے بحث ۱ تا بحث ۶ کے ذیلی عنوانات کے تحت لفظ ''ادب'' کے استعمال کی مختلف جہتوں کی نشاندہی کی ہے۔ ''لفظ ''ادب کا جدول'' کے عنوان کے تحت ایک جدول میں اس مقالے کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ ''تکملہ'' میں حاصل کلام بیان کر دیا گیا ہے۔

اس مقالے میں پروفیسر کارلوالفانسو نالینو بیان کرتے ہیں کہ عربی ادب میں، قبل از اسلام، لفظ ادب آباء و اجداد کے

طریقوں اور ان کی عادات و خصائل سے آگاہی کے علم پر مشتمل تھا۔ بعد از اسلام اس کے مفہوم میں تدریجاً تبدیلی ہوتی گئی اور بلحاظِ مفہوم اس کی وسعت میں اضافہ ہوتا گیا۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ لفظ ادب کو دو مفاہیم مل گئے: ایک عمومی مفہوم اور دوسرا خصوصی مفہوم۔ عمومی مفہوم کے مطابق لفظ ''ادب'' سے مراد عام معلومات، تمام غیر دینی علوم، لوگوں کی احتیاجات کا علم، لطائف و ظرائف اور اشعار پر مشتمل علم، صرف و نحو، لغت، معانی اور عروض کا علم، عربی نظم و نثر کا علم، علمِ بیان، علوم دینی کی تفہیم کی خاطر عربی زبان کی تسہیل کا علم ہے۔ خصوصی مفہوم کے مطابق لفظ ''ادب'' سے مراد لکھنا پڑھنا، تادیب کرنا؛ حکمت و دانائی کی باتیں سیکھنا، انسانوں و حیوانوں کی تربیت کرنا، حسنِ اخلاق کے امور اور ان کی تعلیم و تربیت ہے۔

پانچویں، چھٹی صدی ہجری تک لفظ ''ادب'' کے مذکورہ بالا دونوں مفاہیم متعین ہو چکے تھے۔ اس کے بعد اس کے کوئی جدید معانی پیدا نہ ہوئے۔ مشرق و مغرب کے درمیان نزدیکی اور قربت کے روابط بیشتر انیسویں صدی کے وسط کے لگ بھگ استوار ہوئے اور ''ادب و ادبیات'' کے الفاظ ''لٹریچر'' کے مترادف بن گئے۔ اب مشرق و مغرب کے سب ہی لوگ اپنی زبان کی تخلیقات کو ''ادب و ادبیات'' کہہ رہے ہیں۔ عصرِ حاضر میں لفظ ''ادب'' کے مفہوم کے بارے میں ''اختتامیہ'' میں پروفیسر کارلوالفانسونالینو' لکھتے ہیں:

> ''عصرِ حاضر کی عربی اور دوسری زبانوں کی مشرقی کتب میں لفظ ''ادب'' دو معانی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ ایک معنی ''خاص'' اور دوسرے ''عام''۔ معنی یہ ہیں' کہ ہر زبان میں' نثر یا نظم میں جو کچھ لکھیں' سب' 'ادب'' کہلائے گا۔ اس لحاظ سے ''ادب و ادبیات'' 'کسی قوم کے علما اور ادبا کی مجموعی کوششوں اور تخلیقات کو کہا جائے گا' البتہ ''خاص'' معنی میں ادب یا دوسرے اصنافِ تحریر میں لطیف و باریک نکات کو رواں دواں اور اچھے سے اچھے انداز میں پیش کرنے کو کہیں گے۔ انواع واقسام کی روایات و امثال' مکالموں' مناظروں' داستانوں' تواریخ' سفرناموں' اور جدتوں کو ہم ''ادب'' کہیں گے۔ ادب کے اسی خاص انداز نے سب کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر رکھا ہے۔ صاحبانِ قلب و نظر کی خاطر ادب بمنزلہ زندگی ہے جو پیہم رواں اور ہر دم جواں رہے گا، مگر اب اس میں ادب و تادیب کے خاص معانی کہاں رہے ہیں۔'' (۲۵۳)

تمام مقالے کے مندرجات، طرزِ تحریر اور آٹھ صفحات پر محیط، دیے گئے مفصل حوالہ جات و حواشی کے بغور مطالعہ و جائزہ سے ڈاکٹر محمد ریاض کی اس قابلِ تحسین کاوش کی قدر و قیمت اور اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی علمی و ادبی خدمات پر انھیں اپنے فضل و کرم اور رحمتوں کی وسعت کے موافق جزائے کاملہ عطا فرمائے (آمین)۔

مضمون **''حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے ۱۸ مکاتیب کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ان مکاتیب کے مخاطب شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض درویش مرید ہیں۔ ان مکاتیب میں انھوں نے اپنے مکتوب الیہم کو برائی سے رکنے اور نیکی کرنے کی تلقین کی اور دینی، دنیوی و اُخروی فلاح کے لیے نصیحتیں کی ہیں۔ ان کے مکتوب الیہم میں اس دور کے بعض مطلق العنان حکمران بھی شامل ہیں۔ انھوں نے انھیں بھی نہایت صاف گوئی، اور بے باکی سے وعظ و نصیحت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ بیان و اندازِ تبلیغ سے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ تحریر و اسلوبِ ترجمہ سے آگاہی کے لیے ایک دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

سلطان محمد بہرام شاہ، حاکم بلخ و بدخشاں اور سلطان غیاث الدین کے نام مکتوب میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰـھُمْ سِنِیْنَo ثُمَّ جَآءَھُمْ مَّا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَo مَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ o؛ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ، ان بندگان ہوا کو دیکھو کہ ہم نے انھیں چند سالہ مہلت کا رمہیا کی تا کہ وہ عرصہ قیامت کا زادِراہ تیار کریں، مگر وہ ساری عمر فانی لذتوں کی خاطر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں اور پستیِ ہمت کی بنا پر یوم موعود تک انھوں نے ابدی اہمیت کا حامل کوئی کام انجام نہ دیا۔ مہلت کے اختتام پر انھیں دستِ مرگ کے آگے تسلیم ہونا ہے اور اس کے بعد قبر کی وحشتیں، اور حسرت و وبال کی منازل ہیں اور وہ میرے عزیز، حال و مال اور جاہ وجلال وہاں کام نہ آئے گا۔ اپنے فرائض کا خیال رکھ اور مختصر فرصت کو غنیمت جان:

خاک شد آنکس کہ برین خاک زیست   خاک چہ داند کہ در این خاک چیست؟
ہر قدمی، فرق ملک زادہ ایست   ہر برگ درخت ، چہرہ آزادہ ایست
با کہ وفا کرد کہ با ما کند   صحبت گیتی کہ تمنا کند

والسلام علی من اتبع الھدیٰ''(۲۵۴)

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَo حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن چند صحابہ کرامؓ نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا: اپنی نبوت اور مرتبہ اعلیٰ کے طفیل ہمیں بہشت میں اپنے نزدیک جگہ دلائیے۔ فرمایا اعینونی بکثرت السجود (مجھے کثرت سجود دکھاؤ) پس معلوم ہوا کہ اگر چہ ہمائے محمدیؐ کی پرواز ساری کائنات کو محیط ہے اور ان کی توجہ سے مس خام، کندن بنتے رہے، مگر علو مرتبت کی خاطر اپنی محنت و کوشش کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، بہت کچھ عمل دخل حاصل ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَاط اور وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللہِ یَھْدِ قَلْبَہٗط میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے، مگر اے عزیز! تجھے ایمان کی طرف توجہ ہے اور نہ عمل کی طرف۔''(۲۵۵)

مندرجہ بالا اقتباسات سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا بے باکانہ طرزِ تلقین عیاں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے اصل متن کا مفہوم اردو زبان میں بیان کیا ہے۔ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔

''حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ بہرام شاہیہ'' کا ترجمہ اسی عنوان کے تحت دو ماہی ''اسلامی تعلیم'' کی جلد۲، شمارہ۲، اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۲۲ تا ۳۰ پر اور یہی ترجمہ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ، کی جلد۲، شمارہ۲ کی مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اسی ترجمے کو ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''رومی کا تصور''، مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں شامل کر کے شائع کروایا۔ تینوں مقامات پر متن یکساں ہے۔

''رسالہ بہرام شاہیہ'' میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مند اور مرید سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان خان حاکم بلخ و بدخشاں کو مقصدِ حیات سے آگاہ کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے کچھ نصیحتیں کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا میں انسان مسافر ہے۔ یہ دنیا مقامِ آزمائش ہے۔ حیاتِ دنیوی کے آخر پر موت کی آزمائش، پھر قبر و حشر کی منازل درپیش ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے انسان ان منازل سے بفضل تعالیٰ بآسانی گزر سکتا ہے۔ عبادات کے حقیقی تقاضے پورے کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ نماز میں تکبیر، ثنا، حمد، تلاوتِ قرآن حکیم، تسبیحات، قیام، رکوع، سجود، تشہد، غرضے کہ نماز میں ذکرِ الٰہی اور درود و سلام پڑھتے ہوئے مختلف جسمانی حالتیں اس امر کا اظہار ہے کہ ہم ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں گے، عقائدِ باطلہ، افکارِ فاسدہ، اعمالِ سیئہ سے بچیں

گے اور عقائدِ صالحہ کے ساتھ اعمال صالحہ بجالائیں گے اور اپنا فکر وعمل درست رکھیں گے۔اسی طرح دیگر عبادات (روزہ، زکوٰۃ، حج) کے بھی حقیقی تقاضے سمجھ کر ان کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔مخلوقِ خدا کے ساتھ عدل وانصاف اور محبت و شفقت سے پیش آنا چاہیے۔حاکم و بادشاہ عدل واحسان کے ذریعے اپنی نجات کا سامان پیدا کرسکتا ہے۔اسے چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے، حلال ذرائع سے رقم حاصل کر کے خزانے میں جمع کرے اور اسے مخلوقِ خدا پر خرچ کرے۔عوام الناس کو عزت وسلامتی اور آسانی کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرے۔انھیں تعلیم دے اور سرکش عناصر کا احتساب کر کے معاشرے میں امن اور سلامتی کی فضا قائم کرے اور اسے برقرار رکھے۔مخلوق کے ساتھ عدل کرے۔سب کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔شکر،صبر اور رضا کی صفات اپنائے۔وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے رسالے کے شروع میں تحریر کیا ہے کہ ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہے۔اس کے ذیلی عناوین انھوں نے خود قائم کیے ہیں۔تمام ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔دورانِ مطالعہ کہیں بھی کوئی لفظی رکاوٹ نظر نہیں آئی۔ترجمے کی عبارت واضح ہے اس میں کوئی ابہام محسوس نہیں ہوا۔(۲۵۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''**احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [باشش رسالہ وی]**'' کے عنوان سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار اور اشعار پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔انھوں نے اس مقالے کے باب سوم (صفحہ ۲۴۲ تا ۳۷۷) میں ''**رسالہ فتوتیہ**'' کا تحقیق شدہ متن، اس کا مقدمہ اور تعلیقات دی ہیں۔

پی ایچ ڈی کی تعلیم کے مکمل ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے رسالہ فتوتیہ کا اردو میں ترجمہ کیا جو ماہنامہ فکر ونظر کی جلد ۸، شمارہ ۹، اشاعت مارچ ۱۹۷۱ء میں (صفحات ۶۷۷ تا ۶۹۷) پر شائع ہوا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار پر ''**حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ**'' کے عنوان سے اردو میں کتاب لکھی تھی جو سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے ۱۹۸۸ء میں شائع کی گئی تھی۔اس کے صفحہ ۱۱۷ تا ۱۲۴ پر ''رسالہ فتوت نامہ'' کے مندرجات مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ رسالہ ''کتاب الفتوۃ (فارسی)'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں طبع کرایا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کسی نہ کسی حوالے سے حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال وآثار پر فارسی و اردو زبانوں میں لکھتے رہے۔اردو میں اس ضمن میں، حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور مختلف تصانیف خصوصاً نظامِ فتوت اور رسالہ فتوتیہ پر ان کے بہت سے مقالات ومضامین شائع ہوئے مگر وہ اپنی ان علمی وادبی تخلیقات کو یکجا نہ کر پائے۔

یہ امر نہایت حیرت انگیز اور افسوس ناک ہے کہ انھوں نے اردو و فارسی زبان وادب پر مہارت کے باوجود سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کیا۔اس حوالے سے متفرقات کے بجائے اگر وہ صرف اپنے اس مقالے کا ہی اردو میں ترجمہ کر دیتے تو ان کی یہ علمی وادبی خدمت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے ان کے بہت سے اردو وفارسی مقالات اور مختصر کتب کی مجموعی افادیت سے بڑھ کر مفید ثابت ہوتی۔

اردو ترجمہ ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ'' کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''رسالہ فتوتیہ'' کی قدر وقیمت اور اہمیت بیان کی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ''بقامت کہتر وبقیمت بہتر'' کا مصداق ہے۔

اخلاق، تصوف اور جوانمردی کے موضوع پر یہ ایک منفرد رسالہ ہے۔(۲۵۷)

ڈاکٹر محمد ریاض اس رسالے کے ترجمے کے لیے اختیار کیے گئے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ رسالے کا تقریباً تحت اللفظ ترجمہ ہے۔مؤلف نے اپنے عصری تقاضوں کے تحت، مرادفات واسجاع زیادہ لکھے۔ مشائخ اور بزرگان تصوف کے القاب میں بھی انھوں نے تطویل سے کام لیا ہے۔لہٰذا ان حصوں کے ترجمے میں ہمیں کچھ تصرف کرنا پڑا ہے۔مؤلف نے عربی عبارات کا فارسی ترجمہ پیش کیا تھا۔ہم نے قرآن مجید کی آیات کے علاوہ، باقی عربی عبارات کا ترجمہ براہِ راست پیش کر دیا ہے۔حواشی میں مؤلف کے مآخذ کی طرف اشارے کر دیے گئے ہیں۔وما توفیقی الا باللہ (مترجم)''(۲۵۸)

مندرجہ بالا اقتباس میں دیے گئے الفاظ ''تقریباً تحت اللفظ ترجمہ'' اور ''کچھ تصرف کرنا پڑا'' غور طلب ہیں۔فاضل مترجم نے مختصر الفاظ میں، کنایتاً بتایا ہے کہ یہ ترجمہ ''رسالہ فتوتیہ'' کے آزاد ترجمے اور مفہوم پر مشتمل ہے۔

ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔صفحات کے پاورقی میں دیے گئے حواشی وتوضیحات تسلی بخش ہیں۔ ترجمے میں قریباً اسی فارسی اشعار دیے گئے ہیں مگر ان کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا۔ترجمے کے آخر پر ان مآخذ کی فہرست دی گئی ہے جن کی مدد سے حواشی لکھے گئے ہیں۔اسلوب ومعیار ترجمہ سے آگہی کے لیے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فارسی متن از کتاب الفتوۃ:

''اما بعد، ای ۲عزیز بدانکہ لفظ ''اخی'' لفظی است متداول گشتہ میان خلق واین لفظ را معنی رفیع ۳ و حقیقتی وسیع ۴ است وبیشتر اہل زمانہ بظاہر لفظ بیحاصل واسم ۵ بے معنی قناعت کردہ اند واز اسرار حقائق دینی محروم ماندہ ۶ و جمعی از ارباب نفوس شخصی را بر خود تقدیم میکنند ووی را ''اخی'' میخوانند وبہ دواعی مرادات نفسانی چندروزہ صحبتی بانفاق'' میدارند کہ آخر بوحشت وعداوت می انجامد۔بدین سبب کلمہ ای چند بر مقتضای ۷ این معنی آنچہ زبان وقت املا کند، در قلم خواہد آمد وایمائی کردہ خواہد شد تا تنبیہی بود طالبان این معنی را، انشاء اللہ تعالیٰ۔''

حواشی:

۱۔ مم: افضل الانام (اضافہ بعد از صحابہ کرام) در متن کلمہ ''بستان'' بود کہ ''بوستان'' نوشتہ شد۔

۲۔ آیا (اضافۂ کاتب): یقول الشیخ الکامل المکمل المحقق الصمدانی العارف المعروف بسید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ و اظہرلنابرہ۔

۳۔ مم: رفیعی

۴۔ ایضاً: وسیعی

۵۔ چ: رسم

۶۔ درخ: ماند

۷۔ پاوچ: باتفاق

۸۔ ابا: مقتضی۔(۲۵۹)

اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''نظام ''فتوت'' کی اصطلاح ''اخی'' بہت پہلے سے لوگوں میں رائج رہی مگر کم ہی افراد اس کی اصل سے آگاہ ہوں گے۔

اکثر لوگ ایک دوسرے کو ''اخی'' پکارتے ہیں مگر یہ ہوا وہوس کے بندے جلد ہی اختلافات میں الجھتے اور ایک دوسرے سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ تمھاری فرمائش پر اس زمانے کے طرز تحریر کے مطابق، میں یہ رسالہ اسی خاطر لکھنے لگا ہوں کہ لوگ اخیت کی روح اور اخوت کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس موضوع کی نمایاں باتوں کا یہاں ذکر کر دیں گے۔''(۲۶۰)

فارسی متن اور اردو ترجمے کے تقابل وموازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمہ تحت اللفظی نہیں بلکہ آزاد ہے اور متن کی ترجمانی پر مشتمل ہے۔ مندرجہ بالا فارسی متن کا درج ذیل تحت اللفظی ترجمے سے موازنہ کیا جائے تو ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ، ترجمانی نظر آتا ہے۔

''اس کے بعد اے عزیز تو جان لے کہ لفظ ''اخی'' ایسا لفظ ہے جو مخلوق میں رائج رہا ہے اور اس لفظ کا مفہوم اعلیٰ اور درحقیقت وسیع ہے اور زیادہ تر اہل زمانہ بظاہر لا حاصل لفظ اور بے معنیٰ اسم پر قناعت کر لیتے ہیں اور حقائق دینی کے اسرار سے محروم رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو خود پر ترجیح دیتے ہوئے اخی (بھائی) کہتا ہے اور چند روزہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لوگ نفاق پر مبنی میل جول رکھتے ہیں جو بالآخر ان کی جدائی اور دشمنی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے تمھاری فرمائش پر اس زمانے کے طرز تحریر کے مطابق اس لفظ کے چند معانی لکھنے لگا ہوں تاکہ طالبان حقیقت اس لفظ کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔''

فارسی متن از کتاب الفتوۃ:

''ای عزیز! اخی باید کہ بمکارم اخلاق موصوف بود وبخصائل، پسندیدہ آراستہ باشد: با پیران[۴] بحرمت باشد، با جوانان بنصیحت، با طفلان بشفقت، با ضعیفان برحمت، با درویشان بہ بذل وسخاوت، با علماء بتوقیر وحشمت، با ظالمان بعداوت، با فاجران باہانت، با خلق باحسان ومروت، با حق بتضرع واستکانت، بنفس بجنگ، با خلق[۵] بصلح، با ھوء بمخالفت، با شیطان بمحاربت، بر جفای خلق متحمل، در[۶] مقابل اعداء حلیم، در وقت مصائب صابر، در حالت رجا شاکر، بعیوب نفس خود عارف، از ذکر عیوب خلق ساکت، اندوہ ومصیبت خلق را کارہ، بتقدیرات قضای ازلی راضی، از بدعت وھواء دور، قدم در شریعت راسخ،[۱] نفس در طریقت ثابت، از مواضع تہمت محترز، بر علم نجات حریص، از اہل غفلت متنفر، در[۲] سفر، مصاحبان[۳] را بطاعت معاون، بر جماعت مواظب، زیردستان را ناصح، باندک دنیا قانع، در احوال واھوال آخرت متفکر، از افعال و اقوال خود خائف، از فضیحت[۴] ورسوائی قیامت ترسان وبفضل وعنایت دیان امیدوار۔

حواشی

۴۔ ایا ومم: با پیران بہر ساخت باشد؟

۵۔ درمم وچ: خلق ودر بقیہ خلایق

۶۔ چ: مقابلہ

۱۔ مم: شریعت؟

۲۔ چ مم: فقط دارد

۳۔ مم: بماصاحبان

۴۔ قطعیات (۲۶۱)''

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''میرے عزیز، اخی وہ ہے جو مکارم اخلاق کا اس طرح حامل ہو کہ:
اس کے خصائل پسندیدہ ہوں، بوڑھوں کا احترام کرے، جوانوں کو نصیحت کرتا رہے۔ بچوں پر شفقت اور کمزوروں پر رحم کرے۔ دوستوں کے ساتھ بذل وسخاوت برتے، علمائے دین کا وقار ملحوظ رکھے، ظالموں سے عداوت برتے، فاسق و فاجر لوگوں کو کھری کھری سنائے، مخلوق خدا پر احسان ومروت کی بارش جاری رکھے، اور اپنی اس توفیق پر خدا کے آگے انکساری وعاجزی دکھائے۔ ''اخی'' دوسروں سے صلح برتے مگر اپنے نفس نیز ہوا وہوس اور شیطان کے خلاف جنگ کرے۔ دشمنوں کے مقابلے میں بردبار، مصائب وآلام میں صابر، رحمت خداوندی کا امیدوار اور ہر حال میں شاکر ہو۔ اپنے عیوبِ نفس پر نظر رکھے اور دوسروں کے عیوب بیان کرنے سے ساکت رہے۔ دوسروں کے غم دیکھ کر اسے رنج ہو، اور ان کی خوشی سے خوشی۔ وہ تقدیراتِ ازلی پر راضی ہو۔ بدعات فی الدین سے بچے اور شریعت کے مسلمات میں راسخ العقیدہ ہو۔ راہِ طریقت میں ثابت قدم اور بدنامی کے کاموں سے دور بھاگنے والا ہو۔ عذابِ الٰہی سے خائف اور نجات کا طالب ہو۔ اہلِ غفلت سے دور رہے الا یہ کہ ان کو نصیحت کرنا ہو۔ وہ اپنے احباب اور ہم نشینوں کو شفقت سے سمجھائے اور دوسروں کی دل آزاری سے محترز رہے۔ وہ اپنے سارے اعمال کا محاسبہ کرنے والا روزِ قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ مانگنے والا ہو۔ خلاصہ ''اخی'' وہ ہے جو دین اسلام کی تعلیمات پر عامل اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کا کام کرتا ہے:
اس کے کام ایسے ہوتے ہیں جن سے زندگی میں کامیابی اور بعد از مرگ دامنِ ایزدی میں باعزت پناہ ملے۔'' (۲۶۲)

مندرجہ بالا اقتباس شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے خوبصورت، دلنشین، جامع و بلیغ طرزِ بیان کا مظہر ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے خوبصورتی سے فارسی عبارت کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ زیادہ تر ترجمہ تحت اللفظی ہے۔ اقتباس کے آخری حصے کا ترجمہ، ترجمانی پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا اسلوبِ ترجمہ منفرد ہے۔ اپنے تراجم میں وہ صوابدیدی اختیارات کے تحت مختلف مقامات پر تحت اللفظی، بامحاورہ وآزاد ترجمہ یا ترجمانی کی روش اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔ ترجمے کی کوئی بھی صورت ہو، تاہم وہ اصل مفہوم کی ادائیگی کا خیال ضرور رکھتے ہیں۔

ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کی جلد ۶، شمارہ ۷، اشاعت اپریل ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۵۸ تا ۶۰ پر **''رسالہ قدوسیہ'' یا ''عقبات''** کے اردو ترجمے کی قسط اول اور اسی مجلّے کی جلد ۶، شمارہ ۱۱، اشاعت اگست ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۵۲ تا ۵۷ پر اس کی قسط دوم شائع ہوئی تھی۔ اس مقالے کا حافظ عبید اللہ فاروقی کا کیا ہوا ایک جزوی اردو ترجمہ ماہنامہ ''الرحیم''، حیدر آباد پاکستان کے شمارہ اپریل، مئی ۱۹۶۷ء میں ''مصباح الفرقان'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس رسالے کے مندرجات کی علمی وادبی اور دینی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے مکمل رسالے کا ''رسالہ قدوسیہ یا عقبات'' کے عنوان سے اردو میں ترجمہ کیا۔ (۲۶۳)

اس رسالے کا آغاز یوں ہوتا ہے:

''تا نقاشان کارگاہ قضا از نخجانہ تقدیر نقوش اقبال وادبار بر لوحِ استعداد قاصدان راہِ سعادت وشقاوت می نگارند.....'' (۲۶۴)

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

''جب تک کارخانہ قضا وقدر کے نقاش راہ سعادت کے عازمین کے الواح پر نخجانۂ تقدیر کے زیرِ ہدایت اقبال وادبار کے

نقوش ثبت کرتے ہیں......''(۲۶۵)

شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ کشمیر کے نامور بادشاہ قطب الدین شاہ میری رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۵۔۷۹۶ھ) کی نصیحت کی خاطر لکھا تھا۔اس میں انھوں نے بادشاہ کو عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج) کے حقیقی تقاضے ادا کرنے کی تعلیم دی ہے اور بخل، کبر، ظلم اور ریا سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بخل، کبر، ظلم اور ریا راہِ حقیقت کی چار دشوار گزار گھاٹیاں ہیں۔قوتِ ایمانی اور حسنِ عمل سے سالک ان گھاٹیوں کو عبور کر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکتا ہے۔اس رسالے میں جابجا قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی مدد سے نفسِ مضمون کی وضاحت کی گئی ہے۔رسالے کا نام اور مضمون سورۃ البلد کی آیت ۱۱، ''فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ'' ''وہ تو (دینِ حق اور عملِ خیر کی) دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

ترجمے کی عبارت کافی زیادہ حد تک قابلِ فہم اور تسلی بخش ہے۔رسالے کے متن، شاہِ ہمدان کے طرزِ بیان اور اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ''عزیز سلطان! اخلاقِ ذمیمہ کے ذریعے انسان قعرِ مذلت میں گرجاتا اور نیک و بد کی تمیز نہیں کر سکتا ہے۔فضائل ورذائلِ اخلاق کی بحث بڑی مطول ہے۔یہاں میں ان چار رذائل کی طرف اشارہ کروں گا جن کی وجہ سے حکام وامراء بداعمالی کی راہ پر چلتے اور ''خسر الدنیا والآخرۃ''۔کا مصداق بنتے ہیں۔یہ رذائل بخل، کبر، ظلم اور ریا ہیں۔جنھیں نیکی کی مزاحم قوتیں بننے کی مناسبت سے ہم ''عقبات'' (مشکل گھاٹیاں) کہیں گے۔تم اپنے فرائض امارت سے عہدہ برآ ہونے کی خاطر ان ''عقبات'' سے سنبھل کر گزرو۔''(۲۶۶)

''مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح'' رسالہ قدوسیہ یا عقبات کا ہی اردو ترجمہ ہے۔ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کی اپریل ۱۹۷۱ء اور اگست ۱۹۷۱ء کی اشاعتوں میں شائع ہونے والا یہ اردو ترجمہ الولی حیدر آباد، سندھ کی جلد۲، شمارہ ۱، ۲ کی اشاعت اپریل ومئی ۱۹۷۳ء میں صفحہ ۶۰ تا ۷۰ پر نئے عنوان ''مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح'' سے شائع کیا گیا تھا۔

''ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانائے روم کا اثر'' مشہور اقبال شناس مستشرق پروفیسر ڈاکٹر اینماری شیمل کے انگریزی مقالے کا ترجمہ ہے۔یہ انگریزی مقالہ دوماہی ''معارف اسلامی''، تہران کے اگست ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو ماہنامہ ''فکر ونظر'' اسلام آباد کی جلد ۷، شمارہ ۸، اشاعت فروری ۱۹۷۰ء کے صفحات ۵۹۹ تا ۶۱۳ پر شائع ہوا تھا۔اس مقالے میں پروفیسر ڈاکٹر اینماری شمل نے مولانا روم کی شخصیت پر لکھی گئی کتب اور ان کی تصانیف کے دنیا کی دیگر زبانوں میں ہونے والے تراجم کے حوالے سے مشرق ومغربی ممالک (برصغیر پاک وہند، ایران، ترکی، یورپی ممالک) کے ادبیات پر مولانائے روم کی شخصیت اور آثار کے اثرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔وہ لکھتی ہیں کہ مولانا نے ترکی ادبیات وفنونِ لطیفہ پر لازوال اثرات مرتب کیے۔اٹھارھویں صدی میں ترکی میں متعین ایک فرانسیسی افسر جے۔ڈے والنبرگ نے مثنوی مولانا روم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرایا۔ ۱۸۱۸ء میں مشہور مستشرق ہیمر پرگستال نے ''تاریخ ادبیات ایران'' تالیف کی اور اس میں مولانائے روم پر خاصی مبسوط بحث کی۔۱۸۱۹ء تا ۱۸۲۱ء کے درمیان مولانائے روم کے نام نے جرمنی میں شہرت حاصل کی۔لترس کے چرچ تھالاک کے ایک شخص پوپ نے ۱۸۲۱ء میں لاطینی زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا اور اس میں مولانائے روم کے فکر وفلسفہ اور عرفان سے

بحث کی۔ اسی سال ۱۸۲۱ء میں ایک جرمن مستشرق فریدرچ روکرٹ نے مولانائے روم کی غزلیات اوران کی شخصیت پر ۴۴ غزلیات پر مشتمل ایک مجموعہ شائع کیا جو کہ بہت مشہور ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں روزن وگشو انو نے دیوان شمس تبریزی (دیوان غزلیات مولانا رومی) کا ایک انتخاب جرمنی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۱۸۴۹ء میں روکرٹ نے مثنوی کے دو دفتر جرمن زبان میں منظوم ترجمے کیے اور ۱۸۸۰ء میں وہن فیلڈ اور ریڈ ہاؤس بھی مثنوی کا ترجمہ کرنے میں لگ گئے۔ آر اے نکلسن، ان کے جانشین اے جے آربری اور جرمن سکالر ایچ ریبہر نے مولانائے روم کی شخصیات اور آثار پر گراں قدر کام کیے۔ تاہم، اس قدر مساعی کے باوجود یورپ میں مولانائے روم کو عمر خیام، شیخ سعدی شیرازی یا خواجہ حافظ کے برابر شہرت نہ ملی۔ ایران میں مولانائے روم کی شخصیت، افکار اور آثار پر بہت کام ہوا۔ اس ضمن میں، عصرِ حاضر میں پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر کی تحقیقات و تدقیقات نہایت قابلِ تحسین ہیں۔ عرب ممالک میں مولانائے روم کے افکار کی تاثیر معمولی اور جزوی ہے۔ برصغیر پاک و ہند بشمول بنگلہ دیش میں، حکمران طبقہ، صوفیاء اور علماء کے حلقوں میں اور عوام الناس میں مولانائے روم کی شخصیت، افکار اور آثار کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور اس ضمن میں بہت کام کیا گیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد اور خضرِ راہ تسلیم کیا اور ان کے افکار کی ترفیع، ترویج اور توضیح میں نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ (۲۶۷)

بحثیت مجموعی، زیرِ جائزہ تحقیقی مقالہ مولانائے روم کی شخصیت اور آثار کے عالمگیر اثرات کے دلچسپ، مؤثر، مدلل اور جامع تبصرے پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا دلچسپ، موثر اور خوبصورت انداز سے اردو ترجمہ کر کے گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ انھوں نے مقالے کا مفہوم مزید واضح کرنے کے لیے ضروری حواشی و حوالہ جات بھی دیے ہیں۔

علامہ اقبال نے بیدل اور برگساں کے تقابلی مطالعے پر مبنی ایک انتقادی مقالہ ''Bedil in the Light of Bergson'' ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء کے عرصے میں لکھا تھا۔ یہ مقالہ اقبال میوزیم میں غیر مطبوعہ صورت میں پڑا رہا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے سے تصحیح و تدوین کے بعد اسے ''اقبال ریویو (انگریزی)'' بابت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع کروایا۔ بعد میں انھوں نے اس مقالے کا اردو میں ''مطالعۂ بیدل فکرِ برگساں کی روشنی میں'' کے عنوان سے ترجمہ کیا۔ انھوں نے اردو ترجمے کے ساتھ کچھ حواشی بھی دیے اور اسے اصل قلمی متن کے کامل عکس اور اس کے کمپوز شدہ مسودے (Transcription) کے ساتھ، کتابی شکل دی جسے ۱۹۸۸ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے شائع کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اس مقالے کا اردو ترجمہ ''بیدل برگساں کی روشنی میں'' کے عنوان سے کیا جو سہ ماہی ''ادبیات''، اسلام آباد کی جلد ۱، شمارہ ۴، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۸ء کے صفحات ۸۴ تا ۱۰۶ پر شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس امر کا صریحاً یا کنایتاً بھی ذکر نہیں کیا کہ ڈاکٹر تحسین فراقی کے ترجمے کے بعد انھیں ان کے ترجمے یا حواشی میں کیا کمی محسوس ہوئی یا کن امور کا ذکر کرنا ضروری تھا جن کی وجہ سے انھوں نے اس مقالے کا ترجمہ کیا۔ بہرحال یہ امر تو واضح ہے کہ انھیں پہلے ترجمے میں کوئی کمی بیشی محسوس ہوئی یا کچھ ایسے امور ان کے پیشِ نظر تھے جن کا پہلے ترجمے کے حواشی میں ذکر نہیں ہو پایا جس وجہ سے انھوں نے نئے ترجمے کی ضرورت محسوس کی۔ بیدل، برگساں اور اقبال کے افکار کے تقابلی مطالعہ کے لیے اور فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے، اس مترجمہ مقالے کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر تحسین فراقی کے تراجم میں تقابل و موازنہ کے لیے اصل متن کے ساتھ صرف ایک مثال

پیش خدمت ہیں۔

انگریزی متن:

Let us now trace the various steps of Bergsonian thought in the poetry of Bedil. It is, however, necessary to state here that Bedil wrote a good deal of prose and poetry. The present study is based on his Diwan alone (comprising almost thirty thousand verses) of which the present writer fortunately possesses a manuscript copy.

1) The first point to be noted is that our intellect can touch only the surface of Reality, it can never enter in to it. Bedil is never tired of emphasising this fact:-

''موج و کف مشکل کہ گردد محرمِ قعرِ محیط عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست''

"The wave and the foam cannot see in to the depth of the ocean:
A whole world is restless for the knowledge of Reality,
Yet does not posses the necessary qualification"!

Physical science armoured with logical categories decomposes the Real with its conceptualization of it. It is only a kind of post-mortem examination of Reality and consequently cannot catch it as a living forward movement:-

''ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیقِ تو گل کرد در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است''

"All these arguments which blossom out of thy investigation are nothing more than tiny star-lamps in the lustrous residence of the Sun"(۲٦۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''آیئے اب ہم بیدلؔ کی شاعری میں برگساںؔ کے تفکر کے مختلف مراحل ملاحظہ کریں۔ البتہ یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ بیدلؔ نے نظم اور نثر میں بہت لکھا ہے۔ میرا موجودہ مطالعہ اس کے دیوان تک محدود ہے جس میں کوئی تیس ہزار شعر ہیں اور راقم کے پاس خوش قسمتی سے اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔

ا۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل صرف حقیقت کی سطح کو مس کر سکتی ہے اور اس کے اندر غوطہ زنی نہیں کر سکتی۔ بیدلؔ اس حقیقت پر زور دینے سے کبھی خستہ نہیں ہوتے:

'' موج و کف مشکل کہ گردد محرم قعرِ محیط عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست

ترجمہ: پانی کی لہر اور جھاگ کے لیے مشکل ہے کہ گہرے سمندر کی راز دار بن سکے۔ دنیا علم و تحقیق کے لیے بیتاب ہے اور اس کام کی اس کے پاس لیاقت نہیں ہے۔

طبعی سائنس منطقی عناصر کے ساتھ مسلح ہو کر حقیقت کے تصورات واضح کرنے سے قاصر ہے۔ یہ حقیقت کا ایک قسم کا پوسٹ مارٹم معائنہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک زندہ پذیر حرکت کے طور پر حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا:

ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیقِ تو گل کرد در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است

ترجمہ: یہ تمام دلائل جن کا چراغ تو نے اپنی تحقیق سے روشن کر رکھا ہے ایسے ہی ہیں جیسے سورج کے گھر میں ستاروں کا چراغ ہو۔(۲٦۹)

ترجمہ از ڈاکٹر تحسین فراقی:

آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسانی فکر کے مختلف درجات کا کھوج لگائیں۔ البتہ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ

بیدل نے نثر اور نظم کا کافی سرمایہ چھوڑا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ صرف ان کے دیوان پر مبنی ہے۔ (جو تقریباً تیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے) اور جس کا ایک خطی نسخہ خوش قسمتی سے راقم کے پاس ہے۔

ا۔ پہلا قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی محض سطح کو چھو سکتی ہے۔ اس کے عمق میں داخل نہیں ہو سکتی۔ بیدل اس حقیقت پر زور دیتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے:

'' موج و کف مشکل کہ گردد محرم قعرِ محیط عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست

ترجمہ: ''سمندر کی موج اور جھاگ سمندر کی گہرائیوں میں نہیں دیکھ سکتے۔ ایک عالم ہے جو حقیقت کی ماہیت جاننے کے لیے بے تاب ہے لیکن اس کی استعداد سے عاری ہے۔''

علم طبیعی منطقی استدلال سے مسلح ہو کر ''حق'' The Real کی نظریہ سازی کر کے اس کا خاتمہ کر ڈالتا ہے۔ یہ حقیقت کے بعد از مرگ معائنے اور تحلیل کے سوا کچھ نہیں اور نتیجتاً اسے ایک زندہ پیش قدم محرک کے طور پر گرفت میں نہیں لا سکتا:

''ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیق تو گل کرد در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است''

ترجمہ: ''یہ تمام دلائل جو تمھاری تحقیق و تفتیش سے پھوٹ رہے ہیں، چمکتے ہوئے سورج کے مقابلے میں ننھے ننھے ستاروں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔'' (۲۷۰)

ڈاکٹر تحسین فراقی نے تحت اللفظی پابندی کے ساتھ بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ کرتے وقت بھی ان اشعار کے علامہ اقبال کے کیے ہوئے انگریزی ترجمے کو مدنظر رکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے تحت اللفظی پابندی کا زیادہ خیال رکھنے کے بجائے بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی اپنی صوابدید سے کیا ہے۔ دونوں تراجم قریباً یکساں معیار کے ہیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کے ترجمے میں ادبی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے قدرے زیادہ آسان الفاظ میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر بعض جملوں کا ترجمہ، ترجمانی کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ دونوں تراجم میں کچھ غور طلب امور بھی نظر آتے ہیں۔ پہلے جملے کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

English Text	ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ	ڈاکٹر محمد تحسین فراقی کا ترجمہ
Let us now trace the various steps of Bergsonian thought in the poetry of Bedil.	آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسان کے تفکر کے مختلف مراحل ملاحظہ کریں۔	آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسانی فکر کے مختلف درجات کا کھوج لگائیں۔

ڈاکٹر تحسین فراقی نے لفظ ''trace'' کا ترجمہ ''کھوج لگائیں'' اور ''steps'' کا ترجمہ ''درجات'' کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظ ''trace'' کا ترجمہ ''ملاحظہ کریں'' اور ''steps'' کا ترجمہ ''مراحل'' کیا ہے۔ جملے کے مجموعی مفہوم اور لغت کے مطابق ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔ کھوج لگانے اور ملاحظہ کرنے میں بہت فرق ہے۔ حقائق کا کھوج لگائے بغیر انھیں ملاحظہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ کرنے کے معنوں میں انگریزی الفاظ ''look'' یا ''watch'' یا ''notice'' استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ ''steps'' کے دونوں معانی ''درجات'' اور ''مراحل'' درست ہیں۔ تاہم کسی کی فکری سطح کے مدارج کے تعین کے لیے لفظ ''درجات'' زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔ لفظ ''مراحل'' کسی کام یا عمل کرنے کا طریقہ کار بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کسی ایک لفظ کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ ترجمہ کرتے وقت جملے کی بناوٹ

و مفہوم اور اس کے سیاق و سباق کے مطابق الفاظ کے مختلف معانی میں سے زیادہ موزوں معنی اخذ کیا جاتا ہے۔

دوسرے جملے کے ترجمے میں بھی یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے محاورہ (idiom) ’’A good deal of‘‘ کا ترجمہ ’’کافی سرمایہ‘‘ کیا ہے۔ وہ ترجمے میں لکھتے ہیں، ’’بیدل نے نثر اور نظم کا کافی سرمایہ چھوڑا ہے۔‘‘ ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں، ’’بیدل نے نظم اور نثر میں بہت لکھا ہے‘‘۔ انگریزی جملے ’’Bedil wrote a good deal of prose and poetry‘‘ میں لفظ prose (نثر) پہلے آیا ہے اور poetry (نظم) بعد میں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں الفاظ کی ترتیب بدل دی ہے اور ان کے ترجمے میں محاورے ’’a good deal of‘‘ کا مفہوم بھی واضح نہ ہوسکا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس جملے کا ترجمہ، اس کے مفہوم اور بناوٹ کے مطابق کیا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے ’’point to be noted‘‘ کا ترجمہ ’’قابلِ توجہ نکتہ‘‘ کیا ہے جو کہ درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ ’’نکتہ‘‘ کیا ہے جو کہ نامکمل ہے۔ اس طرح ڈاکٹر تحسین فراقی نے ’’is never tired of‘‘ کا ترجمہ ’’کبھی نہیں تھکتے‘‘ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ ’’کبھی خستہ نہیں ہوتے‘‘ کیا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

دونوں تراجم کے متن کے ساتھ تقابلی موازنے سے مذکورہ بالا نوعیت کے کئی غور طلب امور سامنے آئے ہیں۔ مثلاً

ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ	ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ	English Text
پہلا قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی محض سطح کو چھوسکتی ہے۔	پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل صرف حقیقت کی سطح کو مس کرسکتی ہے۔	The first point to be noted is that our intellect can touch only the surface of Reality,.....

مندرجہ بالا جملے میں لفظ only بطور adverb استعمال ہوا ہے۔ اس لیے یہ verb کا مفہوم واضح کرنے کے لیے استعمال ہوگا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس کا ترجمہ اسم (Noun) سطح کے ساتھ بطور اسم صفت کے کیا ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک اس کا ترجمہ ہونا چاہیے ’’پہلا قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی سطح کو محض چھوسکتی ہے۔‘‘

مندرجہ بالا اقتباس کے آخر پر دیے گئے فارسی شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمہ بھی غور طلب ہے:

ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ	ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ	English Text
چمکتے ہوئے سورج کے مقابلے میں ننھے ننھے ستاروں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔	.....ایسے ہی ہیں جیسے سورج کے گھر میں ستاروں کا چراغ۔	درخانۂ خورشید چراغانِ نجوم است "......are nothing more than tiny star lamps in the lustrous residence of the Sun"

ڈاکٹر تحسین فراقی نے فارسی شعر کے مصرعے میں دیے گئے الفاظ ’’خانہ‘‘ اور ’’چراغان‘‘ کا ترجمہ نہیں کیا۔ لفظ ’’چراغان‘‘ جمع ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ ’’چراغ‘‘ کیا ہے جبکہ اس کا ترجمہ ہونا چاہیے ’’چراغوں‘‘ اور ان کے مترجمہ جملے کے آخر پر الفاظ ’’ستاروں کا چراغ ہو‘‘ کے بجائے ’’ستاروں کے چراغ ہوں‘‘ آنے چاہییں۔ علامہ اقبال کے انگریزی ترجمے کو مدِنظر رکھیں تو اس کا ترجمہ ہونا چاہیے ’’سورج کے روشن گھر میں چمکتے ہوئے ستاروں کے ننھے چراغوں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔‘‘

جس قدر کوئی ترجمہ اصل متن کے مفہوم کے مطابق اور ادبی محاسن سے آراستہ ہوگا، اسی قدر وہ زیادہ قابلِ اعتماد، خوبصورت اور مستحسن قرار پائے گا۔ ترجمہ کرتے وقت صرف ونحو کے اصولوں، دونوں زبانوں کی تہذیبی وثقافتی روایات، متن کے حقیقی مفہوم، ممکن حد تک تحت اللفظی پابندی، روزمرہ ومحاورہ کے استعمال اور فنی وادبی تقاضوں کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا لحاظ رکھنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے عموماً ترجمے کو تخلیقی روپ دینا بہت مشکل اور بعض صورتوں میں محال تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارے فاضل مترجمین تحقیق وتنقید اور اردو وفارسی زبان وادب کے روشن مینار ہیں۔ ان کی گراں قدر علمی وادبی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ راقم الحروف نے جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے یہ ایک عامی طالب علم کی عامی سی طفلانہ کوشش ہے اور اس کوشش میں بھی خطا کا امکان ہے کیونکہ تحقیق میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔

انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حلمی ضیاء الکن کا انگریزی مضمون بعنوان **''فکر اسلامی کے فلسفۂ مغرب پر اثرات''** کے عنوان سے استنبول یونیورسٹی کے شعبۂ ادبیات کے مجلّے، مجموعہ شرقیات کے شمارہ ۴۰ سال ۱۹۶۱ء میں صفحہ ا تا ۲۱ پر چھپا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا ترجمہ کیا، تلخیص کی اور تحشیہ کے ساتھ اسے **''یورپ کی نشاۃِ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ''** کے عنوان سے سہ ماہی ''العلم'' کراچی کی جلد ۲۱، شمارہ ۱، اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۷۲ء میں چھپوایا۔ یہی مضمون بغیر کسی تبدیلی کے ماہنامہ ''المعارف'' لاہور کی جلد ۱۷، شمارہ ۸، اشاعت اگست ۱۹۸۴ء کے صفحات ۱۹ تا ۳۴ پر شائع ہوا۔ اس مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے ساتویں سے دسویں صدی تک اسلامی فکر وفلسفہ کی ترقی، بعد کی تین صدیوں میں منصۂ شہود پر آنے والی تصانیف، مختلف سائنسی، علمی وادبی شعبہ جات میں مسلمان حکماء وفلاسفہ (بوعلی ابن سینا، متوفی ۴۲۸ھ، ابنِ ماجہ، متوفی ۵۳۹ھ، ابن رشد متوفی ۵۹۵ھ، ابنِ طفیل متوفی ۱۱۸۵ء، ابن خلدون متوفی ۱۴۰۶ء، امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) کی خدمات وآثار، اہلِ مغرب کے تعصّباتِ وتنگ نظری اور یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کے آغاز پر فکر انگیز تبصرہ کیا ہے۔ یہ مضمون قابلِ مطالعہ ہے۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر، اسے میٹرک کی سطح پر شاملِ نصاب کیا جانا چاہیے۔ ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ اس ضمن میں اختتامیہ بطور مثال، پیشِ خدمت ہے۔:

> ''چودھویں صدی عیسوی کے اواخر تک یورپ میں علوم وفنون اور بظاہر دینِ مسیحی کے ماسوا ہر چیز کی مخالفت جاری رہی۔ ارسطویت کی مخالفت سے افلاطونی اشراقیت کی طرف توجہ کا رجحان بڑھا۔ اب منطق کی ''جدلیت'' سے زیادہ ''تجربیت'' (Empiricism) کی حمایت کی جانے لگی۔ اس طرح فلسفۂ اسلامی اور حکمائے یونان، ارسطو وافلاطون کے نظریات کو اس طرح ڈھالا جانے لگا کہ وہ زیادہ سے زیادہ پُرکشش ثابت ہوں۔ پندرہویں صدی عیسوی کے اختتامی سالوں میں عربی سے لاطینی میں ترجمہ ہونے والی کتابوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ پادریوں کی مخالفت کے وجود ان کے مطالعہ و تدریس پر کچھ فرق نہ پڑ سکتا تھا۔ یہ کتابیں یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہوگئی تھیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ ارسطو کی ''مشائیت کی مخالفت اور افلاطونی اشراقیت وتحقیقی تجربیت کی حمایت سے تحریک احیاء العلوم [Renaissance] کا زینہ فراہم ہوگیا۔''(۲۷۱)

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات

کتابیاتی تبصرہ (book review) ادبی تنقید (literary criticism) کی ایک شکل ہے۔ اس میں کتاب کے موضوع یا عنوان کے حوالے سے اس کے نفسِ مضمون، طرزِ بیان اور محاسن کا جائزہ لیا جاتا ہے؛ نفسِ مضمون سے متعلقہ اہم نکات بیان کیے جاتے ہیں اور اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ داخلی شواہد (internal witnesses) اور خارجی شواہد (external witnesses) کی بنا پر کتاب کے علمی و ادبی اور فکری و فنی مرتبہ (level) کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس میں کتاب کے موضوع (topic) یا عنوان (title) کے مطابق جائزہ لیا جاتا ہے کہ اس میں موضوع سے متعلقہ مواد دیا گیا ہے یا نہیں اور دیا گیا متن کس حد تک قابلِ اعتماد (reliable) قدر و قیمت، افادیت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اچھی تحریر وہی ہے جو قارئین کی ذہنی و علمی سطح کے مطابق سلیس، عام فہم، رواں اور دلچسپ ہو۔ اگر کسی تحریر کو سمجھنے کے لیے قاری کو لغت (dictionary)، انسائیکلو پیڈیا، مترجم (translator) یا کسی اور صاحبِ علم کی مدد لینی پڑے تو اس کی افادیت اس لحاظ سے کم ہو جاتی ہے کہ تمام قارئین کی ایسے وسائل (sources) تک آسانی سے رسائی نہیں ہوتی۔ تحریر کو سمجھنے میں حائل رکاوٹوں کی وجہ سے قاری جلد ہی کتاب میں دلچسپی لینا ترک کر دیتا ہے اور اس کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

کوئی تحریر، طباعت (printing) سے قبل کئی بار پڑھی جاتی ہے اور اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اسے قابلِ اعتماد رفقا کی مدد اور تعاون سے بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ کمپوزنگ (کتابت)، ایڈیٹنگ (اصلاح و درستی)، طباعت (printing) اور جلد سازی (binding) کے مراحل سے گزرتی ہے۔ مصنف (writer, author) کے بعد ایڈیٹر (editor) اور پبلشر (publisher) اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ تحریر صحتِ متن کے ساتھ شائع ہو۔ عموماً یہ تمام مراحل بخوبی طے نہیں ہو پاتے، جس وجہ سے تحریر درست اور معیاری شکل میں شائع نہیں ہوتی۔

کتابیاتی تبصرے کے دوران صحتِ متن کو بھی پرکھا جاتا ہے اور اس میں موجود متنی اغلاط (textual errors) اور منطقی اغلاط (logical errors) کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب، مضمون یا تحریر کا جائزہ لیتے وقت دورانِ مطالعہ اہم نکات تحریر کر لیے جاتے ہیں۔ تسلی بخش حد تک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ کے بعد تمام اہم نکات درج ذیل ترتیب کے ساتھ تحریر کیے جاتے ہیں:

۱۔ تعارف (Introduction)

۲۔ مندرجات (نفسِ مضمون) کا خلاصہ (Content Summary)

۳۔ تجزیہ اور قدر و قیمت کا تعین (Analysis and Evaluation)

۴۔ حاصل کلام (Conclusion)

تبصرہ (Reveiw)، جائزہ (Evalution / Analysis) اور رائے (Opinion) مختصر بھی ہو سکتا ہے اور مفصل بھی۔ اس میں حاصل کلام بیان کرنے کے بعد داخلی و خارجی شواہد سے تبصرہ، جائزہ اور رائے بیان کی جاتی ہے یا پھر

پہلے داخلی و خارجی شواہد کے حوالے سے زیرِ تبصرہ تحریر کی مختلف خوبیوں اور خامیوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور آخر پر حاصل کلام دیا جاتا ہے۔

تبصرہ دیکھنے کے بعد اس کا جائزہ لے کر اور چند ایک بار مطالعہ کر کے اسے زیادہ جامع، مدلل، عام فہم اور حاملِ افادیت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسے بہتر بنانے کے سلسلے میں کسی قابلِ اعتماد، باصلاحیت رفیق کار، دوست، ادیب اور مصنف سے مدد لی جا سکتی ہے۔

ایسا تبصرہ جو کسی تحریر کی صرف خامیوں کی نشاندہی کرے اور مخالفت برائے مخالفت پر مبنی ہو، منفی تبصرہ (negative reveiw) کہلاتا ہے۔ اسی طرح تحریر کی کمزوریوں کو نظر انداز کر کے محض اس کی حمایت میں لکھا گیا تبصرہ مثبت تبصرہ (positive reveiw) یا جانبدارانہ تبصرہ (biased reveiw) کہلاتا ہے۔ صدق و اخلاص اور دیانتدارانہ رائے پر مبنی تبصرہ نہ مثبت ہوتا ہے اور نہ ہی منفی۔ اس میں بغیر کمی بیشی کے زیرِ تبصرہ تحریر کے محاسن اجاگر کیے جاتے ہیں اور اس کی اصلاح کے لیے ضروری تجاویز دی جاتی ہیں۔ ایسا ماہرانہ تبصرہ (expert reveiw) انتہائی گراں قدر اور بہت زیادہ افادیت کا حامل ہوتا ہے۔

کسی تحریر (کتاب، مضمون، مقالہ، تبصرہ) پر تبصرہ، تجزیہ یا رائے لکھتے وقت تبصروں کی مختلف اقسام پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر لکھے گئے دیگر تمام تبصروں کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور نہایت دیانتداری، صداقت اور احتیاط سے حتمی رائے دینی چاہیے۔ اس طرح کا تبصرہ یا تجزیہ حقیقی طور پر کسی متن (تجزیہ، کتاب، مضمون، مقالہ، تبصرہ) کی درست قدر و قیمت اور اہمیت کا تعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو، انگریزی، فارسی، تینوں زبانوں میں کتابیں، مضامین اور مقالات لکھے، تراجم کیے اور تبصرات بھی تحریر کیے۔ ان سب کا جائزہ لیتے اور تحریر کرتے وقت مندرجہ بالا تمام امور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اصولِ تحقیق اور اصولِ تنقید کے مطابق تبصرات اور تراجم کا معیار پرکھنے کے لیے، زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ، مضمون کے اصل متن تک رسائی کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ متن (آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مقدسہ، اشعار، عبارات وغیرہ) کی تصدیق کے لیے بنیادی مآخذ و مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Reveiw
https://www.thefreedictionary.com/reveiw
https://en.wikiversity.org/wiki/Writeing_a_Book_Reveiw

(فہرست تبصرات بمطابق الف بائی ترتیب)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم وبیش چونتیس اردو کتب پر تبصرات تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ان تبصرات کی الف بائی ترتیب پر مشتمل فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
01-	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)	6	24	خزاں 1993ء	269-272
02-	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات	20	2	جولائی 1979ء	103-104
03-	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات	29	3	جنوری تا مارچ 89ء	205-209
04-	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال			1987ء	125-138
05-	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء	317-320
06-	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)	6	25	سرما 1993ء	277-279
07-	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما 94ء	1140-1142
08-	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما 94ء	1143-1146
09-	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)	52	1	1976ء	031-042
10-	بیدل	خواجہ عباداللہ اختر	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء	321-324
11-	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ	92	190	مارچ 1977ء	041-045
12-	حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	بصائر	7	1	جنوری 70ء	001-037
13-	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)	6	22	سرما 1993ء	293-295
14-	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)	1	15	جنوری، فروری 81ء	638-639
15-	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر، اکتوبر 71ء	010-013
	دانائے راز		اظہار	7	4-5	اکتوبر، نومبر 84ء	
	دانائے راز		برکاتِ اقبال			1988ء	277-283
16-	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر 1979ء	100-105
17-	سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)	5	18	سرما 1992ء	425-427
18-	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف "حسن ودل"	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)	55	3	جولائی تا ستمبر 79ء	037-064
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ "حسن ودل"		رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	161-187
19-	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر 1979ء	095-099
20-	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء	282-292
21-	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر، اکتوبر 71ء	005-009
22-	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار	8	11-12	مئی، جون 86ء	10-11,18

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ	صفحات
-23	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتاب جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء	151-160
-24	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال	31	3	جولائی 84ء	115-118
-25	فارسی اور اردو شہر آشوب	محمد جعفر	فاران (م)	21	6	ستمبر 1969ء	004-046
-26	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر 1981ء	031-035
-27	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات	34	4	جنوری، مارچ 94ء	051-065
-28	گلشن راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم	بصائر	8	3,4	جولائی و اکتوبر 71ء	011-022
-29	مثمر	خان آرزو	ادبیات	6	25	سرما 1993ء	274-276
-30	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر 1981ء	099-101
-31	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات	20	2	جولائی 1979ء	101-102
-32	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)	14	7	اپریل 1979ء	050-057
-33	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء	325-327
-34	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا	6	47	اکتوبر 72ء	065-066

مندرجہ بالا تبصرات میں سے درج ذیل تبصرات ایک سے زیادہ بار شائع ہوئے:

۱۔ دانائے راز ۳ بار

۲۔ سبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل'' ۲ بار

ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے گئے چونتیس (۳۴) تبصرات میں سے ۱۳ تبصرات اقبالیاتی ادب پر اور ۲۱ تبصرات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

(اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۱۴)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ
-01	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)	6	24	خزاں 1993ء
-02	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات	20	2	جولائی 1979ء
-03	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات	29	3	جنوری تا مارچ 89ء
-04	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال			1987ء
-05	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء
-06	اقبال پیغمبر خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)	6	25	سرما 1993ء
-07	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما 94ء
-08	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)	7	27-30	خزاں، بہار، سرما 94ء
-09	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)	6	22	سرما 1993ء
-10	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر، اکتوبر 71ء

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ
	دانائے راز		اظہار	7	4-5	اکتوبر، نومبر 84ء
	دانائے راز		برکاتِ اقبال			1988ء
-11	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر 1979ء
-12	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال	31	3	جولائی 84ء
-13	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات	34	4	جنوری، مارچ 94ء

(غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۲۰)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ
-01	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)	52	1	1976ء
-02	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء
-03	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ	92	190	مارچ 1977ء
-04	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	میر سید علی ہمدانی	بصائر	7	1	جنوری 70ء
-05	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)	1	15	جنوری، فروری 81ء
-06	سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)	5	18	سرما 1992ء
-07	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف "حسن و دل"	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)	55	3	جولائی تا ستمبر 79ء
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ "حسن و دل"		رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء
-08	سید جمال الدین افغانی، حالات و افکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)	26	4	اکتوبر 1979ء
-09	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء
-10	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا	6	37	ستمبر، اکتوبر 71ء
-11	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار	8	11-12	مئی، جون 86ء
-12	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتاب جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر			1990ء
-13	فارسی اور اردو شہر آشوب	محمد جعفر	فاران (م)	21	6	ستمبر 1969ء
-14	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر 1981ء
-15	گلشن راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم	بصائر	8	3,4	جولائی و اکتوبر 71ء
	مثمر	خان آرزو	ادبیات (سہ)	6	25	سرما 1993ء
-16	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)	28	4	اکتوبر 1981ء
-17	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات	20	2	جولائی 1979ء
-18	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)	14	7	اپریل 1979ء
-19	ملفوظاتِ رومی	عبد الرشید تبسم	ادبیات (سہ)	5	19	بہار 1992ء
-20	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر محمد رضا	ادبی دنیا	6	47	اکتوبر 72ء

ترتیب زمانی کے مطابق جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مختلف مجلّات میں چھبیس سال (۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء) کے

عرصے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے جو چونتیس تبصرات شائع ہوئے، ان میں سے ۱۹۷۶ء میں ۶؛ ۱۹۹۲ء میں ۵؛ ۱۹۹۳ء میں ۴؛ ۱۹۷۱ء، ۱۹۸۱ء اور ۱۹۹۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۳، ۳؛ ۱۹۷۶ء، اور ۱۹۸۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۲، ۲؛ ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء میں سے ہر ایک سال ۱، ۱ تبصرہ شائع ہوا۔

(فہرست تبصرات بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
-01	ستمبر 1969ء	فارسی اور اردو شہر آشوب	محمد جعفر
-02	جنوری 70ء	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
-03	جولائی و اکتوبر 71ء	گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح	نامعلوم
-04	ستمبر، اکتوبر 71ء	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی
-05	ستمبر، اکتوبر 71ء	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
-06	اکتوبر 72ء	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا
-07	1976ء	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو
-08	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
-09	مارچ 1977ء	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو
-10	اپریل 1979ء	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی
-11	جولائی 1979ء	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان
-12	جولائی 1979ء	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی
-13	جولائی تا ستمبر 79ء	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''	سیبک فتاحی نشاپوری
-14	اکتوبر 1979ء	سید جمال الدین افغانی، حالات و افکار	شاہد حسین رزاقی
-15	اکتوبر 1979ء	زندہ رود	جاوید اقبال
-16	جنوری، فروری 81ء	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم
-17	اکتوبر 1981ء	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی
-18	اکتوبر 1981ء	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی
-19	جولائی 84ء	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین
	اکتوبر، نومبر 84ء	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی+
-20	مئی، جون 86ء	شرح تعرف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق
-21	1987ء	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد
	1988ء	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی+
-22	جنوری تا مارچ 89ء	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر
-23	1990ء	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتاب جوانمردی	نجم الدین زرکوب

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
-24	بہار1992ء	اقبال پیامبر امید	محمد حسین عرشی
-25	بہار1992ء	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر
-26	بہار1992ء	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی
-27	بہار1992ء	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم
-28	سرما1992ء	سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمن
-29	خزاں1993ء	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین
-30	سرما1993ء	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز
-31	سرما1993ء	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم
-32	سرما1993ء	مثمر	خان آرزو
-33	جنوری، مارچ94ء	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال
-34	خزاں، بہار، سرما94ء	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر
-35	خزاں، بہار، سرما94ء	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی
	1995ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال'' کا مقدمہ	فخر الدین حجازی+

ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام تبصرات کی اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے لحاظ سے موضوعاتی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تبصرات بمطابق موضوعات)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
☆	**اسلام اور مسلمان**	☆	**اسلام اور مسلمان**
01۔	اقبال اور اسلامی معاشرہ	01۔	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ
☆	**علامہ اقبال کی شخصیت، افکار اور تصانیف**	02۔	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی
02۔	اقبال اور سوشلزم	03۔	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم
03۔	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	04۔	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام
04۔	اقبال ایک مطالعہ	05۔	مطالعہ قرآن
05۔	اقبال پیامبر امید	☆	**فارسی زبان و ادب**
06۔	اقبال پیغمبرِ خودی	06۔	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''
07۔	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	07۔	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار
08۔	اقبال کا سیاسی سفر	08۔	فارسی اور اردو شہر آشوب
09۔	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	09۔	گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح
10۔	دانائے راز	10۔	مثمر
11۔	زندہ رود	11۔	وامق و عذرا: دو داستانیں

نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
12۔	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	☆	**اردو زبان و ادب**
☆	**شخصیات کا تقابلی مطالعہ**	12۔	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)
13۔	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	13۔	سہ ماہی فکر ونظر، اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر
		☆	**شخصیات کا تقابلی مطالعہ**
			امیر خسرو
		14۔	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال
		15۔	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے
			سید علی ہمدانی اور ہمدانی سلسلہ کے دیگر بزرگ
		16۔	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ
		17۔	شاہِ ہمدان کے مکاتیب
			مرزا بیدل
		18۔	بیدل
			مولانا روم
		19۔	مکتوبات و مواعظ مولا نا رومی
		20۔	ملفوظاتِ رومی
			دیگر شخصیات
		21۔	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار

موضوعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ان کے ۱۳ تبصرات میں سے ''اسلام اور مسلمان'' سے متعلقہ ایک عدد، ''علامہ اقبال کی شخصیت، افکار اور تصانیف'' سے متعلقہ ۱۱ اور ''شخصیات کے تقابلی مطالعہ'' سے متعلقہ ایک تبصرہ ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ۲۱ تبصرات میں سے ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوع سے متعلقہ ۵ عدد، ''اردو و فارسی زبان و ادب'' سے متعلقہ ۸ اور ''شخصیات'' سے متعلقہ ۸ تبصرات لکھے۔ ان کا اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۳۸% اور غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۶۲% ہے۔ ان کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ۵۵% تبصرات کا تعلق اردو و فارسی زبان و ادب سے ہے۔ ان کے ۱۸% تبصرات ''مذہبی افکار'' اور ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں اور ۲۷% تبصرات کا تعلق شخصیات سے ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%

موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
زبان وادب	۱۱	۳۲%	زبان وادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

تمام تبصرات کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی، تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین پر تبصرات

01۔اقبال اور اسلامی معاشرہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً چار صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کے شمارہ ۲۴، جلد ۶ بابت خزاں ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں انہوں نے بزمِ اقبال، لاہور سے شائع ہونے والی الطاف حسین کی ۱۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' کے مضامین پر تبصرہ کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ معاشرہ افراد سے بنتا ہے۔اسلام فرد اور معاشرہ، دونوں کی اصلاح اور ترقی کا داعی ہے۔علامہ اقبال نے اپنی پہلی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) میں فرد اور دوسری فارسی مثنوی ''رموزِ بےخودی'' (۱۹۱۸ء) میں معاشرے کی اصلاح وترقی کا ضابطۂ فکر وعمل پیش کیا ہے۔''رموزِ بےخودی'' میں علامہ اقبال نے اسلامی معاشرے کے تین اساسی اصول، اخوت (بھائی چارہ، اتحاد واتفاق، یگانگت)، حریت (آزادی، بنیادی حقوق کی پاسداری) اور مساوات (قانونی وانسانی مساوات) کا تصور پیش کیا ہے۔اس لحاظ سے ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' اقبال کے اہم موضوعات میں سے ہے۔جناب احمد ندیم قاسمی نے ''ایک تاثر'' کے عنوان سے اور جناب ڈاکٹر اے وحید قریشی نے ''عرضِ ناشر'' کے سرنامے سے مصنف کتاب، الطاف حسین کی کاوش کو سراہا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے نتائجِ تحقیق سے اختلافات کا امکان بھی بتایا ہے۔کتاب کے ۱۴ عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن حکیم، خودی، عشق، تقدیر، تصوف، ملائیت، صلوٰۃ ومناجات، تفرقہ اور فرقہ بازی، معاشی نظام، سیاسی نظام، سوشلزم، مغربی تہذیب وتمدن، مقامِ نسواں، شعر وشاعری۔

''قرآنِ حکیم'' کے عنوان کے تحت مؤلف نے پہلے اشعارِ اقبال بتوصیف قرآن نقل کیے ہیں اور توضیحی نوٹس دیے ہیں۔آخر میں انھوں نے ''اقبال نامہ'' اور ''ملفوظاتِ اقبال'' سے دو اقتباسات نقل کیے ہیں۔ان اقتباسات کے مطابق علامہ اقبال نے محمدی نسبت پیدا کرنے کے لیے کثرت سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے کی تلقین کی ہے۔انھوں نے بتایا ہے کہ قرآن حکیم کے مطابق علم کے چار ذرائع ہیں جن کی مسلمانوں نے تدوین کی اور دنیائے جدید اس باب میں ہمیشہ مسلمانوں کی منت کش رہے گی۔پہلا ذریعہ ''وحی'' ہے اور سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے۔دوسرا ذریعہ ''آثارِ قدیمہ وتاریخ''

ہے۔علم کا تیسرا ذریعہ ''علم النفس'' ہے۔ چوتھا ذریعہ صحیفہ فطرت (مطالعہ فطرت) ہے۔

''سیاسی نظام'' کے عنوان کے تحت مؤلف نے متعدد تاریخی حوالہ جات کے ذریعے واضح کیا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان کو ایک جمہوری اسلامی ملک بنانا چاہتے تھے۔ وہ میکاولی کے بے دین و بے اخلاق نظریۂ سیاست پر قائم ہونے والے مغرب کے سیکولر نظام حکومت کے حامی نہیں تھے۔

اس کتاب کا آخری عنوان ''شعر و شاعری'' ہے۔اس عنوان کے تحت مؤلف نے اقبال کے 'نظریہ ادب و فنونِ لطیفہ برائے زندگی' کے تحت لکھا ہے کہ صرف حیات افروز شعر و شاعری اور فنونِ لطیفہ ہی محمود ہیں۔

اس کتاب میں تصوف، ملائیت، معاشی نظام، سیاسی نظام اور سوشلزم کے عنوانات پر لکھتے وقت مؤلف کے قلم نے تیز تیروں اور نشتروں کا کام کیا ہے۔ انھوں نے اہلِ تصوف کی حمایت میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ ''ملائیت'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ ملاؤں کے مقاصد سفلی ہوتے ہیں۔ وہ ملوک و حکام کے جلد آلہ کار بن جاتے ہیں۔ مؤلف نے احادیثِ رسول ﷺ کی شرعی اور دستوری حیثیت کے بارے میں جو بحث کی ہے، وہ تشنہ ہے اور غلط فہمیاں پیدا کرسکتی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' میں معاشرے کے بے مفید و مضر دونوں عناصر جمع کیے گئے ہیں۔ اس میں علامہ اقبال کے افکار کے حوالے سے دیا گیا مواد مفید ہے۔ اس کی جمع آوری پر مصنف اور پبلشر دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (۲۷۲)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ علامہ اقبال نے معاشرے کے رہنما ارکان 'صوفی' اور 'ملا' دونوں پر تنقید کی ہے۔ انھوں نے اعلیٰ کردار کے حامل صوفیہ اور علمائے حق کی تعریف کی ہے اور ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے بے عمل، بدعمل، نام نہاد، جعلی صوفیہ اور علمائے سو کے کردار پر تنقید بھی کی ہے۔ ان کی تمام تقریروں و تحریروں اور گزارشات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصول مدنظر رکھ کر شخصیات اور ان کے کردار پر عادلانہ و منصفانہ تنقید کیا کرتے تھے۔ کسی بھی موضوع پر ان کی مختلف آرا کو اگر الگ الگ دیکھا جائے تو بعض جگہوں پر کسی تصور، نظریے یا طرزِ فکر کے کلی طور پر حمایتی یا مخالف نظر آتے ہیں جبکہ ان کی تمام آرا کا جائزہ لینے سے مختلف صورتِ حال کا ادراک ہوتا ہے۔ اُن کی اِن آرا کے جزوی مطالعے کے پیشِ نظر ان کی زندگی میں ہی انھیں تصوف مخالف، فاشسٹ اور سیکولر قرار دیا گیا مگر انھوں نے واضح الفاظ میں ان باتوں کی تردید کی کہ وہ کسی بھی 'ازم' کے قائل نہیں ہیں۔ وہ صرف ایک 'ازم' کے قائل ہیں اور وہ ہے ''اسلام ازم''۔ فکرِ اقبال کی رو سے دیکھا جائے تو زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کی ''تصوف'' کے بارے میں رائے اور تبصرہ مبہم ہے۔ انھوں نے کتاب '' اقبال اور اسلامی معاشرہ'' میں سے حوالہ جات کے بغیر اس کتاب کے موضوعات (جس میں ''تصوف'' کا موضوع بھی شامل ہے) پر حتمی رائے دی ہے جو کہ اصولِ تحقیق و تنقید کے مطابق نظر نہیں آتی۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''جیسا کہ پہلے اشارہ ہوا، مؤلف نے عمدہ توضیحی نوٹس سے تصورات اقبال اجاگر کیے ہیں۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر ان کی آراء افادی ہیں۔ البتہ تصوف، ملائیت، معاشی اور سیاسی نظامات اور سوشلزم کے عنوانات پر لکھتے وقت ان کے قلم نے تیز تیروں اور نشتروں کا کام کیا ہے۔ تصوف کے تصورات وحدت الوجود، صوفیا کی گوشہ نشین زندگیاں اور صوفیاء کے تصورات ظاہر و باطن کی مبالغہ آرائیاں ان کی زد میں آئیں۔۔۔۔۔۔'' (۲۷۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے تیز تیروں، نشتروں، مبالغہ آرائیوں کی وضاحت کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب میں سے کوئی حوالہ یا اقتباس نہیں دیا۔ اور بغیر واضح دلائل کے حتمی رائے دے دی ہے۔

کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' کے آخر میں حوالہ جات اور حواشی کے مفقود ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''....اس کتاب میں اشعار، مکاتیب اور ملفوظات وغیرہ کے ضروری حوالے اور منابع مذکور ہوتے تو محقق طلبہ اور عام قارئین فکر اقبال کو مزید توسیع دینے کے لیے کام کر سکتے تھے.... حوالے البتہ مؤلف کے ہاں مفقود ہیں یا متن میں ہی کہیں کہیں مذکور ہیں۔ مؤلف کی توضیحات برمحل اور جاندار ہیں۔ اس کے باوجود کتاب کے آخر میں فہرست وضاحت تک کا مذکور نہ ہونا افسوس ناک ہے..... ''(۲۷۴)

زیادہ تر دیگر مقالات و مضامین کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون کے آخر میں بھی حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔ انھوں نے اپنے مضمون میں زیرِ تبصرہ کتاب کے متن کے ساتھ ہی صفحات کے نمبر دیے ہیں اور مضمون کے آخر میں حوالہ جات و حواشی اور توضیحات نہیں دی ہیں۔ اپنے مضمون کے آخر میں انھوں نے بغیر حوالہ کے کلام اقبال اردو میں سے چار اشعار دیے ہیں۔ مضمون میں اس بات کا بھی ذکر نہیں ہے کہ یہ اشعار زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے ہیں یا ڈاکٹر محمد ریاض نے خود اپنے مضمون کے آخر پر دیے ہیں۔ تحقیق سے علم ہوا کہ چاروں اشعار ضربِ کلیم کے مختلف مقامات سے لیے گئے ہیں۔ کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق ان اشعار کا متن درست ہے۔ صرف تیسرے شعر میں لفظ ''گلستاں'' کی جگہ ''گلستان'' لکھا ہُوا ہے۔

کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق متن	مضمون میں دیا گیا شعر
افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں	افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستان
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز (۲۷۶)	بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغ سحر خیز (۲۷۵)

اس مضمون کے شروع میں دیے گئے دو جملے بھی بے ربط ہیں۔ لکھا ہُوا ہے:

> ''......علامہ اقبال نے اپنی پہلی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' میں فرد کی نشو و نما کا تصور پیش کیا۔ (۱۹۱۵ء) اور دوسری فارسی مثنوی رموز بیخودی (۱۹۱۸ء) میں معاشرے کی اصلاح و ترقی کا تفکر.... ''(۲۷۷)

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا تبصرہ جامع ہے۔ اس کی مدد سے زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات اور اس کے محاسن و معائب سے کافی حد تک آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

2۔اقبال اور سوشلزم

حکیم محمد سعید کی قائم کردہ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے تحت ہر ماہ کراچی، لاہور، راولپنڈی اور پشاور میں ''شام ہمدرد'' کے نام سے علمی محافل منعقد ہوتی تھیں جن میں دانشور اپنے خیالات پیش کرتے تھے۔''شام ہمدرد'' کی ایک تقریب میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نے ''اقبال اور سوشلزم'' کے عنوان پر انگریزی زبان میں ایک لیکچر دیا تھا۔زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور سوشلزم'' اس لیکچر کے اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون (تبصرے) میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نہایت باذوق شخصیت تھے۔وہ نہ صرف یہ کہ شعبۂ قانون کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہوئے بلکہ انھوں نے شعروادب اور تحقیق کے میدانوں میں بھی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ڈاکٹر سید عبداللہ کے مرتب کردہ مجموعے ''نذرِ رحمٰن'' مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم کی خدمات مندرج ہیں۔مرحوم نے مثنوی ''اسرارِ خودی'' کا مکمل اور ''زبورِ عجم'' کا جزوی منظوم اردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے علاوہ انھوں نے فکرِ اقبال پر عمدہ مقالے بھی پیش کیے۔

''اقبال اور سوشلزم'' میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نے تصانیفِ اقبال کے حوالے سے یہ بات واضح کی ہے کہ علامہ اقبال بحیثیتِ مجموعی اس تصورِ حیات (سوشلزم) کے مخالف تھے۔

اس کتابچے کے چار اجزا ہیں:

جزو اول سوشلزم اور اس کی اقسام کے بارے میں ہے۔یہ حصہ بڑا دقیق اور عمیق ہے۔مصنف نے مستند کتب کے حوالے سے سوشلزم کی اصطلاحات اور اس کی اقسام کو واضح کیا ہے (صفحہ ۹ تا ۳۶)۔دوسرے حصے میں اقبال کی اردو اور انگریزی نثری تحریروں کے حوالے سے سوشلزم کے تصور سے ان کی بیزاری واضح کی گئی ہے اور تیسرے حصے میں ان کی شاعری سے استشہاد کے ذریعے آخری حصہ خلاصۂ بحث ہے جو اس طرح آغاز پذیر ہوتا ہے: ''اشتراکی عقیدے اور تصوراتِ اقبال کے اس مختصر مطالعے کے بعد جو تصویر اُبھرتی ہے، اس میں اساسیات پر اتفاق کے بجائے اختلافی رنگ زیادہ ہے'' (صفحہ ۷۱)

''پیش لفظ'' میں فاضل مصنف نے بجا لکھا ہے کہ پاکستان ایسے اسلامی نظریۂ حیات پر قائم ہونے والے ملک میں ''سوشلزم'' کی کوئی اہمیت نہیں۔(۷۸)

مصنف (جسٹس ایس۔اے رحمان) لکھتے ہیں کہ اقبال کے اشعار میں چونکہ توصیف و تنقیص پہلو بہ پہلو موجود ہے جس سے عموماً عام قارئین غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں، اس لیے وہ شعری استنادات سے پہلے علامہ مرحوم کی سنجیدہ نثری تحریروں سے استشہاد کر رہے ہیں۔

علامہ اقبال نے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام ایک خط میں لکھا تھا: ''.....بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے۔'' ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان نے اس خط پر خوب تبصرہ کیا ہے۔

اپنے تبصرے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مجموعی طور پر یہ مختصر کتاب سراپا معلومات ہے اور فکرِ اقبال سے

دلچسپی رکھنے والے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔(۲۷۹)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اقبال اور سوشلزم'' کے مندرجات کے حوالے سے **تین اعتراضات** کیے ہیں۔ **پہلا اعتراض** ''اشاریہ'' کے نہ ہونے پر ہے اور ان کا یہ اعتراض عین درست ہے۔ **دوسرا اعتراض** اشتراکیت کے بارے میں فاضل مصنف (ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے۔رحمان) کی رائے پر ہے۔ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان لکھتے ہیں کہ اقبال نے اشتراکیت کے بہبودِ عامہ اور ملکیتِ زمین بحقِ حکومت کے اصولوں کی توصیف کی ہے کیونکہ یہ اصول اسلام کے تصورات سے اقرب ہیں، مگر اشتراکیت کا الحاد اور مادہ پرستی انھیں پسند نہ آسکتی تھی۔علامہ اقبال نے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام ایک خط میں لکھا تھا: ''.......بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے۔'' ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان نے اس خط پر خوب تبصرہ کیا اور بالشویزم (اشتراکیت) کی خوبیاں وخامیاں بیان کی ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض اس جملہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''اقبال کا منقولہ جملہ اب بھی توضیح طلب ہے۔راقم السطور جتنا غور کرے، اسے ''بالشویزم''، تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر بھی تقریباً اسلام کے مماثل نظر نہیں آتا۔دونوں میں بعد المشرقین والمغربین سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔(۲۸۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کے منقولہ بالا تبصرے سے یہ ابہام پیدا ہوتا ہے کہ علامہ اقبال اس بات کے قائل تھے کہ ''بالشویزم'' تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر تقریباً اسلام کے مماثل نظر آتا ہے۔گویا، علامہ اقبال ''بالشویزم'' کو کافی زیادہ تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس امر سے اختلاف کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ ''بالشویزم'' تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر بھی تقریباً اسلام کے مماثل نظر نہیں آتا۔دونوں میں بعد المشرقین والمغربین سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔اقبال کا منقولہ جملہ توضیح طلب ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو چاہیے تھا کہ توضیح طلب جملے کی وضاحت کر کے فکرِ اقبال کی درست ترجمانی کا حق ادا کرتے۔مگر انھوں نے بغیر کسی وضاحت کے علامہ اقبال سے اختلافِ رائے کا اظہار کرتے ہوئے مزید ابہام پیدا کر دیا۔''بالشویزم'' کے بارے میں فکرِ اقبال کی درست تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اس تحریک کا اجمالی جائزہ لے لیا جائے۔کارل مارکس ایک جرمن المانوی یہودی تھا۔وہ عرصہ سے انگلستان میں سکونت پذیر تھا۔اس نے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت (کارخانہ داری، سرمایہ داری اور جاگیرداری کے نظاموں) کا تنقیدی جائزہ لے کر علم معاشیات کی کتاب ''داس کاپیٹل''، لکھی جس میں اُس نے اس نظام کی خرابیاں بیان کیں۔اس کتاب نے دنیائے معاشیات میں تہلکہ مچا دیا اور عوام کی فکر کے دھارے بدل دیے۔اس کتاب میں کارل مارکس نے بالوضاحت واضح کرنے کی کوشش کی کہ کارخانہ داری' زمین داری اور سرمایہ داری' چوری اور ڈاکے کی اقسام ہیں۔ان کا مدار مزدوروں اور کسانوں کا خون چُوسنے پر ہے۔جدید صنعتی سرمایہ داری میں رفتہ رفتہ یہ ہوگا کہ سرمایہ صرف چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے گا اور باقی تمام خلقِ خدا پرولتاریہ بن جائے گی جو مطلقاً بے گھر اور بے زر ہوگی۔مزدوروں کا گروہ سرمایہ داروں کا محتاج اور بے بس ہوگا جو غلامی اور جاگیرداری کے زمانے میں بھی نہ تھا۔کارخانوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہزاروں اور لاکھوں مزدوروں کا اجتماع ہوگا جو محتاجی اور بے بسی کے اسفل السافلین کے درجے میں پہنچ کر متحد ہو کر آمادۂ بغاوت ہوگا۔شروع میں حکومتیں جو سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہوں گی ان کی سرکوبی کریں گی۔لیکن یہ سیلاب آخر کناروں کو توڑ ڈالے گا۔(۲۸۱)

علامہ اقبال نے سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کے بارے میں کارل مارکس کے افکار کو پسند کیا اور ان سے اتفاق کیا۔

کارل مارکس فرسودہ نظامِ حیات (سرمایہ دارانہ نظام) کی موت کا آرزومند اور جہانِ نو کی تعمیر کا خواہشمند تھا۔ علامہ اقبال نے اس کی انقلابی سوچ کو بنظرِ تحسین دیکھتے ہوئے، اس کا اچھے الفاظ سے ذکر کیا۔ اسے بغیر کتاب کے پیغمبر تسلیم کیا اور لکھا کہ وہ ایسا پیغمبر ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجنا ضروری اور مناسب خیال نہیں کیا۔ وہ ایسا نابغۂ روزگار ہے جس کا دماغ کافر اور دل مومن ہے۔ وہ کلیم بے تجلی اور مسیح بے صلیب ہے۔ وہ حق شناس مصلح اور ریفارمر ہے۔ اس کی کتاب (داس کاپیٹل) علم معاشیات میں صحیفے کا درج رکھتی ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

وہ کلیمِ بے تجلی وہ مسیحِ بے صلیب　　نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز　　مشرق ومغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب (۲۸۲)

علامہ اقبال نے اشتراکیت کی اس کوشش کو مستحسن خیال کیا کہ اس نے مزدوروں کو سرمایہ داروں کے استحصال سے نجات دلانے کے لیے اور ان کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لیے ''باطل فکر و عمل'' کی نفی کرتے ہوئے نعرۂ 'لا' بلند کیا۔ مگر ساتھ ہی انھوں نے اس نظام کی خرابیوں کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اس نظام کے حامیوں نے ''لا الہ'' کا نعرہ تو بلند کیا مگر ''الا اللہ'' کے نظامِ مساوات، نظامِ اخوت اور نظامِ توحید کو نہیں اپنایا۔ انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت، الحاد اور مادیت کی علم مبردار یہ تحریک انسانیت کے لیے فلاح و بہبود کا باعث نہیں بنے گی۔ اشتراکیت کے مثبت پہلوؤں کی تائید اور منفی پہلوؤں کی تردید میں علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

صاحبِ سرمایہ از نسل خلیل!　　یعنی آں پیغمبرِ بے جبرئیل!

زانکہ حق و باطلِ او مضمراست　　قلبِ او مومن دماغش کافرست

غربیاں گم کردہ اند افلاک را　　در شکم جویند جانِ پاک را

رنگ و بو از تن نگیرد جانِ پاک　　جز بہ تن کارے ندارد اشتراک

دینِ آں پیغمبرِ حق ناشناس　　بر مساواتِ شکم دارد اساس

تااخوّت را مقام اندر دل است　　بیخ او در دل نہ در آب و گل است (۲۸۳)

؎ نکتہ اے می گویم از مردانِ حال　　اُمّتاں را لاجلال اِلاَّ جمال

ہر دو تقدیرِ جہانِ کاف و نون　　حرکت از لا زاید از اِلاَّ سکون

در جہاں آغازِ کار از حرفِ لاست　　ایں نخستیں منزلِ مردِ خداست

ملتے کز سوزِ او یک دم تپید　　از گلِ خود خویش را باز آفرید

پیشِ غیرُ اللہ لا گفتن حیات　　تازہ از ہنگامۂ اُو کائنات

بندہ را باخواجہ خواہی در ستیز؟　　تخم لا در مشتِ خاکِ او بریز

ہرقبائے کُہنہ چاک از دستِ اُو　　قیصر و کسریٰ ہلاک از دستِ اُو (۲۸۴)

؎ ہم چناں بینی کہ در دورِ فرنگ　　بندگی با خواجگی آمد بجنگ

روس را قلب و جگر گردیدہ خوں — از ضمیرش حرفِ لا آمد بروں
آں نظامِ کہنہ را برہم زدست — تیز نیشے بر رگِ عالم زدست
کردہ ام اندر مقاماتش نگہ — لاسلاطین، لاکلیسا، لا الٰہ (۲۸۵)

علامہ اقبال نے اشتراکیت کے حامیوں کو دعوت دی کہ وہ نفی سے اثبات کی طرف اور "لا" سے "الا" کی طرف آئیں۔ ساتھ ہی ان خیالات کا ظہار بھی کیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اشتراکیت کے حامی روحانیت سے نابلد اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔

علامہ اقبال نے اشتراکیت اور ملوکیت دونوں کو نشانۂ ہدف بنایا کیونکہ ان کے نزدیک اشتراکیت اور ملوکیت دونوں ہی روح کی دشمن اور خدا کی منکر ہیں۔ اشتراکیت تشدّد کے ذریعے اقتدار حاصل کرتی ہے اور ملوکیت محکوموں کے بل بوتے پر عیش و عشرت کا سامان فراہم کرتی ہے۔

ے ہر دو را جاں ناصبور و ناشکیب — ہر دو یزداں ناشناس آدم فریب
زندگی ایں را خروج آں را خراج — درمیانِ ایں دو سنگ آدم زجاج
ایں بہ علم و دین و فن آرد شکست — آں بُرد جاں را ز تن ناں را ز دست
غرق دیدم ہر دو را در آب و گل — ہر دو را تن روشن و تاریک دل (۲۸۶)

ے زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا — طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی (۲۸۷)

علامہ اقبال کی زندگی میں ہی بعض اشتراکیوں نے اقبال کو اشتراکی بلکہ "زمیندار" لاہور کے مدیر شمس الدین حسن نے اپنے (۲۳ جون ۱۹۲۳ء کے) ایک مضمون میں اقبال کو اشتراکیت کا مبلّغِ اعلیٰ قرار دیا۔ اسی دن علامہ اقبال نے مدیر "زمیندار" کے نام ایک مفصل تردیدی خط تحریر کیا۔ اس خط کا متن یہ تھا:

> "میں نے اپنے ایک دوست سے سنا ہے کہ آپ کے مؤقر اخبار میں کسی صاحب نے مجھے کمیونسٹ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے علم ہے کہ کمیونسٹ ہونا اسلام سے منحرف ہونے کے مترادف ہے۔ مجھے افسوس ہے اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس امر کی تردید کروں۔ خدا کے فضل و کرم سے میں مسلمان ہوں اور مجھے یقین ہے کہ انسان کی جملہ معاشی بُرائیوں کا حل قرآن مجید میں موجود ہے۔ میرا یہ یقین پختہ بنیاد پر ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ جب بھی سرمایہ دارانہ نظام اپنی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اسی وقت وہ دنیا کے لیے لعنت اور مصیبت بن جاتا ہے لیکن انسانیت کو اس کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے کا یہ علاج نہیں کہ اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے جیسا کہ بالشویک نے تجویز پیش کی ہے۔
>
> قرآن مجید نے وراثتی قانون پیش کیا ہے اور زکوٰۃ کا طریقہ بتایا ہے جو فرض ہے۔ وراثت اور زکوٰۃ سے اس کا زور نہ صرف کم ہو جاتا ہے بلکہ محدود ہو جاتا ہے۔" (۲۸۸)

علامہ اقبال نے اپنے کلام کے علاوہ مکتوبات میں بھی وضاحت کی کہ اشتراکی خیالات رکھنا ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ ان کے نزدیک فاشزم، کمیونزم یا زمانہ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر سید اختر جعفری اشتراکی نظامِ معیشت کے بارے میں "فکرِ اقبال" کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...... حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال نہ تو اشتراکی تھے اور نہ ہی کارل مارکس کے نظریات سے کلی طور پر متفق تھے۔ ان کے جملہ معاشی نظریات کی اساس اسلامی نظامِ معیشت پر قائم ہے۔ وہ کارل مارکس کے صرف ان نظریات سے اتفاق رکھتے تھے جو اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتے تھے چنانچہ اس تطابق سے ان پر اشتراکی ہونے کا الزام لگانا سراسر ناانصافی اور ان کی شہرت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے خطوط اور اشعار میں جابجا اشتراکیت کی نفی کی ہے اور بتایا ہے کہ اشتراکی نظامِ معیشت میں مزدوروں کی شکم پری کا اہتمام تو ضرور ہے مگر ان کے جسم روح سے خالی ہو جاتے ہیں۔ انھیں مطلق العنان کے سامنے زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ سٹالن کے زمانے میں ایسے ہزاروں افراد کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا جو برملا مافی الضمیر بیان کرتے تھے۔ گویا اشتراکیت میں مطلق العنان حکومت کے سامنے فرد کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے اور حکومت کے فیصلے ہی غلط اور صحیح کا معیار قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ اشتراکیت کا صرف مادیت سے سروکار ہے، روح کی بالیدگی سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔(۲۸۹)

اس ضمن میں ڈاکٹر معین الدین عقیل لکھتے ہیں:

''اقبال کے خیال میں روسی اشتراکیت یورپ کی ناعاقبت اندیش (عاقبت نااندیش) اور خود غرضانہ سرمایہ داری کے خلاف ایک ردِ عمل تھی، لیکن ان کے نزدیک مغرب کی سرمایہ داری اور روسی اشتراکیت دونوں افراط و تفریق کا نتیجہ تھیں۔ اعتدال کی راہ وہی ہے، جو قرآن نے ہم کو بتائی ہے۔ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ سرمایہ داری کی بنا پر ایک جماعت دوسری جماعت کو مغلوب نہ کر سکے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہی راہ آسان اور قابلِ عمل ہے جس کا انکشاف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اسلام سرمایہ کی قوت کو معاشی نظام سے خارج نہیں کرتا بلکہ فطرت انسانی کا لحاظ کرتے ہوئے اسے قائم رکھتا ہے اور ایک ایسا معاشی نظام تجویز کرتا ہے، جس پر عمل پیرا ہونے سے یہ قوت کبھی اپنی مناسب حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی۔''(۲۹۰)

اشتراکیت کے بارے میں علامہ اقبال کے مذکورہ بالا افکار کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ اقبال کے ایک خط میں منقول ان کے ایک جملے ''...... بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے'' کا اگر اس کے سیاق و سباق سے الگ کر کے جائزہ لیا جائے تو اس سے اشتراکیت کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار کی درست تفہیم حاصل نہیں ہوتی۔ فکرِ اقبال کی درست ترجمانی کے لیے ضروری ہے کہ ان کے افکار کا کلی جائزہ لے کر، واضح طور پر ترجمانی کا حق ادا کیا جائے۔ ان کے افکار کا جزوی جائزہ پیش کرنے سے ان کے افکار کے بارے میں کئی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں جنھیں سلجھانا عام قاری کے بس کی بات نہیں ہے۔

زیرِ تبصرہ کتابچے کے مندرجات پر **ڈاکٹر محمد ریاض کا تیسرا اعتراض** یہ ہے کہ فاضل مصنف ''ڈاکٹر ایس۔ اے رحمان نے علامہ اقبال کے ایک شعر کا مفہوم صحیح طور پر بیان نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''مصنف مرحوم تراکیبِ اقبال کے خوب جاذب تھے۔ ''پیش لفظ'' میں لکھتے ہیں: کتابِ دل کی طرح سوشلزم کی بھی بہت سی تعبیریں ہوتی ہیں......'' ''کتابِ دل'، کی تراکیب کو اقبال نے مرزا داغ کے مرثیے میں یوں استعمال کیا تھا:

لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت ہوں گی اے خوابِ جوانی تیری تعبیریں بہت

کتاب کے متن میں بھی انھوں نے لفظیاتِ اقبال کی ترجمانی و تبیین کی مگر کہیں کہیں ابہام اور نارسائی بیان کارفرما نظر آتی ہے، مثلاً یہ عبارت: ''ملوکیت اور اشتراکیت..... ایک کے لیے زندگی خروج اور دوسری کے لیے خراج ہے'' (صفحہ ۶۴)۔ مصنف یہاں اقبال کے اس شعر کی طرف متوجہ ہیں جو ''جاوید نامہ'' (فلکِ عطارد) میں ہے:

زندگی این را خروج آن را خراج درمیانِ این دو سنگ آدم زجاج

مگر یہ خروج اور خراج کیا ہیں؟ میرے خیال میں دوسرا لفظ ''اخراج'' ہوسکتا ہے جو خروج کا مترادف ہے۔ اقبال کا منشا یہ ہے کہ ملوکیت اور اشتراکیت نام کے نظامات میں خودی کے پنپنے کے سامان مفقود ہیں۔''(۲۹۱)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ علامہ اقبال نے ملوکیت اور اشتراکیت دونوں کو انسان دشمن نظریات قرار دیا ہے۔ ان سے نہ انفرادی خودی کی نشو ونما ہوتی ہے اور نہ ہی اجتماعی خودی (سماجی خودی) نشو ونما اور بقا پاتی ہے۔ تاہم زیرِ تبصرہ شعر کے الفاظ ''خروج'' اور ''خراج'' کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خاطر خواہ وضاحت نہ دے کر ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے رحمان کا مبینہ پیدا کردہ ابہام دور نہیں کیا۔ علمی، ادبی اور اخلاقی لحاظ سے ان کی ذمہ داری تھی کہ اگر انھوں نے اعتراض کیا ہے تو پھر اس ابہام کو دور بھی کریں، نہ کہ ابہام کو ابہام ہی رہنے دیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں الفاظ (خروج اور خراج) کا مفہوم بیان کر کے شعر کا مطلب واضح نہیں کیا ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں لفظ ''خروج'' کا مطلب ہے اعلانِ جنگ، بغاوت۔ اس سے مراد اشتراکیت کے حامی مزدوروں کا سرمایہ داروں کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ ''خراج'' کا لفظی مطلب ''ٹیکس'' ہے۔ اس سے مراد وہ محصولات اور وصولیاں ہیں جو حکمران اور سرمایہ دار طبقہ مختلف حیلوں بہانوں سے مزدور طبقے سے وصول کرتا ہے۔ ''زجاج'' سے مراد ''شیشہ'' ہے۔(۲۹۲)

شعر کا مطلب:۔ اشتراکیت کے لیے زندگی بغاوت کا نام ہے اور سرمایہ داری کا دارمدار ٹیکسوں (خراج) پر ہے۔ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان آدم (انسان) شیشے کی طرح پس رہا ہے۔(۲۹۳)

مراد یہ ہے کہ اشتراکیت کا بنیادی مقصد جدو جہد اور کوشش کر کے ملوکیت اور سرمایہ دارانہ نظام سے چھٹکارا پانا ہے۔ اشتراکیت نے مذہب کے خلاف بھی علمِ بغاوت بلند کر دیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اشتراکیت نے بھی عوام الناس کا سماجی و معاشی استحصال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لیے سرمایہ دارانہ نظام و ملوکیت اور اشتراکیت کا بنیادی مقصد مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کو لوٹنا ہے۔ دونوں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عوام الناس پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں۔ لوگ ان دونوں طبقات کے طاقتور، اختیار رکھنے والے افراد کے ظلم و ستم کا شکار ہو رہے ہیں اور ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

3۔اقبال ایک تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیر تبصرہ مضمون مجلّہ اقبالیات (اقبال ریویو) کی جلد ۲۹،شمارہ۳،اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء کے صفحہ نمبر ۲۰۵ تا ۲۰۹ پر شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی ۲۴۸صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال۔ ایک تحقیقی مطالعہ''،مطبوعہ از یونیورسل بکس،اردو بازار، لاہور پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے اور یہ سات تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے۔اس کا آخری مقالہ ''علم الاقتصاد'' پر ہے۔اس مضمون میں کتاب کے سنِ اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔راقم (مقالہ نگار) کے سامنے اسی کتاب کا اقبال اکادمی پاکستان کا ۱۹۹۶ء کا مطبوعہ ایڈیشن ہے۔اس ایڈیشن میں اس کے ۱۹۸۸ء میں طبع ہونے والے باراول کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔جبکہ باردوم،مطبوعہ ۱۹۹۶ء کے ساتھ ''اکادمی ایڈیشن'' درج ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یونیورسل بکس سے اس کی کتاب کا باراول ۱۹۸۸ء میں طبع ہوا تھا۔باردوم ۲۱۰صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مقالہ ''علم الاقتصاد'' شامل نہیں ہے۔اس ایڈیشن میں اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ تحقیقی مقالہ ''علم الاقتصاد'' شاملِ کتاب کیوں نہیں کیا گیا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میں اردو ادب اور اقبال شناسی کے مشہور ومعروف محقق جناب پروفیسر ڈاکٹر حسن اختر کے مقالات بڑی دلچسپی سے پڑھتا رہا ہوں۔میں ان کی چار کتابیں؛ ''اطرافِ اقبال''، ''دائرۃ المعارفِ اقبال''، ''اقبال اور نئی نسل'' اور ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' بھی پڑھ چکا ہوں۔ملک صاحب تحقیق کے تقاضوں سے آگاہ ہیں اور ان کی تحریر میں کافی پختگی اور جامعیت ہے۔

ان کی زیر تبصرہ کتاب ''اقبال۔ایک تحقیقی مطالعہ'' ان کے درج ذیل سات طویل اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے:

طالب علم اقبال	اقبال کا سلسلہ ملازمت	اقبال اور پنجاب یونیورسٹی
اقبال اور درسی کتابیں	اقبال اور عزیز احمد	اقبال اور کونسل آف سٹیٹ
علم الاقتصاد		

مندرجہ بالا سات مقالوں میں سے صرف ''علم الاقتصاد'' ایک نیا مضمون ہے جو اس کتاب میں پہلی بار شامل ہوا ہے۔باقی مضامین مختلف تحقیقی مجلّات میں شائع ہو کر خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس مجموعے میں کئی نئی باتیں ملتی ہیں اور کئی پہلے سے مشہور باتوں کی اصلاح کی گئی ہے۔مثلاً علامہ اقبال کی کئی اسناد پہلی بار عکس کی صورت میں شامل ہوئی ہیں۔اقبال کے سلسلۂ ملازمت کے بارے میں کچھ باتیں لوگوں نے یونہی مشہور کر رکھی ہیں۔مصنف نے ان کی نشاندہی اور اصلاح کر دی ہے۔درسی کتابوں کے سلسلے میں جن دو تین حضرات نے لکھا ہے، ملک صاحب نے ان کی تحقیقات پر اضافہ کیا ہے۔اپنے مضمون ''اقبال اور پنجاب یونیورسٹی'' میں انھوں نے پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ علامہ اقبال کے تعلق کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔انھوں نے اقبال اور عزیز احمد مرحوم کے افکار پر سیر حاصل بحث کی ہے۔اردو نثر میں علامہ اقبال کی پہلی تصنیف ''علم الاقتصاد'' کے سلسلے میں انھوں نے تصحیح کی ہے کہ یہ کتاب انگریزی کی کسی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ معروف کتابوں سے ماخوذ ہے اور مصنف نے کہیں کہیں اپنی رائے کا اظہار بھی

کیا ہے۔ ملک صاحب کی تحقیقات کے مطابق اقبال نے ایف اے واکر کی ''پولیٹیکل اکانومی'' اور الفریڈ مارشل کی کتاب ''پرنسپلز آف اکنامکس'' کو پیش نظر رکھا ہے۔ دونوں کتابوں کے بعض حصوں کو علامہ مرحوم نے پورے کا پورا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ''مالتھس کا نظریۂ آبادی'' اقبال نے ماہر معاشیات و عمرانیات کی کتاب سے نہیں بلکہ ایف اے واکر کی کتاب سے بالواسطہ طور پر حاصل کیا ہے۔ یہ کتابیں اقبال کے ذاتی مجموعۂ کتب میں موجود رہی ہیں۔ مالتھس کے نظریۂ آبادی کا انعکاس ''علم الاقتصاد'' کے علاوہ علامہ اقبال کے اس دور کے لکھے گئے کئی مقالوں میں بھی موجود ہے۔ مثلاً ''قومی زندگی'' (۱۹۰۴ء)، ''اسلام بطور اخلاقی اور سیاسی نظریہ'' (۱۹۰۹ء) اور ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظریہ'' (۱۹۱۰ء)۔ اس نظریے کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی علاقے کی آبادی بہت بڑھ جاتی ہے اور لوگوں کے خورد و نوش اور دیگر سہولتوں کا بندوبست کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو قانونِ قدرت اس صورت حال کا خود بندوبست کرتی ہے اور وباؤں اور سیلابوں سے فاضل آبادی کا صفایا کر دیا کرتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر نے اپنے ان مقالات میں بنیادی مآخذ (دستاویزات، اصل متون، وغیرہ) کی عکسی نقول بھی دی ہیں۔ تحقیقی نقطۂ نگاہ سے زیرِ تبصرہ کتاب بہت قدر و قیمت کی حامل ہے۔ ہمارے ہاں صحیح تحقیق کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ ہمارے ہاں بیشتر تحقیق قیاسی ہے۔ علامہ اقبال نے جس ذوقِ تحقیق کا ذکر کیا ہے، وہ اب نظر نہیں آتا۔ (۲۹۴)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے اس تبصرے سے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی تصنیف و تالیف ''اقبال۔ ایک تحقیقی مطالعہ'' کے بارے میں کافی حد تک معلومات فراہم ہوگئی ہیں اور اس کتاب کے اعلیٰ تحقیقی معیار کی بدولت اس کی قدر و قیمت بھی واضح ہوگئی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب سات تحقیقی مقالوں پر مشتمل ہے۔ تبصرے میں مقالے ''اقبال اور کونسل آف سٹیٹ'' پر کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے۔ چار مقالوں ''طالب علم اقبال''، ''اقبال کا سلسلۂ ملازمت''، ''اقبال اور پنجاب یونیورسٹی'' اور ''اقبال اور درسی کتابیں'' پر برائے نام سا تبصرہ تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ ''علم الاقتصاد'' پر لکھا گیا تبصرہ واضح اور تسلی بخش ہے۔

کتاب ''علم الاقتصاد'' کے مقدمے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں:

> ''...... یہ کتاب کسی خاص انگریزی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس کے مضامین مختلف مشہور اور مستند کتب سے اخذ کیے گئے ہیں اور بعض جگہ میں نے اپنی ذاتی رائے کا بھی اظہار کیا ہے مگر صرف اس صورت میں جہاں مجھے اپنی رائے کی صحت پر پورا اعتماد تھا..... (۲۹۵)

ممتاز حسین لکھتے ہیں:

> ''خود اقبال نے مجھ سے بیان کیا کہ کیمبرج کے زمانے میں انھیں وقتاً فوقتاً یہ احساس ہوتا تھا کہ فلسفے میں ان کا انہماک ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا ہے چنانچہ اس احساس کے پیش نظر وہ کیمبرج کی دانش گاہ میں گاہے گاہے اقتصادیات کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے تاکہ اپنی شخصیت میں توازن قائم رکھ سکیں''۔ (۲۹۶)

مندرجہ بالا اقتباسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کے مقالے ''علم الاقتصاد'' کا مطالعہ کریں تو اس ضمن میں ان کی تحقیقات درست معلوم ہوتی ہیں۔

مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' پر کیا گیا تبصرہ مبہم ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''اقبال، نئی تشکیل'' اور کئی دوسرے اردو اور انگریزی مقالوں کے مصنف عزیز احمد مرحوم اور علامہ اقبال کے افکار کا قرب وبُعد معروف ہے، اس پر کہاں تک لکھا جائے۔ کتاب کے صفحہ ۲۲۵ پر مصنف نے حصہ' مضمون میں ''اقبال اور پاکستانی ادب'' کے عنوان سے ایک مضمون کی اس مجموعے میں اصلاح کر لی ہے۔ اگلے صفحہ پر ابوسعادت جلیلی کے مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' کے بارے میں ایک بار مجھے لکھا تھا کہ یہ جناب ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی کا ہے۔ البتہ صفحہ ۲۲۶ میں انھوں نے عزیز احمد کے دو نئے مضامین کا ان سے انتساب کیا ہے یعنی ''اقبال اپنی رباعیات کی روشنی میں'' اور ''اقبال کی شاعری کا پہلا دور'' وہ عزیز احمد کے مضامین میں شامل ہو کر راقم کی نظر سے نہیں گزرے۔ بہر حال عزیز احمد تجدید ہی کے نہیں تجدّد کے بھی قائل تھے اور علامہ کے جن افکار سے وہ اپنے مقاصد کے لیے استفادہ کر سکتے تھے، کیا نیز انھوں نے نہایت دقتِ نظر سے مطالعۂ اقبال کیا تھا۔ (۲۹۷)

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ ''اقبال، نئی تشکیل'' اور کئی دوسرے اردو انگریزی مقالوں کے مصنف عزیز احمد مرحوم علامہ اقبال کے بعض افکار سے متفق نہیں تھے۔

۲۔ انھوں نے نہایت دقتِ نظر سے مطالعہ اقبال کیا تھا۔

۳۔ ''عزیز احمد تجدید ہی کے نہیں تجدّد کے بھی قائل تھے اور علامہ کے جن افکار سے وہ اپنے مقاصد کے لیے استفادہ کر سکتے تھے، کیا''۔ اس جملے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ عزیز احمد نے تاویل و توضیح کے ذریعے فکرِ اقبال کی آڑ میں اپنے افکار کی تعلیم دی یا کچھ مقاصد حاصل کیے (جو کہ جائز بھی ہو سکتے ہیں اور ناجائز بھی)۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون میں سے دیے گئے مندرجہ بالا اقتباس کی تفہیم کے لیے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی زیرِ تبصرہ کتاب سے ان کے مقالے ''اقبال اور عزیز احمد'' کا مطالعہ کیا گیا تو بالکل مختلف امور سامنے آئے اور واضح ہوا کہ مندرجہ بالا زیرِ تبصرہ اقتباس میں دی گئی عبارت بے ربط جملوں پر مشتمل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی کتاب میں مندرجہ عبارت کے مطابق حقیقی صورت حال کچھ یوں ہے:

''عزیز احمد نے علامہ اقبال پر اپنی کتاب ''اقبال۔ نئی تشکیل'' کے بعد بھی مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے اردو مضامین کو طاہر تونسوی نے ''اقبال اور پاکستانی ادب'' کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔ اقبال اور پاکستانی ادب
۲۔ اقبال کی شاعری میں حسن و عشق کا عنصر
۳۔ اقبال کا ردکردہ کلام
۴۔ کلاسیکی نظریات پر اقبال کی تنقید
۵۔ اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ
۶۔ اقبال کا نظریۂ فن
۷۔ کلام اقبال میں خونِ جگر کی اصطلاح

اس کتاب کے مرتب سے ایک تعجب انگیز بات یہ ہوئی کہ اس نے ایک مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' بھی اس کتاب

میں شامل کر دیا حال آنکہ یہ مضمون عزیز احمد کی تخلیق نہ تھا۔ یہ مضمون کتاب کے صفحہ ۵۶ سے ۶۱ تک پھیلا ہوا ہے۔ دراصل یہ مضمون ماہ نو کے شمارہ اپریل ۱۹۶۳ء میں غلط فہمی کی بنا پر عزیز احمد کے نام منسوب ہو گیا تھا، مگر ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس غلطی کا ازالہ کرتے ہوئے اصل مصنف جناب محمد شمس الدین صدیقی کے نام کی صراحت کر دی گئی تھی۔ (۲۹۸)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کتاب ''اقبال اور پاکستانی ادب'' عزیز احمد کے اردو مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں سات مضامین شامل ہیں جن میں سے پہلے مضمون کا عنوان ''اقبال اور پاکستانی ادب'' ہے اور یہی عنوان کتاب کو بھی دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شامل مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' دراصل عزیز احمد کا نہیں تھا بلکہ محمد شمس الدین صدیقی کا لکھا ہوا تھا جس کی بعد میں صراحت کر دی گئی تھی۔

اس طرح پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر، عزیز احمد سے غلط طور پر منسوب ایک اور مضمون کے بارے میں بطور وضاحت تحریر کرتے ہیں:

عزیز احمد کے دو اور مضامین کی نشاندہی ابو سعادت جلیلی صاحب نے راقم کے نام خط مؤرخہ ۸ مارچ ۸۴ء میں کی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) اقبال اپنی رباعیات کی روشنی میں (۲) اقبال کی شاعری کا پہلا دور۔ پیش لفظ میں یہ حیران کن بات بھی لکھی گئی ہے کہ ''مضامین کے مصنف عزیز احمد صاحب کا بھی خصوصی شکریہ مجھ پر واجب ہے کہ انھوں نے ان مضامین کی بطور کتاب اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی''۔

تعجب ہے کہ عزیز احمد نے ایک ایسے مضمون کی اشاعت کی اجازت کس طرح دے دی جو اُن کی تصنیف نہیں ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر مرتب کے یہ جملے شک و شبہ سے بالا نہیں ہیں۔ (۲۹۹)

اپنے مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر نے فکر اقبال سے عزیز احمد کے اتفاق اور اختلاف کی مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد اپنی حتمی رائے میں ان کی تحریروں کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ عزیز احمد نے علامہ اقبال کے افکار کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اسلام کی فکری تاریخ میں ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے چنانچہ علامہ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں ان کی تحریروں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (۳۰۰)

پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات کے مطالعے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون (تبصرہ) کے زیرِ بحث اقتباس کا مطالعہ کریں تو اس کے ابہام میں شک نہیں رہتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی نہ صرف مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' کے بارے میں بلکہ عزیز احمد کے بارے میں بھی رائے غیر واضح اور مبہم ہے۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے تین اردو اور نو فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے ہیں۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی نہیں دیا گیا۔ اردو اشعار ''بانگِ درا'' اور ''بالِ جبریل'' سے ہیں جبکہ تمام فارسی اشعار ''جاوید نامہ'' سے ہیں۔ کلیاتِ اقبال اردو اور فارسی کے مطابق سوائے ایک شعر کے، باقی تمام اشعار کا متن درست ہے۔ جس شعر کا متن درست نہیں ہے اس میں لفظ ''خلوت'' کی جگہ پر ''جلوت'' لکھا گیا ہے۔ وہ شعر درج ذیل ہے:

مضمون میں دیا گیا شعر	کلیاتِ اقبال فارسی کے مطابق درست شعر
حفظِ ہر نقش آفریں از خلوت است	حفظِ ہر نقش آفریں از خلوت است

خاتمِ او را نگیں از جلوت است (۳۰۱) خاتمِ او را نگیں از خلوت است (۳۰۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے اختتام پر تخلیق و تحقیق کے موضوع سے متعلقہ جاوید نامہ (صفحہ ۶۵۸/۷۰) سے جو اشعار دیے ہیں وہ زیرِ تبصرہ کتاب اور مضمون کی مناسبت سے نہایت غور طلب ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی تحقیقات پر مبنی زیرِ تبصرہ کتاب اور ان کی دیگر تصانیف کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

4۔ اقبال، ایک مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون ان کے مجموعہ مضامین کی کتاب ''آفاق اقبال'' میں شامل ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کیا ہے۔ یہ کتاب جولائی ۱۹۷۹ء میں بھارت میں شائع ہوئی تھی۔
تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض، کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب مندرجہ ذیل سات عنوانات پر مشتمل ہے:

۱۔ دانتے اور اقبال
۲۔ اقبال کی پانچ نظمیں (خضرِ راہ، طلوعِ اسلام، ذوق وشوق، مسجد قرطبہ، ساقی نامہ)
۳۔ اقبال کی فارسی نظمیں (یعنی فارسی مثنویاں اور بعض قطعات)
۴۔ اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں
۵۔ اقبال کی آٹھ مختصر نظمیں
۶۔ شاہین اور The Wind Hover
۷۔ اقبال اور ملٹن (بحوالہ ابلیس وشیطان)

اپنی اس کتاب میں کلیم الدین احمد نے کلام اقبال کے فکری محاسن کے بجائے اس کے فنی محاسن کا جائزہ لیا ہے۔ انھوں نے فنی لحاظ سے کلام اقبال کا مغربی شاعروں کے کلام سے موازنہ کیا ہے اور اس میں موجود اخلاقی پند ونصائح، داستان نویسی اور تکرارِ مضامین کو سخن گوئی کی خامیاں قرار دیتے ہوئے ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ کہیں انھوں نے بے جا طوالت کا شکوہ کیا ہے تو کہیں بے جا اختصار کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے اردو وفارسی زبانوں کے اصولِ تنقید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور خود ساختہ اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے قولِ فیصل صادر کیا ہے کہ اقبال عالمی سطح کے شاعر نہیں ہیں۔ (۳۰۳)

دانتے اور اقبال (ص ۹ تا ۱۴۸):۔ اس مقالے میں کلیم الدین احمد نے ''ڈیوائن کامیڈی'' اور ''جاوید نامہ'' کا موازنہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے ''ڈیوائن کامیڈی'' کے اطالوی متن کے ساتھ منثور اردو ترجمہ اور ''جاوید نامہ'' کے فارسی متن کے ساتھ منظوم اردو ترجمہ دیا ہے۔ انھوں نے ''ڈیوائن کامیڈی'' کا مفصل تعارف کرایا ہے اور اس کی منظر کشی کے نمونوں سے استشہاد کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''جاوید نامہ'' کا ادھورا سا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''جاوید نامہ'' میں ''ڈیوائن کامیڈی'' کی سی منظر کشی نظر نہیں آتی۔ اس میں المیہ یا طربیہ قصوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ''ڈیوائن کامیڈی'' کے سامنے ''جاوید نامہ'' ایک مفلس کا چراغ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بہت سے حصے زائد محسوس ہوتے ہیں۔ انھیں حذف کر دینا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال کے جاوید نامے اور دانتے کی ڈیوائن کامیڈی میں ظاہری اسلوبِ بیان کے علاوہ اور کوئی عنصر مشترک نہیں۔ دانتے اور اقبال کے شعری مقاصد مختلف ہیں۔ اقبال کو عشق مجازی کا عارضہ ہے نہ بے مقصد منظر کشی کی ضرورت ہے۔ ان کی نظر بلند ہے۔ وہ انسانی زندگی کے ارتقا

کی طرف متوجہ تھے۔ تقدیرِ امم ان کا خاص مبحث تھا۔ اگر ان کی شاعری میں غیر ضروری منظر کشی اور بے جا تفصیلات نہیں پائی جاتیں تو اسے خامی نہیں بلکہ خوبی قرار دیا جائے گا۔(۳۰۴)

اقبال کی پانچ نظمیں (خضرِ راہ، طلوعِ اسلام، ذوق و شوق، مسجد قرطبہ اور ساقی نامہ): ۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا پانچوں نظمیں اقبال کی اہم طویل تر نظموں میں سے ہیں۔ کلیم الدین احمد نے ''ساقی نامہ'' کو تو پسند کیا ہے مگر دیگر چاروں نظموں پر بھرپور تنقید کی ہے۔

''خضرِ راہ'' کے پہلے چار اشعار، نقاد (کلیم الدین احمد) کو پسند ہیں۔ باقی اشعار میں انھیں شعریت کی کمی اور خیالات کی تکرار محسوس ہوتی ہے۔ سید سلمان ندوی مرحوم نے بھی اس نظم میں جوش و روانی کی کمی بتائی تھی۔ اقبال نے وضاحت کی تھی کہ خضر علیہ السلام کے مزاج و کردار کی مناسبت سے انھوں نے دانستہ طور پر یہ اسلوب اختیار کیا تھا۔

''طلوعِ اسلام'' پر کلیم الدین احمد اعتراض کرتے ہیں کہ نظم کے بندوں میں ربط نہیں۔ جوشِ بیان نے شعریت کم کر دی ہے۔ اس نظم میں مصطفیٰ کمال کی تعریف ہے جبکہ جاوید نامہ وغیرہم میں ان پر انتقاد ملتے ہیں۔ 'طلوعِ اسلام'' میں انھیں آخری فارسی بند پسند آیا اور وہ بھی آدھا۔ ایک دو جگہ انھیں اقبال کا لہجہ خطیبانہ ہی نہیں رہبرانہ بھی نظر آیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض ''طلوعِ اسلام'' پر کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نظم ہر پہلو سے بے حد اہم اور موثر ہے۔ اقبال کسی شخصیت کے مدح خواں نہ تھے۔ انہیں اصولوں سے سروکار تھا۔ اچھے اصول دیکھ کر انھوں نے بعض افراد کی توصیف کی لیکن جب ان کی کچھ کمزوریاں یا غلط پالیسیاں سامنے آئیں تو ان پر تنقید بھی کی۔ اقبال ایک قومی رہنما بھی تھے۔ انھوں نے شاعری کو قوم کی بیداری کا ذریعہ بنا لیا۔ اس لیے بعض مقامات پر ان کا لہجہ خطیبانہ و رہبرانہ لہجہ نظر آتا ہے جس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

''ذوق و شوق'' کا ابتدائی حصہ کلیم الدین احمد کو پسند آیا۔ اس کے باقی حصے پر انھوں نے تنقید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں تکرارِ خیالات اور بے ربطی پائی جاتی ہے۔ اس کے مستقل بندوں کو ایک نظم میں مدغم کر دینا چاہیے تھا۔ انھوں نے نظم کے اہم ترین بند کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا ہے جو کہ ذیل کے شعر سے شروع ہوتا ہے۔

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

ہجر و فراق کے حوالے سے بھی ان کا اعتراض مضحکہ خیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جاوید نامے میں اقبال نے ہجر و فراق کو خاصۂ ابلیس بتایا ہے تو یہاں اس امر کی یہ توصیف کیوں ہے؟

ڈاکٹر محمد ریاض ''ذوق و شوق'' پر کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال نے یہ نظم ۵۶ شعروں پر مشتمل لکھی تھی مگر کتاب کی اشاعت کے وقت ۳۰ اشعار باقی رکھے اور دیگر ابیات قلم زد کر دیے۔ اس کڑے انتخاب کے باوجود ہمارے نقاد اس نظم میں حشو و زوائد کی موجودگی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ ناقابلِ فہم ہیں۔ اگر علامہ اقبال نے نبی کریم ﷺ سے عشق اور آپ ﷺ سے ہجر کا ذوق و شوق سے ذکر کیا ہے تو اس پر اچنبھے کی کیا بات ہے؟ اقبال ''جاوید نامہ'' سے مقدم کتابوں میں بھی فراق کو وصال پر ترجیح دیتے رہے ہیں کیونکہ انھیں خودی کی بقا عزیز ہے نہ کہ اس کی فنا۔

کلیم الدین احمد نے ''مسجد قرطبہ'' پر بھی تنقید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نظم میں بیان کردہ دلائل قوی نہیں ہیں۔ جیسے

بیان ہوا ہے کہ مردِ حق کا نقش ابدی ہوتا ہے حال آنکہ کئی مردانِ حق ناشناس کے نقوشِ پائدار دنیا میں موجود ہیں۔نظم میں عنوان سے انصاف نہیں۔''مسجد قرطبہ'' کے بارے میں بہت تھوڑے اشعار ملتے ہیں۔کئی اشعار یا ان کے مصرعے واضح نہیں جیسے ذیل کے شعر کا مصرع ثانی غیر واضح ہے۔

سلسلۂ روز و شب ، نقش گرِ حادثات سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات (۳۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض اس تنقید کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اس زبردستی والے نقاد نے اقبال کے زمانِ الٰہی اور خودی کی ابدیت وغیرہم کے تصورات پر کوئی توجہ نہ دی اور مسجد قرطبہ کی تنقید میں خوانخواہ پندرہ صفحے گھسیٹے ہیں۔(۳۰۶)

اقبال کی فارسی نظمیں: ۔باب سوم کا عنوان''اقبال کی فارسی نظمیں'' ہے۔اس باب میں اسرار خودی، رموزِ بےخودی، گلشنِ راز جدید، بندگی نامہ، پس چہ باید کرد اور پیامِ مشرق نیز زبورِ عجم کی بعض نظموں پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے۔اس حصے پر بھی وہی اعتراضات کیے گئے ہیں جو کہ دیگر کلام پر کیے جا چکے ہیں۔کلیم الدین احمد فارسی نظموں پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں بیان کردہ باتیں نثر میں زیادہ تعین اور صراحت سے کہی جا سکتی تھیں۔باتیں کام کی ہیں مگر شعریت مجروح ہوگئی ہے۔

اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں: ۔باب چہارم''اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں'' ہے۔اس باب میں کلیم الدین احمد لکھتے ہیں کہ اقبال اردو سے زیادہ بڑے شاعر فارسی کے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال کی فارسی شاعری کے بارے میں کلیم الدین احمد کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ کلیم الدین احمد کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی کچھ واجبی سی جانتے تھے۔

اقبال کی آٹھ مختصر نظمیں: ۔اس باب میں کلیم الدین احمد نے علامہ اقبال کی آٹھ (۸) مختصر نظموں (ایک آرزو، ستارہ، شعاعِ امید، علم و عشق، فرشتوں کا گیت، فرمانِ خدا، روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے اور لالۂ صحرا کا مغربی شعرا کی نظموں سے موازنہ کیا ہے۔

شاہین The Wind Hover: ۔اس باب میں کلیم الدین احمد نے علامہ اقبال کی شعری برتری تسلیم کی ہے۔

اقبال اور ملٹن (بحوالہ ابلیس و شیطان): ۔باب ہفتم، آخری باب ہے۔اس باب میں کلیم الدین احمد نے ملٹن اور اقبال کی نظموں اور ان کے نتائجِ فکر سے بحث کی ہے۔انھوں نے ملٹن کے تصورِ ابلیس کو اقبال کے تصورِ ابلیس سے زیادہ زوردار قرار دیا ہے۔اس سلسلے میں اقبال کی آخری نظم''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' ہے جو ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی تھی۔کلیم الدین احمد کو اس میں ابلیس یا اس کے پانچ مشیروں میں سے کسی ایک کا بھی کردار جاندار نہیں لگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض، کلیم الدین احمد کی تنقید کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملٹن اور اقبال میں کوئی صوری اور معنوی ربط ہے ہی نہیں۔اقبال کا تصورِ ابلیس اسلامی تعلیمات کا رنگ لیے ہوئے ہے۔جبکہ مغربی تصور ابلیس اس سے مختلف ہے۔(۳۰۷)

تبصرہ از مقالہ نگار: ۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں کلیم الدین احمد کی کتاب''اقبال، ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کیا ہے۔ کلیم الدین احمد نے سات عنوانات پر مشتمل اس کتاب میں علامہ کی اردو اور فارسی شاعری کا مغربی شعرا کی شاعری سے موازنہ کیا ہے اور مغربی شعرا کی شاعری کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلیم الدین احمد (۱۵ ستمبر ۱۹۰۹ء تا دسمبر ۱۹۸۳ء) نے کیمبرج یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور

فارغ التحصیل ہونے کے بعد واپس انڈیا آ گئے۔ وہ پٹنہ یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔۱۹۴۰ء میں ان کی متازع تنقیدی کتاب ''اردو شاعری پر ایک نظر'' منظرِ عام پر آئی۔ اس کتاب میں انھوں نے اردو شاعروں کو اپنے خود ساختہ اصولوں کے تحت (نہ کہ فارسی اور اردو زبان کے مروجہ ومسلمہ اصولوں کے تحت) ہدفِ تنقید بنایا جس سے ادبی حلقوں میں کافی شور مچا۔۱۹۴۲ء میں ان کی کتاب ''اردو تنقید پر ایک نظر'' شائع ہوئی۔ یہ کتاب پہلی کتاب سے بھی زیادہ ہنگامہ خیز ثابت ہوئی کیونکہ اس میں انھوں نے لکھا کہ اردو زبان وادب میں تنقید کا وجود محض فرضی ہے۔ اردو ادب میں کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔۱۹۴۴ء میں ان کی کتاب ''اردو زبان اور فن داستان گوئی'' شائع ہوئی جس میں انھوں نے داستان گوئی کی ستائش کی۔ ۱۹۵۵ء میں ان کی کتاب ''سخن ہائے گفتنی'' شائع ہوئی۔ ۱۹۵۹ء میں ان کی کتاب ''دیوانِ جہاں'' اور دو تذکرے شائع ہوئے۔۱۹۶۳ء میں ''عملی تنقید'' کی اشاعت ہوئی جو اردو تنقید میں ایک نئی چیز تھی۔۱۹۶۵ء میں ان کا شعری مجموعہ ''بیالیس نظمیں'' اور ۱۹۶۶ء میں دوسرا شعری مجموعہ ''۲۵ نظمیں'' شائع ہوا۔ دونوں شعری مجموعے آزاد نظموں پر مشتمل تھے۔ ان کے شعری مجموعوں کو کوئی پذیرائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ وہ اردو شاعری اور اردو زبان وادب کو اس قدر نشانۂ تنقید بنا چکے تھے کہ کوئی بھی اردو شاعر اور نقاد ان مجموعوں پر تبصرہ کرنے کو تیار نہ تھا۔۱۹۷۳ء میں کلیم الدین احمد نے ''تاریخِ نور'' کی تدوین کی جس میں واجد علی شاہ کے نام ان کی بیگمات کے خطوط ہیں۔ انھوں نے ایک جامع انگریزی اردو لغت بھی تیار کی جسے حکومتِ ہند کے ادارے قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نے تین جلدوں میں شائع کیا۔ کلیم الدین احمد نے ''اپنی تلاش'' کے عنوان سے اپنی سوانح عمری لکھی جو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ انھوں نے کلیاتِ شاد، دیوان جوش عظیم آبادی اور مقالات قاضی عبدالودود کی بھی تدوین کی۔ ۱۹۷۹ء میں علامہ اقبال صدی کے موقع پر ان کی ہنگامہ خیز کتاب ''اقبال ایک مطالعہ'' منظر عام پر آئی جس میں انھوں نے علامہ اقبال کی اردو وفارسی شاعری کا مغربی شعرا کی شاعری سے موازنہ کیا اور اقبال کو اردو کا ایک اہم اور اچھا شاعر تو تسلیم کیا مگر دنیا کے عظیم شاعروں کی صف میں انھیں جگہ دینے سے اتفاق نہیں کیا۔(۳۰۸)

کلیم الدین احمد کے برعکس ڈاکٹر عبدالمغنی نے اپنی تحقیقات کی رو سے اقبال کو دنیا کا سب سے بڑا مفکر اور اردو و فارسی شاعری کا سب سے بڑا عالمی شاعر قرار دیا۔ ڈاکٹر عبدالمغنی کی قریباً چار ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ان کی شائع شدہ تنقیدی تحریروں میں کم از کم ڈیڑھ ہزار صفحات اقبال کے شاعرانہ اوصاف پر مشتمل ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمغنی نے کلیم الدین احمد کی تنقید نگاری کا بغور جائزہ لیا۔ وہ کلیم الدین احمد کے علمی وادبی کارناموں اور ان کے افکار کے سب سے بڑے نقاد تھے۔ انھوں نے ۱۹۶۲ء میں شائع شدہ مقالے ''کلیم الدین احمد کی ناقدانہ حیثیت'' سے لے کر ۱۹۸۷ء میں شائع شدہ کتاب ''تنقیدِ مشرق'' تک میں کلیم الدین احمد کے تنقیدی مقام کو متعین کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' کے جواب میں قریباً پونے چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' لکھی۔ انھوں نے کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور واضح کرنے کی کوشش کی کہ عالمی شعرا کی صف میں علامہ اقبال کو منفرد مقام حاصل ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے بہت سے ٹھوس دلائل دیے۔ انھوں نے اپنی تحقیقات کی رو سے کلیم الدین احمد کے بارے میں درج ذیل آرا قائم کیں:

۱۔ کلیم الدین احمد ادب کے تصورات سے کچھ زیادہ واقف نہیں۔

۲۔ ہم عصر مغربی تنقید و شاعری سے بھی ان کی زیادہ واقفیت نہیں ہے۔
۳۔ مشرقی علوم سے تو وہ بالکل ہی بے خبر ہیں۔
۴۔ ان کا خود ساختہ اندازِ نقد کسی تخلیق کے مکمل جائزے کا اہل نہیں۔
۵۔ ان کی تنقیدیں بے جا شدت اور حد سے بڑھ کر غلو اور مبالغے سے بھری ہوئی ہیں۔
۶۔ مشرقی طرزِ اظہار کے خلاف فقط ایک ردِ عمل کا اظہار اُن کے یہاں ہوا ہے۔
۷۔ انھوں نے اپنی تنقید سے نئی نسل کی کوئی رہنمائی نہیں کی۔
۸۔ ''اردو تنقید پر ایک نظر'' ان کی نامرادی کا نمونہ ہے۔
۹۔ ان کی تنقیدیں شخصی جانب داری اور تعصب پر مبنی ہیں۔
۱۰۔ ان کا تصورِ ہیئت ناقص اور مصنوعی ہے۔
۱۱۔ ان کی تمام تنقیدیں ایک گورکھ دھندہ ہیں۔
۱۲۔ ان کے ادبی موقف اور طریقِ کار کے درمیان مطابقت نہیں۔
۱۳۔ ''اردو تنقید پر ایک نظر'' میں تنقیدی حربے زیادہ استعمال کیے گئے ہیں اور کمالات کم دکھائے گئے ہیں۔
۱۴۔ ان کے بہتیرے تنقیدی بیانات کی طرح ان کے اشعار بھی محض اسٹنٹ ہیں۔
۱۵۔ ان کا مقصد اردو شاعری سے ایک طرح کا تمسخر اور اردو ادب کے ساتھ گویا مذاق ہے۔
۱۶۔ ان کی تنقید کسی معین تصورِ ادب اور واضح اصولِ تنقید سے خالی ہے۔
۱۷۔ ان کی تنقید ایک پارہ پارہ قسم کی تنقید ہے جس میں متن و عبارت کے تجزیے جہاں تہاں سے اقتباسات لے کر جزوی طور پر کر دیے گئے ہیں۔
۱۸۔ ان کی نثر علمی ہونے کے بجائے ظریفانہ ہے۔
۱۹۔ وہ دوٹوک فیصلہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں مگر اس میں فتوے کا پہلو نمایاں رہتا ہے۔
۲۰۔ بیسویں صدی کے سب سے بڑے انگریزی نقاد ٹی۔ ایس ایلیٹ کی تو کلیم الدین احمد کو ہوا ہی نہیں لگی۔
۲۱۔ وہ اردو تنقید میں اپنی تنگیِ داماں کا علاج نہیں کر سکے۔
۲۲۔ کلیم الدین احمد کے تنقیدی کام میں تخریب کا پہلو نمایاں ہے۔
۲۳۔ ان سے بہتر تنقید نگار آلِ احمد سرور اور احتشام حسین ہیں۔
۲۴۔ نئی نسلوں پر اُن کا کوئی اثر نہیں۔ (۳۰۹)

کلیم الدین کے سوانحِ حیات، ان کی علمی و ادبی نگارشات اور ان کے طرزِ تنقید کا مطالعہ کرنے سے بڑی حد تک ان کی نفسیات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ انھوں نے سرسٹھ آزاد نظموں پر مشتمل دو شعری مجموعے تخلیق کیے جنہیں کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب پر بھرپور تنقید کی۔ اردو زبان و ادب میں تنقید کے وجود کا انکار کیا۔ اپنے اصولِ تنقید خود ہی وضع کیے اور ان کے مطابق اقبال جیسے مستند عالمی شاعر کا بھی زیادہ تر کلام رد کر دیا۔ ان کا مذہبی

ذوق برائے نام ہی نظر آتا ہے۔انھیں نبی کریم ﷺ کی محبت اور عقیدت میں کہے گئے اشعار میں بھی شعریت اور موزونیت نظر نہیں آتی بلکہ وہ علامہ اقبال کی مشہور نظم ''ذوق وشوق'' کے اہم ترین بند کو جو کہ درج ذیل شعر سے شروع ہوتا ہے۔ ''ذوق وشوق'' کے نور کا بدنما داغ بتاتے ہیں۔

لوح بھی تُو ، قلم بھی تُو ، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب (۳۱۰)

محبت وعقیدت اور ذوقِ ایمانی سے مالا مال قلب ونظر کی بدولت ہی ایسے کلام سے قلبی وذہنی اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے۔اگر کسی کو یہ ذوق حاصل نہیں تو اسے ایسا کلام بھی پسند نہیں آئے گا۔فاضل نقاد کے فکر کی گہرائی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ انھیں درج ذیل شعر بھی موزوں نظر نہیں آتا اور اس شعر کا مفہوم سمجھ نہیں آتا جس میں علامہ اقبال ''تصورِ زمان'' بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

سلسلۂ روز و شب، نقش گر حادثات سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات (۳۱۱)

کلام اقبال پر کلیم الدین احمد کے تمام اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ کلام اقبال میں شعریت کی کمی ہے اور اس کی بڑی وجہ ان کا پیغمبری پر اصرار اور خطابت ہے۔
۲۔ طویل نظموں میں ربط وتسلسل کا فقدان ہے۔
۳۔ رومانیت اور منظر نگاری کم ہے۔
۴۔ مخصوص خیالات کو بار بار پیش کیا گیا ہے۔
۵۔ اقبال کی شاعری مغربی شعرا کے میزان پر پورا نہیں اترتی۔اس لیے اقبال ان سے کمتر شاعر ہیں۔(۳۱۲)

کلیم الدین احمد خود ادنیٰ درجے کے معمولی شاعر تھے۔انھوں نے صرف اردو میں معمولی قسم کی شاعری کی، فارسی اور انگریزی میں انھوں نے شاعری نہیں کی۔انھوں نے من گھڑت اصولوں کے تحت کلام اقبال کا جائزہ لیا اور اسے رد کرتے چلے گئے۔درحقیقت، علامہ اقبال نے فرد ومعاشرہ کی اصلاح وفلاح کے لیے، انسان اور انسانیت کی بھلائی کے لیے، اعلیٰ اسلامی افکار کو اشعار کے روپ میں پیش کیا۔مگر کلیم الدین احمد، علامہ محمد اقبال کے بنیادی مقصدِ شاعری اور اس کی قدر وقیمت اور ضرورت واہمیت سے، لاعلمی یا عدم دلچسپی کی وجہ سے کلام اقبال کے حقیقی حسن کا شعور حاصل نہ کر پائے۔ انھیں (کلیم الدین احمد کو) اصلاح وفلاح کے ان امور سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔اس لیے انھوں نے یہ کہہ کر اُن کے کلام کو رد کر دیا کہ اشعار میں خطابت کا رنگ نظر آتا ہے، مضامین کی تکرار پائی جاتی ہے، بے جا تفصیلات ہیں، رومانیت (عشق مجازی کا اظہار) اور منظر نگاری کم ہے، ربط وتسلسل کا فقدان ہے۔کلیم الدین کے اس طرزِ فکر اور اندازِ تنقید پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ایوب صابر لکھتے ہیں:

''......اقبال کا موضوع اور ان کا اسلوب جان وتن کی طرح ہیں۔ان کو الگ الگ کر کے دیکھنا نہ مناسب ہے، نہ ممکن ہے۔کلیم الدین احمد اقبال کے موضوع ومواد سے اختلاف رکھنے کے باعث ان کے اسلوب کو دوسرے درجے کے انگریزی شاعروں سے کم تر بتاتے رہے....''(۳۱۳)

''......بڑی شاعری اپنا پیکر خود تیار کرتی ہے۔اقبال نے اپنی طویل نظموں کے لیے جو پیکر بنائے ہیں ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔جو معیار کلیم الدین احمد کے ذہن میں ہے اس پر پورا اترنے والی نظم لازماً بڑی شاعری نہیں ہوتی۔

کلیم الدین احمد کی اپنی شاعری معمولی قسم کی شاعری ہے"(۳۱۴)

"...... جس طرح کی انگریزی نظموں پر کلیم الدین احمد کی نظر ہے، اقبال کی نظمیں ان سے مختلف، منفرد اور ممتاز ہیں۔ مربوط تو اقبال کی غزلیں بھی ہیں۔ نظموں کے غیر مربوط ہونے کا خیال ہی غلط ہے، لیکن ظاہر ہے کہ جس نوعیت کی نظمیں ہوں گی، ربط و تسلسل بھی اسی نوعیت کا ہوگا۔

اقبال ان انگریزی شعرا کی پیروی کیسے کرتے جن سے مختلف قسم کی شاعری انھوں نے کی....."(۳۱۵)

کلیم الدین احمد کی کتاب "اقبال ایک مطالعہ" پر، "نقد و نظر" علی گڑھ میں، ۱۹۷۹ء میں ایک تبصرہ شائع ہوا تھا۔ تبصرہ نگار نے اپنے اس تبصرے میں تمام اعتراضات کا مدلل جواب دیا اور کلیم الدین احمد کی بے جا منطق پر بھرپور تنقید کی۔ شاعری میں منطقی ربط و تسلسل کے بارے میں تبصرہ نگار نے لکھا ہے:

"منطقی ربط و تسلسل کا تصور جو ارسطو نے قدیم یونانی ادب کے نمونوں سے اخذ کیا تھا، فن کا آفاقی معیار نہیں۔ اقدار کی علامتی شکل کی حیثیت سے شعری نظم ایک نامیاتی و تاثراتی وحدت ہے جس کے لیے منطقی ربط و تسلسل کا ہونا لازم نہیں...."(۳۱۶)

کلام اقبال پر کلیم الدین احمد کی تنقیدات پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرے میں موضوع کی نوعیت اور اہمیت کے مطابق خاطر خواہ وسعت اور گہرائی نظر نہیں آتی۔ انھوں نے کلیم الدین احمد کی تنقیدات کا مختصر سا ذکر کیا اور مختلف اعتراضات کا چند ایک مثالوں اور جملوں سے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر ایوب صابر نے اپنی کتاب "کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات ایک جائزہ" میں قریباً ۵۵ صفحات پر مشتمل ایک باب رقم کیا ہے۔ انھوں نے متعدد مثالوں اور حوالہ جات سے کلیم الدین احمد کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے ہیں۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر عبدالمغنی کی کتاب "اقبال اور عالمی ادب" بھی قابلِ مطالعہ ہے۔ اس میں ڈاکٹر عبدالمغنی نے کلیم الدین احمد کے غلط دعوؤں کا مدلل اور موثر توڑ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ موصوف ذہنی طور پر مفلوج ہونے کی حد تک مغربی ادب سے مرعوب و مسحور ہیں۔ (۳۱۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالے کے دیے گئے ہیں۔ مضمون کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی نہیں دیے گئے ہیں۔ اس میں کلیم الدین احمد کی کتاب کے پہلے دو ابواب پر تبصرہ قدرے تفصیلی اور تسلی بخش ہے جبکہ آخری پانچ ابواب پر مجموعی طور پر صرف ایک ڈیڑھ صفحے کا تبصرہ دیا گیا ہے۔ اس تشنگی کے پیشِ نظر زیرِ تبصرہ کتاب "اقبال، ایک مطالعہ" اور اس کے مصنف "کلیم الدین احمد" سے متعلقہ منابع و مصادر تک رسائی حاصل کر کے کتاب اور مصنف کے بارے میں ذاتی رائے کے ساتھ مشہور ناقدین کی آرا اور تبصرات کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔

05۔اقبال پیامبر امید

چار صفحات (صفحہ نمبر ۳۱۷ تا ۳۲۰) پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات کی اشاعت بہار ۱۹۹۲ء میں شائع ہُوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے بارے میں ۱۸ مقالوں پر مشتمل مجموعہ ''اقبال پیامبر امید'' پر تبصرہ کیا ہے۔ ادارہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ نے علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کے مقالات پر مبنی ۲۹۴ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ ۱۹۴۰ء میں شائع کیا تھا۔اس مجموعے کے سارے مقالے اور مباحث اقبالیات کے حوالے سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ مقالے اور مباحث مختلف موقر مجلّات اور رسائل میں شائع ہُوئے تھے۔ڈاکٹر تصدق حسین راجہ نے ان تحریروں کو نہایت کوشش اور محنت سے جمع کیا اور کسی قدر وضاحتوں کے ساتھ شائع کر دیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کی شخصیت، طرزِ حیات اور مشاہیر، خصوصاً علامہ اقبال سے ان کے تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔اس کے بعد انھوں نے تالیف ''اقبال پیامبر امید'' کا تعارف اور اس پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ عرشی تقریباً ۱۸۹۳ء کے لگ بھگ امرتسر میں متولد ہُوئے اور ۴ جون ۱۹۸۵ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہُوا۔تقسیم برصغیر کے بعد عرشی مرحوم لاہور کے علاوہ کراچی، ساہیوال، اوکاڑہ اور راولپنڈی میں قیام پذیر رہے۔انجمن فیض الاسلام راولپنڈی کا رسالہ کئی برس تک ان کی ادارت میں شائع ہُوا اور اس دوران اِس کے متعدد وقیع، خاص شمارے بھی شائع ہُوئے۔ان کا پیشہ ''طب'' تھا۔تجرِ علمی کی وجہ سے انھیں ''علامہ'' کہا جاتا تھا اور ''عرشی'' ان کا تخلص تھا۔وہ نہایت دین دار اور سادگی پسند تھے۔انھوں نے کئی نامور اساتذہ سے اردو، پنجابی، عربی، فارسی، ہندی، درسِ نظامی اور ادب وشاعری کی تعلیم حاصل کی۔ان کا مطالعہ وسیع، ذہن رسا، ذوق نفیس اور مقاصد بلند تھے۔ان کے بیشتر ہم نشین اور احباب سادگی پسند علماء، ادبا، فضلاء وشعرا تھے۔ان کی نثر ونظم تفکرِ دین میں رچی بسی نظر آتی ہے۔ان کے مکتوب الیھم اور معاصرین میں علامہ اقبال کے علاوہ حکیم فیروز الدین طغرائی، علامہ محمد عالم آسی، خواجہ احمد الدین، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، ڈاکٹر محمد الدین تاثیر، حکیم نیر واسطی، ملا واحدی، مولانا جعفر شاہ پھلواری، ابوالاثر حفیظ جالندھری، وارث سرہندی اور پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل ایسے اربابِ ذوق وکمال کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔انھوں نے ۱۹۱۸ء میں علامہ اقبال سے ایک شعری تبادلہ خیال کیا جس کا مقصد علی برادران کی طرح اقبال کے چند سالہ سکوت کو توڑنا تھا۔انھوں نے روزنامہ ''زمیندار'' میں چند فارسی شعر شائع کرائے جن میں علامہ اقبال کو سکوت ختم کرنے اور سرگرمی سے ملی امور میں دلچسپی لینے کو کہا۔ان کے جواب میں اقبال نے چند فارسی شعر کہے جن کا مدعا یہ تھا کہ وہ پیغامِ بیداری دینے سے غافل نہیں۔۱۹۳۲ء میں جاوید نامہ شائع ہونے کے بعد عرشی ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو اپنے چند احباب کے ہمراہ علامہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ یہ ان کی علامہ اقبال سے پہلی بالمشافہ ملاقات تھی۔اس کے بعد علامہ اقبال سے ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ ان کے آخری ایام تک رہا۔اپنے ایک مقالہ ''علامہ اقبال، ایک مردِ خداست'' میں عرشی مرحوم لکھتے ہیں:

''میں جب ملاقات کر کے آتا تو کئی دنوں تک اسی سرشاری میں رہتا۔احباب سے بھی یہی باتیں رہتیں، آخری چند سال

مرض کے ایام میں روح مادی اثرات سے بہت کچھ آزاد ہو چکی تھی۔ آپ کی محبت میں ایک طالب حقیقت کو وہی کچھ حاصل ہوتا تھا جس کی طرف عارف رومی نے توجہ دلائی۔

یک زمانے صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

میں نے حضرت علامہ کے وجود میں کیا پایا؟ ایک باخبر رفیق راہ جو کٹھن منزلوں میں پوری رفاقت کرے، ایک شفیق بزرگ جو کامل دل سوزی سے حل اشکال کردے، ایک مرشد طریق جو نشیب وفراز جادہ ومنزل سے آگاہ ہو.... (۳۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض، عرشی امرتسری کی کتاب ''اقبال پیامبر امید'' پر تبصرے میں لکھتے ہیں کہ اس مجموعے کے سارے مقالے اور مباحث اقبالیات کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ابتدائی عنوان ''عرشی امرتسری اور اقبال'' ہے۔ اس عنوان کے تحت عرشی کے سوانح اور تصانیف کا ذکر ہے۔ پہلے مقالے کا عنوان ہے، ''من و اقبال''۔ اس مقالے میں انھوں نے علامہ اقبال سے اپنے فکری وعلمی اور عملی تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔ اپنے ایک دوسرے مقالے ''علامہ اقبال، ایک مردِ خدا است'' میں انھوں نے علامہ اقبال کی فیض رساں شخصیت کا تعارف کرایا ہے اور اپنی شخصیت پر صحبتِ اقبال سے مرتب ہونے والے ذہنی وقلبی اثرات کا ذکر کیا ہے۔ مقالے ''اقبال اور قرآن'' میں علامہ عرشی امرتسری نے پیغامِ اقبال کے قرآنی توضیحی پہلو کو بیان کیا ہے۔ انھوں نے اقبال کے فارسی اشعار کے ترجمے اور کسی قدر وضاحت سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔ اس مقالے کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ عرشی شرح وتوضیح میں کمال رکھتے تھے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:

اے چو شبنم بر زمیں افتندۂ
در بغل داری کتاب زندۂ

اے قوم جو شبنم کی طرح زمین پر گری ہوئی ہے' مخالفین (یہود ونصاریٰ اور اشتراکیوں) نے تجھے پامال کر رکھا ہے' تیرے پاس ایک زندگی بخش نسخہ' ایک زندہ کتاب موجود ہے۔ اس کے سہارے دوبارہ زندگی حاصل کر۔ تو نے اس کے بجائے فرقہ وارانہ رسوم کو ایمان کا درجہ دے رکھا ہے۔

اے گرفتارِ رسوم ایمانِ تو
شیوہ ہائے کافری زندانِ تو

تیرا ایمان مسرفانہ' نمائشی اور گمراہ کن رسموں میں جکڑا ہوا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تو مسلمان کہلاتے ہوئے کفر صریح کے قید خانے میں مقید ہو کر رہ گیا ہے۔

قطع کردی اَمرِ خود را در ''زُبُر''
جادہ پیمائی اِلیٰ شئ نکُر

زبرُ کے معنی ٹکڑے اور صحیفے ہیں۔ یہاں دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں؛ یعنی اے قوم تو نے اپنے اتحاد آموز دین کو پارہ پارہ کر دیا یا کتاب اللہ کو چھوڑ کر بہت سی مختلف کتابوں کو اپنے اپنے فرقے کی بنیاد بنالیا اور ایسے راستے پر چل پڑی جو تباہی و ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے' (۳۱۹)

اپنے مقالے، ''اقبال کے کرم فرما'' میں حکیم عرشی امرتسری لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو براہِ راست قرآن حکیم سے فیض حاصل تھا۔ وہ شاعرِ اسلام بھی تھے اور شاعرِ انسانیت بھی۔ وہ کسی بھی ازم کے قائل نہیں تھے۔ ان کا کسی بھی خاص مذہبی فرقے یا گروہ سے تعلق نہیں تھا۔ جو لوگ ایسا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یا تو قرآن اور علامہ دونوں کو نہیں سمجھتے یا جان

بوجھ کر اپنی کسی ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے وضع وجعل کے مرتکب ہوتے ہیں اور علامہ کو اپنی آڑ بناتے ہیں۔(۳۲۰)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔اس مضمون میں کتاب ''اقبال پیامبر امید'' کے مندرجات کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات سے واضح ہوتا ہے کہ حکیم عرشی امرتسری فکرِ اقبال سے حقیقی طور پر آشنا اور اس کے صحیح ترجمان تھے۔اس کتاب پر ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی وتنقیدی تبصرہ تسلی بخش ہے۔اس تبصرے میں دو اردو اشعار اور چھ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔تمام اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔اردو اشعار ''بانگِ درا'' سے دیے گئے ہیں۔ان میں سے درج ذیل شعر کا ایک لفظ درست نہیں لکھا ہوا۔

مضمون میں دیا ہُوا شعر	اصل متن از کلیات اقبال اردو
یاس کے عنصر سے خالی ہے ہمارا روزگار	یاس کے عُنصُر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتح کامل کی خبر دیتا ہے جوش کار زار (۳۲۱)	فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کار زار (۳۲۲)

تحقیق طلب امور:۔علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کے مجموعہ مقالات ''اقبال پیامبر امید'' میں مرقوم ہے کہ ان کی نوشتہ شرح بانگِ درا کا غیر مطبوعہ نسخہ (مسودہ) ادارہ فیض الاسلام، راولپنڈی میں موجود ہے۔اس کی اشاعت مفید کوشش شمار ہوگی کیونکہ حکیم عرشی امرتسری فکرِ اقبال کے صحیح ترجمان تھے۔وہ مختلف زبانوں کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ شاعر اور ادیب بھی تھے۔انھیں علامہ اقبال کی زیارت، ان سے ملاقات اور براہِ راست استفادہ کرنے کا شرف بھی حاصل ہُوا تھا۔ اس لیے ان کی شخصیت، فکر وفن اور علامہ اقبال کے افکار سے مماثلت کے لحاظ سے ایم فل کی سطح پر شعبہ اقبالیات یا شعبہ اردو سے تحقیقی کام بھی کرایا جاسکتا ہے۔

06۔اقبال پیغمبر خودی

یہ مضمون، ادبیات (سہ ماہی)، اسلام آباد کی جلد ۶، شمارہ ۲۵، بابت سرما ۱۹۹۳ء کے صفحات ۲۷۷ تا ۲۷۹ پر شائع ہُوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر منظور ممتاز کی کتاب ''اقبال پیغمبر خودی'' پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتاب کی جلد، کاغذ اور طباعت عمدہ ہے۔ یہ کتاب غالباً ۱۹۸۷ء یا ۱۹۸۸ء میں مکمل ہُوئی۔ میں نے اس زیرِ تبصرہ کم ضخامت والی کتاب کو پڑھا۔ اس میں ''رطب'' کے ساتھ ''یابس'' موضوعات بھی ملتے ہیں۔ کتاب کے مصنف نے اپنا پتہ ''الممتاز، بیرون کوٹ رکن دین، قصور'' لکھنا ہے۔ کتاب کا ذیلی عنوان ''تصوف شکن و تصوف پرست'' ہے۔ ''پیش گفتار'' کے علاوہ اس کے سات ابواب ہیں۔ظلماتِ خودی، ظہورِ خودی، تصوف، تزکیۂ نفس یا نفیٔ خودی، تصوف اور تصوف شکن، انتہائے خودی، ابتدائے تصوف۔ ''پیش گفتار'' میں مصنف نے ڈاکٹر جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال کے فلسفۂ خودی کے بارے میں نومبر ۸۰ تا اپریل ۸۶ء کے ٹیلیویژن لیکچروں پر تبصرہ کیا ہے کہ ان سے موضوع واضح نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر منظور ممتاز کے اس تبصرے پر طنزیہ جملہ، ''اب ماشاءاللہ وہ اس موضوع کو سمجھانے میدان میں اترے۔'' کہہ کر بات آگے بڑھاتے اور لکھتے ہیں کہ پہلا باب تمہیداً لکھا گیا ہے۔ اس میں ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء کے تناظر میں اقبال کی عائلی اور معاشی و ملازمتی زندگی کی پریشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد کے ابواب میں، زندگی کے دیگر معاملات اور علامہ اقبال کے بعد کے حالات پر ان پریشانیوں کے اثرات بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے مگر یہ کام دور کی کوڑی لانا ہی رہا۔ اس باب میں مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) لکھتے ہیں کہ اقبال نے بے مرشد ہونے کے طعنے سے بچنے کے لیے رومی کو مرشد بنایا (صفحہ ۲۲) ان کا خودی کا تصور ''صداہائے دل خراش' 'اور ''نواہائے دل فریب'' ہے۔ الوقت سیف' (مثنوی اسرارِ خودی) کے عنوان سے اقبال نے فرمایا۔

حرف اقراء حق بما تعلیم کرد رزق خویش از دست ما تقسیم کرد
گرچہ رفت از دست ما تاج و نگین ما گدایاں را بچشم کم مبین! (۳۲۳)

کتاب کے مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) مزید لکھتے ہیں:

''حضرت علامہ سا بصیر وخبیر دانشور یہ کیونکہ بھول گیا کہ وہ فرد و قوم جو اپنے آئین و دستور کو اوراق پارینہ سمجھ کر طاق نسیان پر رکھ دے، اپنا علم و ہنر کھودے اور تاج و تخت سے محروم ہو جائے وہ وقت اور زمانے کی نگاہ میں کیونکر کسی عزت و توقیر کی مستحق ہو سکتی ہے۔ کھوئی ہوئی عزت و توقیر، عصمت و عظمت، شان و شوکت، جاہ و جلال اور علم و ہنر حاصل کرنے سے مسلمان وارث حرف اقراء صاحب ید بیضا، حامل ذوالفقار و سیف اللہ اور حامی کلمۃ اللہ کہلا سکتا ہے۔ ورنہ وقت کی تلوار کے لیے سر مسلم بھی اسی قدر نازک ہے جس قدر کہ سر فاسق و فاجر۔'' (صفحہ ۱۷) (۳۲۴)

مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) نے تصوف میں غیر اسلامی عناصر کی آمیزش کا انکار کیا ہے۔ ان کے نزدیک صوفیا میں کوئی تارک دنیا نہ تھا۔ تزکیۂ نفس کو وہ نفی خودی (خودی باصطلاح قدیم) بتاتے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ عظیم صوفیاء، اولیاء کو تارک الدنیا کہنا اور ان کی تعلیمات کو گوسفندی قرار دینا ایسی حقیقت باطلہ ہے کہ جس کا حقیقتِ عالیہ سے دور کا واسطہ بھی

نہیں۔(صفحہ ۸۹)۔اس کتاب کے مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) نے علامہ اقبال کے فکری ارتقاء اور فکر و فن کے تنوعات کو تضاد قرار دیا ہے۔(صفحہ ۱۱۹) وہ لکھتے ہیں کہ پہلے تو اقبال نے حسین بن منصور حلاج کے نعرہ ''انا الحق'' اور حکیم سنائی کی ایک رباعی کے ''فنا در محبت'' کے تصور سے بیزاری کا اظہار کیا۔ بعد میں انھوں نے ایک نئی توضیح پیش کی کہ انا یا خودی حق ہے۔

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی　مشرق میں ابھی تک وہی کاسہ ہے وہ آش

حلاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر　اک مرد قلندر نے کیا راز خودی فاش (۳۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے بحیثیت مبصر اس کتاب کے مصنف کی فکرِ اقبال پر تنقید کا ذکر کرتے ہُوئے، مصنفِ کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) کے اعتراضات کے مدلل اور تسلی بخش جوابات بھی تحریر کیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ کتاب کے آخری دو عنوانات (انتہائے خودی، ابتدائے تصوف) نارسا اور انحرافی ہیں۔ڈاکٹر منظور ممتاز، اقبال دوست ہونے کے مدعی ہیں مگر اس سے زیادہ وہ تصوف دوست معلوم ہوتے ہیں اور اس کتاب کا ایک مقصد دفاعِ تصوف ہے۔اس لحاظ سے کتاب جدت سے عاری ہے۔مصنف نے اقبال کے ''انفرادی خودی'' اور ''اجتماعی خودی'' کے تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔وہ ''ملی درد'' کے سلسلے میں علامہ اقبال کے درد میں شریک نظر آتے ہیں۔علامہ اقبال نے امتِ مسلمہ کے زوال کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ رجائیت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہُوئے، امتِ مسلمہ کی تعمیرِ نو کی نوید بھی دی ہے۔مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) اس ضمن میں علامہ اقبال کی رجائیت پسندی پر تنقید کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کے روشن مستقبل سے ناامیدی کا اظہار کرتے ہیں۔علامہ اقبال نے اسلامی تصوف کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی تھی۔وہ عجمی تصوف کے مخالف تھے۔انھوں نے کبھی بھی عظیم صوفیا، القشیری، السراج، حضرت حسن بصری، حضرت داتا گنج بخش، بابا فرید گنج شکر، بہاؤالدین زکریا ملتانی، شیخ عمر شہاب الدین سہروردی، شیخ معین الدین چشتی یا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی منفی تبصرہ نہیں کیا۔اس لحاظ سے مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) کا یہ کہنا کہ علامہ اقبال نے عظیم صوفیاء و اولیاء کو تارک الدنیا کہا اور ان کی تعلیمات کو گوسفندی قرار دیا، بالکل غلط ہے۔اسی طرح مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) علامہ اقبال کے فکر و فن کے تنوعات کو تضاد قرار دیتے ہیں۔فکری ارتقاء کی وجہ سے اگر گزشتہ کے کچھ افکار میں بہتری آ جائے تو اسے فکری تضاد کے بجائے فکری ارتقاء کے تناظر میں مستحسن قرار دینا چاہیے۔ڈاکٹر محمد ریاض حتمی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بحیثیتِ مجموعی اس کتاب میں توصیف و انتقاد کے بےمحل امتزاج کی بدولت، اس میں ''رطب'' کے ساتھ ''یابس'' موضوعات بھی ملتے ہیں۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔اس مضمون میں کتاب ''اقبال پیغمبرِ خودی'' میں ڈاکٹر منظور ممتاز کے افکار پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت اعتدال کے ساتھ، مدلل بحث کی ہے۔انھوں نے الگ حوالہ جات و حواشی کا اہتمام نہیں کیا بلکہ بنیادی مآخذ کے متن کے ساتھ ہی زیرِ تبصرہ کتاب کے صفحات کے نمبر تحریر کر دیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تبصرے میں تین اردو اشعار، ایک اردو رباعی، ایک فارسی شعر اور ایک فارسی رباعی بھی دی ہے مگر ان کے حوالہ جات نہیں دیے۔انھوں نے فارسی شعر اور فارسی رباعیات کا ترجمہ نہیں دیا۔تمام مضمون (تبصرہ) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ مضمون میں مندرجہ اشعار اور رباعیات زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے ہیں یا مبصر نے اپنی رائے کے اظہار کے لیے یہ اشعار اور

رباعیات دی ہیں۔اس مضمون میں کچھ متنی اغلاط بھی نظر آئی ہیں۔لفظ ''مصنف'' کو ''مصنوف''، ''موضوع'' کو ''موضع''، ''رنج'' کو ''نج'' اور ''مثنوی'' کو ''مغنوی'' لکھا گیا ہے۔اس مضمون میں دیے گئے درج ذیل اشعار کا متن بھی درست نہیں ہے:

مضمون میں دیا گیا متن	کلیاتِ اقبال کے مطابق درست متن
خودی سے مردِ مسلماں کا ہے جلال و جمال	خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں (۳۲۶)	کہ یہ کتاب ہے ، باقی تمام تفسیریں (۳۲۷)
تو آن نۂ ای کہ مصلی ز کہکشاں می کرد؟	تو آں نۂ کہ مصلّٰی ز کہکشاں میکرد
شراب صوفی، شاعر ترا بہ خواب ربود (۳۲۸)	شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود (۳۲۹)
فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی	فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک وہی کاسہ ہے وہی آش (۳۳۰)	مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسۂ وہی آش (۳۳۱)

07۔اقبال دشمنی ایک مطالعہ

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے ناشر کا ذکر نہیں کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا تین صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کی جلد ۷، شمارہ ۲۷ تا ۳۰، اشاعت گرما، خزاں، بہار، سرما ۱۹۹۴ء میں صفحہ نمبر ۱۴۰ تا ۱۴۲ پر شائع ہوا تھا۔یہی مضمون ڈاکٹر ہارون الرّشید تبسّم کی کتاب ''ڈاکٹر ایوب صابر بطور اقبال شناس'' کے صفحہ نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۲ پر نامکمل صورت میں شائع ہوا ہے۔تین صفحات پر مشتمل اصل مضمون کا قریباً ڈیڑھ صفحات پر مشتمل (صفحہ نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۲ پر موجود ''اب ایک ادبی معترض کو بھی دیکھتے چلیں تا اقبال قلندر نہیں تھا، از مصائب عاصمی'' تک لکھا ہوا) مواد اس کتاب میں نہیں دیا گیا۔(۳۳۲) ڈاکٹر محمد ایوب صابر نے ۱۹۹۱ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبۂ اقبالیات سے ایم فل کیا۔ان کا موضوع تھا''اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ'' اس مقالے کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔اس کے بعد انھوں نے پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان ''اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات، تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' لکھ کر ۲۸ دسمبر ۲۰۰۲ کو پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ان کا ایم فل کا مقالہ ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' کے عنوان سے دو تین تعارفی شذرات کے اضافے اور کسی قدر نظرِ ثانی کے بعد ۱۹۹۳ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہُوا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض، محمد ایوب صابر کی اس مطبوعہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ اس معروضی ناقدانہ کتاب کو مؤلف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ تین ابواب، دوسرا حصہ دو ابواب، اور تیسرا حصہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔اس طرح کتاب کے کل نو باب بنے، جو محض ضمنیات کے علاوہ کتابوں کے تجزیے اور تبصرے پر مشتمل ہیں۔ پہلے حصے میں اقبال کی شخصیت اور ان کی سیرت کے بارے میں مخالفانہ مواد پر مشتمل کتابوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔دوسرے حصے میں ادبی اور شعری خامیاں بتانے والوں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔تیسرے حصے میں افکارِ اقبال پر اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ضمنی بحثوں میں مختلف دیگر مقالے اور تحریریں بھی زیرِ بحث آئی ہیں۔(۳۳۳)

اس کتاب کے تینوں حصوں کی ابواب بندی اس طرح سے ہے:

حصہ اول: اقبال کی شخصیت پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب اول:	خدوخال اقبال	از محمد امین زبیری
باب دوئم:	علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی	از سید حامد جلالی
باب سوئم:	مقائد اقبال	از برکت علی گوشہ نشین

حصہ دوم: اقبال کی شاعری پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب چہارم:	اقبال کا شاعرانہ زوال	از برکت علی گوشہ نشین
باب پنجم:	خادمانہ و مودبانہ تبدیلیاں	از برکت علی گوشہ نشین

حصہ سوم: اقبال کے افکار پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب ششم: مثنوی سرالاسرار از ڈاکٹر محمد خواجہ معین الدین جمیل
باب ہفتم: اقبال (اجمالی تبصرہ) از مجنوں گورکھ پوری
باب ہشتم: اقبال قلندر نہیں تھا از صائب عاصمی
باب نہم: ماحصل (۳۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیر تبصرہ کتاب میں سے ''خدوخال اقبال'' از محمد امین زبیری اور ''اقبال کا شاعرانہ زوال'' از برکت علی گوشہ نشین سے ایک ایک مثال دے کر، معترضین کے اعتراضات اور مصنفِ کتاب ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے مدلل جوابات تحریر کیے ہیں۔ معترضین کے اعتراضات اور ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے جوابات ملاحظہ کریں۔

مثالِ اول:۔ ڈاکٹر محمد ایوب لکھتے ہیں:

''خدوخال اقبال'' بھی مجموعی طور پر ایسی ہی کتاب ہے۔ اس میں اقبال کی بے عملی، ان کے تصورِ پاکستان پیش کرنے کی تردید اور متعدد بے اصل و اساس باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً کتاب جاوید نامہ کے فلکِ زحل پر اقبال نے بدنام زمانہ غداروں صادق اور جعفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کے گھناؤنے کردار کا سلطان ٹیپو اور نواب سراج الدولہ کے انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھانے سے براہ راست تعلق ہے۔ اقبال کے اس ضمن میں اشعار بہت معروف ہیں:

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگِ آدم، ننگِ دین، ننگِ وطن (۳۳۵)
مُردِ جعفرؔ زندہ روحِ او ہنوز! کے شبِ ہندوستاں آید بروز
عنتری اندر لباس حیدری است دینِ او آئینِ او سوداگری است (۳۳۶)

آخری نقل شدہ شعر میں عنتر پہلوان کی تلمیح ہے جو حضرت حیدر کرارؓ سے نبرد آزما ہوا تھا۔ یہ تلمیح بانگِ درا کی نظم ''میں اور تو'' میں بھی وارد ہوئی ہے:

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریفِ پنجہ فگن نئے وہی فطرت اسد اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری (۳۳۷)

یہاں عنتر یا حیدر کی ''یائے'' نسبتی سے اور اس حیدری کا دکن کے صدر اعظم سر اکبر حیدری سے کوئی ربط نہیں۔ امین زبیری نے یہاں علامہ اقبال اور اکبر حیدری کے اختلافات کا شاخسانہ گھڑا اور اسے توشہ خانہ حضور نظام کی طرف سے موصول ہونے والے ہزار روپے کے چیک کے لوٹانے کے واقعہ سے منسوب کیا۔ یہ درست ہے کہ ۱۹۳۶ء میں مثنوی پس چہ باید کرد کی اشاعت پر انگریز علامہ اقبال سے بطور خاص شاکی تھے اور ان کی شہ پر دکن کی حکومت آصفیہ حضرت علامہ اقبال کی مالی مدد نہ کر سکی، مگر یہ امور امین زبیری کو معلوم ہی نہ تھے۔ انھوں نے حیدری کو یہاں عنتری کے قرینے کے باوجود نہ سمجھا۔'' (۳۳۸)

مثالِ دوم:۔ برکت علی گوشہ نشین نے اپنی کتاب ''اقبال کا شاعرانہ زوال''، مطبوعہ ۱۹۲۱ء میں اس وقت تک شائع ہونے والی فارسی کتب اقبال (اسرار خودی، رموزِ بے خودی، پیام مشرق اور زبور عجم مع مثنویوں) پر اعتراضات کیے۔ ڈاکٹر محمد ایوب صابر معترض کے اعتراضات رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اقبال کے چند اشعار ہیں:

اہل حق را رمزِ توحید از بر است اٰتِی الرَّحمٰنِ عَبْداً، مضمر است
تا ز اسرار تو بنماید ترا امتحانش از عمل باید ترا (۳۳۹)

قدرت او برگزیند بندہ را نوعِ دیگر آفریند بندہ را (۳۴۰)
ناشکیب امتیازات آمدہ در نہادِ او مساوات آمدہ (۳۴۱)
تارِما از زخمہ اش لرزاں ہنوز تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز (۳۴۲)
ز رازی معنیٔ قرآں چہ پرسی ضمیر ما بآیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد دل بسوزد ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیل است (۳۴۳)
سراپا معنیٔ سربستہ ام من نگاہِ حرف بافاں بر نتابم
نہ مختارم تواں گفتن نہ مجبور کہ خاکِ زندہ ام در انقلابم (۳۴۴)

پہلے دوشعر مثنوی رموز بے خودی کے عنوان ''توحید'' سے ہیں۔ ناقد تیسرے مصرعے کو نامانوس قرار دیتے ہیں۔ لفظی ترجمہ ہوگا: ''تاکہ توحید تیرے اسرار تجھ پر نمایاں کرے''۔اس میں نامانوسیت ناقد کے ذہن کی کجی ہے ورنہ شعر تو صحیح ہے۔تیسرے شعر میں ناقد ''نوعِ دیگر'' پر معترض ہیں۔ وہ اسے مسیح کی تلمیح بتاتے ہیں۔اس بلیغ ترکیب میں انقلاب اور نئی حیات کا پیغام پوشیدہ ہے۔

چوتھے شعر میں ''ناشکیب امتیازات'' معترض کے نزدیک نامفہوم تراکیب ہیں۔ بعد کے شعر میں وہ ''تازہ'' کے لفظ کو ''زندہ'' سے بدلنے کا بدذوقانہ مشورہ دیتے ہیں۔ چھٹے اور ساتویں شعر میں پیامِ مشرق کی دو دوبیتیوں (رباعیوں) پر اظہار نظر ہے۔

ناقد کو اندازہ نہیں کہ اقبال عقل اور امام فخر الدین رازی کی موشگافیوں کو ''نمرود'' کیوں بتاتے ہیں اور عشق کو حضرت خلیل کا جذبہ کیوں قرار دیتے ہیں اور قرآن سے کسبِ فیض کی خاطر اس کی آیات کا قلب انسانی پر معنوی نزول کیوں ضروری بتاتے ہیں؟

اس طرح آخری شعر (نمبر ۷) پر وہ اس بات پر معترض ہیں کہ آدمی مجبور یا مختار دونوں کیسے ہوسکتا ہے؟ اقبال راہِ اعتدال کو جانتے تھے کہ انسان بعض امور میں مجبور ہے اور بعض میں مختار۔ پھر اطاعت میں برتری انسان کو زیادہ مختار بناتی جاتی ہے۔(۳۴۵)

معترضین کے اعتراضات اور ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے جوابات تحریر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد ایوب صابر نے معترضین کے اعتراضات کا علمی انداز میں جواب دیا ہے۔کتاب تحقیقی انداز میں اور مستند صورت میں شائع ہوئی۔طباعت دیدہ زیب ہے اور کتابیات کی موجودگی مزید قابلِ توجہ ہے ۔محمد ایوب صابر نے معترضین کے بے جا اعتراضات کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ اقبال کی کمزوریوں کا بھی اعتراف کیا ہے۔اس طرح انھوں نے صحت مندانہ جائزے کے تقاضے پورے کیے ہیں۔(۳۴۶)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ کتاب اکتوبر ۱۹۹۳ء کو جنگ پبلشرز، لاہور نے شائع کی تھی۔ یہ کتاب ۳۷۵ صفحات پر مشتمل تھی۔اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن، ادارہ نشریات، لاہور سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد ایوب صابر کا ایم فل کا مقالہ دو تین شذرات کے اضافے اور کسی قدر نظر ثانی کے بعد ۱۹۹۳ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہُوا۔ ڈاکٹر محمد ایوب صابر کی مطبوعہ کتاب، ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' پر تبصرہ لکھتے وقت غالباً ایم فل کا مقالہ ''اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب)'' ان کے سامنے نہیں تھا۔اس مقالے اور مطبوعہ کتاب کا موازنہ کریں تو کافی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔مقالہ کا عنوان تبدیل کر دیا گیا۔مقالے میں ابواب بندی سن وار تھی

جبکہ کتاب میں نئے سرے سے ابواب بندی کی گئی۔ کتاب کو موضوعاتی لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کر کے، ہر حصے کے عنوان سے متعلقہ کتب ابواب کی صورت میں ترتیب دی گئی ہیں۔ مطبوعہ کتاب کے حصہ دوم کے باب پنجم کے تحت برکت علی گوشہ نشین کی کتاب ''خادمانہ و مودبانہ تبدیلیاں'' کو شاملِ بحث کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقالے کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔ مقالہ کی فہرست ملاحظہ کریں:

اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ

(اردو کتاب)

فہرست			صفحات
باب اول: ۱۹۳۸ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ			
۱۔ اقبال کا شاعرانہ زوال	برکت علی گوشہ نشین	۱۹۳۱ء	۱
۲۔ مکائدِ اقبال	برکت علی گوشہ نشین	۱۹۳۵ء	۵۵
باب دوم: ۱۹۳۹ء سے ۱۹۶۵ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ			
۱۔ اقبال (اجمالی تبصرہ)	مجنوں گورکھ پوری	۱۹۵۰ء	۶۷
۲۔ مثنوی سرالاسرار	ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل	۱۹۶۲ء	۱۰۷
باب سوم: ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۱ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ			
۱۔ علامہ اقبال اور انکی پہلی بیوی	سید حامد جلالی	۱۹۶۷ء	۱۴۶
۲۔ اقبال قلندر نہیں تھا	صائب عاصمی	۱۹۶۷ء	۱۸۴
باب چہارم: ۱۹۷۲ء سے ۱۹۹۰ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ			
۱۔ خدوخال اقبال	محمد امین زبیری	۱۹۸۶ء	۱۹۳
باب پنجم: اقبال پر اعتراضات کا مجموعی جائزہ			
۱۔ معاندانہ ومخالفانہ کتب، مقالات اور منظومات پر مجموعی نظر			۲۸۴
۲۔ زیرِ نظر موضوع پر تحقیق مزید کا جامع منصوبہ (۳۴۷)			۲۹۰

مقالے اور مطبوعہ کتاب کی فہرستوں کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ مقالے کو کتاب میں تبدیل کرتے وقت مضامین کی ترتیب یکسر تبدیل کر دی گئی تھی۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں کلامِ اقبال سے تیرہ اشعار دیے گئے ہیں۔ بارہ اشعار فارسی کے اور ایک شعر اردو کا ہے۔ تمام اشعار بغیر حوالوں کے دیے گئے ہیں۔ راقم نے تمام اشعار کے حوالہ جات تلاش کر کے ان کا متن درست کیا ہے اور حوالہ جات و حواشی میں ان کے حوالہ جات بھی دے دیے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی نہیں دیے گئے ہیں۔ ان کے زیادہ تر مقالات و مضامین اور تبصرات و تراجم میں حوالہ جات مفقود نظر آتے ہیں اور اشعار کا متن بھی اغلاط سے مبرا نظر نہیں آتا۔

08۔اقبال کا سیاسی سفر

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، جلد ۷، شمارہ ۲۷ تا ۳۰ بابت گرما، خزاں، بہار، سرما ۱۹۹۴ء کے صفحات نمبر ۱۱۴۳ تا ۱۱۴۶ پر طبع ہوا تھا۔

روز نامہ ''انقلاب'' لاہور، غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک کی ادارت میں شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ روز نامہ ادب اور سیاست کے موضوعات پر جو مطالب پیش کرتا رہا، ان کی مدد سے چند اہم کتابیں مرتب کی گئیں جیسے ''گفتارِ اقبال'' مرتبہ ڈاکٹر محمد رفیق افضل یا جناب محمد حمزہ فاروقی کی تین کتابیں ''سفر نامہ اقبال''، ''حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے'' اور ''اقبال کا سیاسی سفر''۔ کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں وسط ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء کے اواخر تک کے ان سیاسی واقعات کے بارے میں اخبار کے کالم اور متعلقہ مندرجات مدون کیے گئے ہیں جن کا حمزہ فاروقی کی پہلی دو کتابوں (''سفر نامہ اقبال'' اور ''حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے'') میں ذکر نہیں ہُوا۔ اقبال کا جنوبی ہند کا سفر، گول میز کانفرنسوں میں شرکت اور افغانستان کا سفر وغیرہ چونکہ مرتب کی دوسری کتابوں میں مندرج ہو چکا تھا لہٰذا اس کی یہاں تکرار نہیں ملتی۔ یہ کتاب ۲۲ عنوانات پر مشتمل ہے۔ ہر عنوان الگ باب کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اس طرح ۲۲ عنوانات کے لیے ۲۲ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ پہلا عنوان ''۱۹۲۷ء کے فساداتِ لاہور'' سے متعلقہ ہے۔ اس دوران سکھ اور ہندو مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انھیں جانی و مالی نقصان پہنچانا شروع ہو گئے تھے۔ علامہ اقبال نے کئی رفقا کے ساتھ مل کر قیامِ امن کے لیے بھرپور کوششیں کی جن کے نتیجے میں پرامن فضا قائم ہو گئی۔

اس دور کا ایک اہم سیاسی واقعہ سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون یا عدم تعاون کے سلسلے میں مسلم لیگ جناح گروپ اور مسلم لیگ شفیع گروپ میں اختلاف رائے تھا۔ علامہ اقبال نے کئی دوسرے معتدل مزاج قائدین کی کوشش سے دوبارہ مسلم لیگ کو متحد کیا۔ مرتب (محمد حمزہ فاروقی) نے سائمن کمیشن سے تعاون کے سلسلے میں روز نامہ ''انقلاب'' میں سے تفصیلات نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے خطبہ الہ آباد، آل انڈیا مسلم کانفرنس، افغانستان کے انقلاب، نادر شاہ افغان کی مالی اور معنوی مدد کے لیے اقبال کی سرگرمیوں کے حوالے سے لکھا ہے۔ پنجاب کونسل یا مجلس مقننہ کی رکنیت کے دوران علامہ اقبال کی خدمات کے حوالے سے کتاب کے مخصوص باب (صفحہ ۷۷ تا ۱۰۷) میں بعض نئے نکات ملتے ہیں۔ اس کتاب میں معاصرین کے اقبال کی پالیسی پر انتقادات شامل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ علامہ مرحوم کے حامیوں کے دفاع کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ روز نامہ ''انقلاب'' میں علامہ اقبال کی سیاست کے دفاع میں غلام رسول مہر کے اداریے بھی چھپتے رہے جن سے لوگوں کو نظریہ پاکستان کو سمجھنے میں کافی مدد ملی۔ (۳۴۸)

اپنے مضمون ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظریہ پاکستان کی تفہیم کے ضمن میں لکھے گئے روز نامہ انقلاب کے دو اداریوں میں سے اقتباسات دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''.....روز نامہ انقلاب کے یہ اداریے اقبال کے نظریہ پاکستان کی تفہیم میں مدد دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ۹ اور ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء (جمعہ اور اتوار) کے مفصل اداریے بالخصوص توجہ طلب ہیں.....'' (۳۴۹)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے روز نامہ انقلاب کے ۹ جنوری ۱۹۳۱ء بروز جمعہ کے اداریے سے ایک اقتباس دیا ہے اور اقتباس کے آخر پہ بطور حوالہ صفحہ نمبر ۸۳۸ لکھا ہُوا ہے جبکہ کتاب کے مطالعہ سے علم ہوا کہ درست صفحہ نمبر ۲۳۸ ہے۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ہندوستان بھر میں شور مچ رہا ہے کہ علامہ اقبال نے قومیت متحدہ ہند کی جڑ پر کلہاڑا چلا دیا ہے، مگر ہم ہندوؤں سے صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اسلام وطنیت اور جغرافیائی قومیت کا مخالف ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانانِ ہند حریتِ ہند کے جہاد میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو شریک ہونے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کے آزاد ہو جانے کے بعد ہم بھی اسی طرح آزاد ہو جائیں گے، جس طرح افغان، افغانستان میں، ایرانی، ایران میں اور ترک، ترکی میں آزاد ہیں، لیکن ہندوؤں نے مسلمانوں کے حقوقِ آزادی کو تسلیم کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا اور ان کو جائز حقِ نیابت سے بھی محروم کر دینے کی کوشش کی۔ ایسی حالت میں کوئی خوددار مسلمان گوارا نہیں کر سکتا کہ اپنے آپ کو بحیثیتِ مسلم فنا کر کے ہندوؤں کو ''ہندوراج'' کے قیام میں مدد دے اور سات کروڑ مسلمانوں کے مستقبل کو گاندھی، نہرو، مالوی اور مونجے کے حوالے کر دے۔
>
> مسلمان صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتے ہیں کہ جب تک انھیں اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کی پوری پوری محفوظیت اور اپنی کامل آزادی کے حصول کا یقین نہ ہو جائے گا، وہ حریتِ ہند کی کسی نام نہاد تحریک میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ علامہ اقبال کے ارشادات کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں میں مدغم ہو کر نہیں بلکہ اپنی قومی ہستی کو قائم رکھ کر آزاد ہونے کا موقع دیا جائے اور یہ مقصد علامہ ممدوح کے نزدیک صرف اسی طریق سے حاصل ہو سکتا ہے کہ شمالی ہند کے مسلمان اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو جائیں اور انگریز اور ہندو، دونوں سے بے نیاز ہو کر اپنے مستقبل کی فکر کریں۔(انقلاب۔ جمعہ۔ ۹ جنوری ۱۹۳۱ء)(۳۵۰)

مندرجہ بالا اقتباس کے بعد ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء بروز اتوار کے اداریے سے کوئی اقتباس نہیں دیا گیا۔ اس کے بجائے روز نامہ انقلاب کے ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء بروز جمعرات کے اداریے سے ایک طویل اقتباس دیا گیا ہے۔ یہ اقتباس مسلسل عبارت کی شکل میں دیا گیا ہے اور اس کے آخر پر بطور حوالہ صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۵ لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔ درست صفحہ نمبر ۲۴۴ تا ۲۴۵ ہے۔ یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیں:

> ہندوستان میں ہندوراج کے قیام پر سب سے پہلی فاتحانہ تر کتاز ہے، جس نے اس راج کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ اس کے مبانی وقواعد میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ہندو اپنی سلطنت کے جس خواب کو عملی صورت میں تعبیر کے قریب پہنچا ہوا سمجھتے تھے، اس کا سارا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔ مونجیوں، جیکاروں، گاندھیوں، مالویوں اور نہروؤں نے سال ہا سال کی محنت سے ''قومیت و جمہوریت'' کی صدہا فریب کاریوں اور فریب آرائیوں کے ساتھ ہندوستان کی تمام غیر ہندو اقوام علی الخصوص ملتِ اسلامیہ کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال کر یہاں ایک خالص وغیر ممزوج ہندو سلطنت کی جو عمارت کھڑی کرنا چاہی تھی، حضرت علامہ ممدوح نے اس سلطنت کے قیام کی تمام خفیہ کوششوں کے مکروہ اور بھیانک چہرے کو تمام آشکارا کر دیا ہے۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پرتھوی راج سے ہندوستان کی سلطنت چھینی تھی، حضرت علامہ اقبال نے ہندوؤں کی نئی سلطنت کے تصور کا رختِ حیات نذرِ آتش کر دیا اور ہندوستان میں محض ہندوؤں کی نہیں بلکہ یہاں کی تمام اقوام کی مشترکہ حکومت کے صحیح اصول بیان فرما دیے ہیں، جس میں سب کو اپنی اپنی فطرت وطبیعت کے مطابق اپنے اپنے کلچر اور تہذیب کے ساتھ نشو وارتقا کے مواقع حاصل رہیں۔ لہٰذا ہندوؤں کے معاندانہ شور وغل، سوقیانہ

سب وشتم اور غرض پرستانہ الزام تراشیوں پر تعجب نہیں چاہیے۔ اس خطبے کی مخالفت میں ہندوؤں نے اسی لیے زیادہ ہنگامہ وغوغا برپا کیا ہے کہ ہندوراج کا خواب پریشان ہوگیا۔ ہندوسلطنت کے قیام کی آرزوئیں خون ہوکر بہہ گئیں اور وہ اصول ومبانی عریاں وبرہنہ ہوکر دنیا کے سامنے آگئے جن پر ہندوقوم خالص ہندو حکومت کی سربفلک عمارت کھڑی کرنا چاہتی تھی۔

اسلامی نصب العین کا تعین

ہندوقوم پر حضرت علامہ کے خطبے نے اولاً یہ مصیبت برپا کی کہ اس کے تمام غرض پرستانہ منصوبوں کو بے نقاب کر دیا۔ ثانیاً ہندوستان میں مسلمانوں کے صحیح وحقیقی ملی نصب العین کے شہرے سے پردہ اٹھا کر انھیں پہلی مرتبہ صاف، واضح اور آشکارا صورت میں بتادیا کہ اگر وہ اس ملک میں عزت کی زندگی کے خواہاں ہیں، اپنے کلچر، اپنی تہذیب، اپنے مشن اور اپنی غایتِ حیاتِ قومی کی تکمیل کے آرزومند ہیں تو انھیں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس اسلامی نصب العین کی تشریح و توضیح ہندوقوم کے معاندانہ منصوبوں کے لیے ہلاکت کا دوسرا زبردست پیغام تھی۔ لہٰذا ہندو اگر آج حضرت علامہ اقبال پر طعنہ زن ہیں، اگر آج ان کی بلند حیثیت کے آفتاب جہاں تاب کو اپنی مکروہ اور غرض پرستانہ غلط بیانیوں کے گرد وغبار سے مستور کردینے کے لیے مضطربانہ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، تو اس پر متعجب نہیں ہونا چاہیے۔ ہندو چاہتے تھے کہ مسلمان ''قومیت وجمہوریت'' کے ان فریب کارانہ دعاوی کے ''حشیش'' سے مدہوش رہیں جو ہر ہندو کی زبان کا سایۂ گفتار ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ہندوستان میں اپنی قومی تقدیر سے آشنا نہ ہوں۔ اپنے قومی نصب العین سے آشنا نہ ہوں۔ ہندوؤں کے گانٹھے ہوئے منصوبوں کے نتائج وعواقب سے آشنا نہ ہوں۔ (۳۵۱)

کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں دیے گئے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر معاصر روزنامے اور مجلّے بھی فکر اقبال سے استفادہ اور اس کی ترجمانی کرتے رہے۔ مثلاً اس میں مولانا شوکت علی کا ایک مراسلہ دیا گیا ہے۔ جو روزنامہ ''خلافت''، بمبئی (۱۹۳۷ء) میں شائع ہوا تھا اور اس کا عنوان ''جواہر لال نہرو اور مسلمان'' تھا۔ اس مراسلے میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

یہ ایک مصیبت ہم مسلمانوں پر کیا کم تھی کہ اب جواہر لال نہرو اور ان کے نئے نادان مسلمان کارندہ مسولینی کی طرح ہم سے ایک تلوار طلب کرتے ہیں تا کہ وہ اسلام اور ہم مسلمانوں کی ہندوستان میں حفاظت کریں۔ گویا ہمارے ہاتھ پاؤں مفلوج ہیں اور ہم اپنی اور دین مقدس کی کوئی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس جسارت پر تعجب بھی ہوتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ''بڑی توبڑی چھوٹی بی سبحان اللہ''۔ خیر اسی میں کوئی بہتری خدائے برتر کو منظور ہے کہ ہم تازیانہ کھا کر خوابِ خرگوش سے بیدار ہوں۔ اقبال کی پرانی نظم جو انھوں نے عید کے چاند کو مخاطب کر کے کہی تھی، حرف بحرف صحیح ثابت ہورہی ہے:

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکستِ رشتہ تسبیحِ شیخ
بت کدہ میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ

بارش سنگ و حوادث کا تقاضائی بھی ہو
امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ
جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
اس حریفِ بے زبان کی گرم گفتاری بھی دیکھ

جن لوگوں پر نو سو برس تک ہم نے حکومت کی تھی اور احسانات کیے تھے، آج وہ ناشکرے پن کے ساتھ بدلہ لینے کی فکر میں دیوانہ وار خرافات بک رہے ہیں اور ہمارے نادان بھائی ان کی ہم زبانی کرتے ہیں۔(خلافت)(۳۵۲)

اپنے تبصرے کے آخر پر بطور حاصل کلام ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۷ء کے دوران سیاسیات اقبال سے متعلق نہایت کارآمد اور مفید مواد یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں طباعتی اغلاط کا تقریباً فقدان ہے۔ یہ کتاب ہر کتب خانے میں دستیاب ہونی چاہیے اور ہر صاحبِ علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے (۴+۵۷۸=۵۸۲ صفحات پر مشتمل) زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے، ''عرضِ ناشر'' سے اقتباس دینے کے بعد زیرِ تبصرہ کتاب کے موضوع سے متعلقہ ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اس کتاب کے مختلف ابواب کے عنوانات کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند ایک ابواب (۱۹۲۷ء کے فسادات لاہور، پنجاب کونسل کا دور، سائمن کمیشن سے تعاون، اقبال کے خانوادہ شاہی (افغانستان) سے روابط، اپر انڈیا مسلم کانفرنس کی تجویز) کے مندرجات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے باب نمبر ۱۲ ''خطبہ الہ آباد کی موافقت میں مہر کے اداریے'' سے دو اور باب نمبر ۲۲ ''مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کی کشمکش'' سے ایک اقتباس دینے کے بعد حتمی رائے تحریر کی ہے۔ اس طرح وہ اس کتاب میں بائیس ابواب میں سے قریباً سات ابواب کا تعارف کرا سکے۔ تبصرے میں اگر تمام ابواب کے عنوانات دے دیے جاتے تو ان سے کافی حد تک زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات کے بارے میں علم ہو جاتا۔ زیرِ تبصرہ کتاب کے تمام ابواب کی فہرست درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرضِ ناشر	الف
۲	۱۹۲۷ء کے فسادات لاہور	۳
۳	معاصرین سے چشمک	۲۵
۴	علم الدین شہید کی تدفین	۵۳
۵	میونسپل انتخاب کے لیے مسلم بورڈ کا قیام	۷۱
۶	پنجاب کونسل کا دور	۷۹
۷	متوازی مسلم لیگ کا قیام	۱۱۳
۸	سائمن کمیشن سے تعاون	۱۵۳
۹	افغانستان کی خانہ جنگی	۱۷۳
۱۰	اقبال کے خانوادۂ شاہی سے روابط	۱۹۹

۱۱	مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد	۲۰۹
۱۲	خطبہ الہ آباد کی موافقت میں مہر کے اداریے	۲۱۷
۱۳	خطبہ الہ آباد کی موافقت اور مخالفت میں مضامین اور تقاریر	۲۶۷
۱۴	اپر انڈیا مسلم کانفرنس کی تجویز	۲۹۱
۱۵	مسلۂ فلسطین	۳۰۳
۱۶	کشمیری مسلمانوں کی جدو جہد آزادی	۳۲۳
۱۷	تحریکِ آزادی کے مختلف مراحل	۳۷۳
۱۸	آل انڈیا مسلم کانفرنس کا قیام	۳۹۹
۱۹	مسلم کانفرنس کا اجلاس لاہور	۴۲۳
۲۰	اقبال کا دورِ صدارت	۴۵۱
۲۱	سکھوں سے آئینی مفاہمت کی ناکام کوششیں	۵۰۱
۲۲	مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کی کشمکش	۵۲۳

زیرِ تبصرہ مضمون میں کتاب میں سے دیے گئے تینوں اقتباسات کے حوالہ جات نامکمل ہیں اور ان کے دیے گئے صفحات کے نمبر بھی درست نہیں ہیں ۔ پہلے اقتباس کا صفحہ نمبر ۸۳۸ دیا گیا ہے، جبکہ درست صفحہ نمبر ۲۳۸ ہے ۔ دوسرے اقتباس میں صفحہ نمبر ۲۴۴ تا ۲۴۵ کے بجائے صفحہ نمبر ۲۴۳ تا ۲۴۵ لکھا ہوا ہے ۔ اسی طرح تیسرے اقتباس کے ساتھ بطور حوالہ صفحہ نمبر ۵۶۴ لکھا ہوا ہے جبکہ یہ اقتباس صفحہ نمبر ۵۶۳ تا ۵۶۴ سے لیا گیا ہے ۔ تینوں اقتباسات میں بہت سی لفظی تحریفات اور متنی اغلاط نظر آتی ہیں ۔ درج ذیل فہرست سے ان اغلاط کے بارے میں کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں دیا گیا متن	صفحہ نمبر	بنیادی مآخذ (زیرِ تبصرہ کتاب) میں دیا گیا متن	صفحہ نمبر
ہندو گردی	۱۱۴۴	ہندو راج	۲۳۸
ساتھ کروڑ	۱۱۴۴	سات کروڑ	۲۳۸
مسلمانوں کو ہندوؤں میں منقسم ہو کر نہیں	۱۱۴۵	مسلمانوں کو ہندوؤں میں مدغم ہو کر نہیں	۲۳۸
صرف اس طریقے حاصل ہو سکتا ہے	۱۱۴۵	صرف اس طریق سے حاصل ہو سکتا ہے	۲۳۸
معانی وقواعد میں زلزلہ بر پا کر دیا	۱۱۴۵	مبانی وقواعد میں زلزلہ بر پا کر دیا	۲۴۴
پرتھوی راج	۱۱۴۵	پرتھی راج	۲۴۴
ہم سے ایک عمد طلب کرتے ہیں	۱۱۴۶	ہم سے ایک تلوار طلب کرتے ہیں	۵۶۴
بڑی تو بڑی چھوٹی بھی سبحان اللہ	۱۱۴۶	بڑی تو بڑی چھوٹی بی سبحان اللہ	۵۶۴
حرف بحرف سے صحیح ثابت ہو رہی ہے	۱۱۴۶	حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی ہے	۵۶۴
بارش سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو	۱۱۴۶	بارشِ سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو	۵۶۴

احسان کئے تھے	۱۱۴۶	احسانات کیے تھے	۵۶۴
آج	۱۱۴۶	آج	۵۶۴
دیوانہ خرافات بک رہے ہیں	۱۱۴۶	دیوانہ وار خرافات بک رہے ہیں (۳۵۳)	۵۶۴

زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے گئے تیسرے اقتباس میں کلیاتِ اقبال اردو سے پانچ اشعار بغیر حوالے کے دیے گئے ہیں۔ یہ اشعار علامہ اقبال کی ایک نظم غرّہ شوال (ہلالِ عید) کے ہیں جو کہ بانگِ درا، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کے ص ۱۸۲ پر درج ہیں۔ دیے گئے اشعار میں سے چوتھے شعر کا پہلا مصرع روزنامہ خلافت میں اور ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں دونوں جگہوں پر درست نہیں۔ دونوں جگہوں سے دیے گئے لفظ ''تقاضائی'' کی جگہ پر لفظ ''تماشائی'' آنا چاہیے۔ اس طرح دونوں جگہوں پر پانچویں شعر کے دوسرے مصرع میں دیے گئے لفظ ''بے زبان'' کی جگہ ''بے زباں'' آنا چاہیے۔

روزنامہ خلافت کا متن	زیرِ تبصرہ مضمون کا متن	درست متن بمطابق بانگِ درا
بارش سنگ وحوادث کا تقاضائی بھی ہو	بارش سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو	بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو (۳۵۴)

زیرِ تبصرہ کتاب، ''اقبال کا سیاسی سفر'' کے تعلیقات وحواشی (ص ۵۶۸ تا ۵۷۴) میں روزنامہ انقلاب میں دیے گئے مندرجہ بالا شعر کی متنی غلطی کی نشاندہی کر کے درست مصرع تحریر کیا ہُوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں طباعتی اغلاط، حوالہ جات کے غلط اندراجات اور حوالہ جات کے مفقود یا نامکمل ہونے کی وجہ سے اس مضمون کے مندرجات سمجھنے میں کافی زیادہ دشواری پیش آئی ہے۔ مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے جس وجہ سے زیرِ تبصرہ مضمون کے تمام مندرجات کی تفہیم بغیر تحقیق کے آسان نہیں ہے۔

09۔ حیاتِ اقبال کا سفر

ہارون الرشید تبسّم کی کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب پر تبصرے سے قبل مصنف کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ کتاب کے ''ابتدائیہ'' کے مطابق اس کتاب میں حیات و تصانیف کو تاریخوں کے اعتبار سے منزل بہ منزل پیش کیا گیا ہے.... کتاب کے آخری حصے میں اقبال کی زندگی اور تصانیف کے بارے میں مفید معلومات کو سوالاً جواباً پیش کیا گیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر وحید قریشی:۔ کتاب کے بیرونی صفحے پر مطبوعہ مختصر فلیپ میں ڈاکٹر اے وحید قریشی نے اس کتاب کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ یہ کتاب اقبال کے مستند حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ اس کے شعری حصے میں سبھی نظموں کے اولین حوالوں کی مدد سے اردو کلام کا بیشتر حصہ سن وار کر دیا گیا ہے۔ اس کے آخری حصے میں علامہ اقبال کے بارے میں بعض دلچسپ اور مفید معلومات بھی ملتی ہیں ۔ یہ کتاب نہ صرف ایک عام قاری کے لیے بلکہ تنقیدی کام کرنے والوں کے لیے بھی مددگار ثابت ہوگی ۔(۳۵۵)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اس کتاب کے کمزور پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے، عام قارئین کے لیے اسے علامہ اقبال کے حالاتِ زندگی اور اردو کلام کے مستند مجموعے کے طور پر متعارف کرایا ہے۔ انھوں نے اسے نقادوں کے لیے بھی مفید اور مددگار کتاب قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کے اس تائیدی و سطحی تبصرے کے برعکس ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کے مندرجات کا بغور جائزہ لے کر اصولِ تحقیق و تنقید کی پاسداری کرتے ہوئے مدلل انداز سے تبصرہ تحریر کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب سے چند مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مؤلف نے اس کتاب میں اپنے منابع کا ذکر نہیں کیا ہے اور انگریزی کلمات اردو میں لکھے ہیں۔ مؤلف کا اندازِ تحریر بھی مبہم ہے۔ پہلے حصے میں سوانحی معلومات کی فراہمی میں کچھ عجلت اور بغیر تحقیق کے معلومات کے اندراج کے ثبوت ملتے ہیں۔ انھیں واقعات جیسے ملے بے تحقیق و سند لکھ دیئے ہیں۔ انھوں نے اقبال کی اردو نظموں کی تخلیق یا اشاعت کی تاریخیں محنت سے لکھیں لیکن سیاق بے نظمی کا شکار رہا۔ عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستانِ محبت پر بھی انھوں نے سوال و جواب مرتب کیے ہیں۔(۳۵۶)

کتابِ ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی کمزوریوں کی نشاندہی اور اپنے موقف کی وضاحت کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب سے چند مثالیں پیش کی ہیں اور مدلل انداز سے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔

1۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' میں لکھا ہے:

''۱۱ دسمبر ۱۸۹۶ء میں شورِ محشر میں غزل چھپی۔

تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے
یہ صدقے ہو گی میرے سوال وصال کے

مندرجہ بالا غزل اقبال نے طالب علمی کے زمانے میں حکیم امین الدین مرحوم کے مکان واقع اندرون بھاٹی دروازہ

لاہور میں منعقدہ ایک مشاعرے میں پڑھی تھی۔ اس مشاعرے میں مرزا ارشد گورگانی بھی موجود تھے۔ انھوں نے اس کے ساتویں شعر پر بے حد داد دی تھی۔ (صفحہ ۶، ۷) (۳۵۷)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ شورِ محشر کیا ہے؟ یہاں مندرجہ بالا ''غزل'' نہیں بلکہ مندرجہ بالا مطلع والی غزل ہے۔ اس کا ساتواں شعر قارئین کہاں سے تلاش کریں گے حالانکہ مولف کو اگر اختصار برتنا تھا تو اس شعر کو لکھتے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے

قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے (۳۵۸)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ غزل، کلیاتِ باقیاتِ شعرِ اقبال کے صفحہ نمبر ۲۴۴ پر درج ہے۔ اس مضمون میں تحریر کردہ اس غزل کا مطلع درست نہیں ہے۔

مضمون میں دیا گیا مطلع	درست مطلع
تم آزماؤ ہاں کو زبان سے نکال کے	تم آزماؤ ''ہاں'' کو زباں سے نکال کے
یہ صدقے ہوگی میرے سوال وصال کے (۳۵۹)	یہ صدقے ہوگی میرے سوالِ وصال کے (۳۶۰)

علامہ اقبال نے جب اس نظم کا ساتواں شعر پڑھا تو مرزا ارشد گورگانی پھڑک اٹھے اور پیشین گوئی کی کہ اس نوجوان شاعر کا مستقبل نہایت درخشاں ہوگا۔ اکثر شاعروں اور نقادوں نے جب یہ شعر سنا تو ان کی متفقہ رائے تھی کہ اقبال غالب کے بعد اردو کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ (۳۶۱)

یہ پوری غزل انجمن مشاعرہ کے رسالے ''شورِ محشر'' کے شمارہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی۔ سید عبدالقادر نے اس مشاعرے کی تفصیل بیان کی تھی جو ''کتاب زندہ رُود'' میں بھی درج ہے۔ (۳۶۲)

ہارون الرشید تبسم نے اپنی کتاب ''حیاتِ اقبال کا ایک سفر'' میں ۱۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کے ''شورِ محشر'' کے شمارے کا ذکر کیا ہے۔ شمارے میں ماہ و سال کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں تاریخ کا ذکر غیر متعلقہ دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا اس غزل کے حوالے سے زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات پر تبصرہ و تنقید درست ہیں۔

2۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا ایک سفر'' میں لکھا ہے:

''۴ جنوری ۱۸۹۸ء گورنمنٹ کالج ہال (لاہور) میں پنجاب یونیورسٹی کے سترھویں جلسہ تقسیم اسناد میں ڈگری اور میڈل حاصل کیے (بعض کتب میں ۴ فروری درج ہے) ۱۱ فروری ۱۸۹۸ء ٹامس واکر آرنلڈ گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہوئے (صفحہ ۷).....اپریل ۱۹۰۱ء میں کوہستان اور ہمالہ اقبال کی یہ دنوں (دونوں) نظمیں مخزن میں شائع ہوئیں.....(ہمالہ) نظم کا آغاز کچھ یوں ہے۔

اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستان

چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (صفحہ ۹) (۳۶۳)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ہارون الرشید تبسم نے نظم ''کوہستان'' کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا طرزِ تحریر بھی درست نہیں۔ شعر سے پہلے لکھتے ہیں ''نظم کا آغاز کچھ یوں ہے''۔ یہ ابہام کیوں رکھا جائے کہ ''آغاز کچھ یوں ہے''۔ اسی طرح کتاب میں ''ہے'' یا ''تھا'' کی بھی تکرار ہے۔ تمام کتاب میں کلامِ اقبال کے منابع کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ اگر منابع اور

مآخذ کا ذکر کر دیا جاتا تو کتاب سہل اور مستند ہو جاتی۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ شعر بغیر حوالے کے ہے اور یہ درست نہیں لکھا ہوا۔

درست شعر	مضمون میں دیا گیا شعر
اے ہمالہ ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں!	اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستان
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (۳۶۵)	چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (۳۶۴)

بانگِ درا، حصہ اول (.... ۱۹۰۰ء تک) میں دی گئی سب سے پہلی نظم ''ہمالہ'' ہے۔ اس مجموعے میں نظم ''کوہستان'' شامل نہیں ہے۔ علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن سے متعلقہ مستند کتاب ''زندہ رُود''، ''اقبالِ کامل'' اور ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا'' میں ''مخزن'' کے پہلے شمارے (اپریل ۱۹۰۱ء) میں نظم ''ہمالہ'' کے شائع ہونے کا تو ذکر ہے مگر نظم ''کوہستان'' کا کسی بھی حوالے سے ان میں سے کسی کتاب میں بھی ذکر نہیں ہوا۔ ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا'' میں علامہ اقبال کی فروری ۱۹۰۰ء تا یکم مارچ ۱۹۰۳ء تک کی لکھی، پڑھی اور شائع کی گئی نظموں کے نام تحریر کیے گئے ہیں۔ اس میں بھی رسالہ ''مخزن'' کے اپریل ۱۹۰۱ء تا نومبر ۱۹۰۵ء کے شماروں میں علامہ اقبال کی شائع ہونے والی کچھ نظموں کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان نظموں میں ''کوہستان'' نام کی کوئی نظم شامل نہیں ہے۔(۳۶۶)

ہارون الرشید تبسم کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے بھی اپنے تبصرے میں نظم ''کوہستان'' کے کسی مآخذ کے ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

3۔ ہارون الرشید تبسم کی کتاب میں لکھا ہے:

> ''..... حضرت علامہ ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء کو انگلستان سے مراجعت کر کے لاہور پہنچے تھے۔ (صفحہ ۳۲) اور دوسرے دن سیالکوٹ آئے۔''

اس سے ذرا پہلے مؤلف لکھتے ہیں:

> ''۶ جولائی ۱۹۰۸ء کو بار ایٹ لا کی تکمیل کے بعد بیرسٹری کی سند بھی حاصل کی اور اسی دوران چھ ماہ تک یونیورسٹی کالج لندن میں پروفیسر آرنلڈ کی رخصت کے موقع پر ان کی جگہ عربی پڑھاتے رہے۔''(۳۶۷)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ مذکورہ بالا اقتباسات پر ڈاکٹر محمد ریاض تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''بار ایٹ لا کی تکمیل، بیرسٹری ہی تو ہے۔ پھر ''بھی'' کی کیا احتیاج ہے؟ ۶ جولائی سے ۲۷ جولائی تک چھ ماہ کہاں بنتے ہیں؟''(۳۶۸)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ علامہ اقبال ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج پہنچے۔ لنکز اِن میں بار ایٹ لا کے لیے نام رجسٹر کروایا۔ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج سے بی اے کیا اور پروفیسر میک ٹیگرٹ کی نگرانی میں ''ایران میں مابعد الطبیعات'' کے موضوع پر اعلیٰ تحقیق کے لیے کام شروع کر دیا۔ انھوں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں تحقیقی مقالہ مکمل کر لیا۔ جولائی ۱۹۰۷ء کے تیسرے ہفتے میں جرمنی گئے۔ وہاں انھوں نے میونخ یونیورسٹی میں اپنا مقالہ ''Development of Metaphysics in Persia'' پیش کیا اور اس سلسلے میں زبانی امتحان میں کامیابی کے بعد انھیں ۴ نومبر ۱۹۰۷ء کو زبانی امتحان میں کامیاب قرار دیا گیا اور انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ جرمنی سے واپس آ کر انھوں نے لنکز اِن میں بیرسٹرایٹ لاء کے مراحل کی تکمیل کی۔ انھیں

بارایٹ لا کی ڈگری یکم جولائی ۱۹۰۸ء کو ملی۔ بارایٹ لاء کے کورس کی تکمیل کے عرصے میں پروفیسر طامس آرنلڈ کی رخصت کے زمانے میں علامہ اقبال ٦ ماہ تک معلم عربی کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے شروع میں اقبال نے اپنے وطن کی طرف مراجعت فرمائی اور یورپ میں تین سالہ قیام کے بعد ۲۷ جولائی ۱۹۰۸ء کو لاہور پہنچے اور اسی روز شام کو (بمطابق ''زندہ رُود''، ص ١٦٦) یا اگلے روز (بمطابق ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء''، ص ۳۴) اپنے والدین کی قدم بوسی کے لیے سیالکوٹ روانہ ہوگئے۔(۳٦۹)

''زندہ رُود'' کے مطابق علامہ اقبال کو بارایٹ لاء کی ڈگری یکم جولائی ۱۹۰۸ء کو ملی تھی۔ ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء'' میں بارایٹ لا کی تکمیل کی تاریخ ٦ جولائی ۱۹۰۸ء درج ہے۔(۳۷۰)

مندرجہ بالا تصریحات کی رو سے کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' میں ہارون الرشید تبسم کے زیرِ تبصرہ اقتباسات مبہم ہیں اور ان کے دوسرے اقتباس سے بالکل واضح نہیں ہوتا کہ علامہ اقبال لندن میں کب سے کب تک بطور معلم عربی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ زیرِ تبصرہ اقتباس نمبر ا میں علامہ اقبال کی انگلستان سے مراجعت کی تاریخ ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء درج ہے۔ یہاں غالباً سہوِ کاتب سے ۱۹۰۸ء کے بجائے ۱۹۰۷ء لکھا گیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی چند اغلاط پر توضیحی تبصرے کے بعد، ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے صفحہ نمبر ۲۹۵ پر اس کتاب کی چند ایک دیگر اغلاط کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ا۔ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں انگریزی میں جو ڈائری لکھنی شروع کی تھی، وہ چند ماہ لکھے جانے کا کوئی قرینہ نہیں۔ (صفحہ ۳۴) اس کے بعض اجزاء ۱۹۱۷ء میں لکھے گئے اور مجلّہ نیوایرا کا جزو بنے۔

۲۔ علی گڑھ میں ۱۹۱۰ء میں اقبال نے ''اسلام ایز اے سوشل اینڈ پولیٹیکل آئیڈیل'' کے عنوان سے نہیں بلکہ ''دی مسلم کمیونٹی اے سوشلیاجیکل ریویو'' کے بارے میں لیکچر دیا تھا۔

۳۔ اقبال ۱۹۳۴ء سے بیمار ہو کر ترکِ وکالت پر مجبور ہوگئے تھے۔ مولف ۱۹۳۱ء کا سن لکھتے ہیں۔

۴۔ پہلے حصے کی آخری سطور یوں ہیں:

''۲۲ مئی کو (۱۹۳۸ء کے ذکر میں ہے) اقبال کا ایک قطعہ ''زمانہ'' میں شائع ہوا (بانگِ درا ۳۸۲)

اقبال نے کل اہل خیابان کو سنایا — یہ شعر نشاط آور و پرسوز و طربناک
میں صورت گل دست صبا کا نہیں محتاج — کرتا ہے مرا جوش جنوں میری قباچاک (۳۷۱)

یہ قطعہ بانگِ درا میں نہیں، بالِ جبریل میں شامل ہے۔

دوسرے حصے میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نے صرف دو اغلاط کی نشاندہی کی ہے اور اس حصے کا نہایت سرسری سا جائزہ لیا ہے۔ دوسرے حصے کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

ا۔ صفحہ نمبر ۱۰۱ پر مولانا میر حسن کا نام منیر حسین شائع ہوا ہے۔ (سطر ٦)

۲۔ عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستان محبت پر بھی انھوں نے سوال و جواب مرتب کیے ہیں (صفحہ ۱۰۷)۔ یہ اس کتاب کے چند تسامحات ہیں۔ بقیہ کتاب ماشاءاللہ مستند لگی۔ امید ہے کہ اس کا دوسرا ایڈیشن بہتر ہو سکے گا۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مدلل انداز سے کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ان اغلاط کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مستند حوالہ جاتی کتاب نہیں ہے۔بغیر تحقیق وتصدیق کے اس کے مندرجات درست قرار نہیں دیے جا سکتے۔اس کتاب کے دوسرے حصے کا پیش کردہ جائزہ برائے نام ہے۔اگر ڈاکٹر محمد ریاض ''عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستان محبت'' کے فرضی ،من گھڑت اور بے سروپا ہونے کے بارے میں واضح دلائل دے دیتے تو اقبال کی شخصیت اور ان کے طرزِ فہم کو سمجھنے میں ضرور مدد ملتی۔

ہارون الرشید تبسم نے ۱۹۹۳ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے ایم فل کیا۔ان کی زیرِ تبصرہ کتاب ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔انھوں نے ۲۰۰۰ء میں اردو کے مضمون میں پی ایچ ڈی کی۔کتاب ''ڈاکٹر ایوب صابر بطور اقبال شناس''،مطبوعہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۵ء کے بیک ٹائٹل پر ان کے مطبوعہ ''تعارف نامہ'' کے مطابق،ان کی ۵۰ کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔وہ صدر شعبہ اردو گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ وہ صدر بزمِ علم وفن سرگودھا،صدر پاکستان ادب اکادمی سرگودھا،چیئرمین پاکستان لٹریری کونسل، جنرل سیکرٹری سرگودھا رائٹرز اکیڈمی اور ڈپٹی چیف وارڈن سول ڈیفنس سرگودھا کے طور پر بھی علمی وادبی اور تنظیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔گوناں گوں مصروفیات اور کثیر پہلوی ذوق کی وجہ سے وہ اپنی تصانیف وتالیف کو وہ توجہ نہیں دے پاتے جس کی بدولت تصانیف وتالیفات سند کا درجہ پاتی ہیں۔ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔کثرتِ مطالعہ کی بدولت ان کی مختلف منابع و مآخذ تک رسائی ہے۔وہ مختلف موضوعات پر علمی وادبی مواد کی دستیابی کے سلسلے میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان کی یہ تصانیف وتالیفات محققین وناقدین کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ان سے مستند اور تحقیقی کتب تصنیف وتالیف کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

10۔ دانائے راز

(اقبال کی ایک دوبیتی اور چار کتابیں)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ)، ''دانائے راز'' ماہنامہ ادبی دنیا لاہور کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ارمغانِ حجاز کی دو عدد دوبیتیوں اور زبورِ عجم کے ایک شعر میں ''دانای راز'' کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔ اس ترکیب پر علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے بارے میں اردو اور فارسی میں دو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح ان میں سے ایک دوبیتی کی دیگر تین تراکیب (سرودِ رفتہ، نسیمی از حجاز اور روزگار ایں فقیری) کے استعمال سے ایک مقالہ اور دو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس ضمن میں وہ بہت دلچسپ انداز سے بیان کرتے ہیں:

''علامہ اقبال مرحوم کی مندرجہ ذیل دوبیتی (ارمغانِ حجاز صفحہ ۱۴) بالاتفاق ان کا آخری کلام بتائی جاتی ہے:

سرود رفتہ باز آید کہ نہ آید؟ نسیمی از حجاز آید کہ نہ آید؟
سر آمد روزگار ایں فقیری دگر دانای راز آید کہ نہ آید؟

مگر معنوی طور پر ارمغانِ حجاز میں اس کے بعد درج ہونے والی یہ دوبیتی تتمۂ مطالب معلوم ہوتی ہے:

اگر می آید آں دانای رازی بدہ او را نوای دل گدازی
ضمیر امتاں را می کند پاک کلیمی یا حکیمی نے نوازی

علامہ مغفور کی محولہ بالا آخری دوبیتی اگرچہ ان کی اپنی ذاتِ کریمانہ کے بارے میں ہے، مگر اُس میں ایسی پرزور تراکیب استعمال ہوئی ہیں کہ ان کے استعمال سے موصوف کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق جناب ڈاکٹر قاسم رسا کے مشہور مقالے ''نسیمی از حجاز'' (مشمولہ مجلّہ دانشکدہ ادبیات دانشگاہ مشہد کے علاوہ اس دوبیتی کی تراکیب کے زیرِ اثر مندرجہ ذیل کتابوں کی اسم گزاری کی گئی ہے:

۱۔ سرودِ رفتہ مؤلفہ مولانا غلام رسول مہر و صادق علی دلاوری (لاہور ۱۹۵۹ء) اس کتاب میں اقبال کے اُردو و فارسی کے اس کلام کو جمع کیا گیا ہے جو ان کے مروجہ مجموعہ ہائے کلام میں شامل نہیں ہے۔ اقبال کے کلام کی بعض ترمیمیں بھی دلپذیر انداز میں پیش کی گئی ہیں۔

۲۔ روزگارِ فقیر کی مجلّات جسے فقیر سید وحید الدین مرحوم نے بڑی ارادت و عقیدت کے ساتھ جمع کیا اور دیدہ زیب صورت میں شائع کروایا ہے۔

۳۔ دانائے راز (اُردو) مؤلفہ واجد رضوی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء اڑھائی سو صفحات کی حامل یہ کتاب مؤلف کے سات مقالات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض ریڈیو سے نشر بھی ہوئے ہیں۔ مقالات بیشتر ارمغانِ حجاز کے مطالب کی توضیح و تبیین پر مشتمل ہیں۔

۴۔ دانای راز (فارسی) مؤلفہ احمد احمدی بیرجندی، پروفیسر دانشگاہِ مشہد۔ یہ کتاب ۱۳۴۹ش مطابق ۱۹۷۰ء میں چھپی اور پاکستان میں ابھی ناشناختہ ہے۔ آزاد کشمیر کے ایک فاضل جناب صابر آفاقی صاحب نے تہران سے کتاب کی ایک جلد مجھے ارسال کی ہے اور ان سطور کی نگارش سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اس کتاب کے مطالب کو مختصر طور پر متعارف کروا دیا جائے۔ یہاں اس امر کی توضیح کر دی جائے کہ مؤلف نے کتاب کے نام

کی خاطر مندرجہ بالا دو بیتی کے علاوہ، علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل شعر (زبور عجم صفحہ ۱۳۔ا) کو پیشِ نظر رکھا ہے:

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات تا ز بزمِ عشق یک ''دانای راز'' آید برون

کتاب کا سرورق علامہ کی تصویر اور منقولہ بیت سے مزین ہے۔ (۳۷۲)

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ''دانای راز'' تقریباً ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مشہد یونیورسٹی کے نامور استاد ڈاکٹر غلام حسین صدیقی نے ''ماہتابی در شام شرق'' کے عنوان سے کتاب پر ایک بصیرت افروز مقدمہ لکھا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے پاورقی میں وضاحت کر دی ہے کہ کتاب کے مقدمے کا عنوان، پیامِ مشرق صفحہ ۲ کے اس شعر سے ماخوذ ہے۔

در جوابش گفتۂ ام پیغامِ شرق ماہتابی ریختم بر شامِ شرق (۳۷۳)

مقدمے میں استاد ڈاکٹر غلام حسین صدیقی لکھتے ہیں کہ اقبال نے شرق و غرب کو سمجھنے کا حق ادا کیا اور ان دونوں نقاطِ اَبعد کو قریب تر لانے کی کوشش کی ہے۔ فکر و ہنر، دونوں میں اقبال نے ابتکارِ جدت دکھائی اور اپنی مستقل حیثیت منوائی اور منوا رہا ہے۔ (۳۷۴)

کتاب کے مؤلف نے آٹھ صفحے کا ایک دیباچہ لکھا اور فکرِ اقبال میں اپنی مسلسل بڑھتی ہوئی دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کو انھوں نے مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا ہے:

حیاتِ اقبال، اقبال شاعر ہے یا فلسفی؟ اقبال اور اسلام، شرق و غرب، توحید، حبِ رسول ﷺ، مساوات و حریت کا درس، قرآن مجید سے شغف، تربیتِ خودی، انفاس بزرگاں سے استفادہ، انحطاط مسلماناں، شاعری، نتیجہ گفتار۔

کتاب کا آخری حصہ کلامِ اقبال کے انتخاب پر مشتمل ہے جس میں ان کی منظوم تالیفات کی مختلف شعری اصناف کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ (۳۷۵)

فاضل مؤلف نے علامہ موصوف کی شاعری کی لفظی و معنوی مطابقت سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ باجود اظہارِ اعتذار، اقبال الفاظ کے حُسنِ انتخاب میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ کہیں کہیں معانی کی بلندی، الفاظ کا ساتھ نہیں دے سکی، اس کے باجود ان کے اکثر کلام میں لفظ و معنی کی یگانگت نظر آتی ہے۔ قدرتِ زبان کے مظہر ان کے کلام میں سادگی اور زورِ بیان، حلاوت اور زیبائی کے حامل اشعار کی کمی نہیں۔ کلام کا بیشتر حصہ سبکِ عراقی کا آئینہ دار ہے اس کے باوجود اصفہانی ہندی کے نمونے بھی مل جاتے ہیں۔ (۳۷۶)

حاصل کلام: ۔ کتاب ''دانای راز'' کے محاسن کے اجمالی جائزہ کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''دانائے راز'' بہر حال اقبال کو متعارف کروانے کی خاطر ایک مفید کوشش ہے۔ اقبال کے بعض پسندیدہ موضوعات کو مولف نے بانداز خاص بیان کیا اور ان کی شعر و شاعری کے بارے میں مؤثر تجزیہ پیش کیا ہے۔ حسنِ طباعت اور خاص اشعار کو bold letters میں چھپوانا اس کتاب کی ایک اور خصوصیت ہے۔ منتخبہ اشعار کے حواشی بھی جالب توجہ ہیں۔ ہر باب کے آغاز میں اقبال کے ایسے اشعار کو زینت گفتار بنایا گیا ہے جو مناسب حال ہیں۔ مثلاً:

ے ساز تقدیرم و صد نغمۂ پنہاں دارم ہر کجا زخمۂ اندیشہ رسد تارِ من است (۳۷۷)

ے آنچہ گفتم از جہانی دیگر است ایں کتاب از آسمانی دیگر است

بر جواناں سہل کن حرف مرا بہر شان پایاب کن ژرفِ مرا (۳۷۸)

ـ در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست ہمچو مردان جان سپردن زندگیست (۳۷۹)

ـ جانِ ما را لذت اندر جستجوست شعر را سوز از مقام آرزوست (۳۸۰)

تبصرہ از مقالہ نگار: ۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد احمدی کی کتاب ''دانای راز'' (فارسی) کے مندرجات پر سیر حاصل، مدلل اور جامع تبصرہ پیش کیا ہے۔انھوں نے صرف ایک جگہ مصنفِ کتاب (احمد احمدی) سے معمولی سا اختلاف کیا ہے۔احمد احمدی لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں سبکِ ہندی یا اصفہانی کا سایہ نمانظر آتا ہے۔مثلاً زبورِ عجم کے مندرجہ ذیل اشعار دیکھیں ۔

ـ نگاہِ خویش را از نوکِ سوزن تیز تر گردان چو جوہر در دلِ آئینہ راہے می تواں کردن
دریں گلشن کہ بر مرغِ چمن راہِ فغاں تنگ است باندازِ کشودِ غنچہ آہے می تواں کردن (۳۸۱)

ـ شررِ پریدہ رنگم ، مگذر ز جلوۂ من کہ بتاب یک دو آنے تبِ جاودانہ دارم
نگنم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم بسراغِ صبحِ فردا روشِ زمانہ دارم (۳۸۲)

ـ ازاں برخویش می بالم کہ چشمِ مشتری کوراست متاعِ عشق نافرسودہ ماند از کم روائی ہا (۳۸۳)

ـ دریں میخانہ ہر مینا ز بیمِ محتسب لرزد مگر یک شیشۂ عاشق کہ از وے لرزہ بر سنگ است (۳۸۴)

ـ خودی را پردہ میگوئی؟ بگو! من با تو ایں گویم مزن ایں پردہ را چاکے کہ دامانِ نگہ تنگ است (۳۸۵)

ـ آمیختم نفس بہ نسیمِ سحر گہی! گشتم دریں چمن بہ گلاں نانہادہ پائے (۳۸۶)

ـ اگر یک یوسف از زندانِ فرعونے بروں آید بغارت می تواں دادن متاعِ کاروانے را (۳۸۷)

مذکورہ بالا اشعار لکھنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض، احمد احمدی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ہم نے نو کے نو شعر نقل کر دیے جن پر مؤلف موصوف کو سبکِ ہندی کا شائبہ دکھائی دیا۔وہ اہلِ زبان ہیں اور قضاوت (رائے دینے) کا حق رکھتے ہیں مگر ہمارا ادنیٰ ذوق ان میں سے صرف تین شعروں کے بارے میں ان سے متفق ہوسکتا ہے۔''(۳۸۸)

زیرِ تبصرہ مضمون میں تمام فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔دیے گئے اشعار میں متنی اغلاط بھی پائی جاتی ہیں۔چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں ۔

درست متن بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی	**مضمون ''دانائے راز'' میں دیے گئے اشعار**
سُرودِ رفتہ باز آید کہ نہ آید؟	ـ سرود رفتہ باز آید کہ نہ آید
نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید؟	نسیمی از حجاز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے	سر آمد روزگار ایں فقیری
دگر دانائے راز آید کہ نہ آید؟ (۳۹۰)	دگر دانای راز آید کہ نہ آید (۳۸۹)

مندرجہ بالا اشعار میں استفہامیہ علامت (؟) نہیں دی گئی جبکہ اصل متن میں یہ علامت دی گئی ہے۔

اگر می آید آں دانائے رازے	اگر می آید آں دانای رازی
بدہ او را نوائے دل <u>گدازے</u>	بدہ او را نوای دل <u>گذاری</u>

ضمیر امتّاں را می کند پاک ضمیرِ اُمتّاں را می کند پاک
کلیمی یا حکیمی نے نوازی (۳۹۱) کلیمے یا حکیمے نے نوازی (۳۹۲)

مندرجہ بالا اشعار میں خط کشیدہ الفاظ، درست متن کے مطابق نہیں ہیں۔

بحیثیت مجموعی جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد احمدی کی کتاب ''دانای راز'' (فارسی) کا اس کے مطالب اور محاسن کے حوالے سے مختصر مگر جامع تعارف کرایا ہے جس کی مدد سے معلوم ہوتا ہے کہ ''دانای راز'' فکر اقبال کی درست ترجمانی پر مشتمل ایک دلچسپ، مفید اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔

قابلِ تحقیق امور:۔ مضمون کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''کلامِ اقبال کی مقبولیت، فارسی زبان والے ممالک میں بڑھ رہی ہے اور جیسا کہ ''دانائے راز'' کے مندرجات سے بھی واضح ہے، لوگ اقبال کے سوز وساز اور فکر وفن کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں علامہ اقبال پر فارسی میں کتابیں لکھنے اور ان کے اُردو کلام کو فارسی میں منتقل کرنے کی ضرورت کا احساس تیز تر ہو جانا چاہیے۔''(۳۹۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کی مندرجہ بالا رائے عین درست اور گراں قدر ہے۔ اس امر پر تحقیق کی ضرورت ہے کہ علامہ اقبال کے اردو کلام کا فارسی میں کس قدر ترجمہ ہو چکا ہے؟ ترجمے کا معیار کیا ہے؟ کلامِ اقبال کی اردو سے فارسی میں ترجمے کی کس قدر گنجائش موجود ہے؟ علامہ اقبال پر اب تک لکھی گئی فارسی کتب کا معیار کیا ہے اور ان میں سے کن کتب کا اردو میں ترجمہ ہونا چاہیے؟ اس کے علاوہ مقتدرہ اداروں اور افراد کو چاہیے کہ ''دانای راز'' اور اسی طرح کی دیگر کتب کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کا اہتمام بھی کریں۔ یہ ترجمہ سہل اور عام فہم ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ ثقافتِ اسلامی ادارہ برائے ترقی اردو اور اکادمی ادبیات جیسے اداروں کو فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔

11۔ زندہ رُود

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۶، شمارہ ۴، اشاعت ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی کتاب ''زندہ رُود''، مطبوعہ ۱۹۷۹ء کا قدرے مفصل اور جامع تعارف کرایا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''زندہ رُود، حیات اقبال کا تشکیلی دور'' سے قبل علامہ اقبال کے فرزند جسٹس اقبال جاوید کی دو کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں: ''نظریۂ پاکستان اور اس پر عمل درعمل'' اور ''مئے لالہ فام'' (مجموعہ تقاریر ومضامین)۔ اب ''زندہ رُود، حیاتِ اقبال کا تشکیلی دور'' منظرِ عام پر آئی ہے۔ ''زندہ رُود'' سے مراد ہے ''جوئے رواں''۔ ''جاوید نامہ'' میں رومی سید جمال الدین افغانی سے فرماتے ہیں کہ یہ نام انھوں نے امتزاجاً اقبال کر دیا ہے۔

اس کتاب میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے والد بزرگوار کی ابتدائی کوئی آدھی عمر (۹ نومبر ۱۸۷۷ء تا ۲۷ جولائی ۱۹۰۸ء تک) کے حالات وکوائف محققانہ انداز میں بیان کیے ہیں۔ ٹائٹل کے صفحے پر اقبال کی ایک نادر تصویر ہے۔ کتاب کے ابتدائیہ اور انتہائیہ میں دونوں طرف شجرۂ نسب خاندانِ اقبال ملتا ہے۔ کتاب کے سات ابواب ہیں۔ تمام ابواب کے مآخذ ومنابع کتاب کے آخر پر یکجا (صفحہ ۱۳۹ تا آخر) دیے گئے ہیں۔ کوئی بات بے مآخذ و دلیل نہیں لکھی گئی۔ اکثر حوالے نئے مآخذ سے ہیں اور ایک ہی مآخذ سے ماخوذ باتیں بہت کم ہیں۔

کئی حوالوں کے ذیل میں مصنف نے بعض توضیحات وتصریحات بھی پیش کی ہیں۔ ابواب، عنوانات اور ان میں مرقوم حوالوں کی تعداد ملاحظہ فرمائیں۔ عنوانات سے ان ابواب کے مندرجات سمجھے جا سکتے ہیں۔ ابواب کے ساتھ ان میں مرقوم حوالوں کی تعداد سے مصنف کی محنت کا اندازہ ہوتا ہے۔

باب اول:	سلسلۂ اجداد	۲۴ حوالہ جات
باب دوم:	خاندان سیالکوٹ میں	۲۳ حوالہ جات
باب سوم:	تاریخ ولادت کا مسئلہ	۶۴ حوالہ جات
باب چہارم:	بچپن اور لڑکپن	۶۵ حوالہ جات
باب پنجم:	گورنمنٹ کالج لاہور	۳۱ حوالہ جات
باب ششم:	تدریس وتحقیق	۶۱ حوالہ جات
باب ہفتم:	قیامِ یورپ	۴۶ حوالہ جات

باب اول میں اقبال کے سلسلۂ اجداد کے سلسلے میں تحقیق پیش کی گئی ہے۔ اقبال کے ایک جد امجد بابا لول حاج کشمیری چودھویں صدی عیسوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ ان کے بعد نامعلوم پشتوں کے بعد شیخ اکبر گزرے ہیں۔ ان کے بعد کی چند پشتیں نامعلوم ہیں۔ ان کے بعد شیخ جمال الدین کا ذکر آتا ہے۔ شیخ جمال الدین کے بیٹے کا نام محمد رفیق تھا۔ اقبال کے والد شیخ نور محمد، محمد رفیق کے بیٹے تھے۔

دوسرے باب میں اجدادِ اقبال کی کشمیر سے سیالکوٹ ہجرت کر آنے اور یہاں متمکن ہو جانے کا ذکر ہے۔

تیسرے باب میں اقبال کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں مختلف روایات کے تجزیے کے بعد حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اقبال جمعۃ المبارک کے دن ۳ ذی قعدہ ۱۲۹۴ھ/ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔

چوتھے باب میں اقبال کے بچپن، لڑکپن اور ابتدا سے انٹرمیڈیٹ تک ان کے تعلیمی دور کا محققانہ بیان ملتا ہے۔ اقبال نے محلّہ شوالہ سیالکوٹ کی مسجد میں مولانا ابو عبیداللہ غلام حسن سے درس لینے کا آغاز کیا تھا۔ بعد میں وہ سید میر حسن کے مکتب میں اور پھر ان ہی کے توسط سے اسکاچ مشن سکول میں داخل ہوئے جہاں سے انھوں نے مڈل، میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے عمومی امتحانات پاس کیے اور ۱۸۹۵ء میں بی اے کی کلاسوں میں داخلہ لینے سیالکوٹ سے لاہور آ گئے۔

چوتھے باب میں اقبال کی پہلی شادی کا بھی ذکر ہے۔ ۴ مئی ۱۸۹۳ء کو جب اقبال کے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کر جانے کی خبر سیالکوٹ میں گردش کر رہی تھی، اس روز ان کی یہ شادی ہوئی۔ شادی کے وقت ان کی عمر سولہ سال تھی اور کریم بی بی، جن سے ان کی شادی ہوئی، کی عمر انیس سال تھی۔ اس بیوی سے اقبال کی ایک انیس سالہ بیٹی معراج بیگم ۱۹۱۵ء میں انتقال کر گئی تھی۔ اقبال کے بڑے صاحبزادے آفتاب اقبال بھی اسی خاتون کے بطن سے تھے۔ کریم بی بی کا اکیاسی سال سے زائد عمر میں حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔

پانچویں باب میں گورنمنٹ کالج میں اقبال کی چار سالہ تعلیمی زندگی کا ذکر ہے۔

چھٹا باب یورپ جانے سے قبل ان کی تدریس و تحقیق کے امور کو محیط ہے۔

آخری ساتواں باب اقبال کے یورپ میں قیام اور ان کے قانون اور فلسفے کی اعلیٰ تعلیم سے متعلق ہے۔

اس کتاب میں بعض ضمنی امور پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مختلف ابواب میں زیرِ بحث لائے گئے اہم ضمنی موضوعات یہ ہیں:

باب اول، وادی جموں و کشمیر کی تاریخ پندرھویں صدی سے انیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک۔ باب دوم: اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی برصغیر میں اور سکھوں کی صوبہ پنجاب اور کشمیر میں کارستانی۔ باب چہارم: برصغیر میں سید احمد خاں کی ترقی، تعلیم اور احیائے مسلمین کی تحریک۔ باب ششم: اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسویں میں عالمِ اسلام کی حالت اور سید جمال الدین افغانی کی اتحاد بین المسلمین کی تحریک۔

یہ ضمنی عالمانہ بحثیں کئی کئی صفحات پر محیط ہیں۔ ۱۹۰۸ء تک شائع ہونے والی اقبال کی کتابوں، ''علم الاقتصاد'' (۱۹۰۴ء) اور ''ایران میں فلسفۂ مابعدالطبیعات کا ارتقاء'' (۱۹۰۸ء) نیز ان کے بعض مقالوں پر فاضل مصنف نے بڑے عمدہ تبصرے کیے ہیں۔

اس کتاب کی کتابت عمدہ ہے۔ اس میں کچھ متنی اغلاط رہ گئی ہیں۔ مثلاً سر سید احمد خاں کی کتاب ''بستان الکلام'' دو جگہ ''ط'' کے ساتھ مرقوم ہے۔ ''عبداللطیف'' میں ایک ''ل'' ملتا ہے۔ سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایسی عمدہ کتاب اشاریے کے بغیر ہے۔ (۳۹۴)

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے اس مضمون میں بطور کلام لکھتے ہیں کہ مجموعی لحاظ سے جو معلومات اقبال کے احوال و

آثار کے سلسلے میں ''زندہ رُود'' میں ملتی ہیں، وہ کسی دوسری تصنیف میں یکجا نہیں ملتیں۔ اکثر اقبال شناس اور محققین بھی اس کتاب سے مستفید ہوں گے اور ان کو فرزندِ اقبال کے ذاتی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں علامہ مغفور کے بارے میں بعض نئی باتیں یقیناً معلوم ہوں گی۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے زیرِ تبصرہ مضمون میں لکھتے ہیں:

''.....اکثر کتابوں میں آج کل بریکٹوں میں مطالب لکھنے اور حوالہ دینے کے سلسلے میں عجیب بے ربطی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس معاملے میں بڑا اتعادل و توازن دکھایا ہے.... ''(۳۹۵)

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے اکثر مقالات و مضامین میں اور اس مضمون میں بھی الگ سے حوالہ جات و حواشی کا اہتمام نظر نہیں آتا۔ انھوں نے اپنے اس مضمون میں حوالہ جات اور مفاہیم بریکٹوں میں دیے ہیں۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:

''زندہ رُود'' علامہ اقبال کا دراصل فکر انگیز مستعار نام ہے جس سے یہ 'جاوید نامہ' کے معتدبہ حصے (فلکِ عطارد تا خاتمہ آنسوئے افلاک) میں موسوم رہے ہیں۔''(۳۹۶)

''..... کتاب کے سات باب ہیں اور سب ابواب کے مآخذ و منابع آخر میں یک جا (صفحہ ۱۳۹ تا آخر) دیے گئے ہیں..... ''(۳۹۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب ''زندہ رُود'' کی چند متنی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ باوجود احتیاط کے اکادکا متنی اغلاط متن میں رہ ہی جاتی ہیں۔ کمپوزنگ اور پروف خوانی اگر بھرپور توجہ اور احتیاط سے نہ کی جائے تو متن میں کافی اغلاط نظر آتی ہیں جس سے تحریر کا حُسن اور معیار دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں اسی طرح کی کچھ متنی اغلاط نظر آتی ہیں۔ مثلاً ''تقاریز'' کی جگہ پر ''تعازیز'' لکھا ہوا ہے۔ کہیں جمع کے بجائے واحد اسم استعمال ہوا ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا اقتباس میں ''سات ابواب'' کے بجائے ''سات باب'' لکھا ہوا ہے۔ علامہ اقبال کا پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ''ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء'' ۱۹۰۸ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا تھا مگر مضمون میں اس کا سنِ تکمیل ۱۸۰۸ء درج ہے۔ اسی طرح مضمون میں لکھا ہے کہ ''بابا لول حاج کشمیری چودھویں صدی عیسوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے''۔ جبکہ ''زندہ رُود'' کے ۲۰۰۸ء کے ایڈیشن میں لکھا ہے کہ بابا لول حاج پندرھویں صدی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔(۳۹۸)

زیرِ تبصرہ مضمون میں ''زندہ رُود (جلد اول)'' پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے جو کہ ۱۹۷۹ء میں طبع ہوئی تھی۔ اس کی جلد دوم، ''حیاتِ اقبال کا وسطی دور'' ۱۹۸۱ء میں اور جلد سوم، حیاتِ اقبال کا اختتامی دور ۱۹۸۴ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے شائع ہوئیں۔ تینوں جلدیں اکیس ابواب پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد سات ابواب اور ۱۶۰ صفحات، دوسری جلد سات ابواب اور ۱۷۶ صفحات اور تیسری جلد بھی سات ابواب اور ۴۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ تینوں جلدوں کے کل صفحات ۷۷۴ ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں بھی شائع ہوگئی ہے۔ سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور سے اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۴ء اور دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا تھا۔

''زندہ رُود'' کے ہر ایک باب کے آخر پر 'مآخذ' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں مگر کتاب کے آخر پر ''مآخذ و مصادر'' کی فہرست نہیں دی گئی۔ ''مآخذ و مصادر'' کی فہرست سے بآسانی علم ہو سکتا تھا کہ تحقیق و تنقید کی بنیاد بننے والی کتابیں بنیادی اور اولین مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں یا کہ ثانوی مآخذ کی۔ ''زندہ رُود'' میں ''اقبال کے عقائد'' اور ''اقبال

بطور وکیل'' کے ابواب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ دینی و مذہبی لحاظ سے علامہ اقبال کے افکار کے بارے میں کئی اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔انھیں احمدیت کا حامی قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ان کی قرآن فہمی پر اعتراضات کیے گئے۔ یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ وہ حدیث کے قائل نہیں تھے اور صرف قرآن کو حجت تسلیم کرتے تھے۔ علامہ اقبال خود اپنے عقائد کے بارے میں ایک کتاب ''Islam As I Understand It'' کے عنوان سے لکھنا چاہتے تھے۔اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۲۸ء میں ایک بنیادی خاکہ بھی تیار کیا تھا۔ اور ۱۹۳۸ء تک اس پر کام کرتے رہے۔ انھوں نے اس ضمن میں خان نیاز الدین خان اور مولانا مودودی سے خط و کتابت بھی کی۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (م: ۱۹۹۸ء) نے اپنی کتاب ''ارمغانِ اقبال'' میں اس خاکے کی تمام جزئیات اور تفاصیل بیان کی ہیں۔ ''زندہ رُود'' میں اس موضوع پر ایک باب شامل ہونا چاہیے تھا۔ اگر اس موضوع پر الگ سے کتاب بھی لکھی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔

''زندہ رُود'' میں ''اقبال اور احمدیت'' کے موضوع پر قریباً چالیس پچاس صفحات لکھے گئے ہیں۔ ان کے جواب میں شیخ عبدالماجد نے قریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل کتاب بطور تردید لکھ دی۔ ''زندہ رُود'' کی بعد کی اشاعتوں میں شیخ عبدالماجد کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا جانا چاہیے تھا۔ ''زندہ رُود'' کے جتنے بھی ایڈیشن شائع ہوئے انھیں نظر ثانی سے بہتر نہیں بنایا گیا۔ ''زندہ رُود'' کے ۲۰۰۸ء کے ایڈیشن کو ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے دیباچے میں ''نظر ثانی شدہ ایڈیشن'' تصور کیا ہے۔ اس میں اتنی نظر ثانی کی گئی ہے کہ اسلام آباد کے میاں غلام قادر نے اس کی جن اغلاط کی نشاندہی کی تھی انھیں درست کر دیا گیا۔ ''زندہ رُود'' کے علمی و ادبی اور تحقیقی معیار کو بہتر بنانے کی کافی گنجائش موجود تھی مگر اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ (۳۹۹)

تحقیق طلب امور: ۔اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل کی سطح پر ''علامہ اقبال کی سوانح عمریوں کا تحقیقی جائزہ (مطبوعہ ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۸ء)'' کے عنوان کے تحت ۱۹۹۳ء میں اور ''زندہ رُود کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' کے عنوان سے ۲۰۰۲ء میں اس کتاب پر تحقیقی کام ہو چکا ہے جسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے، آئندہ اشاعت میں اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

12۔کلیاتِ اقبال اردو/ کلیاتِ اقبال فارسی

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) اقبال اکادمی کے مجلّے ''اقبالیات اردو'' کی اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء کے صفحہ نمبر ۱۵ تا ۶۵ پر طبع ہوا تھا۔اس مضمون کی ابتدا میں دونوں کلیات کی طباعت سے متعلقہ معلومات تحریر کی گئی ہیں۔اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ کے اشعار کے حوالے سے زمانِ حقیقی (زمانِ خالص) اور زمانِ غیرِ حقیقی (زمانِ اعتباری و زمانِ ارضی، ریاضیاتی زمان، سلسلۂ روز و شب پر مشتمل زماں) کا ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ زمانِ اعتباری سلسلۂ روز و شب پر مشتمل ہے۔اسے مدنظر رکھتے ہوئے لوگ گزشتہ، حال اور مستقبل کی صدی پر غور و فکر کرتے رہے ہیں، اگر چہ

زمانہ ایک ، حیات ایک ،کائنات بھی ایک دلیل کم نظری قصہ جدید و قدیم (۴۰۰)

علامہ اقبال قرآن مجید کی تعلیمات سے خصوصی وابستگی رکھتے تھے۔ماضی، حال اور مستقبل، سب پر ان کی گہری نگاہ تھی۔اسی لیے انھوں نے خود کو شاعرِ فردا (مستقبل کا شاعر) قرار دیا تھا

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ (۴۰۱)

نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم من نوائے شاعرِ فرداستم! (۴۰۲)

علامہ اقبال کی شاعری بیسویں صدی عیسوی کے تقریباً ابتدائی چالیس برس پر محیط ہے۔ان کے افکار کی وسعت، عالمگیری اور جہانگیری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم عصر شعرا نے اس صدی کو 'عصرِ اقبال'' قرار دیا ہے۔کلامِ اقبال، فکرِ اقبال کا ترجمان ہے۔فکری، علمی، ادبی، سماجی و مذہبی اہمیت کے پیشِ نظر یہ بار بار شائع ہوتا رہا ہے۔اس ضمن میں نیشنل بک فاؤنڈیشن اور اقبال اکادمی پاکستان کے اشتراک سے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کو متنی ترتیب میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ 1991ء میں شائع کیا گیا ہے۔ان کلیات کی اشاعت نو علمی و ادبی نقطہ نظر سے ایک اہم پیش رفت ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض مزید لکھتے ہیں کہ دونوں کلیات معاصر خطاطی کے اعلیٰ نمونوں کے آئینہ دار ہیں۔جلدیں بھی مجلّل اور مستحکم ہیں اور کاغذ نفیس ہے۔صفحہ بندی میں کلیات کے اور ہر انفرادی کتاب کے صفحے جدت آمیزی سے ہر ورق کے وسط میں لگائے گئے ہیں۔

ابتدا میں ایک صفحہ علامہ اقبال کے اعتذار و انکسار کا آئینہ دار ہے۔حضرت علامہ نے لکھا ہے کہ وہ خاص مقاصد کی تکمیل کی خاطر نغمہ سرا ہوئے ہیں۔بعد کے سات صفحات عالمی مشاہیر کی آراء اور حضور اقبال ان کے خراجِ عقیدت کے اقتباسات پر مشتمل ہیں۔اردو کلیات میں یہ اقتباسات بزبانِ اردو ملتے ہیں اور فارسی کلیات میں فارسی ترجمے کی صورت میں۔یہاں مشاہیر کا خراجِ عقیدت نثر و نظم میں ملتا ہے۔ان میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح' علامہ سید سلیمان ندوی' ڈاکٹر علی شریعتی' ملک الشعراء بہار' مولانا عبدالماجد دریا بادی' مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور ڈاکٹر عبدالوہاب عزام کے ارشادات دیکھے جاسکتے ہیں۔راقم الحروف فارسی کلیات کی اشاعت کے سلسلے میں شریکِ تعاون بھی رہا۔(۴۰۳)

کلیاتِ اقبال اردو:۔اس کے مجموعی صفحات ۷۵۶ ہیں اور تعداد اشاعت ۳۵۰۰ ہے۔اس کے اندرونی صفحے پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے کلمات مبارک ہیں اور صفحے کے دوسری طرف نظم ''ذوق و شوق'' کا بند پنجم' جو نعتیہ ابیات پر مشتمل ہے اور

اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

لوح بھی تُو ، قلم بھی تُو ، تیرا جود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (۴۰۴)

تحریرِ اقبال کے عکس مختلف حصوں اور نظموں کے آغاز میں یا بالمقابل شائع ہوئے ہیں مگر جہاں عکس اور مطبوعہ متن کی رونمائی آمنے سامنے ہوئی، وہاں حسنِ طباعت نے ذوقِ نظر سے خراج تحسین وصول کر ہی لیا مثلاً نظم ''بلادِ اسلامیہ'' کے آغاز میں جو بانگِ درا حصہ سوم کی پہلی نظم ہے، اسی حصے کی غزلیات کے آغاز میں، بالِ جبریل کے سرنامے اور رباعیات کے شروع میں اور ضربِ کلیم نیز ارمغانِ حجاز حصہ اردو کے آغاز میں۔ ارمغانِ حجاز کے فارسی حصے کی طرف توجہ دلانے کی خاطر شروع کے ایک صفحے کو ارمغانِ حجاز کے مسودے کے ابتدائی صفحے کے عکس سے مزین کیا گیا ہے۔

کلیاتِ اقبال اردو کی فہرس مضامین، اس کے حواشی اور اشارات علامہ اقبال کے زیرِ نگرانی شائع ہونے والی کتب کے سے ہیں۔ متن کی اصلاح اور اس کے درست طبع ہونے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ایک مفید اضافہ غزلیات، رباعیات اور قطعات وغیرہم کی فہرست بندی اور ہر غزل، رباعی یا قطعے وغیرہ کے مصرع اول کا درج کرنا ہے۔ علامہ مرحوم نے رباعیات یا اصطلاحاً دوبیتیوں کو بے عنوان ہی درج کیا تھا۔ غزل کو شاذ ہی غزل کا عنوان دیا تھا۔ یہی حال قطعات کا تھا۔ کلیاتِ اقبال کا یہ اہتمام قابلِ ستائش ہے کہ اب غزل، دوبیتی یا رباعی اور قطعہ صنفی عنوان ہی سے مزین نہیں بلکہ ہر اس جداگانہ تخلیق کا مصرع اول مکمل طور پر فہرست میں مرقوم ہے۔ اس جدت سے فہرست عناوین تو طویل ہوگئی لیکن حوالے کا کام اور آسان ہوگیا۔ بانگِ درا حصہ اول میں ۱۳ غزلیں، حصہ دوم میں ۷ غزلیں اور حصہ سوم میں بشمول ظریفانہ کلام ۳۰ قطعے اور ۸ غزلیں ہیں۔ بالِ جبریل میں نظموں کے عنوان تھے تاہم کتاب بے فہرست ہی رہی۔ اب اس کے دونوں حصوں کی ۷۷ غزلوں کو مشخص کیا گیا۔ ۴ قطعوں اور ۴۲ دوبیتیوں کے مصرع ہائے اولیٰ درج کیے گئے۔ یوں صفحہ ۳۲۹ سے ۳۴۲ تک ۱۵ صفحے اس کتاب کی طویل فہرست پر محیط ہوگئے، البتہ ضربِ کلیم کی پہلے سے فہرست موجود تھی۔ اس کتاب میں کل ۴ غزلیں ہیں۔ ۲۰ قطعے یا غزل نما قطعات ''محراب گل افغان کے افکار'' کے عنوان سے ہیں۔ فہرست میں ان غزلوں اور قطعوں کے پہلے مصرعوں کے ۲۴ نئے اندراج کیے گئے ہیں۔ ارمغانِ حجاز حصہ اردو کے داخل کتاب عنوانات کی فہرست بندی کی گئی ہے نیز ۱۳ رباعیات (دوبیتیوں) اور ۱۹ قطعات یا غزل پاروں کے پہلے مصرعوں کو فہرست عنوانات میں پہلی بار شامل کیا گیا ہے۔ (۴۰۵)

''بالِ جبریل'' کا پہلا مجوزہ عنوان ''نشانِ منزل'' تھا۔ چونکہ علامہ اقبال کو منزل کا جمود اور ٹھہراؤ پسند نہ تھا، اس لیے انھوں نے روح الامین، حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نسبت سے اس کا عنوان ''بالِ جبریل'' رکھا۔ اسی طرح علامہ اقبال، ''ضربِ کلیم'' کا نام ''صورِ اسرافیل'' رکھنا چاہتے تھے مگر بعد میں اپنے افکار کی بہتر نمائندگی کے لیے انھیں ''ضربِ کلیم'' کا عنوان پسند آیا۔

کلیاتِ اقبال فارسی: ۔کلیات اقبال فارسی کے مجموعی صفحات ۸۶۸ ہیں اور تعداد اشاعت وہی ساڑھے تین ہزار نسخے۔ اس کے خطاط یا خوش نویس ایران کے امیر فلسفی ہیں۔

علامہ اقبال کا فارسی کلیات گزشتہ ربع قرن کے دوران تین چار ایرانی ناشروں نے شائع کروایا اور عنوانات کی فہرست بندی بھی کی، تاہم موجودہ کلیات کی فہارس اور عناوین زیادہ ذوق پرور اور سہولت آمیز ہیں۔ اپنی دونوں مثنویاں

''اسرارِ خودی'' اور ''رموزِ بے خودی'' علامہ مرحوم نے خود ہی یکجا کر دی تھیں لہٰذا انھیں یکجا ہی رکھا گیا اور ان کی فہرست بھی مشترکہ اور جدا گانہ لکھی گئی ہے۔ بالمقابل مسودے کی رو سے عکسی طباعت مظہر ہے کہ شاعر نے ان مثنویوں کی ترتیب میں پس و پیش کیا تھا اور مثنوی ''اسرارِ خودی'' کا پہلا نام ''پیامِ سروش'' تھا۔ یاد رہے کہ زرتشتی مذہب کا سروش ہمارے ہاں کے جبرئیل سے ملتا جلتا ہے۔

دیوان ''پیامِ مشرق'' کی فہرست پہلے سے متداول تھی۔ ۱۶۳ رباعیات (دوبیتیوں) اور ۴۵ غزلوں کے آغاز یہ مصرعے پہلی بار شائع کر کے فہرست جامع بنائی گئی ہے۔ ابتدائی دیوان میں اقبال کے انگریزی نوٹس اور ہر حصے میں تحریر اقبال کے عکسی چاپ دیے گئے ہیں۔ کتاب کے اردو دیباچے کا فارسی ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے تاکہ وہ فارسی دانوں کے لیے قابلِ فہم ہو۔ کتاب کے آخری حصے ''خردہ'' میں ۱۴ نکات ہیں۔ اس حصے کی بھی اگر فہرست بندی کر دی جاتی تو بہتر ہوتا۔

''زبورِ عجم'' کی غزلیات کے دو حصے ہیں اور اس مجموعے کے دو ضمائم ہیں: مثنوی ''گلشن راز جدید'' اور ''بندگی نامہ''۔ غزلیں پہلے حصے میں ۵۷ اور دوسرے میں ۷۶ ہیں۔ تمہیدی قطعہ، دعا اور سرنامے ان کے علاوہ ہیں۔ ان سب کی اب خاطر خواہ فہرست بندی کی گئی ہے۔ ''بندگی نامے'' میں پہلے والی مختصر فہرست ہی ہے۔ مثنوی ''گلشن راز جدید'' کے ۹ یا ۱۱ سوالات کی فہرست بنالی جاتی تو بہتر ہوتا۔ اس مثنوی میں ایک غزل بھی ہے جو فہرست میں درج ہونے سے رہ گئی ہے۔

''جاوید نامہ'' کی فہرست پہلے سے خاصی جامع تھی' البتہ اس کی غزلوں کے مصرع ہائے اولیہ یہاں مشخص کر دیے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کی فہرست کی تجدید بلا احتیاج تھی' البتہ مسودے کی عکسی طبع سے تزئین خوب خوب کی گئی ہے۔ مثنوی ''مسافر'' کا مسودہ دیگر کاغذات میں ایسے پھنسا ہوا ہے کہ اس کا عکس نہ کلیات سے نمایاں ہے نہ کسی اور ذریعے سے۔ ''ارمغانِ حجاز'' حصہ فارسی سب کی سب رباعیات یا دوبیتیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسودے کی عکسی طبع کے عمدہ نمونے سلیقے سے شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ صفحہ ۷۵۵ تا ۷۶۸ (۱۴ صفحے) پر مشروح فہرست ہے۔ ان صفحات میں ہر رباعی یا دوبیتی کا مصرع اولیٰ درج کر دیا گیا ہے جس سے یہ حصہ دوبیتیوں کا کشف الابیات بن گیا ہے۔ کل دوبیتیاں ۳۹۳ ہیں۔ (۴۰۶)

عکسی طباعت میں قارئین بعض دلچسپ اصطلاحات دیکھیں گے مثلاً ''حضور رسالت'' کا سرنامہ' عزت بخاری کا یہ نعتیہ شعر ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا (۴۰۷)

پہلے مصرع کے ''درز یر زمین'' کے الفاظ کو سوءادبی پر محمول کرتے ہوئے' حضرت علامہ نے ''زیرِ آسمان'' بنا دیا ہے۔ سید نذیر نیازی مرحوم نے اس واقعے کو نقل کیا ہے (دیکھیں' اقبال کے حضور)۔

اس حصے میں ایک دوبیتی ہے۔

گلستانی ز خاک من بر انگیز — نم چشمم بخون لالہ آمیز

اگر شایان نیم تیغ علی را — نگاہی دہ چو شمشیرِ علی تیز (۴۰۸)

''حضور ملت'' آپ نے ایک اور دوبیتی لکھنا چاہی۔

تو ای نادان بدامانش در آویز — شراری زین کف خاکی برانگیز

بگیر از من کہ دیگر با تو بخشند نگاہی مثل شمشیر علیؑ تیز (۴۰۹)

غالباً حصہ ''حضور رسالت'' کی او پر منقولہ دو بیتی یاد کر کے حضرت علامہ نے اس دوسری دو بیتی کو قلم زد کر دیا تھا۔(۴۱۰)

کلیاتِ اقبال کے اصلاح طلب پہلوؤں کی نشاندہی:۔ڈاکٹر محمد ریاض دونوں کلیاتِ کے اصلاح طلب پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کلیاتِ اقبال اردو اور فارسی یقیناً کلام اقبال کے شایان شان شائع ہوئے۔ چند سال پہلے انجمن خوش نویسان ایران نے دیوانِ حافظ خاص اہتمام سے شائع کروایا تھا مگر اقبال کے کلیات مجموعی طور پر دوبالا حسن کے ساتھ اشاعت پذیر ہوئے ہیں تاہم نگاہ نکتہ چیں کو ایک ایسا نقص دکھائی دیا جو دونوں کلیات کے ساتھ مخصوص ہے' اور ایک دوسرا نقص فارسی کلیات سے متعلق ہے۔ مشترک نقص اعلام و اشاریے کا فقدان ہے۔ اقبال کا کلام بیسویں صدی عیسوی کے آخری عشرے میں اس اہتمام سے شائع ہو' مگر بے اعلام و اشاریہ! کم از کم اشخاص' مطبوعات اور اماکن کا اشاریہ ہونا تو لازمی تھا۔

کلیات فارسی میں دیگر توضیحات تو کجا' علامہ اقبال کے لکھے ہوئے معانی' حواشی اور تلمیحات کی توضیحات بھی سرے سے غائب کر دی گئیں' گو راقم الحروف کو علم ہے کہ حضرت علامہ کے اردو میں لکھے ہوئے اشارات فارسی میں ترجمہ کیے گئے تھے۔ ایران سے باہر' خصوصاً برصغیر میں فارسی کی کساد بازاری کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ علامہ اقبال نے ۱۹۱۵ء تا ۱۹۳۸ء جو اشارات اور معانی لکھے' ان کے باقی رکھنے بلکہ ان پر اضافوں کی ضرورت ہے۔ علامہ مرحوم نے صرف تلمیحات واضح نہیں کیں یا لغوی معانی ہی نہیں لکھے' انھوں نے بعض فکری اور فنی نکات بھی بتائے ہیں جن کی جس طرح اردو زبان کو احتیاج ہے، اسی طرح فارسی زبان والوں کو بھی لغوی معانی کے مفید ہونے میں کلام نہیں۔ اقبال نے بعض ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو ہر لغت میں بھی دست یاب نہیں جیسے تلخ بمعنیٰ سیاہ اور شان' بمعنی قند' شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔ انھوں نے مزید علیہ الفاظ وضع کیے مثلاً نرگس سے نرگسان' برہمن سے برہمندی۔ جاوید نامہ میں نئے اسماء اور اماکن ملتے ہیں جیسے فرزمرز، قشمرود، مرغدین۔ ایسے کلمات کی وضاحت حواشی میں موجود ہوتی تو عام قارئین خواہ مخواہ لغات اور دائرۃ المعارف کی طرف رجوع کرنے کی زحمت محسوس نہ کرتے۔ کلیاتِ فارسی، کی یہ اشاعت جدید فارسی رسم الخط کے ایران سے باہر تداول کی خاطر بڑی خوش آئند ہے۔ کلامِ اقبال کی یہ جزالت قابلِ توجہ ہے کہ وہ بڑی یاء یعنی یائے وحدت اور نون غنہ کے بغیر' چھوٹی یاء اور نون بااعلان کے ساتھ بھی ہر کہیں مترنم اور دلاویز رہتا ہے۔ توقع ہے کہ اس کلیات فارسی اقبال کے متداول ہونے سے ایران و پاکستان کا فارسی خط زیادہ یکسانیت کا آئینہ دار ہوگا اور یوں ادائے تلفظ میں بھی قربت آتی جائے گی۔(۴۱۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے آخر پر ''پس تحریر'' کے عنوان سے دونوں کلیاتِ کی طبع نو میں کیے گئے اضافوں پر اضافی نوٹس دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے اردو اور فارسی کلیات پر یہ تبصرہ لکھا جا چکا تھا کہ آج ۲۰ نومبر ۱۹۹۱ء کو اس کلیات کی ایک اور طباعت موصول ہوئی جس کے پہلے سولہ صفحے یکسر بدل دیے گئے ہیں۔ اس تبدیلی سے معلوم ہوا کہ اکادمی کے موجودہ ڈائریکٹر محترم پروفیسر محمد منور نے ۱۵ جون ۱۹۸۹ء کو دونوں ''کلیات'' پر ایک مقدمہ تحریر کیا جو اکادمی کے دورِ فترت میں شائع نہ ہوا۔ اب کے ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی ایک پیش گفتار بھی شائع ہوئی ہے۔ ناظم اقبال اکادمی نے دونوں کلیات پر الگ الگ مقدمے تحریر کیے ہیں۔ اردو کلیات کے مقدمے میں انھوں نے ترتیب اور املا کے

سلسلے میں لکھا ہے:

''اس نسخے میں سابق ترتیب اور املا میں کہیں کہیں کچھ تبدیلیاں نظر آئیں گی جو ہمارے زمانے کے سربرآوردہ اقبال شناسوں اور زبان دانوں کی باہمی مشاورت کا نتیجہ ہیں۔ اس معاملے میں بنیادی طور پر دو امور پیش نظر رہے۔ اول یہ کہ املا کی اساس رواج کے بجائے استناد پر رکھی گئی ہے اور دوم یہ کہ علامہ کے زمانے میں بعض ضروریات کی وجہ سے خالی جگہ کو دوبیتیوں سے بھر دیا جاتا تھا۔ ہم نے صفحے میں رہ جانے والے ایسے خلا کو پر کرنا ضروری نہیں سمجھا اور دوبیتیوں کو مناسب مقامات پر منتقل کر دیا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ اس باب میں ہم نے معیاری رواج کو ترجیح دی ہے۔ اس طرح مختلف حصوں کی اپنی اپنی معنوی اور صنفی وحدت مزید نمایاں ہوگئی' نیز اس کتاب کا آرائشی پہلو مزید اجاگر ہوگیا۔''(۴۱۲)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ انور جاوید نے کلیات کی ۱۹۹۰ء کی اس نئی اشاعت کو ذیل کے تاریخی قطعے میں محفوظ کیا ہے۔

مجموعہ شعر حضرت علامہ اسرارِ کلام حق کا کہے مجم
تاریخ طبع نو بھی کہے انور ''واللہ ذالک الفوز العظیم''

۱۹۹۰ء

اردو کلیات کے صفحہ ۶ پر یہ نوید ملتی ہے کہ کلیات اقبال کا اشاریہ اور حواشی ایک مستقل جلد کی صورت میں شائع ہوں گے۔ یقیناً اشاریے اور حواشی کی یہ کتاب اردو اور فارسی' دونوں کلیات پر محیط ہوگی۔ فارسی مقدمہ ایران اور برصغیر کی فارسی روایات کے سلسلے میں بہت مناسب اور برمحل ہے۔ صفحہ ۱۱ کے آخر میں اور صفحہ ۱۲ پر ایران اور علامہ اقبال کے روابط کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہوا ملتا ہے' اس کی تصدیق ایک معاصر اقبال شناس کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے' یہ محمد بقائی ماکان ہیں جنھوں نے علامہ اقبال پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ وہ برملا لکھتے ہیں کہ اقبال کا تعلق جس قدر ایران سے ہے' اتنا کسی دوسرے ملک سے ہرگز نہیں' اور اسی لیے اقبال کو ایران کا ہم زبان' اس ملک کی ثقافت کا ترجمان اور یہاں کی عزت و آبرو کا نشان کہا جا سکتا ہے۔

اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی یہ تبدیلی جو ابتدائی سولہ صفحوں میں نظر آتی ہے' مجموعی طور پر بڑی خوش آئندہ ہے۔ کلیات اقبال فارسی کی خوش نویسی کے سلسلے میں صفحہ ۴ پر اقبال اکادمی کی طرف سے ایران کی وزارت فرہنگ اور ارشاد اسلامی کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا گیا ہے جو پہلی اشاعت کے آخر میں ایک دو بیرونی سطروں سے زیادہ نہ تھا۔ انور جاوید صاحب نے فارسی کلیات کی اشاعت پر اردو قطعہ تاریخ کو فارسی میں منتقل کیا ہے۔

مجموعہ شعر حضرت علامہ اسرارِ کلام حق را گوئی مجم
تاریخ طبع نو بگو اے انور ''واللہ ذالک الفوز العظیم''

۱۹۹۰ء

البتہ کلیات کی پہلی اشاعت میں جو سولہ صفحے لکھے گئے تھے' ان کے بعض اقوال و اشعار کی بڑی اہمیت ہے۔ ان میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح' مولانا عبدالماجد دریابادی' ڈاکٹر عبدالقادر' مولانا سعید اکبرآبادی کے اقوال اور مولانا غلام قادر گرامی' ملک الشعرا محمد تقی بہار کے اشعار خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ امید ہے ان سے کلیات کے حواشی وغیرہ میں استفادہ کیا جائے گا۔(۴۱۳)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون اقبال اکادمی کے مجلّہ اقبالیات (اردو) میں شائع ہُوا تھا۔ زیرِ تبصرہ کلیاتِ اقبال اردو و فارسی بھی اسی ادارے نے شائع کیے تھے۔ اس لیے اصولِ رواداری و مفاہمتِ باہمی کے تحت اس بات کی گنجائش تھی کہ زیرِ تبصرہ مطبوعہ کتب کے صرف محاسن ہی اجاگر ہوں۔ اس تبصرے میں اسی طرح کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ تحقیق و تنقید کے تقاضوں میں یہ بھی شامل تھا کہ محاسن کے ساتھ ساتھ ان مطبوعات کی کمزوریوں کی بھی نشاندہی ہوتا کہ اصلاح اور بہتری کا عمل جاری رہے۔

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے مقالے ''کلام اقبال کی معیاری تدوین و اشاعت'' میں اور رشید حسن خاں نے اپنے مقالے ''کلامِ اقبال کی تدوین'' میں دونوں کلیاتِ کے حسنِ طباعت کے اعتراف کے ساتھ ان میں اختیار کیے گئے طرزِ املا اور ترتیبِ متن پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے اور متعدد مستند حوالہ جات سے اپنا مؤقف بیان کیا ہے۔(۴۱۴)

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کی بہت سی خامیوں، ناہمواریوں اور املا کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔(۴۱۵)

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی اور کلیاتِ اقبال مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز میں سے متعدد مثالیں اور حوالہ جات دیتے ہوئے رشید حسن خاں لکھتے ہیں کہ ان کلیات کو تحقیقی و معیاری اور مستند قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کلام اقبال کا تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نقل در نقل اشاعت سے اغلاط کے اضافہ کے ساتھ غیر معیاری اڈیشن شائع ہوتے رہیں گے۔ اس طرح کلامِ اقبال اپنی اصل صورت میں رائج نہیں رہے گا۔(۴۱۶)

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مضمون میں کلیات اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کے حسنِ طباعت، ترتیبِ متن اور کلامِ اقبال اردو و فارسی کی مصرع وار فہرست کا ذکر کیا ہے۔ کلامِ اقبال کے بے اعلام و اشاریہ ہونے پر اور گزشتہ اشاعتوں میں موجود معانی، حواشی اور توضیحات کے حذف پر حسرت اور تشویش کا اظہار بھی کیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور رشید حسن خاں نے اپنے مقالات میں دونوں کلیات کے حسنِ طباعت کے اعتراف کے ساتھ ان میں اختیار کیے گئے طرزِ املا اور ترتیبِ متن میں تبدیلی پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے اور متعدد مستند حوالہ جات سے اپنا موقف بیان کیا ہے۔ رشید حسن خاں نے مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ کلامِ اقبال کے اب تک شائع ہونے والے تمام اڈیشن بشمول زیرِ تبصرہ اڈیشن کے غیر تحقیقی اڈیشن ہیں۔ تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا از بس ضروری ہے۔ یہ ایسی کمی ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

13۔علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن (حیات وافکار)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے آزادی نمبر، جلد ۳۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۸۴ء کے صفحات نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸ پر شائع ہوا تھا۔ اپنے اس مضمون میں انھوں نے ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین کی تصنیف ''علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن، حیات وافکار'' پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۱ء کو اقبال اکادمی، لاہور نے شائع کی تھی۔ یہ کتاب ۳۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولوی سید میر حسن (۱۸۴۴ء تا ۱۹۲۹ء) نے اپنی ملازمت کا آغاز وزیرآباد کے ایک مدرسے سے کیا اور بعد میں آپ تبدیل ہوکر سیالکوٹ آگئے۔ آپ اپنی محنت، لگن اور پُر انہماک تعلیمی سرگرمیوں کی بدولت مثالی استاد ثابت ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی بدولت علامہ اقبال کو اعلیٰ روحانی' اخلاقی اور فکری ارتقا حاصل کرنے میں بہت زیادہ مدد ملی۔ بنابریں انھوں نے خود کو سید میر حسن کی ''زندہ تصنیف'' قرار دیا اور سرکارِ انگریز کو مجبور کیا کہ ان کے استاد کو ''شمس العلماء'' کے لقب سے ملقب کریں۔ علامہ اقبال کی طرح مولوی احمد دین، افضل حسین، امین حزین، ڈاکٹر جمشید علی راٹھور، مولوی ظفر اقبال، شیخ گلاب دین، پروفیسر محمد اکبر منیر و دیگر بہت سی اعلیٰ علمی و ادبی شخصیات نے بھی حسبِ ظرف آپ سے فیض حاصل کیا اور نامور ہوئے۔ علامہ اقبال آپ سے بارہویں جماعت کا امتحان پاس کرنے تک براہِ راست مستفید ہوتے رہے۔ تاہم، بعد میں بھی ان کا عمر بھر آپ سے بلاواسطہ و بالواسطہ، ذہنی وفکری اور روحانی رابطہ رہا۔ وہ اہم امورِ حیات میں آپ سے مشورہ کرتے رہے اور رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ ''رموزِ بے خودی'' کے دیباچے میں اقبال نے تصریح کی ہے کہ اس کتاب کی زبان کے سلسلے میں انھوں نے اپنے نامور استاد سے مشورہ کیا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ جانے کے موقع پر انھوں نے اپنے استادِ محترم کو اس طرح سے یاد کیا۔

وہ شمع بارگۂ خاندانِ مرتضویؓ رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو (۴۱۷)

آخری عمر میں آپ (سید میر حسن) کی بینائی اور عام جسمانی حالت کمزور پڑگئی تھی مگر جب تک ممکن تھا علامہ اقبال آپ سے تبادلۂ خیال کرتے رہے۔ اقبال جو حکیمانہ بحث و تمحیص کے ایک فاتح مردِ میدان تھے، آپ کے خاص احترام کے پیشِ نظر کبھی آپ سے کھل کر بحث نہ کرتے بلکہ آپ کے سامنے شعر پڑھنا بھی حضرت علامہ کے لیے مشکل تھا۔

سر سید احمد خان کا بھی سید میر حسن سے گہرا ذہنی وقلبی اور فکری رابطہ تھا۔ باہمی خط وکتابت میں سید احمد خان، سید میر حسن کو مخدومی، مکرمی، مولوی سید میر حسن صاحب کے کلمات سے مخاطب کرتے تھے۔ وہ مختلف ادبی وعلمی سرگرمیوں میں سید میر حسن سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ اپنی وفات (۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء) سے چندروز قبل ۱۱ مارچ کے خط میں وہ اپنی ''تفسیر قرآن مجید'' کی ناتمامی اور اس کی اشاعت کے بارے میں سید میر حسن کو یوں اطلاع دیتے ہیں:

''تفسیر قرآن مجید کا تمام ہونا تو مشکل معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ اس کے چھاپہ میں اس قدر خرچ پڑتا ہے کہ میں اس کا متحمل نہیں ہوسکتا اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ مسودہ لکھ کر ڈھیر کرتا جاؤں، اس امید پر کہ کبھی چھپ رہے گی۔ مگر میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ مقاماتِ مشکلہ قرآن مجید اور جو مشکلات بعض معترضین کی طرف سے مذہبِ اسلام پر وارد ہوتی ہیں، ان کے جواب میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھ ڈالوں۔'' (۴۱۸)

سید احمد خان بڑے بالغ نظر انسان تھے۔۱۸۹۱ء کے ایک خط میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں مولوی میر حسن مرحوم کو لکھتے ہیں کہ مرزا کی کتابوں کی طرح ان کا دعویٰ الہام قدر و قیمت سے عاری ہے۔ اس ضمن میں زیرِ تبصرہ کتاب میں لکھا ہوا ہے:

مرزا غلام احمد جب ملازمت کے سلسلے میں سیالکوٹ میں تھے تو میر صاحب کے مرزا صاحب سے تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ کسی خط میں میر صاحب نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کے متعلق میر سید کو لکھا تو جواب میں سرسید نے کہا:۔

''مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے ''بہتر'' ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے۔ ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا تو صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے کیا نقصان ہے۔ وہ جو ہوں ''سو ہوں'' اپنے لیے ہوں۔۔۔

جھگڑا اور تکرار کس بات کا ہے۔ ان کی تصانیف میں نے دیکھیں، وہ اسی قسم کی ہیں جیسا کہ ان کا الہام یعنی نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔۔۔۔۔'' (۴۱۹)

ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کتاب تیرہ ابواب یا عنوانات پر مشتمل ہے:

آبا و اجداد، میر حسن شاہراہِ زندگی پر، میر حسن بہ حیثیت استاد، علمی، ادبی اور سماجی سرگرمیاں، میر حسن اور سکاچ مشن، افکار و عقائد، مشاہیر سے تعلقات، کتب خانہ، وفات، احباب، تلامذہ، اولاد، میر حسن سے متعلق متفرق واقعات

زیرِ تبصرہ کتاب عمدہ تحقیق اور شبانہ روز محنت کا ایک دلآویز مجموعہ ہے۔ کتاب میں کئی ضمیمے اور ضمنیات ملتی ہیں جن میں مولوی سید میر حسن کا شجرۂ نسب، ان کی اور ان کے خاندان کے لوگوں کی تصویریں اور مولوی صاحب کی تحریریں وغیرہ ملتی ہیں۔ یہ کتاب شائع کر کے اقبال اکادمی نے ایک مفید کام انجام دیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ کتاب کے مندرجات کے بارے میں تسلی بخش معلومات اور آرا پر مشتمل ہے۔ اس تبصرے میں انھوں نے مولوی سید میر حسن کے نام کے ساتھ ''شمس العلماء'' کا لقب، سرسید احمد خاں اور علامہ اقبال کے ناموں کے ساتھ ''سر'' کا خطاب اور علامہ اقبال کے نام کے ساتھ لفظ ''ڈاکٹر'' بھی استعمال نہیں کیا۔ اس ضمن میں وہ تحریر کرتے ہیں:

''کتاب میں سید احمد خاں اور علامہ اقبال کے نام کے ساتھ ''سر'' لکھنے کا اہتمام ہے۔ میرے خیال میں انگریزی حکومت نے ہمارے قومی مہربانوں کو جو خطابات دیے تھے، انھیں اس التزام کے ساتھ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انگریزی حکومت کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے معارف پرور اور قدر دان رعایا ہونے کا نام نہاد پرچار کرتی رہے۔ اقبال کو ملتِ اسلامیہ بلکہ عالمِ انسانی ایک مدت سے ''علامہ'' کے لقب سے (نیز دوسرے القاب جیسے ترجمان حقیقت، شاعرِ مشرق، دانائے راز اور حکیم الامت وغیرہ) کے ساتھ یاد کرتے رہے ہیں۔ اس کتاب میں ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین نے بعض دوسرے ڈاکٹروں کی طرح، اقبال کو ہر کہیں ''ڈاکٹر اقبال'' لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ ان کی نیت خدا جانے، مگر بعض

دوسرے ڈاکٹر اس خود فریبی میں مبتلا دیکھے گئے کہ ڈاکٹر اقبال لکھ کر وہ بھی اپنے آپ کو صفِ اول کا مفکر سمجھتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ حضرت اقبالؔ کو کم از کم ''علامہ اقبال'' لکھا جائے اور ان کے نام کے ساتھ ''ڈاکٹر'' کا التزام ترک کر دیا جائے۔'' (۴۲۰)

میرا (مقالہ نگار کا) خیال ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مندرجہ بالا افکار کی تائید و تردید نہیں کی جا سکتی۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض یہی سمجھتے تھے کہ ان مشاہیر کو تکریم کے لیے ان القابات کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہی اب ضرورت ہے کہ اس حوالے سے انھیں متعارف کرایا جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔ اس میں علامہ اقبال کے دو اشعار بھی بغیر حوالے کے دیئے گئے ہیں۔ بحیثیتِ مجموعی، زیرِ تبصرہ کتاب پر ان کا یہ مضمون تسلی بخش معلومات پر مشتمل ہے۔ اس مضمون کی مدد سے زیرِ تبصرہ کتاب کے بارے میں تسلی بخش حد تک معلومات فراہم ہو گئی ہیں۔

غیر اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرات

01۔شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عربی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''التعرف'' تصوف کی قدیم ترین کتب (اللمع فی التصوف، قوت قلوب، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، وغیرہ) میں سے ایک ہے۔اس کا مکمل نام ''التعرف لمذھب اھد التعرّف'' ہے اور مصنف شیخ ابوبکر محمد بن اسحاق کلاباذی بخارائی (م ۳۸۰ ہجری) ہیں۔اس کا متن ۱۹۳۳ء میں قاہرہ میں شائع ہوا تھا۔اسے مشہور مستشرق اے.جی آربری (م ۱۹۴۹ء) نے مرتب کیا تھا۔اس کا متن ۱۳۸۰ھ میں قاہرہ سے پھر شائع ہوا۔ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس کا ترجمہ ۱۳۹۱ھ میں اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور سے شائع کرایا ہے۔

مصنف کے ایک شاگرد شیخ ابوابراہیم اسماعیل بن محمد بخارائی (م ۴۳۴ ہجری) نے فارسی زبان میں اس کتاب کی شرح لکھی تھی، چار جلدوں پر مشتمل یہ ضخیم شرح ۱۳۲۸ ہجری میں برصغیر کے مشہور مطبع ''نولکشور'' میں شائع ہوئی تھی۔

شرح التعرّف کا کسی نامعلوم صاحبِ علم نے خلاصہ مرتب کیا۔اس کا ۱۳۱۷ھ کا لکھا ہوا ایک مخطوطہ دریافت ہوا تھا جس کی مدد سے ۱۹۴۰ء میں ۵۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب کی صورت میں خلاصۂ شرح تعرّف بزبان فارسی طبع ہوا۔

خلاصہ شرح تعرّف کا دریافت ہونے والا واحد مخطوطہ مغربی جرمنی کی توتنگین یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے جس کی مدد سے ڈاکٹر احمد علی رجائی بخارائی، ڈین فیکلٹی ادبیات، مشہد یونیورسٹی نے اسے مرتب کیا اور بنیاد فرہنگ ایران کے توسط سے طبع کروایا۔

''خلاصہ شرح تعرّف''، ''شرح تعرّف'' کی طرح ۷۵ ابواب پر مشتمل ہے۔مرتب نے اسے نہایت سلیقے سے مرتب کیا ہے۔کتاب کے آخر میں ایک جامع فہرست اعلام ہے۔اس کے علاقہ متنِ کتاب میں منقول احادیثِ نبوی ﷺ کی ایک فہرست (ص ۵۶۳ تا ۵۸۰ پر) دی گئی ہے اور مصادر و منابع کا ذکر کیا گیا ہے۔

مقدمہ میں خلاصہ نگار نے توضیح دی ہے کہ اصل کتاب ''التعرّف'' کے مطالب کو اس نے جوں کا توں باقی رہنے دیا ہے۔مگر شرح تعرّف کی صرف ضروری باتوں کو نقل کیا ہے۔یہ اصل کتاب اور شرح التعرّف کا عمدہ معرّف ہے اور جس نے یہ دونوں کتابیں نہ پڑھی ہوں، وہ اس خلاصے کی مدد سے ان دونوں سے آشنا ہوسکتا ہے۔(۴۲۱)

''خلاصہ شرح التعرّف'' کے بعض ابواب طویل اور بعض مختصر ہیں۔ان میں سے تین مختصر ابواب کے مطالب ملاحظہ فرمائیں:

باب ہفدھم

معراج رسول ﷺ صوفیا کی نظر میں

صوفیا اس بات کے قائل ہیں کہ نبی مکرم حضرت محمد ﷺ شبِ معراج بیداری کی حالت اور بدن کی صحبت میں آسمان ہفتم اور ان مقامات تک جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی آمد کے لیے مخصوص فرمائے تھے، تشریف لے گئے تھے۔صوفیا رویا و خواب کے قائل ہیں اور اُن کے خیال میں سچے خواب کی بشارتیں یا تقریریں اور پیش بینیاں قابلِ تصدیق ہیں۔

روایات میں ہے کہ اوطر بائیل نام کا ایک فرشتہ لوح محفوظ کے ایک گوشے میں متمکن ہے۔ وہ انسانوں کو ملنے والی نعمتیں انھیں بذریعہ خواب دکھاتا رہتا ہے اوران کی زیست کا اہتمام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اذاجاء اجلهم لا يستاخرون ساعة و لا ينفقون (۱۴:۴۱) جب ان کی موت آتی ہے تو لمحہ بھر کے لیے تاخیر کر سکتے ہیں نہ پہلے جا سکتے ہیں) کے مطابق راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔'' (ترجمہ) (۴۲۲)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیر تبصرہ مضمون میں کتاب کا نام درست نہیں دیا گیا۔ کتاب کا درست نام ''التعرّف لمذہب اہل التصوف'' ہے جبکہ مضمون میں اس کا نام ''التعرف لمذهب اهد التصوف'' لکھا ہوا ہے۔ مضمون میں ''خلاصہ شرح تعرّف'' کے بنیادی مآخذ اور اردو ترجمے کے بارے میں تسلی بخش معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس مضمون میں فارسی و عربی متون بغیر ترجمے کے اور ''خلاصہ شرح تعرف'' کے تین ابواب کے مطالب بغیر عربی و فارسی متون کے دیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا ''معراجِ رسول ﷺ صوفیا کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت دیا گیا ترجمہ و مطلب درست نہیں۔ اس میں آیتِ مقدسہ کا دیا گیا متن اور حوالہ بھی درست نہیں۔ اس عبارت میں سورہ اعراف (۷) کی آیت ۳۴ (۷:۳۴) کے آخری حصے کا متن دیا گیا ہے۔

کتاب ''التعرف لمذهب اهل التصوف'' کا باب الثامن عشر (باب نمبر ۱۸) چار صفحات (صفحہ نمبر ۵۴ تا ۵۷) پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۵۷ کے آخر پر مندرجہ بالا متن سے ملتا جلتا متن موجود ہے۔ اصل متن، سورہ اعراف (۷) کی آیت ۳۴ (۷:۳۴) اور اس کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن ملاحظہ کریں۔

"وأقروا بمعراج النَّبِی صلی ا للہ علیہ وسلم وأنہ عرج بِہِ الَی السَّمَاء السَّابِعَة وإلَی ماشاء اللہ فِی لَیۡلَة فِی الۡیَقَظَة ببدنِهويصدقون بالرؤيا وأنَّهابِشَارَة للمُؤۡمنين وانذارلَهُم وتوقيف وَعِنۡد هم أن من مَاتَ أوقتل فبأ جله وَلَا يَقُولُونَ باخترام الۡاجال وَأنه فَإذَا جَاءَ أجَلُهُمۡ لَايَسۡتَأۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ"(۴۲۳)

''یہ لوگ نبی ﷺ کے ''معراج'' پر ایمان رکھتے ہیں نیز یہ کہ ان کو ساتویں آسمان تک لے جایا گیا پھر وہاں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔ یہ واقعہ ایک رات کے اندر بیداری کے عالم میں بدن کے ساتھ پیش آیا۔ صوفیاء خواب کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ یہ مومنین کے لیے بشارت بھی ہوتا ہے اور ان کے لیے تنبیہ بھی۔ نیز یہ خواب واقعہ سے موافقت بھی کھاتا ہے اور نہیں بھی۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص مرجاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے وہ اپنی مدت حیات ختم ہو جانے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں کہ (قتل میں) مدتِ حیات کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ نیز ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مدتِ حیات ختم ہوگئی، پھر موت نہ ایک گھڑی کے لیے پیچھے ہٹ سکتی ہے نہ پہلے آسکتی ہے۔'' (۴۲۴)

اس مضمون میں ''کتاب التعرّف لمذهب اهل التصوف'' کے باب نمبر ۴ کا دیا گیا ترجمہ و مطلب بھی درست نہیں ہے۔ اصل متن ملاحظہ کریں:

الۡبَابِ الرَّابِع

فِيۡمَن صنف فِی الۡمُعَامَلَات

أَبُوۡ مُحَمَّد عبد اللہ بن مُحَمَّد وأَبُو عبد اللہ أحمد بن عاصم الأنطاكيان وعبد اللہ بن خبيق الأنطاكی والحارث بن أسد المحاسبی ويحيی بن معَاذ الرَّازِیّ وأَبُو بكر مُحَمَّد بن عمر بن الۡفضل الۡوراق التِّرۡمِذِیۡ وَأَبُوعُثۡمَان سعيد بن اِسۡمَاعِيۡل الرَّازِیّ وأَبُو عبد اللہ مُحَمَّد بن عَلِیّ التِّرۡمِذِیۡ وأَبُو عبد اللہ

مُحَمَّد بن الْفضل الْبَلْخِي وأَبُو عَلىّ الجوز جانی وأَبُو الْقَاسِم ابْن اِسحَاق بن مُحَمَّد الْحَكِيم السَّمرقَنْدِی وَهَؤُلَاء هم الْأَعْلَام المذكورون المشهورون الْمَشْهُود لَهُمْ بِالْفَضْلِ الَّذين جمعُو عُلُوم الْمَوَارِيث اِلَى عُلُوم الِاكْتِسَاب سمعُوا الحَدِيث وجمعوا الْفِقْه وَالْكَلَام واللغة وعلم الْقُرْآن تشهد بذلك كتبهُمْ ومصنفاتهم ولم نذكر الْمُتَأَخّرِيْنَ وَأهل الْعَصْر وَاِن لم يَكُونُو بِدُونِ من ذكرنا علما لِأن الشُّهُود يُغنى عَن الْخَبَر عَنهُم وَبِاللهِ التَّوفِيق۔ (۴۲۵)

کتاب ''التعرّف'' سے باب نمبر۴ کے اصل متن کے بعد اب زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے ہوئے ترجمے کا موازنہ کریں۔ ترجمے میں بیان کردہ نام اصل متن سے بہت مختلف ہیں۔ یہ ترجمہ نہ تو لفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔

''ان چند صوفیا و مشائخ کے اسمائے گرامی جو اہلِ معاملہ رہے ہیں، یہ ہیں۔ ابو محمد عبداللہ الانطاکی، حارث محاسبی، یحییٰ معاذ رازی، ابوعثمان سعید بن اسماعیل رازی، ابوبکر وراق ترمذی، محمد بن علی ترمذی، محمد فضل بلخی، ابوعلی جرجانی، اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی، یہ اقرار اپنے علم و فضل کی بنا پر مشہور و معروف ہیں۔ انھوں نے محنت سے میراثِ علمی کا اکتساب کیا ہے۔ انھوں نے احادیثِ نبوی لوگوں سے سنیں اور جمع کیں اور فقہ و علم کلام و نعت اور علوم قرآن مجید کے بارے میں ان کی تصانیف ان کی محنت، علم و فضل پر شاہد ہیں اور متاخر اہلِ علم ان کے اثر سے مستفید ہوئے ہیں مگر یہ اس گروہ کے مفصل اسماء نہیں اور دیگر اہلِ تبع کو مزید حضرات کو متعارف کرنا چاہیے (ترجمہ)۔ (۴۲۶)

اصل متن سے ترجمے (مطالب) کا موازنہ کریں تو ترجمے میں کئی نام تبدیلی ہو گئے ہیں۔ مثلاً ''ابو محمد عبداللہ بن محمد و ابوعبداللہ احمد بن عاصم الانطاکیان و عبداللہ بن خبیق الانطاکی'' کے بجائے ترجمے میں صرف ''ابو محمد عبداللہ'' لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی طرح اصل متن میں دیئے گئے تمام ناموں کا ترجمے سے موازنہ کریں تو کافی فرق نظر آتا ہے۔ اصل متن میں علم اللغت کا ذکر ہے مگر اس کا ترجمہ لفظ ''نعت'' سے کیا گیا ہے۔

باب نمبر۴ کا ڈاکٹر پیر محمد حسن کا کتاب ''التعرف''، مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن، لاہور میں دیا گیا ترجمہ درست ہے۔ وہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان کا ترجمہ اصل متن کے عین مطابق ہے۔ انھوں نے حواشی میں مذکورہ بالا صوفیہ کے سنین وفات بھی دیے ہیں۔

جنھوں نے معاملات میں تصانیف کیں

ابو محمد عبداللہ بن محمد انطاکی، ابوعبداللہ احمد بن عاصم انطاکی، عبداللہ بن خبیق انطاکی، الحارث بن اسد المحاسبی (م ۲۴۳ھ)، یحییٰ بن معاذ رازی (م ۲۵۸ھ)، ابوبکر محمد بن عمر بن الفضل الورّاق ترمذی (م ۳۴۷ھ)، ابوعثمان سعید بن اسماعیل رازی (م ۲۹۸ھ)، ابوعبداللہ محمد بن علی ترمذی (م ۳۱۸ھ تقریباً)، ابوعبداللہ محمد بن الفضل بلخی (م ۳۱۹ھ)، ابوعلی جوزجانی اور ابوالقاسم بن اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی۔

مذکورہ بالا اشخاص صوفیاء کے سرکردہ اور مشہور لوگ ہیں جن کی فضیلت کی سب نے شہادت دی ہے۔ انھوں نے علوم میراث اور علوم اکتساب دونوں کو جمع کیا۔ حدیث سنی، فقہ، علم کلام، لغت اور علم القرآن کو جمع کیا جس کی شہادت ان کی کتابوں اور تصانیف سے ملتی ہے۔ ہم نے متاخرین اور معاصرین کا ذکر نہیں کیا اگرچہ یہ لوگ ان کے مقابلے میں علم کے اعتبار سے کم درجہ نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشاہدہ عینی کے ہوتے ہوئے خبر کی ضرورت نہیں رہتی۔ (۴۲۷)

باب نمبر۳۳ کا دیا گیا ترجمہ بھی اصل متن کے عین مطابق نہیں ہے۔ یہ ترجمہ نہ تو لفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔ اگر اسے ترجمے کے بجائے ترجمانی تصور کیا جائے تو پھر بھی تمام اردو عبارت کا مفہوم کلی طور پر سمجھ نہیں آتا۔ عربی متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

الْبَاب الثَّالِث وَالثَّلَاثُونَ ۔فِي الْكَشْف عَن الخواطر

قَالَ بعض الشُّیُوخ الخاطر علی أَرْبَعَة أوجه خاطر من اللہ عزوجل وخاطر من الملک و خاطر من النفس وخاطر من الْعَدو فَالَّذِی من اللہ تَنْبِیہ وَالَّذِی من الْملک حث علی الطَّاعَة وَالَّذِی من النَّفس مُطَالبَة الشَّهْوَة وَالَّذِی من الْعَدو تَزْیِین الْمعْصِیَه فبنور التَّوْحِید یقبل من اللہ وبنور الْمعرفَة یقبل من الْملک وبنور الْإِیمَان ینْهَی النَّفس وبنور الْإِسْلَام یرد علی الْعَدو (۴۲۸)

باب سی وسوم ۳۳۔قلوب وخواطر

بعض صوفیہ ومشائخ نے لکھا ہے کہ خاطر و دل چارقسم کے ہوتے ہیں۔ایک دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا حامل اور دوسرے کو فرشتہ صفت بنایا ہے۔تیسرا نفس ہوس والا ہے اور چوتھا شیطانی،قلب رحمانی اپنے حامل کو بیدار اور فعال رکھتا ہے۔متقی دل کو اطاعت و بندگی کی توجہ لاحق رہتی ہے۔نفس و ہوس والے دل کو شیطانی خواطر کی ہوس و شہوت اور گناہ و معصیت میں لذت ملتی ہے۔مصنف ''التعرّف'' نے بتایا ہے کہ رحمانی قلوب انوارِ توحید کو قبول کرتے ہیں اور تجلیاتِ معرفت سے مستفید ہوتے ہیں۔خواطر ملکی کا بھی یہی حال ہے۔وہ نورِ ایمان کی مدد سے ہوس و شہوت کے عقبات دیکھ لیتے ہیں اور دشمن دین امور کا مقابلہ کرتے ہیں۔دوسرے قلوب کے معاملات واضح ہیں۔(ترجمہ)(۴۲۹)

باب نمبر ۳۳ کا ڈاکٹر پیر محمد حسن کا کیا ہوا ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔اصل متن اور ڈاکٹر پیر محمد حسن کے ترجمے کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض کا کیا ہوا ترجمہ ملاحظہ کریں تو بہت زیادہ فرق نظر آتا ہے۔

الْبَاب الثَّالِث وَالثَّلَاثُونَ۔ فِي الْكَشْف عَن الخواطر

قَالَ بعض الشُّیُوخ الخاطر علی أَرْبَعَة أوجه خاطر من الله عز وَجل و خاطر من الْملک و خاطر من النَّفس و خاطر من الْعدو۔ فَالَّذِی من الله تَنْبِیه وَالَّذِی من الملک حث علی الطَّاعَة وَالَّذِی من النَّفس مُطَالبَة الشَّهْوَة وَالَّذِی من الْعَدو تَزْیِین الْمعْصِیَة فبنور التَّوْحِید یقبل من الله و بنور الْمعرفَة یقبل من الْملک و بنور الْإِیمَان ینْهَی النَّفس و بنور الْإِسْلام یرد علی العَدو۔(۴۳۰)

دل پر گذرنے والے خیالات کی تحقیق وتفتیش

کسی ایک شیخ نے کہا ہے: خاطر (دل پر گزرنے والے خیال) چار قسم کے ہوتے ہیں۔ایک اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتا ہے،ایک فرشتے کی طرف سے،ایک نفس کی طرف سے اور ایک شیطان کی طرف سے۔

جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ انسان کو بیدار کرنے کے لیے ہوتا ہے۔جو فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے،وہ اطاعت گزاری پر برانگیختہ کرنے کے لیے ہوتا ہے اور جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے وہ نفسانی خواہشات کا مطالبہ ہوتا ہے اور جو دشمن (شیطان) کی طرف سے ہوتا ہے،وہ اللہ کی نافرمانی پر ابھارنے کے لیے ہوتا ہے۔

صوفی نورِ توحید کے ذریعے سے اللہ کی طرف سے آنے والے خیال کو قبول کرتا ہے اور معرفت کے نور کے ذریعے سے وہ فرشتے کے خیال کو قبول کرتا ہے اور نورِ ایمان کے ذریعے سے وہ نفس کو روکتا ہے اور نورِ اسلام کی مدد سے دشمن (شیطان) کو رد کرتا ہے۔(۴۳۱)

زیرِ تبصرہ مضمون میں کہیں سن ہجری دیا گیا ہے تو کہیں صرف سن عیسوی دیا گیا ہے اور کہیں دونوں دیئے گئے ہیں۔ مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے۔

حاصل کلام:۔حاصل کلام یہ ہے کہ زیرِ تبصرہ مضمون کا موضوع نہایت اہم ہے اور اس میں دی گئی معلومات بھی نہایت گراں قدر ہیں۔تاہم،اس میں دیا گیا ترجمہ اصل متن کے مطابق نہیں ہے۔تدوینِ نو اور تصحیح وتحشیہ سے اسے بہتر شکل دی جاسکتی ہے۔

02۔ شیخ نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) ان کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل ہے۔ قریباً ۹ صفحات (صفحہ نمبر ۱۵۱ تا ۱۶۰) پر مشتمل اس مضمون میں انھوں نے شیخ نجم الدین ابوبکر ابن محمد زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب ''فتوت نامہ'' کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شیخ نجم الدین ابوبکر ابن محمد زرکوب تبریزی ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے صوفیہ میں سے تھے۔ صوفیہ کے معروف تذکروں میں ان کے مجمل حالاتِ زندگی ملتے ہیں۔ ''روضات الجنات و جنات الجنان'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیخ سعد الدین حموی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ وہ اپنے عصر کے محترم اور مخیر صوفیہ میں شمار ہوتے تھے۔ سلطان ایلخانی کے مشہور وزیر رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (م ۷۱۸ھ) اور شیخ کے درمیان مکاتیب ہوتی رہی ہے۔ رشید الدین اپنے مکاتیب میں شیخ موصوف کا بے حد احترام کرتے نظر آتے ہیں۔ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے دو کتابیں ''فتوت نامہ'' اور ''صحبت نامہ'' لکھیں۔ ان میں سے ''صحبت نامہ'' ایک منظوم تصنیف تھی جو اب ناپید ہے۔ (۴۳۲)

فتوت یا جواں مردی مسلمانوں کا ایک اجتماعی اخلاقی نظام رہا ہے۔ اس نظام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر یکساں زور دیا جاتا ہے۔ فتوت یا جواں مردی کی تحریک عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں دوسری تا گیارہویں صدی ہجری کے دوران مختلف ناموں کے ساتھ موجود رہی ہے۔

شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے عصر میں یا ان سے کچھ پہلے اور بعد کئی فتوت نامے عربی یا فارسی زبانوں میں لکھے گئے ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ) نے فارسی میں دو فتوت نامے لکھے۔ ابن المعمار حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۲ھ) نے عربی میں فتوت نامہ تحریر کیا۔ آٹھویں صدی ہجری میں شیخ عبد الرزاق کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۶ھ)، شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۶ھ) اور میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ) نے فتوت نامے لکھے تھے۔ (۴۳۳)

فتوت نامہ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے محتویات:۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ فتوت نامہ بطور اخلاقی نظام کے بہت جامع ہے۔ اس فتوت نامے میں شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مباحث مختصر رکھے ہیں مگر ان کی گفتگو خاصی باہدف اور رسا رہی ہے۔

آغاز میں انھوں نے فتوّت اور تصوّف کی تعریفیں اور دونوں کے رابطے بیان کیے ہیں۔ ان کے نزدیک ''فتوّت'' عملی ''تصوّف'' ہے۔ صوفیہ میں سے بعض تارک الدنیا ہو سکتے ہیں مگر فتیان عملی لوگ ہوتے ہیں۔ وہ دین کے ظاہری ادب کے عامل ہونے کے علاوہ خلقِ خدا کو رفاہ و آسائش دینے کی خاطر کوشش کرتے ہیں۔ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ کسی ضعیف و نزار اور جسمانی نقص کے حامل شخص کو فتی نہیں مانتے تھے۔

اسی طرح عورتوں کی فتنہ پردازیوں سے مسحور ہو جانے والا بھی فتی نہیں ہو سکتا۔ جواں مرد وہ ہے جو خالق اور مخلوق کے ساتھ اپنے عہد کو نبھائے۔ خالق کے ساتھ بندگی کا عہد ہے اور مخلوق کے ساتھ بنی نوع انسان ہونے کے اتحاد و اتصال کا۔

خالق کی عبادت کی جائے اور مخلوق کے ساتھ تعاون علی البر کیا جائے تو فتوت کا چہرہ نمایاں ہو جائے گا۔ جواں مرد، ابنائے نوع کا حامی اور پشتیبان ہوتا ہے۔ وہ خالق کا نیاز مند ہے مگر دوسروں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی اس کا شعار و وثار بنتا ہے۔ فتوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں مضمر ہے کہ ''**التعظیمه لامر والشفقة علی خلق اللہ**''۔

شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر صاحبانِ فتوت ناموں کی طرح انبیاءؑ، صحابہؓ اور بزرگانِ تصوف کے حالات سے استناد اور استشہاد کیا ہے۔ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حوالے سے فتوت کی مثالیں پیش کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتشِ نمرود میں ڈالے جاتے وقت حضرت جبریل علیہ السلام سے بھی مدد نہ لی کہ مبادا اس سے توحیدِ حقیقی میں خلل واقع ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آتش کدے کو ان کے لیے گلزار بنا دیا۔

حضرت علیؓ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر جان کی پرواہ کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اطمینان سے سوئے رہے تا کہ کفار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا علم نہ ہو سکے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سب مال واسباب راہِ خدا میں پیش کر دیا اور خود کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی جانا۔ (۴۳۴)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے سے کچھ عبارت کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''.....جان کی فتوت کی مثال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی پیش کی۔ آپ نے غارِ ثور میں اپنا پاؤں سانپ کے مُنہ پر رکھا، سانپ کے کئی ڈنگ کھائے اور ہلے تک نہیں۔ مبادا خلائق کی بہترین ہستی جاگ جائے۔ آپ نے مالی فتوت و جواں مردی کا نمونہ بھی فراہم کیا۔ ایثار کے ایک موقع پر آپ کے پاس اسی ہزار درہم تھے۔ آپ یہ سب رقم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور کندھے پر ایک گلیم ڈالے آ کھڑے ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابوبکر! اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟ فرمایا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

مالی جواں مردی کا درس علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سیکھیں، ان کے پاس ایک دفعہ چار درہم تھے، آپ نے ایک چھپا کر اور دوسرا آشکارا سائل کو دے دیا۔ تیسرا رات کو راہِ خدا میں دے دیا اور چوتھا دوسرے دن صبح دے کر قصہ پاک کر بیٹھے اور اس آیت مبارکہ کا مصداق بنے کہ

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَo (سورہ بقرہ: ۲:۲۷۴)

کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت علیؓ اور ان کے اہل وعیال نے پانچ دن تک افطار نہ کیا تھا۔ اگلے دن جو کی پانچ روٹیوں کا اہتمام کیا گیا کہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ان کا ایک خدمت گار افطار کرے، لیکن اس وقت ایک فقیر آ نکلا اور سب نے اپنی اپنی نانِ جویں اسے دے ڈالی۔

نیکی بکن اگرچہ اندک دانندش — کہ اندک نیکی از تو بسیار دانندش
آن سخت رسن کہ آب از چہ بکشد — مو مو است کہ جمع شد رسن خوانندش

نیکی کرو اگر چہ لوگ اسے کمتر سمجھتے ہوں۔ (تم اگر) چھوٹی سی نیکی بھی کرو گے تو اُس (ذات حق تعالیٰ کے حضور) اسے بڑا جانا جائے گا۔

وہ چھوٹی سی رسی جس کے ذریعے کنویں سے پانی (باہر) کھینچا جاتا ہے، ایک ایک بال ہے جس کے اکٹھا ہونے اور انہیں بل دیئے جانے (بٹنے) کے بعد اسے رسی کہتے ہیں۔ مراد چھوٹی چھوٹی (بال برابر) نیکیاں مل کر بہت بڑے نیک عمل میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ (ترجمہ از مقالہ نگار)

فرماتے ہیں (صفحہ ۱۷۲) کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے چار سو درے کھائے اور قرآن مجید کو مخلوق نہ کہا۔ یہ بھی جواں مردی اور فتوت کی ہی ایک مثال ہے یہاں انھوں نے مختلف اعضا و جوارح کی فتوت اور اقسام فتوت سے بھی بحث کی ہے۔ آگے فتوت کی ایجابی اور سلبی صفات آتی ہیں۔ اس فصل کا اختتام یوں ہے۔

''..... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الجماعة رحمة و الفرقة عذاب یعنی در جماعت رحمت است و در تنہائی عذاب''

شیخ زرکوب فتوت نامے میں منقول ہر آیت یا حدیث کا فارسی ترجمہ بھی نقل کرتے رہے ہیں۔ کتاب کا آخری حصہ فتوت کے آداب و رسوم کے بارے میں ہے۔ مسلکِ فتوت میں داخلے لنگر گاہ، خرقۂ فتوت، شلوار پوشی اور نمکین پانی پینا، وغیرہ یہاں بالتفصیل مذکور ہیں۔'' (۴۳۵)

اقوالِ فتیان:۔ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوت نامے میں بزرگانِ فتوت کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ ان میں سے اکثر اقوال ''مروت'' کے بارے میں ہیں۔ مروت کو فتوت کی بہتر شرائط میں سے ایک شرط قرار دیا گیا ہے۔ ان بہتر شرائط کو عطار نامی ایک شاعر نے (یہ عطار نیشاپوری نہیں ہے) اپنے منظوم فتوت نامے میں بیان کیا ہے۔ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتوت نامے میں ایک الگ باب تحریر کر کے اس میں مختصراً یہ شرائط بیان کی ہیں۔ اس باب میں انھوں نے بزرگانِ تصوف اور فتیان کے اقوالِ فتوت بھی تحریر کیے ہیں۔ مثلاً:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہلِ مروت قیامت کے دن امن و آسائش میں ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: مروت (عفت، غیرت) مال داری اور تنگ دستی دونوں کی صورت میں بخشش کرنے کا نام ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مروت، صدق گفتار اور دوسروں کی خاطر رنج و مصیبت برداشت کرنا ہے۔

مروت:۔ مروت اگرچہ فتوت و جوانمردی کا ایک شعبہ ہے مگر اس جزو میں کل کی جملہ تعلیمات سما گئی ہیں۔ باب ''فتوت'' کے آغاز میں لکھا ہے:

''بزرگانِ فتوت نے خوب کہا ہے کہ مروت اس مسلک کی ایک شاخ ہے، لیکن یہ خاکسار کہے گا کہ فتوت کے ہر جزو میں مروت کی نسبت سرایت کیے ہوئے ہے۔ فتوت ایک درخت ہے تو مروت اس کا میوہ ہے۔ ہم نے ''قصیدۂ فتوت'' میں اس بات کو واضح کیا ہے۔'' (۴۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے ''فتوت نامہ'' کے باب ''مروت'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مروت اللہ تعالیٰ، انبیاء، فرشتوں، بزرگانِ دین، اولیاء اللہ، اپنے اہل و عیال، رشتہ داروں اور عام مخلوق کے ساتھ نسبت و رابطہ رکھنے اور اس رابطے کو نباہنے کا نام ہے۔

اس باب میں شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت و رابطے کی وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رابطہ مضبوط کرنے کے لیے، اوامر و نواہی کی پابندی کرنی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءؑ سے نسبت مضبوط کرنے کے لیے ان کی سنت کی پیروی ضروری ہے۔ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت درود شریف بھیج رہے ہیں اور مومنوں کی بخشش کے لیے بھی دعا گو ہیں، ان سے رابطہ رکھنا یہ ہے کہ انھیں اچھے الفاظ سے یاد کیا جائے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی فرمان بردار مخلوق مانا جائے۔ اس باب میں

نہایت اچھے طریقے سے نسبت، رابطہ و تعلق مضبوط بنانے اور حقوق و فرائض کی پاسداری کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔(۴۳۷)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ''فتوت'' یا ''جواں مردی'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ موضوعات میں سے ایک ہے۔ انھوں نے اس موضوع پر متعدد مضامین و مقالے لکھے ہیں۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی انھوں نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے چند ایک مضامین و مقالات کا ذکر کیا ہے۔ ''فتوت'' کے موضوع میں، اپنی دلچسپی اور نگارشات کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''..... راقم سطور اس موضوع کے بارے میں ۱۹۶۸ء سے تا ایں دم (۱۹۸۷ء) لکھتا رہا ہے... ''(۴۳۸)
>
> ''..... (میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ) کے رسالہ ''فتوتیہ'' کو راقم نے ۱۹۷۱ء میں ادارہ اوقاف، پنجاب، لاہور کی طرف سے شائع کروایا تھا...... ''(۴۳۹)

ڈاکٹر محمد ریاض، شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے میں مذکور آداب و رسومِ فتوت کے بارے میں مزید معلومات کے حصول کے لیے اپنے ایک مقالے کا مطالعہ تجویز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''...... (دیکھیے ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد، بابت اپریل و مئی ۱۹۷۰ء میں میرا مقالہ)(۴۴۰)
>
> ''عطار (یہ عطار نیشاپوری نہیں ہے) کے منظوم فتوت نامے کو راقم نے ادارہ اوقاف ایران کے مجلّہ معارف اسلامی میں شائع کروایا تھا (تہران، اپریل ۱۹۶۹ء)...... ''(۴۴۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضامین و مقالات میں زیرِ تبصرہ موضوع (نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا فتوت نامہ) سے متعلقہ بنیادی و ثانوی مآخذ کا ذکر بھی کیا ہے تاکہ اہلِ ذوق حضرات اپنی ضرورت کے مطابق ان سے استفادہ کر سکیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''فتوت نامہ'' مجلّہ اقتصاد دانشکدہ استنبول کے ۱۹۴۹ء کے ''فتوت نمبر'' میں شائع ہوا۔ مرتضیٰ صراف نے رسائل جواں مرداں (تہران ۱۹۷۳ء) نام کے مجموعے میں اُسے دوبارہ شائع کروادیا ہے۔ یہ دونوں اشاعتیں کتب خانہ اباصوفیا استنبول کے مخطوط نمبر ۲۰۴۹ کی رُو سے ہیں، مگر ''فتوت نامہ'' کی جو عبارات ''روضات الجنات وجنات الجنان'' میں نقل ہوئی ہیں، وہ اس میں ناپید ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ زرکوب کے ''فتوت نامے'' کے بعض حصے مخطوطے سے غائب ہیں یا انھوں نے بھی شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) کی طرح ایک سے زائد ''فتوت نامے'' لکھے تھے۔(۴۴۲)

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عالم اسلام کے مختلف ممالک میں دوسری تا گیارہویں صدی ہجری تک فتوت یا جوانمردی کی تحریک مختلف ناموں کے ساتھ موجود رہی ہے۔ اس تحریک کے رطب و یابس کو پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ جواد مرحوم نے ابن المعمار حنبلی (م ۶۴۲ھ) کی کتاب الفتوۃ، عربی (مطبوعہ از بغداد ۱۹۵۸ء) کے مبسوط مقدمے میں اجاگر کیا ہے۔(۴۴۳)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''فتوت'' کے موضوع پر دیگر منابع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''شیخ زرکوب کے عصر میں یا ان سے کچھ پہلے اور بعد کئی فتوت نامے عربی یا فارسی زبانوں میں لکھے گئے ہیں۔ اُوپر ابن المعمار حنبلی کے عربی فتوت نامے، (کتاب الفتوۃ) کا ذکر آیا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے دو فارسی فتوت نامے دست یاب ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری میں شیخ عبدالرزاق کاشانی (م ۷۳۶ھ) شیخ علاء الدولہ سمنانی (م ۷۳۶ھ) اور میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (۷۸۶ھ) نے فتوت نامے لکھے تھے۔''(۴۴۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے دس صفحات پر مشتمل اپنے زیرِ تبصرہ مضمون میں شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف ''فتوت نامہ'' اور ''صحبت نامہ'' کا ذکر کیا ہے۔ ''صحبت نامہ'' ایک منظوم تصنیف تھی، جو ناپید ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض

نے اپنے اس مضمون ''نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اوران کا فتوت نامہ'' میں تین صفحات پر شیخ مذکور کی دوسری کتاب ''صحبت نامہ'' سے قریباً ۲۷ تا ۳۹ فارسی اشعار دیے ہیں۔اس طرح انھوں نے ایک ناپید ہونے والی کتاب کے مندرجات متعارف کرانے ،انھیں کسی حد تک محفوظ کرنے اور علم دوست حضرت کو اس کی اہمیت سے آگاہ کر کے اسے دریافت کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فراہم کردہ مذکورہ بالا معلومات ان کے نہایت گراں قدر علمی وادبی ذوق اور علم دوستی کا بیّن ثبوت ہیں۔

تاہم،ڈاکٹر محمد ریاض کے قریباً تمام مضامین ومقالات میں فارسی اشعار اور فارسی عبارات بغیر حوالہ وترجمے کے دیے گئے ہیں۔اسی طرح خاطر خواہ حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے۔زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔اس میں قریباً ۴۰ کے قریب فارسی اشعار اور ایک فارسی عبارت بغیر حوالہ جات وترجمے کے دیئے گئے ہیں اور توضیحی حواشی بھی مفقود ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون میں نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے کی کچھ عبارت کا اردو ترجمہ دیا ہے۔اس عبارت میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۴ کے عربی متن میں لفظ ''اَجْرُھُمْ'' نہیں دیا گیا۔(۴۴۵)

قرآنی آیت کا نامکمل صورت میں شائع ہونا، بہت زیادہ غفلت ولاپرواہی کو ظاہر کرتا ہے۔اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ غلطی کس کی ہے؛مضمون نگار کی،کاتب کی یا پروف خواں کی۔

بحیثیت مجموعی ان کا زیرِ تبصرہ مضمون گراں قدر افکار اور معلومات پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔فتوت کے موضوع پر ان کی تمام علمی وادبی نگارشات کو پیش نظر رکھ کر اردو زبان میں ''نظامِ فتوت'' پر ایک جامع تحقیقی کتاب تخلیق کی جاسکتی ہے۔اس موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جاسکتا ہے۔

03۔ ''فقہائے ہند'' (جلد چہارم، حصہ دوم)

زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۴۱۶ صفحات پر مشتمل مولانا محمد اسحاق بھٹی کی کتاب ''فقہائے ہند''، جلد چہارم، حصہ دوم پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور نے ۱۹۷۸ء میں طبع کی تھی۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کتاب ''فقہائے ہند'' (جلد چہارم، حصہ دوم) پر تبصرے میں لکھتے ہیں کہ موجودہ جلد گیارہویں صدی ہجری کے فقہاء کے حالات اور ان کے کارناموں کو محیط ہے۔ حصہ اول میں اکبری عہد کے فقہا، متکلمین، مورخین، صوفیہ اور شعرا کا حال لکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں اکبری عہد کے علاوہ بعد کے ادوار کے فقہا، متکلمین، مورخین وغیرہ کا ذکر ہے۔ مقدمہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں جہانگیر اور شاہ جہاں کے وقائع سلطنت، ان کی علم دوستی اور فقیہ نوازی سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں فقہا و علماء کا ذکر ضمناً اور بعض کا تفصیلاً آیا ہے۔ جن فقہا و علماء کا ذکر تفصیل سے آیا، ان میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، مفتی عبدالسلام لاہوری، ملا عبدالقادر بدایونی، شیخ عبدالوہاب متقی مکی، سید علم اللہ شاہ بریلوی اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری خصوصیت کے ساتھ قابلِ توجہ ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی کئی خوبیاں قابلِ توجہ ہیں۔ ان خوبیوں میں سلیس اندازِ بیان، محققانہ استناد، اصل عربی اور فارسی متون کے اقتباسات مع اردو ترجمہ پیش کرنا اور ہجری سنین کا التزام سرِفہرست ہیں۔ (۴۴۶)

کتاب کے کچھ مندرجات سے اختلافِ رائے کا اظہار کرتے ہوئے، ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''بدقسمتی سے اقوامِ مشرق خصوصاً مسلمانوں نے بادشاہوں اور امیروں کے بارے میں جو کچھ لکھا، اس میں مبالغے کا عنصر زیادہ ہی نظر آتا ہے حالانکہ بعض مستثنیات کو چھوڑ کر بادشاہوں کی صحیح تصویر وہی ہے جو شیخ سعدی نے ''گلستان'' میں اس طرح کھینچی ہے کہ ''گاہ بسلامے می رنجند وگاہ بدشنام انعامے می دہند''۔ (۴۴۷)

''معروف لوگوں کا ذکر اس کتاب میں بالتفصیل آیا ہے، مگر کم معروف اور گم نام قسم کے فقہا کا ذکر تشنگیٔ بیان کا مظہر ہے۔ کئی حضرات کے سنینِ ولادت و وفات اور ان کی کسی تصنیف یا کارنامے کا ذکر مفقود ہے۔ بہتر ہوتا کہ ایسے لوگوں کا ذکر ضمناً اور تبعاً جداگانہ طور پر آتا۔'' (۴۴۸)

کتاب کے مزید وضاحت طلب امور کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض، شیخ یعقوب صرف کشمیری کے حالات و آثار میں لکھتے ہیں:

''صرفی کا سالِ ولادت ۹۲۸ ہجری ہے نہ کہ ۸۰۸ ہجری (کتاب کا صفحہ ۴۰۱)۔ مصنف لکھتے ہیں (صفحہ ۴۰۲): ''شیخ یعقوب صرفی شاعر بھی تھے''۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ فارسی کے ایک بہت بڑے شاعر تھے۔ ان کا خمسہ اور دیوان کشمیر کے فارسی ادب میں خاص مقام رکھتا ہے۔ عربی علم الصرف میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے لوگ انھیں ''صرفی'' کہتے تھے۔ ان کے ضمن میں دو غیر معمولی معروف باتیں یہاں مجھے نہ نظر آئیں۔ ایک یہ کہ شیخ فیضی کی بے نقطہ حروف پر مشتمل عربی تفسیر ''سواطع الالہام'' پر انھوں نے فی البدیہہ بے نقطہ عربی حروف کے الفاظ میں تقریظ لکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ حرمین شریفین کے سفر کے ذیل میں آپ مشہد گئے اور وہاں شاہ تہماسپ صفوی سے ملاقات کی تھی۔ انھوں نے شاہ کو سنی شیعہ اتحاد کے سلسلے میں کوششیں تیز کرنے کی التماس کی اور دوسری باتیں کیں۔'' (۴۴۹)

حاصل کلام:۔اپنے تبصرے کے آخر پر بطور حاصل کلام ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی ''فقہائے ہند'' اسلامی علما و فقہا کے کارناموں سے آگاہی حاصل کرنے کا ایک مفید سلسلہ کتب ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔زیرِ تبصرہ کتاب میں ضروری حوالہ جات و حواشی متعلقہ صفحات کے زیریں حاشیہ میں دیے گئے ہیں۔ حوالہ جات میں صرف کتابوں کے نام اور صفحات نمبر دیے گئے ہیں جبکہ ان کتابوں کے بارے میں دیگر ضروری معلومات کتاب کے آخر پر (صفحہ نمبر ۴۰۹ تا ۴۱۶) پر مراجع و مصادر میں دی گئی ہیں۔مصنف و مؤلف نے کتاب کے بعض مندرجات کے بارے میں تشنگی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کے مندرجات کی اصلاح و بہتری کے لیے قارئین سے مدد و رہنمائی کی درخواست کی ہے۔(۴۵۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے بادشاہوں کے بارے میں گلستانِ سعدی سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول تحریر کیا ہے کہ'' گاہ سلامے رنجند و گاہ بادشنامِ انعامے می دہند''۔یہ قول حکایت نمبر ۱۶ میں مذکور ہے۔درست قول یہ ہے:

''......وقتے بسلامے برنجند وگاہے بہ دُشنامے خلعت دہند......''

ترجمہ:کبھی تو سلام کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہیں اور کبھی گالی پر خلعت (لباس) بخشتے ہیں۔(۴۵۱)

اپنے زیرِ تبصرہ مضمون کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''ہمارے بعض مصنف ۱۸۵۷ کے ماقبل دور کے واقعات کو بیان کرتے وقت خواہ مخواہ عیسوی سنین لکھتے ہیں حالانکہ سارا عالمِ اسلام ہجری سنین لکھنے کا ہی عادی ہے اور ہمیں بھی، کم از کم اردو کتابوں میں، یہی التزام کرنا چاہیے۔انگریزی عمل داری کے بعد بہر حال عیسوی سنین کا رواج ہو گیا تھا اور ۱۸۵۷ء سے بعد کے واقعات کو ان سنین میں لکھنا ایک امر مجبوری ہے۔(۴۵۲)

اگر ڈاکٹر محمد ریاض کی رائے کے مطابق ۱۸۵۷ء سے قبل کے واقعات کو ہجری سنین میں اور بعد کے واقعات کو عیسوی سنین میں بیان کرنے کا رواج ہو جائے تو اس دو عملی کی وجہ سے تحقیقی امور میں واقعات کے پہلے یا بعد میں وقوع پذیر ہونے کا تعین کرنا مشکل ہو جائے گا۔محققین تو ایک طرف رہے، عام قارئین بھی بہت زیادہ الجھن کا شکار ہو جائیں گے۔اس لیے بہترین حکمتِ عملی یہی ہے کہ واقعات ہجری و عیسوی دونوں سنین کے حوالے سے دیے جائیں۔

بحیثیت مجموعی، زیرِ تبصرہ کتاب پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون گراں قدر معلومات اور تسلی بخش تعارفِ کتاب پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون میں زیرِ تبصرہ کتاب ''فقہائے ہند'' کی تمام جلدوں کے نئے ایڈیشن محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے اہتمام اور دار النوادر الحمد مارکیٹ، اردو بازار کے اشتراک سے ۲۰۱۳ء میں شائع ہو چکے ہیں۔کتاب فقہائے ہند کی ادارہ ثقافت اسلامیہ کی تمام جلدیں اور دار النوادر، اردو بازار لاہور کے طبع کردہ نئے ایڈیشنز بھی PDF فارمیٹ میں Kitabosunnat.com پر موجود ہیں۔اس کی جلد پنجم حصہ اول علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: 923.454م ح ف;Barcode5745

اس کی جلد پنجم حصہ دوم یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: 297.946س ف

موضوع سے دلچسپی رکھنے والے افراد ان منابع تک بآسانی رسائی حاصل کر کے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

04۔مشرق بعید میں طلوعِ اسلام

زیرِ تبصرہ مضمون میں سید قدرت اللہ فاطمی کی ۱۹۶۶ء میں ریڈیو پاکستان پر نشر ہونے والی تقاریر کے متن پر مشتمل کتاب ''مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام'' پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ۱۹۷۸ء میں ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا تھا۔ مشرقِ بعید سے مراد چین ہے۔ اس کتاب میں برصغیر چین میں اسلام کے ورود کی پہلی تین صدیوں (ساتویں صدی عیسوی کے وسط سے دسویں صدی عیسوی کے آغاز تک) کا ذکر تفصیل سے موجود ہے، مگر چودھویں صدی عیسوی کے اواخر تک اس سرزمین میں اسلام اور مسلمانوں کا حال ضمنی اور تبعی نوعیت کا ہے۔ کتاب کی عبارت سلیس اور رواں ہے۔ مصنف کتاب سید قدرت اللہ فاطمی اس کتاب کے اجمالی اور ادھورے مضامین کو ضروری توضیحات و تفصیلات کے اضافے سے مکمل کرنا چاہتے تھے مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے ایسا نہ کر پائے۔ (۴۵۳)

زیرِ تبصرہ کتاب ''مشرق بعید میں طلوعِ اسلام'' کے آغاز میں پروفیسر فاطمی نے چین میں اسلام کے ورود کے تاریخی پس منظر کے بیان میں عربوں کی جہاز رانی اور ان کی کامیاب تاجرانہ پالیسیوں سے بحث کی ہے۔ چین میں سب سے پہلے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین داخل ہوئے جنھوں نے ہجرتِ حبشہ کی اور پھر سب اپنے مولد کی طرف لوٹنے کے بجائے چین آ نکلے۔ مہاجرینِ چین میں رسول اللہ ﷺ کے ماموں حضرت ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ غالباً حضرت قیس بن حذافہ، حضرت عروہ بن ابی اثاثہ اور ابوقیس بن الحارث (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی تھے۔ (۴۵۴)

زیرِ تبصرہ کتاب میں چین پر اسلام کے تمدنی اثرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض نامور مسلمان چینیوں کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ تاہم، اس میں مصادر و منابع کی طرف اشارے تو موجود ہیں، مگر کتبِ حوالہ ندارد۔

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تبصرے کے اختتام پر بطورِ حاصل کلام لکھتے ہیں کہ مجموعی طور پر یہ مختصر کتاب بڑی ایمان افروز ہے اور زیادہ سے زیادہ افراد کو اسلام کی تمدنی تاریخ کے اس پہلو کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۴۵۵)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ بعض مصنفین اور محققین اپنی تحقیقات و تصانیف کو افادۂ عام کے لیے طبع کرنے یا طبع کرانے میں کافی تساہل و تغافل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی محنت رایگاں جاتی ہے۔ پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی بھی اسی مسئلے کا شکار تھے۔ وہ زیرِ تبصرہ کتاب کو نظرِ ثانی کے بعد چھپوانا چاہتے تھے مگر فرصت نہ ملنے کی وجہ سے ایسا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ اسے نہ چھپوانے سے بہتر ہے موجودہ شکل میں ہی چھپوا دیا جائے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، انھوں نے یہ کتاب چھپوا دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کے اس طرزِ فکر اور طرزِ عمل کو سراہا ہے۔

اپنی اس کتاب میں پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی نے ایک بڑے عالمی مغالطے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض چینی مورخین اور مغربی مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کے چچیرے ماموں (آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے حقیقی چچازاد بھائی) حضرت ابو وقاصؓ کو ان کے بیٹے حضرت سعد بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ اشتباہ کر لیا ہے۔ پاکستان میں بھی بعض کتب میں یہ اشتباہ نظر آتا ہے۔ مثلاً اسلامیات کی میٹرک کی کتاب کے صفحہ ۱۱۵ پر لکھا ہوا ہے کہ فاتح جنگِ قادسیہ اور یکے از عشرہ مبشرہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں حالانکہ وہ نبی اکرم ﷺ

کے چچیرے ماموں زاد ہیں۔(۴۵۶)

مندرجہ بالا اشتباہ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہمیں اپنے اساتذہ وطلبا میں حقیقی ذوقِ تحقیق اور ذوقِ عمل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون، زیرِ تبصرہ کتاب کے مختصر اور جامع تبصرے پر مشتمل ہے۔ضروری حوالہ جات وحواشی کے اضافے سے اسے مزید بہتر بنایا جا سکتا تھا۔(۴۵۷)

05۔مطالعۂ قرآن

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ)، اقبال اکادمی کے مجلّے اقبال ریویو کی جلد ۲۰، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۹ء میں صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲ پر شائع ہوا تھا۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا محمد حنیف ندوی کی تصنیف ''مطالعہ قرآن'' کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''مولانا محمد حنیف ندوی ایک فکر انگیز مصنف ہیں۔ انھوں نے علامہ ابوالحسن اشعری، امام محمد غزالی اور امام ابن تیمیہ ایسے متکلمین کے افکار کو آسان زبان میں پیش کیا۔ ایک کتاب میں انھوں نے علامہ ابن خلدون کے افکار کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ فلسفیانہ اور دینی مباحث کے بارے میں بھی ان کی تصانیف موجود ہیں۔ ''مطالعہ قرآن'' ان کی ایک حالیہ تالیف ہے جس کے اجزا اس ادارے کے رسالے ''المعارف'' میں بھی متناوباً شائع ہوتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر ایس۔ اے رحمان مرحوم، ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان نے کتاب پر ایک مختصر ''پیش لفظ'' تحریر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ 'مطالعۂ قرآن'، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ''الفوز الکبیر'' سے الہام گیر ہے، مگر مولانا محمد حنیف ندوی نے نئے اسلوب سے اس کی تبویب کی اور نئے مباحث چھیڑے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محتویات قرآن کو جاننے کے لیے اس بلند پایہ دینی تالیف کا مطالعہ بے حد سودمند ہوگا۔''(۴۵۸)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کتاب کے درج ذیل سولہ عناوین کی فہرست دی ہے:

قرآن کا تصورِ وحی و تنزیل، قرآنِ مجید اور کتبِ سابقہ، اسفارِ خمسہ، عہد نامہ جدید اور اناجیلِ اربعہ، قرآنِ حکیم اور اس کے اسما وصفات، قرآنی سورتوں کی قسمیں اور ترتیب، قرآنی سورتوں کی زمانی و مکانی تقسیم، جمع و کتابتِ قرآن کے تین مراحل، قرآنِ حکیم کی لسانی خصوصیات، اعجازِ قرآن اور اس کی حقیقت، محتویاتِ قرآن، مشکلاتِ قرآن، قرآن کے رسم الخط کے بارے میں نقطۂ اختلاف (یہاں نکتہ غالباً نقطہ لکھا گیا ہے؟) تفسیر، تفسیر کے دو مشہور مدرسۂ فکر، اولیاتِ قرآنی۔(۴۵۹)

ڈاکٹر محمد ریاض مزید لکھتے ہیں کہ ''مطالعہ قرآن'' ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کی شائع کردہ بلند کتب میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب اشاریے کے بغیر ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس میں اشخاص و اماکن، کتب و رسائل کے علاوہ، اصطلاحاتِ خاص کا اشاریہ بھی شامل ہوتا۔(۴۶۰)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ مضمون دراصل مولانا محمد حنیف ندوی کی کتاب ''مطالعہ قرآن'' کا مختصر سا تعارف نامہ ہے۔ اس میں کتاب کے عنوانات کی فہرست دی گئی ہے اور کتاب کے آخر پر ''اشاریہ'' کے مفقود ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے مندرجات کے حوالے سے کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا۔ اگر تبصرہ میں زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات کے حوالے سے اس کے علمی و ادبی اور تحقیقی معیار کو واضح کر دیا جاتا تو تبصرہ لکھنے کا مقصد کماحقہٗ پورا ہو جاتا۔

06۔سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن ودل''

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ سب سے پہلے سہ ماہی اردو، جلد ۵۵، شمارہ ۳ متعلقہ جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء میں صفحات نمبر ۳۷ تا ۶۴ پر شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کا یہ مقالہ بغیر کسی خاص، قابلِ ذکر تبدیلی کے، ان کے مجموعۂ مضامین ''رومی کا تصورِ فقر'' کی شکل میں ۱۹۹۰ء میں مقبول اکیڈمی، لاہور سے شائع ہُوا۔

مقالے کے شروع کے دس صفحات پر، ڈاکٹر محمد ریاض نے سیبک فتاحی نشاپوری کی شخصیت اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ بعد کے سترہ صفحات پر بطور ضمیمہ، سیبک فتاحی کے رسالے یا کتابچے ''حسن ودل'' کا لفظی ترجمہ دیا ہے۔ آخری صفحات (صفحہ نمبر ۱۸۶ کے آخر سے صفحہ نمبر ۱۸۸) پر حواشی اور حوالے دیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد سیبک نیشاپوری آٹھویں نویں ہجری صدیوں کے ایک معروف شاعر، مصنف اور خطاط تھے۔ ان کا سال وفات ۸۵۲ یا ۸۵۳ ہجری بتایا جاتا ہے۔ ان کا نام ''محمد'' اور ان کے والد کا نام ''یحییٰ'' تھا۔ سیبک کے علاوہ فتّاحی، تفّاحی، اسراری اور خماری ان کے چار دوسرے تخلص تھے۔ ان کا لقب ''کمال الدین'' تھا۔ وہ بڑے جُزرس اور لفظی و معنی صنعتوں کے دلدادہ تھے۔ سیبک کا مولد و مدفن نشاپور تھا مگر کچھ عرصہ وہ ہرات رہے۔ جہاں وہ سلطان شاہرخ تیموری (۸۰۷۔۸۵۲ ہجری) کے دربار سے وابستہ تھے۔ وہ اچھے شاعر، ادیب اور نکتہ سنج تھے۔ شہرت سے گریزاں تھے۔ ان کا حلقہ احباب وتلامیذ محدود تھا۔

تصانیف اور انشعابات:۔ سیبک کی کتابیں فنی، ادبی اور فکری نوعیت کی ہیں۔ ان میں تخیّل، لفظی ومعنوی خوبیوں اور ڈرامائی ومکالماتی حسن وخوبی کی فراوانی ہے۔ اس قسم کی تصانیف پڑھنے، سمجھنے والے قدردان ہر عصر میں محدود ہی ہوتے ہیں۔ غالبًا اسی وجہ سے سیبک اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق شہرت حاصل نہ کر سکے اور ان کی زیادہ تر کتب شائع نہ ہوسکیں۔ ان کی اب تک درج ذیل تصانیف دریافت ہوچکی ہیں۔ ان تصانیف کے ناموں اور موضوعات سے ان کے متنوع ذوق کا پتہ چل جاتا ہے۔

نمبر شمار	تصانیف کے نام	موضوعات
۱۔	حفظ الصحۃ (فارسی نثر)	حفظانِ صحت کے آداب واحکام
۲۔	البسہ	مختلف لباسوں کا نام
۳۔	دیوانِ سیبک	قصائد، غزلیات، قطعات اور ایک ساقی نامہ پر مشتمل مختصر دیوان
۴۔	تعبیر نامہ (نثر)	خوابوں کی تعبیر
۵۔	تجلیات	ضائع وبدائع جنس کا خصوصی بیان
۶۔	شبستانِ نکات وگلستانِ لغات	شبستانِ نکات کا موضوع تعمیرِ سیرت اور حسنِ اخلاق ہے۔ گلستانِ لغات کا موضوع لفظی مناسبات اور ان کا حسنِ بیان ہے۔
۷۔	شبستانِ خیال (نثر اور فارسی مثنوی)	دینی اور عرفانی داستانیں

۸۔	دہ نامہ	دس مراتبِ عقل کا بیان
۹۔	دستورِ عشق (پانچ ہزار اشعار پر مشتمل فارسی مثنوی)	حُسن و دل سے متعلقہ تفصیلی مباحث و نکات۔ اس کا سالِ تصنیف ۸۴۰ہجری ہے۔
۱۰۔	حسن ودل	فارسی مثنوی ''دستورِ عشق'' کے مطالب کے لبِّ لباب پر مبنی قریباً ساڑھے چار سو سطور پر مشتمل رسالہ یا کتابچہ۔ یہ رسالہ ۸۴۰ہجری کے بعد اور ۸۴۳ہجری سے قبل لکھا گیا۔ اس رسالے کے دو انگریزی تراجم موجود ہیں۔ ایک بار جرمن میں بھی ترجمہ ہوا۔ متعدد ترک مصنفین اور شعرانے اس کے تراجم اور تتبعات پیش کیے ہیں۔ فارسی میں بھی اس کے انعکاسات موجود ہیں۔ ملّا وجہی دکنی (۱۰۴۵ہجری) کی کلاسیکی اردو کتاب ''سب رس'' کا ماخذ ومنبع یہی رسالہ ہے۔(۴۶۱)

سیبک کی شاعری:۔ڈاکٹر محمد ریاض رسالہ ''حسن و دل'' اور مثنوی ''دستورِ عشاق'' کے طرزِ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''..... مثنوی ''دستورِ عشاق'' کا بیان، ''حسن و دل'' کی مسجع وموجز عبارات کے مقابلے میں مفصل نثر ہی نہیں، رنگین تر بھی ہے.....''(۴۶۲)

> ''سیبک نشاپوری نثر میں ہنر نمائی کرتے ہیں مگر شعر میں برجستگی، سلاست وروانی اور دلآویزی دکھاتے ہیں۔ وہ متقدم فارسی شعرا کے اشعار پر تضمین بھی کرتے رہے ہیں۔ حافظ شیرازی کے ایک مصرعے کی برجستہ تضمین ملاحظہ ہو۔(۴۶۳))

حافظ شیرازی کے ایک مصرعے کی تضمین پر سات اشعار تحریر کرنے کے بعد، ڈاکٹر محمد ریاض نے مثنوی ''دستورِ عشاق'' کے آغاز سے چودہ اشعار اور بعد کے دو مختلف مقامات سے چونسٹھ اشعار دیے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے بطورِ ضمیمہ، صفحات نمبر ۱۷۰ تا ۱۸۶ پر ترجمہ قصہ ''حسن و دل'' دیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس رسالے کے حقیقی مفہوم تک رسائی کے لیے، اسے کئی بار بغور پڑھنا ہوگا۔ اس کے مختلف کرداروں کو سمجھے بغیر اس کے نفسِ مضمون سے کوئی اخلاقی سبق اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

اس کہانی کے مختلف کردار حسن اور عشق کے معاملات میں کارفرما مختلف سماجی کرداروں، گوناں گوں ذہنی ونفسیاتی کیفیات، انسانی جذبات، محسوسات اور ان کی باہمی کشمکش کو ظاہر کرتے ہیں۔ درج ذیل ٹیبل کی مدد سے کہانی کے مختلف کرداروں کے علامتی وعملی کردار سے آگہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ تاہم، اس کہانی کے حقیقی مفہوم تک رسائی کے لیے کافی غور وفکر کرنا ہوگا۔

وصف	کردار	عملی کردار
عقل	بادشاہ	دیارِ مغرب (ملک یونان) کا بادشاہ
دل	شہزادہ	عقل کا بیٹا

بدن	''عقل'' کا مضبوط قلعہ	
دماغ	''عقل'' کا محل	عدل وانصاف سے پُر رونق مقام۔
نظر	''دل'' کا جاسوس	چالاک، دانا، حکیم، مملکتِ بدن کا نگران، ادیب۔
توبہ	''رزق'' راہب کا بیٹا	اس نے ''غمزہ''، ''نظر'' اوران کے ساتھیوں کو روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور ''عقل'' کے حضور پہنچ کر تمام ماجرا سنایا۔
صبر	عقل کے لشکر کا امیر	''عقل'' نے ''دل'' کو رہا کیا اوراس کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جس کے امیر کا نام ''صبر'' تھا۔
وہم	''دل'' کا وزیر	دل کا ایک وزیر جو معبد کے قریب رہا کرتا تھا۔
خیال	''حسن'' کا خادم	''نظر'' کے ہمراہ دل کو لینے اس کے ملک گیا۔ ''وہم'' کی شکایت پر ''عقل'' نے ''دل''، ''خیال'' اور ''نظر'' کو قید کرنے کا حکم دیا۔ ''دل'' اور ''خیال'' پکڑے گئے۔ ''نظر'' فرار ہوکر ''حسن'' کے حضور پہنچا اوران کی گرفتاری کی خبر دی۔
مہر	عشق کا سپہ سالار	''عشق'' نے اپنے سپہ سالار ''مہر'' کو ''دل'' اور ''صبر'' کے مقابلے کے لیے بھیجا۔
آن	''حسن'' کا بھائی	اس نے کوہ قاف سے آ کر ''عقل'' کے لشکر کو شکست دی اور ''دل'' کو گرفتار کیا۔
نسیم	''دل'' کی حامی	اس نے لشکرِ زلف کو منتشر کیا تھا۔
چاہِ ذقن		''گلشنِ رخسار'' کا ایک کنواں جہاں ''دل'' کو قید کیا گیا۔
وفا	سپہ سالار ''مہر'' کی بیٹی۔	''حسن'' نے ''وفا'' کے مشورے سے ''شہر دیدار'' کے نزدیک واقع اس کے ''باغ دلکشا'' اوراس کے ساتھ چشمۂ آشنائی پر ''دل'' کو ''زلف'' کے ذریعے پہنچا دیا تا کہ وہاں کے قصرِ وصال میں علاجِ دردِ فراق ہو سکے۔ ''وفا''، ''ناز'' اور ''تبسم'' کے تعاون سے ''قصرِ وصال'' میں ''حسن'' اور ''دل'' کی کئی رات ملاقاتیں ہوتی رہیں۔
غیر	دیو ''رقیب'' کی بیٹی	اس نے دھوکے سے ''دل'' سے ملاقات کی۔
رزق	راہب پیر	''رزق'' نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات کا سرچشمہ بہشت میں ہے اور دنیا میں اس کی نشانی رونے والی آنکھ کا حصول ہے۔
ہمت	بادشاہ	''ہمت'' نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات کا منبع دنیا میں ہے۔ اس نے ''نظر'' کو آبِ حیات کا پتہ دیا اور اپنے بھائی ''قامت'' کے نام خط دیا تھا۔ جب وہ ''عقل'' اور ''دل''، ''عشق'' کے پاس گرفتار ہوئے تو ''ہمت'' نے ''عقل'' اور ''دل'' کا سمجھوتہ کرایا جس کے نتیجے میں ''عقل'' کو ''عشق'' نے وزیر بنالیا اور ''دل'' کی اپنی شاہزادی ''حسن'' سے شادی کردی۔

ناموس	حکمران	’’ناموس‘‘ نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات سے مراد عزت ہے۔ جس کی عزت وآبرو نہیں اسے قیامت تک کوئی یاد نہیں کرتا۔
عشق	بادشاہ	سرزمینِ مشرق کا بادشاہ۔
حسن	شہزادی	عشق کی بیٹی۔
شہرِ دیدار		کوہ قاف کا شہر۔ ’’شہرِ دیدار‘‘ کا باغ جس میں ’’دہان‘‘ نام کا چشمہ ہے۔ آبِ حیات اس چشمے میں مخلوط ہے۔ شہزادی ’’حسن‘‘ اس باغ میں آکر رہتی تھی اور آبِ حیات پیتی تھی۔
رقیب		’’شہر سنگسار‘‘ کا بادشاہ اور ’’شہرِ دیدار‘‘ کا نگران دیو۔
قامت	’’ہمت‘‘ کا بھائی	’’حسن‘‘ کے لشکر کا علم بردار۔
زلف	’’حسن‘‘ کا ایک امیر	ہندوستان کا ایک چابک دست کمند انداز جس نے ’’مار پا‘‘ سے نجات پانے اور ’’شہرِ دیدار‘‘ تک پہنچنے میں ’’نظر‘‘ کی مدد کی۔
ناز	دائی	حسن کی دلسوز اور ہمدم دائی۔
غمزہ جادو	’’نظر‘‘ کا بھائی	’’نظر‘‘ کا بھائی جو ’’حسن‘‘ کے خادموں میں شامل ہوگیا تھا۔ شہزادی نے اسے تیرانداز مقرر کیا تھا۔

اگر کسی تحریر سے اخلاقی سبق اخذ نہ ہو سکے تو اسلامی اصولِ افادہ کے تحت وہ تحریر بے کار ہے۔ اس اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قصۂ ’’حسن ودل‘‘ کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

ملک یونان میں ’’عقل‘‘ نام کا ایک بادشاہ تھا جس کی تمام دیارِ مغرب میں حکومت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ’’دل‘‘ نام کا ایک بیٹا عنایت فرمایا۔ ’’دل‘‘، ’’عقل‘‘ کے زیرِ تربیت پروان چڑھا اور حکمرانی کی صلاحیت حاصل کر لی۔ ’’عقل‘‘ بادشاہ کے مضبوط قلعے کا نام ’’بدن‘‘ تھا۔ بادشاہ نے ’’دل‘‘ کو اس میں بٹھایا۔ اس قلعے کے اوپر ’’دماغ‘‘ نام کا ایک دیدہ زیب محل تھا۔ یہ ’’عقل‘‘ کا معبد تھا۔ ’’دل‘‘ نے عدل وانصاف سے اسے پررونق بنا دیا۔ ایک رات ’’دل‘‘ کی محفلِ خاص میں ’’آبِ حیات‘‘ اور اس سے ملنے والی ہمیشہ کی زندگی کا ذکر ہوا تو ’’دل‘‘ کو ’’آبِ حیات‘‘ تک پہنچنے کی طلب ہوئی۔ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس نے ممکن حد تک رابطے کیے مگر سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ’’دل‘‘ کا ایک چالاک جاسوس تھا۔ اسے ’’نظر‘‘ کہتے تھے۔ ’’نظر‘‘ مملکتِ بدن کا نگران تھا۔ ’’نظر‘‘ نے ’’دل‘‘ سے وعدہ کیا کہ وہ ’’آبِ حیات‘‘ کی تلاش میں دنیا بھر کی خاک چھان مارے گا۔ ’’دل‘‘ کی ہدایت پر ’’نظر‘‘ ’’آبِ حیات‘‘ کی تلاش میں نکل پڑا۔ وہ ’’عافیت‘‘ نام کے ایک خطے میں پہنچا اور وہاں کے جوان حکمران ’’ناموس‘‘ سے مل کر ’’آبِ حیات‘‘ کی طلب کا معاملہ بیان کیا۔ ’’ناموس‘‘ نے کہا، آبِ حیات سے مراد آبرو اور عزت ہے۔ جس کی عزت وآبرو نہیں، اسے قیامت تک کوئی یاد نہیں کرتا۔ ’’نظر‘‘ اس فلسفے سے مطمئن نہ ہُوا۔ وہاں سے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ’’زہدوریا‘‘ کی گھاٹی پر پہنچا اور وہاں ’’رزق‘‘ نام کے ایک راہب پیر کے معبد پر پہنچ کر، ان سے ملا اور ’’آبِ حیات‘‘ کے بارے میں پوچھا۔ ’’رزق‘‘ بولا،

''آبِ حیات'' کا سرچشمہ باغِ بہشت میں ہے اور دنیا میں اس کی نشانی، رونے والی آنکھ کا حصول ہے۔ اس لیے رونا چاہیے خواہ جھوٹ موٹ کا ہی رونا ہو تا کہ لوگ عقیدت کرنے لگیں اور ارد گرد اکٹھے ہو جائیں۔ ''نظر'' کو ''رزق'' کا جواب اور ریا کاری پسند نہ آئی اور وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہاں سے وہ ایک صحرائی علاقے میں پہنچا جس کے جوان بادشاہ کا نام ''ہمت'' تھا۔ ''ہمت'' سے ''نظر'' کی ملاقات ہوئی تو ''ہمت'' نے بتایا کہ سرزمینِ مشرق کے بادشاہ کا نام ''عشق'' ہے۔ اس کی نامور، بےنظیر اور حسین بیٹی کا نام ''حسن'' ہے۔ بادشاہ نے شہزادی کی خاطر کوہ قاف میں ایک شہر بنایا ہے جس کا نام ''شہر دیدار'' ہے۔ اس شہر میں ایک بےمثل، بہشت نما باغ ہے جس کا نام ''گلشن رخسار'' ہے۔ ''گلشن رخسار'' میں ''چشمۂ دہان'' نام کا ایک خفیہ چشمہ ہے۔ ''آبِ حیات'' اس چشمے میں مخلوط ہے۔ ''حسن'' اپنے امراو سپاہ کے ساتھ ''گلشن رخسار'' میں آتی ہے؛ محفلیں سجاتی ہے اور آبِ حیات پیتی ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ''شہر سنگسار'' کو عبور کرنا ہوگا جس کا حکمران ''رقیب'' نام کا ایک دیو ہے اور وہ ''عشق'' بادشاہ کے حکم سے ''شہرِ دیدار'' کا نگران ہے۔ وہاں سے اگر کوئی گزر جائے تو اس کا سامنا ''حسن'' کے لشکر کے علم بردار ''قامت'' سے ہوگا جو کہ میرا (''ہمت'') کا بھائی ہے۔ وہاں سے گزر کر ''مارپا'' (سانپ کے سے پاؤں والے لوگوں) کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ''ہمت'' نے اپنے بھائی ''قامت'' کے نام ''نظر'' کو رقعہ دیا۔ ''نظر'' نے ''شہرِ دیدار'' کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ راستے میں گرفتار ہُوا اور ''رقیب'' کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے ''رقیب'' کو حیلے بہانے سے ہمنوا بنایا اور اس کے ساتھ ''شہرِ دیدار'' کی طرف چل پڑا۔ راستے میں وہ ''قامت'' کے باغ میں ٹھہرے۔ ''نظر'' نے ''قامت'' کو اس کے بھائی ''ہمت'' کا لکھا ہوا مکتوب دیا۔ ''ہمت'' نے ''نظر'' کی مدد کی۔ اس طرح ''نظر'' کو ''رقیب'' سے آزادی ملی اور وہ ''شہرِ دیدار'' کی طرف بڑھا۔ راستے میں شاہزادی ''حسن'' کے ایک امیر ''زلف'' کی اس پر نظر پڑی۔ اس نے ''مارپا'' سے نجات پانے اور ''شہرِ دیدار'' پہنچنے میں ''نظر'' کی مدد کی۔ ''شہر دیدار'' کے چار گوشے تھے: عشوہ، کرشمہ، شیوہ اور شمائل۔ وہاں کی عجیب و غریب چیزیں دیکھنے کے بعد ''نظر'' ''گلشن رخسار'' میں آیا۔ وہاں اس کی ملاقات نازنین، ''حسن'' کے خال (تل) کے غلام بچوں سے ہوئی۔ انھوں نے ''نظر'' کو بتایا کہ وہ اُس باغ کی حفاظت پر مامور ہیں۔ ''گلشن رخسار'' میں ہی ''نظر'' کو اپنا بھائی ''غمزہ'' ملا جس کے توسط سے وہ شاہزادی ''حسن'' تک پہنچا۔ ''نظر'' کو ''حسن'' نے ایک قیمتی پتھر دکھایا جو ''دل'' کی صورت کا تھا۔ ''نظر'' نے اس سے ''دل'' کا تعارف کرایا۔ ''حسن'' نے اپنے خادم ''خیال'' کو ''نظر'' کے ہمراہ بھیجا کہ وہ ''دل'' کو لے آئے۔ 'وہم' کی شکایت پر ''عقل'' نے ''دل''، ''خیال'' اور ''نظر'' کو فوراً قید کرنے کا حکم دیا۔ ''دل'' اور ''خیال'' تو پکڑے گئے مگر ''نظر'' فرار ہو کر ''حسن'' کے حضور پہنچا اور ان کی گرفتاری کی خبر دی۔ ''حسن'' نے ''غمزہ'' کو بلا کر ''نظر'' کے ہمراہ شہر بدن کو بھیجا کہ ''دل'' اور ''خیال'' کو آزاد کرا کر لے جائیں۔ راستے میں ''رزق'' راہب کے بیٹے ''توبہ'' نے اپنے لشکر کے ہمراہ ''غمزہ''، ''نظر'' اور ان کے ساتھیوں کو روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور ''عقل'' کے حضور پہنچ کر سب ماجرہ سنایا۔ ''عقل'' نے ''دل'' کو رہا کیا اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جس کے امیر کا نام ''صبر'' تھا۔ ''نظر'' اور ''غمزہ'' جادو کے ذریعے ''دل'' اور ''عقل'' کو ''شہر دیدار'' کے قریب لے گئے اور ''حسن'' کو ''دل'' کو لے آنے کا واقعہ بیان کیا۔ ''حسن'' نے اپنے باپ ''عشق'' کو شہرِ بدن کے بادشاہ ''عقل'' کی لشکر کشی کی خبر دی۔ ''عشق'' نے اپنے سپہ سالار ''مہر'' کو ان کے

مقابلے کے لیے بھیجا۔ ''غمزہ''، ''قامت'' اور ''زلف'' نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ تیسری رات ''دل'' کی حامی ''نسیم'' نے لشکرِ ''زلف'' کو پریشان کر کے رکھ دیا۔ ''حسن'' کے خال ''ماموں'' نے ''حسن'' کے بھائی ''آن'' کو کوہ قاف سے مدد کے لیے بلایا۔ اس کی مدد سے ''دل'' گرفتار ہُوا اور ''عقل'' اور جملہ لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ ''دل'' کو ''گلشن رخسار'' کے ایک کنویں ''چاہِ ذقن'' میں قید کیا گیا۔ ''عقل'' کو بیڑیاں پہنا کر اقصائے چین میں بھیج دیا گیا اور وہاں قید کر دیا گیا۔ ''عشق'' نے مشرق سے مغرب پر حملہ کیا اور شہر ''بدن'' پر قبضہ کر لیا۔ ''حسن'' نے سپہ سالار ''مہر'' کی بیٹی ''وفا'' کے مشورے سے، ''شہر دیدار'' کے نزدیک واقع اس کے ''باغ دلکشا'' اور اس کے ساتھ ''چشمہ آشنائی'' پر ''زلف'' کے ذریعے پہنچا دیا تا کہ وہاں کے ''قصرِ وصال'' میں علاج دردِ فراق ہو سکے۔ ''وفا''، ''ناز'' اور ''تبسم'' کے تعاون سے ''قصرِ وصال'' میں کئی رات ''حسن'' اور ''دل'' کی ملاقات ہوتی رہی۔ کسی طرح دیو ''رقیب'' کی بد اخلاق چغل خور بیٹی ''غیر'' کو ''حسن'' اور ''دل'' کی ملاقاتوں کا علم ہو گیا اور وہ ''حسن'' کی لاعلمی اور بے خبری میں ''حسن'' کی شکل اختیار کر کے ''دل'' سے ملنے لگی۔ ''حسن'' کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے ''دل'' کو زندان عتاب نامی وادی میں بھیج دیا۔ ''رقیب'' کو ''حسن'' اور ''دل'' کے تعلق کی خبر ہوئی تو اس نے ''دل''، ''تبسم'' اور ''نظر'' کو وہاں سے شہر سنگسار کے بیابان فراق میں واقع قلعہ ہجران نامی قید خانے میں لا کر بند کر دیا۔ اس دوران ''حسن'' کو ''دل'' پر ترس آ گیا اور دونوں میں خفیہ خط و کتابت کے ذریعے رابطہ ہو گیا۔ ''ہمت'' کو جب ''صبر'' سے بادشاہ ''عقل'' اور اس کی فوج کی شکست کی خبر ملی تو اس نے ''عقل'' اور ''دل'' کی آزادی کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں ''عقل'' اور ''دل'' کو رہائی ملی۔ ''عشق'' نے ''عقل'' کو اپنا وزیر اور ''دل'' کو اپنا داماد بنا لیا۔ اس کے بعد ''حسن'' اور ''دل'' عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک دن ''دل''، ''ہمت'' اور ''نظر'' کے ہمراہ ''گلشنِ رخسار'' کی سیر کر رہا تھا کہ ''سرچشمہ دہاں'' کے قریب سبزے کے بیچ میں ''آبِ حیات'' اور اس کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نظر آئے۔ وہ ان کے حضور دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ گیا۔ انھوں نے طریقۂ فقر کی تعلیم دی، خدمتِ خلق کا گر سکھایا۔ ان کی تعلیمات پر عمل کر کے ''دل''، اس کے بیٹوں اور اعقاب نے ہمیشہ کی نیک نامی پائی۔

اس داستان کے آخر میں سیبک نیشاپوری نے بطور ''حاصل مطالعہ'' یا ''حاصل کلام'' حضرت خضر علیہ السلام کے زبانی فوز و فلاح سے بھرپور دائمی و ابدی حیات پانے کے لیے طریقۂ فقر اختیار کرنے اور خدمتِ خلق کرنے کی تعلیم دی۔ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ سے، ذاتِ باری تعالیٰ سے اور مخلوق سے مہر و وفا، صدق و صفا اور اخلاص کا رشتہ قائم کرے۔ اخلاقِ سیئہ سے بچ کر اور اخلاقِ حسنہ سے متصف ہو کر، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کرے۔ ہر طرح کی برائی سے بچے۔ نیکی کے کام کرے۔ مخلوقِ خدا کی ہر ممکن طریقے سے خدمت کرے اور اس طرح معرفت و قربِ الٰہی حاصل کر کے حیاتِ جاوداں حاصل کرے۔ (۴۶۴)

کہانی کے مصنف نے بزبانِ خضر علیہ السلام مختصر الفاظ میں کہانی کا اخلاقی سبق بیان کیا ہے۔ عام قاری کے لیے اس اخلاقی سبق کی تفہیم آسان بنانے کے لیے ضروری تھا کہ ڈاکٹر ریاض اس ضمن میں ضروری باتیں تحریر کر دیں۔ انھیں خود بھی اس بات کا احساس تھا، مگر انھوں نے یہ کام آئندہ کسی موقع کے لیے موقوف کر دیا۔ ان کے مضمون کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات و حواشی کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعد میں کبھی فرصت کے لمحات میں داستان ''حسن و دل'' کے اسرار و رموز

اور کرداروں کی موزونی پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر اس کا انھیں موقع نہ مل سکا۔ (۴۶۵)

ڈاکٹر محمد ریاض سیبک فتاحی نیشاپوری کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے مبسوط تحقیقی مقالہ بھی لکھوانا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے کوشش بھی کی۔ وہ لکھتے ہیں:

''......سیبک اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق شہرت حاصل نہ کر سکے۔ اب راقم الحروف کی کوشش سے ایک طالب علم ان کے بارے میں مبسوط تحقیقی مقالہ لکھنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔'' (۴۶۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ پہلی بار سہ ماہی اردو کے جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء کے شماروں (ج ۵۵ ش ۳) میں شائع ہوا تھا۔ یہی مقالہ بغیر کسی ردّ و بدل اور تبدیلی و اضافے کے، رومی کا تصور فقر' مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اگست ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک وفاقی گورنمنٹ کالج، ایچ۔8، اسلام آباد میں بطور قائم مقام پرنسپل خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں کوشش و دریافت سے بھی اس بات کا تعین نہیں ہو سکا کہ ان ایام میں وہ کس تعلیمی ادارے کے اور کس طالب علم سے اس موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھوانے کی سعی کرتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں ہی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع کیا گیا۔ وہ وہاں ۱۹۸۱ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کم و بیش چودہ (۱۴) سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ شعبہ اقبالیات میں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک ایم فل اقبالیات کے اڑتالیس (۴۸) مقالات پایہ تکمیل کو پہنچے۔ ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۴ء کے اختتام تک ان کی نگرانی میں کل بارہ (۱۲) تحقیقی مقالات تکمیل کو پہنچے۔ ان سب مقالات اور ۲۰۱۵ء تک کی فہرست کے مطابق ابھی تک اس موضوع پر تحقیق نہیں ہوئی ہے۔

معیارِ ترجمہ:۔ رسالہ 'حسن و دل' کے فارسی متن سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو ترجمے کے موازنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ترجمہ اصل متن کے مطابق اور عین درست ہے۔ ترجمہ لفظی مگر رواں ہے۔ تاہم، ترجمے میں بعض مقامات پر مشکل (اردو و فارسی) الفاظ کے استعمال سے اسے سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس ضمن میں رسالہ 'حسن و دل' کے شروع، درمیان اور آخر کے مختلف مقامات سے چند فارسی عبارات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

(1)

اما راوی گوید کہ نظر را برادری بود بغایت تندخو، نام او ''غمزۂ جادو'' و در خردسالی از نظر جدا رفتہ و گرفتار اهل یغما از خطا رفتہ؛ آخر بملازمت حسن افتادہ و حسن او را بر تیراندازان سروری دادہ۔ از قضا آن لحظہ کہ نظر نظارۂ گلشن رخسار می نمود، غمزہ درمیان نرگس زار مست افتادہ بود، چون نظر را دید باز نشناخت۔ برخاست و تیغ برسر او افراخت و گفت: چہ کسی و از کجایی کہ درین گلشن بیگانہ می نمایی کہ بجهت دزدی از طریق خیانت می آیی؟

القصہ، نظر را بقصد کشتن، غمزہ بدمست جامها از تن برکند و چشمش را بر بست۔ (۴۶۷)

لیکن قصے کے راوی نے ایک اور بات یہاں کہی ہے:۔ کہتے ہیں کہ ''نظر'' کا ایک سخت مزاج بھائی تھا۔ اسے غمزہ جادو کہتے تھے۔[۲۱] وہ بچپن میں نظر سے جدا ہو گیا۔ اور غارت گروں نے اسے ختا پہنچا دیا۔ مگر اتفاق سے وہ بھی ''حسن'' کے خادموں میں شامل ہو گیا اور شاہزادی نے اسے تیراندازوں کا منصب بخشا۔ ''نظر'' جس وقت ''گلشن رخسار'' کی گلگشت کر رہا تھا،

''غمزہ'' اس وقت نرگس زار میں مست پڑا تھا۔ وہ ''نظر'' کو پہچان نہ سکا اٹھا اور ''نظر'' کے سر پر شمشیر رکھ کر بولا: تو کون ہے؟ اور اس اجنبی باغ میں کیا چوری اور غارت گری کرنے آیا ہے؟ قصہ کوتاہ مست غمزہ نے ''نظر'' کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کے کپڑے اتار دیے تا کہ اسے قتل کر ڈالے۔(۴۶۸)

(2)

اما راوی گوید کہ خاتم یاقوت کہ حسن بدل فرستادہ بود و دل آنرا بنظر دادہ بود؛ خاصیت آن خاتم آن بود کہ ھرکرا آن خاتم در دھان بودی از چشم مردم نھان بودی و خاصیت دیگر آنک ھرکرا آن خاتم ھمراہ بودی چشمۂ آب حیات بچشم اونمودی؛ پس نظر آن خاتم رادر دھان نھان کرد وروی بجانب شھر دیدار آورد و باندک مدتی بگلشن رخسار رسید و چشمہ فم رادر میان گلزار بدید، قصد کرد کہ از آن چشمہ شربتی نوشد و از عمر جاودانی لذتی یابد؛ از قضا چون نظر دھان بگشاد و خاتم از دھانش در چشمہ افتاد و عجبتر آنکہ چون خاتم از دھان نظر در چشمہ روان شد چشمہ نیز از نظر پنھان شد۔(۴۶۹)

راوی اب کہتا ہے کہ ''حسن'' نے ''دل'' کے لیے جو یاقوتی انگوٹھی بھیجی تھی، اور جسے ''دل'' نے ''نظر'' کو دے رکھا تھا، اس کی ایک خصوصیت تھی: جو کوئی اسے منہ میں رکھتا، وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا۔ دوسرے یہ کہ جس کسی کے پاس وہ انگوٹھی ہوتی اسے ''آبِ حیات'' کا چشمہ نظر آنے لگتا تھا۔ ''نظر'' نے وہ انگوٹھی منہ میں ڈالی اور ''شھر دیدار'' کی طرف بھاگ نکلا۔ وہ جلد ہی ''گلشن رخسار'' میں پہنچا اور اس باغ میں ''چشمۂ دہان'' کو دیکھنے لگا۔ ارادہ کیا کہ آب حیات، پیے اور عمر جاودانی سے بہرہ مند ہو، مگر اتفاق سے جب اس نے منہ کھولا تو انگوٹھی چشمے میں جا گری۔ تعجب کی بات ہے کہ انگوٹھی کے گرتے ہی چشمہ اس کی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔(۴۷۰)

(3)

چون مھر پیش عشق رسید و عشق قصہ گرفتار شدن عقل و دل بشنید، فرمان داد عقل را، کہ زلف بچنگ آوردہ وزنجیر کردہ، بجانب چین رواں کند و بند کردہ و در زندان کند۔

عشق چون این طرح بینداخت ، از مشرق بمغرب تاخت و شھر بدن راتخت گاہ خود ساخت و انواع اساس انداخت۔(۴۷۱)

بہر حال ''مہر'' جب ''عشق'' کے حضور گیا اور ''عشق'' نے ''عقل'' اور ''دل'' کی گرفتاری کا حال سنا، تو اس نے ''عقل'' کے بارے میں جسے ''زلف'' نے گرفتار کیا تھا حکم دیا کہ اسے بیڑیاں پہنا کے اقصائے چین بھجیں اور وہاں قید کر دیں۔ اس کے بعد ''عشق'' نے مشرق سے مغرب پر حملہ کیا اور شہر ''بدن'' میں اپنا تخت جمایا۔(۴۷۲)

(4)

حسن را این تدبیر موافق افتاد و در حھان شب زلف را فرمان داد کہ امشب دلرا از چاہ ذقن برھان و بباغ دلکشا و چشمہ آشنایی برسان۔

پس زلف عزم چاہ ذقن کرد و کمند انداخت و دلرا از چاہ برآورد و در شب بگردن نشانید و بباغ و چشمہ رسانید۔ القصہ، چون دل بعد یک ماہ از چاہ زندان رسید بباغ و بستان ساعتی درگرد آن باغ ھمچو آب گشت۔ درمیان ریاحین لحظہ یی دلش در

خواب رفت، از قضا حسن نیز از قفای دل عزیمت باغ کرد و باوفا و ناز روی بگلشن آورد؛ چون ساعتی در اطراف باغ گردید ناگاہ بسر بالین دل رسید۔ سر دل در کنار خود نھاد و قطرات آب از چشم بگشاد و چون اشک حسن بروی دل رسید خواب از چشم دل برمید و چون دل چشم بگشاد سر خود را در کنار حسن دید نعرہ یی بزد و بیھوش شد و در خاک درغلطید، پس حسن او را بخیال و نظر بگذاشت و راہ قصر وصال برداشت۔ (۴۷۳)

''حسن'' کو ''وفا'' کی تدبیر راس آئی۔ اس نے اسی رات ''زلف'' کو حکم دیا کہ ''دل'' کو ''چاہِ ذقن'' سے آزاد کرے اور اسے ''باغ دلکشا'' اور ''چشمہ آشنائی'' میں پہنچائے۔ ''زلف'' نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس نے ''چاہ ذقن'' کا عزم کیا، وہاں کمند ڈالا، اور ''دل'' کو باہر لایا، رات کو اسے گردن پر بٹھایا اور باغ و چشمہ تک پہنچایا۔ ''دل'' ایک ماہ کی قید کے بعد جب یہاں آیا، تو پانی کی طرح باغ کے گرد رواں ہوا مگر گل ریحاں پر گلگشت کرتے ہوئے سو سا گیا۔ اتفاق سے ''حسن'' بھی ''وفا'' اور ''ناز'' کو ساتھ لیے باغ میں آنکلی۔ وہ کچھ دیر تک سیر کرتی رہی اور اتنے میں ''دل'' کے سرہانے آ گئی۔ اس نے ''دل'' کا سر اپنی آغوش میں لیا اور رونے لگی۔ ''حسن'' کے آنسو ''دل'' پر گرے اور وہ بیدار ہو گیا۔ آنکھ کھول کر اس نے جب اپنے سر کو ''حسن'' کی گود میں دیکھا تو فریاد بلند کی۔ بے ہوش ہو گیا اور مٹی پر لوٹنے لگا۔ ''حسن'' اسے ''خیال'' اور ''نظر'' کے پاس اسی حال میں چھوڑ کر ''قصرِ وصال'' کو چل دی۔ (۴۷۴)

اغلاط:۔ تحقیقی مقالہ 'سیبک فتاحی نیشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' میں کچھ منطقی و متنی اغلاط بھی نظر آئیں۔

1۔ مقالے کے صفحہ نمبر ۱۶۱ پر حوالہ نمبر ۴ نہیں دیا گیا جبکہ حواشی اور حوالے میں حوالہ نمبر ۴ کا متن دیا گیا ہے۔

2۔ اس مقالے میں سالِ تصنیف ''دارخرم'' اصل سنِ تصنیف کے مطابق نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''مثنوی ''دستورِ عشاق'' کا سالِ تصنیف ''دارخرم'' ۸۴۰ ہجری ہے۔

پی این روضۂ بستانِ عالم چہ تاریخ تمامش؟ ''دارخرم'' (۴۷۵)

علمِ جُمل کے مطابق ''دارخرم'' کی عددی قیمت ۸۴۰ نہیں بلکہ ۱۰۵۴ ہے۔ جبکہ لفظ ''خرم'' کی عددی قیمت ۸۴۰ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

م	ر	خ		ر	ا	د
۴۰	۲۰۰	۶۰۰		۲۰۰	۱	۴
۸۴۰			+	۲۱۴		

= ۱۰۵۴

اس لحاظ سے مذکورہ مثنوی کا سالِ تصنیف لفظ ''خرم'' سے نکلتا ہے نہ کہ ''دارخرم'' سے۔

3۔ صفحہ نمبر ۱۶۵ پر حوالہ نمبر ۱۵ کے بجائے ۵ لکھا ہوا ہے۔

4۔ صفحہ نمبر ۱۶۴ پر 'مباحث' کے بجائے 'مباحت'؛ صفحہ نمبر ۱۷۱ پر 'زہد و ریا' کے بجائے زہد دریا؛ صفحہ نمبر ۱۷۲ پر 'بتائیں' کے بجائے بتاتیں' اور صفحہ نمبر ۱۸۲ پر 'ناز' کے بجائے 'نار' لکھا ہے۔

5۔ 'حواشی اور حوالے' کے عنوان کے تحت دیے گئے حواشی اور حوالہ جات میں بھی کچھ اغلاط نظر آئی ہیں۔ مثلاً

حوالہ۴ میں لفظ 'شمشی' کے بجائے 'سمسی' لکھا ہے۔

حوالہ۵ میں 'بحثوں' کے بجائے 'بحثوی' لکھا ہے۔

حوالہ۱۳ میں R.S. GREEN SHEILD کے بجائے R.S.GREEN SHIELV لکھا ہے۔

۱۹۷۹ء میں مطبوعہ اس مقالے کا حوالہ۱۴ اس طرح سے دیا گیا ہے:

ARTHUR BROWNE کا ترجمہ ۱۸۰۱

DUBLIN WILLIAM PRICE کا ۱۸۲۸ اور جرمن از DR.RUDOLF DUORAK (۱۸۸۹ء)(۴۷۶)

''رومی کا تصور فقر'' میں شامل اس مقالے کا حوالہ۱۴ اس طرح سے دیا گیا ہے:

ARTHUR BROWNE DR.RUDOLF کا ترجمہ PUBLIN WILLIAM 1801 WILLIAM PRICE(1889-DURAK) کا 1828 اور جرمن (۴۷۷)

۱۹۷۹ء کو شائع ہونے والے اس مقالے کا حوالہ ''رومی کا تصور فقر'' میں بالکل غلط لکھا گیا ہے۔

6۔ حوالہ۱۶ کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''بعض حضرات نے غلطی سے لطائف لامعی کو سیبک کی تصنیف قرار دیا ہے۔(۴۷۸)

اگر اس حوالے میں واضح کر دیا جاتا کہ کس تحقیق سے ثابت ہُوا کہ لطائف لامعی، سیبک کی نہیں بلکہ کسی اور کی تحقیق ہے تو حوالہ زیادہ تسلی بخش ہو جاتا۔

7۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں فارسی و اردو زبان کے بہت سے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن کے اگر ترجمے کے آخر پر معانی یا مفاہیم دے دیے جاتے تو عام قارئین کے لیے نفسِ مضمون سمجھنا آسان ہو جاتا۔ مثلاً صفحہ نمبر ۱۶۳ پر لفظ 'انشعابات'، صفحہ نمبر ۱۶۷ پر 'مسجّع وموجز'، صفحہ نمبر ۱۷۰ پر اسجاع، صفحہ نمبر ۱۷۴ پر 'جور ومرور'، صفحہ نمبر ۱۷۹ پر 'تلویحاً، صفحہ نمبر ۱۷۵ پر 'جزع یمانی'، صفحہ نمبر ۱۷۸ پر 'دعائے سیفی'، وغیرہ وغیرہ۔

8۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تحقیقی مقالے میں سیبک فتاحی نشاپوری کی علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے اٹھاسی (۸۸) فارسی اشعار دیے ہیں مگر کسی ایک شعر کا بھی اردو میں ترجمہ یا مفہوم نہیں دیا۔ اس کے برعکس ایران کے ایک فارسی مجلّے میں رسالہ 'حسن ودل' کا فارسی متن اور کچھ مضامین دیے گئے ہیں۔ اس مجلّہ میں رسالہ 'حسن ودل' میں استعمال ہونے والے ستاسی (۸۷) مشکل الفاظ کے الف بائی ترتیب میں معانی دیے گئے ہیں۔

07۔شاہنامہ فردوسی،ایک عالمی شاہکار

یہ مقالہ سہ ماہی ادبیات کے شمارہ ۱۹، جلد۵ ،مطبوعہ بہار ۱۹۹۲ء کے صفحات نمبر ۲۸۲ تا ۲۹۲ پر شائع ہوا ہے۔ اپنے گیارہ صفحات پر مشتمل اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے فارسی زبان کے عظیم شاعر ابوالقاسم فردوسی طوسی (م ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ) کی مشہورِ زمانہ ،عظیم مثنوی ''شاہنامہ فردوسی'' کا جامع تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے اس مثنوی کے حوالے سے ان عظیم اخلاقی امور کا ذکر کیا ہے جن کی فردوسی نے مختلف داستانوں کے حوالے سے تعلیم دی ہے۔ یہ مثنوی کم و بیش ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور اسے مکمل کرنے میں قریباً تیس پینتیس سال لگے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہنامہ فردوسی'' کے مختلف مطبوعہ نسخوں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ ۱۹۹۰ء کو یونیسکو نے ''سالِ فردوسی'' قرار دیا اور اس سال دنیا کے مختلف ممالک میں فردوسی کی یاد میں اور ان کے شاہنامہ کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں مقالات پیش کیے گئے۔ ۱۹۹۰ء کے آخری عشرے میں تہران میں بھی بین الاقوامی فردوسی کانگریس منعقد ہوئی جس میں کوئی ڈیڑھ سو غیر ملکی مندوب شامل ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شاہنامہ فردوسی ایک بہت بڑا ادبی شاہکار ہے۔ اس میں حکمت و دانش، رمز و ایما، جہانگیری اور بہتر زندگی گزارنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ شاہنامہ میں حمدِ خداوندی بھی ہے۔ کئی اشعار اخلاقی، فلسفیانہ، معاشرتی، تمدنی اور سیاسی مضامین پر مشتمل ہیں۔ عظیم نعمتِ خداوندی، عقل و دانش کی فردوسی نے بے نظیر انداز سے تعریف کی ہے۔ فردوسی ان شعرا میں شامل ہے جنہیں حکیم کہا جاتا ہے۔ فردوسی نے حکمت و دانش کی تعلیم دیتے ہوئے بعض مشہور عقلاء (نوشیرواں، دانش مند وزیر بوزرجمہر، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے قضا و قدر کے عقدے وا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہدِ مسلسل، عملِ پیہم، برے اخلاق سے بچنے اور پاکبازی اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔ انھوں نے مختلف واقعات کے حوالے سے حکمت و دانش کی تعلیم دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ جس کسی نے بھی برائی کی، اسے جلد یا بدیر انجام بد سے دوچار ہونا پڑے گا۔ فردوسی کی انھی اعلیٰ تعلیمات اور شاعرانہ چابک دستی کی وجہ سے انھیں عالمی شاعر قرار دیا گیا ہے۔ کسی شاعر کا یہ قطعہ بہت مشہور ہے کہ جس طرح انوری قصیدے اور سعدی غزل میں ممتاز ہیں، وہی کیفیت مثنوی میں فردوسی کی ہے ۔

در شعر سہ تن پیمبرانند ہر چند کہ لانبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی (۴۷۹)

عظیم شعرا بھی فردوسی کے اشعار کی تضمین خاص عنوان سے کرتے رہے ہیں۔ مثلاً شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ''بوستان'' میں رحم و رحمدلی کے بیان میں ''شاہنامہ'' کے ایک شعر کی اس طرح تضمین کی ہے ۔

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت برآں تربت پاک باد!
میازار مورے کہ دانہ کش است کہ جاں دارد و جان شیریں خوش است (۴۸۰)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فردوسی کے ایک شعر کی ''خودی'' کے عنوان سے اس طرح تضمین کی ہے ۔

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
یہ کہتا ہے فردوسی دیدہ ور عجم جس کے سرمے سے روشن بصر
ز بہرِ درم تند و بدخو مباش تو باید کہ باشی، درم گو مباش (۴۸۱)

''شاہنامہ فردوسی'' میں موجود اخلاقی تعلیمات کی قدر و قیمت کے پیشِ نظر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ فردوسی کا یہ بیان تعلّی نہیں، بلکہ حقیقت ہے ۔

بناہائے آباد گردد خراب ز باران وز تابشِ آفتاب
پی افگندم از نظم کاخی بلند کہ از باد و باراں نیابد گزند
نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام کہ تخم سخن را پراگندہ ام
ہر آنکس کہ دارد ہش و رای و دیں پس از مرگ بر من کند آفریں (۴۸۲)

ترجمہ:۔ آباد عمارات بارش اور تمازت آفتاب سے ویران ہو جاتی ہیں۔ مگر میں نے شاعری کا ایک اونچا محل تعمیر کیا ہے جسے ہوا اور بارش سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے چونکہ اعلیٰ شاعری کا ایک بیج بویا ہے، میں اس کے بعد زندہ رہوں گا اور مروں گا نہیں۔ جس کسی میں عقل و ہوش، قوتِ فیصلہ اور دین داری ہوگی، وہ میرے مرنے کے بعد میری توصیف ہی کرے گا۔ (۴۸۳)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ایک سو دس فارسی اشعار اور دو اردو اشعار کی مدد سے اپنا نقطہ نظر اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ زیادہ تر اشعار کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔

مقالات و مضامین میں تاریخی واقعات و شخصیات کے سلسلے میں دی گئی معلومات کی تصدیق کے لیے حوالہ جات دینا ضروری ہوتا ہے تاکہ محققین کے لیے آسانی رہے۔ اسی طرح فارسی اشعار کے ترجمے کا التزام بھی ضروری ہے۔

زیادہ تر مجلّات میں شائع شدہ مقالات و مضامین میں پروف خوانی کی بہت سی اغلاط نظر آتی ہیں۔ خصوصاً فارسی اشعار کی کمپوزنگ اور پروف خوانی میں بہت زیادہ بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے مصنف و مترجم کی محنت بھی رائیگاں جاتی ہے۔

اس مقالے میں ''توضیحات اور ماخذ'' کے عنوان سے ۱۳ عدد حوالہ جات و توضیحات دی گئی ہیں مگر اصل مقالے میں حوالہ جات نمبر ۱۰ تا ۱۳ نہیں دیے گئے۔ فارسی اشعار کی کمپوزنگ بھی درست نہیں۔ الفاظ میں فاصلہ کم و بیش ہونے کی وجہ سے انھیں شناخت کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ے خدا وند نام و خدا وند جائے خدا وند روزی دہ و رہنمای (۴۸۴)
نبد دادگر ترز نوشین روان کہ بادا ہمیشہ روانش جواں (۴۸۵)

پہلے شعر میں لفظ ''خداوند'' دو حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ لکھ دیا گیا ہے۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرعے میں الفاظ کی بے ترتیبی قابلِ ملاحظہ ہے۔

قابلِ تحقیق امور:۔ ''فردوسی کا تصورِ اخلاق''، ''اقبال اور فردوسی کے افکار اور تصورِ اخلاق (تقابل و موازنہ)''، ''شاہنامہ فردوسی کا موضوعاتی مطالعہ'' کے عنوانات پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

08۔فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)''، ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۱، شمارہ ۶، اشاعت ستمبر ۱۹۶۹ء کے صفحہ نمبر ۴۴ تا ۴۶ پر شائع ہوا تھا۔ اس میں انھوں نے شہر آشوب کے موضوع پر ڈاکٹر محمد جعفر کے ایک ضمیمے، ڈاکٹر سید عبداللہ کے ایک مقالے اور احمد گلچیں معانی کی کتاب ''شہر آشوب در شعر فارسی'' کے مندرجات کا اجمالی ذکر کیا ہے تا کہ محقق ان تاریخی شہر آشوبوں سے خاطر خواہ استفادہ کر سکیں۔ پاکستان کے نامور محقق اور عالم ڈاکٹر سید عبداللہ نے ''شہر آشوب کی تاریخ'' کے عنوان سے اردو میں ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا جو ''مباحث''، لاہور ۱۹۶۵ء میں طبع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے فارسی، اردو، عربی اور ترکی کی شہر آشوبوں کا ذکر کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس اردو مقالے کے چیدہ چیدہ حصے فارسی میں ترجمہ کر کے تہران یونیورسٹی کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد جعفر محجوب کو بھیجے جو پہلے ہی شہر آشوب پر ایک مختصر نوٹ اور مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ ہجری) کے مبسوط شہر آشوب کا تحلیل و تجزیہ لکھ چکے تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحقیقات سے استفادہ کیا اور اس موضوع پر ایک ضمیمہ تحریر کیا۔ ان کا یہ ضمیمہ تقریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ضمیمے میں انھوں نے مشہور اردو شاعروں کے شہر آشوبوں کا بھی ذکر کیا۔ اپنے اس ضمیمے میں انھوں نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحقیقات سے اتفاق کیا۔ وہ ڈاکٹر سید عبداللہ کی اس تعریف (شہر آشوب) سے خاص طور پر بڑے متاثر ہوئے تھے۔ انھوں نے لکھا:

> ''دراصل کسی نظم کا شہر آشوب کی صف میں شامل ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں چند بنیادی اوصاف و شرائط موجود ہیں۔ اولین شرط اس نظم کی یہ ہے کہ اس میں کسی شہر (یا ملک) کے مختلف طبقوں کا تذکرہ ہو، علی الخصوص کاریگروں اور پیشہ وروں کا ذکر۔ دوسری شرط اس نظم کی یہ ہے کہ اس میں اقتصادی اختلال یا کسی حادثے کی وجہ سے سیاسی اور مجلسی پریشانی کا ذکر ہو۔ ابتدائی زمانے کے شہر آشوبوں میں پہلی صفت غالب تھی مگر بعد میں دوسری صفت بھی شہر آشوب کے ساتھ لازم ہو گئی۔''(۴۸۶)

ڈاکٹر محجوب نے قدیم ترین شہر آشوب کے بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی درج ذیل تحقیقات و آرا سے اتفاق کیا اور اپنے مقالے میں ان کا حوالہ دیا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> ''مسعود سعد سلمان (۴۳۸۔۵۱۵ء) کے دیوان (طبع ایران) میں ایک نظم شہر آشوب موجود ہے، جس کے بندوں کی تعداد حروف تہجی کے مطابق ہے، ہر بند میں تعداد اشعار اور بحر مختلف ہے۔ لیکن الف سے یا تک سب ردیفیں ہیں اور ہر بند میں کسی نہ کسی طبقے کے محبوب کا ذکر ہے۔ شاید قدیم ترین شہر آشوب یہی ہے، ممکن ہے ہندی اثرات کے تحت لکھا گیا ہو۔''(۴۸۷)
>
> ''بہر حال یہ نکتہ قابلِ غور و توجہ ہے کہ پہلے شہر آشوب کو ایک لاہوری شاعر یعنی برصغیر کے ایک باشندے نے لکھا ہے اور اس کے بعد صدیوں تک فارسی شعراء کے دواوین میں شہر آشوب کا نام و نشان نہیں ملتا۔ فارسی شہر آشوب لکھنے کا رواج اُس وقت شروع ہوا جب ایرانی شعراء کی بھاری تعداد ہندوستان جانے لگی۔ مؤلف ''مباحث'' کی نظر میں اکبر اور جہانگیر کے عہد میں ایرانی شاعروں نے جو شہر آشوب ایران میں لکھے اور ہندوستان لائے وہ تذکرہ نگاروں کی آراء کے مطابق، ہزلیہ اور ہجویہ مضامین کے حامل تھے، اور ممکن ہے ایرانی شاعروں نے ایسے اشعار ہندوستانی ماحول سے متاثر ہو کر لکھے

ہوں۔صفوی دور کے بہت سے شعرائے فارسی نے ایران میں رہ کر شہر آشوب لکھے تو ہیں، مگر ایسے شاعروں کی اکثریت آخر کار برصغیر میں جا پہنچی ہے۔ برصغیر میں فارسی اور اردو کے متعدد شہر آشوب لکھے گئے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ چنانچہ ایک معاصر شاعر مرحوم علامہ محمد کیفی (م ۱۹۵۶ء) نے متعدد شہر آشوب لکھے اور اس فن کو ترقی دے کر ''عالم آشوب'' کا عنوان دیا ہے۔.''(۴۸۸)

ڈاکٹر محجوب نے اپنے ضمیمے میں کئی فارسی شاعروں کے شہر آشوبوں کا ذکر کیا اور نمونے پیش کیے جن میں سے بعض برصغیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''ایک دلچسپ شہر آشوب نعمت خاں عالی (م ۱۱۲۱ھ) کا ہے، شاعر محی الدین اورنگزیب عالمگیر کے فوجی جوانوں کی فلاکت زدگی اور ناداری کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔

دراین ملک امروز کس را نیست سامانی — چو گنج افتادہ اند اہل ہنر در کنج ویرانی
بہ سرحدی رسیدہ خلق را افراط ناداری — کہ معنی ہم ندارد این زمان حرف سخن دانی
سپاہی ہم بہ میدان قناعت می کند جولان — زشمشیر و سپر دارم دم آب و لب نانی
محاسب سال را بنوشت ماہ و روز در دفتر — برای آن کہ معلومش نشد شوال و شعبانی

(ص۶۹۸)

ایک دوسرا دلچسپ شہر آشوب وحید قزوینی (م۱۱۲۰ہجری) کا ہے، جس کے ۵۴۴ ابیات میں سے صرف چند کو شامل کیا گیا اور مولف پورے شہر آشوب کو جداگانہ چھاپنے کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ شاعر اس میں ہنر مند معشوقوں کا ذکر اور ان کی چالاکی و بدحالی پر اظہار افسوس کرتا ہے۔''(۴۸۹)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محجوب کے ٹھیک ایک سال بعد دی ماہ ۱۳۴۴ش میں تہران سے ہی مشہور ایرانی محقق اور پاکستان دوست مصنف احمد گلچیں معانی نے ۱۴۸ صفحات پر مشتمل ''شہر آشوب در شعر فارسی'' کے عنوان سے شہر آشوب کے موضوع پر کتاب شائع کی۔ اس کتاب میں احمد گلچیں معانی نے ۳۹ فارسی شاعروں کے شہر آشوبوں کا ذکر کیا اور نمونے دیئے ہیں، ان میں بعض کا تعلق برصغیر سے ہے یعنی وہ حضرات جن کے نتائج افکار سے اُردو کو براہِ راست حصہ ملا ہے، مثلاً (مسعود سعد سلمان کے علاوہ) امیر خسرو دہلوی (م ۷۲۵ھ) جن کی متعدد رباعیات یہاں درج ہیں)، فیض اکبر آبادی (۱۰۰۴ ہجری)، عبدالحکیم عطا تتوی (۱۱۱۸ھ)، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (۱۱۳۳ یا ۱۱۳۴ہجری)، احمد یار خاں یکتا خوشائی لاہوری (۱۱۴۷ہجری) اور میرزا محمد بخش آشوب شاہجہاں آبادی (۱۱۹۹ھ) وغیرہ

ایران کے چند دوسرے اساتذہ کے شہر آشوبوں کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ ان میں اوحد الدین انوری ابیوروی (۵۸۷ھ تقریباً) حکیم شفائی (۱۰۳۷ھ) اور تقی الدین اوحدی بلیانی صاحب تذکرہ ریاض الشعراء وغیرہ قابل ذکر ہیں۔(۴۹۰)

مندرجہ بالا گزارشات کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شہر آشوب کے موضوع پر مندرجہ بالا تینوں گراں قدر ماخذ قابلِ مطالعہ ہیں۔ امید ہے کہ محقق حضرات ان تاریخی شہر آشوبوں سے خاطر خواہ استفادہ کریں گے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں مختلف ماخذ اور ان کے صفحات نمبر متعلقہ اقتباسات کے ساتھ ہی دیے گئے ہیں جن سے حوالہ جات کے بارے میں تسلی بخش معلومات فراہم نہیں ہوتیں۔ مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ کے مقالے کے ذکر کے ساتھ

بطور حوالہ لکھا ہوا ہے، ''مباحث، لاہور ۱۹۶۵ء'' ۔اب مجلّہ یا کتاب ''مباحث'' کے بارے میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اس کا مدیر اور پبلشر کون ہے۔اسی طرح دیگر اقتباسات کے بارے میں بھی تسلی بخش حوالہ جات نہیں دیے گئے۔مضمون میں چار فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔محقق گلچیں معانی کی تحقیق پر انتقاد بھی دیا گیا ہے مگر کئی بار مطالعہ کرنے کے بعد بھی واضح نہیں ہوتا کہ ''گلچیں معانی'' کی تحقیقات پر کس وجہ سے یا ان کے کس نقطۂ نظر پر تنقید کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ مضمون میں وحید قزوینی کے ۵۴۴ ابیات پر مشتمل شہر آشوب کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد جعفر مجوب کے مطبوعہ مقالے ''سبک خراسانی در شعر فارسی'' کے مطابق مذکورہ شہر آشوب کے خالق کا مکمل اور درست نام ''وحید قزوینی'' نہیں بلکہ ''طاہر وحید قزوینی'' ہے اور یہ شہر آشوب ۵۴۴ ابیات پر نہیں بلکہ ۵۶۶ ابیات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد جعفر مجوب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''یک شہر آشوب تام و تمام دیگر متعلق بہ میرزا طاہر وحید قزوینی وزیر معروف دوران صفوی است.... این شہر آشوب بالغ بر ۵۶۶ بیت است... شہر آشوب وحید قزوینی از نمونہ ھای، نادر این نوع شعر است کہ بہ تمامی بہ دست ما رسیدہ و نگارندہ امیدوار است کہ تمامی آن را جداگانہ تصحیح و مقابلہ کند و انتشار دھد.....''(۴۹۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے گئے اقتباسات اور مندرجات کی بغیر تصدیق کے تائید نہیں کی جا سکتی۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون شہر آشوب کے بارے میں قیمتی آرا اور معلومات پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر ''شہر آشوب کی تاریخی و سماجی حیثیت'' پر تحقیق کرائی جا سکتی ہے۔

09۔ ''گلشن راز'' اور اس کی ایک نا تمام شرح

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) دائرہ معین المعارف کے سہ ماہی رسالہ ''بصائر'' جلد ۸، شمارہ ۴-۳ کا بابت جولائی و اکتوبر ۱۹۷۱ء میں صفحہ نمبر ۱۱ تا ۲۲ پر شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعد بن محمود شبستری تبریزی اور ان کی منظوم تصنیف ''گلشنِ راز'' اور ''گلشنِ راز'' کی چند ایک معروف شرحوں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''گلشنِ راز'' کی ایک نا تمام و نا معلوم شرح پر تبصرہ تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ سعد بن محمود شبستری تبریزی (۶۸۷-۷۲۰ھ/۱۲۸۸-۱۳۲۰ء) ایک باکمال عالم اور نابغہ صوفی تھے۔ دینی، فلسفیانہ اور عرفانی مسائل میں شیخ کی وسعتِ معلومات اور دقتِ نظری کا لوہا مانا جاتا تھا اور دور و نزدیک سے لوگ ان سے رجوع کرتے تھے۔ اس شہرت کا نتیجہ تھا کہ ۷۱۷ھ میں ہرات کے ایک مشہور صوفی اور عالم سید صدر الدین احمد معروف بہ امیر حسینی رکن الدین سادات (م ۷۱۸ھ) نے شیخ کی خدمت میں چند (قریباً ۱۷) منظوم سوالات بھیجے اور جواب کی التماس کی۔ یہ سوالات دین، فلسفہ اور عرفان و تصوف کے معروف مسائل کے بارے میں تھے۔ شیخ محمود نے ۷۱۷ھ تک نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔ انھوں نے ان سوالات کے منظوم جواب لکھ دیے۔ اس کے بعد، اپنے بعض شاگردوں مثلاً شیخ امین الدین تبریزی کے اصرار پر شیخ نے جوابات کو شرح و بسط کے ساتھ لکھا اور اسے ''گلشن'' کا نام دیا۔ بعد کے ارادت مندوں نے اسے ''گلشن راز'' کہنا شروع کر دیا۔ اس مثنوی کے جواب میں علامہ اقبال نے مثنوی ''گلشنِ راز جدید'' لکھی۔ گلشنِ راز کے ساتھ ہی (اس سے کچھ عرصہ قبل یا فوراً بعد) شیخ محمود شبستری نے ایک اور مثنوی لکھی جو کہ ''سعادت نامہ'' کے نام سے معروف ہے۔ ''سعادت نامہ'' کے اشعار ''گلشن راز'' کے بعض مطالب کی توضیح کرتے اور شیخ محمود کی برجستہ اور پختہ شاعری کے لیے دلیل ناطق ہیں۔

مثنوی ''گلشنِ راز'' کے کل ۱۰۰۸ اشعار ہیں۔ ابتدائی ۱۳۱ ابیات حمد و نعت کے، ۳۷ تمہید میں اور باقی ۸۷۰ اشعار ۱۷ سوالات کے جوابات پر حاوی ہیں۔ مثنوی کے فلسفیانہ مباحث اور ادق مطالب کی عقدہ کشائی کے لیے اس کی متعدد شروح لکھی جاتی رہی ہیں جن میں معروف تر مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ان کے مذکورہ بالا شاگرد امین الدین تبریزی کی شرح

۲۔ شرح (تفسیر) گلشن راز از حسین بن اسماعیل نیشاپوری مؤلفہ ۸۹۱ھ/۱۴۸۶ء

۳۔ مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز از محمد بن یحییٰ جیلانی لاہیجی

۴۔ اثیری نوربخشی کی شرح جو ۸۷۷ھ میں تالیف ہوئی، سب سے زیادہ معروف ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں بھی چھپ چکا ہے۔

۵۔ خواجہ کربالی شیرازی (شجاع الدین) کی شرح (۹۴۲ھ)

ایک نا تمام، نا معلوم شرح: ۔ ڈاکٹر محمد ریاض ''گلشنِ راز کی ایک نا تمام و نا معلوم شرح'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس شرح کا صرف ایک ہی مخطوطہ ہے جو استراز برگ (فرانس) کے قومی کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کتب

خانے کی فہرست میں صفحہ ۸۱۰ پر یہ مخطوطہ ۴۷۷۱ کے نمبر پر درج ہے۔ اسے تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عسکر حقوقی نے دریافت کیا تھا۔ انھوں نے اسے ۱۹۶۴ء میں چھپوایا تھا اور ۱۹۶۷ء میں تعلیقات واضافات کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کیا گیا۔ مخطوطے کے آخر میں ۹۸۶ھ مرقوم ہے۔ نسخے پر نہ کاتب کا نام ہے اور نہ ہی مصنف کا۔ اس مخطوطے میں گلشن راز کے ۱۶۸ اشعار کی شرح ملتی ہے جو تمہید اور پہلے چار سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اشعار کی شرح متنوع انداز میں لکھی گئی ہے۔ کسی شعر کی شرح ایک دوسطروں میں دی گئی ہے تو کسی اور شعر کی شرح بائیس سطروں تک ہے۔ یہاں ہم ۱۶۸ اشعروں میں سے صرف ۸ شعروں کے مطلب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ دو شعر آخری ہیں (۱۶۷۔۱۶۸) اور چھ مختلف حصوں سے منتخب کیے گئے ہیں۔ چار اشعار کا مطلب فارسی میں اور باقی چار اشعار کا مطلب اردو میں دیا گیا ہے۔ اس سے پوری شرح کا اندازہ ہو جائے گا۔ (۴۹۳)

فارسی زبان میں شرح اشعارِ گلشنِ راز:۔

تفکّر رفتن از باطل سویٔ حق بجزو اندر بدیدن کُلِّ مُطلق

باطل اشارت بوجہ ممکنا تست وحق اشارت بہ حقیقت وجود کہ قیام این اشیاء بدُ وست وتفکّر تصوّر نفسِ مدرکہ است و صُورت از صُورتہای ذہنی یا خارجی رایا موجود یا معدوم ونفسِ تصوّر راز تذکر' گویند وچون از وبگذشت' اورا''عبرت'' میگویند بواسطۂ آنکہ نفس عبور کرد از و۔ تصوّر چون از برای تدبر امری بود بحصول شئی کہ حاصل نبودہ باشد' آنرا ''تفکّر'' گویند''۔

تناسخ زان سبب شدٗ کفر باطل کہ آن از تنگ چشمی گشت حاصل

مذہب تناسخ آن است کہ ایشان می گویند کہ رُوحِ انسانی لطیفہ ایست از عالم قدس واو را طہارت وکمالِ ذاتی است وبالقوۃ حاصل است وآمدن بدین عالم از جہت ظہورِ آن کمال بالقوۃ است و ہر روحی کہ اوکمال خود حاصل کرد مناسب بحقیقت خود پیدا کرد او را عروج واقع شد وبقای ابدی یافت واگر حاصل کرد ازین بدن بہ بدن دیگر متعلق می شود ہمچنین تا آن زمان کہ کمال کہ مقصود است حاصل کند این مذہب باطل است از جہت آنکہ حق راظہور در ہمہ اشیاء است پس در مرتبۂ کمال آن چیز می تواند بود کہ حاصل شود واحتیاج بدان نباشد کہ بجای دیگر نقل کند وگرنہ عجز لازم آید۔''

در آلا فکر کردن شرط را ہست ولی در ذاتِ حق محض گناہست

یعنی چون نورِ ذاتِ حق را بدیدۂ ادراک نمی توان دید از جہت غلبۂ آن نور بر دیدۂ بینندہ پس ضرورت واسطہ باید کہ آن واسطہ را ہم صفائی باشد تا بواسطۂ آن صفا' آن نور درنماید وکدورتی نیز باید کہ بواسطۂ آن کدورت صورت منعکس گردد وآن روشنی کہ در نورِ مطلق است در سواد آن نمایندۂ مقدار کمتر نماید' نور دیدہ زیادت شود وادراک ممکن گردد واگر نہ چنین باشد' ادراک محال بود۔

اگر یک ذرّہ را برگیری از جای خلل یابد ہمہ عالم سراپای

از برای آنکہ عالم ذرّہ است وذرّہ وعالم یک چیز اند۔ درہم بہم سرشتہ از لاً وابداً پس ہرگاہ کہ شئ واحدی را کہ بہ جمیع جہالت واحد باشد جزوی از اجزای اورا برگیری خلل یابد چون درحقیقت جزو عین کل است درین محل سخن بسیار است این مختصر برای ذکر آن مناسب نیست ومحال است کہ جزوی از اجزای عالم را برتوان داشت۔''

اردو زبان میں شرح اشعارِ گلشنِ راز:۔

چو برخیزد خیال از چشم احول زمین و آسمان گردد مبدّل

یہ بات نفسِ انسانی کی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ اس معنی میں کہ وہ تقلید کی حالت کو چھوڑ کر تحقیق کے میدان میں آئے۔ یہاں تک کہ عرفانِ نفس اور معرفت کے بلند ترین درجے پر جا پہنچے اور کثرت سے وحدت کی طرف سفر کرے۔ اُس وقت یہ زمین اور آسمان جن کے ساتھ اس کا تعین وابستہ تھا، دوسرے انداز کے نظر آتے ہیں اور وہ شخص زمین و آسمان کی وحدت و یک رنگی کی حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ اُسے معلوم ہوجاتا ہے کہ زمین و آسمان کے عالم علوی اور سفلی کے تعینات کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ گویا زمین و آسمان کے بارے میں اُس کا نظریہ تبدیل ہوتے ہی خود یہ تغیر پذیر ہوجاتے ہیں۔ آسمان وزمین کما کان موجود ہیں۔ مگر اس کے نقطۂ نظر نے ان کو تبدیل کر دیا ہے۔

برو ای خواجہ خود را نیک بشناس کہ نبود فربہی مانند آماس

اس قول میں موجودات کی ظاہری حالت کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ موجودات ومظاہر نظر آتے ہیں مگر ان کی حیثیت ایسی ہے جیسے سوجن نہ کہ موٹاپا۔ سوجن کثرت بخارات سے ہوجاتی ہے اور موٹاپا گوشت پوست اور خون کی کثرت سے۔ دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔ موجودات کے تعینات، ابدان ہوں یا ارواح بظاہر موجود واصیل معلوم ہوتے ہیں اور ہستی ان کے رگ وپے میں سرایت کردہ نظر آتی ہے مگر ہستی مطلق کے مقابلے میں ان کی کیا اصلیت ہے؟ وہ بذاتِ خود موجود ذات ہے اور یہ باقی موجودات، عارضی اور نمائشی۔

رمد دارد دو چشم اہلِ ظاہر کہ از ظاہر نہ بیند جز مظاہر

اہلِ ظاہر میں اکثریت ایسے علماء کی بھی ہے جن کی ظاہر دانش وبینش تو مسلّم مگر بصیرتِ باطنی سے محروم ہیں اور اشیاء کی کُنہ اور کیفیت درونی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حواسِ باطنی کے منکر ہوجاتے ہیں اور اہلِ باطن پر خردہ گیری کرتے ہیں اور اس طرح حقیقت اور عدل وانصاف سے کوسوں دور ہوجاتے ہیں۔ مصرع: فی ہر چہ تر انیست، کسی را بنود۔

بگو سیمرغ و کوہ قاف چہ بود؟ بہشت و دوزخ و اعراف چہ بود؟

مختلف درویش اپنے اپنے طریقوں کے مطابق سیمرغ اور کوہ قاف کے معانی بیان کرتے ہیں۔ سیمرغ موجوداتِ کلی کا استعارہ ہے جن میں کوہ قاف بھی شامل ہے سیمرغ رُوح اور کوہ قاف جسم، سیمرغ کمالِ انسانیت ہے اور کوہ انسانیت کا تانا بانا' سیمرغ انسان کامل ہے اور کوہ قاف اُس کا مرتبہ تمکین۔ بہشت جاوداں، جہنم شعلہ بداماں' اور اعراف جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے، مقامات کے نام ہیں اور ہر کوئی اپنے فہم وذوق کے مطابق ان کے بھی معانی بیان کرتا ہے۔ عقلاء کے نزدیک بہشت موجود ازلی کی محبت گاہ ہے اور یہ لازوال ہستی کے ساتھ ابدی رابطہ کا مقام ہے۔ دوزخ ایسا مقام ہے جہاں وحشت، پریشانی اور گھٹن محسوس ہو اور اعراف بہشت و دوزخ کی درمیانی حالت ہے۔ اس کے مقابلے میں عرفاء کہتے ہیں کہ بہشت وجودِ نفس ہے، دوزخ مرتبہ امکان ہے اور اعراف خود نفوس ہیں۔ اسی طرح دُوسروں نے کہا ہے کہ بہشت وصال ہے، دوزخ ہجراں ہے اور اعراف انتظار گاہِ محبت۔ کاملین نے فرمایا ہے بہشت انسانی نفس کے کمال کا نام ہے۔ دوزخ اس کا زوال واسقاط ہے اور اعراف اطمینان نفس اور استوا کی کیفیت ہے۔ یہ وہ حالت ہے جو اشراف کو نصیب

ہوتی ہے اور آخر کار انھیں منزل بالا تک لے جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب مرقومہ ۹۸۶ھ'' (۴۹۴)

تبصرہ از مقالہ نگار: ۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کے کم وبیش ۱۵۳ اشعار دیے ہیں۔تمام اشعار بغیر حوالہ جات اور ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ چند ایک فارسی عبارات بھی دی گئی ہیں۔مگر وہ بھی بغیر ترجمے کے ہیں۔اردو زبان میں لکھے گئے اور اردو مجلّہ میں چھپنے والے اس مضمون میں انھوں نے اردو دان طبقے کی علمی وادبی ضرورتوں کے پیش نظر فارسی اشعار ومتن کا ترجمہ نہیں دیا، جس سے اس مضمون کی افادیت محدود ہوگئی ہے۔

مضمون میں کچھ صفحات کے نیچے (پاورق میں) چند ایک حواشی وحوالہ جات دیے گئے ہیں جن سے نفسِ مضمون کی تفہیم میں کچھ مدد ملتی ہے۔تاہم، ان حواشی وحوالہ جات میں بھی فارسی متن کا ترجمہ اور متن سے متعلقہ حوالہ جات مفقود ہیں۔

اس مضمون میں کچھ بے ربط جملے بھی نظر آتے ہیں۔مثلاً ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''شیخ محمود تک۔۔(۷۱۷ھ) نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔۔'' (۴۹۵)

یہ جملہ نامکمل اور مبہم ہے۔غور کرنے سے معلوم ہوا ہے، غالباً، وہ لکھنا چاہتے ہوں گے؛

شیخ محمود نے ۷۱۷ھ تک نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔

ایک اور جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''مثنوی گلشن راز کے کل ۱۰۰۸ اشعار ہیں۔ابتدائی ۲۱ بیت حمد ونعت کے، ۳۷ تمہید میں اور باقی ۸۷۰ اشعار ۱۷ سوال کے جوابات پر حاوی ہیں...... '' (۴۹۶)

مندرجہ بالا عبارت میں خط کشیدہ الفاظ واحد جمع کے درست وغلط استعمال کی نشاندہی کرتے ہیں۔اس عبارت میں ''۲۱ بیت'' کے بجائے ''۲۱ ابیات'' اور ''۱۷ سوال'' کے بجائے ''۱۷ سوالات'' کے الفاظ آنے چاہییں تھے۔

ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''اس شرح میں کل ۱۶۸ اشعار کی شرح ملتی ہے جو تمہید اور پہلے چار سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔پوری صورت حال یوں ہے۔۱۵ ابیات تمہید کے، دس پہلے سوال کے جواب میں، ۸۱ دُوسرے سوال، ۱۸ تیسرے کے لیے اور ۶۴ چوتھے سوال سے مربوط ہیں...... '' (۴۹۷)

اس عبارت میں مختلف اشعار کی دی گئی تعداد کو جمع کریں تو حاصل جمع (۱۵+۱۰+۸۱+۱۸+۶۴=) ۱۸۸ بنتا ہے نہ کہ ۱۶۸۔

اس عبارت کے بعد کے صفحہ پر لکھا ہوا ہے:

''یہاں ہم ۱۶۸ شعروں میں صرف ۸ شعروں کے مطلب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔دو شعر آخری ہیں (۱۶۷۔۱۶۸) اور چھ مختلف حصوں سے منتخب...... '' (۴۹۸)

اس سے واضح ہوتا ہے شرح کے کل اشعار ۱۶۸ ہیں۔اس مضمون میں موضوعات کے حوالے سے مختلف اشعار کی تحریر کی گئی تعداد درست نہیں ہے۔

مضمون کے شروع میں شیخ محمود شبستری کا نام اور دورِ حیات یوں لکھا ہوا ہے: شیخ سعد ار بن شبستری تبریزی (۶۸۷۔۷۲۰ھ/۱۲۸۸۔۱۳۲۰ء)۔

شیخ محمود شبستری پر لکھی گئی کتب اور آن لائن ریسورسز سے استفادہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام درست نہیں

لکھا ہوا ہے۔اسی طرح دورِ حیات میں سے سنِ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ان کا مکمل نام سعد الدین محمود بن امین الدین عبدالکریم بن یحییٰ شبستری اور سن وفات ۷۲۰ھ کے بجائے ۷۴۰ھ منقول ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے زیر تبصرہ مضمون میں شیخ محمود شبستری کا مکمل اور درست نام نہیں لکھا ہوا۔ یہاں ''سعد الدین'' کے بجائے ''سعدار بن'' لکھا ہوا ہے۔اسی طرح سنِ وفات کے ضمن میں بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔(۴۹۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مضمون گلشن راز اور اس کی شرح کے موضوع پر تحریر کیا تھا۔مگر اس مضمون میں دیے ہوئے ۵۳ فارسی اشعار میں سے ۲۸ اشعار شیخ محمود شبستری کی دوسری مثنوی ''سعادت نامہ'' میں سے دیے گئے ہیں۔اصل موضوع تک پہنچتے ہوئے، غالباً، کسی مصروفیت کی وجہ سے یا دلچسپی کم ہونے کی وجہ سے صاحبِ مضمون نے ''گلشن راز کی ایک نا تمام و نامعلوم شرح'' کے تعارف کے ضمن میں فارسی کے صرف ۱۸ اشعار اور وہ بھی بغیر ترجمے کے دیے ہیں۔ان میں سے ۴ اشعار کی شرح فارسی میں اور دیگر ۴ اشعار کی شرح اردو میں دی ہے اور اس شرح پر بغیر کسی تبصرے کے اس جملہ پر گفتگو مکمل کر دی:
''اسی تعارف پر اس مختصر گفتگو کو ختم کیا جا رہا ہے۔''(۵۰۰)

قریباً ۱۱ صفحات پر مشتمل مختصر سی گفتگو کا ایک مختصر سے جملے پر اختتام دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض اپنی دلچسپی کے موضوعات کے حوالے سے نو دریافت مخطوطات، نئی و پرانی مطبوعہ کتب اور مضامین و مقالات کے بارے میں بھرپور آگہی رکھتے تھے۔اس حوالے سے جہاں کہیں سے انھیں معلومات فراہم ہوتیں، علم دوست حضرات کے لیے قلم بند کر دیتے تھے۔اسی طرح وہ نت نئے موضوعات پر مضامین و مقالات بھی تحریر کرتے رہتے تھے۔وہ نہایت گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور اور نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے۔وہ نہایت محنتی، ذہین، مخلص، دیانتدار اور علم و علماء سے محبت رکھنے والے انسان تھے۔ان کی تصانیف، تالیفات، تراجم، مقالات و مضامین اور کتب علمی و ادبی لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کی حامل ہیں۔تاہم، نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تحریروں میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں جن کی وجہ سے ان کی تمام علمی و ادبی نگارشات کی تدوین، تصحیح، تحشیہ اور طبع نو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

وہ کوئی مقالہ یا مضمون لکھتے وقت عام قاری کی علمی و ذہنی سطح کو بھول جاتے یا نظرانداز کر دیتے ہیں۔بغیر کسی حوالے کے اشعار دے دیتے ہیں۔فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیتے۔دیے گئے ان کے فارسی و اردو اشعار کا متن بھی تحقیق طلب ہوتا ہے۔ان کے دیے گئے آٹھ دس اشعار میں سے دو تین کا متن درست نہیں نکلتا۔ان کے متن میں بعض مقامات پر مشکل الفاظ بھی نظر آتے ہیں جن کی تفہیم کے لیے لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔اگر کہیں کسی صنفِ شعر کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی واجبی سی تعریف بھی نہیں دیتے جیسا کہ انھوں نے اس مضمون میں بھی (صفحہ نمبر ۱۵ پر) ''صنعتِ تجنیس تام'' کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح وہ بعض وضاحت طلب امور کی حوالہ جات و حواشی میں وضاحت نہیں دیتے جیسا کہ اس مضمون میں (صفحہ نمبر ۱۶ تا ۱۷ پر) انھوں نے لکھا ہے کہ اثیری نور بخشی کی شرح گلشن راز جو ۸۷۷ھ میں تالیف ہوئی سب سے معروف ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں چھپ چکا ہے۔اس بات کا ذکر نہیں ہوا کہ اردو ترجمہ کس نے کیا اور کہاں سے شائع ہوا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے بعض مضامین و مقالات میں دیکھا گیا ہے کہ انھوں نے اچانک بات نا تمام اور ادھوری چھوڑ دی اور اس پر مزید گفتگو آئندہ کے لیے موقوف کر دی۔

ان کا زیرِ تبصرہ مضمون بھی ''گلشن راز کی ایک نا تمام شرح'' کا نا تمام سا تعارف ہے۔اس مضمون (تبصرہ) کے آخر پر فارسی اشعار کا فارسی میں مطلب دیا ہے اور ترجمہ نہیں دیا۔ جہاں ترجمہ دیا ہے وہاں فارسی متن نہیں دیا۔ان کے دیگر مقالات و مضامین کی طرح اس مضمون کے جائزے سے بھی یہ واضح تاثر ملتا ہے کہ یہ مضمون ایسے قارئین کے لیے لکھا گیا ہے جنھیں اردو و فارسی زبانوں میں مہارت حاصل ہے اور جو بغیر مستند حوالہ جات کے متعلقہ منابع و مآخذ تک بآسانی رسائی رکھتے ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کے مقالات و مضامین کی افادیت محدود دائرہ کے مخصوص افراد تک سمٹ کر رہ جاتی ہے۔تاہم تدوینِ نو سے انھیں عام قارئین کے لیے سہل اور مکمل طور پر قابلِ استفادہ بنایا جا سکتا ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی نگرانی میں ۲۰۰۰ء میں ''اقبال اور محمود شبستری'' کے موضوع پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی کام ہو چکا ہے۔تاہم، گلشنِ راز اور گلشنِ راز جدید کے فکری و فنی تقابل پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔اسی طرح شیخ محمود شبستری کی شخصیت، فکر و فن پر اور گلشن راز کے منثور و منظوم اردو تراجم اور اردو شروح کے حوالے سے ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جا سکتی ہے۔(۵۰۱)

10۔ مثمر / خان آرزو

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً اڑھائی صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کے شمارہ ۲۵، جلد ۶، متعلقہ سرما ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں انھوں نے انند رام مخلص اور میر تقی میر کے استاد خان آرزو (۱۰۹۹ھ۔۱۱۶۹ھ) اور ان کی فارسی لغت اور زبان شناسی کی کتاب ''مثمر'' کا تعارف کرایا ہے۔

خان آرزو متاخر تیموریوں (مغلوں) کے عہد کے ایک نامور شاعر، ادیب، محقق اور لغت شناس تھے۔ تذکرہ نویسوں اور سوانح نگاروں کے مطابق انھوں نے دو درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے کئی مطبوعہ اور متداول ہیں۔ جیسے خیابان، جو گلستانِ سعدی کی شرح ہے، شرح قصائد عرفی، تصحیح غرائب اللغات مؤلفہ عبدالواسع ھانسوی، مجمع النفائس جو تذکرہ شعراء ہے، دادِ سخن جس میں انداز و اسلوب تحریر کی بحث ہے، سراج اللغات، غیاث اللغات، چراغِ ہدایت اور تنبیہ الغافلین (اسلوبِ ہند کے دفاع میں) اور مثمر جس کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر ریحانہ خاتون نے تدوینِ نو کی اور اس پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

''مثمر'' پاکستان کے ایک معتبر تحقیقی و تعلیمی ادارے نے شائع کی ہے اور اس میں ڈاکٹر ریاض الاسلام اور پروفیسر عبداللطیف نے کتاب، مصنف اور مرتب کے بارے میں عمدہ تعارفی معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ کتاب ۴۱، اصول و ابواب میں منقسم ہے۔ اس میں فارسی زبان اور اس کے مختلف علاقائی ناموں اور لہجوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ کتاب معتبر کتبِ لغت جیسے فرہنگ جہانگیری، فرہنگ رشیدی اور برہانِ قاطع سے عجیب نکات اخذ کر کے لکھی گئی ہے۔

خان آرزو ایک اعلیٰ شاعر بھی تھے۔ ان کے دیوان میں غزلوں، مثنویوں اور دیگر اصنافِ سخن کے اعلیٰ نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ''مثمر'' ان کی اہم لسانی کتاب ہے۔ اس کا ہر محقق لسانیات کے پاس اور ہر کتب خانے میں موجود ہونا از بس ضروری ہے۔ (۵۰۲)

جائزہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مضمون میں خان آرزو اور ان کی تصنیف ''مثمر'' کے بارے میں تسلی بخش حد تک معلومات فراہم کی ہیں۔ مضمون میں خان آرزو کا مکمل نام نہیں دیا گیا اور اس امر کا بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ ''مثمر'' کا تصحیح شدہ متن پاکستان کے کس ادارے نے شائع کیا تھا۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ خان آرزو کا مکمل نام ''سراج الدین علی خان آرزو'' ہے۔ ریحانہ خاتون کا یہ مقالہ ۶۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے ۱۹۹۱ء میں انسٹیٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز، شعبہ فارسی، کراچی نے شائع کیا تھا۔ (۵۰۳)

11۔ وامق و عذرا: دو داستانیں

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون ماہنامہ ادبی دنیا، لاہور کے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے شمارے میں صفحہ نمبر ۶۵ تا ۶۶ پر شائع ہُوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عشقیہ داستانوں کے دو روایتی کرداروں وامق (عاشق) اور عذرا (معشوقہ) کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے ''وامق وعذرا'' نام کی بیس منثور و منظوم تالیفات کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ان تالیفات میں سے پانچ نثر کی ہیں، ایک کشمیری میں اور باقی چودہ فارسی میں ہیں۔ فارسی کتابوں میں سے بارہ کی پوری کیفیت معلوم ہے جبکہ باقی دو کا صرف ذکر ہی ملتا ہے۔ ''وامق وعذرا'' نام کی ان کتابوں کے قصص و واقعات مختلف ہیں صرف نام کا اشتراک ہے۔ ان سب میں وامق عاشق اور عذرا معشوقہ ہے۔ عرفانی شعرا نے اس عشق کو حقیقی رنگ دیا ہے۔ ان داستانوں میں قدیم ترین وہی ہے جسے حکیم ابوالقاسم حسن بن احمد عنصری بلخی (م ۴۳۱ ہجری) نے نظم کیا ہے اور اس کا ماحصل یوں ہے:

> وامق اور عذرا' اور دیگر کردار عربی نظر آتے ہیں مگر قصہ یونان سے مربوط ہے۔ عذرا کا باپ فلقراط یونان کا بادشاہ تھا جس کے دارالحکومت کا نام ہامش تھا۔ عذرا کی والدہ کا نام یانی تھا۔ چونکہ ان کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی، اس خاطر والدہ نے اس کی تعلیم و تربیت مردانہ طور پر کی تھی۔ عذرا کے معلم فلاطوس نے اسے شاہ سواری اور حرب کے جملہ آداب سکھائے تھے۔ وامق ایک خوبصورت نوجوان تھا جس کی عذرا سے خاندانی قرابت تھی مگر وہ مفلوک الحال تھا۔ ماں کی وفات کے بعد، سوتیلی ماں نے اس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ ایک دن تو سوتیلی ماں کھانے میں زہر ملا کر وامق کا کام تمام کرنے والی تھی کہ اسے خبر ہوگئی۔ اپنے دوست 'طوفان' کے مشورے سے وہ گھر سے بھاگ کر ہامش پہنچا۔ بادشاہ فلقراط سے فریاد کی اور پناہ مانگی۔ خاندانی قرابت کی بنا پر بادشاہ نے وامق کی خوب خاطر مدارات کی اور اسے پناہ دیدی۔ وہیں رہتے ہوئے عذرا نے اسے دیکھا اور اظہارِ مہربانی کیا۔ وامق بھی اس پر فریفتہ ہوگیا۔ اس طرح عشق و محبت کی شیریں داستان شروع ہوئی۔ مثنوی کا آخری حصہ ''المیہ'' ہے۔ فلقراط نے وامق کے ساتھ عذرا کی شادی کی خواہش کی سخت مخالفت کی اور وامق کو وہاں سے دور بھگا دیا۔ کچھ عرصے بعد ایک لڑائی میں فلقراط مارا گیا اور عذرا گرفتار ہو کر ہرنقالیس نامی سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالی گئی۔ وامق کو جب خبر ہوئی تو وہ بڑی جوانمردی سے عذرا کی رہائی کے لیے چلا اور دادِ شجاعت دے کر آخر کار اسے چھڑا لایا۔ اس طرح عاشق و معشوق وصال سے ہمکنار ہوئے۔ مثنوی کا ماحصل اتنا ہی ہے۔ (۵۰۴)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''وامق وعذرا'' نامی دو ایسی داستانوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کی تحقیقات میں ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ دونوں داستانیں ڈاکٹر محمد ریاض کے استاد، تہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد جعفر محجوب نے دریافت کی تھیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض ان دونوں داستانوں کا مختصر سا تعارف کراتے ہوئے ان کا خلاصہ اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

وامق اور عذرا نامی ایک منظوم داستان ملا محمد رضا نوعی قوچانی (م ۱۰۱۹ھ) نے لکھی ہے۔ لامعی، شاہزادہ دانیال اور عبدالرحیم خانخاناں کے زیرِ حمایت شعراء میں سے تھا۔ تذکرۂ سرو آزاد میں تصریح ملتی ہے کہ وامق اور عذرا کا یہ واقعہ اس نے شاہزادہ دانیال کی فرمائش پر لکھا تھا۔ واقعہ کچھ یوں تھا:

''شاہنشاہ اکبر کے عہد میں ایک نوجوان ہندو کی شادی ہوئی۔ شادی کی رات نوجوان اکبر آباد کے بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی دکان کی چھت اس پر گری اور وہ دب کر مر گیا۔ اس کی نعش جب گھر لائی گئی تو بیحد دلگداز سماں تھا۔ کہاں سہاگ رات کی خوشیاں اور کہاں یہ جگر دوز ماتم۔ بات بادشاہ کے دربار تک پہنچی۔ معلوم ہوا کہ بدقسمت دلہن ستی ہونے پر مصر ہے۔ بادشاہ نے دلہن کو دربار میں بلوایا۔ اسے انعام و کرام سے نوازا اور چونکہ وہ ابھی حقوقِ زوج سے بہرہ مند نہ ہوئی تھی، اسے ستی ہو جانے سے باز رہنے کی تلقین کی۔ دلہن نے نہ مانا اور جل کر راکھ ہو گئی۔ اس واقعے سے ہر کوئی اندوہ گیں تھا اور دلہن کے چندے ماہتاب حسن کے خاکسترِ سیاہ بن جانے سے ہر واقفِ حال کو قلق تھا۔ شاہزادہ دانیال نے نوعی قوچانی کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو نظم کرو۔ شاعر نے تعمیل کی اور اس طرح یہ مثنوی وجود میں آئی۔ اس مثنوی میں، جو پانچ صد ابیات پر مشتمل ہے، نوعی نے شاعرانہ تصرفات کرتے ہوئے دولہا کو وامق اور دلہن کو عذرا کا نام دیا ہے۔ حال آنکہ ان کے حقیقی نام کچھ اور تھے۔

دو ہندو زادہ، مشرب فرشتہ بشر خلقت، ولی قدسی سرشتہ
یکی را نام وامق از پدر بود بہ شیرینی مثل ہمچوں شکر بود
دگر را نام عذرا کردہ مادر رُخش در نیکوئی، خورشید انور (۵۰۵)

شاعر نے کوئی چالیس شعر، حمد و نعت اور تمہیدات کے لیے وقف کیے۔ کچھ اشعار میں ضمنی تمثیلات اور بیانات ملتے ہیں۔ اصل قصہ کوئی تین سو اشعار پر مشتمل ہے۔ ان اشعار میں شاعر نے وامق و عذرا کی محبت کا اور آخر میں ان کی المناک جدائی کا ذکر کیا ہے۔

وامق اور عذرا نامی دوسری کتاب نثر میں ہے، اگرچہ مصنف نے جگہ جگہ اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ مصنف کا نام ظہیر ہے مگر اس کے حالاتِ زندگی دستیاب نہیں۔ جو اشعار اس نے نقل کیے ان میں سعدی، حافظ اور صائب تبریزی کے اشعار زیادہ ہیں اور اس سے اتنا ظاہر ہے کہ ظہیر کم از کم صائب کے عہد یا اس کے بعد کا مصنف ہے۔ صائب کی وفات ۱۰۸۷ھ میں ہوئی، کتاب ۱۳۷۸ھ میں تہران میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا سبک نگارش دلپذیر نہیں کہا جا سکتا۔

''اس کتاب میں وامق ملکہ سبا (بلقیس) کے رشتہ داروں میں سے ہے اور عذرا ایک پری کا نام ہے۔ قصہ بڑا طویل اور دلچسپ ہے۔ وامق ملک سبا کے بادشاہ ناصر شاہ کا بیٹا ہے۔ اس کی ماں نگارین' یمن کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ عذرا جابلسا نامی ملک کے بادشاہ شہبال بن صلعال کی پری زاد بیٹی ہے۔ نجومیوں نے وامق کے غیر معمولی مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ البتہ یہ امر بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس کی جوانی پر حوادث ہوگی۔ شاہزادے کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ ایک دن وہ اپنے محل واقع ''شہر سبز'' میں بیٹھا ہوا تھا کہ پری زاد عذرا آنکلی۔ اس نے شاہزادے کا دل موہ لیا اور بعد میں اپنی ایک تصویر بھی اس کی نشست گاہ میں لگوا دی مگر وامق کے باپ نے اس تصویر کو چھپا دیا۔ وامق جب تخت نشیں ہوا تو اس نے ضروری کاغذات نکلوانے اور سلطنت کے اسرار و رموز معلوم کرنے کی کوشش کے دوران اس تصویر کو دیکھا تو یاد تازہ ہوگئی۔ وہ وفورِ محبت سے چل نکلا کہ عذرا کو کہیں سے تلاش کرے۔ کشتی میں بیٹھا ایک درویش صفت شخص نعیم بن شاہ ناعم سے مصروفِ گفتگو تھا کہ آصف ثانی بن برخیا (ملکہ سبا بلقیس کا وزیر) وہاں آنکلا۔ وہ وامق کو وہاں لے آیا اور عذرا کو سب کچھ بتا دیا۔ عذرا جو پہلے سے فریفتہ تھی، وامق کے پاس گئی اور دونوں کی شادی کی تیاریاں کی جانے لگیں۔ البتہ یہ کام اتنا آسان نہ تھا، آدم زاد اور پری زاد کی شادی۔ عذرا کے باپ نے اس شادی کی مخالفت کی اور عذرا کو خوش رکھنے کی خاطر یہ شرط لگائی کہ وامق جنات کو تسخیر کر سکے تو شادی کا اہل ہوگا۔ وامق نے اس

امتحان میں بھی کامیابی حاصل کی مگر عذرا کے باپ نے اب دیگر حیلے بہانے شروع کر دیے۔ آخر کار شہبال کے وزیر، طیفوؔر کی کوشش سے شادی طے ہوتی ہے اور عاشق ومعشوق اپنی مراد کو پہنچتے ہیں۔'' (۵۰۶)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے رومانوی داستانوں کے دو معروف کرداروں وامق اور عذرا کے نام سے منسوب مختلف کرداروں اور واقعات پر مبنی بائیس منثور و منظوم تالیفات میں سے تین داستانوں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ قدیم ترین داستان ہے جسے عنصریؔ نے نظم کیا ہے۔ دوسری ملا محمد رضا نوعیؔ قوچانی (م ۱۰۱۹ھ) کی منظوم داستان ہے۔ تیسری داستان ظہیر نام کے کسی غیر معروف شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ مضمون تینوں داستانوں کے بارے میں خصوصی مگر مختصر اور باقی داستانوں کے بارے میں عمومی معلومات پر مشتمل ہے۔ دوسری داستان کے تعارف میں ملا محمد رضا نوعیؔ قوچانی کی فارسی مثنوی سے تین اشعار بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض مثنوی کے آغاز میں حمد ونعت اور تمہیدات پر مبنی کوئی چالیس اشعار دیے گئے ہیں مگر انھوں نے اپنے اس مضمون میں حمد ونعت کا کوئی شعر نہیں دیا۔ اگر حمد ونعت کے کچھ اشعار اور ان داستانوں سے اخلاقی سبق اخذ کر کے تحریر کر دیے جاتے تو ''ادب برائے زندگی'' اور ''ادب برائے اصلاح'' کے فلسفہ کے مطابق عین درست ہوتا اور یہ تحریر شاعر، تبصرہ نگار اور قارئین کے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بن جاتی۔

تینوں داستانوں کے بنیادی مآخذ اور حوالہ جات نہیں دیے گئے۔ اس مضمون میں داستانوں کا تعارف تو کرایا گیا ہے مگر ان کی ادبی خصوصیات پر کچھ بھی تحریر نہیں کی گیا۔ ظہیرؔ کی ''داستانِ عذرا و وامق'' کے حوالے سے صرف ایک ایسا جملہ لکھا نظر آتا ہے کہ ''اس کا سبک نگارش دلپذیر نہیں کہا جا سکتا۔'' (۵۰۷)

احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ بروزِ قیامت ہر ایسی محفل انسان کے لیے باعث حسرت وندامت اور باعث یاس و افسوس ہوگی جس میں کوئی خیر، بھلائی، نیکی اور حق کی بات نہ کی گئی ہوگی، جس میں ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہیں کیا گیا ہوگا۔ اس اصول کے تحت علمی، فنی اور ادبی شہ پاروں کی قدر و قیمت اور افادیت بھی متعین کی جا سکتی ہے۔

12۔داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر) مجلّہ فنون لاہور کے سالنامہ ۸۱۔۱۹۸۰ء، جلد:۱، شمارہ ۱۵، اشاعت جنوری، فروری ۱۹۸۱ء کے صفحہ نمبر ۶۳۸ تا ۶۳۹ پر شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب اسپارک پبلی کیشنز، اردو بازار کراچی سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''داستان ہیر رانجھا'' اور اس کے خالق، شاعر فضل حسین تبسم کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ فضل حسین تبسم موضع ٹمن، ضلع اٹک کے ایک بزرگ شاعر، محقق اور ادیب ہیں۔ انھوں نے ہیر رانجھا کی معروف رومانی داستان کو اردو مثنوی کا موقر جامہ پہنایا۔ انھوں نے اس داستان کا تاریخی نام ''مثنوی خندہ تقدیر'' رکھا ہے۔ یہ مثنوی ۱۹۴۳ء تا ۱۹۵۹ء کے درمیانی عرصے کے کوئی ساڑھے چار ماہ میں تخلیق ہوئی مگر کوئی ۲۰۔۲۱ سال بعد ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کی تقریظ مشہور ادیب و شاعر جناب سید ضمیر جعفری نے لکھی اور ''سخنہائے گفتنی'' کے عنوان سے خود شاعر نے اس کتاب کا تعارف کرایا ہے۔ یہ کتاب سید وارث شاہ کی پنجابی ہیر کو مدنظر رکھ کر شاہنامہ فردوسی کی معروف بحر ''متقارب'' میں لکھی گئی ہے۔(۵۰۸)

مصنف کتاب، فضل حسین تبسم ادیب فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد بطور استاد زبانِ فارسی ہائی سکولوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے تحریکِ خلافت میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔ ان کی کئی تصانیف منتظرِ اشاعت ہیں۔ انھوں نے پنجابی شاعری کی صنف ''ماہیا'' پر خوب کام کیا ہے۔ نظیر اکبرآبادی کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری کے ایک فارسی شاعر شاہ محمد صالح تبتی تھانیسری پر ان کا محققانہ کام نہایت پُرارزش مانا جاتا ہے۔(۵۰۹)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا لکھا ہوا یہ مضمون زیرِ تبصرہ کتاب کے عنوان کی حد تک ہی محدود رہا۔ اس میں نفسِ مضمون کے معیار اور مندرجات کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا۔

13۔ سہ ماہی فکر و نظر

سہ ماہی ''فکر و نظر'' ادارہ تحقیقات اسلامی' مسجد الفیصل، اسلام آباد سے شائع ہونے والا ایک مجلّہ ہے۔ اس ادارے نے ۱۹۹۱ء میں ''اندلس'' کے موضوع پر عربی، انگریزی اور اردو زبانوں میں الگ الگ تین خصوصی شمارے شائع کیے۔ عربی اور انگریزی شماروں میں سے ہر ایک چار چار سو صفحات کی ضخامت پر مشتمل تھا۔ اردو شمارہ ۷۰۹ صفحات پر مشتمل تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں سہ ماہی ''فکر و نظر'' کے خصوصی اردو شمارے پر تبصرہ کیا ہے۔

اپنے مضمون کے شروع میں انھوں نے سپین میں ۸ سو سالہ اسلامی دور کی بنیاد، عروج اور زوال کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۹۱ء میں مغربی دنیا نے سپین کے مسلمانوں سے آزادی کا پانچ سو سالہ جشن منایا جبکہ پاکستان میں دیگر اسلامی ممالک کی طرح، سپین کے اسلامی دور کی یاد منانے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلے میں نومبر ۱۹۹۱ء میں لاہور میں ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا جس میں اردو، انگریزی اور عربی زبان میں مقالے پیش کیے گئے۔ اس موقع پر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے اردو، انگریزی اور عربی میں الگ الگ خصوصی ''اندلس نمبر'' شائع کیے۔ اس مخصوص شمارے کے مدیر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن اور ادارۂ مذکور کے ڈائریکٹر جنرل جناب ظفر اسحاق انصاری نے بھرپور توجہ سے اسے اعلیٰ تحقیقی مجلّہ بنادیا۔ مجلّے کا سرورق مشہور مسجد قرطبہ کے عکس سے مزین ہے۔ اس کی پروف خوانی، کتابت اور طباعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ تکراری مطالب حذف کرنے کا خصوصی اہتمام نظر آتا ہے۔ ابتدائی صفحات تبدیل کر کے اسے ایک اعلیٰ تحقیقی کتاب کی شکل دی جاسکتی ہے۔

''فکر و نظر'' کا یہ خصوصی شمارہ تمہید کے بعد ایک تاریخی تجزیے اور تبصرے پر مشتمل ہے۔ تمہید (حرفِ آغاز) میں مدیر مجلّہ نے اندلس کے اسلامی دور کی علمی و ادبی اور تہذیبی و تمدنی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ تمہید کے بعد تاریخی تجزیہ و تبصرہ دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اپنے تجزیے میں تاریخِ اندلس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے۔ بعد کے موضوعات ذیل کے عنوانات کے تحت کئی کئی مقالوں پر مشتمل ہیں:

تفسیرِ قرآن، حدیث نبوی، سیرتِ رسول اکرم ﷺ، فقہ، تاریخ، ادب، اقبالیات، طب، فلسفہ و کلام، تہذیب و ثقافت اور اندلس کی اہم شخصیات۔

مندرجہ بالا عنوانات کے تحت دیے گئے ذیلی عنوانات درج ذیل ہیں؛ عنوانات کا تنوع اور رنگا رنگی قابلِ توجہ ہے:

علمائے اندلس کی تفسیری خدمات، اندلس کے محدثین کرام، اندلس میں سیرت نگاری، اسلامی اندلس میں فقہ مالکی کا ارتقاء، اندلس کا رازی خاندانِ مورخین، اندلس میں عربی شاعری اور نثر نگاری، اندلس میں نعتیہ شاعری کے خاص موضوعات، اندلس اور علامہ اقبال از راقم الحروف (ڈاکٹر محمد ریاض)، اندلس قدیم و جدید اردو سفر ناموں میں، اندلس میں طب کا ارتقاء اور اندلس کے سقوط پر شعراء اندلس کے مرثیے۔

اس مخصوص شمارے کا آخری عنوان ''کتابیاتِ اندلس'' ہے جس میں ڈاکٹر اختر راہی نے بڑی محنت سے اندلس کے بارے میں عربی، اردو، انگریزی اور چند دوسری زبانوں میں شائع ہونے والی کتب اور مجلّوں کی نشاندہی کی ہے تاکہ کسی

خاص شعبہ تحقیق کے دلدادہ حضرات اپنی تشفی کے منابع حاصل کرسکیں۔

علامہ اقبال نے اندلس کے بارے میں فارسی، اردو اور انگریزی میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ وہ سقوطِ بغداد پر غور کرتے رہے اور انھوں نے برصغیر میں مسلم میراث کی قدر کرنے کی تاکید کی تاکہ سقوطِ اندلس جیسے کسی حادثے سے محفوظ رہا جاسکے۔ ''اندلس کی اہم ترشخصیات'' کے عنوان کے تحت امام ابو اسحاق شاطبی، حافظ امام عبدالبر، فلسفی اور طبیب ابن رشد اور محدث ابن رشد پر مقالے پیش کیے گئے۔ ابن رشد کے بارے میں، اس شمارے میں دو مضامین شامل ہیں؛ ایک علم کلام کے حوالے سے اور دوسرا اس کے فلسفے کے سلسلے میں۔ ابن رشد علامہ اقبال کے خصوصی پسندیدہ متکلم اور فلسفی تھے۔

اس خصوصی شمارے کے لیے لکھنے والے اہلِ قلم میں سے اکثر نے اندلس کے حوالے سے ''فکرِ اقبال'' کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے سہ ماہی ''فکر و نظر'' کے خصوصی شمارے ''اندلس'' پر تبصرہ پیش کیا۔ ان کے تبصرے سے اس خصوصی شمارے کے صوری و معنوی محاسن کا واضح تصور ملتا ہے۔ اس تبصرے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خصوصی شمارہ کے ''حرفِ آغاز'' سے ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا صفحہ نمبر اقتباس کے ساتھ ہی تحریر کر دیا ہے۔ انھوں نے مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی نہیں دیے۔ انھوں نے اس مضمون میں تین مقامات پر علامہ اقبال کے چھ اشعار دیے ہیں مگر ان کے حوالہ جات بھی تحریر نہیں کیے۔ یہ اشعار بغیر حرکات (زبر، زیر، پیش) کے دیے گئے ہیں جس وجہ سے عام قاری انھیں درست تلفظ سے نہیں پڑھ سکتا۔ مضمون میں دیے گئے چھ میں سے چار اشعار میں لفظی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ مضمون میں دیے گئے، اغلاط سے مملو اشعار اور کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق درست اشعار مع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

مضمون سہ ماہی فکر و نظر میں دیے گئے اشعار	**درست اشعار از کلیاتِ اقبال اردو**
؎ ہے زمین قرطبہ بھی دیدۂ ملسم کا نور	ہے زمینِ قُرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور
ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثل شمع طور	ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طور
قبر اس تہذیب کی یہ سرزمین پاک ہے	قبر اس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے
جس سے خاک گلشن یورپ کی رگ نم ناک ہے (۵۱۰)	جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے (۵۱۱)
؎ پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں	پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں (۵۱۲)	خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں (۵۱۳)
؎ جن کی نگاہوں نے کی تربیت شرق و غرب	جن نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظلمت یورپ میں تھی جن کی خرد راہ ہیں (۵۱۴)	ظلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں (۵۱۵)

قابلِ تحقیق امور:۔ ''علامہ اقبال اور اندلس'' کے موضوع پر ایم فل اقبالیات یا ایم فل اردو کی سطح پر تحقیق کرائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ''سپین میں اسلام کے عروج و زوال کے اسباب فکر اقبال کے تناظر میں'' کے موضوع پر بھی تحقیق کی جاسکتی ہے۔

15۔حضرت امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کے دواوین کے دیباچے

مع

14۔امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کا دیباچہ غرۃ الکمال

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون (تبصرہ) ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' سہ ماہی اردو، جلد ۵۶، شمارہ ا، اشاعت ۱۹۷۶ء کے صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۴۱ پر شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے دیوان موسوم بہ ''غُرۃ الکمال'' کا خلاصہ پیش کیا تھا۔

قریباً ایک سال بعد ان کا مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' صحیفہ، لاہور کی جلد ۹۲، شمارہ ۱۹۰، اشاعت مارچ ۱۹۷۷ء میں شائع ہُوا جس میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے پانچوں دواوین کے دیباچوں کے مطالب کا خلاصہ تحریر کیا۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دواوین کے دیباچوں میں اپنی شخصیت اور فکر و فن کے بارے میں اہم امور کا ذکر کیا ہے۔

پہلے دیوان (تحفۃ الصغر) کا دیباچہ:۔ یہ دیباچہ قریباً چھ سات صفحات پر مشتمل ہے۔خسرو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس دیوان میں ان کے چار سال (۱۶ سے ۱۹ سال کی عمر) کا کلام شامل ہے۔اسے ۶۷۱ ہجری میں مدوّن کیا گیا تھا۔اسی سال وہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے تھے۔دیگر دیباچوں کی طرح، اس دیباچے میں بھی انھوں نے حمد، نعت اور منقبتِ شیخ کے بعد اپنی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے آغازِ سخن کیا ہے۔اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ میرے والد کا نام ''لاچین'' (بمعنی باز یا عقاب) اور لقب سیف الدین تھا۔مجھے بچپن میں لکھنے پڑھنے سے زیادہ شعر و موسیقی کا شوق تھا۔سعد الدین قاضی سے خطاطی سیکھی۔میں اپنے اس ابتدائی کلام کی جمع آوری اور تدوین کا قائل نہ تھا۔ اپنے دوست تاج الدین زاہد کے اصرار پر ایسا کرنا پڑا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دیوان میں بھی خسرو کا بیشتر کلام ہموار اور پختہ نظر آتا ہے۔نمونے کے طور پر اس دیوان کی ایک غزل دیکھیں جو سعدی کی تتبع میں ہے۔

شمع فلک بر آید با آتشین زبانہ — ساقیِ نا مسلمان، دردہ مئے مغانہ
کشتیِ من روان کن ، مانا کرانہ یابم — دریای غم ندارد چون ہیچ جا کرانہ
می نیم خورد خود دہ ، و ز پارۂ برنجی — دل برلب تو دارم، بی خواستنِ بہانہ
نی نی کہ از رخ خود بے ہوش کن کہ باری — یکدم خلاص یابم از محنتِ زمانہ
رو تا رویم بیرون دستم بگردنِ تو — تو بیخودِ صبوحی ، من بیہش زمانہ
ای مہ غلام حسنت ، چون در خمار باشی — نی روی خواب شستہ، نہ موی کردہ شانہ
مطرب برودِ خود زن دستی با بر باران — وین زہد خشک ما را تر کن بیک ترانہ

خسرو، خرابِ مطرب، تو مستِ ناز و سرخوش　　هان در چنیں نشاطی یک رقصِ عاشقانہ (۵۱۶)

دوسرے دیوان (وسط الحیات) کا دیباچہ:۔ دوسرے دیوان کو امیر خسرو نے قریباً ۳۲ سال کی عمر میں ۶۸۳ ہجری میں تدوین کیا۔ اس میں کوئی ساڑھے آٹھ ہزار ابیات ہیں۔ دیباچہ ''تحفۃ الصغر'' کے دیباچے سے تقریباً دو گنا ہے۔ اس میں بھی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حمدِ خدا، نعتِ رسول ﷺ اور منقبتِ شیخ کے بعد دیگر امور پر اظہارِ رائے کرتے ہیں۔

ابتدا میں خسرو نے نعمتِ زبان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے بعد خوش زبانی اور خوش الحانی کا مرتبہ بتایا ہے کہ موزوں اور متوازن بات کرنا ایک اور خدائی انعام ہے۔ فرماتے ہیں شعر و سخن ایک ودیعت اور نعمت ہے۔ اس کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ دورِ جوانی (۲۰ تا ۳۴ سال کے عرصہ حیات) میں کہے گئے کلام کو وسط الحیات (میانہ زندگی) کا نام دیا ہے۔ دینِ اسلام میں ''میانہ روی'' کی خصوصی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ وسط الحیات کا یہ دیوان جوشِ جوانی سے بہرہ مند ہے اور ''تحفۃ الصغر'' سے بہتر و برتر ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس دیباچے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپنے اس دیباچۂ دیوان میں خسرو نے پہلے غزل کی لطافت بیان کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے قصیدے کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیباچے کی عبارت مسجع اور مقفیٰ ہے۔ اس میں بزبانِ نثر بھی سلطانِ وقت (بلبن) اور شہزادہ محمد کی کسی قدر مدح ملتی ہے۔ اس میں خسرو نے خاقانی شروانی (م ۵۹۵ ہجری) کی تقلید کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ کریں۔ (۵۱۷)

ے　نکوتر چیزی اندر شعر نام است　　کہ ماند زندہ زین نقش سیاھی
　　تن خسرو بمیرد این یقین است　　ولی خسرو نمیرد ھیچ گاھی

ے　آوردہ ام شفیع دل زار خویش را　　پندی بدہ دو نرگس خوں خوار خویش را
　　ای دوستی کہ ہست خراش دلم ز تو　　مرہم نمی دھی دل افگار خویش را
　　مردم کہ نازکی و گراں بار می شوی　　جانم کہ بر تو می فگند بارِ خویش را (۵۱۸)

تیسرے دیوان غرۃ الکمال کا دیباچہ:۔ خسرو نے اپنا تیسرا دیوان ''غرۃ الکمال'' (علامتِ کمال یا آغازِ کمال) کوئی ۴۵ سال کی عمر میں ۶۹۵ ہجری میں مرتب کیا۔ دیباچے میں حمد، نعت، منقبتِ مرشد اور مدحِ سلطان کے بعد دیگر ادبی مطالب ملتے ہیں۔ متن کے کوئی ۹۰ صفحے ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی کے ''مقدمہ شعر و شاعری'' کی مانند یہ دیوان کا مقدمہ ہی نہیں، ادبی اور انتقادی مضامین کے پیشِ نظر ایک مستقل تالیف بھی ہے۔ اس دیباچے میں خسرو نے فکر و فن اور ادب کے حوالے سے مختلف موضوعات پر اظہارِ رائے کیا ہے جس کا اجمالی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقامِ شعرا:۔ دیباچے میں خسرو نے بہت اچھے طریقے سے شعر و شاعری کے بارے میں اسلامی نقطۂ نگاہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''...... نطق و سخن وری کی بنا پر انسان، حیوانات سے ممیز ہے اس لیے اسے چاہیے کہ حسنِ سخن اور زیبائی تحریر کا خیال رکھے۔ شعر، موزوں سخنی کی علامت ہے اور اس کا مقام بے حد بلند ہے۔ نثر میں شعر کی تاثیر مفقود ہے۔ اس لیے شعر، سحر سے قریب تر ہے۔ از روئے شرع بھی اخلاق آمیز اشعار، مستحسن ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ الشعرا (۲۶) میں شعراء کو میدانِ عمل میں سرگرداں دکھایا گیا، اور ان کے پیروؤں کو گمراہ قرار دیا گیا، مگر مومن اور درست کردار شعراء اس سے مستثنیٰ

کیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اچھے مضامین کے حامل اشعار کو پسند فرمایا ہے۔ آپ نے ''بیان'' کو ''سحر'' ہی قرار نہیں دیا، شعر کو ''حکمت'' بھی فرمایا ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز بیان میں بھی شعری رنگ ہے (مثلاً دیکھیے سورہ مرسلات اور سورہ نازعات کی ابتدائی آیات)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اشعار از بر تھے۔ حضرت علیؓ نے خود بھی اشعار کہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ شعر پڑھا کرتی تھیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شعر کہے ہیں۔ بنابریں شعر از روئے دین معیوب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء، حکما اور فضلا شعر کہتے رہے ہیں۔ شاعر، حکیم و فلسفی بھی رہے ہیں اور بعض حکیم و فلسفی بھی شعر کہتے رہے ہیں۔'' (۵۱۹)

عربی اور فارسی شاعری: ۔خسرو نے ''غرۃ الکمال'' کے دیباچے میں عربی اور فارسی شاعری کا تقابل اور موازنہ بھی پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''عربی، قرآن مجید کی زبان ہے اور قابل صد احترام و ارادت ہے۔ اس زبان کے لسانی حسن کا کیا کہنا کہ الفاظ کے قوالب مقرر ہیں اور ایک لفظ کے متعدد معانی ہیں، اور شعرا اور راقمین اس خصوصیت سے کافی حسن پیدا کرتے ہیں مگر کئی دلائل کی بنا پر فارسی شاعری عربی شاعری سے احسن اور بہتر ہے مثلاً عربی شاعری میں قافیہ ہے اور ردیف نہیں جب کہ فارسی شاعری میں ردیف کا بالعموم التزام کیا جاتا ہے اور اس سے بڑا حسن پیدا ہوتا ہے۔ ایران کے بعض عربی شاعروں نے ردیف کا استعمال کیا مگر عربوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ اوزان بحور میں بھی عربی شعرا زحیف سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ معنی آفرینی میں عرب شعرا قابل تعریف ہیں مگر فارسی شعراء جیسے انوری، خاقانی، ظہیر فاریابی اور نظامی یا کمال اصفہانی کی جولانی طبع نے ایسے نئے نئے نکتے پیدا کیے کہ جن سے عربی شاعروں کا دامن تہی نظر آتا ہے۔ پس الفاظ کی تنگ دامانی اور عموماً وحدتِ معانی کے باوجود فارسی شاعر، عربی شاعروں سے آگے نکل گئے ہیں...... '' (۵۲۰)

فارسی اور برصغیر کے مسلمان: ۔خسرو لکھتے ہیں کہ اس عصر میں برصغیر اور توران (یعنی موجودہ روسی ترکستان اور افغانستان وغیرہ) کی فارسی صحیح اور فصیح ہے جبکہ اہلِ فارس کی زبان خراب ہو چکی ہے۔ یہ لکھتے کچھ اور بولتے کچھ ہیں۔ ان کی علاقائی زبانیں فارسی میں دخیل ہیں۔ ہند میں ہر کہیں (خصوصاً مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں میں) ایک جیسی فارسی بولتے اور لکھتے ہیں۔ (۵۲۱)

شاعری اور اسلوبِ شاعری: ۔خسرو لکھتے ہیں کہ شاعروں کے تین درجے ہیں۔ پہلے درجے پر صاحبِ طرز شعرا ہیں جو دوسروں کی خاطر جادۂ فکر و عمل فراہم کرتے ہیں جیسے رضی الدین نیشاپوری، انوری، ظہیر فاریابی اور نظامی۔ دوسرے درجے پر اساتذہ کے مقلد اور پیرو شعرا ہیں جیسے مجیر الدین بیقانی، خاقانی کا مقلد تھا یا خاقانی بعض امور میں سنائی کا مقلد تھا۔ تیسرے درجے پر سرقہ کرنے والے شعرا ہیں جو اسلوب کی پیروی نہیں کرتے، الفاظ اور معانی چوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا شاعر استادِ کامل کہلانے کا حق دار ہے جس کا کلام استادانِ سخن کے اسلوب پر محکم ہو، صوری و معنوی اغلاط اور اشتباہات سے مبرا ہو، کلام شاعرانہ اور ادیبانہ رنگ پر ہو نہ کہ واعظانہ اور سوقیانہ طرز پر اور اس کے معانی و مضامین دوسروں کے سرقہ نہ ہوں۔

اپنے کلام کے بارے میں خسرو کہتے ہیں کہ میرا کلام بعض موارد میں شاید استادانہ نہ ہو اور اس میں اغلاط بھی ہوں۔ تاہم، میرے کلام میں رنگ شاعرانہ ہے اور ذاکرانہ نہیں اور میں نے دوسروں کے معانی و مضامین بھی چوری نہیں کیے۔ (۵۲۲)

سرگزشتِ خسرو:۔ اس دیباچے میں خسرو اپنی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''..... والد (لاچین) سیف الدین محمود، سیف شمسی، نے ان کی عمر کے ساتویں سال میں انتقال فرمایا، اس کے بعد ان کی پرورش اور تعلیم نانا (امیر عماد الملک) کے زیر سایہ ہوئی۔ خسرو بیس سال کے تھے (۶۷۱ ہجری تقریباً) کہ ان کے نانا نے ۱۱۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ اس وقت تک ایک دیوانِ شعر مرتب کر چکے تھے اور متداول علوم وفنون (از انجملہ موسیقی اور خطاطی) میں بھی مہارت کسب کر چکے تھے۔ امورِ معاش کی خاطر آپ نے سلطان بلبن کے بھتیجے خان معظم کتلو خان (ملک چھجو) کے دربار کا رخ کیا۔ وہاں آپ کا خاصا شہرا اور احترام تھا مگر ایک دن ملک چھجو خفا ہو گیا اور خسرو کو یہ دربار چھوڑ کر سامانہ میں شاہزادہ بغرا خان کے ہاں ملازمت کرنا پڑی۔ ہوا یہ کہ ملک چھجو کے ہاں ایک محفلِ شعر و سرود میں بغرا خان نے خسرو کو انعام دیا جسے آپ نے قبول کر لیا اور ملک چھجو اس بات پر سخت ناراض ہو گیا تھا۔ سامانہ میں خسرو کا اقبال اور بھی چمکا۔ انھیں شاہزادے کے ساتھ لکھنوتی بھی جانا پڑا مگر تھوڑے عرصے میں آپ وہاں سے لوٹ آئے اور شاہزادہ محمد قاآن (خان شہید) کی دعوت پر ملتان آگئے۔ شاہزادے کی شہادت (۶۸۳ ہجری) کے واقعہ تک آپ وہیں رہے، پھر لکھنوتی چلے گئے (امیر حاتم خاں کے دربار میں) ۶۸۶ ہجری میں سلطان بلبن کی وفات پر معز الدین کیقباد نے اقتدار سنبھالا۔ دربار سے کئی دعوتیں آئیں مگر خسرو اس خوش گزران سلطان سے دوری اختیار کیے رہے مگر سلطان اور اس کے والد بغرا خان کی آشتی آمیز ملاقات کے موقع پر انھیں جانا ہی پڑا اور ایک مثنوی (قرآن السعدین) لکھنے کی ماموریت قبول کرنا پڑی۔ کوئی تین سالہ بعد سلطان جلال الدین خلجی تخت نشین ہوا۔ اس سلطان نے خسرو کو ''امیر'' سے ملقب کیا اور بے حد قدر کی۔'' (۵۲۳)

حاسدین ومخالفین کی تنقید کا جواب:۔ خسرو کی شاعری پر حاسدین نے کئی طرح سے تنقید کی۔ انھوں نے نہایت خوبصورتی سے ان کے اعتراضات کے جواب دیے۔ انھوں نے حاسدین کی توجہ اس نکتے کی طرف مبذول کرائی کہ آنے والا وقت خود بتا دے گا کہ کس کا شعر نقشِ دوام ہے اور کس کا نقشِ فنا، خدا کی قدرت کہ خسرو کا کہا سچ ثابت ہوا۔ بقول علامہ اقبال ؎

رہے نہ ایبکؔ وغوریؔ کے معرکے باقی ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو (۵۲۴)

تشکر، استغفار اور مناجات:۔ دیباچہ ''غرۃ الکمال'' کے آخر میں خسرو دعا کرتے ہیں کہ اگر اس دیوان میں ان کے قلم سے کوئی بات قرآن مجید اور سنتِ نبوی کے خلاف نکلی ہو تو ان کا اعتذار قبول کر لیا جائے۔ آخر پر کلمۂ شہادت پر انھوں نے بات مکمل کر دی ہے۔ (۵۲۵)

چوتھے دیوان (بقیہ نقیہ یعنی باقی ماندہ پاکیزہ کلام) کا دیباچہ:۔ اسے امیر خسرو نے بعمر ۶۵ سال ۷۱۶ ہجری میں مرتب کیا۔ یہ دیباچہ ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آیات واحادیث کے علاوہ عربی عبارات اور اشعار کی خاصی فراوانی نظر آتی ہے۔ پختہ تر دینی شعور نے انھیں بے حد محتاط، ادب آموز اور اصلاح طلب بنا دیا ہے۔ اب وہ شعر وادب برائے زندگی کے سخت حامی نظر آتے ہیں۔ دیباچے میں حمد، نعت اور منقبت پیر کے بعد ولیانِ نعمت کا شکریہ ہے۔ اپنے شعر کی روانی اور بے ساختگی کا ذکر کر کے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''شعر موہبت الٰہی ہے۔ یہ بڑا مؤثر ذریعہ ابلاغ ہے لیکن مسلمان شعرا کو چاہیے کہ اس کے ذریعے قرآن مجید، احادیثِ رسول ﷺ اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کو لوگوں کے خاطر نشیں کریں۔ شعر میں مستور پند ونصیحت، واعظانہ گفتار سے کہیں مؤثر ہے، اس لیے اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔''

اس کے بعد امیر خسرو کہتے ہیں:

''اب ان کی توجہ اس امر پر مبذول ہے کہ دینی حقائق زبانِ شعر میں بیان کریں، اور اپنے سوزِ دل سے قارئین کو بھی بہرہ دیں۔ اس مقصد کے لیے اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی اساسی اہمیت ہے۔ آسودہ دل سے نکلی ہوئی بات مؤثر نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ اپنی باطنی اصلاح کے لیے کوشاں ہیں اور ہر ناصح کو اس روش پر عمل کرنا ناگزیر ہے کہ:

ليطهر برنا من كل لوث و يرغب فيه طيبا كل نفس

''...... شاعری میں دروغ ومبالغہ سے بچنا ہر کسی کا کام نہیں، مگر شعراء کو نبی اکرم ﷺ کی اس وعید پر توجہ رکھنا چاہیے جو آپ ﷺ نے امرؤالقیس کے لیے بیان کی تھی کہ ''اشعر الشعراء و قائدهم الى النار''۔ اس لیے یہ بات اہم نہیں کہ کسی نے شعر کیسا کہا؟ یہ بھی دیکھنا ناگزیر ہے کہ اس نے کیا کہا ہے؟ خسرو اپنے شاعرانہ تغزلات کے احتمال کا ذکر کر کے خدائے تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ:

من گرد باد ھویٰ و آتش تیز   بین کہ تا حال چون من چہ شود

یابم از جانبِ تو راہ گریز   باد و آتش کجا رسند گر من (۵۲۶)

پانچویں دیوان نہایۃ الکمال (کمال وتکامل کی آخری حد) کا دیباچہ:۔ خسرو نے اپنا پانچواں دیوان اپنی عمر کے آخری سال (۷۲۵ ہجری) میں مرتب کیا۔ اس میں بھی اکثر اصنافِ سخن موجود ہیں مگر اس کا دیباچہ بہت مختصر ہے۔ اس میں حمد، نعت اور منقبتِ شیخ کے مضامین خاصے مفصل ہیں۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ اس دیوان کے نہایۃ الکمال ہونے میں شک نہیں۔ ان کے پیشروؤں میں سب سے بڑے شاعر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ امیر خسرو کی درج ذیل غزل ملاحظہ کریں۔ اس میں سعدی کی غزل کا ہی لفظی ومعنوی کمال نظر آتا ہے۔ سادگی، روانی، برجستگی اور دلآویزی نقطۂ کمال پر ہے:

مفلسی از پادشاھی خوشتر است   مفسدی از پارسائی خوشتر است

پادشاہی است دردِ سر، ولی   چون نگہ کردم ، گدائی خوشتر است

پادشاھان چون بخود ندھند راہ   بافقیران، بی نوائی خوشتر است

آدمی چون کبر در سر می کند   با سگِ کو، آشنائی خوشتر است

دل کہ از سودای خوبان بشکند   آن شکست از مومیائی خوشتر است

آشکارا عشق بازی با بتان   از بسی زہدِ ریائی خوشتر است

نیست لذت عشق را بعد از وصال   عشقِ بازان را جدائی خوشتر است

عشقِ دونان خسروا از سربنہ   عشق با سرِ خدائی خوشتر است (۵۲۷)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں صرف تیسرے دیوان موسوم بہ ''غرۃ الکمال'' کے دیباچے کے اہم مطالب تحریر کیے تھے۔ بعد میں قریباً ایک سال بعد انھوں نے اپنے دوسرے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں ''غرۃ الکمال'' سمیت پانچوں دواوین کے اہم مطالب قلم بند کر دیئے۔ اپنے ان مضامین میں انھوں نے ضروری حواشی وحوالہ جات اور بعض فارسی اشعار کا ترجمہ دے

کر، ان کی افادیت میں اضافہ کردیا ہے۔ علمی وادبی نقطۂ نگاہ سے یہ مضامین بہت زیادہ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔

زیرِ تبصرہ دونوں مضامین میں یہ امر نا قابلِ فہم ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ دے دیا ہے اور بعض کا ترجمہ نہیں دیا۔ اسی طرح فارسی اشعار کے حوالہ جات بھی مفقود ہیں۔ دونوں مضامین کے تقابل و موازنہ سے کچھ منطقی و متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً اپنے مضمون ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''......(امیر خسرو) فرماتے ہیں کہ ان کا کلام بعض موارد میں شاید استادانہ نہ ہوا اور اس میں اغلاط بھی ہیں۔ البتہ رنگ شاعرانہ ہے اور ذاکرانہ نہیں اور دوسروں کی چوری بھی نہیں کرتے۔ اس خاطر وہ ''شاعر ناتمام'' ہیں۔

ندہم از انصاف خویش اینجا تمام ناتمام، ناتمام ناتمام (۵۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں لکھتے ہیں:

''......اپنے سبک کے بارے میں خسرو فرماتے ہیں:

نی دھم از عدلِ خویش این جا تمام ناتمام، ناتمام، ناتمام''

شبلی نعمانی، شعر العجم جلد دوم میں اسے ایک دشمنانہ تبصرہ قرار دیتے ہیں! بہر حال خسرو فرماتے ہیں کہ ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا ہے ورنہ اغلاط سے مبرا ہے۔ ہاں، وہ واعظانہ شعر نہیں کہتے بلکہ شاعرانہ و حکیمانہ اسلوب رکھتے ہیں اور دوسروں کے الفاظ و معانی کا سرقہ بھی نہیں کرتے اس لیے انھیں 'استادِ تمام' کہا جا سکتا ہے''(۵۲۹)

(بنیادی مآخذ) دیوان ''غرۃ الکمال'' کے فارسی متن پر مشتمل دیباچے کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں دیا گیا ترجمہ اور فارسی شعر درست ہے جبکہ ان کے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں دیا گیا شعر اور ترجمہ درست نہیں۔ شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ''عدل'' کی جگہ پر ''انصاف'' آنا چاہیے۔ اسی طرح اقتباس میں دیے گئے ایک جملے میں خط کشیدہ حصہ بھی درست نہیں ہے۔

''ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا ہے ورنہ اغلاط سے مبرا ہے'' کی جگہ پر لفظ ''نہ'' کے درست استعمال سے جملہ ہونا چاہیے: ''ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا نہیں ہے اور نہ ہی اغلاط سے مبرا ہے''۔ زیرِ تبصرہ اقتباس کے آخری جملے میں بھی ''استادِ تمام'' کے بجائے ''استادِ ناتمام'' کے الفاظ آنے چاہییں۔ اصل فارسی متن ملاحظہ فرمائیں:

''حاصل از چہار شرطِ استادی در دو شرط اقرار کردم کہ استقرارے ندارم و در آن مقال استقلال نہ یکے مالکِ طرزِ ملکی ام و دوم از خطِ خطا خلاص ندارم اما در دو شرطِ دگر یکے در سیاقِ سخن بر نسقِ شعر اُو دوم عدمِ انتحال۔

بحمد اللہ کہ درین دو شرط توانم کہ آزادانہ از ھر مواخذہ تحریر کنم پس ھم خود اینک حکم حالِ خود شدم، و حکم کردم کہ در مسندِ استادی نیم تمام دارم کہ اگر استادانِ تمام بندہ خسرو را در استادی نیم تمام گیر ندہم تمام باشم۔ بیت:

ندھم از انصاف خود اینجا تمام ناتمام ناتمام ناتمام (۵۳۰)

مزید برآں یہ کہ شعر العجم، حصہ دوم کے متعلقہ حصے کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ شبلی نعمانی نے امیر خسرو کے اپنے کلام پر کیے گئے اس تبصرے کو دشمنانہ قرار نہیں دیا تھا بلکہ انھوں نے اسے انصاف پر مبنی تبصرہ قرار دیا تھا۔ شبلی نعمانی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

''کیا دنیا میں اس سے زیادہ کوئی انصاف پرستی اور بے نفسی کی مثال مل سکتی ہے۔ امیر کے کلام پر ریویو کرنے کے لیے اس سے زیادہ بڑھ کر کیا دلیل راہ ہو سکتی ہے۔''(۵۳۱)

مندرجہ بالا زیرِ تبصرہ مضامین میں موجود متنی اغلاط کے باوجود ان کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ان کی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ انھیں از سرِ نو طبع کرایا جائے۔

تحقیق طلب امور: ۔ اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس دیباچے کے متن کی تصحیح کے بعد انھوں نے اسے طباعتِ جدید کی خاطر دے دیا ہے۔(۵۳۲)

اسی طرح وہ اپنے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں لکھتے ہیں:

> ''راقم الحروف نے پانچوں دیباچوں کے متن کو مرتب کیا اور ان پر ضروری حواشی بھی لکھے، جو عنقریب شائع ہوں گے۔''(۵۳۳)

مندرجہ بالا اقتباسات میں کی گئی نشاندہی کے مطابق ضروری ہے کہ امیر خسرو کے دواوین کا تصحیح شدہ، مدون کیا ہوا متن تراجمے کے ساتھ شائع کیا جائے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچوں دواوین کا متن ۷۷۔۱۹۷۶ء میں بعد از تصحیح مرتب کیا تھا۔ لاہور سے نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریباتِ امیر خسرو نے وزیر الحسن عابدی کا مرتبہ متن دیوان ''غرۃ الکمال'' ۱۹۷۵ء میں شائع کیا تھا۔ اس متن کے ساتھ تقابل و موازنہ سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مدون کیے ہوئے متن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر اس ضمن میں مزید پیش رفت بھی کی جا سکتی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے ایم فل کی سطح پر ''اقبال کے تصورِ اخلاق کا تحقیقی جائزہ ۲۰۰۲ء'' ''شبلی اور اقبال (۲۰۰۳ء)'' اور ''علامہ اقبال اور امیر خسرو کا فلسفۂ اخلاق'' کے موضوعات پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں۔ ''علامہ اقبال اور شیخ سعدی کا فلسفۂ اخلاق'' یا ''علامہ اقبال اور امیر خسرو کا نظریہ شعر و ادب'' کے موضوعات پر بھی تحقیقی مقالہ جات لکھوائے جا سکتے ہیں۔

16۔ حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون (تبصرہ)،''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، سہ ماہی بصائر، کراچی کی جلد ۷، شمارہ ۱، اشاعت جنوری ۱۹۷۰ء (صفحہ نمبر ۱ تا ۳۷) پر شائع ہوا۔ اس مضمون کے صفحہ نمبر ۱ تا ۱۲ پر انھوں نے حضرت امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی دینی خدمات کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی دینی خدمات اور مقام و مرتبے کی وجہ سے امیر کبیر، علی ثانی اور شاہ ہمدان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ خطہ کشمیر کے آپ سب سے بڑے داعی، مبلغ اور محسن ہیں، اس لیے ''حواری کشمیر'' بھی کہلاتے ہیں۔ آپ ۱۲ رجب ۷۱۴ھ کو ہمدان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید شہاب الدین اور والدہ کا نام سیدہ فاطمہ ہے۔ آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ فارسی اور عربی زبانوں، نیز مروجہ اسلامی معقول و منقول علوم میں تبحر حاصل کیا۔ آپ نے ۱۲ برس کی عمر میں سیر و سلوک کی وادی میں قدم رکھا۔ بیس سال کی عمر میں علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ ۷۳۴ھ کے لگ بھگ آپ روحانی فوائد اور تبلیغِ اسلام کی غرض سے سیر و سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ تمام اسلامی ممالک میں تین بار گئے اور بعض غیر اسلامی ممالک مثلاً روم، وغیرہ میں بھی گئے۔ آپ نے دورانِ سیاحت، اسلام کی نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ آپ کی تبلیغ سے مسیحانِ روم میں سے بھی کئی اشخاص مسلمان ہوئے۔

۷۵۳ھ کے لگ بھگ ۴۰ برس کی عمر میں آپ سیاحتوں سے لوٹ کر اپنے مولد ہمدان آئے۔ آپ نے شادی کی اور وہاں ارشادِ خلائق کا سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ ختلان جا بسے۔ اس کا موجودہ نام ''کولاب'' ہے اور یہ روس کی جمہوریہ تاجکستان کا معروف شہر ہے۔ وہاں آپ نے ایک گاؤں خرید کر وقف فی سبیل اللہ کر دیا۔ مسجد اور خانقاہ بنوائی۔ اپنے مزار کے لیے جگہ مخصوص کر لی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بعد از وفات وہیں دفن کیا گیا۔

۷۷۳ ہجری میں دو نامور اشخاص شاہ ہمدان سے بیعت ہوئے۔ ایک امیر زادہ شیخ خواجہ اسحٰق ختلانی تھے اور دوسرے شیخ نور الدین جعفر بازاری بدخشی، جنھوں نے شاہ صاحب کے احوال و مناقب کو ''خلاصۃ المناقب'' نام کی ایک گراں قدر کتاب میں جمع کیا۔ خواجہ اسحٰق ختلانی کو شاہ ہمدانی سے خرقۂ نیابت و جانشین حاصل ہوا۔ شاہ صاحب کی اکلوتی بیٹی بھی ان سے بیاہی گئی۔ خواجہ صاحب سے دو سلسلے چلے جو اب بھی کم و بیش باقی ہیں۔ پہلا نوربخشی سلسلہ ہے جو امیر سید نور بخش (م ۸۶۹ ہجری) کے توسط سے چلا ہے۔ دوسرا ذہبی سلسلہ ہے جو اُن کے دوسرے مرید اور داماد سید عبداللہ برزش آبادی مشہدی (م ۸۷۲ ہجری) کے ذریعے سے رواج پذیر ہوا اور ایران میں اب بھی متداول ہے۔

۷۷۴ ہجری میں تیمور کی مخالفت کی وجہ سے شاہ ہمدان چھ یا سات سو سادات کے ساتھ کشمیر تشریف لائے۔ شاہ ہمدان نے کشمیر کے بادشاہ شہاب الدین اور سلطان فیروز شاہ تغلق میں صلح کرا کے ان کی باہمی لڑائی ختم کرائی۔ فیروز شاہ تغلق کی تینوں بیٹیوں کو بادشاہ کشمیر کے تینوں عزیزوں (بادشاہ کے فرزند، ولی عہد قطب الدین اور میر سید حسن بہادر بن میر سید حسین سمنانی) سے بیاہ کر ان کے درمیان رشتہ اخوت کو استوار کیا۔

شاہ ہمدان کی تبلیغی مساعی کی بدولت، ان کے ہاتھ پر کم از کم ۳۷ ہزار غیر مسلم اسلام لائے۔ انھوں نے ۱۲ بار پا پیادہ

حج کیا۔ انھوں نے بدھ ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ہجری کو ''پاخلی'' کے مقام پر وفات پائی۔ مرض الموت کے عالم میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے قرآنی کلمات آپ کے وردِ زبان تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ یہ ان کے سالِ وفات کے برابر یعنی ۷۸۶ ہیں۔ ان کے ایک معاصر شاعر مولانا آنی نے کہا:

حضرت شاہ ہمدان کریم   آیۂ رحمت ز کلامِ قدیم
گفت در دمِ آخر و تاریخ شد   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ ہمدان کی وصیت کے مطابق انھیں مقررہ مقام ''کولاب'' میں ہی دفن کیا گیا۔ وہ ایک کامل عارف اور تیز بین مبلغ تھے۔ سیاحت کے دوران انھوں نے چودہ سو اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور چونتیس بزرگوں نے ان کو خرقہ ارشاد اور اجازت نامہ بھی دیا۔ انھوں نے اپنے عہد کے تمام باکمالوں (سید نعمت اللہ ولی کرمانی، سید اشرف جہانگیر سمنانی و دیگر حضرات) سے روابط حسنہ رکھے۔ ہمدان سے کشمیر تک بجز امیر تیمور تمام بادشاہ و اُمرا اُن کے معتقد تھے۔ انھوں نے بھر پور طریقے سے بادشاہ، اُمرا اور عوام الناس کی اصلاح کے لیے کام کیا۔ انھوں نے لوگوں کی سماجی، معاشی اور اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لیے بھر پور کردار ادا کیا۔ انھوں نے تصوف و عرفان، سیاست اور شرح تعلیماتِ اسلامی کے موضوعات پر کم از کم سو سے پونے دو سو تک رسالے اور کتابیں تصنیف کیں۔ راقم الحروف (ڈاکٹر محمد ریاض) کی دسترس اور مطالعے میں ۸۳ رسالے اور کتابیں آئی ہیں جن میں ۲۰ عربی اور باقی ۶۳ فارسی میں ہیں۔ فارسی میں ان کی زیادہ مشہور کتابیں ''ذخیرۃ الملوک''، ''مشارب الاذواق''، ''مراۃ التائبین''، ''رسالہ ذکریا''، ''اورادِ فتحیہ'' اور ''دہ قاعدہ'' ہیں جب کہ عربی میں ''شرح اسماء اللہ''، ''اسرار النقطہ'' اور ''خواطریہ'' ہیں۔ ان کی بعض کتابیں چھپ چکی ہیں اور دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ بعض کتابوں کی شرح بھی ہو چکی ہے۔ شاہ صاحب کی سب سے ضخیم اور معروف کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال بھی شاہ ہمدان کے معتقد تھے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' میں شاہ ہمدان کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

شاہ ہمدان شعر میں 'علی' اور 'علائی' تخلص کرتے تھے۔ انھوں نے اکتالیس غزلیں (چہل اسرار)، کوئی ۹ رباعیاں اور کچھ تعداد میں اشعار کہے ہیں۔ مختصر یہ کہ فارسی و عربی ادبیات اور تاریخ تصوف میں شاہ صاحب کا بڑا ارفع مقام ہے۔ (۵۳۴)

شاہ ہمدان کی شخصیت اور ان کی دینی، علمی اور ادبی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت، نظامِ فتوت اور شاہ ہمدان کے فتوت نامے کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں اور مضمون کے آخر (صفحہ نمبر ۱۷ تا ۳۷) پر شاہ ہمدان کے ''رسالہ فتوتیہ'' کا تصحیح شدہ فارسی متن مع ضروری حواشی و حوالہ جات کے دیا ہے مگر اس کا اردو ترجمہ نہیں دیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ فتوت نامہ، رسالہ الفتوۃ، کتاب الفتوہ یا فتوتیہ ایسی کتابوں یا رسالوں کو کہتے ہیں جن میں فتوت (جوانمردی) کے آداب و رسوم پر روشنی پڑتی ہو۔ عربی اور فارسی میں ایسی کئی کتابیں ہیں مگر سب مطبوعہ یا آسانی سے دستیاب نہیں ہیں۔

جوانمردی یا فتوت کا اسلامی ممالک میں بے حد رواج رہا ہے۔ یہ روش تصوف کے ساتھ ساتھ اور جداگانہ بھی چلتی رہی اور تصوف کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی اور مکتبِ فکر و عمل نہیں ملتا جس نے اتنا وسیع رواج پایا ہو۔ تحریکِ فتوت سے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ یورپ بھی متاثر ہوا۔ پانچویں صدی سے بارھویں صدی ہجری تک مختلف علاقوں میں نظامِ فتوت

کے تحت قائم ہونے والے زوایا، لنگر خانوں اور اجتماع گاہوں کی کیفیات ملتی ہیں۔(۵۳۵)

شاہ ہمدان کا فتوت نامہ:۔ نظام فتوت سے متعلقہ ضروری امور پر اظہار رائے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہ ہمدان کا تصحیح شدہ رسالہ فتوتیہ'' دیا ہے جسے انھوں نے ۸۶۳ ہجری تا ۱۳۰۴ ہجری کے درمیان میں دریافت ہونے والے قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب کیا تھا۔

''رسالہ فتوتیہ'' کے شروع میں شاہِ ہمدان نے حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے اور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ پر درود وسلام بھیجا ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ لفظ ''اخی'' کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ عموماً لوگ اس لفظ کے حقیقی مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے اور ''اخوت'' کے تقاضے پورے نہیں کر پاتے۔ اربابِ طریقت کے نزدیک لفظ ''اخی'' کے تین معانی ہیں اور اس لحاظ سے یہ تین قسم کے مراتب رکھتا ہے: اول عام، دوم خاص اور سوم اخص؛ اول لغوی، دوم نص حقیقی، سوم اصطلاحی معنوی۔

اول مفہوم یہ ہے کہ لغت کی رو سے اپنے والدین کی اولاد کو بہن بھائی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کو بہن بھائی کہا جائے تو ایسا صرف رسماً اور تکلفاً کہا جاتا ہے مگر حقیقی طور پر ایسا نہیں سمجھا جاتا۔

مرتبہ دوم خواص مومنین اور علمائے دین کا ہے کہ وہ علم اور نور ایمان کی بدولت تقلید ورسوم کے مرتبے سے ترقی پا جاتے ہیں اور تمام ''مومن بھائی بھائی ہیں'' کے ارشاد کے بموجب رشتۂ ایمان کی بدولت ہر ایک کو بھائی جانتے ہیں۔

مرتبہ سوم اصطلاحی ہے۔ اس مرتبے پر اربابِ قلوب اور اہلِ تحقیق فائز ہیں۔ ان کے نزدیک فتوت راہِ سلوک میں ایک مقام ہے۔ یہ فقر کا ایک حصہ اور ولایت کی ایک قسم ہے۔(۵۳۶)

اربابِ قلوب میں جو کوئی بخشش وعطا، سخاوت وعفت، امانت وشفقت، حلم وتواضع اور تقویٰ کے اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے اسے ''اخی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور وہ مقامِ فتوت پر فائز ہو جاتا ہے۔ اہلِ فتوت کے خرقہ میں شامل کلاہ (ٹوپی) اور سراویل (شلوار)، علامت ہیں مخلوق کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنے اور ان کی پردہ پوشی کرنے کی۔ فتوت اگرچہ مقاماتِ فقر میں سے ایک مقام ہے مگر یہ تمام مقامات کی اصل ہے اور تمام مقامات کا دارومدار اس پر ہے بلکہ تمام کمالاتِ انسانی کے قواعد اور بنیاد فتوت پر منحصر ہیں اور مکارمِ اخلاق کے تمام درجات اس میں شامل ہیں۔

شاہ ہمدان نہایت خوبصورت انداز سے ''فتوت'' کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''و چنانچہ در عالم ظاہر اگر چہ شخصی را فطنت واستعداد بحدی رسد کہ ہزار کتاب را بی استاد بخواند وفہم کند، اصلاً سخن او مسموع نباشد وفتویٰ وی را اعتبار نباشد تا نزد استادی بخواند کہ نسبت علم وی نقل بہ نقل بہ صحابہ ورسول ﷺ درست شدہ باشد، ہمچنیں در طریقتِ فقر وفتوت اگر کسی صد سال مجاہدہ کشد وبسعی تمام بذل مجہود کند آن را ہیچ اعتباری نبود تا آنکہ خدمت مردی کند کہ در طریقت وفتوت منتسب بود بہ رسول ﷺ وآن خلعت طریقت وفتوت کہ رسول ﷺ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بدان مخصوص گردانید واز ان حضرت نقل و بہ نقل بدان کس رسیدہ بود، بوی رساند وسلسلہ نسبت فتوت و طریقت را با حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست کند۔''(۵۳۷)

اس کے بعد، شاہ ہمدان بزرگانِ امت اور مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم سے منقول فتوت کے بارے میں گیارہ تعریفیں بیان کرنے کے بعد صفات فتوت کے چہار ارکان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''وفتوت را صفات بسیار است ولیکن مدار جمیع صفات بہ چہار رکن باز میگردد کہ آن اساس کار فتوت است وآن اینست کہ

امام اولیاء وسید اتقیاء منبع عین فتوت ومعدن جود ومروت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرمود در حقیقت ایں معنی وقال: **ارکان الفتوة اربعة العفو مع القدرة والحلم فی الحال الغضب والنصیحة مع العداوة والایثار مع الحاجة**" فرمود کہ ارکان فتوت چہار چیز است: عفو کردن با توانائی و بردباری در وقت خشم ونیک اندیشی با دشمنی وایثار کردن با جود احتیاج بموثر بہ پس ازین معنی معلوم شد کہ مجموع مراتب واوصاف فتوت بحقوق عباد راجع میشود و آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: "**لایزال اللہ تعالیٰ فی حاجة العبد مادام العبد فی حاجة اخیه المسلم** " واشارت بدیں معنی است وہم در صحاح آمدہ است کہ "**الخلق کلھم عیال اللہ واحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہٖ**' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خلق ہمہ عیالان خدایند ودوست ترین ہمہ نزد حق تعالیٰ آن کسی است کہ منفعت بہ عیالان او بیشتر رساند۔" (۵۳۸)

اس کے بعد شاہ ہمدان نے (صفحہ نمبر ۲۴ تا ۲۷ پر) اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اہل سعادت وہ ہیں جو کہ مقصدِ حیات کی تکمیل کی خاطر صدق وخلوص سے عبادت کرتے ہیں اور حسنِ اخلاق سے مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ جس میں یہ صفات پائی جائیں وہ طائفہ اربابِ فتوت سے تعلق رکھتا ہے اور اسے "اخی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس کے بعد شاہ ہمدان نے طاعاتِ قلبی، طاعاتِ بدنی اور طاعاتِ مالی میں فرق بیان فرمایا ہے۔ انھوں نے عبادات ،ان کے حقیقی تقاضوں کے مطابق ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ انھوں نے بطور مثال نماز کی ادائیگی کا طریقہ تحریر فرمایا ہے۔ اس طریقہ سے نماز ادا کرنے سے نماز مومن کی معراج بن جاتی ہے۔

اس رسالہ کے "اختتامیہ" میں شاہِ ہمدان خوبصورت اور جامع انداز سے ضابطۂ حیات کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ای عزیز اخی! باید کہ بہ مکارمِ اخلاق موصوف بود و بہ خصائل پسندیدہ آراستہ باشد: با پیران بحرمت باشد با جوانان بنصیحت، با طفلان بہ شفقت، با ضعیفان برحمت، با درویشان بہ بذل وسخاوت، با علماء بتوقیر وحشمت، با ظالمان بعداوت، با فاجران باھانت، با خلق باحسان ومروت، با حق بتضرع واستکانت' بنفس بجنگ' با خلق بصلح، با ہواء بمخالفت، با شیطان بمحاربت، بر جفائی خلق متحمل، در مقابل اعداء حلیم، در وقت مصائب صابر، در حالت رجا شاکر' بعیوب نفس خود عارف، از ذکر عیوب خلق ساکت، اندوہ ومصیبت خلق را کارہ، بتقدیرات قضائی ازلی راضی، از بدعت وہوا دور، قدم در شریعت راسخ ،نفس در طریقت ثابت، از مواضع تہمت محترز، بر علم نجات حریص' از اہل غفلت متنفر' در سفر مصاحبان را بطاعت معاون بر جماعت مواظب زبردستان را ناصح' باندک دنیا قانع، در احوال واھوال آخر متفکر، از افعال واقوال خود خائف، از فضیحت ورسوائی قیامت ترسان وبفضل وعنایت دیان امیدوار۔ (۵۳۹)

اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج کر اور حمدِ باری تعالیٰ بیان کر کے بات مکمل کر دیتے ہیں۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا زیر تبصرہ مضمون "حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ" سہ ماہی بصائر کے جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء پی ایچ ڈی کی تعلیم کے سلسلے میں تہران میں مقیم رہے تھے۔ وہاں سے واپسی کے بعد وہ نومبر ۱۹۶۹ء تا نومبر ۱۹۷۰ء تک گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی میں بطور اردو لیکچرار خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب ان کا متذکرہ بالا مقالہ شائع ہوا تو وہ کراچی میں ہی مقیم تھے۔ ان کا زیرِ تبصرہ مقالہ، پی ایچ ڈی کی تکمیل کے کچھ عرصے بعد ہی لکھا گیا تھا۔ سہ ماہی "بصائر" میں شائع ہونے والے اس مقالے

کے مندرجات ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (باشش رسالہ از وی) سے ماخوذ ہیں۔ اس میں دیا گیا ''رسالہ فتوتیہ'' ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں ''باب سوم: رسالہ فتوتیہ و مقدمہ و تعلیقات آن'' کی فصل دوم: ''سخنی در بارۂ رسالۂ فتوتیۂ میر سید علی ہمدانی'' کے ذیلی عنوان ''متن رسالۂ فتوتیہ'' کے تحت (صفحہ ۳۴۱ تا ۳۶۶ پر) موجود ہے۔ سہ ماہی ''بصائر'' میں رسالہ کے پاورقی میں اردو میں دیے گئے حواشی، پی ایچ ڈی کے مقالے کے مذکورہ متن کے پاورقی میں دیے گئے حواشی سے کچھ مختلف ہیں۔ اردو حواشی میں چند ایک اضافی توضیحات اور حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض سہ ماہی ''بصائر'' میں مطبوعہ مقالے میں لکھتے ہیں:

> ''یہ متن (متن تصحیح شدہ رسالہ فتوتیہ) دس قلمی نسخوں سے تصحیح کیا گیا ہے، البتہ اختلافی عبارات کی نشاندہی سے گریز کیا گیا ہے۔ تعارفی نوٹ اور متن کے حواشی جداگانہ تیار کیے گئے ہیں۔ اس متن کا حامل قدیم ترین نسخہ قلمی ۸۶۳ ہجری میں اور جدید تر ۱۳۰۴ ہجری میں لکھا گیا ہے۔..''(۵۴۰)

ڈاکٹر محمد ریاض پی ایچ ڈی کے مقالے میں تدوینِ متن کے وقت ملحوظِ نظر رکھے گئے نسخوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''متن این رسالہ بامقایسۂ مصنف نسخۂ خطی و عکسی و نیز از روی نسخۂ چاپ شدۂ آن تصحیح گردیدہ است ....''(۵۴۱)

مندرجہ بالا عبارت کے بعد اگلے صفحے پر ''خصوصیات نسخ'' کے عنوان کے تحت آٹھ نسخوں کے حوالہ جات دیے گئے ہیں جن میں سے چار خطی نسخے، تین عکس نسخے اور ایک چاپی (مطبوعہ) نسخہ ہے۔ ان میں سے قدیم ترین نسخہ ۸۶۳ ہجری کا اور جدید تر قلمی نسخہ ۱۳۰۴ ہجری کا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے بعد اس سے اخذ کردہ زیرِ تبصرہ مقالے میں دس قلمی نسخوں سے رسالہ فتوتیہ کے متن کی تصحیح کا ذکر کیا ہے جبکہ پی ایچ ڈی کے مقالے میں سات عکسی و قلمی نسخوں سے استفادے کا ذکر ہے۔ انھوں نے رسالے میں مطبوعہ مضمون میں نہ تو یہ وضاحت کی ہے کہ ان کا یہ مضمون پی ایچ ڈی کے مقالے سے اخذ کردہ ہے اور نہ ہی یہ وضاحت کی ہے کہ مذکورہ سات نسخوں کے علاوہ کن تین نسخوں سے استفادہ کیا گیا۔ رسالے اور پی ایچ ڈی کے مقالے میں دیے گئے ''رسالہ فتوتیہ'' کے متون میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مقالہ، زیرِ تبصرہ موضوع پر سیر حاصل بحث، گراں قدر معلومات اور تحقیقات پر مبنی ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے میں موقع محل کی مناسبت سے اشعار بھی دیے ہیں۔ دیے گئے تمام اشعار بغیر ترجمے کے ہیں اور ان کے دیے ہوئے حوالہ جات بھی نامکمل ہیں۔

مقالے میں دیے گئے حواشی کی بدولت اس کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ انھوں نے مقالے میں بعض مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کے حوالہ جات بھی دیے ہیں جن کی مدد سے مزید تحقیقات میں مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً شیخ نور الدین جعفر بازاری بدخشی نے شاہ ہمدان کے احوال و مناقب پر کتاب ''خلاصۃ المناقب'' قلمبند کی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے قلمی نسخہ جات برلن، استنبول اور آکسفورڈ کی لائبریریز میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک لائبریری میں ایک ایک نسخہ موجود ہے۔ لاہور میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف بخاری نے اس کی تصحیح کی اور اسے مدوّن کیا ہے مگر یہ ابھی تک چھپا نہیں ہے۔ (۵۴۲)

ڈاکٹر محمد ریاض شاہ ہمدان کی شاعری کے ضمن میں لکھتے ہیں:

ایران کے بعض فضلا نے غلطی سے علی یا علائی شیخ علاء الدولہ سمنانی کا تخلص جان کر بعض غزلوں کو ان کے نام سے چھاپ دیا ہے۔ حالانکہ شیخ کا تخلص عؔلا اور علاء الدولہ ہے نہ کہ علی یا علائی۔ یہ تسامح کئی کتابوں میں نظر آیا اور راقم الحروف نے اس کی تصحیح کی خاطر ایک مقالہ ایران میں چھپوا دیا ہے۔(۵۴۳)

''فتوت'' کے موضوع پر منابع کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

فتوت نامہ، رسالۃ الفتوۃ، کتاب الفتوّہ یا فتوتیہ ایسی کتابوں یا رسالوں کو کہتے ہیں جن میں فتوت (جوانمردی) کے آداب و رسوم پر روشنی پڑتی ہو۔ عربی اور فارسی میں ایسی کئی کتابیں ہیں مگر سب کی سب مطبوعہ یا آسانی سے دستیاب نہیں ہیں۔''(۵۴۴)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کے موضوع پر دس منابع کا ضروری تفصیلات اور ان کی دستیابی کے ذرائع کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فتوت کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کی ایک کتاب ''فتوت نامہ: تاریخ، آئین، آداب و رسوم تالیف، تصحیح و تحشیہ'' کے عنوان سے ۱۳۸۲ میں ایران سے شائع ہو چکی ہے۔ ان کی یہ فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔(۵۴۵)

ڈاکٹر محمد ریاض، شاہِ ہمدان کی شخصیت، فکر و فن اور ان کی دینی، علمی اور ادبی خدمات کے حوالے سے بہت عمیق اور وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ راقم الحروف کی دسترس اور مطالعے میں شاہ ہمدان کی ۸۳ کتابیں اور رسالے آئے ہیں جن میں بیس عربی اور باقی ۶۳ فارسی میں ہیں۔ شاہِ ہمدان کی کتابوں اور رسائل کے مطالعے کے علاوہ بھی شاہِ ہمدان، نظامِ فتوت اور نظامِ تصوف کے بارے میں ان کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ انھوں نے علامہ محمد اقبال، شاہِ ہمدان، اسلام اور مسلمان اور نظامِ فتوّت کے موضوعات پر مدام العمر کام کیا۔(۵۴۶)

ڈاکٹر محمد ریاض، اس مقالے میں لکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان ۱۲ رجب ۷۱۴ھ کو ہمدان میں پیدا ہوئے۔ ابجد کی رو سے آپ کی تاریخِ ولادت کلمہ ''رحمۃ اللہ علیہ'' سے نکلتی ہے۔(۵۴۷)

ابجد کی رو سے کلمہ ''رحمۃ اللہ'' کے اعداد ۷۱۴ نہیں بلکہ ۷۲۰ ہیں۔ اگر کلمہ ''رحمۃ اللہ'' میں سے لفظ ''رحمۃ'' کے بجائے ''رحمت'' قیاس کر لیا جائے اور لفظ ''اللہ'' کے دوسرے الف (ا+ل+ل+ا+ہ) کے اعداد شمار نہ کیے جائیں تو کل اعداد ۷۱۴ بنتے ہیں۔ اس لیے شاہ ہمدان کی تاریخ ولادت کلمہ ''رحمۃ اللہ'' سے نہیں بلکہ ''رحمت اللہ'' سے نکلتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ر	ح	م	ت	ہ	ا	ل	ل	ا	ہ
۲۰۰	۸	۴۰	۴۰۰	۵	۱	۳۰	۳۰	۱	۵

۶۵۳ + ۶۷

۷۲۰

تحقیق طلب امور:۔ ''شاہ ہمدان کی تصانیف کے اردو تراجم'' کے موضوع پر ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کرائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح مقتدرہ اداروں اور فارسی و اردو زبان و ادب کے ماہرین کو چاہیے کہ ان کی جن تصانیف کا اردو میں ترجمہ نہیں ہوا، اس کا اہتمام کریں۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے۔ ''رسالہ فتوتیہ'' کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے کیونکہ اس کا تصحیح شدہ متن مع تحشیہ موجود ہے اور رسالہ بھی اتنا ضخیم نہیں ہے۔

17۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب

اس مضمون (تبصرہ) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک مخطوطے کے ترجمے کا تعارف کرانے اور اس پر تبصرہ کرنے کے بعد ان کے دریافت ہونے والے مکاتیب کے مندرجات کا تعارف کرایا ہے۔اس مضمون کے پہلے حصے میں ڈاکٹر محمد ریاض، سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے انیس رسالوں سے جمع کیے گئے اقتباسات پر مشتمل ایک کتابچے ''اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تبصرہ کر کے یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ کتابچہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پر نہیں بلکہ ان کے انیس رسالوں کے اقتباسات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ اسے مرتب یا کاتب نے غلطی سے ''مکتوبات'' کا نام دے دیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ جون ۱۹۷۰ء میں فاضل کشمیریات، محمد عبداللہ قریشی نے انھیں بڑی تقطیع کے ۵۷ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان ''اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' عنایت فرمایا۔ یہ کتابچہ ملک فضل الدین ککے زئی نے تقسیمِ ملک سے قبل لاہور سے شائع کیا تھا۔اس کتابچے کے آغاز میں دیے گئے عنوانات درج ذیل ہیں:

اقسامِ مخلوق، موجودات، طلب علم، تجدید و تفرید، باعفّت و بے ریا عشق و محبت، اوصافِ روح، نزولِ بلا، وصول الی الحق، تصفیہ باطن، بلا و محنت، شریعت و طریقت، فضل و کرم، عیوب و بلّیاتِ دنیا، معرفت صفاتِ قلب، توجہ و انابت، ملاقات، بندگی اور احکامِ خداوندی سے تمسّک وغیرہ۔

شاہ صاحب کے جن رسائل سے یہ اقتباسات لیے گئے ہیں وہ رسالے ابھی تک شائع نہیں ہُوئے اور مخطوطات و عکسیات کی صورت میں ملتے ہیں۔اس لیے ان مندرجات کے سیاق وسباق سے آگاہ ہونے کے لیے بہت زیادہ محنت و کوشش اور تحقیق کی ضرورت ہے۔اندریں حالات اس کتابچے پر اتنا ہی تبصرہ کافی ہے۔

اس مضمون کے دوسرے حصے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کے دریافت اور دستِ یاب ہونے والے مکاتیب کا تعارف کرایا اور ان کے مندرجات پر تبصرہ کیا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اب تک شاہ ہمدان کے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی میں) راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں جن کی مختصر صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ وادیٔ جموں و کشمیر کے مقتدر بادشاہ قطب الدین شاہمیری (۷۷۵۔۷۹۶ ہجری) کے نام ایک خط۔

۲۔ بدخشاں اور بلخ کے حاکم سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان کے نام دو خط

۳۔ پاغلی کے حکام غیاث الدین اور علاؤ الدین کے نام بالترتیب تین اور ایک خط

۴۔ کونار کے حاکم سلطان طغان خان کے نام تین خط۔

۵۔ مولانا نورالدین جعفر رستاق بازاری بدخشی (م ۷۹۷ھ) کے نام چار خط۔

۶۔ مولانا محمد خوارزمی کے نام ایک خط

۷۔ میرزادہ میر (ان کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں) کے نام ایک خط۔باقی سات خطوط کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔

اس اجمالی کیفیت کی اب کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں۔ (۵۴۸)

مکتوب نمبر ا پر تبصرہ:۔ سلطان قطب الدین، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں آپ تقریباً ساڑھے چار سال تک کشمیر میں رہے۔ سلطان کے نام اپنے اس مکتوب میں آپ نے سلطان کو نیکی کا حکم دیا ہے اور برائی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''اس سلطان کی خاطر، خدائے تعالیٰ اس کی اصلاحِ احوال فرمائے، ہماری مخلصانہ دعائیں مخصوص ہیں۔ خدا انھیں قبول فرمائے.... میرے عزیز، اگر دینداری وہ ہے جس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہ عمل پیرا تھے اور آدابِ اسلامی وہی تھے جن پر قرونِ اولیٰ کے بزرگ کاربند تھے تو ہم اور ہمارے اعمال کیا ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ یہ احساس رکھیں کہ ہمارے دعویٰ ایمان سے مجوسیوں کو بھی شرم آرہی ہے اور یہودی وغیرہ بھی ہماری دینداری کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے... خوب سن لو کہ روزِ قیامت ہر کسی سے اس کے فرائض منصبی کے بارے میں سخت باز پرس ہوگی۔ عبادات اس پر مستزاد ہیں۔ اگر عوام سے نماز روزہ وغیرہ کے بارے میں محاسبہ ہوگا تو سلطان سے ان سب کے ساتھ عدل و انصاف برتنے کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔ اپنے فرائض کو خدا ترسی کے ساتھ انجام دیتے رہو.... میرے عزیز! بدکاری اور حرام خوری سے مجتنب رہ اور خدا کی مخلوق کی حاجت روائی میں مصروف رہ۔'' (۵۴۹)

مکتوب نمبر ۲ اور ۳ پر تبصرہ:۔ سلطان محمد بہرام شاہ بلخ و بدخشاں، سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا مخلص مرید تھا۔ اس کے نام کے دونوں مکتوبات ناصحانہ ہیں۔

مکتوبات نمبر ۴ تا ۱۰ پر تبصرہ:۔ علاقہ پکھلی کے حکام کے ساتھ شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی مرشدانہ روابط رہے ہیں۔ یہ علاقہ موصوف کی تبلیغی سرگرمیوں کا بڑا مرکز رہا اور اسے ''کافرستان'' سے ''نورستان'' بنانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس علاقے کے اشرار اور علمائے سوء کے ہاتھوں ان پر غیر معمولی مصائب بھی گزرے ہیں۔ سلطان غیاث الدین اور ایک دوسرے مخطوطے کی رو سے سلطان طغان خان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

> ''میرے عزیز، ان شقی لوگوں کی بداطواری اور غنڈہ گردی کے پیش نظر میں چاہتا تھا کہ کچھ عرصہ کی خاطر میں یہاں سے دوسرے مقامات کی طرف چلا جاؤں مگر تو نے یہاں تبلیغی کام جاری رکھنے کا اصرار کیا اور امر ربی بھی یہی تھا کہ ''اللہ کا امر غالب ہے'' (سورہ یوسف ۲۱)۔ میرے کام کے آغاز پذیر ہونے کی خاطر تیری حکومت کے عمال نے منادی بھی کرادی تھی۔ میں نے اللہ اور رسول کی رضا کے حصول کی خاطر اور تیرے عہدِ حکومت کی نیک نامی کے لیے تبلیغی کام شروع کر دیا۔ اور آج جاہل فتنہ پردازوں کے ایک گروہ نے، جن کی حرکات کا مجھے علم ہے، نہایت ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا اور بے حیائی و فتنہ پردازی پر اتر آئے۔ اگر تیری یا تیری حکومت کے عمال کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی نہ ہوتی، تو وہ ایسی جرأت کیسے کر لیتے؟ میرے عزیز، کیا تیری آرزو ہے کہ اس علاقے کے اشرار میرے ساتھ وہی حشر کریں جو یزید نے حضرت حسینؓ کے ساتھ کیا تھا؟ اگر ایسا ہوا تو ہم دادا کی سنت پر عمل کر کے دکھا دیں گے۔ ہم ان سب مشکلات و مصائب کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ تم اور تمھارے عمالِ سلطنت، مملکت میں امن و امان قائم رکھنے میں ناکام دکھائی دے رہے ہیں۔
>
> .... اس بندۂ ضعیف نے رب العزت کے ساتھ پیمانِ وفاداری استوار کر رکھا ہے کہ اگر آسمان سے آگ بلکہ شمشیر برآں کی بارش ہونے لگے تو بھی میں جب تک دم میں دم ہے حق کہوں گا اور دنیوی مصالح کی خاطر دین فروشی نہیں کروں گا....''

ایک دوسرے خط میں وہ سلطان غیاث الدین کو عدل وانصاف پر عامل رہنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ایک مکتوب میں سلطان طغان خان کو لکھا ہے:

''منصف مزاج حاکم کو چاہیے کہ وہ حکمرانی کی ذمہ داریوں اور غوائل سے غافل نہ ہو۔وہ اس نعمت خداداد کے صحیح استعمال سے اپنا زادِ راہ بنائیں۔حاکمِ وقت کی بڑی ذمہ داری عدل واحسان سے کما حقہ کام لینا ہے۔''

ایک مکتوب میں سلطان علاؤالدین کو لکھتے ہیں:

''سلطان کی ذمہ داری از روئے قرآن مجید، اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امور ہیں۔تجھے چاہیے کہ بندگانِ خدا کی دادرسی کو معمولی کام نہ جانے اور تمام معاملات میں سلاطین، انبیاء اور خلفائے راشدینؓ کی سیر کرام کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے رکھے۔'' (۵۵۰)

دیگر مکتوبات پر تبصرہ:۔ڈاکٹر محمد ریاض شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے باقی ماندہ خطوط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان کے باقی ماندہ خطوط جن میں ایک عربی خط بھی ہے ان کے مریدوں اور ارادت مندوں کے نام ہیں۔ایک خط میں نورالدین جعفر بدخشی صاحب ''خلاصۃ المناقب'' کو صحت کی بحالی کی خاطر چند دوائیں تجویز کی ہیں۔ایک دوسرے خط میں بدخشی کے ایک خواب کی تعبیر لکھتے ہیں کہ اُس کا اپنے آپ کو بحالتِ پرواز دیکھنا، اُس کی روحانی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک دوسرے خط میں وہ کسی مرید کو اس کے کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر تلقینِ صبر فرماتے ہیں۔مذکورہ عربی خط میں عرفانی مطالب کا ذکر ہے اور عربی نیز فارسی اشعار سے استشہاد فرمایا ہے۔(۵۵۱)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، ان کی دینی خدمات اور تصانیف کے بارے میں گراں قدر معلومات پر مشتمل ہے۔قریباً پانچ صفحات (صفحہ نمبر ۵ تا ۹) پر مشتمل اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کے انیس رسالوں کے منتخبہ اقتباسات کے اردو ترجمے پر مشتمل کتابچہ ''اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' کا مختصر اور جامع تعارف کرایا ہے اور اس پر واجبی سا تبصرہ تحریر کیا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے شاہ ہمدان کے دست یاب ہونے والے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی) کے مندرجات کے حوالے سے ان کی شخصیت اور دینی خدمات پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون سے کچھ تحقیق طلب امور کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔

۱۔ اس مضمون میں زیرِ تبصرہ کتابچے ''اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' دریافت کر کے اسے ضروری توضیحات کے ساتھ طبع کرانا چاہیے۔

۲۔ ماہنامہ ''الحق'' پشاور کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے ''عقبات'' کا ترجمہ شائع ہوا تھا جو ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا تھا۔شاہِ ہمدان کے دیگر رسائل کے ترجمے کے ساتھ یہ ترجمہ بھی چھپوانا چاہیے۔(۵۵۲)

18۔ بیدل

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ابوالمعانی مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی ثم دہلوی کی شخصیت اور فکر و فن پر لکھی گئی خواجہ عباداللہ اختر کی کتاب ''بیدل'' پر تبصرہ تحریر کیا ہے۔ تین صد چورانوے (۳۹۴) صفحات پر مشتمل اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہُوا تھا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض، کتاب ''بیدل'' کے مندرجات پیشِ نظر رکھتے ہُوئے، مرزا عبدالقادر بیدل کی شخصیت اور فکر و فن کا تعارف کراتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ بیدل (۱۰۵۴۔۱۱۳۳ھ / ۱۶۴۲۔۱۷۲۰ء) کمیت اور کیفیت، دونوں اعتبار سے قابلِ توجہ شاعر ہیں۔ انھوں نے لاکھ سے زیادہ شعر کہے۔ ان اشعار میں اکثر اصناف سخن موجود ہیں۔ ان کے تمام کلام کو چار جلدوں پر مبنی مکمل کلیات کی شکل میں ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء کے دوران افغانستان میں شائع کیا گیا۔ ان ہی سالوں میں ایران میں اس کی آفسٹ صورت میں تجدیدِ طبع ہُوئی۔ کلیات کے علاوہ بیدل کی تصانیف میں تین نثری مجموعے: رسالہ چہار عنصر، رسالہ رقعات اور رسالہ نکات شامل ہیں۔ مرزا بیدل کے کلام میں پائی جانے والی تراکیب کی ندرت و جدت اور ان کے اعلیٰ افکار کے پیشِ نظر مرزا اسداللہ غالب نے انھیں ''بحرِ بیکراں'' اور ''محیطِ بے ساحل'' اور علامہ اقبال مرحوم نے ''مرشدِ کامل'' قرار دیا ہے۔ اس کی نظیر متقدمین میں چند ہستیاں ہیں۔ متاخرین میں اس کا مثل بمشکل پیدا ہوگا۔

مرزا عبدالقادر بیدل کا ترکوں کے قبیلہ برلاس سے تعلق تھا۔ بیدل پانچ برس کے تھے کہ ان کے والد مرزا عبدالخالق وفات پا گئے۔ اس کے ڈیڑھ سال بعد ان کی والدہ بھی رحلت کر گئیں۔ انھوں نے اپنے چچا مرزا قلندر کی کفالت میں تعلیم و تربیت پائی اور سپہ گری سیکھی۔ انھوں نے پندرہ برس کی عمر میں شہزادہ شجاع بن شاہ جہاں کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ جب اقتدار کی جنگ میں اورنگ زیب کو فتح حاصل ہُوئی تو مرزا بیدل اڑیسہ میں اپنے خالو مرزا ظریف کے پاس آ گئے۔ ۱۰۷۵ھ میں مرزا ظریف کا انتقال ہوگیا تو وہ دہلی آ گئے۔ یہاں وہ اورنگزیب کے وزیرِ اعظم عمدۃ الملک جعفر خان کے بیٹے کامگار خان کی سرپرستی میں آ گئے۔ ۱۰۹۰ھ میں اورنگزیب نے کامگار خان کو دکن بلا لیا تو بادشاہ کا ایک معتمد عاقل خان رازی ان کا سرپرست بنا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد بیدل تیرہ برس زندہ رہے۔ بیدل ایک سیر چشم اور قناعت پسند شخص تھے۔ انھوں نے کسی امیر یا بادشاہ کی مدح کم ہی کی، البتہ وہ امرا کی محفل میں شعر پڑھتے رہے اور اخلاقی موضوعات پر تقاریر بھی کرتے رہے۔ بیدل نے تمام زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی مگر علم کی جو دولت انھیں میسر تھی امراء اس کے لیے ان کے محتاج تھے۔ خداداد مقبولیت نے انھیں پاکستان، ایران، افغانستان اور ہندوستان میں زندہ و تابندہ رکھا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں:

اے مردہ دل، آرایش مرقد چہ تمناست نام تو ہمہ بہ کہ لب گور نہ گیرد (۵۵۳)

ڈاکٹر محمد ریاض، کتاب ''بیدل'' کے مندرجات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مصنف کتاب ''بیدل'' نے اس کتاب میں مرزا عبدالقادر بیدل کے حالات بیان کرنے کے بعد ان کے دیوان اور نثری مجموعوں، چہار عنصر، رقعات اور نکات کے مندرجات کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے مختلف موضوعات پر مرزا بیدل کو دادِ تحقیق دی ہے۔ ان عنوانات میں سے بعض حسبِ

ذیل ہیں: امروز و فردا، تجدد امثال، سیرِ دل، خودی، زنار، رسم و عادات، اخلاقیات۔

کتاب کا آخری عنوان ''مقام بیدل'' ہے۔ مصنف نے عام قارئین کی سہولت کے لیے بیدل کے اشعار کا ترجمہ دیا ہے یا ان کا مفہوم اردو میں پیش کیا ہے۔ مصنف کا مطالعہ قابلِ رشک ہے۔ انھوں نے بیدل فہمی کی خاطر عربی، فارسی اور اردو کے کئی شعراء کے اشعار نقل کیے اور فلاسفر اور متفکرین کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔ مصنف شاعر بھی تھے اور انھوں نے کتاب کا اختتام بیدؔل کے ایک شعر کی توضیح میں اس طرح کیا ہے۔

بلبل بنالہ حرف چمن را مفسر است یا رب زبان نگہتِ گل ترجمان کیست

''نالہ بلبل'' اور ''گل'' دونوں پریشان ہیں۔ ''حرفِ چمن'' کی شرح تو نالہ بلبل ہے مگر بوئے گل کس کی ترجمانی کر رہی ہے اور حسن و عشق کس کی نمائندگی کر رہے ہیں؟

شیرازہ گل تھا بکھرا ہوا، بے ربط عبارت نکہت تھی
یہ مصرع بہار ہستی کا موزوں نہ تھا، افشا ہو نہ سکا
کوشش تو بہت کی غالب نے اور اختر نے بھی ریختہ میں
انداز وہ شعرِ بیدل کا ابیات میں پیدا ہو نہ سکا
(۵۵۴)

اپنے مضمون (تبصرہ) کے آخر میں، ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب میں پائی جانے والی اغلاط پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور اس میں اشاریہ مرتب کر کے شامل کرنے کی ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار: اس مضمون میں مرزا عبدالقادر (۱۰۵۴۔۱۱۳۳ھ/ ۱۶۴۲۔۱۷۲۰ء) کی شخصیت اور فکر و فن کا تاریخی پس منظر میں جائزہ لیتے ہوُئے کچھ تاریخی واقعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان تاریخی واقعات کے حوالے سے دیے گئے سنین میں سے کچھ مندرجات درست نہیں ہیں۔ اورنگزیب کے بارے میں کتب تاریخ میں درج ہے کہ وہ ۱۰۲۸ھ میں پیدا ہوُا۔ اپنے باپ شاہجہاں کو نظر بند کر کے چالیس کی عمر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء) میں تخت نشین ہوُا۔ بڑے رعب اور دبدبے کے ساتھ پچاس سال بمطابق (ہجری تقدیم) حکومت کی اور نوّے برس عمر پا کر ذوالقعدہ ۱۱۱۸ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۷ء) میں، دکن میں فوت ہوُا۔ (۵۵۵)

زیرِ تبصرہ مضمون میں شاہجہان کی معزولی اور اورنگزیب کی تخت نشینی کا سال ۱۰۴۹ھ/ ۱۸۵۸ء درج ہے یعنی یہاں ۱۰۶۸ھ کے بجائے ۱۰۴۹ھ اور ۱۶۵۸ء کے بجائے ۱۸۵۸ء لکھا ہوُا ہے جو کہ ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اسی صفحہ پر ۱۰۷۵ھ کے بجائے ۱۰۷۵ء لکھا ہوُا ہے۔ اورنگزیب عالمگیر کا دورِ حکومت ۱۰۶۸ھ۔ ۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸ء۔ ۲۱ فروری ۱۷۰۷ء کے عرصے پر مشتمل تھا۔ اس لیے یہاں ۱۰۷۵ء کے بجائے ۱۰۷۵ھ آنا چاہیے تھا۔

اس تبصرے میں فارسی متن (اشعار و نثر) کے اردو ترجمہ کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''.....اس کتاب (بیدل) کی عام قارئین کے نقطۂ نظر سے خوبی یہ ہے کہ مصنف نے بیدل کے اشعار کا یا ترجمہ دیا ہے یا ان کا مفہوم اردو میں پیش کر دیا گیا ہے اور اس طرح مضامین اور معانی کی غرابت محسوس نہیں ہوتی.....'' (۵۵۶)

کتاب میں پائی جانے والی اغلاط اور ''اشاریہ'' کی عدم موجودگی پر تشویش اور افسوس کا اظہار کرتے ہوُئے

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''..... زیرِ تبصرہ علمی کتاب میں جہاں اغلاط افسوس ناک حد تک ہیں وہاں اشاریہ بھی نہیں ملتا۔ حال آنکہ ایسی کتاب کا اشخاص، کتب وجرائد اور موضوعات وغیرہ کے حوالے سے اشاریہ مرتب کرنا کتاب کی مقبولیت میں چند گنا اضافہ کرنے کے مترادف ہے..... ''(۵۵۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا ارشادات عین درست ہیں۔ مگر افسوس کے جن مجلّات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے اپنے مقالات ومضامین شائع ہُوئے ہیں ان کے مدیران' کمپوزرز اور پروف خوان حضرات کی کاہلی ،غفلت، لاپرواہی اور خود ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے ان کی تصانیف، تالیفات، تراجم اور مقالات ومضامین میں سے اکثر میں یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ ترجمہ اور حوالہ جات کا تسلی بخش التزام نہیں۔ اکثر فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ چند ایک فارسی اشعار کے ساتھ کہیں کہیں ترجمہ نظر آتا ہے۔ کہیں ترجمے کے بجائے صرف مفہوم نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرہ سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ عباداللہ اختر کی تصنیف ''بیدل''، مرزا عبدالقادر بیدل کے ایک لاکھ سے زیادہ اشعار، اور ان کی نثری تخلیقات چہار عنصر، رسالہ رقعات اور رسالہ نکات کی نگارشات کے حاصل کلام پر مبنی نہایت گراں قدر تخلیق ہے۔ اس تصنیف کا مطالعہ نہ کرنا، علمی وادبی ذوق رکھنے والے افراد کے نزدیک کفرانِ نعمت کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے۔

19۔ مکتوبات ومواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا جلال الدین محمد رومی (م ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء) کی ۱۹۳۷ء میں منصۂ شہود پر آنے والی دو تصانیف ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مجالسِ سبعہ رومی'' پر تبصرہ کیا ہے۔ (۵۵۸)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مقالہ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ، خٹک کی جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۷ میں اپریل ۱۹۷۹ء کو شائع ہوا تھا۔ آٹھ صفحات (صفحہ نمبر ۵۰ تا ۵۷) اور "W:4.75xH:8.5 پرنٹنگ ایریا کے صفحے پر مشتمل اس مقالے میں انھوں نے تحقیقی وتنقیدی اسلوب اختیار کرتے ہُوئے واضح، آسان اور مدلل انداز سے مولانا جلال الدین محمد رومی کی قریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل دو تصانیف، مکتوباتِ رومی'' اور ''مجالس سبعہ رومی'' کے مندرجات کا تعارف کرایا اور ان پر تبصرہ کیا ہے جو کہ کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ انھوں نے ان تصانیف سے فارسی متن پر مشتمل کچھ اقتباسات (صفحہ نمبر ۵۱، ۵۴، ۵۵) نقل کیے ہیں مگر ساتھ اردو ترجمہ اور ان کے مکمل حوالہ جات نہیں دیے۔ اسی طرح ایک جگہ (صفحہ نمبر ۵۵ پر) اردو ترجمہ دیا ہے مگر فارسی متن تحریر نہیں کیا۔ مقالے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فارسی اشعار (صفحہ نمبر ۵۳ پر) اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فارسی شعر (صفحہ نمبر ۵۵ پر) بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں۔

اس مقالے میں دی گئی آیات کے ساتھ ہی حوالہ جات اور تراجم بھی دیے گئے ہیں مگر اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ حوالہ جات زیرِ تبصرہ کتب میں سے ہیں یا انھوں نے خود دیے ہیں۔ اسی طرح آیات کے تراجم کے بارے میں بھی صراحت نہیں ملتی کہ ان کا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود کیا ہے یا قرآن حکیم کے کسی ترجمے سے یہ نقل کیا ہے۔

ان تصانیف میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جن فارسی شعرا کے اشعار دیے ہیں، ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کے نام مع سنین وفات (ہجری وعیسوی) تحریر کیے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف فارسی شعرا کے کلام سے اچھی طرح واقف تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان تصانیف کا تاریخی وسماجی پس منظر بھی پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اس امر کا بھی اجمالاً ذکر کیا ہے کہ مثنوی اور دیوانِ رومی میں جو فکری وسعت، گہرائی اور تاثیر پائی جاتی ہے وہ فیہ مافیہ، مکتوبات اور مجالس میں نظر نہیں آتی۔ فیہ مافیہ، مکتوبات اور مجالس میں جذبۂ عشق کے بجائے عقل وخرد کا غلبہ نظر آتا ہے۔ یہ تینوں تصانیف رومی کے دور تعقل ونفاست سے زیادہ مربوط ہیں۔ ان میں شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے اثرِ محبت کے بعد کا ہیجانِ عشق زیادہ نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مکتوباتِ میں منقول کئی آیات، حوالہ جات، عربی متن اور ترجمے کے ساتھ دی ہیں اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے منفرد اندازِ تفسیر کی وضاحت کے لیے چار مثالیں دی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ بھی دیگر صوفیا کی طرح اکثر اخبار و روایات کو احادیثِ رسول ﷺ قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ'' سے کوئی مثال نہیں دی۔ انھیں چاہیے تھا کہ وہ اپنی رائے کی تائید میں کوئی مثال پیش کر کے بنیادی اسلامی مصادر کے حوالے سے اپنا موقف واضح کرتے۔ اس ضمن میں انھیں محققین کی اُن آرا اور تحقیقات کا بھی ذکر کرنا چاہیے تھا جن کے مطابق صوفیا کی تصانیف کے عربی وفارسی

سے اردو میں کیے گئے تراجم میں تصوف مخالف طبقات سے تعلق رکھنے والے مترجمین نے کئی غلط عبارتیں شامل کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' میں جعل و الحاق اور سرقہ کے ضمن میں اپنے ذاتی تجربات کا ذکر فرمایا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تحفۂ اثناعشریہ'' میں اس ضمن میں تحقیقات پر مبنی گراں قدر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ''پروفیسر یوسف سلیم چشتی'' نے بھی اپنی تصنیف ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات آمیزش'' میں ان امور کا مستند حوالہ جات سے ذکر کیا ہے۔(۵۵۹)

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ذکر کیا ہے کہ رومی کی تمام تصانیف ''مشترک موضوعات'' کے ساتھ مربوط، مشترک اور متوارد ہیں۔ اس اہم نقطۂ نظر پر انھوں نے بحث آئندہ کے لیے ملتوی کر دی حال آنکہ اس ضمن میں چند ایک سطریں تحریر کر کے تحقیق کے نئے در وا کر دینے چاہییں تھے۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے صرف تین حوالے دیے ہیں جبکہ زیرِ تبصرہ کتب سے متعلقہ وضاحت طلب امور کے پیشِ نظر ''حوالہ جات وحواشی'' کی کافی گنجائش نظر آتی ہے۔

بحیثیت مجموعی، رومی کی تصانیف ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مواعظ مولانا رومی'' پر ان کا یہ مقالہ نہایت اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے۔

تحقیق کے لیے نئے موضوعات:۔ اس مقالے کے مندرجات ومباحث سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف، ملفوظات، مکتوبات اور مجالس کے مشترک موضوعات کے حوالے سے ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جائے۔ اس کے علاوہ ''صوفیا کی تصانیف میں تحریفات'' کے حوالے سے بھی ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق ہونی چاہیے کیونکہ یہ موضوع علمی، ادبی، ثقافتی، مذہبی اور تاریخی لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔

20۔ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

تین صفحات (صفحہ نمبر ۳۲۵ تا ۳۲۷) پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات کی اشاعت بہار ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا۔اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور سے شائع ہونے والی کتاب ''ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)'' کا تعارف کرایا اور اس کے متن پر تبصرہ کیا ہے۔تین صد چونسٹھ (۳۶۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب، فارسی متن پر مشتمل ملفوظاتِ رومی کی کتاب ''فیہ مافیہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔مترجم کا نام عبدالرشید تبسم ہے۔۔اپنے اس تبصرے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۴۔۶۷۲ھ) کی تصانیف کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔اس کے بعد انھوں نے کتاب ''ملفوظاتِ رومی'' کے مندرجات پر تنقیدی و تحقیقی تبصرہ تحریر کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض ''تصانیفِ رومی'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رومی کی مشہور زمانہ تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ چھ دفاتر یا جلدوں پر مشتمل مثنوی۔مثنوی کا ڈاکٹر آر۔اے نکلسن (۱۹۴۴ء) کا مرتبہ (قریباً ۲۸ ہزار ابیات پر مشتمل) متن دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۲۔ دیوان مرتبہ از پروفیسر بدیع الزماں فروزانفر (۱۹۷۰ء) جو دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۳۔ مکتوباتِ رومی (۱۴۱ فارسی اور ۴ عربی خطوط)

۴۔ مواعظ مولانا رومی (سات یا نو خطبات)

۵۔ فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی کا فارسی متن)

کتاب ''مکتوباتِ رومی اور مواعظ مولانا رومی'' ۱۹۳۶/۳۷ء میں ترکی میں شائع ہوئی اور دوسری بار ایران میں (مکاتیب ۱۹۵۶ء میں اور مجالس ۱۹۴۰ء) میں شائع ہوئیں۔ان دونوں کتابوں کا ۵۰۰ صفحات پر مشتمل اردو ترجمہ اس راقم (ڈاکٹر محمد ریاض) نے ۱۹۸۸ء میں ''مکتوبات و مواعظِ رومی'' کے عنوان سے اقبال اکادمی پاکستان سے شائع کروایا۔

''ملفوظاتِ رومی'' کے مترجم لکھتے ہیں کہ رومی کی صرف ایک ہی نثری کتاب ہے اور وہ ہے ''فیہ مافیہ'' (ملفوظاتِ رومی)۔استاد فروزانفر نے رومی کے حالات و آثار پر مبنی اپنی کتاب (طبع اول ۱۹۳۷ء اور طبع دوم ۱۹۵۴ء) نیز استاد سعید نفیسی (۱۹۶۶ء) نے اپنی کئی تحریروں میں رومی کے مکتوبات اور ان کی مجالس کا خاطر خواہ ذکر کر دیا تھا،مگر ''فیہ مافیہ'' کے مترجم کو ان تحریروں کی خبر نہ ہوئی اور وہ رومی کی ایک ہی نثری کتاب (یعنی ملفوظ) کی موجودگی پر مُصر رہے۔(۵۶۰)

مترجم نے ملفوظات کے مجہول یا مشکل المعانی ہونے کی جو شکایت کی ہے (صفحہ ۱۲ سطر ۳ تا ۶) وہ بظاہر رومی سے ان کی عدم مزاولت اور ناموانست کا مظہر ہے۔تاہم ترجمہ خاصا معیاری ہے۔بالکل آغاز سے مختصر نمونہ دیکھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب تمم بالخیر قال النبی علیہ السلام شر العلماء من زار الامراء وخیر الامراء من زار العلماء نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر

خلقان صورت این سخن را گرفتہ اند کہ نشاید کہ عالم بزیارت امیر آید تا از شرور عالمان نباشد معنیش این نیست کہ پنداشتہ اند بلکہ معنیش این است کہ شر عالمان آنکس باشد کہ او مدد از امرا گیرد وصلاح و مدد او بواسطہ امرا باشد واز ترس....

علماء میں سے بدترین عالم وہ ہے جو امراء کی ملاقات کو جائے اور امراء میں سے بہترین امیر وہ ہے جو عالم کی زیارت کو جائے۔ بہتر ہے وہ امیر جو فقیر کے دروازے پر ہو اور بدتر ہے وہ فقیر جو امیر کے دروازے پر ہو۔

لوگوں نے اس ارشادِ نبوی ﷺ کا یہ مطلب لیا ہے کہ عالم کو کسی امیر کی زیارت کے لیے نہیں جانا چاہیے تاکہ اس کا شمار بدترین علماء میں نہ ہو۔ اصل مطلب وہ نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عالموں میں سے بدترین عالم وہ ہے جو امراء سے مدد لے۔ جس کی بہتری اور استحکام امراء کے توسط سے ہو اور جو ان کے ڈر سے اچھے کام کرے۔(۵۶۱)

مترجم نے متن کی مناسبت سے گفتارِ رومی کے مختلف عنوانات رکھے ہیں۔ کتاب کے صفحات ۱۳ تا ۱۶ پر یہ عنوانات دیے گئے ہیں۔ بطورِ نمونہ چند ایک عنوانات اور ان کے مشمولات ملاحظہ فرمائیں۔

عنوان ''خودی کی اہمیت'' (صفحہ ۳۸ تا ۴۴) کے تحت عظمتِ آدم کا بیان ہے۔ رومی کہتے ہیں کہ انسان کو جو امانت سونپی گئی اور جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خلیفہ بنایا وہ اس کا نفس وخودی ہے۔

عنوان ''عشق اور جدوجہد'' (صفحہ ۴۷ تا ۴۹) کے تحت رومی کا تصورِ عشق بیان ہوا ہے۔ رومی کہتے ہیں کہ عشق جس چیز کا بھی ہو، وہ عمل اور جدوجہد کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ عشق بے جدوجہد ایک آرزوئے نایافت ہی رہتا ہے۔ عشق حقیقی کا تقاضا فنا نہیں، عمل ہے۔

ایک عنوان ہے: اجابتِ دعا خلوص پر منحصر ہے (صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)۔ رومی فرماتے ہیں کہ خلوص پر مبنی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو شخص دشمن درونی (نفس) پر غالب نہ آجائے، اس کی دعا کیا پوری ہوگی۔

ایک دوسری گفتار کا عنوان، ''اعلیٰ منصب کی پھانسی'' ہے (صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۱)۔ رومی فرماتے ہیں کہ حکام رعب و دبدبے کی خاطر دوسروں کو تختہ دار پر چڑھا دیتے ہیں۔ ایسے حکام کا انجام نمرود وفرعون کی طرح بہت عبرتناک ہوتا ہے۔(۵۶۲)

فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی) کے مختلف موضوعات کا تعارف کرانے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''فیہ مافیہ'' (ملفوظات) کے مطالب دیگر چہارگانہ کتب رومی کے ساتھ اشتراکِ معانی رکھتے ہیں۔ ملفوظاتِ رومی کو رومی کی دیگر چار کتب کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ پانچوں کتب آخر ایک ہی شخص کی تحریر یا گفتار ہیں۔

مترجم نے گفتارِ رومی کی توضیح میں ان کے اور دیگر شعراء جیسے سنائی اور عطار کے اشعار نقل کیے ہیں۔ انھوں نے عربی عبارات واشعار کا اردو ترجمہ دے دیا مگر فارسی اشعار متن میں ہوں کہ حواشی میں، انھیں بے ترجمہ ہی چھوڑ دیا گیا ہے جس سے ترجمہ کی افادیت بہت کم ہوگئی ہے۔ اگر اس کتاب کا اشاریہ بھی بن جائے تو یہ کتاب مفید تر ہوسکتی ہے۔

حاصل کلام:۔ حاصل کلام یہ کہ ''ملفوظاتِ رومی'' ایک علمی کتاب ہے۔ فکرِ رومی سے اعتنا کرنے والوں اور علوم اسلامیہ سے وابستہ افراد کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہے اور عام تعلیم یافتہ افراد کے لیے اس کے اکثر مطالب لائق توجہ ہوں گے۔ امید ہے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور اس کی اشاعت جاری رکھے گا۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں مولانا رومی کا نام مکمل اور درست نہیں لکھا گیا۔ اس میں لکھا گیا نام ''مولانا جلیل الدین محمد (رحمۃ اللہ علیہ)'' ہے جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض کے ایک اور مضمون ''مکتوبات ومواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ'' کے مطابق مولانا رومی کا درست مکمل نام، ''مولانا جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔(۵۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون ''مکتوبات ومواعظ مولانا رومی'' میں لکھتے ہیں:

''..... ''مجالس سبعہ'' کا عنوان مواعظ کے سات ہونے کا حالی ہے۔ مگر مشہور رومی شناس پروفیسر بدیع الزماں فروزانفر مرحوم نے رومی کے حالات وافکار کے بارے میں اپنی تحقیقی کتاب میں مجلسِ اول کی تفکیک کی اور اسے چار مواعظ یا مجالس کا مجموعہ بتایا ہے۔ اس طرح مواعظ دس قرار پاسکتے ہیں۔''(۵۶۴)

زیرِ تبصرہ مضمون، ''ملفوظاتِ رومی'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے کہ مجالس کی تعداد سات یا نو ہے۔(۵۶۵) ان کی اولین تحقیق کے مطابق ان مواعظ یا مجالس کی تعداد سات یا دس ہے نہ کہ سات یا نو۔

ڈاکٹر محمد ریاض، زیرِ تبصرہ مضمون میں لکھتے ہیں:

''.... ''ملفوظاتِ رومی'' کے مترجم (عبدالرشید تبسم) نے عربی عبارات واشعار کا اردو ترجمہ دے دیا مگر فارسی اشعار متن میں ہوں کہ حواشی میں، انھیں بے ترجمہ ہی چھوڑ دیا گیا ہے۔ راقم کے خیال میں اب فارسی کے اشعار بھی بے ترجمہ نقل کر دینے سے چند افراد کو ہی فائدہ مل سکتا ہے....''(۵۶۶)

اسی طرح وہ زیرِ تبصرہ کتاب میں اشاریہ کی عدم موجوگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''..... کوئی دوسرے صاحب علم اس کے متن پر اگر ایک ناقدانہ نظر ڈالیں اور اس کا اشاریہ بھی بن جائے، تو یہ کتاب مفید تر ہوسکتی ہے۔''(۵۶۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کی زیادہ تر تصانیف، تالیفات اور تراجم میں فارسی متن کے حوالہ جات اور ان کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اسی طرح ان کی کتب میں ''اشاریہ'' کا التزام بھی نظر نہیں آتا۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی انھوں نے بغیر حوالے کے دو اشعار دیے ہیں۔ ان میں سے ایک فارسی شعر ہے جس کا انھوں نے ترجمہ نہیں دیا۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا کتاب ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرہ جامع اور عام فہم ہے اور یہ قیمتی آرا پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ پی ایچ ڈی اقبالیات یا اردو کی سطح پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، دیوان اور دیگر تین نثری تصانیف (ملفوظات)، مکاتیب اور مواعظ (مجالس وخطبات) کے مشترک موضوعات پر مبنی اشاریہ مرتب کرایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ''مشترک موضوعاتِ رومی'' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جاسکتا ہے۔

21۔سید جمال الدین افغانی، حیات و افکار

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہد حسین رزاقی کی کتاب ''سید جمال الدین افغانی، حیات و افکار'' پر تبصرہ کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۷ء) کے قریباً اٹھاون برس کے مجاہدانہ عرصۂ حیات کو تین ادوار میں تقسیم کر کے مناسب ذیلی عنوانات سے ان کے سوانح حیات بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا دور ۱۸۳۸ء تا ۱۸۶۸ء، دوسرا دور ۱۸۶۹ء تا ۱۸۸۲ء، تیسرا دور ۱۸۸۳ء تا ۱۸۹۷ء۔ مصنف نے جملہ منابع و مآخذ کو مدنظر رکھتے ہوئے، اچھے طریقے سے ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کتاب کے ''تعارف'' میں مصنف نے سید جمال الدین افغانی کے بارے میں علامہ اقبال کی تحریر کا معنی خیر اقتباس نقل کیا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

> ''مولانا جمال الدین افغانی کی شخصیت ہی کچھ اور ہے۔ قدرت کے طریقے بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ مذہبی فکر و عمل کے لحاظ سے ہمارے زمانے کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ مسلمان افغانستان میں پیدا ہوتا ہے۔ جمال الدین افغانی دنیائے اسلام کی تمام زبانوں سے واقف تھے۔ ان کی فصاحت و بلاغت میں سحر آفریں ودیعت تھی۔ ان کی بے چین روح ایک اسلامی ملک سے دوسرے اسلامی ملک کو سفر کرتی رہی اور اس نے ایران، مصر اور ترکی کے ممتاز ترین افراد کو متاثر کیا۔ ہمارے زمانے کے بعض جلیل القدر علما، جیسے مفتی محمد عبدہٗ اور نئی پود کے بعض افراد جو آگے چل کر سیاسی قائد بن گئے، جیسے مصر کے سعد زاغلول پاشا وغیرہ، ان ہی کے شاگردوں میں سے تھے۔ انھوں نے لکھا کم اور کہا بہت اور اس طریقے سے ان تمام لوگوں کو جنھیں ان کا قرب حاصل ہوا چھوٹے چھوٹے جمال الدین بنا دیا۔ ہمارے زمانے کے کسی شخص نے روحِ اسلام میں اس قدر تڑپ نہیں پیدا کی جس قدر کہ انھوں نے پیدا کی تھی۔''

علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' کے فلک عطارد میں سید جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا کو ان کے قریبی روابط کے پیشِ نظر ایک ساتھ دکھایا اور انھیں مولانائے روم کی زبانی اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا:

گفت ''مشرق زیں دو کس بہتر نزاد　　ناخن شاں عقدہ ہائے ما کشاد
سید السادات مولانا جمال　　زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار آں حلیمِ درد مند　　فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند (۵۶۸)

مندرجہ بالا اقتباسات میں علامہ افغانی کی حیات و افکار کے بارے میں تمام ضروری اشارے آ گئے ہیں۔ سید جمال الدین افغانی کی اصل و مولد افغانستان میں تھا۔ وہ زبان شناسی کے لحاظ سے غیر معمولی شخص تھے۔ وہ فارسی، پشتو، عربی، اردو، انگریزی، روسی، جرمن، فرانسیسی اور ترکی زبانیں بخوبی جانتے تھے۔ وہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ شخص اور سحر آفرین مقرر اور ناطق تھے۔ انھوں نے افغانستان، برصغیر، ایران، ترکی، عراق، مصر، جرمنی، فرانس، انگلستان اور روس کے ممالک کے متعدد سفر کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان تمام ممالک میں کثیر تعداد میں لوگ ان کی تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ ان کے کئی شاگرد بلند مرتبہ و مقام پر پہنچے۔

شاہد حسین رزاقی نے زیرِ تبصرہ کتاب میں کئی اہم کتابوں مثلاً ''مضامینِ جمال الدین افغانی''، ''مقالاتِ جمال

الدین افغانی''، ''آثارِ جمال الدین افغانی'' کے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ انھوں نے محمد طباطبائی کی فارسی کتاب ''سہم سید جمال الدین اسد آبادی در بیداریٔ مشرق'' سے جو کہ ایک عمدہ کتاب ہے، سے استفادہ نہیں کیا۔ شاید ان کو یہ کتاب نہ ملی ہو۔

مصنف (شاہد حسین رزاقی) نے اپنی کتاب میں سید جمال الدین افغانی کے اہم ترین کارنامے یعنی عالمِ اسلام کے اتحاد کے لیے ان کی مساعی کو بڑی خوبی سے واضح کیا ہے۔ مگر افغانی کے نامور شاگردوں اور ان کی تصانیف و مقالات کا ذکر مجملاً کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں دو اڑھائی صفحات پر مشتمل اردو، عربی اور فارسی کی ان کتب و مجلّات کی فہرست دی گئی ہے جن سے مصنف نے استفادہ کیا ہے۔ اگر ''اشاریہ'' دے دیا جاتا تو اس کتاب کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔

مجموعی اعتبار سے یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والے تمام اردو، انگریزی، عربی اور فارسی کتب سے زیادہ جامع نظر آتی ہے۔ (۵۶۹)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ زیرِ تبصرہ کتاب، مقالے اور مضمون کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ، اس کتاب یا مقالے سے متعلقہ گراں قدر اضافی معلومات بھی فراہم کر دیتے ہیں اور اہلِ فکر و فن و ادب کے لیے معلومات کے حصول کے لیے اور تحقیق کے لیے نئے ذرائع کی نشاندہی بھی کر دیتے ہیں۔ اس سے متعلقہ موضوع پر ان کی بالادستی اور بنیادی مصادر و مآخذ تک ان کی رسائی ثابت ہوتی ہے۔ ان کی یہ تجاویز، آرا اور فراہم کردہ معلومات زیرِ تبصرہ موضوع یا مضمون میں ترقی و اصلاح اور بہتری کے لیے بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہوتی ہیں۔ مثلاً اس مضمون میں وہ زیرِ تبصرہ کتاب ''سید جمال الدین افغانی، حیات و افکار'' کی قریباً دو اڑھائی صفحات پر مشتمل اردو، عربی اور فارسی کی ''کتابیات'' کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر کتب و مجلّات ان کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ شاہد حسین رزاقی نے ایک مصنفہ ''ہما پاک دامن'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے بھی سید جمال الدین کو ایرانی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے مصنفہ یا اس کی کتاب کا اپنی کتاب میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''میں وضاحت کے طور پر عرض کر دوں کہ ڈاکٹر ہما پاک دامن تہران یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کی پروفیسر ہیں اور انھوں نے سید جمال الدین افغانی کے بارے میں فرانسیسی زبان میں تحقیقی مقالہ لکھ کر فرانس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا مقالہ ۱۹۶۹ میں فرانس میں شائع ہوا تھا۔'' (۵۷۰)

ڈاکٹر محمد ریاض، زیرِ تبصرہ کتاب ''سید جمال الدین افغانی، حیات و افکار'' کی کتابیات کے حوالے سے اردو کی اہم کتب کا حوالہ دینے کے بعد، اس موضوع پر لکھی ہوئی فارسی کی ایک اہم کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''کچھ عرصہ قبل سید جمال الدین افغانی کے بارے میں اردو میں بعض اہم کتابیں شائع ہوئی تھیں، مثلاً ''مضامینِ جمال الدین افغانی'' یا ''مقالاتِ جمال الدین افغانی'' کے عنوان سے علامہ موصوف کی تحریروں کے تراجم، یا قاضی عبدالغفار کی کتاب ''آثارِ جمال الدین افغانی'' جسے ۱۹۴۰ میں انجمن ترقی اردو نے شائع کیا تھا۔ رزاقی صاحب نے ان کتابوں کے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ فارسی میں سید جمال الدین افغانی کے بارے میں سید محیط طباطبائی کی کتاب ''سہم سید جمال الدین اسد آبادی در بیداریٔ مشرق'' عمدہ کتابوں میں سے ہے مگر رزاقی صاحب کو شاید یہ کتاب نہیں ملی ہے۔'' (۵۷۱)

ڈاکٹر محمد ریاض، سید جمال الدین افغانی کی تصانیف اور ان کی تحریروں کے منابع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سید جمال الدین افغانی کی فارسی تصانیف بظاہر دو ہیں جو عربی میں بھی ترجمہ ہوگئی ہیں: ''تاریخِ افغانستان'' اور ''حقیقتِ مذہب نیچریان''۔ ان کے عربی اور فارسی مقالات اور کئی مقالات اور کئی مکاتیب بھی دستیاب ہیں۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے پروفیسر نکی۔ آر۔ کیڈی نے اپنے انگریزی کتاب میں بعض نو دریافتہ چیزیں شامل کی ہیں۔ ابرج افشار اور اصغر مہدور کے مرتبہ اسناد و مدارک مطبوعہ تہران میں سید جمال الدین افغانی کے فارسی اشعار کے نمونے بھی درج ملتے ہیں۔''(۵۷۲)

ڈاکٹر محمد ریاض سید جمال الدین افغانی کی تصانیف اور ان کی تحریروں کے منابع کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ شاہد حسین رزاقی نے افغانی کی تصانیف اور مقالات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ موضوع کے بارے میں کافی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ ان معلومات کے پیشِ نظر انھوں نے زیرِ تبصرہ کتاب کے اچھے پہلوؤں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اسے بہتر بنانے کے لیے مختلف تجاویز بھی دی ہیں۔ ان کے تمام تبصراتی مضامین میں یہی صورتِ حال نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کی مذکورہ بالا خصوصیات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انھیں نسلِ نو کے لیے محفوظ کیا جائے اور ان تبصرات کی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد انھیں شائع کیا جائے۔ متعلقہ اشاعتی اداروں، مصنفین اور مؤلفین کو بھی چاہیے کہ ان کی آرا کی روشنی میں آئندہ کی اشاعتیں بہتر بنائیں۔

حوالہ جات وحواشی

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم

01۔اقبال اور ابنِ حلاج

۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)،ص ٦

۲۔ ایضاً،ص ۸

۳۔ ایضاً،ص ۹ تا ۱۲

۴۔ ایضاً،ص ۹

۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' آفاقِ اقبال ''، (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)،ص ۱۸۵ تا ۲۱٦

٦۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، باراول، مارچ ۱۹۸۵ء)،ص ۲۷

۷۔ ایضاً،ص ۹ تا ۱۱

محمد ریاض، ڈاکٹر، '' آفاقِ اقبال ''،ص ٦

۸۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد، بار اول، ۲۰۰۸ء)،ص ۳۷

۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''،ص ۱۳

۱۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''،ص ۲۷

۱۱۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی،ص ۹۴

12. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Translated By: Aisha Abd ur Rehman, Page#1

۱۳۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین،ص ۳۷

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''،ص ۱۴

۱۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''،ص ۲۷

۱٦۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین،ص ۹۴

17. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#2

۱۸۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین،ص ۳۹

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''،ص ۲۱

۲۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''،ص ۳۷

۲۱۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین،ص ۹۹

22. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#3

۲۳۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص ۴۷ تا ۴۸

۲۴۔ ایضاً ص ۷۵

۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص ۳۴ تا ۳۵

۲۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، ص ۷۵ تا ۷۶

۲۷۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص ۱۱۸

28. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#4

۲۹۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص ۶۲

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص ۶۱

۳۱۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، ص ۷۶

۳۲۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص ۱۴ تا ۱۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، رموزِ بے خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۰۱، ۱۵۶

02۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!

۳۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۷۹۹/۳، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید، (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، بار اول، ۱۹۸۲ء)، ص ۲

۳۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! ص ۳ تا ۷

یوسف سلیم چشتی، شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۴۹ تا ۱۵۱

حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۲۰۰۴ء)، ص ۳

۳۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! ص ۹

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۶ تا ۱۷

۳۸۔ ایضاً، ص ۵۲ تا ۵۴

۳۹۔ سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (مقالہ ایم فل)، ص ۹۸ تا ۹۹

محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع ''مسافر'' کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' مقالہ: ایم فل، نگران: ڈاکٹر پروفیسر محمد ریاض، (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)، ۱۷۰ تا ۱۷۴

۴۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۱۶/۲۰

۴۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی '' پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' (سلیس اردو ترجمہ)، جلد دوم، مترجم: میاں

عبدالرشید، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، باراول،۱۹۹۲ء)،ص ۱۶۰۹/ ۳۷

۴۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید،ص ۲۸

۴۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۸۳۹/ ۴۳

۴۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' (سلیس اردو ترجمہ)، جلد دوم، مترجم: میاں عبدالرشید،ص ۱۶۵۵/ ۸۳

۴۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید،ص ۴۷

03۔ علامہ اقبال اسلامی فکر کے عظیم معمار

۴۶۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی (لاہور: فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۹۴ء)،ص ۹ تا ۲۵

۴۷۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (راولپنڈی: رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، باراول، اپریل ۱۹۸۲ء)،ص ۹

چونکہ زیرِ تبصرہ ترجمہ تقریر کے مفہوم پر مبنی ہے، اس لیے اس میں فہرست عنوانات نہیں دی گئی۔ راقم الحروف نے تقریر میں بیان کردہ مختلف امور کی بآسانی تفہیم کے لیے ذیلی عنوانات پر مشتمل فہرست مرتب کر کے اس تبصرے کے آغاز پر دی ہے۔ ان عنوانات سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر علی شریعتی نے دین اسلام کی روشنی میں اور فکرِ اقبال کے تناظر میں عصرِ حاضر کے مسائل پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ انھوں نے مغربی تہذیب کے تباہ کن اثرات، عورتوں کی اخلاقی پستی اور علامہ اقبال کے مصالحانہ افکار کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن) (سری نگر: اقبال انسٹیٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی،۱۹۸۲ء)،ص ۲۹

www.shariatihome.com

۴۹۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،۱۱

۵۰۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی،ص ۲۷

۵۱۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن)،ص ۹۸

۵۲۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،۴۰

۵۳۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی،ص ۶۳

۵۴۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن) ص ۱۷

۵۵۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،۶۴

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۵۱۷/ ۱۲۵

04۔ اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی

۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی''، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار

اول، ۱۹۷۷ء)، ص iv

۵۷۔ ایضاً، ص، ج تا د؛ ix تا xiii

زیر تبصرہ کتاب میں فہرست موضوعات نہیں دی گئی۔ راقم الحروف نے اس تحقیقی جائزے میں فہرست خود مرتب کر کے دی ہے تا کہ کتاب کے متن کی نوعیت اور متن کی ترتیب سمجھنے میں آسانی رہے۔

۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء، ۸۹ تا ۹۰

۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی''، ص ۳۵

۶۰۔ ایضاً، ص ۳۷ تا ۳۸

۶۱۔ ایضاً، ص ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۱۹

۶۲۔ ایضاً، ص ۹۷ تا ۱۰۰

۶۳۔ ایضاً، ص ۱۳۴

05۔ افکارِ اقبال

۶۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، بار اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۵ تا ۶

محمد سعید اللہ صدیق نے ''عرضِ ناشر'' میں اور ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تعارف'' میں لکھا ہے کہ کتاب ''افکارِ اقبال'' ۱۶ انگریزی مقالوں کا اُردو ترجمہ ہے۔ درحقیقت، یہ کتاب ۱۲/ انگریزی مقالوں کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس کے مقالہ نمبر ۱۳ کا عنوان ''اقبال کے نمونہ ہائے تراجم'' ہے اور یہ کسی تحریر کا ترجمہ نہیں بلکہ اس مقالے میں علامہ اقبال کے کیے گئے کچھ منظوم تراجم کی مثالیں دے کر ان کے اسلوبِ ترجمہ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۶۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''فلسفۂ عجم''، مترجم: میر حسن الدین (جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۴۲ تا ۱۵۸ (حیدر آباد دکن: نفیس اکیڈمی، بار چہارم، دسمبر ۱۹۴۶ء)، ص ۱۹۶ تا ۲۲۲

66. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and edited by Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 6th Edition, 2015), Page# 93 to 94

۶۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۲

۶۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۱۳ تا ۱۱۴

۶۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۴

Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page#18

۷۰۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت اقبال شناس''، ص ۶۳

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۵۳

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۱۷

Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #97

71. ....Ditto.................., Page#101

۷۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۳۱

۷۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۲۰

74. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #117

۷۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۵۲

۷۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۳۷

۷۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (فیصل آباد: جاوید پبلشرز، بار اول، جولائی ۱۹۸۹) ص ۱۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۵۷

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر ۱۹۹۴ء)، ص ۷

Muhammad Iqbal, Allama,"Speeches,Writings & Statements of Iqbal", Page#118

۷۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ''، ص ۸

79. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #118

۸۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۱۱

۸۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۱۶

۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ''، مشمولہ: ''افکارِ اقبال''، ص ۵۸

۸۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مسلم فرقہ.....ایک عمرانی مطالعہ''، مشمولہ: 'علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۳۹

84. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #129

۸۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۲۲

۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ، ایک عمرانی مطالعہ''، ص ۳۵

۸۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ''، ص ۶۸

۸۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مسلم فرقہ.....ایک عمرانی مطالعہ''، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹

89. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of

Iqbal", Page #154

۹۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۲

۹۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۷۹

92. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #161

۹۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۷

۹۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۸۵

95. Muhammad Iqbal, Allama,"Stray Reflections", Edited by: Dr Javed Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012), Page#147

۹۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۸

۹۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مطالعۂ بیدل، فکرِ برگساں کی روشنی میں''، ترتیب و ترجمہ: ڈاکٹر تحسین فراقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، ۱۹۹۵ء)، ص ۱۹ تا ۲۰

۹۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۹۱

۹۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مطالعۂ بیدل، فکرِ برگساں کی روشنی میں''، ص ۲۸ تا ۲۹

۱۰۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۰

۱۰۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۰

۱۰۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بارسوم، ۲۰۱۰ء)، ۴۷۶

۱۰۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۵

104. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #16

۱۰۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۱

۱۰۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۸۷

107. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #180

۱۰۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۴

۱۰۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۰۶

110. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #180-181

۱۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۵

۱۱۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۰۷

113. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of

Iqbal", Page #191-192

۱۱۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۵۷

۱۱۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۱۸

۱۱۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۷۰

۱۱۷۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۱۱۸۔ ایضاً، ص ۱۸۴ تا ۱۸۶

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۶

۱۱۹۔ سبط حسن رضوی، سید، ڈاکٹر، مجلّہ سہ ماہی ''دانش'' (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، خانہ ۲۵، کوچہ ۲۷، ایف ۲۱۶) ص ۱۵۸

۱۲۰۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس'' (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء) ص ۳۳

''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۶۹، شمارہ ۵ (کراچی: ادارہ قومی زبان، مئی ۱۹۹۷ء) ص ۶۰ تا ۶۳

۱۲۱۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۶۷

۱۲۲۔ ہارون الرشید تبسم، پروفیسر ڈاکٹر، ''خورشیدِ اقبال'' (جہلم: جہلم بک کارنر، باراول،)، ص ۸۷۷

06۔ شہپرِ جبریل

۱۲۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: گلوب پبلشرز، باراول، ۱۹۸۵ء) ص ۴

۱۲۴۔ ایضاً، ص ۵ تا ۷

سلیم اللہ شاہ، Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء) ص ۴ تا ۷

سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء) ص ۳۹

۱۲۵۔ ایضاً، ص ۷

۱۲۶۔ ایضاً، ص ۷ تا ۸

۱۲۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی مترجمہ کتاب کے باب اول (مشتمل بر صفحات نمبر ۱۳ تا ۱۱۳) میں درج ذیل صفحات پر توضیحی، تنقیدی، تحقیقی اور اختلافی حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں لفظ ''مترجم'' لکھ کر، ان کی حیثیت متعین کی ہے:

۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ تا ۳۳، ۳۸، ۴۲ تا ۴۳، ۵۳ تا ۵۷، ۵۹ تا ۶۱، ۶۶، ۶۷، ۷۰ تا ۷۲، ۷۷ تا ۸۰، ۸۳، ۸۶ تا ۸۷، ۸۹،

۹۱،۹۲،۹۸،۱۰۲،۱۰۸،۱۱۳،۱۱۳=۳۷ صفحات

اصل کتاب کے ہر باب کے شروع تا آخر حواشی کے نمبر ۱،۲،۳،۴.... کی مسلسل صعودی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ باب نمبر ۱ میں ۱۳۴ حواشی دیے گئے ہیں۔ ترجمے میں ہر صفحے پر حواشی، نمبر ۱ سے شروع کر کے دیے گئے۔

۱۲۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باردوم، ۱۹۸۹ء)، ص viii

۱۲۹۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ)، ص ۱۲

۱۳۰۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 10

۱۳۱۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، 241-D، جرنلسٹس کالونی، باراول، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۰

۱۳۲۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 85

۱۳۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۱۳

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۸۹

۱۳۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم فارسی، مشمولہ: کلیات اقبال فارسی، ص ۹/۵۹/۹۴۱

حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، ۲۰۱۰ء)، ص ۵۴

۱۳۵۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ)، ص ۱۱۳

۱۳۶۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 201

۱۳۷۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴۶

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۲۰

۱۳۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 312

۱۳۹۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۳۸۲

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۳۸

۱۴۰۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 312

۱۴۱۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 227

۱۴۲۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۷۸

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۴۸

۱۴۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، رموزِ بےخودی، مشمولہ: کلیات اقبال فارسی، ص ۱۰۱

۱۴۴۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 370 تا 371

۱۴۵۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴۵۰

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۸۹ تا ۳۹۰

۱۴۶۔ مزید دیکھیں:

Gabriel's Wing	شہپرِ جبریل	غور طلب امور
صفحات نمبرز	صفحات نمبرز	
2	۱۵	کچھ مواد حذف کیا گیا ہے۔
4	۱۶	
6	۱۹	
7	۲۱	نامکمل ترجمہ
10، 11	۲۴	حوالہ نمبر ۱۷ اور ۱۸ کا ترجمہ نہیں دیا گیا
12	۲۷	ترجمہ نامکمل ہے۔ حوالے میں ''مترجم'' کا ذکر کیا گیا ہے جس سے معلوم
		ہوتا ہے کہ یہ حاشیہ انھوں نے خود لکھا ہے۔ حالانکہ یہ حاشیہ اصل کتاب سے ہے۔
225	۲۷۵ تا ۲۷۶	اصل کتاب میں حواشی قدرے مفصل ہیں ترجمے میں حواشی مختصر کر کے دیے گئے ہیں۔
375	۴۵۵	ترجمہ متن سے کچھ مختلف ہے۔
386 تا 387	۴۶۸ تا ۴۶۹	

۱۴۷۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، ۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)، ص ۳۳ تا ۳۵

۱۴۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد ۶۳، شمارہ ۱۔۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء)، ص ۲۵۱ تا ۲۵۲

07۔ یادداشتہای پراگندہ

۱۴۹۔ افتخار احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر، مقدمہ، مشمولہ: شذراتِ فکرِ اقبال، علامہ محمد اقبال، مرتب: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار دوم مئی ۱۹۸۳ء)، ص ۱۹ تا ۲۷

۱۵۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، افکارِ اقبال، مترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، بارِ اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۸۱ تا ۹۰

یادداشتہای پراگندہ، مترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی، بار اول، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۰۶

۱۵۱۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، یادداشت مترجم، مشمولہ: یادداشتہای پرگندہ، ص ۲

152.Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Stray Reflections", Edited by: Dr.Javaid Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012 A.D), Page # 66

۱۵۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور:

مجلس ترقی ادب، باردوم، مئی ۱۹۸۳ء)، ص ۱۱۷

۱۵۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، یادداشتہای پرگندہ، ص ۵۶ تا ۵۷

۱۵۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، ص ۳۸

156. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Stray Reflections", Page # 140

۱۵۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، ص ۱۶۹

۱۵۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، یادداشتہای پرگندہ، ص ۸۹

۱۵۹۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال (لاہور: حرا پبلشرز، بارِدوم، مارچ ۱۹۹۳ء)، ص ۳۹ تا ۴۱

۱۶۰۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر)، ص ۸، ۱۲۰ تا ۱۲۸

08۔ تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات

۱۶۱۔ فخر الدین حجازی کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''نقشِ پیامبران در تمدن انسان'' کا پہلا اڈیشن ۱۳۴۹ ھ ش / ۱۹۷۰ء میں، دوسرا اڈیشن ۱۳۵۲ ھ ش / ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ اس کا نیا (تیسرا) اڈیشن ۱۳۷۸ ھ ش میں مؤسسہ انتشارات بعثت، خیابان انقلاب، تہران نے شائع کیا ہے۔

سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۱۵

۱۶۲۔ فخر الدین حجازی، ''تمدن انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، باردوم، ۲۰۰۶ء)، ص ۷

۱۶۳۔ ایضاً، ص ۹۸

۱۶۴۔ ایضاً، ص ۹۹

۱۶۵۔ زیرِ جائزہ، مترجمہ کتاب کے صرف چودہ صفحات (صفحات نمبر ۱۰، ۱۴، ۱۵، ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۵۰، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۷۰، ۲۱۵ اور ۲۱۶) پر حواشی دیے گئے ہیں۔

۱۶۶۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص ۷۰

۱۶۷۔ ایضاً، ص ۱۳۴، مترجمہ کتاب کے صفحات ۴۹، ۵۰ تا ۵۲، ۵۵ تا ۵۷، ۶۰ تا ۶۴، ۶۸ تا ۷۱، ۷۴ تا ۱۱۰ پر اور بعد کے چند ایک صفحات پر بہت سی آیات قرآنی کے حوالہ جات اور ترجمہ دیا گیا ہے۔ آیاتِ قرآنی کے ترجمے کے ساتھ دیے گئے حوالہ جات یکساں طرز پر نہیں دیے گئے۔ اس بات کا بھی حوالہ نہیں دیا گیا کہ آیات کا ترجمہ مترجم نے خود کیا ہے یا قرآن حکیم کے کسی ترجمے سے استفادہ کیا ہے۔

۱۶۸۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۶۹۔ سورہ انعام، آیت نمبر۱۴[۶:۱۴]؛ دیے گئے حوالے میں بڑی قوسین میں سورہ نمبر دائیں طرف اور آیت نمبر بائیں طرف دیا گیا ہے۔

۱۷۰۔ سورہ مؤمنون، آیت نمبر۵۲[۲۳:۵۲]

۱۷۱۔ سورہ بقرہ، آیت۲۱۳[۲:۲۱۳]

۱۷۲۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۸۹،۱۱۲

۱۷۳۔ ایضاً، ص۴۴

۱۷۴۔ ایضاً، ص۵۰

۱۷۵۔ ایضاً، ص۴۳

۱۷۶۔ ایضاً، ص۸۶

۱۷۷۔ ایضاً، ص۹۱

۱۷۸۔ ایضاً، ص۱۰۲

۱۷۹۔ ایضاً، ص۱۴؛ اس کے علاوہ مشکل الفاظ کے استعمال، مبہم جملوں اور متنی اغلاط کے لیے دیکھیں: صفحہ نمبر۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۴۹، ۵۰، ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۶۶، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۷۸، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۵، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۹، ۱۳۶، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۹، ۲۰۳، ۲۰۵

۱۸۰۔ ایضاً، ص۸۳

۱۸۱۔ ایضاً، ص۷

۱۸۲۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب) (تہران: مؤسسہ انتشارات بعثت، بار سوم، بعثت ۱۳۷۸ش)، عنوان

۱۸۳۔ ایضاً، مقدمہ کتاب

۱۸۴۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۹

۱۸۵۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص۱۱

۱۸۶۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص۱۱

۱۸۷۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص معنی تمدن

۱۸۸۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص۵۹

۱۸۹۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص شناخت دین

۱۹۰۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص۸۵

۱۹۱۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲

(اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر) ص ۱۲۰ تا ۱۲۸

09۔ مکتوبات وخطباتِ رومی

۱۹۲۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، ۱۹۸۸ء) ص ہ تا و

۱۹۳۔ ایضاً، ص ۲ تا ۶

https://rekhta.org/ebooks/مکتوبات وخطباتِ رومی

محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات ومواعظ رومی، مشمولہ: ماہنامہ ''الحق''، مدیر: سمیع الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، (صوبہ سرحد: دارالعلوم حنفیہ، اکوڑہ، خٹک اپریل ۱۹۷۹ء) ص ۵۰ تا ۵۷

ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء) ص ۳۲۵

۱۹۴۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۶۵ تا ۶۶

۱۹۵۔ ایضاً، ص ۴۰۹ تا ۴۱۰

۱۹۶۔ ایضاً، ص ۲۱۶ تا ۲۱۷

۱۹۷۔ ایضاً، ص ۴۳۲ تا ۴۳۳

۱۹۸۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، (استنبول؛ حق تکثیر، ثبات ۱۳۵۶)

ketabnak.com/book/71414/مکتوب_مولانا_جلال_الدین#versions

۱۹۹۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۰

۲۰۰۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، ص ۱۴۶

۲۰۱۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶

۲۰۲۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مجالس سبعہ، ص ۵۴

ketabnak.com/book/6266/مجالس_سبعہ

۲۰۳۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۳۸۰

10۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی

۲۰۴۔ حسین شاہ ھمدانی، ڈاکٹر سید، ''شاہ ھمدان، میر سید علی ھمدانی''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض خان (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، بار اول، ۱۳۷۴ش، ۱۹۹۵م)، فہرست مندرجات

۲۰۵۔ ایضاً، الف

۲۰۶۔ ایضاً، ص ۳

۲۰۷۔ ایضاً، ص ۹

۲۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت میر سید علی ھمدانی شاہ ھمدان'' (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۸۸ء)، ص ۴۱

اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

۲۰۹۔ محمد علی، سید داعی الاسلام، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،
مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول ۱۹۸۳ء)، ۱۶۸ تا ۱۶۹
مشمولہ: قومی زبان، جلد ۵۲، شمارہ ۱۰ (کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، نومبر ۱۹۸۲ء)، ص ۹

۲۱۰۔ محمد علی، سید داعی الاسلام، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۱۷۰

۲۱۱۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۲۱۲۔ غلام حسین یوسفی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال: شاعرِ حیات، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''صحیفہ''، جلد ۹۲، شمارہ ۱۹۰ (لاہور: مجلس ترقی ادب، نومبر ۱۹۷۷ء)، ص ۹۱ تا ۱۱۳

۲۱۳۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۲۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۲۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱۰

۲۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۲۱۷۔ محمد محیط طباطبائی، ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ایران میں اقبال شناسی کی روایت، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول ۱۹۸۳ء)، ص ۱۲۲

۲۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۲۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۲۲۰۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۲۲۱۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۲۲۲۔ ایضاً، ص ۱۲۵ تا ۱۲۶
اقتباس میں دیے گئے چاروں اشعار میں سے دوسرا شعر زبورِ عجم سے ہے۔ دیگر تین اشعار پیامِ مشرق سے ہیں۔
محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۷۸/۳۴۸
محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۳/۴۰۵
محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۶/۳۳۳
محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۵۶/۳۲۶

۲۲۳۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۲۲۴۔ غلام رضا سعیدی، سید، ''شخصیت اقبال کے چند پہلو''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: دوماہی ''اسلامی تعلیم'' جلد ۶، شمارہ ۲ (لاہور: فرینڈز کالونی، ملتان روڈ، مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء)، ص ۵۱

غلام رضا سعیدی، سید، ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصر خمسہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: مجلّہ ماہِ نو، جلد ۳۵، شمارہ ۴، (لاہور: مطبوعاتِ پاکستان، اپریل ۱۹۸۲ء)، ص ۱۸

۲۲۵۔ غلام رضا سعیدی، سید، ''شخصیت اقبال کے چند پہلو''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۵۹ تا ۶۰

غلام رضا سعیدی، سید، ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصر خمسہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۱

۲۲۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۷۷/۷

۲۲۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، مرتبہ: محمد اکرام چغتائی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان و اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، ۲۰۰۱ء)، ص ۶۷۱

۲۲۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۸۱/۱۱

۲۲۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، ص ۶۷۵

۲۳۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۸۳/۱۳

۲۳۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، ص ۶۷۷

۲۳۲۔ فخر الدین حجازی، ''اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب کا مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، مترجم ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۳، شمارہ ۴، (لاہور: بزم اقبال، اکتوبر ۱۹۷۶ء)، ص ۱ تا ۴۸

فخر الدین حجازی، ''مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (مجموعۂ مضامین)، مصنف و مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، ۱۹۹۵ء، ص ۶۹ تا ۱۲۲

۲۳۳۔ فخر الدین حجازی، ''مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۸۰

۲۳۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۵۱۰/۱۱۸

۲۳۵۔ فخر الدین حجازی، ''مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، ص ۸۳

۲۳۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۷۱۱/۱۲۳

۲۳۷۔ فخر الدین حجازی، ''مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، ص ۸۴

۲۳۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرارِ خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۲۳

۲۳۹۔ فخر الدین حجازی، ''مقدمہ۔ سرودِ اقبال''، ص ۸۸

۲۴۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۶۶۹/۸۱

۲۴۱۔ عبدالحسین امینی تبریزی ملقب ''صاحب الغدیر''، ''اقبال۔ قرآن اور اہلِ بیت''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: مجلّہ ''فجر'' (راولپنڈی: ارگان خانہ ہائے فرہنگ جمہوری اسلامی ایران در پاکستان، مئی ۱۹۸۴ء)، ص ۲۳

۲۴۲۔ این میری شیمل، پروفیسر ڈاکٹر، علامہ اقبال مذہبی افکار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ اظہار کراچی، جلد ۵، شمارہ ۱۱۔۱۲، (کراچی: سندھ سنٹر، اسٹریچن روڈ ص، کراچی، اگست، ستمبر ۱۹۸۲ء)، ص ۴۹ تا ۶۸

شہپرِ جبریل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۹ تا ۵۰

۲۴۳۔ این میری شیمل، پروفیسر ڈاکٹر، ''عظمتِ اقبال''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ اظہار کراچی، جلد۵، شمارہ ۱۰۔۱۱، (کراچی: سندھ سینٹر، اسٹریچن روڈ، اپریل، مئی ۱۹۸۳ء) ص۱۴ تا ۲۰
شہپرِ جبریل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴۵۷ تا ۴۶۹

۲۴۴۔ حسین ابن منصور حلاج، ''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ اقبال ریویو، جلد۱۹، شمارہ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۸ء) ص۱۱ تا ۴۵

غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

۲۴۵۔ حکمت آل آقا، پروفیسر، ''اسمائے قرآن کی معنویت''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، جلد۱۷، شمارہ۳ (کراچی ماہنامہ بینات، نیوٹاؤن، نومبر ۱۹۷۰ء) ص۴۶

۲۴۶۔ پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں، ڈاکٹر پروفیسر، ''ترکی اور فارسی زبانوں میں چہل حدیث کے نادر مجموعے''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، کراچی، جلد ۱۷، شمارہ ۶ (کراچی: ماہنامہ بینات، نیوٹاؤن، فروری ۱۹۷۱ء) ص۲۴

۲۴۷۔ ایضاً ص۲۴

۲۴۸۔ عبدالمنعم السخر الازہری، ''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے عواقب اور مسلمان''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ''المعارف''، جلد۶، شمارہ۴۔۵ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اپریل مئی ۱۹۷۳ء) ص۶۳ تا ۷۳

۲۴۹۔ مظہر، ح۔شاہ، ڈاکٹر کرنل، ''ذہنی صحت اور اسلام''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''المعارف''، جلد۴، شمارہ ۸، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اگست ۱۹۷۱ء) ص۴۷

۲۵۰۔ ایضاً ص۴۷

۲۵۱۔ ایضاً ص۵۴

۲۵۲۔ کارلوالفانسونالینو، پروفیسر، ''لفظ 'ادب' کا مفہوم''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'اردو'، جلد۵۱، شمارہ۱، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۵ء) ص۱۰۵
''لفظ ادب کے معنی کا ارتقاء''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'علم دستک'، ج۴، شمارہ۳، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء) ص۴۹
''لفظ ادب کے معانی کا ارتقاء''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مجموعہ مضامین)، مترجم و مصنف، مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۹۰ء) ص۲۰
''کارلوالفانسونالینو'' کے مضمون کا اردو ترجمہ یکساں متن اور عنوان میں معمولی تبدیلی کے ساتھ سہ ماہی 'اردو' کے صفحہ ۱۰۵ تا ۱۳۶ پر، سہ ماہی 'علم دستک' کے صفحہ ۴۹ تا ۷۸ اور 'رومی کا تصورِ فقر' کے صفحہ ۲۰ تا ۵۳ پر شائع ہوا تھا۔

۲۵۳۔ کارلوالفانسونالینو، پروفیسر، ''لفظ ادب کا مفہوم''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'اردو' ص ۱۲۸

۲۵۴۔ علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، سید، شاہِ ہمدان، ''حضرت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،

مشمولہ: دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم''، جلد۴، شمارہ ا (لاہور: اسلامک ایجوکیشن، فرینڈز کالونی، جنوری، فروری ۱۹۷۵ء، ص۳۵

اقتباس میں دی گئی آیات کا متن اور حوالہ (۲۶:۲۰۵۔۲۰۶) درست نہیں ہے۔ راقم الحروف نے اقتباس میں آیات کا درست متن مع اعراب تحریر کر دیا ہے۔ یہ ''سورہ الشعرآء'' کی آیات نمبر ۲۰۵ تا ۲۰۷ (۲۶:۲۰۵۔۲۰۷) ہیں۔

۲۵۵۔ ایضاً، ص۳۵

اقتباس میں دی گئی آیت کا متن درست نہیں ہے۔ راقم الحروف نے اقتباس میں آیات کا درست متن مع اعراب تحریر کر دیا ہے۔ یہ ''سورہ الشعرآء'' کی آیات نمبر ۲۲۷ کے آخر کا حصہ (۲۶:۲۲۷) ہے۔

۲۵۶۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ بہرام شاہیہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: دو ماہی ''اسلامی تعلیم''، جلد۲، شمارہ۲ (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، فرینڈز کالونی، مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء)، ص۲۲ تا ۳۰

۲۵۷۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ فکر و نظر، جلد۸ شمارہ۹ (اسلام آباد: مارچ ۱۹۷۱ء)، ص۶۷۷

۲۵۸۔ ایضاً، ص۶۷۸

۲۵۹۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''کتاب الفتوّۃ''، تدوین: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۳۱

۲۶۰۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۶۷۹

۲۶۱۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''کتاب الفتوّۃ''، تدوین: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۷۱ تا ۲۷

۲۶۲۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۶۹۳

۲۶۳۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ الحق، جلد۶، شمارہ۱۱ (اکوڑہ خٹک: دفتر الحق، اشاعت ۱۹۷۱ء)، ص۵۸

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر ۱۹۷۲ء)، ص۲۲۷

۲۶۴۔ اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۲۶

۲۶۵۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔ا''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۵۹

۲۶۶۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ الحق، جلد۶، شمارہ۱۱ (اکوڑہ خٹک: دفتر الحق، اگست ۱۹۷۱ء)، ص۵۵

میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الولی حیدرآباد، سندھ، جلد۲، شمارہ۱، ۲ (حیدرآباد، سندھ: دفتر مجلّہ الولی، اپریل و مئی ۱۹۷۳ء)، ص۶۶ تا ۶۷

۲۶۷۔ این میری شیمل، پروفیسر ڈاکٹر ''ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانائے روم کا اثر''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،

مشمولہ: ماہنامہ ''فکر ونظر''، جلد۷، شمارہ۸ (اسلام آباد: دفتر ماہنامہ فکر ونظر، فروری ۱۹۷۰ء) ص۵۹۹ تا۶۱۳

۲۶۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، ۱۹۹۵ء)، ۲۱ تا ۲۲

۲۶۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ج۱، شمارہ۴ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اپریل تا جون ۱۹۸۸ء) ص۸۶

۲۷۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی ص۳۱

۲۷۱۔ حلمی ضیاء الکن، پروفیسر ڈاکٹر، ''یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی ''العلم''، جلد۲۱، شمارہ۱ (کراچی، دفتر سہ ماہی العلم، جنوری تا مارچ ۱۹۷۲ء) ص۱۰۹

''یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ''المعارف''، جلد۱۷، شمارہ۸ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اگست ۱۹۸۴ء) ص۳۴

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات

اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین پر تبصرات

01۔ اقبال اور اسلامی معاشرہ

۲۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور اسلامی معاشرہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد:۶، شمارہ:۲۴، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، پاکستان، خزاں ۱۹۹۳ء) ص۲۶۹ تا ۲۷۲

۲۷۳۔ ایضاً، ص۲۷۰

۲۷۴۔ ایضاً، ص۲۶۹ تا ۲۷۰

۲۷۵۔ ایضاً، ص۲۷۱ تا ۲۷۲

۲۷۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، ص۵۹۰/۱۲۸

۲۷۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور اسلامی معاشرہ (تبصرہ)، ص۲۶۹

02۔ اقبال اور سوشلزم

۲۷۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سوشلزم، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۲۰، شمارہ۲، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۹ء بمطابق شعبان ۱۳۹۹ھ) ص۱۰۳

۲۷۹۔ ایضاً، ص۱۰۲ تا ۱۰۴

۲۸۰۔ ایضاً، ص۱۰۴

۲۸۱۔ اختر جعفری، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت،

(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، ۱۹۸۶ء) ص ۵۴۱

۲۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۶۵۰

۲۸۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۶۵۲/ ۶۴

۲۸۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۱۳/ ۱۷، ۸۱۴/ ۱۸

۲۸۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۱۴/ ۱۸ تا ۸۱۵/ ۱۹

۲۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۶۵۳/ ۶۵

۲۸۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۳۲

۲۸۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مکتوب، مشمولہ: گفتارِ اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل (لاہور: ادارہ تحقیقات، بار اول، ۱۹۶۹ء)، ص ۶ تا ۸

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مکتوب، مشمولہ: خطوطِ اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی (دہلی: اقبال صدی پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۷۷ء) ص ۱۵۵ تا ۱۵۷

علامہ اقبال کا یہ مکتوب ''زمیندار'' (لاہور) کی ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

۲۸۹۔ اختر جعفری، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟ مشمولہ: اقبال ۸۴ء، ص ۵۳۹

۲۹۰۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، دنیائے اسلام میں اشتراکیت کا مسئلہ اور اقبال، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، ص ۵۲۶

۲۹۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سوشلزم، مشمولہ: اقبال ریویو، ص ۱۰۴

۲۹۲۔ فرمان فتح پوری، نسیم امروہی و دیگراں، اردو لغت، جلد ہشتم (ح، خ، ذ' تا 'دانا') (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، دسمبر ۱۹۸۷ء) ص ۵۱۲، ۵۴۲

نسیم امروہی، فرہنگ اقبال فارسی، (لاہور: اظہار سنز، ب ن، س ن) ص ۳۳۵، ۳۳۸

۲۹۳۔ عبدالرشید، ترجمہ کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول، ۱۹۹۲ء) ص ۱۳۰۱/ ۱۲۱

03۔ اقبال ایک تحقیقی مطالعہ

۲۹۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون/ تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، مدیر: پروفیسر محمد منور، جلد ۲۹، ش ۳، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹) ص ۲۰۵ تا ۲۰۹

۲۹۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، علم الاقتصاد، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ب ن، ۲۰۰۴ء) ص ۲۲

۲۹۶۔ ایضاً، ص ۷

۲۹۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون/ تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو) ص ۲۰۶ تا ۲۰۷

۲۹۸۔ ملک حسن اختر، پروفیسر ڈاکٹر، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، ۱۹۹۶ء) ص ۱۹۷ تا ۱۹۸

۲۹۹۔ ایضاً، ص ۱۹۹

۳۰۰۔ ایضاً، ص ۲۰۶

۳۰۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون/ تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، ص ۲۰۹

۳۰۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، ص ۶۵۸/۷۰

04۔ اقبال، ایک مطالعہ

۳۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاق اقبال (مجموعہ مقالات ڈاکٹر محمد ریاض) (لاہور: گلوب پبلشرز، اردو بازار، بار اول، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۲۵

کلیم الدین احمد، اقبال، ایک مطالعہ، (بھارت: کتاب منزل، سبز باغ، پٹنہ۴، بار اول، جولائی ۱۹۷۹ء)، ص ۵۲، ۱۹۰تا۱۹۱، ۳۰۷تا۳۱۰، ۳۵۳، ۳۸۵، ۴۰۱

کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: KHC 928.91439 KAL-1 Barcode:71240

۳۰۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ۱۲۷تا۱۳۱

۳۰۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۴۰۵

۳۰۶۔ ایضاً، ص ۳۸۵

۳۰۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاق اقبال، ۱۳۱تا۱۳۶

۳۰۸۔ ایضاً، ۱۳۶تا۱۳۸

۳۰۹۔ مضمون کلیم الدین احمد از آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا، بحوالہ کلیم الدین احمد کی خود نوشت۔ دو حصوں میں، ص ۱تا۳

https://ur.wikipedia.org/wiki/کلیم_الدین_احمد

۳۱۰۔ سردار امام قادری، کلیم الدین احمد کی تنقیدات پر ڈاکٹر عبدالمغنی کی آرا، ص ۷تا۱۰

عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال اور عالمی ادب (بھارت: گیا، کریسنٹ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء)، ص ۲۲۳تا۲۲۴، ۴۱تا۴۲

یہ مقالہ ۱۴۔۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء کے بہار اردو اکادمی، پٹنہ کے کلیم الدین احمد سیمینار میں پیش کیا گیا اور یہ ''کلیم الدین احمد سیمی نار کے مقالے''، اشاعت ۱۹۹۶ء میں شامل ہوا۔ یہ مقالہ ویب سائٹ کے درج ذیل ایڈریس پر موجود ہے:

https://www.hamariweb.com/articles.aspx?id=74847

ڈاکٹر عبدالمغنی کی کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' ٹیکسٹ فارم میں اس ایڈریس پر موجود ہے:

www.iqbalcyberlibrary.net/txt/3470.txt

۳۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۳۸۵، ۴۰۵

۳۱۲۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات، (اسلام آباد: پُورب اکادمی، بار اول، مارچ ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۹

۳۱۳۔ یضاً، ص ۱۵۷

۳۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۶

۳۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۳۱۶۔ ایضاً ،ص ۱۱۸

۳۱۷۔ایضاً ،ص ۱۰۹

05۔اقبال پیامبر امید

۳۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیامبر اُمید (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، شمارہ: ۱۹، جلد ۵، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص ۳۱۹

۳۱۹۔ ایضاً، ص ۳۱۹ تا ۳۲۰

۳۲۰۔ ایضاً، ص ۳۲۰

۳۲۱۔ ایضاً، ص ۳۱۸

۳۲۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص ۱۹۶

06۔اقبال پیغمبر خودی

۳۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی از ڈاکٹر منظور ممتاز (تبصرہ) مشمولہ: ادبیات (سہ ماہی)، ج: ۶ ش: ۲۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، سرما ۱۹۹۳ء)، ص ۲۷۹۔

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرارِ خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۷۱

۳۲۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی، ص ۲۷۸

۳۲۵۔ ایضاً، ص ۲۷۹

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیات اقبال اردو، ص ۱۱۸/۵۸۰

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون میں یہ شعر درست نہیں لکھا ہوا۔ درست شعر تحقیقی جائزے کے آخر پہ تحریر کر دیا گیا ہے۔

۳۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی، ص ۲۷۷

۳۲۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغان حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۶۵۸/ ۴۳

۳۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی، ص ۲۷۸

۳۲۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۱۸/۵۱۰

۳۳۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی، ص ۲۷۹

۳۳۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۱۸/۵۸۰

07۔اقبال دشمنی ایک مطالعہ

۳۳۲۔ برائے موازنہ دیکھیں:

ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر محمد ایوب صابر بطور اقبال شناس، (جہلم: بک کارنر، بار اول، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۸۰ تا ۱۸۲

محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ص ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۲

۳۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، جلد ۷، شمارہ: ۲۷ تا ۳۰، (اسلام

آباد: ادارہ ادبیات، گرما،خزاں، بہار، سرما۱۹۹۴ء)،ص ۱۱۴۰

۳۳۴۔ محمد ایوب صابر، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (کتاب)، (لاہور: جنگ پبلشرز، بار اول، اکتوبر ۱۹۹۳ء)،ص ۷ تا ۱۳

۳۳۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ،ص ۳۰/۷ ۱۴۲

۳۳۶۔ ایضاً،ص ۳۳/۷ ۱۴۵

۳۳۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا،ص ۲۵۳

۳۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''،ص ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۱
اقتباس میں دیے گئے اشعار کا متن مع حوالہ جات کلیاتِ اقبال اردو و فارسی کے مطابق دیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ان اشعار کا متن درست نہیں ہے۔

۳۳۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرار و رموز،ص ۹۱

۳۴۰۔ ایضاً،ص ۹۲

۳۴۱۔ ایضاً،ص ۱۰۴

۳۴۲۔ ایضاً،ص ۱۱۱

۳۴۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق،ص ۲۱۲/ ۴۲

۳۴۴۔ ایضاً،ص ۲۱۵/ ۴۵

۳۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''،ص ۱۱۴۱ تا ۱۱۴۲
اقتباس میں دیے گئے اشعار کا متن مع حوالہ جات کلیاتِ اقبال اردو و فارسی کے مطابق دیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ان اشعار کا متن درست نہیں ہے۔

۳۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''،ص ۱۱۴۲

۳۴۷۔ محمد ایوب صابر، ڈاکٹر، اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب) (مقالہ ایم فل)، نگران: ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء)، فہرست

08۔اقبال کا سیاسی سفر

۳۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد ۷، شمارہ ۲۷ تا ۳۰، (اسلام آباد: سہ ماہی ادبیات، گرما، خزاں، بہار، سرما ۱۹۹۴ء)،ص ۱۱۴۳ تا ۱۱۴۴

۳۴۹۔ ایضاً،ص ۱۱۴۴

۳۵۰۔ ایضاً،ص ۱۱۴۴ تا ۱۱۴۵

محمد حمزہ فاروقی، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، جون ۱۹۹۳ء)،ص ۲۳۸
یہ کتاب نمل لائبریری، اسلام آباد اور یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔ متعلقہ حوالہ جات و لنکس درج ذیل ہیں:
NUML Main Library:891.43910092ح م ا

UOS Central Library: 842.32.1ح م
https://www.bazmeurdu.net/
https://www.rekhta.org/
اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے بجائے بنیادی مآخذ، محمد حمزہ فاروقی کی کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' سے اقتباسات دیے گئے ہیں کیونکہ مضمون میں دیے گئے اقتباسات میں لفظی تحریفات اور متنی اغلاط پائی جاتی ہیں جن کا تبصرے میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

۳۵۱۔ محمد حمزہ فاروقی، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، ص۲۴۴ تا ۲۴۵
محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)، ص۱۱۴۵ تا ۱۱۴۶

۳۵۲۔ محمد حمزہ فاروقی، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، ص۵۶۳ تا ۵۶۴
محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)، ص۱۱۴۶

۳۵۳۔ محمد حمزہ فاروقی، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، ص۵

۳۵۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص۱۸۲
محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)، ص۱۱۴۶
محمد حمزہ فاروقی، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، ص۵۶۴

09۔حیاتِ اقبال کا سفر

۳۵۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، مشمولہ: ''ادبیات'' (سہ ماہی)، جلد ۶، شمارہ ۲۲، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۳ء)، ص۲۹۳

اس تبصرہ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے صفحات کے نمبر متعلقہ اقتباسات کے ساتھ ہی لکھ دیے ہیں الگ سے حوالہ جات وحواشی تحریر نہیں کیے۔ اس لیے تبصرے اور اس میں سے دیے گئے اقتباسات کے ساتھ ہی ان کے اصل مضمون کے مطابق متعلقہ متن کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔ ''حوالہ جات وحواشی'' کے مندرجہ بالا عنوان کے تحت راقم (مقالہ نگار) نے اپنی معروضات ونگارشات سے متعلقہ حوالہ جات اور حواشی دیے ہیں۔

۳۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، ص۲۹۳ تا ۲۹۵

۳۵۷۔ ایضاً، ص۲۹۴

۳۵۸۔ ایضاً، ص۲۹۴

۳۵۹۔ ایضاً، ص۲۹۴

۳۶۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی، ۲۰۰۴ء، ص۲۴۴

۳۶۱۔ عبدالسلام ندوی، مولانا، اقبال کامل، (لاہور: فیصل ناشران کتب، ب ن، فروری ۲۰۰۸ء)، ص۱۰۹

۳۶۲۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باردوم، ۲۰۰۸ء)، ص۱۱۱

۳۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، ص۲۹۴

۳۶۴۔ایضاً،ص۲۹۴

۳۶۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا،مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص۲۱

۳۶۶۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر ،اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا،(لاہور: بزمِ اقبال، باراول، اکتوبر۱۹۹۸ء)،ص۱۸تا۲۲

عبدالسلام ندوی، مولانا، اقبالِ کامل،ص۱۱۰

جاوید اقبال، ڈاکٹر ،زندہ رُود،ص۱۰۶

۳۶۷۔محمد ریاض، ڈاکٹر ،حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)،ص۲۹۴تا۲۹۵

۳۶۸۔ایضاً،ص۲۹۵

۳۶۹۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر ،اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا،ص۲۶تا۳۴

عبدالسلام ندوی، مولانا، اقبالِ کامل،ص۲۲

۳۷۰۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر ،زندہ رُود،ص۱۴۰

غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر ،اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا،ص۲۹

۳۷۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل،مشمولہ: کلیاتِ اقبال،ص۳۸۲/۹۰

مضمون ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کے صفحہ نمبر ۲۹۵ پر تحریر کردہ شعر بغیر حرکات کے دیا گیا ہے۔ پہلے شعر میں لفظ ''خیاباں'' کے بجائے ''خیابان'' اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ''صورتِ گل'' کے بجائے ''صوررگل'' لکھا گیا ہے۔درست اشعار یہ ہیں:

اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا — یہ شعر نشاط آور و پُرسوز و طربناک

میں صورتِ گُل دستِ صبا کا نہیں محتاج — کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک

10۔ دانائے راز

۳۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ، دانائے راز (تبصرہ)،مشمولہ: ماہنامہ ادبی دنیا، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷ (لاہور :۶۹۔شاہراہِ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء)،ص۱۰تا۱۱

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ واضح نہیں کیا کہ منقولہ بیت سے مراد ''دانای راز'' کی ترکیب پر مشتمل تین اشعار میں سے کون سا شعر ہے۔

۳۷۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق،ص۱۸۶/۱۶

۳۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ، دانائے راز (تبصرہ)،مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''،ص۱۱

۳۷۵۔ ایضاً،ص۱۱

۳۷۶۔ ایضاً،ص۱۳

۳۷۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم،ص۴۰۹/۱۷

۳۷۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ،ص۵۹۹/۱۱

۳۷۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرارِ خودی، ص ۴۹

۳۸۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ ص ۱۷۰/۷۵۸

۳۸۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، ص ۸۸/۴۹۸

۳۸۲۔ ایضاً، ص ۲۱/۴۱۳

۳۸۳۔ ایضاً، ص ۱۲۴/۵۱۶

۳۸۴۔ ایضاً، ص ۱۲۹/۵۲۱

۳۸۵۔ ایضاً، ص ۱۲۹/۵۲۱

۳۸۶۔ ایضاً، ص ۱۳۷/۵۲۹

۳۸۷۔ ایضاً، ص ۱۲۸/۵۲۰

۳۸۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، دانائے راز (تبصرہ)، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، ص ۱۳

۳۸۹۔ ایضاً، ص ۱۰

۳۹۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، ص ۱۲/۸۹۴

۳۹۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، دانائے راز (تبصرہ)، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، ص ۱۰

۳۹۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، ص ۱۳/۸۹۵

۳۹۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، دانائے راز (تبصرہ)، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، ص ۱۳

11۔ زندہ رُود

۳۹۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، زندہ رُود (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، ج ۲۶، ش: ۴، (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر ۱۹۷۹ء)، ص ۱۰۴

۳۹۵۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۳۹۶۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۳۹۷۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۳۹۸۔ ایضاً، ص ۱۰۲

جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باردوم، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۱

۳۹۹۔ ایضاً، ص ۱۰

12۔ کلیاتِ اقبال اردو / کلیاتِ اقبال فارسی

۴۰۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم: مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۶/۴۸۸

۴۰۱۔ ایضاً، ص ۲۶۶

۴۰۲۔ ایضاً، ص ۶

۴۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، کلیاتِ فارسی (تبصرہ) مشمولہ: اقبالیات اردو، اشاعتِ جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء، مدیر: ڈاکٹر وحید قریشی (لاہور: اقبال اکادمی) ص ۵۴

۴۰۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۴۰۵/۱۱۳

۴۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، کلیاتِ اقبال فارسی (تبصرہ) مشمولہ: اقبالیات اردو، ص ۵۶

۴۰۶۔ ایضاً، ص ۵۸ تا ۵۹

۴۰۷۔ ایضاً، ص ۵۹

۴۰۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز فارسی، ص ۵۶/۹۲۸

۴۰۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال اردو، کلیاتِ اقبال فارسی (تبصرہ) مشمولہ: اقبالیات اردو، ص ۶۰

۴۱۰۔ ایضاً، ص ۶۰

۴۱۱۔ ایضاً، ص ۶۰ تا ۶۱

۴۱۲۔ ایضاً، ص ۶۳ تا ۶۴

۴۱۳۔ ایضاً، ص ۶۳ تا ۶۵

۴۱۴۔ رفیع الدین ہاشمی، کلامِ اقبال کی معیاری تدوین و اشاعت، تفہیم و تجزیہ، ص ۲۷۴ تا ۲۷۶

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''۱۹۹۰ء کے ڈی لکس اڈیشن میں (اسے یہ نام اکادمی کے عوامی اڈیشن ۱۹۹۴ء کے 'پیش لفظ' از ڈاکٹر وحید قریشی میں دیا گیا ہے' ص ۷) ترتیب کلام' شیخ غلام علی اڈیشن (= نسخۂ غ) کے مطابق ہے۔ نسخۂ غ ع میں علامہ اقبال کی قائم کردہ ترتیب میں متعدد تصرفات کیے گئے تھے۔ راقم نے اس کی نشاندہی بھی کی مگر افسوس ہے کہ اُن کی اصلاح نہیں کی گئی' مثلاً: بالِ جبریل کی قدیم اشاعتوں میں کچھ قطعے [یا رباعیات] مختلف غزلوں کے آخر میں درج ہیں۔ نسخۂ غ ع میں اُن قطعات کی ترتیب قطعی من مانے طریقے سے بدل دی گئی ہے' مثلاً نمبر ا کے آخر کا قطعہ (ترے شیشے میں.....) نمبر ۲ کے آخر میں' نمبر ۳ کے آخر کا قطعہ (دلوں کو مرکز......) نمبر ۵ کے آخر میں اور باقی اشعار [یا قطعات] کو نظموں سے ماقبل حصے میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس حصے میں علامہ نے جو قطعات یکجا دیے تھے' ان پر کوئی عنوان نہیں تھا' اب نسخۂ غ ع میں بالکل ناروا طریقے سے ان سب پر ''رباعیات'' کا عنوان جڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض منظومات (ہسپانیہ' روحِ ارضی آدم کا۔۔۔' پیر و مرید' جبریل و ابلیس) کے آخر کے قطعات میں سے' کچھ تو 'رباعیات' کے تحت دے دیے گئے ہیں اور بعض کو کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ نظم ''لالۂ صحرا'' کے آخر کے دو بلاعنوان شعروں (اقبال نے کل......) کو نظم ''دعا'' (ص ۹۰) سے پہلے خود ساختہ عنوان ''قطعہ'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔

اپنے شعری مجموعوں کی کتابت' علامہ خود اپنی نگرانی میں کراتے تھے۔ کلامِ اقبال کی بیاضیں اور مختلف مجموعوں کے مسودے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ غزلوں' نظموں اور قطعات کی ترتیب اور اشعار کو بالمقابل یا اوپر نیچے لکھنے کے بارے میں کاتب کو واضح طور پر تحریری ہدایات دیتے' مثلاً بالِ جبریل کے ایک مسودے میں غزل ۱۴ (اپنی جولاں گاہ......) کے مصرعے نقل نقویس نے آمنے سامنے لکھ دیے تھے' اس پر علامہ کی حسبِ ذیل دست نوشت ہدایت' درج ہے:

ہدایت برائے کاتب

(ایک مصرع دوسرے مصرع کے نیچے لکھو
نہ کہ بالمقابل

اسی طرح بالِ جبریل کے ایک مسودے میں نظم 'الارضُ للّٰہِ' کے ساتھ بخطِ اقبال یہ ہدایت درج ہے:

ایک مصرع دوسرے مصرع کے نیچے لکھو

پروین رقم کو تو بذریعہ رقعات واضح ہدایات دیتے رہے کہ کون سا قطعہ [یا رباعی] کہاں' کس غزل کے آخر میں درج کی جائے گی۔ (دیکھیے: زیرِ نظر کتاب میں شامل مضمون: 'غیر مطبوعہ رقعات بنام پروین رقم')

اب جو شخص اپنے کلام کی کتابت تک کے بارے میں ایک واضح تصور رکھتا ہو اور اس سلسلے میں حساس بھی ہو' اس کے کلام کی ترتیب میں متذکرہ بالا نوعیت کی تبدیلیاں' تقدیم و تاخیر اور ایک حصے پر 'رباعیات' کا نیا عنوان قائم کرنا بالکل بے جواز اور ناجائز ہے بلکہ' اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔ چنانچہ مرتبین یا ناشر کو کسی صورت بھی علامہ اقبال کی قائم کردہ ترتیب کلام کو بدلنے کا حق نہ تھا۔''

۴۱۵۔ رفیع الدین ہاشمی، کلامِ اقبال کی معیاری تدوین واشاعت، تفہیم و تجزیہ، ص ۲۷۹

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کی بہت سی خامیوں، ناہمواریوں اور املا کے معیار کے بارے میں پروفیسر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''علامہ اقبال کے فارسی اور اردو کلیات میں بہت سی خامیوں اور ناہمواریوں کا ایک سبب تو یہ ہے کہ رشید حسن خاں جیسے لوگ جس باریک بینی اور دقتِ نظر کے عادی ہیں' الّا ماشاء اللہ بیشتر نام ور لکھنے والوں' نقادوں اور تحقیق کاروں اور ناشروں خصوصاً سرکاری اداروں کے ہاں اُس کا فقدان ہے۔ اس کے برعکس ہر شے کو ایک طائرانہ نظر اور ظاہری اور نمایشی زاویے سے دیکھنے کا رجحان غالب ہے (نسخۂ اکادمی کے مقدمے میں 'آرایشی فضا' اور 'آرایشی پہلو' کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے)۔ جن چیزوں پر خاں صاحب نے گرفت کی ہے' ناشرین اور مرتبین کے نزدیک اُن کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ نسخۂ شیخ غ ع اور اب نسخۂ اکادمی کی تمام اشاعتوں میں 'پیر سٹرایٹ لاء' (ص ۳۵) لکھا ہے۔ اسی طرح سے نسخۂ اکادمی کے مقدمے میں لفظ املا کو ہر جگہ 'املاء' لکھا گیا ہے۔ اب لطیفہ یہ ہے کہ اس مقدمے میں بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے 'املا کی اساس' رواج کی بجائے استناد' پر رکھی ہے۔''

۴۱۶۔ رشید حسن خاں، کلامِ اقبال کی تدوین، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، ص ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۷، ۳۱۰، تا ۳۱۳

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کے بارے میں رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

''پاکستان میں اقبالیات سے متعلق ایک مقتدر ادارے اقبال اکادمی پاکستان (لاہور) نے ۱۹۹۰ء میں کلیاتِ اقبال دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ [اس کا دوسرا اڈیشن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے]۔ اُس سے پہلے ۱۹۷۳ء میں جاوید اقبال کا مرتبہ کلیاتِ اقبال شائع ہو چکا ہے۔ یہ دونوں کلیات پیشِ نظر ہیں۔ اقبال اکادمی کا نسخۂ کلیات حُسنِ طباعت کے لحاظ سے قابلِ ذکر ہے۔ اُس کے صفحات کے حواشی ایسی گل کاری اور رنگ آمیزی سے مزین ہیں کہ کچھ دیر کے لیے تو محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی ہو' لیکن جیسے ہی سیمیا کی سی نمود ختم ہوتی ہے تو خیال ہوتا ہے کہ تحقیق اور تدوین کی روایت شاید اُردو میں موجود ہی نہیں۔'' (ص ۲۸۷)

''اقبال کے اُردو فارسی مجموعے بھی اُن کی زندگی میں بارہا چھپے ہیں اور اُن کے بعد بھی چھپتے رہے ہیں۔ اب اگر کوئی صاحب اُن متفرق مجموعوں کو یک جا کر کے کلیات کے نام سے چھاپ دیں، تو اُس بڑے مجموعے کو اُن چھوٹے متفرق

مجموعوں کی نقل تو کہا جا سکتا ہے، مگر اُسے کلامِ اقبال کا ایسا مجموعہ نہیں کہا جائے گا جسے اصولِ تدوین کے تحت مرتب کیا گیا ہو۔ اِس وقت تک صورتِ حال یہ ہے کہ 'کلیات' کے نام سے کلامِ اقبال کے جو مجموعے چھپے ہیں، وہ پچھلے متفرق مجموعوں کی محض نقلیں ہیں، اور یہ نقلیں بھی اغلاط سے خالی نہیں..... اِن میں وہ کلیات بھی شامل ہے جسے جاوید اقبال نے شائع کیا تھا اور یہ کلیات بھی جسے اقبال اکادمی نے چھاپا ہے۔'' (ص ۲۸۹)

''یہ دونوں کلیات بہت سی باتوں میں مختلف الاحوال ہیں' مگر ایک بات ایسی ہے جس میں اِن کے مرتبین میں اختلاف نہیں پایا جاتا اور وہ یہ ہے کہ شروع میں نہ تو مقدمہ شامل کیا جائے اور نہ آخر میں حواشی نام کی کوئی چیز ہو' تاکہ حساب کتاب کا جھگڑا ہی باقی نہ رہے اور ہر شخص ہر طرح کی ذمے داریوں سے اور جواب دہی سے محفوظ رہے۔'' (ص ۲۹۷)

''کلیاتِ اقبال کے مرتبین نے ساری بحثوں اور جھگڑوں سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ نہ تو حواشی لکھے جائیں اور نہ مفصل مقدمہ لکھا جائے۔ خیر، جاوید اقبال تو تحقیق اور تدوین کے آدمی ہی نہیں' اُن سے کیا کہا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اُن کے کلیات کو دیکھ کر واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محض تجارتی اغراض کے تحت اُسے شائع کیا گیا ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ اقبال اکادمی کے کلیات کو بھی ان سب ضروری اور لازمی اجزا سے محفوظ رکھا گیا۔ بے شمار روپیہ خرچ ہوا، بہت سے لوگوں نے مل کر ایک بڑے ادارے کے تحت کام کیا، لیکن احوال اِس ''پنچایتی کلیات'' کا بھی وہی ہے کہ اِس میں دو صفحے کا بھی مقدمہ مرتب (یا مرتبین) شامل نہیں۔ جہاں مفصل تحقیقی انداز کے مقدمے کو ہونا چاہیے تھا، وہاں ''خراجِ عقیدت'' کے عنوان سے اقبال کی شاعری سے متعلق سات صفحوں میں مختلف افراد کے اقوال نقل کر دیے ہیں اور بس۔ حواشی نام کا ایک صفحہ تو درکنار، ایک سطر بھی نہیں۔ متن سے متعلق بیسیوں سوالات پیدا ہوتے ہیں اور کسی سوال کا جواب موجود نہیں۔ بے ساختہ سردار جعفری کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے:

در بدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں سوال اور مجرم کی طرح اُن سے گریزاں ہے جواب

اقبال اکادمی کے کلیات کا [جو دو جلدوں میں شائع ہوا ہے] تحقیق اور تدوین کے نقطۂ نظر سے احوال جس قدر تباہ کن ہے، اس کا بیان اِس تحریر میں نہیں سما سکتا۔ میں ایک دل چسپ بلکہ عبرت ناک مثال پر اِس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ جب یہ کلیات مجھے ملا تو میں نے دیکھا کہ کلیاتِ فارسی میں ص ۴ پر دو قطعے ہیں۔ اُن میں سے دوسرا قطعہ اِس طرح لکھا ہوا ہے:

''سرودِ رفتہ باز آید کہ نابد؟ نسیمی از حجاز آید کہ نابد؟
سر آمد رُوزگاری این فقیری دگر دانایے راز آید کہ نابد؟''

پہلے تو نظر استفہامیہ نشانات پر رُکی جو تین مصرعوں کے آخر میں لگائے گئے ہیں۔ اِن علاماتِ استفہام کا اِن مصرعوں میں جواز، جب سمجھ میں نہیں آیا تو اُسے اپنا قصورِ فہم سمجھ لیا، مگر اس کے بعد ہی دوسرے شعر پر نظر رُک گئی۔ بہت حیرانی ہوئی کہ اقبال کے ایک نہایت مشہور قطعے کو بھی صحیح طور پر نہیں لکھا جا سکتا! ''نسیمی'' اور ''فقیری'' سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض کروں کہ ''دانایے راز'' قطعی طور پر غلط ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے۔ اس میں دو 'ی' کا محل نہیں، صرف ایک 'ے' لکھے جائے گی' یعنی ''دانائے راز'' یا ایرانیوں کی رعایت سے ''دانای راز''۔ اِسی طرح ''روزگاری'' بھی غلطِ محض ہے۔ اس میں 'ی' غلط طور پر داخل کر دی گئی ہے۔ یہ بھی مرکب اضافی ہے، اس لیے ''روزگار'' کی رے کے نیچے اضافت کا زیر لگایا جائے گا۔ ی کا اضافہ نہیں کیا جائے گا، نہ ہندستانی طریقِ کتابت میں اور نہ ایرانی طریقِ املا میں۔'' (ص ۳۱۰ تا ۳۱۳)

رشید حسن خاں اپنی تحریر کے آخر پر بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''اس تحریر کا مقصد صرف یہ ہے کہ اربابِ نظر اور اہلِ علم کی توجہ اس طرف منعطف کرائی جائے کہ ''شاعرِ ملت'' ''شاعرِ

مشرق'' اور ''حکیم الامت'' کے کلام کا تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا از بس ضروری ہے۔ یہ ایسی کمی ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے، کم ہے۔ نقش و نگار پردۂ در میں ہماری نظریں اُلجھ کر رہ گئی ہیں۔ تجارت زدہ ذہنوں کے لیے اور عوام الناس کے لیے غیر تحقیقی اڈیشن ضرور پسندیدہ ہوں گے، مگر اہلِ نظر کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہیں اور یہ اہم سوال اِس کا متقاضی ہے کہ نہایت درجہ علمی ذمے داری کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ اِس پر غور کیا جائے۔'' (ص۳۱۳)

13۔علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات و افکار

۴۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات و افکار''، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، آزادی نمبر، جلد ۳۱، شمارہ ۳، اشاعت ۱۹۸۴ء، (لاہور: بزمِ اقبال، کلب روڈ) ص ۱۱۵ تا ۱۱۸

محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، ص ۹۷

۴۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''علامہ اقبال کے شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات و افکار'' ص ۱۱۷

سلطان محمود حسین، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات و افکار (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، ۱۹۸۱ء) ص ۱۱۱ تا ۱۱۲

۴۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''علامہ اقبال کے شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات و افکار'' ص ۱۱۷

۴۲۰۔ ایضاً ص ۱۱۸

غیر اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرات

01۔شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ

۴۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۸، شمارہ ۱۱-۱۲، اشاعت، رمضان، شوال ۱۴۰۶ھ/ مئی، جون ۱۹۸۶ء، ترتیب و تدوین: کریم بخش خالد، (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقات عامہ حکومت سندھ) ص ۱۰ تا ۱۱

۴۲۲۔ ایضاً ص ۱۱

زیرِ تبصرہ مضمون میں باب نمبر درست نہیں دیا گیا۔ مضمون میں دیے گئے متن کا تعلق کتاب التعرف کے باب الثامن عشر (باب نمبر ۱۸) قَوْلُهُمْ فِي الشَّفَاعَة (شفاعت کے متعلق ان کے اقوال) سے ہے۔ مضمون میں باب نمبر کے طور پر ایک مہمل لفظ ''ہفہ ھم'' لکھا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سہوِ کاتب کی وجہ سے لفظ ''ہفدہ (۱۷)'' کے بجائے یہ لفظ لکھا گیا ہو۔

۴۲۳۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ) ص ۵۷

۴۲۴۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، باراول، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء) ص ۸۵

۴۲۵۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ) ص ۳۴ تا ۳۵

۴۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، ص ۱۸

۴۲۷۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، ص ۴۸
فاضل مترجم نے متن میں مذکورہ شخصیات کے سنین وفات متن والے صفحے کے نیچے حاشیے میں دیے ہیں۔ راقم الحروف نے قارئین کی سہولت کے لیے سنین وفات متعلقہ شخصیات کے ناموں کے ساتھ درج کیے ہیں۔
۴۲۸۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، ص ۹۰ تا ۹۱
۴۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، ص ۱۱
۴۳۰۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، ص ۹۰ تا ۹۱
۴۳۱۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، ص ۱۳۷

02۔ شیخ نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ

۴۳۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مجموعہ مضامین) (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۹۰ء)، ص ۱۵۱ تا ۱۵۲
۴۳۳۔ ایضاً، ص ۱۵۴
۴۳۴۔ ایضاً، ص ۱۵۵ تا ۱۵۷
۴۳۵۔ ایضاً، ص ۱۵۷ تا ۱۵۸
۴۳۶۔ ایضاً، ص ۱۵۹ تا ۱۶۰
۴۳۷۔ ایضاً، ص ۱۶۰
۴۳۸۔ ایضاً، ص ۱۵۴
۴۳۹۔ ایضاً، ص ۱۵۵
۴۴۰۔ ایضاً، ص ۱۵۸
۴۴۱۔ ایضاً، ص ۱۵۹
۴۴۲۔ ایضاً، ص ۱۵۱
۴۴۳۔ ایضاً، ص ۱۵۴
۴۴۴۔ ایضاً، ص ۱۵۴
۴۴۵۔ ایضاً، ص ۱۵۷

03۔ ''فقہائے ہند'' (جلد چہارم، حصہ دوم)

۴۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۸، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۱ء مدیر اعزازی: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال)، ص ۱۰۲ تا ۱۰۳
۴۴۷۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۴۴۸۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۴۴۹۔ ایضاً، ص ۱۰۳
۴۵۰۔ محمد اسحاق بھٹی، فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، باراول، ۱۹۷۸ء)، ص ۴۰۷

۴۵۱۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، گلستان، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۶۰) ص ۴۸

۴۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، ص ۱۰۳

04۔ مشرق بعید میں طلوعِ اسلام

۴۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۸، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۱ء، مدیر اعزازی: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال) ص ۹۹ تا ۱۰۰

۴۵۴۔ ایضاً ص ۱۰۱

۴۵۵۔ ایضاً ص ۱۰۱

۴۵۶۔ ایضاً ص ۱۰۱

۴۵۷۔ پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی کی کتاب، ''مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام''، یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا ریفرنس نمبر ''ق دم 297.908'' ہے

05۔ مطالعۂ قرآن

۴۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مطالعہ قرآن (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال ریویو''، جلد ۲۰، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۹ء، (لاہور: اقبال اکادمی) ص ۱۰۱

۴۵۹۔ ایضاً ص ۱۰۱

۴۶۰۔ ایضاً ص ۱۰۲

مولانا محمد حنیف ندوی کی زیرِ تبصرہ کتاب ''مطالعہ قرآن'' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری اسلام آباد میں موجود ہے۔

Call No: 2797.12204 م ح م Barcode:85352/A-5275

06۔ سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''

۴۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)، (لاہور: مقبول اکیڈمی، ب ن، ۱۹۹۰ء) ص ۱۶۱ تا ۱۶۵

۴۶۲۔ ایضاً ص ۱۶۷

۴۶۳۔ ایضاً ص ۱۶۷

۴۶۴۔ ایضاً ص ۱۷۰ تا ۱۸۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، جلد: ۵۵، شمارہ: ۳، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء) ص ۴۶ تا ۶۲

۴۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ۱۸۸ص

محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''، مشمولہ: سہ ماہی اردو، ص ۶۴

۴۶۶۔ ایضاً ص ۳۹

محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۶۳

۴۶۷۔ نشاپور کا پرانا نام ابرشہر ہے۔ یہ ایران کے صوبہ خراسان کے شہر مشہد کے مغرب میں ۱۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ عمر خیام اور خواجہ فریدالدین عطار کا اسی شہر سے تعلق تھا۔ انٹرنیٹ پر ابرشہر کے نام سے ایک مجلّہ شائع کیا جاتا ہے جس کے ایڈریس http://virtueheart.blogsky.com/1388/02/15/post-4/ پر داستان ''حسن و دل'' کا فارسی متن موجود ہے۔

محمد بن یحییٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص۱۰

۴۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۷۴

۴۶۹۔ محمد بن یحییٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص۱۱

۴۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۷۷

۴۷۱۔ محمد بن یحییٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص۱۳

۴۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۸۱

۴۷۳۔ محمد بن یحییٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص۱۴

۴۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۸۲

۴۷۵۔ ایضاً، ص۱۶۴

۴۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: سہ ماہی اردو، ص۶۳

۴۷۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سبیک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۱۸۷

۴۷۸۔ ایضاً، ص۱۸۷

07۔ شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار

۴۷۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۵: (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص۲۸۲

۴۸۰۔ ایضاً، ص۲۸۷

۴۸۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص۴۵۲

۴۸۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار (تبصرہ)، ص۲۹۱

۴۸۳۔ ایضاً، ص۲۹۲

۴۸۴۔ ایضاً، ص۲۸۴

۴۸۵۔ ایضاً، ص۲۸۵

08۔ فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)

۴۸۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۱، شمارہ ۶، اشاعت ستمبر ۱۹۶۹ء، (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، کیمبل اسٹریٹ)، ص۴۴

۴۸۷۔ ایضاً،ص۴۴

۴۸۸۔ ایضاً،ص۴۵

۴۸۹۔ ایضاً،ص۴۵

محمد جعفر محجوب، سبک خراسانی در شعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، بار اول، ۱۳۴۵ش)،ص ۶۹۸

۴۹۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، ص ۴۶

۴۹۱۔ محمد جعفر محجوب، سبک خراسانی در شعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، بار اول، ۱۳۴۵ش)،ص ۶۹۸

09۔ ''گلشن راز'' اور اس کی ایک نا تمام شرح

۴۹۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح''، مضمون (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، جلد ۸، شمارہ ۳،۴، جولائی و اکتوبر ۱۹۷۱ء، مدیر: ڈاکٹر سید معین الحق (کراچی: دائرہ معین المعارف)، ص ۱۱ تا ۱۷

۴۹۳۔ ایضاً،ص ۱۷ تا ۱۹

۴۹۴۔ ایضاً،ص ۲۱ تا ۲۲

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون میں مندرجہ اشعار کے ساتھ ہی قوسین میں بطور حوالہ ''گلشن راز'' کے متعلقہ شعر کا نمبر دیا ہے۔

۴۹۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح''، مضمون (تبصرہ)، مشمولہ: ''بصائر''، ص ۱۲

۴۹۶۔ ایضاً،ص ۱۶

۴۹۷۔ ایضاً،ص ۱۸

۴۹۸۔ ایضاً،ص ۱۹

۴۹۹۔ ایضاً،ص ۱۱

۵۰۰۔ ایضاً،ص ۲۲

۵۰۱۔ شیخ محمود شبستری اور ان کی تصانیف کے بارے میں انٹرنیٹ پر کافی منابع موجود ہیں۔ ان سے معلومات کے حصول کے علاوہ گلشن راز اور اس کی شروح ڈاؤن لوڈ بھی کی جا سکتی ہیں۔ کچھ لنکس (URLs) درج ذیل ہیں:

https://fa.wikipedia.org/wiki/شیخ_محمود_شبستری (Persian Wikipedia)

https://fa.wikipedia.org/wiki/Muhmoud_Shabestari(English Wikipedia)

audiolib.is/262_گلشن_راز_شیخ_محمود_شبستری (گلشن راز کی آڈیو ریکارڈنگ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے)

ganjoor.net/shabestari/golshaneraza/sh?/ (گلشن راز (فارسی) کا متن دیکھنے کے لیے)

10۔ مثمر / خان آرزو

۵۰۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مثمر / خان آرزو''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ ۲۵، جلد ۶ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۳ء)، ص ۲۴۷ تا ۲۷۶

۵۰۳۔ ''مشمر''، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا کال نمبر ''خ ام 891.554'' ہے۔
خان آرزو کے بارے میں ایک جامع مقالہ ''دیدگاہ ھای آواشناختی سراج الدین علی خان آرزو براساس رسالۂ مشمر''
ویب سائٹ www.ensani.ir/fa/content/203527/default.aspx پر pdf فارمیٹ میں موجود
ہے ۔ یہ مضمون کتاب ''ماہ ادبیات''، سال دوم، تیر ۱۳۸۷، شمارہ ۱۵ میں شائع ہوا تھا ۔ یہی مقالہ
"www.noormags.ir" پر بھی موجود ہے۔
درج ذیل ویب سائٹس پر سراج الدین علی خان اکبر آبادی کے بارے میں کافی معلومات موجود ہیں:
wikifeqh.ir/سراج الدین- آرزو
www.urduencyclopedia.org/general/index.php?title=سراج-الدین-علی-خان- آرزو

11۔ وامق وعذرا: دوداستانیں

۵۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، وامق وعذرا: داستانیں، مشمولہ ماہنامہ ''ادبی دنیا''، لاہور، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۴۷، اکتوبر ۱۹۷۲ء، ص ۶۵
داستان وامق وعذرا از عنصری کا خلاصہ بزبانِ فارسی انٹرنیٹ پر بھی ایک سے زیادہ سائٹس (Sites) پر موجود ہے۔ ان میں سے ایک صفحہ کا لنک درج ذیل ہے:
http://adabiatkade.rozblog.com/post/47
۵۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، وامق وعذرا: دوداستانیں، ص ۶۵ تا ۶۶
۵۰۶۔ ایضاً، ص ۶۵ تا ۶۶
۵۰۷۔ ایضاً، ص ۶۶

12۔ داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)

۵۰۸۔ ڈاکٹر محمد ریاض، داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)، مشمولہ: مجلّہ ''فنون''، ج: ۱، ش: ۱۵، سالنامہ ۸۱۔۱۹۸۰ء، مدیر: احمد ندیم قاسمی (لاہور: ۴۔ میکلوڈ روڈ، جنوری، فروری ۱۹۸۱ء)، ص ۶۳۹
۵۰۹۔ ایضاً، ص ۶۳۹

13۔ سہ ماہی فکر ونظر

۵۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی فکر ونظر (اندلس، خصوصی نمبر)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۸، جلد: ۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، سرما ۱۹۹۲ء)، ص ۴۲۷
۵۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص ۱۴۶
۵۱۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی ''فکر ونظر'' (اندلس، خصوصی نمبر)، ۴۲۷
۵۱۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۳۹۶/۱۰۴
۵۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی ''فکر ونظر'' (اندلس، خصوصی نمبر)، ۴۲۷

۵۱۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۹۸/۳۹۰

14۔امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کا دیباچہ غرۃ الکمال

15۔حضرت امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کے دواوین کے دیباچے

۵۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ج:۹۲، ش:۱۹۰، (لاہور: ادارہ ترقی ادب، مارچ ۱۹۷۷ء)، ص ۴۲ تا ۴۳

۵۱۷۔ ایضاً، ص ۴۳ تا ۴۵

۵۱۸۔ ایضاً، ص ۴۴ تا ۴۵

۵۱۹۔ ایضاً، ص ۴۶ تا ۴۷

محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی اردو، جلد:۵۲، شمارہ:۱، (کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء)، ص ۳۲ تا ۳۳

۵۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی اردو، ص ۳۳

۵۲۱۔ ایضاً، ص ۳۴

محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ص ۴۷

۵۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ص ۴۸

محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۵

۵۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ص ۴۹ تا ۵۰

محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۷ تا ۳۸

۵۲۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۴/۳۶۶ ۷

۵۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۵۱

محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۴۲

۵۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۵۱ تا ۵۳

۵۲۷۔ ایضاً، ص ۵۳ تا ۵۴

۵۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۵

۵۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۴۸

۵۳۰۔ امیر خسرو، غرۃ الکمال، مرتبہ: وزیر الحسن عابدی، (لاہور: نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، ۱۹۷۵ء)، ص ۴۲

۵۳۱۔ شبلی نعمانی، شعر العجم (حصہ دوم) (انڈیا: مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۳۳

۵۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۱

۵۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۴۱

امیر خسرو کے دیوان غرۃ الکمال کا فارسی دیباچہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا حوالہ نمبر ''ن ی ا/891.551'' ہے۔ اس کے علاوہ یہ درج ذیل ویب سائٹ پر بھی موجود ہے:

https://rekhta.org/ebooks/ameer-khusro-debacha-e-deewan-e-ghurratul-kamal-ebooks?lang=Ur

امیر خسرو کی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے مختلف مطبوعہ کتب درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہیں:

https://rekhta.org/Search/All?lang=3&q=امیر%20خسرو

16۔ حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ

۵۳۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ'' مقالہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، مدیر: ڈاکٹر سید معین الحق، جلد ۷، ش ۱، (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری ۱۹۷۰ء)، ص ۱ تا ۱۲

۵۳۵۔ ایضاً، ص ۱۲ تا ۱۷

۵۳۶۔ ایضاً، ص ۱۷ تا ۱۸

۵۳۷۔ ایضاً، ص ۲۰

ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۴۴

۵۳۸۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۲۳ تا ۲۴

ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۴۹

۵۳۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۳۴ تا ۳۵

ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۶۳

۵۴۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۷

۵۴۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۳۸

۵۴۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۴

ڈاکٹر سیدہ اشرف بخاری کا ترجمہ کتاب ''خلاصۃ المناقب'' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

۵۴۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۰

۵۴۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۲

۵۴۵۔ یہ کتاب ایران کے درج ذیل کتب خانوں میں موجود ہے:

کتابخانہ عمومی بحر العلوم، سازمان

کتابخانہ مرکزی مرکز اطلاع رسانی و دانشگاہ شاہد

کتابخانہ تخصصی پژوهشگاہ علوم و فرہنگ اسلام (دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم)

کتابخانہ دانشکدہ دامیزشکی دانشگاہ تہران

کتابخانہ مرکزی ومرکز اسناد دانشگاہ مازندران

کتابخانہ ایران شناس مجلس شوریٰ اسلامی

کتابخانہ ومرکز اطلاع رسانی آیت اللہ ایمانی دانشگاہ سلمان فارسی

کتابخانہ مرکزی دانشگاہ شہر کرد

۵۴۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۸

۵۴۷۔ ایضاً، ص ا

17۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب

۵۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷، (لاہور: ۶۹ شاہراہ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء) ص ۶

اس مضمون کی اشاعت کے قریباً پندرہ سال بعد فروری ۱۹۸۵ء کو اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور سے یہ مکاتیب ''حضرت شاہِ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوئے تھے۔

۵۴۹۔ ایضاً، ص ۶

۵۵۰۔ ایضاً، ص ۷ تا ۸

۵۵۱۔ ایضاً، ص ۸ تا ۹

۵۵۲۔ ایضاً، ص ۶

18۔بیدل

۵۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، بیدل (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۹ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، بہار ۱۹۹۲ء) ص ۳۲۲

۵۵۴۔ ایضاً، ص ۳۲۳ تا ۳۲۴

۵۵۵۔ محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، بار دوم، ۲۰۱۰ء) ص ۲۴۸

محمد اکرم، شیخ، رودِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ب ن، ۲۰۱۳ء) ص ۴۳۶؛ ۴۵۸ تا ۴۵۹

۵۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، بیدل (تبصرہ) ص ۳۲۳

۵۵۷۔ ایضاً، ص ۳۲۴

19۔مکتوبات ومواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

۵۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات ومواعظ مولانا رومی، مشمولہ: ماہنامہ ''الحق''، مدیر: سمیع الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، (صوبہ سرحد: دارالعلوم حنفیہ، اکوڑہ خٹک، اپریل ۱۹۷۹ء) ص ۵۰ تا ۵۷

۵۵۹۔ تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحفہ اثنا عشریہ، (کراچی: نور محمد کتب خانہ، آرام باغ)

یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مواعظ مولانا رومی'' کی مجلس دوم کا ترجمہ بھی کیا ہے جو کہ ماہنامہ ''الولی'' حیدر آباد بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

20۔ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

۵۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۵، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص ۳۲۵

۵۶۱۔ ایضاً، ص ۳۲۶

۵۶۲۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۵۶۳۔ ایضاً، ص ۳۲۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات ومواعظ مولانا رومی، ص ۴۳۴

۵۶۴۔ ایضاً، ص ۴۳۴

۵۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، ص ۳۲۵

۵۶۶۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۵۶۷۔ ایضاً، ص ۳۲۷

21۔سید جمال الدین افغانی، حیات وافکار

۵۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۶، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۹ء، مدیر: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال)، ص ۹۶ تا ۹۹

۵۶۹۔ ایضاً، ص ۹۵ تا ۹۹

۵۷۰۔ ایضاً، ص ۹۸

۵۷۱۔ ایضاً، ص ۹۸

۵۷۲۔ ایضاً، ص ۹۸

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

(فارسی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

(فارسی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ایران میں دورانِ قیام انہوں نے وہاں کے محققین، ادبا اور علما سے گہرے مراسم قائم کر لیے۔ انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی وادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔ اردو و فارسی زبان وادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان وادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے کی علمی وادبی نگارشات اور تہذیب وتمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔ اس ضمن میں انھوں بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات ومضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دیں۔ اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد چار ہے۔

(اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	اشاعت	صفحات
-01	توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلماناں جھان	اسلام آباد	ادارہ مطبوعات پاکستان	اول	1984ء	انعام یافتہ
-02	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)	لاہور	اقبال اکادمی	اول	1985ء	084
-03	کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1986ء	309
-04	کشف الابیات اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	175

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین ہے۔

(غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر	بار	اشاعت	صفحات
-01	احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی ایران	دوم	1999ء	563
-02	کتاب الفُتُوة (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)	لاہور	محکمہ اوقاف پنجاب	اول	1992ء	87
-03	کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی	اول	1977ء	155

اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف وتالیفات

01۔توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان
عواطف حب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)
و
مناقب اھلِ بیت اطھار (علیھم السلام)
در آثار
علامہ محمد اقبال

تصنیف وتالیف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : ادارہ مطبوعات پاکستان، صندوق پست ۱۱۰۲، اسلام آباد

اشاعت : بارندارد

صفحات : ۱۲۲

قیمت : ندارد

فہرست ومضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	پیشہ گفتاری پیرامون زندگی نامہ علامہ محمد اقبال	۵
۲۔	توصیہ ھایی اتحاد میان مسلمانان جھان در آثار علامہ محمد اقبال	۱۱
۳۔	عواطف حب ونعت حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) در آثار علامہ محمد اقبال	۶۹
۴۔	مناقب بدیع اھل بیت اطھار (علیھم السلام) در آثار علامہ محمد اقبال	۱۰۱

اس کتاب میں اتحاد مسلمانانِ جہان، جذبہ عشق ومحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مناقبِ اہلِ بیت اطہار کے بارے میں مختصر و جامع انداز سے افکارِ اقبال بیان کیے گئے ہیں۔

آغاز میں (صفحہ ۶ تا ۱۰ پر) علامہ محمد اقبال کے سوانح زندگی اور تصانیف کا مختصر ساذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد (صفحہ ۱۱ تا ۶۸ پر) علامہ اقبال کی منثور ومنظوم تصانیف سے متعدد حوالہ جات دے کر ''اتحاد مسلمانانِ جہان'' کے موضوع پر ان

کے افکار مدلل انداز سے پیش کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے متعدد مقالات ومضامین تحریر کیے۔(۱) انھوں نے اس ضمن میں لکھے گئے تمام مقالات ومضامین کے مفاہیم کو زیرِ تبصرہ فارسی مقالے ''**توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان**'' میں پیش کیا ہے۔

ماہِ نور، کراچی کی اشاعت نومبر ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال اور دنیائے اسلام'' شائع ہوا تھا۔ ان کا یہ مقالہ ''اقبال اور جہانِ اسلام'' کے عنوان سے ان کی کتاب ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) اور ''اقبال اور احترام انسانیت'' (مطبوعہ ۱۹۸۹ء) میں ''اقبال اور دنیائے اسلام'' کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''وطنیت، سببِ نفاق''، ''جمعیت مسلمین''، ''افغانستان''، ''اتھوپیا''، ''ایران''، ''ترکیہ''، ''فلسطین''، ''ممالکِ عرب'' اور ''مسلمانانِ برصغیر'' کے عنوانات کے تحت فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔

زیرِ تبصرہ فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا مقالے کے عنوانات سے ملتے جلتے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے فارسی کلام سے اشعار دے کر مسلمانانِ عالم کے اتحاد کے لیے علامہ اقبال کی فکری وعملی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس فارسی مقالے کے عنوانات درج ذیل ہیں:

''سید جمال الدین''، ''مسالہ وطنیت مسلمانان''، ''عناصر موافق وحدت''، ''نظری بہ گذشتہ مسلمانان''، ''اظہارِ نظر دربارۂ ممالک معاصر اسلامی''، ''ایران''، ''افغانستان''، ''ترکیہ''، ''مسلمانانِ عرب''، ''فلسطین''، ''کشور ایتوپی''، ''مسلمانانِ شبہ قارہ''، ''توصیہ ھایی علامہ اقبال درمورد اتحاد جہان اسلام''، ''پیغام بیداری واحیاء''

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے مختلف پیرائے میں، خصوصاً عقیدۂ توحید ورسالت کے حوالے سے تمام دنیا کے مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو باہمی اتحاد ویگانگت کا مظاہرہ کرنے اور مل کر باہمی اتحاد واتفاق سے عظمتِ رفتہ کے حصول کا درس دیا۔ انھوں نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ اقتصادی، سیاسی اور دفاعی شعبہ جات میں مل کر استحکام حاصل کریں تاکہ وہ استعماری طاقتوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ عصرِ حاضر کے سائنسی وفنی علوم میں مہارت حاصل کریں۔ اقوام متحدہ کی طرز پر اسلامی دولتِ مشترکہ بنائیں۔ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے اغیار کی (ذہنی، فکری، عملی، اقتصادی، سیاسی اور تمدنی) غلامی سے نجات حاصل کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق حریتِ فکر وعمل، باہمی اتحاد واتفاق اور اخوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر موثر انداز سے علامہ اقبال کا امتِ مسلمہ کو دیا گیا پیغامِ بیداری واحیاء پیش کیا ہے۔ فارسی مقالہ ''**عواطف حب ونعت حضرت رسول اکرم (ﷺ) درآثارِ علامہ محمد اقبال**'' قریباً ۳۲ صفحات (صفحہ ۶۹ تا ۱۰۰) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے چند ایک عنوانات کے تحت کلامِ اقبال سے حُبِّ نبوی ﷺ سے متعلقہ اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال مخلص وصادق عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ اسی جذبے کی بدولت انھیں فکری وروحانی معراج حاصل ہوا۔ اسی جذبے کی بدولت ان کے اعمال کو شرفِ قبولیت عامہ وتامہ حاصل ہوا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت اظہارِ خیال کیا ہے:

''وفورِ عشق''، ''مثنوی ھای اسرار و رموز''، ''جاوید نامہ''، ''مثنوی مسافر''، ''ذوق وشوق''، ''مثنوی پس چہ باید کرد''، ''ارمغانِ حجاز''۔

مقالے کی ابتدا میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عشقِ نبوی ﷺ کی اہمیت بیان کی ہے۔اس کے بعد علامہ اقبال کے جذبہ عشقِ نبوی ﷺ کی کیفیت بیان کی ہے۔بعد ازاں ان کے کلام سے عشقِ نبوی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ سے متعلقہ اشعار دیے ہیں۔مقالے کا اختتامیہ بھی جو کہ حاصل کلام پر مشتمل ہے بہت متاثر کن ہے۔بطورِ نمونہ مقالے کے ابتدائیہ اور اختتامیہ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

ابتدائیہ

''عشق ومحبت رسول خدا حضرت محمد ﷺ برای ھمہ مسلمانان واجب است، در قرآن مجید واحادیث رسول (ﷺ) وارد است کہ ادعای اسلام کسانی معتبر است کہ پیغامبر اسلام را بیش از ھر چیز دنیا دوست دارند، خداوند متعال می فرماید کہ مدعیان محبت خدا باید نخست با رسول خدا محبت بنورزند (۱)۔از نظر معنی اطاعت خدا ومتابعت رسول یکی است (۲) مومنان کسانی می باشند کہ حکمیت ومیانجی گری رسول (ﷺ) را در سایر امور از اعماق قلب قبول دارند (۳) در حدیث رسول (ﷺ) آمد است کہ مومنان واقعی باید از ھر چیز مادی ومعنوی دنیا پیغامبر اکرم (ﷺ) را بیشتر دوست داشتہ باشند ،اھمیت محبت رسول (ﷺ) توجیھی نمی خواھد ۔پیغامبر ما محسن عالم انسانی است ۔اور حمۃ للعالمین است و رموز خشنودی رب العالمین را بہ ما عرضہ نمودہ است۔

ولذا اگر مسلمانان ھم احسانات ومنن او را از قلب وجگر قبول داشتہ باوی محبت وعشق صمیمانہ نورزند، این امر ناسپاسی تلقی خواھد گردید ودعوی ایمان ناسپاسان را ھیچ کس قبول نخواھد داشت، پس کسی کہ خداوند متعال وفرشتگان برای وی درود و سلام می فرستند (۴)، برای مسلمانان ھم واجب است کہ طبق امر آفرینندہ، بروی درود وسلام بفرستند ومقام والاتر از ھمہ او را توصیف بنمایند۔''

پاورقی حاشیہ: ۱ تا ۴: قرآن مجید بالترتیب ۲:۳۱، ۴:۸۰، ۴:۶۵ و ۳۳:۵۶ (۲)

اختتامیہ

''عواطف حب وعشق رسول (ﷺ) در آثار منظوم ومنثور اقبال بسیار مشروح است ولی مختصری از آنھا در این قسمت بر شمردہ شد، اقبال در ھمہ وھلہ ھا فقط با رسول محبوب خود حرفھای آشکار می زدہ بلکہ او سایر مشکلات خویش را بہ حضور رسالت مآب (ﷺ) عرضہ می داشتہ است، بنظر علامہ اقبال ادعای ایمان تنھا کسانی معتبر است کہ پیغامبر اکرم اسلام را از ھر چیز مادی ومعنوی دنیا بیشتر دوست داشتہ باشند۔یک حدیث قدسی است ''**لولاك لما خلقت الافلاك**''۔اقبال از این حدیث ھم معانی بدیع آفریدہ (یک دوبیتی در ذیل نقل گردیدہ) است۔

دوبیتی:

بہ جوھر چون ز نور پاک باشی فروغ دیدۂ افلاک باشی
ترا صید زبون افرشتہ و حور کہ شاھین شہ لولاک باشی

''ھمہ جھان میراث مرد مومن است ولی کسی کہ صاحب لولاک نیست، مومن نمی باشد''

''ھمہ عالم میراث مرد مومن است، نکتہ لولاک، در این بابت حجت کلام من است۔''

پاورقی حواشی:

☆ علامہ اقبال تبعاً با عاشقان نامی رسولؐ مانند حضرت بلالؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت اویس قرنیؓ، حضرت مالک بن انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم احترام میگزارد و موافقیتھای عاشقانہ آنان را با دیدۂ رشک می نگریستہ است۔

☆ ترجمہ منظوم دو بیتی اردوی ''بال جبریل'' ترجمہ یک دو بیتی دیگر این کتاب بدین قرار است:

ترا اندیشہ افلاکی نگشتہ ترا پروازی لولاکی نگشتہ
ھمی دانم کہ در گوھر عقابی بچشمان تو بیباکی نگشتہ (۳)

زیرِ تبصرہ کتاب میں شامل تیسرا مقالہ **''مناقب بدیع اھل بیت اطھار (ع)''** قریباً ۲۲ صفحات (صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۲) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت کلام اقبال سے مناقب اہلِ بیت سے متعلقہ اشعار پیش کیے ہیں:

''حضرت علی (علیہ السلام)''، ''حضرت فاطمۃ الزھرا (سلام اللہ علیہا)''، ''مناقب حسنین (علیہما السلام)''، ''امام زین العابدین (علیہ السلام) اور امام جعفر صادق (علیہ السلام)''۔

عشقِ نبوی ﷺ کا لازمی تقاضہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی اولاد پاک سے بھی محبت کی جائے۔ علامہ اقبال، اہل بیت سے بھی شدید محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں علامہ اقبال کے اہلِ بیت کے مناقب میں کہے گئے اشعار کے حوالہ سے حُبِ اہلِ بیت سے متعلقہ ان کے نہایت قابلِ قدر جذبات و افکار متعارف کرائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے تینوں مقالات کے پاورق میں حوالہ جات و حواشی دیے ہیں اور کتبِ مراجع کی فہرست بھی دی ہے۔ علمی و ادبی لحاظ سے ان کے یہ مقالات نہایت اہم موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام مقالات کے مندرجات مدلل ہیں اور ان کی مدد سے ان موضوعات کے بارے میں اچھی طرح تفہیم حاصل ہوتی ہے۔

02۔حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال

تصنیف وتالیف : میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ
تدوین وپیشکش : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
اشاعت : باراول، فروری ۱۹۸۵ء
صفحات : ا۔ہ (۳+۸۴)=۸۷
قیمت : ۲۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
	تعارف	
	مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۱)	
الف	بنام سلطان قطب الدین، مرقوم از پاخلی	۶
ب	بنام نورالدین جعفر بدخشی	۱۰
ج	از پاخلی، بنام محمد خوارزمی	۱۱
د	بنام سلطان طغان شاہ	۱۴
ھ	بنام شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان	۱۷
و	بنام سلطان غیاث الدین	۲۷
ز	بنام ملک شرف الدین خضر شاہ	۳۴
ح	بنام میرزادہ میرکا	۳۸
ط	بہ مخاطبین نامعلوم	۳۹
	۱۔ درتوضیح حقیقت ذکر	۳۹
	۲۔ درتعزیہ وتسلیہ	۴۱
	۳۔ درمعرفی ارادت مندی بیکی از امراء	۴۲
	۴۔ درصبری وشکیبائی بررنجوری	۴۳
	حواشی	۴۳
	مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۲)	۴۷

نمبر عنوانات	صفحہ
مکتوب ہشتم، در وصول	۴۸
مکتوب نہم، در تصفیہ باطن	۵۲
مکتوب دھم، در رضا بر بلا	۵۴
مکتوب یازدھم، در شریعت وطریقت وحقیقت	۵۷
مکتوب دوازدھم، در استقامت و مردانگی	۶۰
مکتوب سیزدھم، در عیب ھا و بلا ھای دنیا	۶۲
مکتوب چہاردھم، در معرفت و بیچارگی عقل	۶۴
مکتوب پانزدھم، در ترکِ دنیا	۶۶
مکتوب شانزدھم، در توبہ	۷۰
مکتوب ھفدھم، در نیت	۷۳
مکتوب ھیجدھم، در بندگی	۷۶
مکتوب نوزدھم، در احکام وافعال خداوند	۸۲
توضیحات (۴)	۸۴

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ علی ثانی، حواریٔ کشمیر اور شاہِ ہمدان، وادی جموں وکشمیر اور اس کے نواحی علاقوں کے بہت بڑے مبلغ اسلام تھے۔ وہ عربی و فارسی کے بہت بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ ان کا انتقال ۷۸۶ھ/۱۳۸۵ء میں ہوا تھا۔ وہ علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی محبوب شخصیات میں سے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں انوارِ اقبال (صفحہ ۸۵)، گفتارِ اقبال (صفحہ ۱۷۵) اور جاوید نامہ (حصہ آنسوئے افلاک) میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ جاوید نامہ اور گفتارِ اقبال میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کے حوالے سے خلافتِ انسانی، روح وبدن کے رابطے، حریت اور حکمتِ خیر وشر وغیرہ کے موضوعات پر بحث کی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''تعارف'' میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال اور شاہِ ہمدان کے فکری روابط کے بارے میں، انھوں نے ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے عنوان سے دو مقالے لکھے تھے جو پہلے تو ''اقبال ریویو'' (جنوری ۱۹۶۹ء) اور مجلّہ ''اقبال'' (۱۹۷۲ء) میں الگ سے شائع ہوئے اور بعد میں یہ دونوں مقالے کتابی صورت میں ''اقبال اور شاہِ ہمدان'' کے عنوان سے ہی اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے۔ (۵)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض زیر جائزہ کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، ''رسالہ فتوتیہ'' اور ''مشارب الاذواق'' ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی'' تہران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے

مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہوسکتے ہیں۔ میں محترم ڈاکٹر وحید قریشی کا ممنون ہوں جنھوں نے اقبال شناسی سے واضح طور پر مربوط ایسے رسائل کو اکادمی کی طرف سے شائع کرنے کے خیال کو پسند فرمایا۔''(۶)

''تعارف''اور خصوصاً مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ زیرِ جائزہ کتاب کا مسودہ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے موضوع پر مبنی ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مقالات، حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے اکتیس مکتوبات اور ان کے دو رسائل (رسالہ فتوتیہ' اور مشارب الاذواق) پر مشتمل تھا۔ مکتوبات اور رسائل ڈاکٹر محمد ریاض نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیے اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی'' تہران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں شائع کرائے تھے۔ چونکہ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور ان رسائل کے معدوم ہونے کا امکان تھا، اس لیے ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال شناسی سے مربوط ان مکتوبات ورسائل کو شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مجموعہ مرتب کر کے انھیں ارسال کر دیا۔

۲۔ کتاب کے عنوان اور ''تعارف'' کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ''تعارف'' کے مندرجات میں کچھ تحریف کی گئی ہے۔ کتاب کے عنوان ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' سے اور ''تعارف'' کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعے میں حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور دو رسائل کے علاوہ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے مقالات بھی شامل تھے جنھیں شاملِ اشاعت نہیں کیا گیا اور کتاب کا عنوان تبدیل کیے بغیر صرف مکتوبات ہی شائع کر دیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں شامل ان کی درج ذیل تحریر سے بھی راقم الحروف (مقالہ نگار) کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ''آفاقِ اقبال'' میں شامل اپنے مقالے ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے آخر پر لکھتے ہیں:

> ''شہ ہمدان پر یہ مقالہ (اقبال اور شاہ ہمدان) میں نے اس مسودے کے ساتھ بھیجا تھا جو اقبال اکادمی نے ۱۹۸۵ء میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کتابچے کے ۹ صفحے ہیں۔ دو صفحے کا میرا مقدمہ ہے اور ۳۲ مکاتیب۔ یہ مقالہ اور دو رسالے ندارد۔ مجبوراً میں نے مقالہ یہاں شامل کر دیا...... ''(۷)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ'' میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' اور ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں ''آفاقِ اقبال'' پر تبصرہ تحریر کیا ہے مگر شاید مذکورہ بالا شواہد سے لاعلم ہونے کی وجہ سے یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کی تالیف ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودہ و متن میں تحریف و تلخیص کی وجہ بیان نہیں کی اور ان امور کی نشاندہی نہ کر پائے جن کی بدولت کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کا عنوان اس کے مندرجات و مشمولات سے انصاف کرتا نظر نہیں آتا۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات پیشِ خدمت ہیں۔

> ''..... ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' ..... میں مؤلف نے کئی مخطوطات کی بنیاد پر شاہ ہمدان کے فارسی مکاتیب کو بعض توضیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ دیباچے میں مرتب نے بتایا ہے کہ پیشِ نظر کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل ''مشارب الاذواق'' اور رسالہ ''فتوتیہ'' بھی شامل کیے جا رہے ہیں، غالباً مذکورہ رسائل بوقتِ طباعت شامل نہیں ہو سکے۔ کتاب صرف مکاتیب پر مشتمل ہے۔''(۸)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا فرمانا بجا ہے کہ ''اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے'۔ دیباچے کے مطالعے کی بدولت وہ اس امر سے آگاہ ہو گئے تھے کہ اس کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل ''مشارب الاذواق' اور رسالہ ''فتوتیہ'' شامل کیے جا رہے ہیں۔ مگر انھوں نے اس امر کی تحقیق ضروری نہیں سمجھی کہ مذکورہ رسائل ''بوقتِ طباعت کیوں شامل نہیں ہو سکے' یا ''انھیں کیوں شاملِ طباعت نہیں کیا گیا''۔

''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''آفاقِ اقبال' پر تبصرے میں لکھتے ہیں:

> ''آفاقِ اقبال'' میں بارہ مقالات شامل ہیں۔ ''اقبالؔ اور شاہ ہمدان'' اور ''اقبال اور ابنِ حلاّج'' سیر حاصل اور مفصل ہیں اور نسبتاً زیادہ تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں۔ ''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبالؔ میں' ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں' اور کلامِ اقبالؔ کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔ بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں، حالانکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی، یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے، اور اقبالؔ سے مصنف کی گہری وابستگی اور کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کا شاہد ہے۔''(۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی گراں قدر تصانیف ان کی وسیع النظری، باریک بینی اور اعلیٰ تحقیقی وتنقیدی شعور کا بین ثبوت ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے نہایت توجہ اور باریک بینی سے مطالعہ کر کے ''آفاقِ اقبال' کے مندرجات اور مشمولات پر رائے دی ہے۔ **غالباً اس مجموعہ مضامین میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے آخر پر ''استدارک'' کے ذیلی عنوان سے دی گئی ڈاکٹر محمد ریاض کی وہ عبارت ان کی نظر میں نہ آسکی جس میں انھوں نے اپنی کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودے کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا چند ایک جملوں میں ذکر کیا ہے۔**

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباس نے اپنے مقالے ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تالیف ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کا نہایت مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتی ہیں:

> ''یہ کتاب ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:
>
> یہ بات بالکل واضح ہے کہ علامہ اقبال حضرت شاہ ہمدان کے افکار کے مداح تھے اور ان کی اکثر کتب و رسائل علامہ ممدوح کی نظر سے گزرے تھے۔ اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی''، ایران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔
>
> اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے۔''(۱۰)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے کتاب کے جائزے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے ''تعارف'' میں سے ایک اقتباس

تحریر کیا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اس اقتباس میں دیے گئے ایک جملے کی مدد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کاوش کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''مجھے امید ہے کہ حضرت شاہ ہمدان کے یہ رسائل اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے عمق پر روشنی ڈال سکیں گے۔''(۱۱)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی اس جملے کو توسیع دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

''اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے''۔(۱۲)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی توجہ اس کتاب کے عنوان اور اس میں شامل متن کی طرف نہ ہوسکی جس وجہ سے انھوں نے اپنے مضمون میں اس امر کی طرف توجہ نہیں دلائی ہے کہ اس کتاب میں ''رسالہ فتوتیہ'' اور ''مشارب الاذواق'' شامل نہیں ہیں اور نہ ہی اقبال اور شاہ ہمدان کے فکری تقابل اور اشتراک کے بارے میں اس کتاب میں کوئی تحریر دی گئی ہے۔

''تعارف'' میں مذکور ہے کہ زیر جائزہ کتاب حضرت شاہ ہمدان کے ''اکتیس'' حق آموز مکاتیب پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے، اس کتاب کے پہلے حصے میں میر سید علی ہمدانی کے ۱۹ مکاتیب دیے گئے ہیں۔ ان میں سے چار مکاتیب کے مخاطبین نامعلوم ہیں۔ دیگر پندرہ مکاتیب میں سے سلطان قطب الدین، نور الدین جعفر بدخشی، محمد خوارزمی اور سلطان طغان شاہ میں سے ہر ایک کو دو، دو خطوط، سلطان غیاث الدین کو ۴ خطوط اور ملک شرف الدین خضر شاہ اور میرزادہ میر میں سے ہر ایک کو ایک، ایک خط لکھا گیا ہے۔ پہلے حصے کے مکاتیب کا متن صفحہ نمبر ۳ تا ۴۳ پر دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۴۳ تا ۴۵ پر حواشی دیے گئے ہیں۔

حصہ دوم میں (صفحہ نمبر ۴۷ تا ۸۳ پر) بارہ مکتوبات (مکتوبات ہشتم تا مکتوبات نوزدھم) دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ پہلے سات مکتوبات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے، تاہم وہ ایک دن ضرور دستیاب ہو جائیں گے اور شاملِ اشاعت کر دیے جائیں گے۔(۱۳)

صفحہ نمبر ۸۴ پر توضیحات'' کے عنوان سے حصہ دوم کے حواشی و حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ماہنامہ ''ادبی دنیا'' کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''اب تک شاہ ہمدان کے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی میں) راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں جن کی مختصر صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ وادیٔ جموں و کشمیر کے مقتدر بادشاہ قطب الدین شاہمیری (۷۷۵۔۷۹۶ ہجری) کے نام ایک خط۔

۲۔ بدخشاں اور بلخ کے حاکم سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان کے نام دو خط

۳۔ پاغلی کے حکام غیاث الدین اور علاؤ الدین کے نام بالترتیب تین اور ایک خط

۴۔ کونار کے حاکم سلطان طغان خان کے نام تین خط۔

۵۔ مولانا نورالدین جعفر رستاق بازاری بدخشی (متوفی ۷۹۷ھ) کے نام چار خط۔

۶۔ مولانا محمد خوارزمی کے نام ایک خط

۷۔ میرزادہ میر (ان کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں) کے نام ایک خط۔ باقی سات خطوط کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔(۱۴)

متذکرہ بالا مضمون اور زیرِ جائزہ کتاب میں مختلف مکتوب الیہم کو لکھے گئے مکتوبات کی تعداد میں کچھ فرق ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے درج ذیل جدول سے مدد مل سکتی ہے:

نمبر شمار	مکتوب الیہم	(۱)	(۲)	(۳)	(۴)
	سلطان قطب الدین	۱	۱	۲	۲
	نورالدین جعفر بدخشی	۴	۴	۲	۴
	محمد خوارزمی	۱	۱	۲	۱
	سلطان طغان شاہ	۳	۳	۲	۳
	شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان	۲	۲	۱	۲
	سلطان غیاث الدین وسلطان علاؤالدین	۳+۱	۴	۴	۳+۱
	ملک شرف الدین خضر شاہ	×	×	۱	×
	میرزادہ میر	۱	۱	۱	۱
	نامعلوم مخاطبین	۱۵	۷	۱۶	۵
		۳۱	۲۳	۳۱	۲۲

مندرجہ بالا جدول کے کالم نمبر ۱ میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالہ محررہ ۱۹۶۸ء، کالم نمبر ۲ میں ان کے مضمون محررہ ۱۹۷۱ء، کالم نمبر ۳ میں زیرِ جائزہ کتاب ''میر سید علی ہمدانی، شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ'' اور کالم نمبر ۴ میں سیدہ اشرف ظفر کے پی ایچ ڈی کے مقالہ محررہ ۱۹۷۲ء سے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ مضمون میں، زیرِ جائزہ کتاب کے حصہ اول میں منقول تمام مکتوب الیہم کا، سوائے ملک شرف الدین خضر شاہ کے، ذکر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں غور طلب بات یہ ہے کہ مضمون محررہ (۱۹۷۱ء) میں نورالدین جعفر بدخشی کے نام ۴ مکاتیب، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ مکاتیب اور شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان کے ۲ مکاتیب کا ذکر ہے جبکہ زیرِ جائزہ کتاب مطبوعہ (فروری ۱۹۸۵ء) میں نورالدین جعفر بدخشی کے نام ۴ کے بجائے ۲ مکاتیب، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ کے بجائے ۲ اور شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان کے نام ۲ کے بجائے ایک (۱) مکتوب دیا گیا ہے۔ اس طرح دیگر مکتوب الیہم (سلطان قطب الدین اور محمد خوارزمی) کے نام سے ایک، ایک کے بجائے دو، دو مکاتیب شاملِ اشاعت کیے گئے ہیں۔ مختلف مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے خطوط کی تعداد میں اختلاف کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کسی بھی تحریر میں وضاحت نظر نہیں آتی۔

زیرِ جائزہ کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے حصہ اول ''مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۱)'' میں ۱۹

مکتوبات دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان میں سے چند ایک مکاتیب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو کہ ''حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کی جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اردو ترجمے میں بھی مکتوبات کی دی گئی ترتیب وتعداد کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' میں مکتوبات کی دی گئی ترتیب وتعداد کے مطابق ہے اگرچہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کسی تحریر میں اس امر کی وضاحت نہیں کی مگر ان کی بعد کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ مضمون ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' مطبوعہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء میں مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے خطوط کی دی گئی تعداد درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [با شش رسالہ از وی]'' (۱۹۶۸ء) کے باب دوم، ''آثار میر سید علی ہمدانی'' میں ذیلی عنوان ''مکتوبات امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے ۳۱ مکتوبات کا ذکر کیا ہے انھوں نے مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے ۱۶ اور نامعلوم مکتوب الیہم کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ (۱۵)

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے اردو ترجمے (۱۹۷۲ء) میں ''مکتوباتِ امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے قریباً ۲۲ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے متذکرہ مکتوب الیہم اور ان کو لکھے گئے مکتوبات کی تعداد قریباً برابر ہے۔ انھوں نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶)

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے مقالے میں دی گئی فہرست کتابیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے کا ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ سیدہ اشرف ظفر نے ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالہ کو پیش نظر نہیں رکھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعد میں بھی سید علی ہمدانی کے آثار پر تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا اور میر سید علی ہمدانی کے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے مکتوبات دریافت کر کے ان کا متن شائع کرایا۔ انھوں نے اپنی مختلف تحریروں اور اپنی دریافت کا سفر واضح انداز سے بیان نہیں کیا جس وجہ سے میر سید علی ہمدانی کے مکاتیب کی تعداد کے ضمن میں ابہام پیدا ہو گیا جس کی نشاندہی کے لیے اور اس ضمن میں مزید تحقیق طلب پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے مذکورہ بالا داخلی وخارجی شواہد سپرد قلم کیے گئے ہیں۔

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان مکتوبات میں عوام اور خواص کو پند وو عظ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ان کے موثر طرزِ تحریر اور طرزِ بیان کی بدولت ہزاروں بلکہ لاکھوں گم کردہ راہ نے ہدایت پائی۔ علمِ دین، علمِ تصوف، علمِ فقہ، فارسی زبان وادب اور اسلامی تہذیب وتمدن کی اصلاح وبقا کے سلسلے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران، تاجکستان، کشمیر اور پاک وہند کے دیگر خطوں کے رہنے والے مسلمانوں اور انسانوں کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی گراں قدر نگارشات کی مدد سے ان تمام علاقوں میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ افراد کو آگاہ کرنے کے لیے کئی کتابیں، مقالات ومضامین لکھے اور کانفرنسوں کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔ زیرِ جائزہ کتاب بھی اس ضمن میں نہایت اعلیٰ اور گراں قدر، علمی وادبی پیشکش ہے۔ اس ضمن میں تحقیق کے دروازے کھلے ہیں اور اہلِ ذوق کو دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

03۔ کتاب شناسی اقبال

تالیف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
تدوین وتصحیح واضافات وانتشار : مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد
سخن مدیر : مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان
اشاعت : ۱۴۰۶ھ/ق ۱۳۶۳ھ/ش ۱۹۸۶م
صفحات : (۱۹)+۳۰۹

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
سخن مدیر	الف تا د
پیش گفتار	ھ۔و
مختصری از زندگی نامۂ اقبال	ز۔ط
علائم اختصاری واصطلاحات	ی
باب اول	
کتاب شناسی اقبال درزبان اردو	۱۔۱۰۳
کتاب شناسی اقبال درزبان انگلیسی	۱۰۴۔۱۱۹
مقالات مربوط بہ اقبال درزبان انگلیسی	۱۲۰۔۱۲۴
کتاب شناسی اقبال درزبان فارسی	۱۲۵۔۱۲۸
کتاب شناسی اقبال درزبان ھای دیگر	۱۲۹۔۱۳۳
شمارہ ھای مخصوص مجلّات دربارۂ اقبال	۱۳۴۔۱۴۴
رسالہ ھای فوق لیسانس ودکتری دربارۂ اقبال	۱۴۵۔۱۴۹
باب دوم	
آثار اقبال	
الف۔ آثار منظوم	
(دردفتر ھای جداگانہ)	
آثار فارسی	۱۵۱۔۱۵۴
آثار اردو	۱۵۴۔۱۵۷

عنوان	صفحہ
کلیات فارسی	۱۵۸۔۱۶۰
کلیات اردو	۱۶۰۔۱۶۱
منظومہ ھای خارج از کلیات	۱۶۱۔۱۶۳
متفرقات شعر اقبال	۱۶۳۔۱۶۷
مجموعہ ھای کشف الابیات	۱۶۸۔۱۷۰
ب۔ آثار منثور اقبال	
آثار مستقبل	۱۷۲۔۱۷۴
مقالات وسخرانیھا وبیانات	۱۷۴۔۱۷۸
مکتوبات ونامہ ھای اقبال	۱۷۹۔۱۹۳
کتب تدوین شدہ بہ وسیلہ اقبال	۱۹۴۔۱۹۶
باب سوم	
شرح ھای کلام منظوم اقبال	۱۹۸۔۲۰۴
باب چھارم	
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ اردو	۲۰۵۔۲۱۰
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ انگلیسی	۲۱۰۔۲۱۵
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ فارسی	۲۱۶
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ آلمانی وایتالیائی و......	۲۱۷۔۲۱۹
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ پنجابی	۲۱۹۔۲۲۰
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ بلوچی وبنگالی وترکی و......	۲۲۰۔۲۲۶
ضمیمہ	
تعدادی از دیگر آثار مربوط بہ اقبال شناسی	۲۲۸۔۲۳۳
فہرست نام کسان	۲۳۴۔۲۶۹
نام ھای کتاب ھا ومجلّات وتعدادی از مقالہ ھا	۲۷۱۔۲۹۸
INDEX	I-IV
مستدرا کات واضافات واصلاحات (۱۷)	۲۹۹۔۳۰۹

جیسا کہ مندرجہ بالا فہرست سے ظاہر ہے، اس کتاب میں اقبالیات سے متعلقہ اردو، انگریزی، فارسی، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین کے بارے میں کوائف پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب چار ابواب

پر مشتمل ہے۔سخن مدیر، پیش گفتار، علامہ محمد اقبال کی زندگی کے اہم واقعات اور تصانیف کے مختصر تذکرہ کے بعد مخففات اور اصطلاحات کی فہرست دی گئی ہے۔

باب اول میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت اور افکار وتصورات پر مختلف زبانوں (خصوصاً اردو، انگریزی، فارسی) میں لکھی گئی کتب، مقالات ومضامین اور مجلّات کے مخصوص شماروں کے بارے میں مختصر اور بعض صورتوں میں توضیحی حوالہ جات دیے گئے ہیں۔عموماً ہر حوالہ کتاب کے عنوان، مصنف، مرتب یا مترجم کے نام، ناشر، اشاعت اور ضخامت پر مشتمل ہے۔ اس ضمن میں چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ اقبال همه از احمد نبی خان طبع کراچی ۱۹۸۰م ص ۵۸ (اطلاعات عمومی دارد)

☆ اقبال وعلمای پاکستان وهند از اعجاز الحق قدوسی اکادمی اقبال لاهور ۱۹۷۷م ص ۲۰+۵۰۵۔تذکرۂ علمائی است که در آثار اقبال مذکور افتاده اند یا اقبال من حیث معاصر با آنان معاشرت یا مکاتبت داشته است، مانند: حضرت شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی، ملا محمود جونپوری، ملا عبدالحکیم سیالکوتی، قاضی محبت الله بهاری، حافظ امان الله بنارسی، شاه عاشق حسین، شاه ولی الله، شاه اسمعیل، مولانا نور السلام رامپوری، مولانا شبیر احمد عثمانی، حبیب الرحمٰن شروانی، سید سلیمان ندوی، مسعود عالم ندوی، اسلم جیراجپوری واحمد علی لاهوری وغیره۔

☆ اقبال ودور خلافت راشده از بلیغ الدین جاوید، ادارۂ انتخاب ادب خیابان ایبک لاهور ۱۹۷۸م ص ۱۱۲۔ (۱۸)

حوالہ جات کے ساتھ توضیحات بالالتزام نہیں دی گئیں۔ جہاں کہیں فاضل مرتب کو ضرورت محسوس ہوئی انھوں نے کتاب یا مضمون کے بارے میں مختصر سا تعارف دیا ہے۔انھوں نے اختصار کے پیش نظر تمام حوالہ جات کے ساتھ تعارف یا تبصرہ شامل نہیں کیا۔

باب دوم ''آثارِ اقبال'' میں علامہ اقبال کے مطبوعہ منظوم ومنثور آثار کی اشاراتی وحوالہ جاتی کتب (کشف الابیات، کشف المکاتیب) کے بارے میں حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

باب سوم میں علامہ محمد اقبال کے کلام پر لکھی گئی شروح کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

باب چہارم میں آثارِ اقبال کے اردو، انگریزی، فارسی، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھے گئے تراجم کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

''ضمیمہ'' میں اقبال شناسی سے متعلقہ چند دیگر کتب کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔اس کے بعد شخصیات اور کتب و مجلّات اور مقالات کے ناموں پر مشتمل اردو اشاریہ دیا گیا ہے۔اردو اشاریے کے بعد انگریزی زبان میں لکھی ہوئی کتب کا انگریزی زبان میں اشاریہ (Index) دیا گیا ہے۔

کتاب کے آخری دس صفحات (صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۹) پر ''مستدرکات واضافات واصلاحات'' کے عنوان سے اغلاط نامہ دیا گیا ہے۔

''کتاب شناسی اقبال'' اقبالیاتی ادب کے حوالہ جات پر مشتمل پہلی فارسی ببلوگرافی ہے۔اسے ڈاکٹر محمد ریاض نے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی فرمائش اور تقاضے پر مرتب کیا تھا۔انھوں نے جب یہ مسودہ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں پیش کیا تو مدیر مرکز کو اس مسودے میں اغلاط نظر آئیں اور انھوں نے اسے تدوین وتصحیح کے بعد طبع

کرالیا۔اس ضمن میں مرکز تحقیقات کے مدیر لکھتے ہیں:

''یہ تالیف اغلاط سے پُر ہے۔نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر۔مسودہ نہایت بدخط اور ناخوانا۔ختمہ (فل سٹاپ) اور جملہ بندی کے بنیادی قواعد کی طرف معمولی توجہ بھی نہیں دی گئی۔حشو وزوائد اور مکررات کی کثرت ہے۔اس میں وہ نظم وترتیب بھی نہیں، جو ہر کتابیات سے استفادے کی اولین شرط ہوتی ہے۔وقت تنگ تھا، اور کانگریس میں پیش کرنے کے لیے کوئی نئی کتابیات تیار کرانا ممکن نہ تھا۔پھر دوسروں کے کام کے بارے میں بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس سے بہتر ہوگا۔ ناچار اسی تالیف کو انتہائی جاں گسل محنت اور اس کی چند خامیوں کو دور کرنے کے بعد طباعت کے لیے بھیج دیا گیا۔''

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی زیرتبصرہ کتاب ''کتاب شناسی اقبال'' کا مختصراً تعارف کرانے کے بعد اس کی کچھ کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

۱۔ حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔

۲۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔

۳۔ بعض حوالے مختصر ہیں اور بعض توضیحی۔انگریزی، فارسی اور بعض پنجابی کتابوں کے اصل عنوانات (Titles) بھی درج ہیں، لیکن اردو کتابوں کے ناموں کے بجائے صرف ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔یہ امر خاصی الجھن کا باعث ہے۔

۴۔ یہ کتاب اغلاط سے پُر ہے۔(۱۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مدیر مرکز تحقیقات کے عذرِ اغلاط کو غلط قرار دیا اور واضح الفاظ میں لکھا کہ اگر وہ مسودے کے معیار سے مطمئن نہیں تھے تو اسے شائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ناشر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسودہ نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع کرے یا پھر اسے شائع ہی نہ کرے۔ناشر نے اغلاط سے پُر مسودہ شائع کر کے مرتب کو بھی رسوا کرنے کی کوشش کی۔

''کتاب شناسی اقبال'' پر مدیر مرکز تحقیقات اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات سے کلی اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ مدیر مرکز تحقیقات کے تنقیدی جملے ''(کتاب شناسی اقبال کی) نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر'' سے دو تاثرات ملتے ہیں۔

۱۔ پہلا تاثر یہ ملتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض درست فارسی نثر نہیں لکھ سکتے تھے۔یہ تاثر غلط ہے کیونکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے تہران یونیورسٹی، ایران سے فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی تھی۔ان کا مقالہ بھی فارسی میں تھا۔ان کی متعدد کتب مقالات اور مضامین اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ فارسی زبان وادب میں مہارت رکھتے تھے۔وہ فارسی زبان میں لکھنے کے علاوہ فارسی بول چال میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

۲۔ دوسرا تاثر یہ ملتا ہے کہ مسودہ کی تحریر درست نہیں تھی۔اسے پڑھنے اور اس کی تصحیح کرنے میں دشواریاں حائل تھیں۔ اس امر سے کسی حد تک اتفاق کیا جاسکتا ہے۔کیونکہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال وآثار کے بارے میں لکھے گئے مقالات ومضامین اور ان کے رفقائے کار اور احباب کے انٹرویوز سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے رفقا کو مقالات ومضامین املا کروادیتے تھے اور ان سے مقالات ومضامین کاپی بھی کروالیتے تھے۔بعض اوقات شدید مصروفیات کی وجہ سے نظر ثانی کا کام بھی مدیر یا پبلشر کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔اس لیے بعض اوقات ناقص املا والے یا ناقص کاپی کیے ہوئے مقالات ومضامین اشاعت کے لیے بھیج دیے جاتے تھے۔اس کتاب کے

سلسلے میں بھی ناقص املا کا مسئلہ قرین قیاس ہے۔(۲۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے ''کتاب شناسی اقبال'' پر انتقادات سے دوطرح کے تاثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔انھوں نے یہ بات واضح نہیں کی کہ یہ بے ترتیبی اور تکرار کس حد تک پائی جاتی ہے۔ان کے تبصرے سے عمومی تاثر یہ ملتا ہے کہ تمام کتاب میں بے ترتیبی اور تکرار پائی جاتی ہے۔راقم الحروف نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔اس میں بعض مقامات پر اکا دکا بے ترتیبی یا تکرار نظر آتی ہے۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کتاب شناسی کے کام سے طبعی مناسبت نہیں رکھتے تھے۔راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیاتی ادب سے متعلقہ بہت زیادہ باخبر اور آگاہ تھے۔وہ مطالعہ کے ذریعے اور اپنے پاکستانی، ہندوستانی، ایرانی، افغانی اور بعض دیگر ممالک میں مقیم ریسرچ سکالرز، علماء و ادبا سے روابط کی وجہ سے اردو، فارسی اور اقبالیات سے متعلقہ نئی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے اور اکثر کتب تک رسائی حاصل کر کے ان کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔وہ اندرونِ ملک و بیرونِ ملک سفر کے دوران کتابوں کی نمائشوں میں جاتے تھے۔لائبریریاں اور بک شاپس بھی وزٹ کرتے تھے۔اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب اور اقبالیات میں مہارت کی وجہ سے وہ اس کام کے لیے نہایت اہل تھے۔تاہم، اس بات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ بہت زیادہ مصروفیت کی وجہ سے وہ کسی مسودہ پر کئی بار نظر ثانی نہیں کر سکتے تھے۔

مجموعی طور پر ''کتاب شناسی اقبال'' ڈاکٹر محمد ریاض کی ایک اعلیٰ اور گراں قدر تالیف ہے۔ناشر اس کتاب کی تدوین وتصحیح کا فریضہ کماحقہ ادا نہ کرسکا اور اس کا ذمہ دار ڈاکٹر محمد ریاض کو ٹھہرا دیا۔اگر یہ مسودہ قابل اصلاح نہیں تھا تو ناشر اس کی اشاعت کا ارادہ ترک بھی کرسکتا تھا۔نظر ثانی سے اس کتاب میں موجود کمزوریاں دور کی جاسکتی تھیں۔

04۔کشف الابیات اقبال

تالیف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی خان

پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران، اسلام آباد

اشاعت : ۲۵۳۶ شاہنشاہی: ۱۹۷۷ء میلادی

صفحات : (۱۲)+۱تا۱۷۷+(۷)=۱۹۶

قیمت : ۶۰ روپے

فہرست مضامین:

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش گفتار	اتاو	ح	۶۹	ض	۱۱۲	ل	۱۴۰
آ	۱	خ	۷۲	ط	۱۱۳	م	۱۴۲
ا	۸	د	۷۸	ظ	۱۱۴	ن	۱۵۷
ب	۲۹	ذ	۹۰	ع	۱۱۴	و	۱۶۶
پ	۴۵	ر	۹۱	غ	۱۲۰	ہ	۱۶۸
ت	۴۹	ز	۹۵	ف	۱۲۲	ی	۱۷۳
ث	۵۹	س	۱۰۱	ق	۱۲۵		
ج	۵۹	ش	۱۰۶	ک	۱۲۸		
چ	۶۲	ص	۱۱۱	گ	۱۳۲	(۲۱)	

''کشف الابیات اقبال'' کے شروع میں علامہ اقبال کی تصویر، سب ٹائٹل اور اشاعتی معلومات پر مبنی صفحے کے بعد پانچ صفحات (اتاو) پر ''پیش گفتار'' اور ''زندگی نامہ وآثارِ اقبال'' کے عنوانات کے تحت اس تالیف کا تعارف کرایا گیا ہے اور علامہ محمد اقبال کے سوانح حیات اور ان کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ کتاب کے بائیں طرف انگریزی زبان میں سب ٹائٹل، پرنٹنگ پیج اور ''Foreword'' دیے گئے ہیں۔

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں کہ فارسی زبان وادب میں اب تک صرف فردوسی کے شاہنامہ اور رومی کی مثنوی کے اشاریے مرتب ہوئے ہیں۔ ''کشف الابیات اقبال' فارسی زبان وادب کا تیسرا اشاریہ ہے۔ کلیاتِ اقبال فارسی تہران اور لاہور میں اب تک دوبارہ شائع ہوئے ہیں۔ اشاریے میں ان دونوں اشاعتوں (اشاعتِ تہران اور اشاعتِ لاہور) کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ دائیں طرف ایرانی اشاعت اور بائیں طرف

پاکستانی اشاعت کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔اس اشاریے میں کلام اقبال فارسی کے شروع کے الفاظ الف بائی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔اس سال یوم اقبال ۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو منایا جا رہا ہے اور اسے سالِ اقبال قرار دیا گیا ہے۔قدیم اساتذہ فردوسی اور رومی کے کلام کی طرح پاکستان، ایران اور دیگر ممالک میں کلام اقبال بھی بہت پڑھا جاتا اور اسے یاد بھی کیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے ''کشف الابیات اقبال'' کی افادیت اور ضرورت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو ''کشف الابیات'' کی اشاعت کے وقت ڈاکٹر محمد ریاض فیڈرل گورنمنٹ کالج فار مین نمبر ۱، اسلام آباد میں تعینات تھے۔

''کشف الابیات'' میں مرتبین نے فارسی شعر کے پہلے مصرعے کے دو تین الفاظ دیے ہیں۔اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران کے مسلسل شماروں کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔جن اصحاب کے پاس مذکورہ کلیات کے نسخے موجود نہیں بلکہ منظوم فارسی تصانیف کے الگ الگ نسخے موجود ہیں وہ اس اشاریے سے مستفید نہیں ہو سکتے۔اس طرح کسی شعر کے دوسرے مصرعے کے ابتدائی الفاظ کی مدد سے اس میں سے کوئی شعر تلاش نہیں کیا جا سکتا۔بعض حوالہ جات بھی غلط ہیں۔

''کشف الابیات'' کی مذکورہ بالا کمزوریوں کو دور کرنے کے نقطہ نظر سے ''زبیدہ بیگم'' نے ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی نگرانی میں علامہ اقبال کے فارسی کلام کا اشاریہ مرتب کیا جو مئی ۱۹۹۶ء کو بزمِ اقبال سے شائع ہوا تھا۔اس اشاریے میں درج ذیل حکمت عملی اختیار کی گئی:

۱۔ اشعار کے دونوں مصرعوں کے ابتدائی الفاظ درج کیے گئے ہیں۔

۲۔ کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا گیا ہے۔

۳۔ انفرادی کتابوں کے صفحات اور کلیات کے مسلسل صفحات دونوں لکھے گئے ہیں۔

اشاریہ کلام اقبال مرتبہ زبیدہ بیگم میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور کے صفحات نمبر نہیں دیے گئے۔جوئے رواں (اشاریہ کلیاتِ اقبال اردو) مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان کی طرز پر اگر کلیات اقبال فارسی کا اشاریہ مرتب کیا جائے اور اس میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور، کلیاتِ اقبال فارسی شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور اور کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ ایران کی ہر کتاب کا صفحہ نمبر، ان کے مسلسل صفحہ نمبر، کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا جائے تو یہ نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمت ہوگی اور اس سے اشاریے کی افادیت عالمگیر ہو جائے گی۔

غیر اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]

تحقیق : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
اشاعت : بار اول: ۱۹۸۰ء، بار دوم: ۱۹۹۱ء
صفحات : ۵۶۳
قیمت بار دوم : ۱۵۰ روپے

فہرست مضامین:

	سخن مدیر	۰۰۵_۰۲۱
	پیش گفتار	۰۲۳_۰۲۹
باب اول:	شرح احوال وآثار میر سید علی ہمدانی	۰۰۱ تا ۰۹۰
باب دوم:	آثار میر سید علی ہمدانی	۰۹۱ تا ۲۴۲
باب سوم:	رسالۂ فتوتیہ ومقدمہ وتعلیقات آن	۲۴۳ تا ۳۷۸
باب چہارم:	مشارب الاذواق (شرح سید ہمدانی بر قصیدۂ میمیہ ابن فارض)	۳۷۹ تا ۴۲۸
باب پنجم:	مرادات دیوان حافظ وتوضیح اصطلاحات آن از سید ہمدانی	۴۲۹ تا ۴۴۰
باب ششم:	چہل ویک غزل از میر سید علی ہمدانی	۴۴۱ تا ۴۸۲
باب ہفتم:	رسالۂ درویشیہ	۴۸۳ تا ۵۰۰
باب ہشتم:	السبعین فی فضائل امیر المومنین (ہفتاد حدیث در مناقب امام علی با ذکر سخنی از آنحضرت در ذیل ہر حدیث)	۵۰۱ تا ۵۲۲
باب نہم:	رسالۂ ذکریہ	۵۲۳ تا ۵۴۵
	فہرست اعلام ومآخذ واصطلاحات (۲۲)	۵۴۷ تا ۵۶۳

ڈاکٹر محمد ریاض نے دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تہران سے ڈاکٹر حسن منوچہر کی نگرانی میں "**احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]**" کے عنوان پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس پر انھیں ۱۳۴۷ء ش/۱۹۶۸ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ مقالے کے زبانی امتحان میں کامیابی کے موقع، ڈاکٹر محمد ریاض کے گائیڈ ڈاکٹر حسن منوچہر نے اس مقالے کے اعلیٰ تحقیقی معیار کو سراہا۔ اس مقالے کی افادیت کے پیش نظر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان نے

اسے دوبار شائع کیا۔ (۲۳)

یہ مقالہ کل نو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں میر سید علی ہمدانی کے احوال کا اور باب دوم میں ان کے آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیگر ابواب (باب سوم تا نہم) میں سید علی ہمدانی کے درج ذیل چھ رسائل پر تعارف وتبصرہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ رسالہ فتوتیہ ۲۔ مشارب الاذواق ۳۔ مرادات دیوان حافظ

۴۔ چھل و یک غزل از میر ہمدانی ۵۔ رسالہ درویشیہ ۶۔ السبعین فی فضائل امیر المومنین

اس کے پہلے دو ابواب فارسی، عربی و اردو کے ۱۳۴ منابع و مآخذ (کتب) اور ۱۵ مجلّات سے استفادہ کر کے تحریر کیے گئے ہیں۔ فہرست منابع و مآخذ کے بعد سات صفحات (صفحہ ۲۳۱ تا ۲۴۲ پر) ''فہرست آیات قرآن مجید (بہ ترتیب سورھا)'' دی گئی ہے۔ اس مقالے کے تمام حوالہ جات وحواشی پاورق میں دیے گئے ہیں۔

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار اور عقائد کی شرح میں بہت سی کتب اور رسائل لکھے گئے جن میں سے درج ذیل کتب ورسائل زیادہ مستند شمار کیے جاتے ہیں:

۱۔ خلاصۃ المناقب تالیف نور الدین جعفر بدخشی

۲۔ رسالۂ مستورات یا منقبۃ الجواہر از حیدر بدخشی

۳۔ اثری از قاضی نور اللہ شوشتری

۴۔ حیات ھمدانی از مولانا سید غلام حسن کاظمی مشھدی

۵۔ امیر کبیر سید علی ھمدانی از سیدہ اشرف ظفر

۶۔ تذکرۂ شاہ ھمدانی، احوال وآثار میر سید علی ھمدانی از ڈاکٹر محمد ریاض

7. The Life and Works of Sayyid Ali Hamadani By: Dr. Sayyad Hussain Shah Hamdani

۸۔ امیر کبیر سید علی ھمدانی المعروف شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ از ڈاکٹر حسین احمد

ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے کو مذکورہ بالا دیگر تمام کتاب ورسائل پر ابواب بندی، مطالب، استناد کتب کے لحاظ سے اختصاص حاصل ہے۔ اس ضمن میں رضا شبانی، مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان لکھتے ہیں:

> ''(خلاصۃ المناقب، رسالۂ مستورات، اثری، حیات ھمدانی، وغیرہ)......این ھا گذشتہ از مقالاتی است کہ در موضوع مزبور نگارش یافتہ وبغیر از فصول و ابواب کوتاہ و بلندی است کہ در کتاب ھا و آثار دیگر بہ این موضوع اختصاص دادہ شدہ است''(۲۴)

ڈاکٹر عارف نوشاہی لکھتے ہیں:

> ''درمیان ھمہ اثر ھای معاصر، کہ تاکنون در بارہ میر سید علی ھمدانی نوشتہ شدہ، این کتاب، از لحاظ محتوا، تنوع مطالب واستناد کتب، برتر وارجح است و ہیچ مطلب درآں بی سند نیامدہ است۔ مؤلف دراین کتاب نہ تنھا از ۳۴۲ منبع مکتوب استفادہ کردہ، بلکہ خود در ۱۹۶۷م بہ ھمدان رفتہ، راجع بہ گنبد علویان، کہ خلوت گاہ میر ھمدانی بودہ، از افراد محلی پرسش بہ عمل آورد''(۲۵)

میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس (منعقدہ ۱۴۔۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء) کے موقع پر مختلف ممالک کے ریسرچ سکالرز کی طرف سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار پر اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں ۳۹ مقالات ومضامین پیش

کیے گئے جن میں سے قریباً ہر دوسرے مقالے و مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالے اوران کی شاہ ہمدانی سے متعلقہ دیگر کتب سے اقتباسات وحوالہ جات دے کر آرا پیش کی گئیں۔ ان میں سے بعض مقالات و مضامین میں قریباً تمام حوالہ جات ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے میں سے دیے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا کانفرنس میں ڈاکٹر عارف نوشاہی نے اپنے مقالے ''**پژوهش هایی دربارهٔ میر سید علی همدانی در پاکستانی و مساعی دکتر محمد ریاض دراین موضوع**'' کے عنوان پر قریباً ۱۶ صفحات پر مشتمل مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے همدانی شناسی پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی قریباً تمام کتب، مقالات و مضامین کی فہرست دی ہے۔

اس کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے تاجکستان میں، رسم الخط سریلیک میں دو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ترجمہ احمداف اور ماھر خواجہ سلطان نے کیا ہے جو نشریات عرفان سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ صرف پہلے دو ابواب پر مشتمل ہے۔ دوسرا ترجمہ محمد جعفر نے کیا ہے جو انتشارات کتابخانہ خلیل اللہ خلیلی سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مکمل مقالے پر مشتمل ہے۔ اس میں سید علی ہمدانی کے مکتوبات اوران کے دیگر نو رسائل بھی شامل کیے گئے ہیں۔ (۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال و آثار واشعار پر زیرِ تبصرہ مقالہ لکھنے کے علاوہ اس موضوع پر اردو و فارسی میں کئی مقالات و مضامین لکھے جن میں ان کے بعض رسائل متعارف کرائے، کچھ رسائل کا اردو میں ترجمہ کیا اور سید علی ہمدانی و علامہ اقبال کے افکار کا تقابل و موازنہ پیش کیا۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں امتِ مسلمہ کے لیے سید علی ہمدانی کی تعلیمات و خدمات، عوام الناس اور سلاطین کی اصلاح کے لیے ان کی مساعی، فارسی زبان وادب کی ترویج کے لیے ان کی خدمات اور دنیائے تصوف اور جہانِ فتوت میں ان کے منفرد مقام کا ذکر کیا ہے۔

میر سید علی ہمدانی نے برصغیر میں بالعموم اور کشمیر میں بالخصوص دینِ مبین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے نہایت غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی خدمات سے افغانستان، ایران بلتستان اور تاجکستان کے افراد بھی مستفیض ہوئے۔ اہلِ کشمیر نے انھیں ''علی ثانی''، مریدین اور ارادتمندوں نے ''شاہ ہمدان'' اور علما و فضلا نے انھیں ''سلطان العارفین'' اور ''امیر کبیر'' کے القابات دیے۔ جبکہ کشور تاجکستان میں وہ ''حضرت امیر جان'' کے نام سے مشہور ہیں۔ (۲۷)

سید علی ہمدانی کی ہمہ گیر اسلامی خدمات کے پیش نظر علامہ محمد اقبال نے انھیں سید والا مقام، سالارِ عجم، معمارِ تقدیر امم کے القاب سے یاد کیا اور چند ایک اشعار میں ان کی جملہ مساعی کا نہایت خوبصورت انداز سے ذکر کرتے ہوئے انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مطبوعہ مقالے کے آغاز میں یہ اشعار دیے ہیں۔

سید السادات ، سالارِ عجم — دستِ اُو معمارِ تقدیرِ امم
تا غزالی درسِ اللہ ہو گرفت — ذکر و فکر از دودمانِ اُو گرفت
مرشدِ آن کشورِ مینو نظیر — میر و درویش و سلاطیں را مشیر
خطه را آں شاهِ دریا آستین — داد علم و صنعت و تهذیب و دین
آفرید آن مردِ ایرانِ صغیر — باهنر هائے غریب و دلپذیر

یک نگاہ اُو کشاید صد گرہ　　　خیز و تیرش را بدل راہے بدہ (۲۸)

کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مقالے ''**احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]**'' میں دیے گئے مندرجہ بالا چھ اشعار میں سے تین اشعار کا متن درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا دیا ہوا متن	**کلیاتِ اقبال فارسی میں دیا ہوا متن**
سیّد آن کشورِ مینو نظیر	مرشدِ آں کشورِ مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین را مشیر	میر و درویش و سلاطین را مشیر
جملہ را آن شاہ دریا آستین	خطہ را آں شاہِ دریا آستیں
داد علم و صنعت و تہذیب و دین	داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
یک نگاہ اُو گشاید صد گرہ	یک نگاہِ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہی بدہ	خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

پاکستان میں سید علی ہمدانی کے افکار کی ترویج کے لیے بہت سے افراد سیدہ اشرف ظفر بخاری، میر عبدالعزیز، آغا حسین ہمدانی اور حسین احمد نے کوشش کی۔ بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال وآثار اور اشعار پر اردو وفارسی میں سب سے زیادہ لکھا۔ ان کے مرتب کردہ احوال وآثار اور اشعار کی بنیاد پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے گئے ہیں اور اس ضمن میں ابھی مزید بہت سے امکانات موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے اس فارسی مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کر پائے۔ اس مقالے کا اردو ترجمہ کیا جانا بہت ضروری ہے۔ ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اس موضوع پر لکھے گئے سیدہ اشرف ظفر بخاری اور ڈاکٹر حسین احمد کے پی ایچ ڈی کے مقالات اور آغا حسین احمد کے ایم فل کے مقالے کو مدنظر رکھا جائے اور ترجمے میں ان کا تقابلی مطالعہ پیش کر کے اس موضوع پر مزید تحقیق کے در وا کیے جائیں۔ ''اقبال اور میر سید علی ہمدانی'' کے موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ان دونوں مفکرین و مصلحین کے مذہبی، سیاسی اور متصوفانہ افکار پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جائے۔

02۔کتاب الفتوّۃ (فارسی)

مؤلف : میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)
مقدمہ، تصحیح وحواشی : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور
اشاعت : بار اول، ۱۹۹۲ء
صفحات : ۸۷
قیمت : ۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۰۱۔	مقدمہ	۳
۰۲۔	فتوّت کا نظامِ تربیت	۱۱
۰۳۔	فتوّت اندلس اور صقلیّہ وغیرہ میں	۱۳
۰۴۔	نتیجہ اور مآخذ	۱۶
۰۵۔	کتاب الفتوّۃ کے مؤلف کا تعارف	۱۸
۰۶۔	خلاصہ سخن	۲۳
۰۷۔	کتاب الفتوّۃ	۲۵
۰۸۔	متن کتاب الفتوّۃ	۲۹
۰۹۔	اشاریہ	۸۳

''مقدمہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریک فتوّت کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عربی، فارسی اور بعض یورپی زبانوں میں تو تحریکِ فتوّت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر اردو میں اس سلسلے میں ابھی تک کوئی قابلِ ذکر کاوش نہیں کی گئی۔ فتوّت کو اردو یا فارسی میں ''جوانمردی'' کہتے ہیں۔ فتوّت کے تین درجے ہیں: پہلا سخاوت کا درجہ ہے کہ جائز ذرائع سے ہاتھ آنے والی دولت کو مخلوق کی رفع احتیاجات کی خاطر بے دریغ خرچ کیا جائے۔ دوسرا صفائے باطن کا درجہ ہے کہ سینے کو بغض وحسد، کبر ونخوت اور خواہشاتِ بد سے پاک رکھا جائے۔ تیسرا درجہ ''وفا'' ہے جس کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مساوی طور پر نباہنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ''ابو الفتیان'' ہیں جب کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ''سید الفتیان'' ہیں۔ فتوّت کی کتابوں میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس کے مکارمِ اخلاق کو یکجا طور پر بیان کیا جاتا رہا ہے۔ تصوف نما فتوّت کا ابتدائی مرکز ایران کا مردم خیز شہر نیشاپور تھا۔ ابن المعمار نے دوسو کبائر

وصغائر گناہ کی فہرست دی ہے جن سے محترز شخص حقیقی فتیٰ کہلانے کا مستحق ہے۔عطار نامی ایک شاعر نے ان اوصاف کو چوراسی اشعار کے ایک منظوم ''فتوّت نامہ'' میں یکجا کر دیا ہے۔اندلس اور صقلیہ وغیرہ میں اسلامی فتوّت کے بڑے بڑے مراکز اشبیلیہ، غرناطہ اور قرطبہ کے شہروں میں قائم تھے۔تحریکِ فتوّت کے اجتماعی اور اخلاقی پہلو کا خلاصہ اور طریق استناد میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ''کتاب الفتوۃ'' میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔(۲۹)

''نتیجہ اور مآخذ'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوّت کے بارے میں چند مآخذ کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد ''کتاب الفتوۃ کے مؤلف کا تعارف'' کے عنوان کے تحت انھوں نے میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی، علمی اور ادبی خدمات کا مختصراً ذکر کیا ہے۔وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> شاہ صاحب کی خدمات اوقاف اور تربیتی امور کے سلسلے میں ناقابل فراموش ہیں۔بحیثیت مصنف اور شاعر کے بھی شاہ صاحب کا مقام بہت ارفع اور اعلیٰ ہے۔عربی اور فارسی میں آپ کی سو سے زیادہ کتب ہیں، نیز فارسی میں ۱۴۱ غزلیں اور ۹ رباعیاں ہماری دسترس میں ہیں۔
>
> ''ذخیرۃ الملوک'' فارسی میں آپ کی ضخیم ترین تالیف ہے جو طبع ہو چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔علامہ اقبال اس کتاب کو پڑھنے کے بڑے شائق تھے اور اسے پڑھ کر خطاب بہ شاہِ ہمدان فرمایا:
>
> مرشدِ معنی نگاہان بودہ ای   محرمِ اسرارِ شاہان بودہ ای
>
> ''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل اور اخلاقی و سیاسی تعلیمات کی حامل ہے۔مرآۃ التائبین، شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض بعنوان ''مشارب الاذواق''، عقبات، دہ قاعدہ، ذکریہ، شرح فصوص الحکم (فارسی)، اسماء الحسنیٰ، اسرار النقطہ، اربعین لآلی، اورادِ فتحیہ اور خواطریہ (عربی) آپ کی مشہور تالیفات ہیں۔فارسی غزلوں کا نام ''چہل اسرار'' ہے اور یہ چھپ چکی ہیں۔آپ کا تخلص علی یا علائی تھا۔''(۳۰)

''خلاصہ سخن'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''شاہِ ہمدان آٹھویں صدی ہجری/چودھویں صدی عیسوی کے ایک نامور بزرگ، شریعت و طریقت کو ایک ساتھ نبھانے والے، صاحبِ طرز مصنف، کامیاب مبلغ، بالغ نظر مصلح، دین و دنیا کے تقاضوں سے واقف اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں نکتہ سنج تھے، دیگر معاصر صوفیائے کرام؛ مثلاً شیخ اشرف جہانگیر سمنانی (م-۸۰۸ھ) اور شیخ نورالدین ولی کرمانی (۷۳۱-۸۳۴ھ) وغیرہ کے ساتھ ان کے اچھے روابط قائم تھے۔ایران، افغانستان، ماوراء النہر اور برعظم کے سلاطین و امرا کی نظر میں ان کا بڑا احترام تھا اور ان کی ہدایات کے زیرِ اثر ان امراء نے رفاہِ عامہ کی خاطر بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔علامہ اقبال نے اس مناسبت سے شاہ صاحب کو ''میر و درویش و سلاطین را مشیر'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔''(۳۱)

''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے آٹھ مخطوطات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں جن کی مدد سے انھوں نے ''کتاب الفتوۃ'' کا متن تصحیح کے ساتھ مدون کیا ہے۔ان مختلف نسخوں کا انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب سوم میں (صفحہ نمبر ۳۲۹ تا ۳۴۰ پر) ذکر کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے ''کتاب الفتوۃ'' کا متن مع حواشی دیا ہے۔

کتاب کے آخر پر انھوں نے حواشی میں مذکور مآخذ کی فہرست اور ''اشاریہ'' دیا ہے۔ان کی زیرِ جائزہ ''کتاب

الفتوۃ'' کا تمام متن مع حواشی ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے'' باب سوم: رسالۂ فتوتیہ ومقدمہ وتعلیقات آن'' کی ''فصل اول: مقدمہ ای دربارۂ فتوت'' اور'' فصل دوم: سخنی دربارۂ رسالۂ فتوتیہ میر سید علی ہمدان'' سے لیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب سوم کو الگ کتاب کی شکل دی ہے۔(۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ۱۹۶۸ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اور اس پر انھیں تہران یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری دی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے'' حضرت امیر سید علی ھمدانی اوران کا فتوت نامہ'' کے عنوان پر ایک مقالہ لکھا تھا جو سہ ماہی بصائر کے جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے مندرجات ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے اخذ کیے گئے تھے۔ زیرِ جائزہ کتاب،'' بصائر'' میں شائع ہونے والے اسی مقالے کی قدرے بہتر شکل ہے۔ راقم الحروف نے'' بصائر'' میں شائع ہونے والے مقالے پر تحقیقی جائزہ رقم کیا ہے جو زیرِ مطالعہ تحقیقی مقالے کے باب سوم میں شامل ہے۔ اپنے اس تحقیقی جائزے میں راقم الحروف نے حضرت امیر سید علی ہمدانی کے حالاتِ زندگی اور ان کی'' کتاب الفتوۃ'' کے مندرجات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اندریں صورتِ حال، اختصار کے پیش نظر اس موضوع پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

بحیثیت مجموعی'' کتاب الفتوۃ'' ایک اعلیٰ علمی وادبی خدمت ہے۔ مفادِ عامہ کی خاطر اسے اردو ترجمہ اور تحشیہ کے ساتھ شائع کیا جانا چاہیے۔

03۔کلیات فارسی شبلی نعمانی

تصنیف	:	علامہ شبلی نعمانی
مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح	:	ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشر	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد
اشاعت	:	۱۹۷۷ء
صفحات	:	(۱۸)+۱۵۵=۱۷۳
قیمت	:	۳۵ روپے

مختصر فہرست مطالب

نمبر شمار		صفحات
☆	سخن مدیر	
☆	مقدمہ	پنج تادہ
۱۔	نعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و بیان احزان خود	۰۰۱۔۰۰۲
۲۔	ترکیب بندھا	۰۰۳۔۰۲۶
۳۔	قصائد ومثنویات	۰۲۷۔۰۶۶
۴۔	قطعات ومنظومات	۰۶۷۔۰۷۸
۵۔	مراثی	۰۷۹۔۰۹۳
۶۔	غزلیات بہ ترتیب الف با (۳۳)	۰۹۳۔۱۵۵

ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۵ سال (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) یونیورسٹی آف تہران، ایران میں پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کو بطور لیکچرار مطالعہ پاکستان وارد و کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ وہاں قیام کے دوران وہ فریضۂ تدریس کی ادائیگی کے علاوہ علمی وادبی مجالس میں شامل ہوتے رہے اور تصنیف وتالیف کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے اس عرصے میں زیر تبصرہ ''کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی'' کی جمع آوری، ترتیب، تصحیح اور توضیح کا اہم علمی وادبی کام بھی سرانجام دیا۔

کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی کا مقدمہ قریباً ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمے (محررہ اول آوریل ۱۹۷۶ء میلادی) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ شبلی نعمانی کے احوال وآثار اور اشعار کا مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ مقدمے میں شبلی کے شعری محاسن کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شبلی قریحہ (ذوق، استعداد) شاعرانہ وعاشقانہ وذوق بس سرشار واشتہ واین امر کتب ومقالات وی رانسبت بہ آثار معاصرین بزرگ وی دلآویز تر ساختہ است اواحیاناً بہ اردو وفارسی شعر می گفت اگر چہ بایں فن علاقہ مفرط نداشتہ وبرای

همین است کہ بسیاری از غزلیات وقصاید ومنظومات وی ناتمام مانده برای استکمال آنهمہ توجہ نداشتہ است، بطور کلی شعر فارسی شبلی، عذب ودلآویز پر ہیجان است وفاقد ویژگی سبک ہندی میباشد، استاد عباس مہرین شوشتری نوشتہ اند:

''شبلی گرچہ بایران نیامد، ولی اشعار فارسی وی، نسبت بہ معاصرین فارسی گوی ھند، بہ فارسی ایران نزدیکتر گفتہ شدہ است''۔

اگر از بعضی از لغات و ویژہ فارسی شبہ قارہ بگذریم، از لحاظ بیان وسبک گفتہ شبلی، شبیہ گفتہ ایرانیان میگردد۔ خود شبلی در مقاطع غزلیات خود، بہ پیروی از شعر سعدی و حافظ ونظیری و ملک قمی وظہوری و صائب تبریزی وحزین لاھیجی اشارہ کردہ است۔''(۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض ''کلیات فارسی شبلی نعمانی'' کی جمع آوری، تدوین، تصحیح اور توضیح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے کراچی، لاہور اور اسلام آباد کی لائبریریوں میں موجود متفرق منابع و مآخذ کی مدد سے یہ مجموعہ ترتیب دیا ہے۔ یہ مجموعہ قریباً ایک ہزار آٹھ سو (۱۸۰۰) ابیات پر مشتمل ہے جن میں سے آٹھ سو (۸۰۰) اشعار غزلیات کے ہیں۔ شبلی نے غزلیات کے زیادہ تر اشعار بمبئی میں اپنے ۱۹۰۶ تا ۱۹۱۰م کے قیام کے عرصے میں لکھے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''کلیات شبلی نعمانی فارسی'' کے منابع کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ اسی طرح اصولِ تدوین کے تحت تصحیح کردہ متن کی نشاندہی بھی نہیں کی ہے۔ کلیات کے ۱۵۵ صفحات میں سے ۳۲ صفحات کے پاورق میں یک سطری، چند لفظی حواشی دیے گئے ہیں۔(۳۵)

دی گئی توضیحات برائے نام ہیں۔ کلیات میں کلام یکساں ترتیب سے نہیں دیا گیا۔ ''ترکیب بندھا'' میں ترتیب زمانی کا خیال رکھا گیا ہے۔ ''قصائد ومثنویات'' کے حصے میں زمانی ترتیب درست نہیں۔ ۱۸۹۱ء کے کلام کے بعد بالترتیب ۱۸۹۰ء، ۱۸۹۲ء، ۱۸۸۸ء، ۱۹۰۱ء، ۱۹۰۸ء، ۱۸۸۵ء اور ۱۸۹۲ء کا کلام دیا گیا ہے۔ ''قطعات ومنظومات'' میں صرف ایک کلام کے ساتھ اس کے سنِ تخلیق کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ''مراثی'' میں ترتیب زمانی درست ہے۔ ''غزلیات'' کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ترتیب زمانی کے بجائے الف بائی ترتیب سے دی گئی ہیں مگر غزلیات میں الف بائی ترتیب کا کلی التزام نظر نہیں آتا۔ اس امر کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ دیگر کلام کی طرح غزلیات میں ترتیب زمانی کیوں قائم نہیں کی گئی۔ مندرجہ بالا امور کی بنا پر ''کلیات شبلی نعمانی'' کی از سرِ نو تدوین، تصحیح وتحشیہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جامع لغات، مفصل حواشی اور اردو ترجمہ کے اضافہ سے اس کتاب کی تفہیم، افادیت، اشاعت اور ترویج میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ شبلی نعمانی کا ''سفر نامہ روم، مصر، شام'' (۱۹۸۸ء) بھی مدون کیا تھا۔ جس میں شبلی نعمانی کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شبلی، موزوں طبع اور باذوق شخص تھے اور کبھی کبھی اردو یا فارسی میں شعر کہتے رہے ہیں۔ ان کے اردو اور فارسی دواوین جداگانہ طور پر چھپ چکے ہیں اور ہر دیوان میں تقریباً دو ہزار ابیات ہیں۔ ان کی شاعری میں دینی، تاریخی اور سیاسی ہنگامہ خیز نظمیں ملتی ہیں جن میں سے بعض خاصی طویل ہیں۔ انھوں نے متعدد اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی، مگر ان کی اردو شاعری میں غزل تقریباً مفقود ہے جب کہ ان کی فارسی شاعری کی جان غزل ہی ہے۔ شبلی کی تقریباً سو تغزل آمیز فارسی غزلیں، جن کے ابیات آٹھ سو کے لگ بھگ ہیں، انھیں فارسی کے بہترین غزل گو شعراء کے پہلو میں جگہ دے رہی ہیں۔ فارسی کلیات شبلی کو میں نے ۱۹۷۷ء میں اسلام آباد سے شائع کروایا تھا۔''(۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''اقبال اور شبلی''، مشمولہ ''برکاتِ اقبال'' (۱۹۸۲ء/۱۹۸۸ء) میں کلامِ اقبال اور

کلامِ شبلی میں فکری وفنی مماثلت کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شبلی اور اقبال نے تاریخِ اسلام کے بہت سے واقعات کو اردو میں (موخر الذکر نے فارسی میں بھی) نظم کیا۔ تعلیم اور اسلامی تصورِ اجتہاد کے بارے میں دونوں کے نظریات یکساں نوعیت کے تھے۔ (۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی کے اشتراک سے لکھی جانے والی اپنی کتاب ''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ'' میں شبلی نعمانی کی فارسی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شبلی نے فارسی شاعری میں چار مختصر مجموعے یادگار چھوڑے ہیں۔ دیوانِ شبلی، دستہ گل، بوی گل اور برگِ گل۔ اب یہ مجموعے ''کلیاتِ شبلی'' (فارسی) میں یکجا کر دیے گئے ہیں۔ کلیات میں سو سے زائد غزلیں، قصیدے، مرثیے، ترکیب اور مختصر مثنویاں وغیرہ شامل ہیں۔

شبلی نے عاشقانہ اور دلآویز غزلیں قیامِ بمبئی کے دوران لکھی ہیں۔ ان غزلوں کی زبان سادہ اور بیان میں سوز ہے۔ بمبئی کے رومان پرور ماحول کے بارے میں آپ نے مہدی حسن الافادی کو لکھا تھا۔

''یہاں کی دلچسپیاں غضب کی محرک ہیں۔ آدمی ضبط نہیں کر سکتا۔''

شبلی یہاں تین اعلیٰ تعلیم یافتہ بہنوں نازلی بیگم، زہرہ بیگم اور عطیہ بیگم کے ہم نشین تھے۔ ان خواتین کے والد، نواب حسن آفندی، شبلی کے قدردان تھے۔ شبلی سفرِ قسطنطنیہ میں ان سے ملے تھے۔ یہاں کے ماحول کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

بہر سو از ہجوم دلبرانِ شوخ و بی پروا | گذشتن از سر رہ مشکل افتادست رہرو را
ہشت چل سالہ کہ بیہودہ نگاہ داشتمت | تا نہ برسنگ زنم شیشہ ٔتقویٰ چہ کنم ؟
جامۂ زہد چو برقامتِ من راست نبود | شیشۂ تقویٰ سی سال بہ سندان زدہ ام

علامہ شبلی کی ایک کیف آور غزل کا انتخاب ملاحظہ ہو۔

امشی نماند خلوتیانِ حجاز را | دیدی تطاول خمِ زلفِ دراز را؟
ہرگز یکی بہ خوبی و رعنائی تو نیست | ما دیدہ ایم، کج کلہانِ طراز را
بیچارہ نکتہ دان ادای عشق نیست | ضائع مکن بہ غیر نگہ ہای راز را
ہر چند جور تیر ز معشوق خوش بود | ما بندہ ایم دلبر عاشق نواز را
آوربرم کہ کار ز اندازہ در گذشت | دستِ دراز گشتہ و آغوشِ باز را (۳۸)

فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان میں مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے درج ذیل مقالات ومضامین دستیاب ہوئے ہیں:

فہرست فارسی مقالات ومضامین ڈاکٹر محمد ریاض

(بلحاظ ترتیب الف بائی)

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب	جلد	شمارہ	مہینہ	سال
۰۱۔	ابتکارات مسعود سعد سلمان	ہلال		۱۰۵	مھر وآبان	۱۳۴۹
۰۲۔	ابوسعید سحابی استر آبادی	ہلال		۱۲۰	بھمن	۱۳۵۰
۰۳۔	اقبال شناسی در ایران	ہلال		۹۰	خرداد	۱۳۴۸
۰۴۔	اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی	ہلال		۱۱۸	آذر	۱۳۵۰
۰۵۔	اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھری رساند حال آن کہ۔	کاوہ		۶۹	پاییز	۱۳۵۷
۰۶۔	انعکاسات بیدل در اشعار اقبال	اقبالیات		چہارم		۸۸ء
۰۷۔	آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی	معارف اسلامی		۱۵	زمستان	۱۳۵۲
۰۸۔	برگزاری مراسم روز اقبال	ہلال		۱۰۲	تیر	۱۳۴۹
۰۹۔	بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر	ہلال		۱۰۳	مرداد	۱۳۴۹
۱۰۔	بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)	دانش		۲۰_۲۱	زمستان	۱۳ء۸
۱۱۔	بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)	دانش		۱۲	زمستان	۱۳۶۶
۱۲۔	پیرامون فتوت یا جوانمردی	ہلال		۱۰۶	آذر	۱۳۴۹
۱۳۔	تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان	اقبالیات		ہشتم		۹۲ء
۱۴۔	تاثیر تفکر اسلامی در اروپا	ہلال		۱۰۱	خرداد	۱۳۴۹
۱۵۔	تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال	دانش		۱۵	پاییز	۱۳۶۷
۱۶۔	تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری	ہلال		۹۳	آبان	۱۳۴۸
۱۷۔	تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال	اقبالیات		دوم	فروری	۱۹۸۷ء
۱۸۔	تتبعاتی از زبورِ عجم	ہلال		۱۰۰	اردیبھشت	۱۳۴۹
۱۹۔	ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی و پیامِ مشرق)	اقبالیات	۱۱	۴	جنوری	۱۹۷۱ء
۲۰۔	تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری	وحید		۱۳۰	مھر	۱۳۵۳
۲۱۔	ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق	دانش	۱	۲	تابستان	۱۳۶۳
۲۲۔	روز استقلال پاکستان	ہلال		۹۹	فروردین	۱۳۴۹
۲۳۔	سحابی استر آبادی	معارف اسلامی		۲۲	پاییز	۱۳۵۴
۲۴۔	سرزمین ومردم کشمیر	ہلال		۹۵	آذر	۱۳۴۸

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	جلد	شمارہ	مہینہ	سال
۲۵۔	سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمور ھای شبہ قارہ	معارف اسلامی		۲۶	تابستان	۱۳۵۵
۲۶۔	سید محمد عبدالرشید فاضل (استاذ وشاعر فارسی)	دانش		۲۲	تابستان	۱۳۶۹
۲۷۔	شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی	معارف اسلامی		۲۱	تابستان	۱۳۵۴
۲۸۔	شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی	دانش		۳۰۔۲۹	بھار وتابستان	۱۳۷۱
۲۹۔	علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی	معارف اسلامی		۲۷	اسفند	۱۳۵۵
۳۰۔	عیاری وشطاری	معارف اسلامی		۱۶	بھار	۱۳۵۳
۳۱۔	فتوت	معارف اسلامی		۱۷	تابستان	۱۳۵۳
۳۲۔	فردوسی حکیم	اقبالیات		ہفتم		۹۲۔۹۱ء
۳۳۔	فقید سعید سعیدی اقبال شناس	اقبالیات		دہم		۹۴۔۹۳ء
۳۴۔	قلندریہ	معارف اسلامی		۶	بھار	۱۳۵۴
۳۵۔	متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی	دانشکدہ ادبیات		۸۵	تیر	۱۳۵۳
۳۶۔	مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)	فرھنگ ایران...	۲۰	۲۰		۱۳۵۳
۳۷۔	مقام غالب در سبک شناسی فارسی	ہلال		۹۸	اسفند	۱۳۴۸
۳۸۔	منابع اوّلیہ تحقیق دربارۂ حضرت میر سید علی ھمدانی	دانش		۱۸۔۱۷	بہار وتابستان	۱۳۶۸
۳۹۔	مؤسس پاکستان	ہلال		۱۰۷	دی	۱۳۴۹
۴۰۔	نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارہ مؤلف مقالات اربعین	دانشکدہ ادبیات		۷۷	اسفند	۱۳۵۰
۴۱۔	نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارۂ ھند وپاکستان	معارف اسلامی		۲۳	دی	۱۳۵۴
۴۲۔	نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ	چشم انداز		۱۰	دی	۱۳۷۶
۴۳۔	ھنر لازوال چغتائی وغالب	ہلال		۸۸	اسفند	۱۳۴۷
۴۴۔	یاد از مقام ونبوغ مولوی	ہلال		۹۱	تیر مرداد	۱۳۴۸

ان میں سے درج ذیل ۱۲ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے:

☆ اقبال کے مذہبی وفلسفیانہ افکار وتصورات

۰۱۔ اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ۔

۰۲۔ تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال

☆ اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری وفنی جائزہ

۰۳۔ اقبال شناسی در ایران

۰۴۔ اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی

۰۵۔ برگزاری مراسم روز اقبال

۰۶۔ ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی وپیامِ مشرق)

۰۷۔ تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری

☆ اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار وتصورات کا تقابلی جائزہ

۰۸۔ انعکاسات بیدل در اشعار اقبال

۰۹۔ بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)

۱۰۔ تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان

۱۱۔ تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال

۱۲۔ فقید سعید سعیدی اقبال شناس

مندرجہ ذیل ۳۲ فارسی مقالات ومضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے:

☆ اسلام اور مسلمان

۰۱۔ آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی

۰۲۔ پیرامون فتوت یا جوانمردی

۰۳۔ تاثیر تفکر اسلامی در اروپا

۰۴۔ روز استقلال پاکستان

۰۵۔ سرزمین ومردم کشمیر

۰۶۔ فتوت

۰۷۔ قلندریہ

☆ زبان وادب

۰۸۔ تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری

۰۹۔ تتبعاتی از زبورِ عجم

۱۰۔ ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق

۱۱۔ شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی

۱۲۔ عیاری وشطاری

۱۳۔ متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی

۱۴۔ مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)

۱۵۔ منابع اوّلیہ تحقیق دربارہ حضرت میر سید علی ھمدانی

۱۶۔ نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارہ مؤلف مقالات اربعین

۱۷۔ نقش فارسی سرایان درنھضت آزادیخواھی شبہ قارہ

☆ شخصیات

۱۸۔ ابتکارات مسعود سعد سلمان
۱۹۔ ابوسعید سحابی استر آبادی
۲۰۔ بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر
۲۱۔ بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)
۲۲۔ سحابی استر آبادی
۲۳۔ سید محمد اشرف <<جہانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ
۲۴۔ سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)
۲۵۔ شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی
۲۶۔ علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی
۲۷۔ فردوسی حکیم
۲۸۔ مقام غالب در سبک شناسی فارسی
۲۹۔ مؤسس پاکستان
۳۰۔ نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان
۳۱۔ ھنر لازوال چغتائی وغالب
۳۲۔ یاد از مقام ونبوغ مولوی

اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ مندرجہ بالا تمام فارسی مقالات ومضامین کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی مطالعہ پیشِ خدمت ہے:

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

''**اقبال مقصد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواہری رساند**......'' چار صفحات (۲۸ تا۳۱) پر مشتمل مختصر سا مضمون ہے۔ یہ مضمون مجلّہ ''کاوہ'' (مونیخ) کے شمارے ۶۹، اشاعت پاییز ۱۳۵۷ میں شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال کے صد سالہ یوم ولادت کے موقع پر ایرانی و پاکستانی محققین احمد گلچین معانی، ڈاکٹر سید سبط رضوی، ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام، ڈاکٹر ذبیح صفا، ڈاکٹر شاہد چوہدری، مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر صغری بانو شگفتہ، استاد محمد محیط طباطبائی، سعیدی فیض الحسن فیضی سیالکوٹی، ڈاکٹر محمد جعفر محجوب، ڈاکٹر حامد خان، ڈاکٹر حسین خطیبی، ڈاکٹر عبدالشکور احسن، سید غلام رضا سعیدی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد شریف چوہدری، حافظ محمد ظہور الحق ظہور، ڈاکٹر اللہ دتہ چوہدری و دیگر حضرات نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں مقالات پیش کیے تھے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد گلچین معانی، ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی اور ذبیح اللہ صفا کے مقالہ جات کا مختصر سا تعارف اور خلاصہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ احمد گلچین معانی نے ''فلسفہ اسرارِ خودی'' کے عنوان پر چالیس اشعار پیش کیے۔ آغاز میں انھوں نے کہا:

بشنو آن فیلسوف پاکزاد　　رهبر آزادگان اقبال راد
کز خودی دارد جهان نام و نشان　　جز خودی چیزی نیاید در جهان
تا نیابی معرفت برنفس خویش　　ره نیابد نفس تو کافی به پیش (۳۹)

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی استاذ دانشگاہ اسلام آباد نے اقبال، ''برهمن زادہ ی مسلمان''، ''مرگ اقبال'' اور ''آثار علامہ اقبال'' کے ذیلی عنوانات کے تحت علامہ اقبال کی ولادت، وفات اور ان کی تمام تصانیف کے بارے میں مختصر الفاظ میں اظہار خیال کیا۔ ذبیح اللہ صفا تی نے مشاہیر ایران، خصوصاً مولانا جلال الدین رومی کے علامہ اقبال کی شخصیت پر اثرات کے موضوع پر اظہار رائے کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اقبال دراصل عارفِ ربانی ہیں۔ ان کے فلسفیانہ افکار بھی حقائقِ معرفت پر مبنی ہیں۔ وہ خود اس امر کے قائل تھے کہ فلسفے سے صرف ظاہری حقائق تک رسائی ہوتی ہے۔ اشیاء کی اصل حقیقت معرفت یا عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (۴۰)

اس مضمون کے صفحات ۳۰ تا ۳۱ پر ''تنہا عشق''، ''شنیدم......''، ''کرمک شب تاب''، ''کبر وناز'' اور ''زندگی'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کا منتخبہ فارسی کلام دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں حوالہ جات وحواشی اور منابع وماخذ نہیں دیے گئے۔

مقالہ ''**تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہِ علامہ اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی سے شعر وادب کے بارے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی سے متعلقہ اردو و فارسی اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال شعر وادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنے کلام سے فرد، معاشرہ، ملتِ اسلامیہ اور اقوامِ عالم کی اصلاح کا کام لیا۔ انھوں نے ۲۸/اکتوبر ۱۹۳۳ء کو افغانستان میں ادباء وشعراء سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''......عقیدہ من این است کہ ہنر یعنی ادبیات وشاعری ونقاشی وموسیقی وبنائی وغیرہ باید معاون وخدمتگزار زندگانی باشد۔ لذا من ہنر را تنہا وسیلہ خوش گذارنی وتفریح نمی دانم بلکہ این نوعی از اختراع وتخلیق می باشد۔ شاعری تواند زندگانی ملت را

بسازد یا ویران سازد......''(۴۱)

علامہ اقبال کا کلام اور ان کی جملہ مساعی اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ انھوں نے شعر و ادب سے انسانی اصلاح اور فلاح کا کام لیا۔ انھوں نے اپنے کلام سے انفرادی و اجتماعی خودی مستحکم کرنے کا وہ دینی فریضہ سرانجام دیا جس کی کلام اللہ میں تعلیم دی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں موضوع کی مناسبت سے موثر حوالہ جات دے کر فکرِ اقبال کی ترجمانی کا حق بخوبی ادا کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ۳۶ حوالہ جات پر مشتمل فہرست منابع و ماخذ دی گئی ہے۔ ان کا یہ مقالہ موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے گراں قدر علمی و ادبی اہمیت کا حامل ہے۔

۲۱ اپریل ۱۹۶۹ء کو خانہ فرہنگ ایران، کراچی میں انجمن روابط فرہنگی پاکستان و ایران، انجمن محصلان اسبق، دانشکدہ دولتی لاہور، اقبال اکیڈمی، بزم اقبال اور خانہ فرہنگ ایران کے اشتراک سے یومِ اقبال منایا گیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''**اقبال شناسی در ایران**'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ ان کا یہ مقالہ مجلّہ ''ھلال'' میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی کی فارسی کتاب ''رومی عصر'' اور اردو کتاب ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کتب کے مطالعے سے ایران میں اقبال شناسی کے بارے میں کافی معلومات ملتی ہیں۔ ایران میں اقبال شناسی کا آغاز قیامِ پاکستان سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ علامہ اقبال کا اپنے ہم عصر فضلائے ایران استاد سعید نفیسی اور سید محمد محیط طباطبائی سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ ہوا تھا۔ انھوں نے استاد سعید نفیسی کو اپنی تصانیف ''پیامِ مشرق'' اور ''زبورِ عجم'' بھیجی تھیں۔ ایک ملاقات میں ایرانی وزیر سید ضیاء الدین طباطبائی نے علامہ اقبال کے اشعار سنے اور بہت متاثر ہوئے۔ اکتوبر تا نومبر ۱۹۳۳ء میں علامہ اقبال کے سفرِ افغانستان کے موقع پر افغانستان کے شعرا اور ادباء کو علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار سے زیادہ بہتر طور پر آگاہی ہوئی اور ان کے توسط سے ایران کے مجلّات میں علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے بارے میں بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ مرحوم سید محمد فخر داعی الاسلام گیلانی نے فارسی میں علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جو ۱۹۳۹ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں ملک الشعراء محمد تقی بہار نے علامہ اقبال کے فکر و فن پر ایک لیکچر دیا اور فارسی اشعار میں انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ۱۹۴۴ء میں سید محمد محیط طباطبائی نے علامہ اقبال کے احوال و آثار پر مجلّہ ''محیط'' کا ایک شمارہ نکالا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایران میں اقبال کے بارے میں متعدد مقالے لکھے گئے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ اس طرح ان کے بارے میں بہت سی کتب لکھی اور شائع کی گئیں۔ ان میں سے استاد مجتبیٰ مینوی کی ''اقبال لاہوری'' اور سید غلام رضا سعیدی کی ''اقبال شناسی'' زیادہ معروف ہوئیں۔ ایران میں ''کلیاتِ اقبال فارسی'' طبع ہوئے۔ علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے فارسی تراجم بھی شائع ہوئے۔ ایران کے مختلف مجلّات، مجلّہ ''وحید''، مجلّہ ھای دانشکدہ ادبیات مشہد و تہران، مجلّہ ''مہر''، مجلّہ ''ارمغان''، مجلّہ ''سخن'' و مجلّہ ''ھنر و مردم'' وغیرہ میں علامہ اقبال کے حوالے سے بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایران میں اقبال کے حوالے سے باقاعدہ تقاریب اور مجالس کا اہتمام ہونا شروع ہو گیا۔ ایران کے بہت سے نامور

شعرا نے علامہ اقبال کے تتبع میں کلام لکھ کر انھیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے آقائی یاور ھمدانی، آقائی ھمایوں شہیدی، آقائی اشرف مشکوتی گیلانی، آقائی علوی طباطبائی کے فارسی اشعار پیش کیے ہیں۔(۴۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ ایران میں اقبال شناسی کی قریباً ۴۰ سالہ علمی وادبی تاریخ کے اجمالی جائزے پر مبنی ہے۔

مقالہ ''**اقبال لاہوروشعرای سبک خراسانی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ خراسانی'' کی مختصر تعریف وتاریخ بیان کرنے کے بعد سبکِ خراسانی کے شعرا کے نام دیے ہیں اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر بطور حاصل کلام یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

> ''از سطور گذشتہ وامثال منقولہ پیداست کہ اگر چہ سائر اشعار اقبال بہ سبک عراقی یا باصطلاح واضح تر بہ سبک خود اقبال می باشد، ولی تاثیر صوری ومعنوی شعرای سبک مطنطن خراسانی ھم ھنر واندیشہ وی قابل ملاحظہ می باشد''۔(۴۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ آذر ۱۳۵۰ (نومبر ۱۹۷۱ء) کو طبع ہوا تھا۔ ۱۹۷۷ء کو اقبال اکادمی پاکستان سے ان کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور اسی سال اس کا فارسی ترجمہ مرکز تحقیقات فارسی ایران سے شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کی خصوصیات اور ان سے تعلق رکھنے والے فارسی شعرا کے کلام اور علامہ اقبال کے کلام میں صوری ومعنوی مماثلت کی نشاندہی کے بعد ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مقالے کے تمام مندرجات قدرے بہتر صورت میں کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔(۴۴)

مضمون ''**برگزاری مراسم روزِ اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء میں کراچی میں یوم اقبال کے حوالے سے منعقد ہونے والی تین تقریبات کی روداد بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ گوئٹے انسٹیٹیوٹ کراچی کے ہال میں علامہ اقبال کے حوالے سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ حکیم محمد سعید مہمان خصوصی تھے۔ اس تقریب میں کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور نے ''پیامِ مشرق'' اور ''جاوید نامہ'' سے دو نظمیں پیش کیں۔ شان الحق حقی نے علامہ اقبال کے چند اردو اشعار پڑھے۔ ڈاکٹر ممتاز حسن نے ''اقبال اور جرمنی'' کے موضوع پر مقالہ پڑھا جس میں انھوں نے بیان کیا کہ علامہ اقبال نے جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور جرمن فلاسفہ ومفکرین کے افکار کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد ان پر تنقید پیش کی۔ انھوں نے گوئٹے کے دیوان کے جواب میں پیامِ مشرق لکھی۔

دوسری تقریب ۲۰ اپریل ۱۹۷۰ء بروز سوموار خانہ فرہنگ ایران میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں پاکستانیوں کے علاوہ بہت سے ایرانی دانشوروں نے بھی شرکت کی۔ یونیورسٹی آف کراچی کے وائس چانسلر پروفیسر ابوبکر حلیم نے اس تقریب میں صدارت کے فرائض سرانجام دیے۔ جناب محمد جعفر نے فارسی میں مبسوط مقالہ پیش کیا۔ تقریب کے آغاز میں بادشاہِ ایران محمد رضا شاہ پہلوی کا اقبال کے حوالے سے پیغام پڑھا گیا جس میں علامہ اقبال کے اعلیٰ افکار، انسان دوستی اور فارسی زبان وادب میں نہایت گراں قدر خدمات کو سراہا گیا۔ ڈاکٹر غلام سرور نے انگریزی میں ''پیغامِ اقبال'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے پیغامِ اقبال کی آفاقیت کا ذکر کیا اور خصوصاً اس امر کا ذکر کیا کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے حقائقِ زندگی سے آگہی کے لیے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا پیغام دیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے علامہ کے انگریزی

خطبات کا ذکر کیا اور فارسی کلام سے متعدد اشعار پیش کیے۔

ڈاکٹر غلام سرور نے کلام اقبال کی معنویت پر زور دیا۔ مفتی محمد حبیب نے اپنے مقالے میں بیان کیا کہ کلام اقبال دراصل محکماتِ قرآنی کی تفسیر ہے۔ پروفیسر حلیم نے ایران و پاکستان کے علمی و ادبی اور ثقافتی روابط پر روشنی ڈالی اور دونوں ممالک کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں علامہ اقبال کے کردار کو سراہا۔

یوم اقبال کے حوالے سے تیسری تقریب ۲۱/اپریل ۱۹۷۰ء کو انٹر کانٹینینٹل ہوٹل کراچی میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر سید علی اشرف نے ''سہم شرق وغرب در اندیشہ اقبال''، سید ہاشم رضا نے ''پیغامِ اقبال بہ جوانانِ ملت''، فضل احمد کریم فضلی نے ''اقبال و سیاسیاتِ معاصر''، خانم ڈاکٹر پروین فروزحسن نے ''اقبال وملیت''، ڈاکٹر یاسین زبیری نے ''اقبال وتحریکِ پاکستان'' اور ضیاء الاسلام نے ''اقبال ومسائل کنونی پاکستان'' کے موضوع پر مقالات پیش کیے۔ (۴۵)

مقالہ **''تضمینات وتتبعات شعرای ایران درآ ثار اقبال لاہوری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کے قریباً ۱۸ فارسی شعرا اور کلام اقبال فارسی سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے ان کے بہت سے اشعار اور مصرعوں کی تضمین کی ہے۔ فارسی غزلیات میں اس طرح کے تتبعات زیادہ نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ مہر ۱۳۵۳ (ستمبر ۱۹۷۴ء) کو مجلّہ ''وحید'' کے شمارے ۱۳۰ میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۵ سال (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) تک یونیورسٹی آف تہران میں پوسٹ گریجویٹ کلاسز کو اردو اور مطالعہ پاکستان پڑھاتے رہے۔ انھوں نے یہ مقالہ اسی عرصے میں لکھا تھا۔ بعد میں انھوں نے اسی مقالے کو وسعت دے کر کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' کی شکل دے دی جو ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے کافی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور اس کے فارسی ترجے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' کی اشاعت کے بعد بھی اس مقالے کی تدوین وتصحیح اور تحشیہ کے بعد اسے دوبارہ شائع کیا جانا چاہیے تاکہ عام قارئین اس سے استفادہ کرسکیں اور اپنے ذوق کے مطابق ضرورت محسوس ہو تو ''اقبال اور فارسی شعرا'' سے بھی بھرپور استفادہ کرسکیں۔ (۴۶)

مقالہ **''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''** عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی (۱۸۹۳ء تا ۱۹۸۸ء) کی شخصیت، احوال اور آثار کے تعارف پر مبنی ہے۔ اسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مجھے ۱۳۴۴ھ تا ۱۳۴۸ھ اور ۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ ش کے عرصے میں ایران میں قیام کا موقع ملا۔ پہلا قیام تعلیم کے سلسلے میں تھا جبکہ دوسرا قیام دانشکدہ ادبیات دانشگاہ تہران میں اردو اور مطالعہ پاکستان کی تدریس کے سلسلے میں تھا۔ اس دوران مجھے متعدد بار استاد سید غلام رضا سعیدی سے ملاقات کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی جغرافیائی حدود کے قائل نہیں تھے۔ مثلاً انھیں علامہ محمد اقبال کے نام کے ساتھ نسبت ''لاہوری'' کا استعمال پسند نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے اقبال صرف ''لاہور'' کے نہیں ہیں، وہ آفاقی شخصیت ہیں۔ سید غلام رضا سعیدی کو عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اردو زبان سے بھی آشنا تھے۔ وہ ملی درد رکھنے والے مخلص مسلمان تھے۔ انھوں نے تمام عمر ملتِ اسلامیہ کی فلاح کے لیے قلمی جہاد کیا۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ انھوں نے اسلام اور تعلیم کے موضوع پر بہت سے مقالے لکھے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور مقالوں کے مختلف زبانوں، خصوصاً فارسی زبان میں تراجم کیے۔ حبِّ ملی کی وجہ

سے انھیں ایسی مسلمان شخصیات پسند تھیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مولانا محمد علی جوہر (م ۱۹۳۱ء)، سید جمال الدین (م ۱۸۹۷ء)، عبدالرحمٰن کواکبی (م ۱۹۳۶ء)، علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء)، قائداعظم محمد علی جناح (م ۱۹۴۸ء)، مفتی محمد عبدہ (م ۱۹۰۵ء) اور سید ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۸ء) سے خاص فکری وقلبی تعلق رکھتے تھے۔ سید غلام رضا سعیدی نے بہت سے اسلامی ممالک کے سفر کیے۔ وہاں کے علماوادبا سے ملے اور ادبی وسیاسی مجالس میں شمولیت کر کے عالمِ اسلام کی بہتری کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے اسلام، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم، عالمِ اسلام کے مسائل، مسلمان شخصیات (سید جمال الدین فغانی، قائداعظم، علامہ اقبال، جمال عبدالناصر، وغیرہم)، فلسفہ، اخلاق، سائنس، کمیونزم، مغربی تہذیب اور سوشلزم کے موضوعات پر بہت سے مقالے لکھے اور تراجم کیے۔ مختلف موضوعات اور مسائل پر فکری ہم آہنگی کی بدولت وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے خاص محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار پر متعدد مقالات لکھے اور نہایت خوبصورت انداز سے ان کے افکار کی ترجمانی کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں سید غلام رضا سعیدی کے چند تراجم اور مقالات کی فہرست اور ان کے افکار کے حوالے سے علامہ اقبال کے اردو وفارسی کلام سے متعدد حوالہ جات اور بہت سے اشعار دیے ہیں۔ انھوں نے اردو اشعار کا منثور فارسی ترجمہ بھی دیا ہے۔ بعض اردو اشعار کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ''مصادر'' کے عنوان کے تحت ۲۰ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ (۴۷)

مقالہ **''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''** کی اشاعت کے قریباً ۳ سال بعد اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰، اشاعت ۱۹۹۳ء/۱۳۷۱ش میں قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل مقالہ **''فقید سید سعیدی اقبال شناس''** شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اول الذکر مقالے کی طرح عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ اس مقالے میں ان کی اقبال شناسی کے حوالے سے کافی زیادہ تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ استاد سید غلام رضا سعیدی ۱۹۲۵ء میں علامہ اقبال کے تب تک کے مطبوعہ آثار (اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی اور پیامِ مشرق) سے آگاہ ہو چکے تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر رفیع الدین کے فلسفۂ اقبال پر لکھے ہوئے مقالے کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا تھا۔ یہ ترجمہ اور مقدمہ ''اقبال شناسی: ھنر و اندیشۂ اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے سید غلام رضا سعیدی کے فارسی مقدمے کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ کیا جو ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء میں ''شخصیتِ اقبال کے چند پہلو'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ بعد میں اسے ''برکاتِ اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں شامل کر لیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہی ترجمہ ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ'' کے عنوان سے ''ماہِ نو'' کی اشاعت اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے زیرِ تبصرہ مقالے ''فقید سید سعیدی اقبال شناس'' میں استاد غلام رضا سعیدی کے متذکرہ بالا مقدمے پر مفصل تبصرہ پیش کیا ہے اور اس کی افادیت کے پیشِ نظر رائے دی ہے کہ کتاب ''اقبال شناسی: ھنر و اندیشۂ اقبال'' اور اس کا ترجمہ پاکستان سے بھی شائع ہونا چاہیے۔

استاد سید غلام رضا سعیدی کے افکار اور آثار سے آگہی کے بعد راقم الحروف بھی اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ان کی تمام

نگارشات کا اردو ترجمہ شائع کیا جانا چاہیے اوران کی اقبال شناسی پر کم از کم ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جانا چاہیے۔(۴۸)

''ذخیرۃ الملوک'' کا شمار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول ترین تصانیف میں ہوتا ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں مندرج تعلیمات سے متاثر ہوئے۔یہ تاثرات جاوید نامہ (۱۹۳۲ء) کے حصے' آں سوئے افلاک' میں مشہود ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں ذخیرۃ الملوک پر درج ذیل مقالات تحریر کیے:

۱۔ ''ذخیرۃ الملوک''، مؤلفہ: سید علی ہمدانی، مشمولہ: ماہ نو، ج ا، ش ۲، اشاعت موسم گرما ۱۹۸۵ء

۲۔ علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال، ج ۳۵، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۸ء

بعد میں مقالہ ''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ: سید علی ہمدانی، ''رومی کا تصورِ فقر'' (۱۹۹۰ء) میں اور ''علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک''، ''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک'' کے عنوان سے ''اقبال اور احترام انسانیت'' (۱۹۸۹ء) میں شامل کر لیے گئے۔(۴۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی مقالہ **''تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدانی واثر ذخیرۃ الملوک دی''** ان کے مذکورہ بالا مقالات کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔اس فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار، ذخیرۃ الملوک کے مضامین اور فکرِ اقبال پر اس کے اثرات کا جائزہ پیش کیا ہے: ''حضرت شاہِ ہمدان''، ''کشمیر و شاہ ہمدان شناسیِ اقبال''، ''ذخیرۃ الملوک''، ''تاثرات علامہ اقبال''، ''تلمیحات بہ ذخیرۃ الملوک''

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بادشاہوں، امرا اور مریدین کی رہنمائی کے لیے کسی عزیز کے اصرار پر تحریر کی تھی۔(۵۰)

''ذخیرۃ الملوک'' کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''ذخیرۃ الملوک' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ) کی کتاب ''احیاء العلوم الدین'' اور ''کیمیائے سعادت'' کی سی ایک تالیف ہے۔امام موصوف کی طرح اس کے مصنف کا رجحان بھی تصوف کی طرف تھا اور وہ صوفیہ کی روایات وحکایات کتاب میں نقل کرتے رہے مگر مجموعی طور پر کتاب میں قرآن مجید، مصدقہ احادیثِ رسول ﷺ اور تاریخی ثقہ واقعات کے حوالے زیادہ ملتے ہیں۔اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے لاطینی، فرانسیسی، اردو، پشتو اور ترکی زبانوں میں مکمل یا جزوی طور پر تراجم ہو چکے ہیں اور مصنفِ کتاب کی شخصیت وآثار پر اب تک فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کے ۴ مقالے، اردو زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کا ایک مقالہ اور انگریزی زبان میں ایم فل کی سطح کا ایک مقالہ لکھا جا چکا ہے۔(۵۱)

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں اس کے تمام ابواب، خصوصاً باب دوم، باب پنجم اور باب ششم کے مضامین کے حوالے سے فکرِ اقبال پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

باب دوم میں فرض عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کے اسرار اور حقائق ومعانی بیان کیے گئے ہیں۔

باب پنجم میں بادشاہ، مسلم رعایا اور غیر مسلم رعایا کے حقوق وفرائض کا ذکر ہے۔

باب ششم میں خلافتِ انسانی کے اسرار، حقوق النفس اور روحانی تقویت کے لیے ضروری امور کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد قرآنی آیات، ارمغانِ حجاز اور جاوید نامہ سے فارسی اشعار اور ذخیرۃ الملوک سے

اقتباسات وحوالہ جات دے کر شاہ ھمدانی سید علی ھمدانی اور علامہ اقبال کے مذہبی و سیاسی افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ان کا یہ مقالہ قریباً ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔مقالے کے آخر پر ۲۵ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔مقالے کے مندرجات موضوع کے عین مطابق ہیں اوران کی مدد سے حضرت شاہ ھمدان،خصوصاً ان کی تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' سے متعلقہ تاثراتِ اقبال کی اچھی طرح سے تفہیم حاصل ہو جاتی ہے۔(۵۲)

سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۳، شمارہ ۱۰ تا ۱۲، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو مقالہ **''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''** شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر ان کے فکری وفنی اشتراک کی حدود متعین کی ہیں اور واضح کیا ہے کہ اقبال نے حافظ کی متعدد تراکیب، بندشوں اور تعبیرات کو اپنایا۔ان کے اشعار تضمین کیے اور غزلیات میں ان کے متعدد قوالب اپنائے۔ان کی فارسی (نیز کسی حد تک اردو) غزل پر حافظ کی غزل کے کافی اثرات ہیں۔اقبال، فارسی غزل میں واحد شاعر نظر آتے ہیں جو اسلوب حافظ سے اس قدر اقرب ہیں کہ ان کے بعض اشعار خواجہ شیراز کا کلام معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور حمایت میں کلام حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دی ہیں اور مقالے کے آخر پر حوالہ جات وحواشی دے کر اپنے دائرہ تحقیق کی حدود واضح کرنے کے علاوہ مزید تحقیق کے لیے کچھ دیگر منہاج کی نشاندہی کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ اقبال''** مجلّہ ''دانش''، شمارہ ۱۵، اشاعت (پاییز ۱۳۶۷/ ۲۲ ستمبر تا ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء)، کے صفحات ۱۲۱ تا ۱۶۱ پر شائع ہوا تھا۔ان کا اردو مقالہ ''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''، فارسی مقالے کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' (۱۹۷۷ء) میں ''حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین، لسانی الغیب (م ۷۹۱ھ)'' کے عنوان کے تحت حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے فکری وفنی اشتراک واختلاف کے بارے میں سیر حاصل تبصرہ پیش کیا ہے۔اس موضوع پر ان کے مذکورہ بالا فارسی واردو مقالات ''اقبال اور فارسی شعرا'' کے اسی تبصرہ پر مبنی ہیں۔(۵۳)

ترتیب زمانی کے لحاظ سے فارسی زبان میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ''فتوت'' کے موضوع پر درج ذیل تین مقالات شائع ہوئے ہیں:

۱۔ پیرامون فتوت یا جوانمردی؛ مشمولہ: مجلّہ ''ھلال''، شمارہ ۱۰۶، اشاعت آذر ۱۳۴۹، صفحات ۸ تا ۱۳

۲۔ آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی، مشمولہ: ''معارفِ اسلامی'' (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۵، اشاعت زمستان ۱۳۵۲، صفحات ۶۰ تا ۷۲

۳۔ فتوت، مشمولہ: ''معارفِ اسلامی'' (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۷، اشاعت تابستان ۱۳۵۳، صفحات ۵۸ تا ۶۸

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

مقالہ ''**پیرامون فتوت یا جوانمردی**'' کے آغاز میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''فتوت اسلامی وفتوت قبل از اسلام'' کے ذیلی عنوان کے تحت دورِ جاہلیت میں فتوت کے رواج کا ذکر کیا ہے اور دین اسلام کی آمد کے بعد فتوتِ اسلامی کے پیش کیے گئے اعلیٰ تصور کو واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فتوتِ اسلامی دیگر ادیان، اقوام، ملل اور اشخاص کے فتوت سے اسی قدر مختلف ہے جس قدر اسلامی ضابطہ حیات ان سب کے ضابطہ حیات سے مختلف ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فتوت انبیاء وصلحا'' کے ذیلی عنوان کے تحت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تک کے عرصے میں فتوت کے رواج کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''زندگانیِ حضرت رسول ﷺ'' کے عنوان کے تحت سیرت النبی ﷺ اور سیرتِ حضرت علیؓ سے فتوت (جوانمردی وشجاعت اور سخاوت) کے بہت سے حوالہ جات دے کر بطور حاصل کلام تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ تمام سلاسلِ تصوف وفتوت کے مرجع ومآل ہیں۔ انھی کے ذریعے سلسلہ تصوف وفتوت مذہب شیعہ اور مذہب اہل سنت وجماعت میں مروج ہوا۔(۵۴)

مقالے ''**آغاز وارتقای نهضت فتوت اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت فتوت کا مفہوم، اس کی تاریخ، فتوت، تصوف اور ملامت کا باہمی تعلق بیان کیا ہے:

''موضوع فتوتِ اسلامی''، ''فتوت انبیاء وصلحا''، ''زندگانی حضرت رسول ﷺ''، حضرت علی بعنوان شعار فتیان''، فتوت و تصوف''، ''اہلِ ملامت وفتوت''، رابطہ فتوت، تصوف وملامت''، ''فتوتِ اجتماعی''

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں فتوت کے موضوع پر، مقالے ''پیرامون فتوت یا جوانمردی'' کی نسبت زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔(۵۵)

مقالے ''**فتوت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت تاریخ فتوت بیان کی، نامور فتیان کا ذکر کیا اور اس موضوع پر مزید مطالعہ کے لیے مسلکِ فتوت سے متعلقہ عربی وفارسی کتب کی فہرست دی ہے:

''فتوتِ ناصری''، ''فتوتِ اسلامی در اسپانیا وسیسیل''، ''فتوت واصناف مختلف مردم''، ''دورۂ تحول وانحطاط فتوت''، ''ذکر فتیان تہرانی از عبداللہ متوفی''، ''کتب معروف عربی وفارسی دربارۂ مسلک فتوت''۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا تینوں مقالات اپنے موضوع، مندرجات، حوالہ جات وحواشی کے لحاظ سے مدلل، جامع اور زیرِ تحقیق موضوع کے بارے میں تسلی بخش معلومات، آرا اور تبصرات پر مبنی ہیں۔ فتوت کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں بھی بہت سے مقالات ومضامین تحریر کیے ہیں۔(۵۶)

مختصر مقالے ''**تاثیر تفکر اسلامی در اروپا**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ نویں صدی ہجری تا بارہویں صدی ہجری کے عرصے میں مسلمانوں نے فلسفہ، سائنس اور دیگر شعبہ جات میں عروج وکمال حاصل کیا۔ اہلِ یورپ نے عربی زبان سیکھی، عظیم اسلامی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی اور اپنے ممالک میں درسگاہیں قائم کر کے اپنی زبانوں میں مسلمانوں سے حاصل کردہ حکمت ودانش کی تعلیم عام کی۔ انھوں نے مسلمان فلاسفہ اور سائنسدانوں کے افکار وتصورات کا تحقیقی و

تنقیدی جائزہ لیا۔ان کی کتب سے بھرپور استفادہ کیا۔ان کی ایجادات اور دریافتوں کو بنیاد بنا کر تحقیق و دریافت کے راستے پر گامزن ہوگئے۔انھوں نے تعلیم و تدریس اور تحقیق و دریافت کے اسلامی اصولوں کو اپنا ضابطہ حیات بنایا اور جہدِ مسلسل و عملِ پیہم سے علوم و فنون کے مختلف شعبہ جات میں ترقی کرنے لگے۔اہلِ اسلام بے عملی کا شکار ہوگئے۔انھوں نے علم و عرفان میں دلچسپی لینا چھوڑ دی۔نتیجتاً وہ تمام شعبہ جات میں زوال کا شکار ہوگئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں عظیم مسلم فلاسفہ و سائنسدانوں علامہ ابونصر فارابی،حکیم بوعلی سینا،امام غزالی،ابن رشد اندلسی،ابوبکر ابن طفیل اندلسی اور ابن خلدون کی مختلف شعبہ جات میں خدمات کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے دورِ جدید کے مغربی فلاسفہ و مفکرین کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اہلِ یورپ،مسلمان فلاسفہ اور سائنسدانوں کی خدمات کے معترف ہیں۔شاندار عہدِ رفتہ کا ذکر کرنے کے بعد انھوں نے اسلامی نشاۃ ثانیہ کی اہمیت اور ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور تجدیدِ تفکرِ اسلامی کی اشد ضرورت پر زور دیا ہے۔(۵۷)

مقالے ''**استقلال پاکستان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت زوال کا شکار ہوگئی۔برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے مکر و فریب سے نواب سراج الدولہ کو ۱۷۵۷ء میں،ٹیپو سلطان کو ۴مئی ۱۷۹۹ء کو اور مسلمان حریت پسندوں کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست دے کر اور مغلیہ حکومت ختم کر کے،برطانوی راج قائم کر دیا۔ان حالات میں مسلمان رہنماؤں سرسید احمد خان،قائدِ اعظم محمد علی جناح،علامہ اقبال،مولانا محمد علی جوہر،مولانا حسرت موہانی اور بہت سے دیگر حضرات نے انگریزوں کی غلامی سے نجات کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے منٹو پارک (اقبال پارک) میں مسلم رہنماؤں نے قراردادِ پاکستان پیش کی۔اس کی بنا پر سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ہر سال ۱۴/اگست کا دن یومِ آزادی پاکستان اور یومِ استقلال کے طور پر منایا جاتا ہے۔(۵۸)

مقالے ''**سرزمین و مردم کشمیر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت وادیٔ کشمیر کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے اور اہلِ کشمیر کے زبان و ادب،مذہب اور رہن سہن کے بارے میں دلچسپ معلومات فراہم کیں اور ان امور پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا ہے:

''سوابق تاریخی کشمیر''،''کشمیر یھا و آریاھا''،''اسلام در کشمیر''،''دولت آزاد جاموں و کشمیر''،''کشمیر و زبان و ادبیات فارسی''،''زبان کشمیری ھا''،''شغل مردم و محصولات''

یہ مقالات قریباً ۲۴ صفحات پر مشتمل ہیں۔مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کشمیر کے بارے میں علامہ اقبال کے پانچ فارسی اشعار دیے ہیں۔اس کے بعد وادی کشمیر اور اہلیانِ کشمیر کے حسن و رعنائی کا ذکر کرنے کے بعد کشمیر اور اہلیان کشمیر کی مدح میں ۱۲ فارسی شعرا (جمال الدین عرفی شیرازی،حکیم فیضی فیاضی،اکبر الہ آبادی،طالب آملی،حاج محمد جان قدسی مشھدی،میرزا محمد قلی سلیم تہرانی،میرزا ابو طالب کلیم کاشانی ھمدانی،میر سید عماد الدین محمود الٰہی اسد آبادی ھمدانی،احسن اللہ خان بیگ،ظفر خان احسن،محمد رضا مشتاق اور خواجہ حسن شعری) کے خوبصورت اشعار دیے ہیں۔اس کے بعد انھوں نے قدرے تفصیل سے کشمیر کی تاریخ بیان کی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ کشمیر میں مختلف مسلمان

حکمرانوں اور صوفیہ کی آمد سے کشمیر میں دین اسلام پھیلا۔ چودھویں صدی ہجری میں ترکستان سے صوفی بزرگ بلبل شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہاں کشمیر آئے۔ان کے دینی افکار سے متاثر ہوکر بدھ راجہ رنچن مسلمان ہوکران کا بیعت ہوگیا اور سلطان صدرالدین کے نام سے کشمیر کا پہلا مسلمان حکمران بنا۔ بعدازاں شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے اور ان کی بدولت وادی کشمیر نورِ اسلام سے منور ہوگئی۔ قیامِ پاکستان کے وقت ریاست کشمیر پاکستان کے حصے میں آئی تھی۔ بھارت نے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ پاکستان نے فوجی کاروائی کر کے اس کا کچھ حصہ آزاد کرالیا جو کہ آزاد جموں کشمیر کہلاتا ہے۔اس میں پونچھ، مظفر آباد، جموں کے علاوہ گلگت اور بلتستان کے علاقے بھی شامل ہیں۔کشمیر میں زیادہ تر لوگ اردو اور کشمیری زبانیں بولتے ہیں۔للہ عارفہ حبہ خاتون، خواجہ حبیب اللہ، جی گنامی، عبدالوھاب شایق، عزیز اللہ حقانی، سیف اللہ محمود گامی اور مہجور کشمیری معروف کشمیری شعرا ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کشمیر اور اہلیانِ کشمیر کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کی ہیں اور ''ماخذ گفتار'' میں اس موضوع سے متعلق مزید مطالعے کے لیے چند کتب کے نام بھی دیے ہیں۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے وادیٔ کشمیر کی خوبصورتی اجاگر کی اور اس کی تاریخی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔(۵۹)

مقالہ ''**قلندریہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد فارسی لغات اور کتبِ تصوف سے حوالہ جات دے کر لفظ ''قلندر'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کیا ہے۔اس ضمن میں انھوں نے بہت سے صوفیہ اور شعرا (ابوالقاسم قشیری، شیخ ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی، باباطاہر عریان ہمدانی، خواجہ عبداللہ انصاری، شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی، میر سید علی ہمدانی، سید عثمان لعل شہباز قلندر جعفری، شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی، شیخ محمد حسین گیلانی، خواجہ حافظ شیرازی، سنائی غزنوی، خاقانی شروانی، عطار نیشاپوری، شیخ سعدی، عراقی ہمدانی، علامہ محمد اقبال اور حسین ہروی) کے اشعار، اقوال اور ان میں سے چند ایک صوفیہ کی حکایات بیان کر کے مسلک ''قلندریہ'' کا دستور واضح کیا ہے۔اپنے مقالے کے آخر پر انھوں ''حسین ھروی و قلندری نامۂ او'' کے ذیلی عنوان کے تحت شیخ حسین ھروی اور ان کے ''قلندر نامہ'' کا مختصر تعارف کرانے کے بعد ۴۴ فارسی اشعار پر مشتمل ان کا ''قلندر نامہ'' نذرِ قارئین کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''دربارۂ گروہ قلندریہ بعضی از رسایل منثور و منظوم در کتابخانہ ھای دنیا موجود و مضبوط است و از آنجملہ است مثنوی قلندر نامہ امیر سید حسین حسینی ھراتی (م ۷۱۸ ن) در ۴۴ بیعت ......امیر سید حسین حسینی غوری ھروی، ھمان کسی است کہ ۷ امسؤالات معروف بہ شیخ سعد الدین محمود شبستری تبریزی (م ۷۲۰ھ) نوشتہ و باعث بوجود آمدن مثنوی گلشن راز، گردیدہ است۔اوصاحب آثار متعدد منثور و منظوم است......امیر حسین یکی از صوفیہ سہروردیہ بودہ، و در ملتان رسیدہ بہ شیخ صدرالدین (م ۷۳۴ھ) ابن شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی مذکورہ بیعت نمودہ بود......(۶۰)

''قلندر نامہ'' میں شیخ حسین ھروی نے قلندر کے اوصاف بیان کیے ہیں اور آخر کے چند اشعار میں اپنے مشائخ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مصادر و حواشی'' کے عنوان کے تحت ۱۸ حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا فارسی مقالہ ''قلندریہ''، مجلّہ ''معارف اسلامی''، شمارہ ۶، اشاعت بہار ۱۳۵۴ (۲۱ مارچ تا ۲۱ جون ۱۹۷۵ء) میں شائع ہوا تھا۔ان کا ''**اقبال کا تصورِ قلندری**'' کے عنوان پر مشتمل اردو مقالہ بزمِ اقبال کے مجلّے ''اقبال''

کے اپریل ۱۹۷۵ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اردو مقالے میں انھوں نے فارسی مقالے کی طرح اس موضوع پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ اس میں انھوں نے کلام اقبال سے متعدد حوالہ جات دے کر اقبال کے تصورِ قلندر اور ان کے قلندرانہ مسلک پر روشنی ڈالی ہے۔ (۶۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اردو مقالے **''وامق وعذرا کی دو داستانیں''** میں عشقیہ داستانوں کے دو روایتی کرداروں وامق (عاشق) اور عذرا (معشوقہ) کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم نے ''وامق وعذرا'' نام کی بیس منثور و منظوم تالیفات کی نشاندہی کی ہے۔ ان تالیفات میں قصص وواقعات مختلف ہیں، صرف نام کا اشتراک ہے۔ ان میں سے سب سے قدیم داستان وہ ہے جسے حکیم ابوالقاسم حسن بن احمد عنصری بلخی (متوفی ۴۳۱ ہجری) نے نظم کیا ہے۔ تہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد جعفر محجوب نے ''وامق وعذرا'' نامی دو ایسی داستانوں کا ذکر کیا ہے جن کا ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کی تحقیقات میں ذکر نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک منظوم داستان ملا محمد رضا نوعی قوچانی (متوفی ۱۰۱۹ھ) نے لکھی ہے اور دوسری داستان نثر میں ہے جو ظہیر نامی شخص نے لکھی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو مقالے ''وامق وعذرا'' میں تینوں داستانوں کا خلاصہ بیان کیا ہے اور ان پر تبصرہ بھی پیش کیا ہے۔ انھوں نے مندرجہ بالا امور کا اپنے دو فارسی مقالات میں بھی ذکر کیا ہے۔ پہلے مقالے کا عنوان **''تاثیر شاهنامه در مثنوی وامق وعذرای عنصری''** (مطبوعہ آباد ۱۳۴۸) ہے اور دوسرے مقالے کا عنوان **''شمه ای از تاثیر شاهنامه در ادبیات فارسی''** (مطبوعہ بہار و تابستان ۱۳۷۱) ہے۔

فارسی مقالے ''تاثیر شاهنامه در ادبیات فارسی'' میں مذکورہ بالا اردو مقالے کے مندرجات کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہنامہ فردوسی سے '' داستان رستم وسهراب'' اور عنصری کی ''داستان عذرا و وامق'' سے فارسی اشعار دے کر ان کے تقابل وموازنے سے واضح کیا کہ دونوں داستانوں کے مضامین مشترک اور اسلوب بیان یکساں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عنصری (متوفی ۴۳۱ ہجری) نے حکیم ابوالقاسم حسن پور علی طوسی معروف بہ فردوسی (متوفی ۴۱۰ ہجری) کے تتبع میں ''داستان عذرا و وامق'' لکھی ہے۔

فارسی مقالے **''شمه ای از تاثیر شاهنامه در ادبیات فارسی''** میں عنصری کے مندرجہ بالا تتبع کا ذکر کرنے کے علاوہ، ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی شعرا مسعود سعد سلمان (۵۱۵ھ)، محمد بن علی ملقب بہ شمس الدین یا تاج الشعراء (۵۶۲ھ)، ابوبکر زین العابدین (۶۴۵ھ)، ابوالنجم منوچہری دامغانی (۴۳۲ھ)، ابوعبداللہ محمد معزی (تقریباً ۵۲۰ھ)، عبدالرحمٰن جامی اور خواجہ مسعود قمی (۸۹۰ھ) نے فردوسی کے تتبع میں فارسی اشعار لکھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا تمام فارسی شعرا (ماسوا جامی وقمی) کے کلام سے ان کے متعدد اشعار تحریر کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ''شاہنامہ فردوسی'' کے فکری وفنی محاسن کے تذکرہ کے بعد اندریں الفاظ فردوسی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

''......هم چنین قطعات پر مغز و پندها و اندرزهای شاهنامه که در ضمن داستانهای آن آمده، بهترین درس اخلاق وروش زندگانی است و به جرأت می توان گفت که تا جهانی باقی است کاخ رفیع نظم فردوسی نیز پایدار و برقرار خواهد ماند:

چو آواز سم ستوران شنید   فلاطوس را دل یکی برتپید
''پی افگندم از نظم کاخ بلند   که از باد و باران نیابد گزند'' (۶۲)

اردو مقالہ ''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' مشمولہ سہ ماہی ''ادبیات'' کی اشاعت بہار۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان کے عظیم شاعر ابوالقاسم فردوسی طوسی (وفات ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ) کی مشہور زمانہ عظیم مثنوی ''شاہنامہ'' کا جامع تعارف کرایا اور اس کے فکری محاسن پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ ان کا فارسی مقالہ **''فردوسی حکیم''** اردو مقالہ ''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' کا ہی فارسی روپ ہے۔ اس میں انھوں نے ''وصاف وحمد سرا'' اور ''بیان عبر ومواعظ''، ''بزمہای نوشیروان'' کے ذیلی عنوانات کے تحت ''شاہنامہ فردوسی'' کے مختلف مضامین اور فردوسی کے حسن بیان پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ مقالے میں شاہنامہ سے مختلف موضوعات کے حوالے سے بہت سے اشعار دے کر اس کے فکری محاسن اجاگر کیے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر پر ۱۵ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں جن میں سے ۱۳ حوالہ جات شاہنامہ میں سے ہیں۔ (۶۳)

''ارمغانِ حجاز'' علامہ اقبال کے اردو وفارسی کلام کا آخری مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے چند ماہ بعد شائع ہوا تھا۔ یہ کم وبیش ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا دو تہائی حصہ فارسی دوبیتیوں پر اور ایک تہائی حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے۔ جو کچھ علامہ اقبال نے دوسری کتابوں میں بالتفصیل کہا ہے وہ ارمغانِ حجاز میں بالا جمال موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے فارسی مقالے **''تتبعاتی از زبورِ عجم''** کے آغاز میں زبورِ عجم کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے تیسرے ایڈیشن میں مثنوی ''گلشن رازِ جدید'' اور چوتھے ایڈیشن میں مثنوی ''بندگی نامہ'' شامل کی گئی۔ پروفیسر جی آر بری نے زبورِ عجم کی غزلیات کا اور کچھ عرصے بعد بشیر احمد ڈار نے دونوں مثنویوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ عبدالرحمٰن طارق نے تمام کتاب (فارسی کلام) کا ''باغِ ارم'' کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔ خواجہ محمد امین داراب کشمیری اور شیخ محمد ایوب دونوں نے زبورِ عجم کے تتبع میں فارسی کلام لکھا اور بقول ڈاکٹر محمد ریاض، انھوں نے اشعار کی تعداد، مطالع و مقاطع کی تعداد، قافیہ و ردیف اور فکر وتخیل کی مکمل پیروی کی اور سرِ موتجاوز نہیں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں مترجمین کی شخصیات، احوال وآثار کا مختصر سا تعارف پیش کرنے کے بعد غزلیات اقبال (از زبورِ عجم) سے اشعار اور خواجہ محمد امین داراب اور شیخ محمد ایوب کے کلام پر مشتمل قریباً دس مثالیں سپردِ قلم کی ہیں۔ ان میں سے ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

اقبال:

یارب درونِ سینہ دل باخبر بدہ   در بادہ نشہ را نگرم، آں نظر بدہ
ایں بندہ راکہ بانفسِ دیگراں نزیست   یک آہِ خانہ زاد مثالِ سحر بدہ
سازی اگر حریفِ یمِ بیکراں مرا   با اضطرابِ موج، سکونِ گہر بدہ (۶۴)

داراب:

سروم مرا تو باخدا یا ثمر بدہ   چون نخل شمع، سوز دل و چشم تر بدہ
مرغ مرا کہ دانہ نچیند ز خرمنی   از خویش آب و دانہ مثال دُرَر بدہ
در جام زادہ صدف بحر طبع من   آبی کہ ریختہ نشود، چون گہر بدہ (۶۵)

ایوب:

یارب شعورِ عظمت خیر البشرؐ بدہ   رازِ حیات فاش کند آن نظر بدہ
با از دیار سوزِ محبت دل مرا   توفیق شعلہ ریزی آہ سحر بدہ
چشم دلم ز نورِ مبین راہ بین بساز   شمع یقین بہ تیرگی رھگذر بدہ (٦٦)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ تعارفی و تائیدی تبصرے پر مشتمل ہے۔ اس میں انھوں نے کلامِ اقبال، کلامِ داراب اور کلامِ ایوب کے حوالہ جات نہیں دیے۔ داراب کشمیری اور شیخ محمد ایوب کے تراجم سے فارسی زبان و ادب میں ان کی دسترس کا ثبوت ملتا ہے۔ ان کی یہ کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔ (٦٧)

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی ایک مطالعہ اور تحقیق''**، شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' کے مطالعے اور تحقیق پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالے '' تاثراتِ اقبال از حضرت شاہ ھمدان و اثر ذخیرۃ الملوک وی'' پر تبصرے میں '' ذخیرۃ الملوک'' کے مشمولات کے بارے میں کافی زیادہ حد تک لکھا جا چکا ہے۔ اس لیے اطناب اور تکرار سے بچنے کے لیے اس ضمن میں مزید کچھ اور نہیں لکھا جاتا۔ (٦٨)

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی مقالہ **''عیاری و شطاری''** نظامِ فتوت کے بارے میں ہے۔ اس میں انھوں نے ذیلی عنوانات '' آداب و رسوم فتوت''، ''شرائط نفی فتوت''، ''شرائط اثبات فتوت''، کیفیت و رود بگروہ فتیان''، ''اجتماعات فتیان'' اور ''فتوت در شبہ قارہ'' کے تحت فتی بننے کی شرائط، فتوت کے رشتے کو مضبوط، کمزور اور ختم کرنے کی شرائط، گروہ فتیان میں شامل ہونے کے طریقہ کار، فتیان کے اجتماعات اور مختلف علاقوں میں نظامِ فتوت کے رواج (وسعت اور پھیلاؤ) سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ مقالے کے شروع میں انھوں نے فتوت اجتماعی کی دو اقسام عیاری اور شطاری کا تعارف کرایا اور ان میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں لفظ عیاری کا ایک مفہوم جوانمردی بھی ہے۔ ماضی میں عیاران' آزادی وطن اور رفاہِ عامہ کے لیے نمایاں کارنامے سرانجام دیتے رہے ہیں۔ مخالفت پر غاصب حکمران انھیں ''خارجی'' قرار دیتے رہے ہیں۔ ابو مسلم خراسانی (١٣٧ھ) اور یعقوب لیث صفاری (٢٦٠ھ) مشہور ایرانی عیار ہیں۔ ابو مسلم خراسانی نے ١٣٢ھ میں بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ کیا تھا مگر ناشکر گزار عباسی خلیفہ منصور نے اس مردِ کامل کو ١٣٧ھ میں قتل کرا دیا۔ تیسری تا چھٹی ہجری کے دور میں گروہِ عیاران کافی فعال رہا۔ اگرچہ اس سے قبل و بعد کے زمانے میں بھی یہ گروہ کسی نہ کسی شکل میں مصروف بہ عمل رہا۔ منظوم فتوت نامہ ناصری میں ان کا فتیانِ سیفی کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ ملک شام و عراق میں دوسری صدی ہجری میں عیاروں اور شطاروں کا گروہ موجود اور فتیان کے نام سے معروف تھا۔ اس گروہ کے افراد آزاد منش تھے۔ یہ جان، مال، ہر شے کی قربانی دے کر حق کا ساتھ دیتے تھے۔ یہ لوگ چوری، ڈاکہ زنی، بے رحمانہ قتل و غارت کے کاموں میں بھی مشغول رہتے اور غریبوں اور بے کسوں کی دستگیری بھی کرتے رہتے تھے۔ کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ، خراسان اور ماوراء النھر ان کے بڑے مراکز تھے۔ ایران میں انھیں ''رئیس'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ (٦٩)

فارسی مقالہ **''متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی''** شاہ ھمدان میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متن پر مشتمل ہے۔ مکتوبات کا یہ متن مجلّہ '' دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی'' دانشگاہ تہران کے شمارے ٨٥، اشاعت تیر ١٣٥٣

(جون/جولائی ۱۹۷۴ء) میں شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ ۳۴ صفحات (۳۳ تا ۶۶) پر مشتمل ہے۔

اردو مقالہ ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' مشمولہ ''ادبی دنیا''، جلد ۶، شمارہ ۳۷، اشاعت ستمبر تا اکتوبر ۱۹۷۱ء، صفحات ۵ تا ۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۳ فارسی و عربی مکاتیب کا تعارف کرایا اور ان کے مندرجات پر تبصرہ کیا ہے۔ اسی عنوان سے ان کا ایک اردو مقالہ ''اسلامی تعلیم''، جلد ۴، شمارہ ۱، اشاعت جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کے صفحات ۲۵ تا ۳۶ پر شائع ہوا تھا۔

۱۹۸۵ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' طبع ہوئی تھی۔ یہ کتاب شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے ۳۱ مکاتیب کے متن پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مبنی ہے۔ پہلے حصے میں شاہ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ۱۹ مکاتیب دیے گئے ہیں جن کا متن فارسی مقالے ''متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی'' میں دیا گیا ہے۔ یہ حصہ صفحہ نمبر ۳ تا ۴۳ پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم میں (صفحہ نمبر ۴۳ تا ۸۳ پر) مزید بارہ مکتوبات دیے گئے ہیں۔ یہ حصہ مکتوبات ہشتم تا مکتوبات نوزدھم پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ پہلے سات مکتوبات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے، تاہم وہ ایک دن ضرور دستیاب ہو جائیں گے اور شاملِ اشاعت کر دیے جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی مقالے ''متن مکتوبات میر سید علی ہمدانی'' اور کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے حصہ اول میں دیے گئے مکتوبات میں سے چند ایک مکتوبات کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو ''حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کی جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ (۷۰)

''مشارب الاذواق'' ابن فارض کے عربی قصیدے کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ ابن فارض کے دیوان میں موجود ہے۔ اس قصیدے کا موضوع ''شرابِ عشقِ الٰہی'' ہے۔ (۷۱) بہت سے اہل علم حضرات نے اس قصیدے کی شروح لکھیں اور دوسری زبانوں میں تراجم کیے۔ ''مشارب الاذواق'' اس قصیدے کی عارفانہ شرح ہے جسے امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق دیوان مطبوعہ بیروت (۱۹۵۷ء) کے صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۲ پر یہ قصیدہ موجود ہے۔ یہ قصیدہ ۴۱/ ابیات پر مشتمل ہے۔ میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے صرف ۳۲/ اشعار کی شرح لکھی ہے۔ تمام اشعار کی شرح یکساں نہیں ہے۔ کسی شعر کی شرح مختصر ہے اور کسی کی طویل ہے۔ تمام اشعار کی شرح کے آخر پر موقع محل کی مناسبت سے عربی یا فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ شرح میں مشکل الفاظ و تراکیب اور عرفانی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ متعدد آیاتِ مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے متن کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے فارسی مقالے **''مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)''** کے شروع میں ابن فارض مصری کے قصیدے کی مختلف شروح اور ''مشارب الاذواق'' کے قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ ان نسخوں کی مدد سے انھوں نے ''مشارب الاذواق'' کا متن مدون کیا اور تصحیح و تحشیہ کے بعد اسے مجلّہ ''ایران زمین'' میں ۱۳۵۳ھ ق میں شائع کروایا۔ پھر یہی نسخہ مجلّہ ''آستان قدس رضوی''، مشہد میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے بعد محمد خواجوی نے اسے ایران میں موجود تین نسخوں کی مدد سے تصحیح کر کے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ ۱۳۶۲ھ / ش ۱۴۰۴ھ میں انتشارات مولیٰ تہران سے شائع کرایا۔ حسن حسنو نے محمد خواجوی کے مرتبہ نسخے کا اردو میں ترجمہ کیا جسے ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر چپلو نے شائع

کیا۔ یہ اردو ترجمہ ۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔(۷۲)

فارسی مقالے **''منابع اولیہ تحقیقی دربارہ حضرت میر سید علی ھمدانی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار پر لکھی گئی اولین کتب ''خلاصۃ المناقب'' اور رسالہ ''منقبۃ الجواھر'' پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر سب سے پہلی کتاب ''خلاصۃ المناقب'' ان کے مرید شیخ نورالدین جعفر بدخشی (متوفی ۱۶ رمضان ۷۹۷ھ) نے لکھی تھی۔ اس کتاب میں انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقاتوں کے حوالے سے براہِ راست سنی اور دیکھی ہوئی باتیں تحریر کی ہیں۔ ان کی یہ تالیف ۷۸۷ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کے مطالب عمیق اور سبک علمی ہے۔ اس میں عربی وفارسی اشعار، آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کثرت سے دیے گئے ہیں۔ اس کی عبارت فصیح وبلیغ ہے۔ اس کے آخر پر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''واردات'' سے دعائے مناجات نقل کی گئی ہے۔

رسالہ ''منقبۃ الجواھر'' یا ''مستورات''، خلاصۃ المناقب کے بعد لکھا گیا۔ اسے حیدر بخشی نے تحریر کیا تھا۔ انھوں نے ''خلاصۃ المناقب'' سے بھرپور استفادہ کیا اور اس کے وضاحت طلب امور کے بارے میں میر سید محمد نوربخش (م ۸۶۹ھ) اور شیخ اسحٰق ختلانی (م ۸۲۶ھ) خلیفہ وداماد شاہ ھمدان سے رہنمائی حاصل کر کے یہ رسالہ قلم بند کیا۔ اس رسالے کی بعض عبارات مبہم اور فصاحت وبلاغت سے عاری ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی اس کی مدد سے خلاصۃ المناقب کے بعض مندرجات کی توضیح وتصحیح بھی ہو جاتی ہے۔ خلاصۃ المناقب اور رسالہ منقبۃ الجواھر، دونوں کے مطالعے سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے احوال ومقامات کے بارے میں اچھی طرح سے آگہی حاصل ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے خلاصۃ المناقب اور منقبۃ الجواھر سے بہت سی عبارات اور مثالیں دے کر ان کا اسلوبِ بیان واضح کیا ہے۔ انھوں نے ان کے تقابل وموازنے سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں ان کی علمی وادبی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حوال وآثار سے متعلقہ چار دیگر کتب (روضات الجنان وجنات الجنان، تواریخ اعظمی، تاریخ کبریا اور تاریخ حسن) کے مرتبین وناشرین کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں اور ۲۵ حوالہ جات وحواشی پر مشتمل فہرست منابع دے کر مزید تحقیق کے لیے مصادر وماٰخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

''نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارۂ مؤلف مقامات اربعین'' دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تھران کے شمارے ۷۷، شمارہ اسفند ۱۳۵۰ میں شائع ہوا تھا۔ اس نامہ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر محمد دامادی کے مدون کیے ہوئے ایک رسالے کے تسامحات کی نشاندہی کی ہے اور از روئے تحقیق اس رسالے کے مصنف کی نشاندہی اور اس کے متن کی تصحیح کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض مدیر مجلّہ سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں کہ معارفِ اسلامی کے فروردین ۱۳۵۰ش کے شمارے میں ''مقامات اربعین'' کے نام سے ایک تصحیح شدہ رسالہ شائع ہوا ہے جسے شیخ ابوسعید فضل اللہ محمد بن ابی الخیر احمد میھنی متوفی ۴۴۰ھ/۱۰۴۹ء سے منسوب کیا گیا ہے۔ رسالے کے متن اور اس کے خطی وعکسی نسخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میر سید علی ھمدانی نے یہ رسالہ معین الدین ابی عبداللہ محمد حموی جوینی (۶۴۴-۷۲۲ھ) کی تعلیمات سے استفادہ کرکے تحریر کیا

تھا۔ان کا یہ رسالہ ''اربعین صوفیہ''، ''چہل مقام صوفیہ'' اور ''اصطلاحات صوفیہ'' کے ناموں سے مختلف خطی و عکسی نسخوں کی شکل میں موجود ہے اور شائع بھی ہو چکا ہے۔اس رسالے کے ابتدائیہ واختتامیہ اور دیگر اندراجات سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ڈاکٹر محمد دامادی کا مدون وتصحیح کردہ رسالہ دراصل سید علی ھمدانی کی تخلیق ہے۔سید علی ھمدانی کے تمام آثار کا آخری جملہ آیت مقدسہ ''والسلام علی من اتبع الھدیٰ'' پر مشتمل ہے۔زیر تحقیق رسالے کا آخری جملہ بھی یہی ہے۔غالباً سہو کاتب کی وجہ سے یہ رسالہ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہو گیا ہے۔متن چاپ شدۂ معارف اسلامی اور متن نسخ خطی و عکسی سے چند مثالیں دے کر، ان کے تقابل وموازنہ سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ان اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔(۷۳)

فارسی مقالے ''**نقش فارسی سرایان درنھضت آزادیخواھی شبہ قارہ**'' میں لکھتے ہیں کہ مغلیہ دورِ حکومت میں فارسی برصغیر پاک وہند کی سرکاری زبان کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی۔انھوں نے اسلام دشمنی میں فارسی کے بجائے انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔ اس دور میں بھی برصغیر کے مسلمانوں نے فارسی زبان وادب سے اپنا تعلق کمزور نہیں کیا اور فارسی دان ادبا وشعرا نے مسلمانانِ برصغیر کی آزادی کے لیے فارسی زبان میں اشعار کہے، مضامین لکھے اور ان میں جذبۂ حریت کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔اسی جذبے کے تحت مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ پاکستان منظور کی گئی اور ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کے بعد اسلامی ملک پاکستان وجود میں آیا۔قیامِ پاکستان کے بعد بہت سے فارسی شعرا وادبا ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔پاکستان میں فارسی زبان وادب سے محبت کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں اردو وعربی کے ساتھ فارسی کی بھی تعلیم دینا شروع کی گئی۔فارسی بہت شیریں زبان ہے۔اردو دخترِ فارسی زبان ہے۔اردو کے علاوہ پنجابی، سندھی، کشمیری، پشتو وغیرہ میں بھی فارسی زبان کے الفاظ وتراکیب کا استعمال رواج پا گیا۔پاکستان کے قیام میں مرکزی کردار ادا کرنے والے سیاست دان اور رہنما زیادہ تر فارسی دان تھے۔علامہ محمد اقبال، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور مولانا حسرت موہانی فارسی دان حضرات ہی تھے۔پاکستان کے قیام میں سب سے زیادہ اہم کردار علامہ اقبال نے ادا کیا۔انھوں نے اپنے اردو وفارسی کلام سے مسلمانانِ برصغیر میں آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں پاک وہند کے، قبل از تقسیم وبعد از تقسیم کے قریباً ۵۰ قدیم وجدید فارسی ادبا وشعرا کے نام دیے ہیں اور اردو وفارسی زبانوں کے علاوہ پاکستان وایران کے قریبی رشتۂ اخوت کا مؤثر انداز سے ذکر کیا ہے۔(۷۴)

مقالے ''**ابتکارات مسعود سعد سلمان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک وہند کے قدیم فارسی شاعر مسعود بن سعد سلمان لاھوری (۴۳۸-۵۱۵ھ-ق) کی شخصیت واحوال کا مختصر سا تعارف کرایا ہے اور فارسی شاعری میں ان کی متعارف کرائی ہوئی اصناف (ابتکارات، اختراعات) کا متعدد مثالیں اور حوالہ جات دے کر ذکر کیا ہے۔مسعود بن سعد سلمان لاھوری کا آبائی وطن، ایران کا شہر ہمدان تھا۔وہ لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔ان کے والد غزنویوں کے دربار سے منسلک رہے۔مسعود سعد سلمان کا اپنا تعلق سلطان ابراہیم بن مسعود غزنوی (۴۵۰-۴۹۲ھ) کے دربار سے تھا۔شہزادہ اور ولی عہد سیف الدولہ محمود ان کا خاص قدردان تھا۔مسعود، شہزادے کے ساتھ لاہور آئے۔شہزادہ کسی بات پر مسعود سے ناراض ہوگیا اور انھیں قید کر دیا۔وہ انیس برس برصغیر کے دہک، سُو اور نامے نام کے قلعوں میں قید رہے۔اس دوران انھوں نے

دردناک حبسیات (قید کے اشعار) لکھے جو فارسی ادب کا بے نظیر سرمایہ ہیں۔ انھوں نے شہر آشوب اور مستزادات بھی لکھے۔ انھیں ان سہ گانہ ابتکارات کا بانی مانا جاتا ہے۔ انھوں نے فنِ شاعری میں اپنی امتیازی حیثیت کے بارے میں خود کہا ہے:

به نظم و نثر کسی را گر افتخار سزاست   مرا سزاست که امروز نظم و نثر مراست
اشعار من آن است که در صنعت نظمش   نه لفظ معار است؟ و نه معنیش مثنا!! (۷۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے میں دیوان مسعود سعد سلمان (مطبوعہ تہران ۱۳۱۸ش) سے بہت سے اشعار دے کر ان کی شاعری کے محاسن بیان کیے ہیں۔

مولانا ابوسعید سحابی استرآبادی نجفی (متوفی ۱۰۱۰ھ) کی شخصیت اور ان کی فارسی شاعری کی خصوصیات پر ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو و فارسی میں درج ذیل مقالات و مضامین اور تاثرات قلمبند کیے ہیں:

۱۔ ابوسعید سحابی استرآبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: هلال، شمارہ ۱۲۰، اشاعت بھمن ۱۳۵۰ (جنوری، فروری ۱۹۷۲ء)، صفحات ۲۹ تا ۳۱

۲۔ سحابی استرآبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۲۲، اشاعت پاییز ۱۳۵۴ (ستمبر تا دسمبر ۱۹۷۵ء)، صفحات ۳۶ تا ۴۴

۳۔ مولانا ابوسعید سحابی استرآبادی نجفی (اردو تحریر)، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، بار اول، اشاعت ۱۹۷۷ء، صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۱

۴۔ سحابی استرآبادی، ابوسعید (۱۰۱۰ھ) (فارسی تحریر)، مشمولہ: اقبال لاهوری و دیگر شعرای فارسی گوی، بار اول، اشاعت ۱۹۷۷ء، صفحات ۹۶ تا ۹۷

۵۔ سحابی استرآبادی (اردو مقالہ)، مشمولہ: ادبی دنیا، اشاعت جنوری ۱۹۷۳ء

مندرجہ بالا تمام تحریروں کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان تمام مقالات و مضامین اور تاثرات میں سے فارسی مقالہ ''سحابی استرآبادی''، ''مشمولہ ''معارف اسلامی'' اس موضوع پر سب سے زیادہ مفصل، جامع، مدلل اور اثر انگیز ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سحابی استرآبادی کی شخصیت اور افکار کا مختصر ذکر کرنے کے بعد ''توجہ بہ سحابی در شبہ قارہ'' کے عنوان کے تحت ان کے فکر و فن کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ محمد اقبال اور سید سلیمان ندوی کی آرا بیان کی ہیں۔ ''تفکر سحابی'' کے عنوان کے تحت آقای زین العابدین کی سحابی استرآبادی کے بارے میں رائے بیان کی ہے کہ انھوں نے صوری و معنوی تاثیر کے لحاظ سے رباعیاتِ عمر خیام کو رباعیاتِ سحابی سے زیادہ اعلیٰ و مستحسن قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں علامہ محمد اقبال اور علامہ شبلی نعمانی کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شعر سحابی سادہ و دلآویز است و تعقید صوری یا معنوی و پیچیدگی ندارد، ولی باید متوجہ بود کہ شعر وی دارای تفکر اخلاقی و عرفانی و فلسفی و دینی است و صرفاً تغزل یا قافیہ سنجی نیست۔ ابیاتی از نعت رسول ﷺ ملاحظہ بفرمایند۔ در این جا تفکر شاعر مشہود است:

السلام ای آنچه گویند و کنند اهل کمال   شرح گفتار شما و وصف کردار شما
السلام ای علم و فضل انبیاء و اولیاء   پرتوی از آفتاب ماه انوار شما
السلام ای بندهٔ سرگشته را یعنی سحاب   کرده آزاد از دو عالم شوق دیدار شما '' (۷۶)

مندرجہ بالا مثال پیش کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے رباعیاتِ سحابی سے متعدد مثالیں دے کر درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت ان کے مختلف موضوعات کی نشاندہی کی اور ان کی اہمیت بیان کی ہے:

۱۔ همه سوزی عشق　　۲۔ حقیقت ومجاز
۳۔ برگزیدگان هم درسرنوشت دستی دارند　　۴۔ احتیاج به صفات ذمیمه
۵۔ راه وسط در جبر وقدر　　۶۔ مضامین لزوم توحید ولزوم استعداد برای هدایت از قرآن
۷۔ وحدت وجود　　۸۔ عبادت وطاعت باید بی غرض باشد
۹۔ سراپا تسبیح وخوبی یابدی　　۱۰۔ درعدم لزوم دعا برای حاجت دنیوی

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کی ابتدا میں حافظؔ کا یہ شعر دیا ہے۔

غلام همت آنم که زیر چرخ کبود　　ز هرچه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

مقالے کے اختتام میں مصادر ومراجع سے قبل ڈاکٹر محمد ریاض نے سحابی استرآبادی کے کلام کی طباعتِ نو کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے حافظ کا یہ شعر رقم کیا ہے۔

همه شب در این امیدم که نسیم صبحگاهی　　به پیام آشنایان بنوازد آشنا را (۷۷)

فارسی مقالے **''بیاد بود درگذشت استاد فروزانفر''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران کے نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم وفنون اسلامیہ میں متبحر شخصیت پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر متوفی (۷مئی ۱۹۷۰ء) کی شخصیت اور علمی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ استاد فروزانفر کم وبیش ۳۵ سال تہران یونیورسٹی کے شعبہ ادبیات وعلومِ انسانی میں تعلیم وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں جو تحقیق وتدقیق وتحشیہ وترجمہ وتصحیح وغیرہ کا شاہکار مانی جاتی ہیں۔ پینسٹھ برس کی عمر میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ رضا کارانہ طور پر، اپنے گھر پر اور مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ وہ اقبال شناس اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست محقق تھے۔ اپنی زندگی کے آخری تین سالوں میں انھوں نے ''مثنوی رومی'' کے دفتر اول کے تقریباً تین ہزار اشعار کی تین جلدوں میں شرح لکھی۔ انھوں نے شرح لکھتے وقت، اس وقت تک مثنوی شریف کی دستیاب ہونے والی انگریزی، ترکی، عربی اور فارسی میں لکھی جانے والی شروح کو مدنظر رکھا۔ ان کی اس شرح کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس فارسی مقالے میں استاد فروزانفر کی تصانیف وتالیف کی فہرست اور ان کی تحریر کا نمونہ بھی دیا ہے اور ان سے اپنی محبت وعقیدت کے اظہار کے بعد اس دعا کے ساتھ اپنا مقالہ مکمل کیا ہے۔

تا جهان باشد تحیات و سلام　　بر روان پاک تو هر صبح و شام

ڈاکٹر محمد ریاض نے استاد فروزانفر کی شخصیت، احوال وآثار پر اردو میں ''بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا جو مجلّہ ''فکر ونظر''، جلد ۸، شمارہ ۶، اشاعت دسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے ان کی مثنوی شریف کی شرح پر تبصرہ بھی تحریر کیا تھا جو ''مثنوی شریف (فروزانفر کی شرح کے مقدمات)'' کے عنوان سے ''اقبال ریویو''، جلد ۱۳، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں انھوں نے یہی مقالہ ''رومی: شروح مثنوی

شریف'' کے عنوان سے اپنے مجموعہ مقالات ''رومی کا تصور فقر'' میں شامل کرلیا تھا۔(۷۸)

فارسی مقالے'' **بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس'، استاد خلیلی)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ذیلی عنوانات 'سبک نثر بیدل'، 'تراکیب نوین'، 'مقلد ومقلدان'، 'شمہ ای از احوال بیدل'، 'تکملۂ احوال ونقد مقام'، 'تحقیقات استاد خلیلی در بارۂ معاصران ارشد بیدل'، 'مطالب تبعی'، 'بیدل خود شناس'، 'افکارِ بیدل' کے تحت مشہور فارسی شاعر، بزرگ اور مفکر ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل کی شخصیت، احوال، آثار اور سبکِ شعر ونثر پر مبنی استاد خلیل اللہ خلیلی کی کتاب ''فیض قدس'' (مطبوعہ ۱۹۵۵ء/۱۳۳۴ھ ش) پر تبصرے کے ساتھ اس موضوع سے متعلقہ دیگر تحقیقات وتخلیقات (کتب و مضامین) کے حوالے سے متعدد مثالیں اور حوالہ جات دے کر کافی تفصیل سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''فیض قدس'' میں زیادہ تر بیدل کے رسالے ''چھار عنصر'' کے حوالے سے بیدل کی شخصیت، احوال اور آثار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسالہ ''چھار عنصر'' میں بیدل نے خود اپنے سوانح حیات قلمبند کیے ہیں۔ بیدل کے حوالے سے لکھنے والے دیگر حضرات ڈاکٹر عبدالغنی، عباد اللہ اختر اور ڈاکٹر نبی ہادی نے بھی ''چھار عنصر'' کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ بیدل نے اپنے کلام میں فلسفے کے دقیق مسائل بیان کیے ہیں اور ان کے اصل معانی تک رسائی حاصل کرنا کافی مشکل کام ہے۔ اس ضمن میں بیدل نے خود کہا ہے۔

ے ز فرق تا قدم افسونِ حیرتی بیدل   کسی چہ شرح کند معنی نکوی ترا
ے مباش غافل از انداز شعر بیدل ما   شنیدنی است نوائی کہ کم نواختہ اند

سبک نثرِ بیدل، ان کے سبکِ شعر سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ مقامات قاضی حمید الدین (م ۵۵۹ھ) اور گلستان شیخ اجل سعدی (م ۶۹۱ھ) کی طرح نثرِ بیدل بھی نثر ونظم کا آمیزہ ہے۔ بیدل نے نثر میں بھی تمام ادبی وشعری لوازم کی پابندی کی ہے۔ بیدل نے بہت سی نئی تراکیب وضع کیں جو ان کے معاصر شعرا اور بعد کے شعرا نے بھی استعمال کیں۔ استاد خلیلی نے اپنی کتاب میں ان تراکیب کی فہرست دی ہے۔ بیدل نے نثر ونظم میں کسی کی پیروی نہیں کی بلکہ انھوں نے اپنی راہ خود بنائی ہے۔ فکر وفن کے لحاظ سے وہ واقعی ابوالمعانی اور خلاقِ معانی ہیں۔ بیدل (م ۱۱۳۳ھ) نے رسالہ چھار عنصر ۱۱۱۶ھ میں لکھا تھا۔ استاد خلیلی نے بقیہ ۱۷ سال کے احوال ان کے معاصرین ومتاخرین کی تصانیف سے اخذ کیے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں بیدل کے آثار پر تبصرہ وتعارف پیش کرنے کے علاوہ ان کے معاصرین کا بھی ذکر کیا ہے۔ بیدل نے اپنے بارے میں بزبانِ اشعار جو کچھ کہا ہے اسے بھی عنوان ''بیدل خود شناس'' کے تحت منضبط کر دیا گیا ہے۔ بیدل بہت اعلیٰ فکر کے حامل فلسفی شاعر تھے۔ انھوں نے فلسفہ، ادب، تاریخ اور تصوف کے موضوع پر خوب لکھا ہے۔

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے بیدل اور استاد خلیلی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے بیدل کی وہ غزل مکمل تحریر کی ہے جس کے ایک مصرعے کو علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں تضمین کیا ہے۔ وہ غزل ۱۱/اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے تین اشعار (پہلا شعر، وہ شعر جس کا مصرع تضمین کیا گیا اور آخری شعر) پیش خدمت ہیں۔

عمر گذشت و همچنان داغِ وفاست زندگی   زحمتِ دل کجا بریم، آبلہ پاست زندگی
یک دو نفس خیال باز، رشتۂ شوق کن دراز   تا ابد از ازل بتاز، ملکِ خداست زندگی

بیدل ازین سراب وهم، جام فریب خورده ای — تا به عدم نمی رسی، دور نماست زندگی

مقالے کے آخر پر ''منابع ومصادر'' کے عنوان کے تحت ۲۵ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔(۷۹)

فارسی مقالے **''سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی وخدمات وی در کشورهای شبه قاره''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک وہند میں عظیم دینی خدمات سرانجام دینے والے ایرانی بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات، تالیفات اور خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت معلومات وآرا منضبط کی ہیں:

''احوال زندگانی و چگونگی اقامت در شبه قاره''، ''مختصری از مسافرتهای سید اشرف سمنانی عارف بلند پایه ایرانی''، ''معاصران بافضل وعرفان وی''، ''روابط باامرا وسلاطین معاصر''، ''آثار اشرفی''، ''خلاصه ازخدمات''۔

ڈاکٹر محمد ریاض اس مقالے میں لکھتے ہیں کہ سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت وطریقت کے کامل پابند بزرگ تھے۔ ان کے ارشاد وتبلیغ سے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ انھوں نے امرا وسلاطین کی بھی اصلاح کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل معاصر بزرگوں اور مرشدین کا بالاختصار تذکرہ پیش کیا ہے:

۱۔ عبداللہ یافعی عدنی شافعی (م ۷۶۷ھ) — ۲۔ سید جلال الدین بخارائی مخدوم جھانیاں جھان گشت
۳۔ میر سید علی همدانی (م ۷۸۶ھ) — ۴۔ خواجہ حافظ شیرازی (م ۷۹۱ھ)
۵۔ خواجہ محمد بھاء الدین نقشبند (م ۷۹۱ھ) — ۶۔ میر سید محمد گیسودراز (م ۸۲۵ھ)
۷۔ سید نعمت اللہ ولی کرمانی (م ۸۳۴ھ) — ۸۔ خواجہ محمد پارسا (م ۸۲۲ھ)
۹۔ شیخ ابوالوفا خوارزمی کبروی (م ۸۳۵ھ) — ۱۰۔ قاضی شھاب الدین دولت آبادی دکنی (م ۸۴۹ھ)
۱۱۔ شیخ علاء الحق علاء الدین

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصیف بزرگ تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ان کے درج ذیل آثار پر تبصرہ وتعارف بھی پیش کیا ہے:

۱۔ لطایف اشرفی — ۲۔ مکتوبات اشرفی — ۳۔ بشارة المریدین
۴۔ ارشاد الاخوان — ۵۔ دربیان ادعیه — ۶۔ تنبیة الاخوان

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار اشعار بھی کہہ لیتے تھے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

هر کرا بیدار باید کرد تخت — خواب باید کرد برچشمان حرام
از برای دیدن خواب وصول — چند چیزش کرد باید التزام
روز از کار گراں خود را سبک — کرده باید تا بود در شب قیام
دیگر از بهر قیام شب بروز — خالی باید کرد معده از طعام
ثالث از قیلوله باید راست کرد — توشه را قیام از اهتمام (۸۰)

فارسی مقالے **''استاد وشاعر فارسی سید محمد عبدالرشید فاضل''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے محبوب استاد سید محمد

عبدالرشید فاضل کے احوال، آثار اور اشعار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت ان کی شخصیت، احوال اور آثار سے متعلقہ معلومات فراہم کی ہیں:

''مختصری از احوال''، ''محیط شعر گوئی وعلمی''، ''فارسی سرائی پدر وفرزند''، ''اساتید واحباب خاص جناب فاضل''، ''محقق و مترجم وشارح''، ''اقبال شناسی استاد فاضل''، ''خاتمہ سخن''۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ استاد سید محمد عبدالرشید فاضل، فرزند سید نثار حسین متخلص بہ نثار (۱۸۶۱ـ۱۹۶۴م) ۱۹۰۷م میں بھارت کی ریاست راجستھان کے دارالحکومت جے پور میں پیدا ہوئے۔ استاد فاضل نے بچپن میں اس دور میں مروجہ دینی نظام کے مطابق اردو، عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۴ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اردو اور ایم اے فارسی کی تعلیم مکمل کی۔ پاکستان میں ہجرت کرکے آنے سے قبل وہ جے پور کے دوہائی سکولوں میں اردو و فارسی پڑھاتے رہے۔ تقسیم ہند کے بعد استاد فاضل دیگر ہزاروں افراد کی طرح ۱۹۴۹ء میں کراچی آ گئے۔ کراچی آ کر انھوں نے اردو کالج، کراچی کے شعبہ فارسی میں ایف اے تا ایم اے کے طلبہ کو تدریس کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ وہاں ۲۲ سال خدمات سرانجام دینے کے بعد وہ ۱۹۷۱ء میں ریٹائر ہو گئے۔

استاد فاضل، کے والد محترم فاضل درسِ نظامی تھے۔ وہ اردو و فارسی میں شعر کہتے تھے۔ استاد فاضل پر ان کے والد کی شخصیت کا گہرا اثر تھا۔ انھوں نے بھی پندرہ برس کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیے۔ انھوں نے ۱۹۸۰ء میں ''گنج معانی'' کے عنوان سے اپنے والد کا شعری مجموعہ مرتب کر کے شائع کرایا۔ اس سے قبل وہ اردو و فارسی کلام پر مشتمل اپنا شعری مجموعہ ''نقوش جاویدان'' بھی شائع کروا چکے تھے۔ باپ بیٹا دونوں نے اپنے کلام میں اخلاق آموز مضامین بیان کیے ہیں۔ استاد فاضل نے اقبال شناسی اور دیگر موضوعات پر بہت سے مقالے لکھے، تراجم کیے اور شروح قلمبند کیں۔ ''نقوش جاویدان''، ''گنج معانی'' کے علاوہ ان کی ''شرح لوائح جامی'' اور ''مہر نیمروز غالب'' گراں قدر علمی و ادبی کام ہیں۔ انھوں نے اقبالیات پر درج ذیل کتب تخلیق کیں:

۱۔ ترجمانِ خودی (منظوم اردو ترجمہ مثنوی اسرارِ خودی)
۲۔ بیانِ بےخودی (منظوم اردو ترجمہ مثنوی رموزِ بےخودی)
۳۔ سلسلہ درسیات اقبال (۳ جلد)
۴۔ شرح بالِ جبریل
۵۔ علامہ اقبال وتصوف
۶۔ اقبال وعشق رسالت مآب (ﷺ)
۷۔ اقبال و پاکستان

ان کی درج ذیل کتب ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں:

مطالعہ اقبال، سفرِ حجاز، شرح دیوان اردو غالب، معرفی نامہ فانی بدایونی (م ۱۹۴۲ء)، مطالعہ جامی، ترجمہ تمثیل فارسی، حکیم نباتات، مقالات فاضل، شرح مہر نیمروز غالب وشرح باقیات فانی۔

استادعبدالرشید فاضل کی علمی وادبی نگارشات کے علاوہ مختلف علمی وادبی شعبہ جات میں نمایاں خدمات سرانجام دینے والے ان کے شاگرداُن کی نہایت گراں قدر خدمات کا بین ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر یوسف ہوں یا کہ ڈاکٹر صاحب ریاض   صاحبان فضل و دانش ہیں تلامیذ الرشید (۸۱)

مقالے ''**شعر فارسی وخدمات زیب مگسی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بلوچستان کے فارسی شاعر'' سردار میر گل محمد خان تمندار زیب مگسی'' کی شخصیت کے مختصر سے تعارف کے بعد ان کے'' کلیات'' کا تعارف پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''سردار میر گل محمد خان'' (۱۸۸۳ء۔۱۹۵۳ء) کا بلوچستان کے ثروت مند، بااثر قبیلہ مگس سے تعلق ہے۔ انھوں نے علوم متداول اور اردو، فارسی اور سندھی زبانوں میں مہارت حاصل کی اور تینوں زبانوں میں شعر کہے۔ تاہم، ان کا زیادہ تر کلام فارسی میں ہے۔ امیر گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود انھوں نے ابراہیم ادھم کی طرح درویشی اختیار کی اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔

مراد سلطنت را ترک کردم بھر درویشی   چون ابراھیم ادھم ملک و سامان دادم و رفتم

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں دو عنوانات ''الف۔کلیات زیب'' اور'' ب۔کلیات دیگر زیب'' کے تحت زیب مگسی کے شعری مجموعات کا تعارف پیش کیا ہے اور ہر مجموعے میں سے متعدد اشعار دے کر ان کے فکر وفن پر روشنی ڈالی ہے۔

''کلیات زیب'' میں درج ذیل پانچ دیوان شامل ہیں اور یہ ۱۹۳۱ء میلادی کو مطبع نولکشور، لکھنو سے شائع ہوا تھا۔

۱۔ زیب نامہ شامل ۳۲ غزل   ۲۔ دیوان عجیب   ۳۔ دیوان بحور

۴۔ دیوان صنایع   ۵۔ دیوان مفردات

''کلیاتِ دیگر زیب'' میں ان کے مخمسات پر مشتمل شعری مجموعہ ''خزینۃ الاشعار'' شامل ہے۔ اس میں تین صد مخمسات دی گئی ہیں۔ ہر مخمس میں شاعر نے تین مصرعے دینے کے بعد دو مصرعے ایران وھندوپاک کے کسی مشہور فارسی شاعر کے دیے ہیں۔ امیر خسرو کے شعر کی تضمین میں لکھی گئی مخمس ملاحظہ فرمائیں۔

دل خستہ را درمان شدی ، ھم دین وھم ایمان شدی
پروانہ را جانان شدی ، ھم مشعل رخشان شدی
من گل شدم تو بوشدی ، بلبل شدم ، بستان شدی
''من توشدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد از این من دیگرم تو دیگری''

زیب کلیات فارسی دیگر، ۱۹۳۸ء میں ''ارمغان عاشقان'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس میں ایک ہزار سے زائد غزلیات اور دیگر تمام اصناف کے اشعار دیے گئے ہیں۔ یہ کلیات مجموعی طور پر گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ زیب مگسی نے برصغیر پاک وھند فارسی زبان کے احیا میں گراں قدر کردار ادا کیا۔ انھوں نے اپنے کلام میں مضامین اخلاق بخوبی بیان کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد مثالیں دے کر کلام زیب مگسی کے شعری محاسن اجاگر کیے ہیں۔ (۸۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے'' **علامہ محمد شبلی نعمانی و برخی از آثار اسلامی وی**'' میں ذیلی عنوانات ''شبلی شاعر

''،''شاعر فارسی''،''شاعر اسلام''اور''آثار اسلامی''کے تحت شبلی نعمانی کی شاعری (خصوصاً فارسی و دینی شاعری) اور اسلامی آثار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے''سفر نامہ روم، ومصر وشام شبلی''اور''کلیات فارسی شبلی نعمانی'' کی تدوین کی تھی۔اس کے علاوہ انھوں نے''اقبال اور شبلی''،''تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیل نو''اور''سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری''کے عنوانات کے تحت اردو میں مقالات لکھے تھے جن میں انھوں نے شبلی نعمانی کی شخصیت،احوال اور آثار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔زیرِ تبصرہ فارسی مقالے میں انھوں نے مذکورہ بالا اردو مقالات کے مندرجات کو نئی ترتیب سے مختصراً پیش کیا ہے۔اس مقالے میں انھوں نے''آثارِ اسلامی''کے ذیلی عنوان سے شبلی نعمانی کی اردو سے فارسی میں ترجمہ کی گئی چند کتب اور مقالات کا مختصراً تعارف کرایا ہے۔فارسی میں مترجمہ کتب ومقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ آموزش و پرورش در کشورھای اسلامی

۲۔ آیا کتابخانہ اسکندریہ را مسلمانان سوزاندہ بودند؟

۳۔ زندگینامہ جلال الدین مولوی و بررسی عقاید کامی وی از رومی مثنوی شریف

۴۔ تاریخ علم کلام وعقاید جدید کلامی

۵۔ مجموعہ ۱۵ مقالہ شبلی

۶۔ الغزالی (دو مجلد) شامل احوال وآثار وافکار امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ)

۷۔ شرح حال محمد اورنگ زیب عالمگیر از پادشاھان تیموری (م ۱۰۶۹ الی ۱۱۱۹ھ)

۸۔ زیب النساء (دختر اورنگ زیب عالمگیر)

۹۔ المامون (در دو مجلد)

۱۰۔ سیرت النعمان (در دو مجلد) (۸۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل اردو وفارسی مقالات ومضامین میں بیدل، غالب اور اقبال کے کلام کے فکری وفنی محاسن کا موازنہ پیش کیا ہے:

۱۔ بیدل عظیم آبادی دھلوی، میرزا عبد القادر (م ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ میلادی)،مشمولہ: اقبال لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی،ص ۱۲۱ تا ۱۲۴

۲۔ غالب دھلوی، میرزا اسد اللہ بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ میلادی)،مشمولہ: اقبال لاھوری......ص ۱۲۷ تا ۱۳۱

۳۔ بیدل عظیم آبادی دھلوی، ابو المعالی مرزا عبد القادر (م ۱۱۳۳ھ)،مشمولہ: اقبال اور فارسی شعرا،ص ۲۵۴ تا ۲۷۲

۴۔ اسد یا غالب دہلوی، مرزا اسد اللہ بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ میلادی)،مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، ص ۲۷۲ تا ۲۸۶

۵۔ غالب، اقبال عظیم پیشرو،مشمولہ: ماہ نو، جلد ۳۶،شمارہ ۲،اشاعت فروری ۱۹۸۳ء

۶۔ غالب اور تقلید عرفی،مشمولہ: المعارف، جلد ۵،شمارہ ۷،اشاعت جولائی ۱۹۷۲ء

۷۔ غالب کی قصیدہ گوئی، مشمولہ: ماہِ نو، جلد۲۳، شمارہ۲، اشاعت فروری ۱۹۷۰ء
۸۔ اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، اشاعت ۱۹۹۵ء
۹۔ بیدل فکر وفن، مشمولہ: ادبیات، جلد۱، شمارہ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء
۱۰۔ بیدل......تصانیفِ اقبال میں، مشمولہ: اقبال، جلد۴۱، شمارہ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء
۱۱۔ مرزا بیدل: فکر وفن، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، اشاعت ۱۹۹۰ء
۱۲۔ مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، اشاعت ۱۹۹۰ء/ مشمولہ: علم کی دستک، جلد۵، شمارہ۴، اشاعت اکتوبر۔دسمبر ۱۹۸۵ء
۱۳۔ میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں، مشمولہ: اقبالیات، جلد۱۲، شمارہ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء
۱۴۔ انعکاسات بیدل در اشعارِ اقبال، مشمولہ: اقبالیات، شمارہ۴، اشاعت ۱۹۸۸ء

زیرِ تبصرہ فارسی مقالے ''**مقامِ غالب در سبک شناسی فارسی**'' میں بھی ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد مثالیں دے کر فارسی زبان و ادب کے ماہرین کی آرا اور ذاتی تجزیے کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصیدہ اور غزل میں غالب، عرفی شیرازی کے لگ بھگ ہیں جبکہ مثنوی اور فارسی نثر میں غالب، عرفی سے متاثر نظر نہیں آتے۔ دونوں کے کلام کے دیگر شعرا کے کلام کے ساتھ موازنہ و تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ غالب نے ایرانی نژاد شعرا میں نظیری اور ظہوری کے بعد عرفی کی غالباً دوسرے شعرا سے زیادہ تقلید کی ہے۔(۸۴)

مقالے ''**هنر لازوال چغتائی و غالب**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مرزا غالب (۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۹ء) کی فکری وفنی عظمت اور جنگِ آزادی کے بعد ان کے ایامِ عسرت اور سفرِ کلکتہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اہلِ ہنر کو اپنے فکر وفن سے بہت زیادہ شغف کی وجہ سے بعض اوقات معاشی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کی صورتِ حال سے مرزا غالب کے اشعار کو نہایت متاثر کن مصوری کا روپ دینے والے، مصورِ مشرق، عبدالرحمٰن چغتائی (۲۱ ستمبر ۱۸۹۷ء تا ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء) کو بھی گزرنا پڑا تھا۔ انھوں نے میو سکول آف آرٹس، لاہور (موجودہ نیشنل کالج آف آرٹس) سے تعلیم حاصل کی اور یہاں پر ہی تدریسی خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔ انگریز رئیس ادارہ کی بے جا مخالفت سے انھوں نے اس ادارے کی ملازمت چھوڑ دی۔ اس وجہ سے وہ معاشی مسائل کا شکار ہوگئے مگر جلد ہی اپنی والدہ محترمہ کی دعاؤں کی بدولت انھیں مناسب روزگار میسر آ گیا۔ اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد دین تاثیر کے اصرار پر انھوں نے اردو کلام غالب کو مصوری کے روپ میں ڈھالا۔ ان کی مرزا غالب کے اشعار کی عکاسی پر مبنی تصاویر ۱۹۲۸ء میں ''مرقع چغتائی'' کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہوئیں۔ اس مرقع کی بدولت انھیں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد انھوں نے دو مزید کتب ''نقش چغتائی'' (۱۹۳۵ء) اور ''چغتائی کی تصاویر'' (۱۹۴۰ء) شائع کیں۔ ان کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اقبال، پکا سو اور ملکہ ایلزبتھ دوم نے ان کے فنی شہ پاروں کو سراہا۔ ۱۹۳۴ء میں برطانوی حکومت نے انھیں ''خان بہادر'' کا لقب دیا۔ ۱۹۵۸ء میں حکومتِ پاکستان نے انھیں پرائڈ آف پرفارمنس اور ۱۹۶۰ء میں ہلالِ امتیاز عطا کیا۔ ۱۹۶۴ء میں جرمنی نے انھیں طلائی تمغہ سے نوازا۔(۸۵)

مقالے ''**مؤسس پاکستان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد قائداعظم کی رہنمائی میں مسلمانانِ برصغیر کی تحریکِ آزادی کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظم نے پاکستان کے گورنر جنرل کے طور پر اور نواب لیاقت علی خان نے پاکستان کے وزیراعظم کے طور پر امورِ خدمات سرانجام دینا شروع کیے۔ قائداعظم اور نواب لیاقت علی خان نے نظریۂ پاکستان کے عین مطابق پاکستان کے ریاستی امور کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ قائداعظم نے اتحاد، یقینِ محکم اور عملِ پیہم کے اصولوں کے مطابق باہمی حقوق کا خیال رکھتے ہوئے، اصلاح اور ترقی کا عمل شروع کرنے اور جاری رکھنے کا درس دیا۔ اس ضمن میں انھوں نے قائداعظم کی درج ذیل تواریخ کی مختلف تقاریر سے اقتباسات دے کر فرامین قائد تحریر کیے ہیں:

۱۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء خطاب بہ افسران عالی رتبہ
۲۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء خطاب بہ ملت
۳۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء خطاب در شہر الہ آباد
۴۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء خطاب بہ افسران
۵۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء خطاب بہ ملت

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ یہ امر افسوس کا باعث ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہم نے نظریہ پاکستان کے مطابق ادارے نہیں چلائے۔ ہم نے قائداعظم اور علامہ اقبال کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے تمام انفرادی و اجتماعی امور اور سیاسی، اقتصادی اور سماجی معاملات اسلامی تعلیمات کے مطابق سرانجام دیں۔ (۸۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی'' اور ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرات تحریر کیے۔ ان کے عربی و فارسی مکتوبات اور خطبات کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوا۔ انھوں نے اردو و فارسی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تصورات کے موازنے پر مبنی درج ذیل مقالات و مضامین لکھے:

۱۔ رومی اور اقبال، مشمولہ: اظہار، جلد ۶، شمارہ ۱۲۔۱۱، اشاعت مئی، جون ۱۹۸۴ء
۲۔ رومی کا تصورِ فقر، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۴، شمارہ ۲، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۴ء
۳۔ رومی: شروح مثنوی شریف، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ۱۹۹۰ء
۴۔ سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوان رومی میں، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء
۵۔ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۳، شمارہ ۱۲، اشاعت دسمبر ۱۹۸۰ء
۶۔ مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۱، شمارہ ۸، اگست ۱۹۷۸ء
۷۔ مولانا رومی اور علامہ اقبال، مشمولہ: المعارف جلد ۹، شمارہ ۴؛ جلد ۹، شمارہ ۵، جلد ۹، شمارہ ۸، اپریل، مئی، اگست ۱۹۷۶ء
۸۔ مولانائے روم مکاتیب، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۸، شمارہ ۱، جولائی ۱۹۸۰ء

۹۔ ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانا روم کا اثر، ڈاکٹر این میری شمل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: فکرونظر، جلد ۷، شمارہ ۸، فروری ۱۹۷۰ء

۱۰۔ مکتوبات ومواعظ مولانا رومی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، تبصرہ: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، اپریل ۱۹۷۹ء

۱۱۔ ملفوظاتِ رومی، عبدالرشید تبسم، تبصرہ: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، بہار ۱۹۹۲ء

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال وآثار متعارف کرانے کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی مندرجہ بالا مساعی نہایت گراں قدر مندرجات پر مشتمل ہیں۔ زیر تبصرہ فارسی مقالات ''یادی از مقام ونبوغ مولوی'' اور ''نفود مولانا جلال الدین مولوی درادبیات شبہ قارہ ھندو پاکستان'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اردو مقالات ومضامین میں مولانا رومی کی شخصیت، احوال وآثار اور افکار کے بارے میں متذکرہ امور قدرے مختلف ترتیب سے پیش کیے ہیں۔

مقالے ''**یادی از مقام ونبوغ مولوی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار مختصراً بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات، ملفوظات اور خطابات کے حوالے سے ان کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خصوصیات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حساس، نفیس اور اعلیٰ ذوق کے حامل، صاحب عرفان، عاشق صادق بزرگ تھے۔ ان کے کلام میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

من ندانم فاعلاتن فاعلات　　　لیک گویم شعر چوں قند و نبات

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سبکِ خاص ہیں۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ذریعے نہایت خوبصورتی سے علمی، عرفانی وفلسفیانہ مسائل بیان کیے ہیں۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں　　　گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

نغمۂ مولوی لاھوتی وملکوتی ہے۔ ان کے اشعار میں عمق، تاثیر اور گیرائی پائی جاتی ہے۔

علم را برتن زنی مارے بود　　　علم را بردل زنی یارے بود
علم و حکمت زاید از نانِ حلال　　　عشق و رقت آید از نانِ حلال

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے مقام مولوی ومثنوی کی تجدیل میں فرمایا ہے۔

مثنوی معنوی مولوی　　　ھست قرآن در زبانی پہلوی
من چہ گویم وصف آن عالی جناب　　　نیست پیغمبر ولی دارد کتاب

پاکستان، ایران، افغانستان، ترکی اور بہت سے دیگر ممالک میں مولانا کی شخصیت اور احوال وآثار پر مختلف زبانوں میں کتب لکھی گئی ہیں۔ ''مثنوی مولانائے روم'' کے بھی کئی زبانوں میں تراجم کیے جاچکے اور شروح بھی لکھی جاچکی ہیں۔ (۸۷)

مقالے ''**نفود مولانا جلال الدین مولوی درادبیات شبہ قارہ ھندو پاکستان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک وہند میں فارسی، اردو، پنجابی، سندھی اور کشمیری زبانوں میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال وآثار پر لکھی گئی کتب اور ان کی کتب کے تراجم کا مختصراً تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے مولانا جلال الدین محمد (م ۶۷۲ھ ق) معروف بہ

مولوی کے عہد میں، بعد کے ادوار میں اور عصرِ حاضر میں اس ضمن میں برِصغیر میں ہونے والی علمی وادبی کاوشوں کا ذکر کیا ہے۔عصرِ حاضر کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں قاضی تلمذ حسین نے مرأۃ المثنوی لکھی۔عبدالماجد دریا آبادی نے پہلی بار ''فیہ مافیہ'' کی تصحیح کی اور اسے طبع کرایا۔علامہ شبلی نعمانی نے احوال وافکار رومی پر کتاب تحریر کی۔مولانا اشرف علی تھانوی (م۱۹۴۳ء) نے ''کلید مثنوی'' کے عنوان سے ۶ جلد پر مشتمل مثنوی شریف کی شرح لکھی۔سیماب اکبر آبادی نے اردو میں ''الھام منظوم'' کے عنوان سے مثنوی کی منظوم شرح لکھی۔محمد یوسف علی شاہ نے مثنوی کا منظوم ترجمہ کیا جو چند بار طبع ہوا۔امتیاز علی عرشی نے ''مفتاح العلوم'' کے عنوان سے منثور اردو میں مثنوی کا ترجمہ کیا ہے۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم (م۱۹۵۹ء) نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ، تفکر اور عرفان پر بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔پاکستان میں میر ولی اللہ ایبٹ آبادی اور ڈاکٹر افضل اقبال بطور مولوی شناسان معروف ہیں۔ڈاکٹر افضل اقبال نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار اور افکار پر انگریزی میں کتاب تحریر کی جو تین بار شائع ہو چکی ہے۔شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام میں پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ کا، رومی، پیر روم، مرشد روم، پیر حق سرشت، مرشد روشن ضمیر، مرشد رومی اور دانای راز کے القاب سے ذکر کیا ہے۔

چو رومی در حرم دادم اذان من | از و آموختم اسرارِ جان من
بدورِ فتنۂ عصر کہن او! | بدورِ فتنۂ عصر روان من
پیر رومی را رفیقِ راہ ساز | تاخدا بخشد ترا سوز و گداز
زانکہ رومی مغز را داند ز پوست | پای او محکم فتد در کوی دوست

علامہ اقبال نے مثنوی گلشن رازِ جدید کے علاوہ دیگر تمام مثنویاں مثنوی مولوی کی بحر میں لکھیں۔انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اشعار کو یا ان کے معانی کو اپنے اردو و فارسی اشعار میں تضمین کیا۔انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و رہنما اور خود کو ان کا مرید معنوی قرار دیا ہے۔انھوں نے قریباً اپنے تمام منثور و منظوم آثار میں کسی نہ کسی شکل میں ان کا یا ان کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے اپنی اہم ترین منظوم تصنیف ''جاوید نامہ'' میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات کا مختلف پیرائے سے ذکر کیا ہے۔مختصر یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ برصغیر پاک و ہند میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اثر و نفوذ اور ان سے متعلقہ علمی و ادبی کاوشوں کے مختصر و جامع تذکرے پر مبنی ہے۔(۸۸)

فارسی کتب اور مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ

(ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب کا موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب میں سے ۵۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۴۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۸% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۴۳% زبان وادب اور ۲۸% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
شخصیت اور آثار	۰۲	۲۹%	زبان وادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات ومضامین اور تبصرات میں سے ۲۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۷۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۱% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۳۴% زبان وادب اور ۴۵% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات ومضامین اور تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%
شخصیت اور آثار	۰۵	۱۱%	زبان وادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

بحیثیت مجموعی ۴۲% کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۵۸% کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۴.۵% کتب اور مقالات و مضامین مذہبی افکار و تصورات (اسلام اور مسلمان)، ۳۸.۵% زبان و ادب اور ۳۶.۵% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان عواطف حب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) ومناقب اہلِ بیت اطہار (ع)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اسلام'' اور ''مسلمان'' کے موضوع پر اردو میں متعدد مقالات ومضامین لکھے جن پر راقم الحروف اپنے اس مقالے کے باب دوم'' ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' میں تبصرہ پیش کر چکا ہے۔ ان مقالات و مضامین کے عنوانات مع ماٰخذ درج ذیل ہیں:

اقبال اور جہان اسلام	آفاقِ اقبال
اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترام انسانیت/ماہِ نو
اقبال اور عالم اسلام	اقبال اور احترامِ انسانیت/ فکر ونظر
اقبال اور عبادت وشعائر اسلامی	فکر ونظر
اقبال اور قوموں کا عروج وزوال	اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام
اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج وزوال	اقبال اور احترامِ انسانیت
علامہ اقبال اور زوال وعروج ملتِ اسلامیہ	فکر ونظر
مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان
اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال/اقبالیات
اقبال اور (عقائد) توحید ورسالت	برکاتِ اقبال/ماہِ نو

شعبہ اقبالیات نے اس اہم موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر درج ذیل تحقیقی مقالات بھی لکھوائے ہیں:

علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متون اقبال کی روشنی میں)، (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد اکرم، نگران مقالہ: ڈاکٹر محمد ریاض، سالِ تکمیل ۱۹۹۳ء

اقبال اور احیائے اسلام (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: مبشر حسین، نگران مقالہ: ڈاکٹر ابصار احمد، سالِ تکمیل ۲۰۰۸ء

اقبال اور ملی نشاۃ ثانیہ (مقالہ پی ایچ ڈی)، مقالہ نگار: ظفر حسین ظفر، نگران مقالہ: ڈاکٹر خالد علوی، سالِ تکمیل ۲۰۰۹ء

۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان......''، (اسلام آباد: ادارہ مطبوعات پاکستان، ب ن، س ہ)، ص ۷۱ تا ۷۳

۳۔ ایضاً، ص ۹۹ تا ۱۰۰

به جوهر چون ز نور پاک باشی   فروغ دیدهٔ افلاک باشی

ترا صید زبون افرشتہ و حور   کہ شاھین شہ لولاک باشی

''بالِ جبریل''میں مندجہ بالا رباعی اردواور فارسی دوز بانوں میں ہے۔یہ رباعی نمبر۱۸ کا ترجمہ ہے:

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو   فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترا صید زبوں افرشتہ و حور   کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

ترا اندیشہ افلاکی نگشتہ   ترا پروازی لولاکی نگشتہ
ھمی دانم کہ در گوھر عقابی   بچشمان تو بیباکی نگشتہ

مندرجہ بالا رباعی''بالِ جبریل'' کی رباعی نمبر۱۰ کا ترجمہ ہے:

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے   ترا پروازی لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تری   تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

ڈاکٹرمحمدریاض نے سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اردو میں متعدد مقالات ومضامین تحریر کیے ہیں۔انھوں نے علامہ عینی کے مضمون''اقبال،قرآن اوراہلِ بیت'' کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔متعلقہ موضوع پرمزید تفصیلات کے لیےان کے درج ذیل اردومقالات ومضامین کا مطالعہ کریں۔راقم الحروف نے اِس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں ان تمام مقالات ومضامین پرتبصرہ پیش کیا ہے۔

اقبال اور(عقائد)توحیدورسالت	برکاتِ اقبال/ماہِ نو
اقبال اورسیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	برکاتِ اقبال/تقاریر بیادِ اقبال
سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اورسیرتِ انبیائے کرام
نعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فارسی شاعری میں	فاران(م)
رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	ماہِ نو
اقبال،قرآن اوراہلِ بیت ازعلامہ عینی(ترجمہ)	فجر
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	فکرونظر/رومی کا تصورِفقر
اقبال اورنظریہ عشق	آفاقِ اقبال/ماہِ نو

02۔حضرت شاہ ہمدان اورعلامہ اقبال

۴۔ میرسیدعلی ہمدان،شاہ ہمدان(رحمۃ اللہ علیہ)،''حضرت شاہ ہمدان اورعلامہ اقبال''،تدوین وپیش:ڈاکٹرمحمدریاض (لاہور:اقبال اکادمی پاکستانی،باراول،فروری ۱۹۸۵ء)،ص ج تا د

۵۔ ایضاً،ص ا تا ۲

۶۔ ایضاً،ص ۲

۷۔ محمدریاض،ڈاکٹر،''آفاقِ اقبال''،(لاہور:گلوب پبلشرز،باراول،۱۹۸۷ء)،ص ۴

''آفاقِ اقبال'' کے مذکورہ اقتباس میں سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء کے بجائے ۱۹۵۸ء لکھا ہوا ہے۔قارئین کی سہولت

کے لیے سہوِ کاتب کو نظر انداز کرتے ہوئے اقتباس میں درست سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء دیا گیا ہے۔ ''آفاقِ اقبال'' میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے وہ دونوں مقالات شامل ہیں جو ''اقبال ریویو'' (جنوری ۱۹۶۹ء)، مجلّہ ''اقبال'' (۱۹۷۲ء) میں اور بعد میں ۱۹۸۳ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مضامین کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودے میں شامل کر کے اشاعت کے لیے اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کو بھیجے تھے۔ ان کے ساتھ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب اور دو رسائل بھی تھے۔ اقبال اکادمی کی طرف سے یہ مضامین اور رسائل شائع نہیں کیے گئے، صرف مکتوبات ہی شائع کیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''آفاقِ اقبال'' میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کو اپنے مجموعہ مضامین ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام (سلام اللہ علیہم)'' میں بھی شامل کیا ہے۔ وہاں مضمون کے آخر میں تکملہ (۲) کے تحت ''علامہ اقبال کی ایک محبوب کتاب: ''ذخیرۃ الملوک'' کے عنوان سے (صفحہ ۶۶ تا ۸۲ پر) ایک اور مضمون بھی دیا گیا ہے۔

۸۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر ''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ''، ص ۷۱ تا ۷۲

۹۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال''، ص ۱۰۶ تا ۱۰۷

۱۰۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء)، ص ۱۲۶

۱۱۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ۲

۱۲۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، ص ۱۲۶

۱۳۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ۴۷

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب، مشمولہ: ماہنامہ ادبی دنیا، مدیر: محمد عبد اللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷، لاہور: ۶۹ شاہراہِ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء)، ص ۶

۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ...... ص ۱۲۰ تا ۱۲۱

۱۶۔ اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور: ندوۃ المصنفین، بار اول، دسمبر ۱۹۷۲ء)، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے فارسی مقالے کے اردو ترجمے میں میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متن کا خلاصہ بھی تحریر کیا ہے۔

03۔ کتاب شناسی اقبال

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کتاب شناسی اقبال'' (اسلام: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بارِاول، ۱۹۸۶ء)، فہرست

۱۸۔ ایضاً، ص ۱

۱۹۔ رفیع الدین ہاشمی، ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ۴۶ تا ۴۹

۲۰۔ مقبول الٰہی، ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۲۹

نورینہ تحریم بابر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ۴۵

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کے مدیر ''اسمٰعیل احمد مینائی'' نے اپنے مجلّے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مطبوعہ مقالے ''حضرت ابوعبیدہ الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفی، کلامِ اقبال کی روشنی میں'' کے آغاز میں ان کے بھیجے ہوئے مسودے کی تفہیم میں پیش آنے والی دشواریوں اور اس کی ناقص املا کا اس طرح سے ذکر کیا ہے:

ڈاکٹر محمد ریاض سے مارچ ۱۹۸۱ء میں نیاز حاصل ہوا تھا جب میں مسلم علما کی کانفرنس کی روداد مرتب کرنے کے لیے اسلام آباد گیا۔ مئی ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر صاحب نے یہ مختصر سا مقالہ اپنی نوازش سے مجھ کو بھیجدیا ''فاران'' کے لئے۔ مئی کا شمارہ تو ماہر القادری کے تذکرہ کے لیے وقف تھا۔ جون، جولائی کے پرچوں میں پہلے سے آئے ہوئے مضامین کی کتابت ہو چکی تھی۔ اگست کی اشاعت کے لئے ان کاغذات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ تحریر پنسل کی ہے اور کاربن پیپر رکھ کر جو نقل بنائی گئی ہے وہ ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو بھیج دی ہے۔ بڑی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اس کو قابلِ اشاعت بنایا تو کاتب نے بتایا کہ متن میں اقبال کی فارسی نظم (رموز بیخودی کے) کسی جز کا حوالہ تو دیا گیا ہے کہ اس کو نقل کیا جاتا ہے لیکن وہ جز شامل تحریر نہیں ہے۔ اس پر رموزِ بیخودی کو سامنے رکھ کر مضمون پر نظر ثانی کی گئی اور متعلقہ فارسی اشعار کو خاتمہ تحریر پر شامل مضمون کرلیا گیا۔ مدیر فاران۔

تفصیلات کے لیے دیکھیں:

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت ابوعبیدالجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفی، کلام اقبال کی روشنی میں''، مشمولہ: فاران، جلد ۳۲، شمارہ ۱۱ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، بہادر آباد، اگست ۱۹۸۱ء) ص ۴۰

04۔ کشف الابیات اقبال

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، کشف الابیات اقبال (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، دسمبر ۱۹۷۷ء)، فہرست

غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی]

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی] (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۱ تا ۴۰

جائزے میں اس مقالے کی مختصر فہرست عنوانات دی گئی ہے۔ مکمل فہرست دس صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے خودنوشت سوانحی خاکے میں (صفحہ نمبر ا پر) لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی سوانحی خاکے کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ مطبوعہ کتاب کے دیباچہ دوم میں ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا تھا۔ پہلے ایڈیشن پر سنِ طباعت ۱۹۸۵ء لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے مطابق انھیں پی ایچ ڈی کورس کی تکمیل پر آذر ماہ ۱۳۴۷ش/۱۹۶۸ء میں یہ ڈگری دی گئی تھی۔ کتاب کے ''دیباچہ، چاپ دوم'' میں (صفحہ ۳ پر) لکھا ہے کہ انھیں ۱۳۴۶ش/۱۹۶۷ء کو یہ ڈگری ملی تھی، جو کہ درست نہیں ہے۔

۲۴۔ رضا شعبانی، سخن مدیر، مشمولہ: احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (با شش رسالہ از دی)، (اسلام آباد: مرکز

تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء) ص ۲۰

۲۵۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر، ''پژوهش هایی در باره میر سید علی همدانی در پاکستان ومساعی دکتر محمد ریاض در این موضوع''، مشمولہ: مجموعه مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول ۲۰۱۶ء) ص ۱۶۹
محمد ریاض، ڈاکٹر، احوال وآثار اشعار میر سید علی همدانی (با شش رسالہ از دی) ص ۳۲

۲۶۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر، ''پژوهش هایی در باره میر سید علی همدانی در پاکستان......ص ۱۶۹
ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے علاوہ شاہ همدان میر سید علی ہمدانی، ان کے فرزند اور سلسلے کے افراد پر اردو و فارسی میں کئی مقالات و مضامین لکھے۔ انھوں نے میر سید علی ہمدانی کے احوال و آثار پر کئی کتب بھی تالیف کیں جن پر راقم الحروف نے اپنے اس مقالے کے مختلف ابواب میں اقبالیاتی ادب (اردو)، غیر اقبالیاتی ادب (اردو)، فارسی زبان وادب اور تراجم کے عنوانات کے تحت تبصرہ پیش کیا ہے۔

۲۷۔ بلتستان، قراقرم اور ہمالیہ کے درمیان ایک وسیع و عریض خطے پر مشتمل ہے۔ جغرفیائی لحاظ سے یہ علاقہ دنیا کے بلند ترین اور سرد ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ ۱۹۴۸ء میں آزادی کے وقت کرگل، بیوغدانگ اور نوبراہ کا علاقہ بھارتی قبضے میں رہ گیا تھا جو آج کل مقبوضہ کشمیر کا حصہ ہے۔ آزاد حصہ اس وقت ۱۴، اضلاع سکردو، گانچھے، شگر اور کھر سنگ پر مشتمل ہے۔ شاہ ہمدان ۷۸۳ھ میں بلتستان پہنچے اور پورے علاقے کو نورِ اسلام سے منور کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
غلام حسن حسنو، ''بلتستان میں شاہ ہمدان کے گوناگوں آثار''، مشمولہ: ''مجموعہ مقالات اردو وانگریزی میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس''، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور کرسی فردوسی پنجاب یونیورسٹی؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول ۲۰۱۶ء) ص ۶۳ تا ۷۰

۲۸۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی ص ۷۴۶/۱۵۰ تا ۷۴۷/۱۵۹
''ہمدان شناس'' محققین میں ڈاکٹر محمد ریاض کو یہ امتیاز و اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے فکری اشتراک پر کئی مقالات اور مضامین لکھے ہیں۔ ان کی ان کوششوں کے دُوررَس نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ اب دیگر محققین کی بھی اس طرف توجہ ہوگئی ہے۔ میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس میں اردو و فارسی میں پیش کیے گئے ۳۹ مقالات و مضامین میں سے درج ذیل ۶ مقالات و مضامین میں سید علی همدانی اور علامہ اقبال کے فکری اشتراک پر تبصرہ پیش کیا گیا:
محمد اقبال ثاقب، ''میر سید علی ہمدانی کے حضور علامہ اقبال کے گلہائے عقیدت پر ایک مقدمہ'' (اردو مقالہ) ص ۳۷ تا ۵۳
موثر نظر وانی، ''میر سید علی ہمدانی علامہ لاہوری کی نظر میں'' (اردو مقالہ) ص ۱۶۹ تا ۱۷۶
محمد حسین مقیسہ، ''آفاق فکری و مجاهدت سید علی همدانی در آفتاب شعر وافق نگاہ اقبال لاهوری'' (فارسی مقالہ) ص ۱۳۵ تا ۱۵۸
سید محمد اکرم اکرام، ''سید علی همدانی وعلامہ اقبال در راه کشمیر'' (فارسی مقالہ) ص ۲۸۷ تا ۲۹۴
محمد صابر، ''جایگاه میر سید علی همدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ) ص ۲۹۵ تا ۳۰۲

حمیرا شہباز، ''جایگاہ میر سید علی ہمدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)، ص۳۰۳ تا ۳۲۲

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال اور شاہ ہمدان پر ایک مقالہ لکھا تھا جو ''اقبالیات''، لاہور، جلد ۹، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا۔ ان کا یہی مقالہ ''آفاقِ اقبال'' اور ''اقبال اور سیرت انبیاء'' میں شامل اشاعت ہوا۔ ان کا مقالہ حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک'' رومی کا تصورِ فقر (۱۹۹۰ء) میں شاملِ اشاعت ہوا۔ اس طرح ''حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب''، ''رسالہ بہرام شاہیہ''، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱''، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲''، ''مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح''، ''شاہ ہمدان کے مکاتیب''، ''ذخیرۃ الملوک، مولفہ سید علی ہمدانی ......''، روضات الجنان و جنات الجنان''، ''میر سید علی ہمدانی''، ''حضرت میر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ'' اور دیگر عنوانات کے تحت متعدد مقالات و مضامین لکھے جو مختلف مجلّات اور مجموعہ مضامین کی کتب میں شائع ہوئے۔ انھوں نے ''حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (۱۹۸۸ء)، ''شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی'' از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی (۱۹۹۵ء) ترجمہ، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)'' (۱۹۸۵ء)، ''کتاب الفتوۃ (فارسی)'' مقدمہ، تصحیح وحواشی کے عنوانات سے کتب بھی لکھیں۔

انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے موضوع پر مدام العمر کام کیا۔ انھوں نے اپنے مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان''، مشمولہ آفاق اقبال (۱۹۸۷ء) کے آخر پر ''استدراک'' کے عنوان کے تحت شاہ ہمدان پر لکھے گئے مقالات و کتب اور اپنی دیگر مساعی کا اس طرح سے ذکر کیا ہے۔ ان کی یہ تحریر ان کی علم دوستی کا مظہر ہے:

''..... ۱۹۷۴ء میں میں نے حضرت شاہ ہمدان پر ایک اردو کتابچہ ۱۲۷ صفحے لاہور سے شائع کروایا تھا..... ۱۹۸۵ء میں مرکز تحقیقات فارسی (چوک ایوب) نے فارسی زبان میں شاہ ہمدان پر میری لکھی ہوئی مفصل کتاب شائع کی جو تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے ضمیموں میں ۶ رسالے بھی ہیں۔ جیسے رسالہ فتوتیہ، چہل اسرار (۴۱ غزلیں دیگر اشعار) رسالہ ذکریہ اور السبعین۔ ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔ یوں شاہِ ہمدان شناس کا آغاز ہو چکا ہے۔''

02۔ کتاب الفتوّۃ (فارسی)

۲۹۔ سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''کتاب الفتوّۃ''، تحقیق، تصحیح، تحشیہ ومقدمہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص۳ تا ۱۶

۳۰۔ ایضاً، ص۲۲ تا ۲۳

۳۱۔ ایضاً، ص۲۳ تا ۲۴

مزید دیکھیں:

۳۲۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، آثار اور کتاب الفتوّۃ کے مضامین کے بارے میں تفصیلات کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ'' پر راقم الحروف کا تبصرہ مشمولہ ''باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر''۔

03۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی

۳۳۔ شبلی نعمانی، کلیات فارسی شبلی نعمانی، مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح از ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء)، یک تا چہار
زیرِ تبصرہ کتاب کی فہرست مطالب چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اختصار کے پیش نظر جائزے میں ''مختصر فہرست مطالب'' دی گئی ہے۔

۳۴۔ ایضاً، مقدمہ، ص ہشت تا نہ

۳۵۔ دیکھیں: کلیات فارسی شبلی نعمانی، صفحات ۱، ۶، ۷، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۶، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۷۰ تا ۷۲، ۷۷، ۸۲، ۸۴، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۵، ۱۰۲، ۱۴۹، ۱۵۵

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مقدمہ، مشمولہ: سفرنامہ روم، شام (لاہور: زیڈاے پبلشرز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۰ تا ۱۱

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور شبلی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول ۱۹۸۲ء)، ص ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۴

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ڈاکٹر صدیق شبلی، فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول ۱۹۷۴ء)، ص ۲۲۹ تا ۲۳۰

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواہری رساند حال آن کہ عرفان کنہ وقایع را می نمایاند (بہ مناسبت صد مین سالروز تولد اقبال شاعر پارسی گوی پاکستان)، مشمولہ: کاوہ شمارہ ۶۹، (مونیخ، پاییز ۱۳۵۷)، ص ۲۸

۴۰۔ ایضاً، ص ۳۰

۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر ومقامِ شعر وادب از دیدگاہِ علامہ اقبال''، مشمولہ: اقبالیات (شمارہ فارسی)، (پاکستان اقبال اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۵۰

۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال شناسی در ایران''، مشمولہ: ''ہلال''، شمارہ ۹۰ (کراچی: ہلال، خرداد ۱۳۴۸)، ص ۱۱ تا ۱۶
مزید تفصیلات کے لیے باب دوم میں ڈاکٹر محمد ریاض کے درج ذیل اردو مقالات پر تبصرات کا مطالعہ کریں:
ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم (مطبوعہ سرما ۱۹۹۲ء)
ایران کے جمہوری واسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی

۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۱۱۸ (کراچی: دفتر ہلال، آذر ۱۳۵۰)، ص ۱۳

۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعرا''، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، ۱۹۷۷ء)، ص ۵۵ تا ۹۹
باب دوم میں ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور باب سوم میں ''اقبال لاھوری ودیگر شعرای فارسی گوی'' پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''برگزاری مراسم روز اقبال''، مشمولہ: ''ہلال''، شمارہ ۱۰۲ (کراچی: ہلال، تیر ۱۳۴۹)، ص ۳۵ تا ۴۰

۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری''، مشمولہ: وحید، شمارہ ۱۳۰ (ایران: دفتر مجلّہ ''وحید''، مہر ۱۳۵۳)، ص ۵۵۶ تا ۵۶۶

۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۰۔۲۱، (اسلام آباد: رایزنی فرهنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، زمستان ۱۳۶۸ء، ۱۳۶۹ء)، ص ۹۹ تا ۱۲۴

۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقید سعید سعیدی اقبال شناس''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰ (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۹۹۳ء/۱۳۷۱ش)، ص ۱۴۱ تا ۱۶۷

۴۹۔ راقم الحروف نے ان اردو مقالات پر اپنے اس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں تبصرہ پیش کیا ہے۔

۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''احوال وآثار واشعار میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ......''، ص ۹۹

۵۱۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے شاہ ھمدان پر مقالہ لکھا اور ''خلاصۃ المناقب'' کی تصحیح کی جس پر پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۶۸ء میں انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہ ہمدان کے احوال وآثار واشعار'' پر تحقیق کر کے اور ان کے چھ رسائل کی تدوین کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر ملک محمد رمضان نے ''منقبۃ الجواہر'' کی تدوین وتصحیح کی اور تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر سید محمود انواری نے ''ذخیرۃ الملوک'' پر ریسرچ ورک مکمل کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۶ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آغا سید حسین ہمدانی نے قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد سے "Mir Sayyid Ali Hamdani Shah-e-Hamdan" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ۱۹۷۴ء میں ایم فل کی سند لی۔ ڈاکٹر حسین احمد نے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی (علوم اسلامیہ) کی سطح پر ریسرچ ورک پر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد سے ۲۰۰۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: رومی کا تصور فقر، ص ۵۴ تا ۵۵، ۸۰

''ذخیرۃ الملوک'' اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کے سلسلے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیں:

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر ۱۹۷۲ء)، ص ۱۹۴ تا ۲۰۴

''ذخیرۃ الملوک'' کے اردو میں کم وبیش تین تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

منہاج السلوک از مولانا غلام قادر، مطبوعہ: بک سینٹر، ۳۲ حیدر روڈ، راولپنڈی کینٹ، صفحات ۳۱۰

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد ریاض قادری، مطبوعہ: قادریہ بکس، سنت نگر، لاہور، صفحات ۳۸۸

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد محی الدین جہانگیر، مطبوعہ: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، صفحات ۴۰۲، مطبوعہ: نومبر ۲۰۰۷ء یہ ترجمہ عصرِ حاضر میں مروجہ سلیس اردو میں اور عام فہم ہے۔ یہ کتاب انٹرنیٹ سے درج ذیل لنک پر موجود ہے اور Pdf فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے۔

www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html

۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثرات اقبال از حضرت شاہ ھمدان واثر ذخیرۃ الملوک وی''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ہشتم (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۳۷۰/۱۹۹۲ء)، ص ۱۲ تا ۴۰

''ذخیرۃ الملوک'' کے سلسلے میں مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

''افکار وتعلیمات عرفانی شاہ ھمدان در آینہ'' ذخیرۃ الملوک'' از ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی ،مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کانفرنس بین الملی میر سید علی ہمدانی ،ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: خانہ فرہنگ ایران: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، باراول،۱۳۹۵ھ ش/۲۰۱۶م)،۳۴۱ تا ۳۵۶

''احوال وآثار واشعار میر سید علی ھمدانی باشش رسالہ از دی'' از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۹۷ تا ۱۰۴

۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' تاثیر خواجہ حافظ درھنر واندیشۂ علامہ اقبال''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۱۵ (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، پاییز ۱۳۶۷/ ستمبر تا دسمبر ۱۹۸۸ء)، ص ۱۲۱ تا ۱۶۱

مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں: محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعرا''، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور، ص ۱۷۸ تا ۱۹۰

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' پیرامون فتوت یا جوانمردی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۶ (کراچی: دفتر مجلّہ ''ہلال''، آذر ۱۳۴۹)، ص ۸ تا ۱۳

۵۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی''، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۵، اشاعت زمستان ۱۳۵۲، ص ۶۰ تا ۶۲

۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فتوت''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۱۷، اشاعت تابستان ۱۳۵۳، ص ۵۸ تا ۶۸

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں بھی '' فتوت'' کے موضوع پر بہت سے مقالات و مضامین لکھے ہیں۔ انھوں نے ''فتوت'' کا اسلامی نظام اخلاق ،نظریہ وحدت الوجود ،نظریہ وحدت الشھود ،تصورِ خودی ،تصورِ بے خودی اور نظامِ تصوف سے ربط و تعلق پر بھی اظہارِ رائے کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے لکھے گئے تمام مقالات ومضامین ،تراجم اور کتب پر'' باب دوم: ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس''، '' باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر''، '' باب چہارم: ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات'' اور '' باب پنجم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت محقق ومعلم'' میں جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' تاثیر تفکر اسلامی در اروپا''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۱، اشاعت خرداد ۱۳۴۹، ص ۳۱ تا ۳۳

اس موضوع پر مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی'' (پبلشرز: مجلس تحقیقات ونشریات) اسلام، پوسٹ بکس ۱۱۹، لکھنو

مابعد جدیدیت اور اسلام (تحقیق وتجزیہ)، مقالہ ایم فل ،علومِ اسلامیہ، مقالہ نگار: احمد ندیم گہلن ،نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا، سال ۲۰۰۹۔۲۰۰۷، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مذکورہ بالا مقالہ اور کتاب انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔

۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''روز استقلال پاکستان''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۹، اشاعت فروزدین ۱۳۴۹، ص ۳۷ تا ۴۲

۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سرزمین ومردم کشمیر، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۵، اشاعت آذر ۱۳۴۸، ص ۷۳ تا ۸۶

۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''قلندریہ'' مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۶، اشاعت بہار ۱۳۵۴، صفحات ۶۰ تا ۷۲

۶۱۔ اردو مقالے ''اقبال کا تصورِ قلندری'' پر باب دوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۹۔۳۰، اشاعت بہار و تابستان ۱۳۷۱، ص ۷۷ تا ۱۱۳

محمد ریاض، ڈاکٹر،''تاثیر شاھنامہ در مثنوی وامق و عذرای عنصری''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۹۳، اشاعت آبان ۱۳۴۸، ص ۱۴ تا ۲۰

اردو مقالے ''وامق و عذر: دو داستانیں'' پر مقالے کے باب سوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔
تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیں:

''وامق و عذرا: دو داستانیں''، از ظہیر، محمد رضا، مشمولہ: ادبی دنیا، جلد ۶، شمارہ ۴۷، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۲ء

''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار''، مشمولہ: ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، اشاعت بہار ۱۹۹۳ء، ص ۲۸۲ تا ۲۹۲

۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، فردوسی حکیم (حمد بدیع خداوند و توصیف بے مثل مجردات و حقائق و عبر در شاہنامہ)، مشمولہ: اقبالیات (شمارہ فارسی/ویژہ نامہ فردوسی)، شمارہ ۷، ۹۲۔۱۹۹۱ء، ص ۱۴۵ تا ۱۶۲

راقم الحروف نے اردو مقالے ''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' پر مقالے کے باب سوم میں تفصیلی تبصرہ پیش کیا ہے۔ مندرجات مشترک ہونے کی بنا پر فارسی مقالے ''فردوسی حکیم'' پر مختصر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

۶۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی (شیخ غلام رسول اینڈ سنز)، ص ۴/۳۹۶

۶۵۔ محمد امین داراب کشمیری، فارسی کلام، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۸

۶۶۔ محمد ایوب، شیخ، نوای فردا، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۸

۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''تتبعاتی از زبورِ عجم''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۰، اشاعت اردیبھشت ۱۳۴۹، ص ۲۵ تا ۳۰

''زبورِ عجم'' کے بارے میں مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں:

ارمغانِ حجاز (اردو مقالہ) از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۰، شمارہ ۱۰۔۹، اشاعت ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۷ء

ارمغانِ حجاز حصہ سوم: حواشی و تعلیقات (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: دبیر حسین دبیر، نگران: پروفیسر ظہیر احمد صدیقی، سالِ تکمیل: ۱۹۹۶ء

ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز کی شرحوں کا تحقیقی مطالعہ (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: قیوم بخاری، نگران: ڈاکٹر صابر حسین کلوروی، سالِ تکمیل: ۱۹۹۸ء

ارمغانِ حجاز (فارسی) حواشی و تعلیقات (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: محمد طیب اللہ، نگران: ڈاکٹر آغا یمین، سالِ تکمیل: ۲۰۰۴ء

ارمغانِ حجاز کا فکری و فنی جائزہ (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: ریاض احمد شاہد، نگران: ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی، سالِ تکمیل: ۲۰۰۵ء

ایم فل کے مندرجہ بالا تمام مقالات شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی زیرِ سرپرستی تخلیق ہوئے۔ اردو مقالے ''ارمغانِ حجاز'' پر باب دوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق'' (اردو مقالہ)، مشمولہ: دانش، جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت تابستان ۱۳۶۴۔۱۴۰۵، ص ۷۱ تا ۱۰۵

اس عنوان سے اردو مقالہ اردو مجلّات میں بھی شائع ہو چکا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتب ''رومی کا تصورِ فقر'' اور ''اقبال اور احترامِ انسانیت'' میں بھی شامل ہے۔ اس موضوع پر لکھے گئے مختلف مقالات کی نوعیت کے مطابق اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب کے لیے مخصوص ابواب (باب دوم اور باب پنجم) میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''عیاری وشطاری''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۱۶، اشاعت بہار ۱۳۵۳، صفحات ۶۸ تا ۷۷

''فتوت'' اور ''نظام فتوۃ'' کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو مقالات پر باب دوم اور باب پنجم میں دیے گئے تبصرات کا مطالعہ کیجیے۔

۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی''، مشمولہ: مجلّہ ''دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی'' (ایران: دانشگاہ تہران، شمارہ ۸۵، تیر ۱۳۵۲/ جون، جولائی ۱۹۷۴ء)، ص ۳۳ تا ۶۶

مزید تفصیلات کے لیے باب پنجم میں کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' پر دیے گئے تبصرہ کا مطالعہ کیجئے۔

۷۱۔ ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۶ھ تا ۶۳۲ھ) کا نام عمر بن ابوالحسن علی اور کنیت ابوحفص ہے۔ ان کی ولادت قاہرہ میں ہوئی۔ زندگی کا ایک بڑا حصہ وہیں گزارا۔ پھر حجاز مقدس چلے گئے۔ کافی عرصے وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آ گئے اور وہیں وفات پائی۔

۷۲۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)، تدوین، تصحیح، تحشیہ: ڈاکٹر محمد ریاض، ایران زمین، شمارہ ۲۰، اشاعت ۱۳۵۳، صفحات ۲۶۶ تا ۳۱۵

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق، تدوین وتصحیح ومقدمہ: محمد خواجوی (ایران: مولیٰ، خیابانِ انقلاب، تہران، بار اول ۱۳۶۲/ ۱۴۰۴ء)، ص ۱ تا ۱۰۴

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق، اردو ترجمہ وتحقیق: غلام حسن حسنو (گلگت بلتستان: خپلو ضلع گانچھے، ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر، ب ن، س ن)، ص ۱ تا ۸۲

ڈاکٹر محمد ریاض اور محمد خواجوی کے فارسی مسودات اور غلام حسن حسنو کا اردو ترجمہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ دیکھیں:

www.google.com.pk/search/?q=مشارب+الاذواق&rlz

www.takbook.com/217595-literature-ebook/دانلود-کتاب-مشارب-الاذواق/

www.sufibook.com/portfolio-items/II/?lang=ur (اردو بک)

ketabnak.com/book/48205/مشارب-الاذواق

۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارۂ مؤلف مقالات اربعین''، مشمولہ: مجلّہ ''دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی''،

دانشگاہ تہران، شمارہ ۷۷، شمارہ اسفند ۱۳۵۰ص ۱۷۹ تا ۱۸۳

''رسالہ چہل مقام صوفیہ'' کے مندرجات سے آگاہی کے لیے دیکھیں:

امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مصنفہ: ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نقش فارسی سرایان در نهضت آزادیخواهی شبه قاره''، مشمولہ: چشم انداز ارتباطات فرهنگی، شمارہ ۱۰، شمارہ دی ۱۳۷۶، صفحات ۲۴ تا ۲۷

۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابتکارات مسعود سعد سلمان''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۵، شمارہ مهر وآبان ۱۳۴۹، صفحات ۴۹ تا ۵۲

۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سحابی استرآبادی، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۲۲، اشاعت پاییز ۱۳۵۴، ص ۳۹

۷۷۔ مولانا ابوسعید سحابی استرآبادی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

ابوسعید سحابی استرآبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: ھلال، ص ۲۹ تا ۳۱

اقبال اور فارسی شعرا، ص ۲۱۹ تا ۲۲۱

اقبال لاھوری و دیگر شعرا فارسی گوی، ص ۹۶ تا ۹۷

مندرجہ بالا مصادر کے ناشرین اور سنین اشاعت سے متعلقہ معلومات تبصرے میں دے دی گئی ہیں۔

۷۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۳، اشاعت مرداد ۱۳۴۹ (جولائی، اگست ۱۹۷۰ء)، صفحات ۳ تا ۷

اردو مقالات ''بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم'' اور ''مثنوی شریف (فروزانفر کی شرح کے مقدمات)'' پر باب پنجم ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت محقق و معلم'' میں تبصرات پیش کیے جا چکے ہیں۔

۷۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس' استاد خلیلی)، مشمولہ: دانش، شمارہ ۱۲، زمستان ۱۳۶۶، ص ۱۲۵ تا ۱۵۴

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی میں مذکورہ دو مقالات ''انعکاسات بیدل در اشعار اقبال'' اور بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس' استاد خلیلی) کے علاوہ ان پر اردو میں درج ذیل مقالات و مضامین لکھے ہیں:

مرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبالیات کی روشنی میں، مشمولہ: اقبالیات، اقبال اکیڈمی لاہور، جلد ۱۲، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء

مرزا عبدالقادر بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۰ء

بیدل فکر و فن، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، اکادمی ادبیات اسلام آباد، جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء

مرزا بیدل فکر و فن، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۰ء

بیدل تصانیف اقبال میں، مشمولہ: اقبال، بزم اقبال لاہور، جلد ۴۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء

اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیر اقبال، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۵ء

انھوں نے علامہ اقبال کے مضمون ''بیدل برگساں کی روشنی میں'' کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا اور خواجہ عباد اللہ

اختر کی کتاب ''بیدل'' پر تبصرہ بھی لکھا تھا۔ ان کے مندرجہ بالا تمام مقالات ومضامین اور تراجم وتبصرات پر متعلقہ ابواب میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۸۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی وخدمات دی در کشور ھای شبہ قارہ''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۰، تابستان ۱۳۵۵، ص ۵۹ تا ۶۸

مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

اشرف جہانگیر سمنانی (اردو مقالہ) از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الولی، شاہ ولی اکیڈمی، حیدر آباد، جلد ۶، شمارہ ۷، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۷ء

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ (مقالہ پی ایچ ڈی اسلامیات)، مقالہ نگار: سید محمد اشرف جیلانی، نگران مقالہ: ڈاکٹر جلال الدین نوری، سال تکمیل: اکتوبر ۲۰۰۳ء، شعبہ اسلامک پرنٹنگ یونیورسٹی آف کراچی۔

۸۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''استاد شاعر فارسی سید محمد عبد الرشید فاضل''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۲، اشاعت تابستان ۱۳۶۹، ص ۳۵ تا ۶۰

۸۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شعر فارسی وخدمات زیب مگسی: شاعر معاصر بلوچستان پاکستان بہ ادبیات فارسی''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۱، اشاعت تابستان ۱۳۵۴، ص ۷۶ تا ۸۸

۸۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ محمد شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۷، اشاعت اسفند ۱۳۵۵، ص ۴۴ تا ۴۹

۸۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مقام غالب در سبک شناسی فارسی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۸، اشاعت اسفند ۱۳۴۸، ص ۱۲ تا ۱۷

تبصرے میں مذکورہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مقالات ومضامین پر اس تحقیقی مقالے کے متعلقہ ابواب میں تبصرہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ اطناب اور تکرار سے بچنے کے لیے اس جگہ ان مقالات ومضامین کے حوالہ جات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے متعلقہ ابواب کا مطالعہ کیجیے۔

۸۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ھنر لازوال چغتائی وغالب''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۸۸، اشاعت اسفند ۱۳۴۷، ص ۱۵ تا ۱۹

۸۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مؤسس پاکستان''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۷، اشاعت: دی ۱۳۴۹، ص ۴ تا ۱۰

۸۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''یادی از مقام ونبوغ مولوی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۱، اشاعت: تیر ومرداد ۱۳۴۸ء، ص ۲۰ تا ۲۸

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرات پر متعلقہ ابواب میں تبصرات پیش کیے جا چکے ہیں۔

۸۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند وپاکستان''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۳، دی ۱۳۵۴، ص ۲۸ تا ۳۳

باب پنجم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات

بابِ پنجم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب (اردو و انگریزی) میں خدمات

(غیر اقبالیاتی ادب: اردو و انگریزی تصانیف و تالیفات اور مقالات و مضامین کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ)

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد سات ہے۔ان میں سے تین کتب و تصانیف میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بطور'شریک مصنف' شمولیت اختیار کی ہے۔

۱۔ ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر

۲۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۳۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)

(غیر اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو تصانیف و تالیفات)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز	بار	سال	تعداد
01-	ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر	آزاد کشمیر	جشنِ ایران کمیٹی	اول	1971ء	209
02-	ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	اول	1988ء	138
03-	حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان	لاہور	سنگ میل پبلیکیشنز	اول	1988ء	127
04-	رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (مجموعہ 15 مقالات)	لاہور	مقبول اکادمی	اول	1990ء	312
05-	سفرنامہ روم و مصر و شام شبلی (تدوین و توضیح)	لاہور	زیڈاے پبلشرز	اول	1988ء	248
06-	فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ	لاہور	سنگِ میل پبلی کیشنز	اول	1974ء	254
07-	مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	دوم	1985ء	104

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو زبان میں تقریباً دوصد پچاس کے قریب مقالات و مضامین لکھے جو مختلف مجلّات و رسائل میں شائع ہوئے۔ان میں سے قریباً نصف مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔اردو میں غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی تصانیف و تالیفات اور مقالات و مضامین کا تعارف اور ان پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

غیراقبالیاتی ادب پر مستقل اردو تصانیف وتالیفات

01۔ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر

تصنیف : ڈاکٹرمحمدریاض، ڈاکٹرفرمان فتح پوری، محمدعبداللہ قریشی، محمدالدین فوق، ڈاکٹرعبدالرشید

مرتب : محمدعبداللہ قریشی

پبلشرز : جشنِ ایران کمیٹی، آزادکشمیر، مظفرآباد

اشاعت : ۱۹۷۱ء

صفحات : ۲۰۹

فہرست مضامین:

ابتدائیہ	محمدیعقوب ہاشمی	۷
ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط	ڈاکٹرمحمدریاض	۱۱
کشمیر ایرانی شعرا کی نظر میں	ڈاکٹرفرمان فتح پوری	۳۷
کشمیر کی فارسی شاعری	محمدعبداللہ قریشی	۵۳
مزارُالشّعرائی کشمیر	محمدالدین فوق	۱۱۳
امیر کبیرسیدعلی ہمدانی اوران کارسالہ ''دہ قاعدہ''	ڈاکٹرمحمدریاض	۱۷۱
قلمی نوادار	ڈاکٹرعبدالرشید(۱)	۱۹۹

ڈاکٹرمحمدریاض نے ایران وافغانستان میں اقبال شناسی کے موضوع پراردو میں کئی مقالات لکھے جن کا اقبالیاتی ادب کے عنوان کے تحت راقم الحروف نے زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم میں جائزہ پیش کیا ہے۔ان مقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ ایران کے جمہوری واسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی

۲۔ ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم

۳۔ ایران میں اقبال پر تازہ کام

۴۔ ایران میں مطالعہ اقبال

۵۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی

اقبال شناسی کے علاوہ ڈاکٹرمحمدریاض نے ایران کے ہمسایہ ممالک افغانستان، برصغیر پاک و ہند، کشمیر اور روسی ریاستوں پر علمی وادبی اور تہذیبی وتمدنی اثرات کے بارے میں بھی اردو وفارسی میں بہت کچھ لکھا۔کشمیر اور ایران کے گہرے

روحانی، ثقافتی، تہذیبی اور لسانی رشتے کی وجہ سے ایرانی ادب میں کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ایران وکشمیر کے گونا گوں روابط کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ایرانی شہنشاہیت کی دو ہزار پانصد سالہ یادگار تقاریب ۱۲/۱ اکتوبر سے ۱۸ /اکتوبر ۱۹۷۱ء کے انعقاد کے چندروز بعد مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے یکم دسمبر ۱۹۷۱ء کو کتاب ''ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر'' شائع کی گئی۔یہ کتاب چھ مضامین پر مشتمل ہے۔ان مضامین کی جمع و ترتیب کا فریضہ محمد عبداللہ قریشی، مدیر ادبی دنیا، لاہور نے سرانجام دیا تھا۔اس مجموعے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مضامین ''ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط'' اور ''امیر کبیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ ''دہ قاعدہ''' شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون **''ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط''** تئیس صفحات (صفحہ ۱۳ تا ۳۵) پر مشتمل ہے۔اس میں انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت اہلِ کشمیر کے دینی، اخلاقی، روحانی، ثقافتی اور ادبی ارتقا میں اہلِ ایران کی مساعی کا ذکر کیا ہے:

تاریخ کے آئینے میں، اسلامی رشتے، روحانی روابط، کشمیر پر ایران کے نمایاں تر اثرات کا دور، تہذیب، تمدن اور ثقافت پر ایرانی اثرات، ادبی روابط، کشمیری مؤرخ اور مترجم، ایران اور کشمیر عہدِ حاضر میں، حاصل مبحث

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ایران وکشمیر کے روابط کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے مگر آٹھویں صدی ہجری /چودھویں صدی عیسوی میں انھوں نے ایک نئی کروٹ لی۔ایرانی مبلغین کی مساعی کے نتیجے میں آٹھویں صدی ہجری کے اواخر تک وادی کشمیر کا گوشہ گوشہ دین اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا۔کشمیر نے اسلامی دور میں ۲۵۰ فارسی شاعر اور ۵۰ ادیب پیدا کیے ہیں جو ردیف اول کے لوگ سمجھے جاتے ہیں اور انھوں نے جملہ متداول علوم وفنون پر لکھا ہے۔ان کے کارناموں کو کشمیر سے باہر علمی و ادبی دنیا سے روشناس کرانے میں فارسی زبان نے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔(۲)

مضمون **''امیر کبیر سید علی ھمدانی اور ان کا رسالہ دہ قاعدہ''** چھبیس صفحات (صفحہ ۱۷۳ تا ۱۹۸) پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے ابتدائی تیرہ صفحات پر میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار کا مختصر وجامع تذکرہ کرنے کے بعد چھ صفحات پر درج ذیل عنوانات کے تحت ان کی تصنیف ''رسالہ دہ قاعدہ'' کا تعارف کرایا اور سات صفحات پر اس کا متن پیش کیا ہے:

رسالہ ''دہ قاعدہ''، ''دہ قاعدہ'' کی اصل، ''دہ قاعدہ'' کے مطالب، رسالہ ''دہ قاعدہ'' کا متن

''دہ قاعدہ'' حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مختصر اور اہم رسالہ ہے۔اس میں انھوں نے سالکانِ راہِ تصوف کے درج ذیل دس مقامات بیان فرمائے ہیں:

۱۔توبہ ۲۔زہد ۳۔توکل ۴۔قناعت ۵۔عزلت ۶۔ذکر ۷۔توحید ۸۔صبر ۹۔مراقبہ ۱۰۔رضا

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔اگر اس مضمون میں حوالہ جات و حواشی اور رسالہ ''دہ قاعدہ'' کا اردو ترجمہ بھی دے دیے جاتے تو اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔(۳)

02۔ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ
(مشکلات اور حل)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

اشاعت : ستمبر ۱۹۸۸ء

صفحات : ۱۳۸

فہرست مضامین:

باب اول: نفاذ زبان فارسی ۱۱

(الف) ایران میں نفاذ زبان فارسی کی عہد بعہد پیشرفت۔ ۱۳

(ب) ایران میں غیر ملکی زبانوں، عربی، فرانسیسی، انگریزی اور ترکی وغیرہ کا رواج اور ان کے اثرات ۱۵

(ج) غیر ملکی زبانیں ایران میں ذریعہ تعلیم اور قومی رابطے کے لیے کیوں قابلِ قبول نہ تھیں؟ ۲۸

(د) اصل فارسی کی طرف توجہ کب اور کیوں مبذول کی گئی؟ مختصر تاریخ، طریقِ کار اور ذرائع ۲۸

(ہ) ایران میں اصلاح زبان کی تحریکیں، لائحہ ہائے عمل اور اثرات ۳۱

باب دوم: اسالیبِ زبان ۴۳

(الف) فارسی زبان کے تحریری اور بول چال کے اسالیب میں فرق ۴۵

(ب) فارسی زبان کے مندرجہ ذیل تحریری اسالیب فارسی اصیل کی تحریک سے پہلے اور بعد کی کیفیت ۴۶

ا۔ دفتری زبان کی کیفیت ۴۶

۲۔ سائنسی زبان: مراد ہے سائنسی مضامین کی تحریر اور تدریس میں استعمال ہونے والی زبان کی کیفیت ۴۷

۳۔ فنی اور تکنیکی زبان کی صورت ۴۷

۴۔ ادبی زبان۔ ۴۸

باب سوم: وضع اصطلاحات ۵۳

(الف) جدید فارسی میں وضع اصطلاحات کی ضرورت ۵۵

(ب) وضع اصطلاحات کے اصول ۵۶

(ج) غیر ملکی زبانوں سے استفادہ کی وجوہ ۶۳

(د) غیر ملکی زبانوں سے اکتسابِ اصطلاح میں ترجیح کا اصول ۶۶

(ہ) قومی زبان اور روزمرہ میں ان اصطلاحوں کے نفاذ کا طریقِ کار۔ ۶۷

باب چہارم: فرہنگستان زبان ایران ۶۹
الف: ۔مختصر تعارف اور تاریخ ۷۵
ب: ۔فرہنگستان کا بنیادی ڈھانچہ اور لائحہ عمل ۸۰
ج: ۔اصول اور طریقِ کار۔ ۸۵
باب پنجم: ۔تعلیمی اداروں میں قومی زبان کا نفاذ ۱۲۱
الف: ۔فارسی زبان میں جدید علوم کی تدریس کے کیا کیا طریقے اختیار کیے گئے۔ ۱۲۳
ب: ۔طلبا کے لیے فارسی ذریعہ تعلیم میں مشکلات اور ان کا حل۔ ۱۲۴
ج: ۔اساتذہ کا طریقِ تدریس ۱۲۶
د: ۔درس گاہوں میں دارالترجمہ اور سازمان ہائے پلی کپی کا قیام ان کے طریقِ کار اور کارکردگی۔ ۱۲۷
ہ: ۔جدید علوم کی تدریس کے سلسلے میں کامیابی: ۱۲۸
ضمیمہ: ۔ ۱۲۹
نفاذ زبان کا کوئی مسئلہ؟ ۱۲۹
زبان کے بارے میں اسلامی جمہوریہ ایران کا موقف ۱۳۲
حوالے اور توضیحات ۱۳۵
منتخب مصادر اور منابع (۴) ۱۳۷

کتاب **''ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل)''** ایران میں قومی زبان یعنی فارسی کے عہد بہ عہد نفاذ کی دلچسپ داستان ہے۔ایران کی فتح کے بعد فارسی زبان میں عربی زبان کی آمیزش سے فارسی زبان کو بہت وسعت حاصل ہوئی اور بے شمار اسالیب، موضوعات اور علوم سے مالا مال ہوگئی۔عربی زبان کے نفوذ کے بعد چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں ایران کی علمی زبان عربی تھی۔ تیرہویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایران پر مغربی تہذیب اور زبان وادب کے اثرات مرتب ہوئے۔مغربی علوم نے ایران میں تہذیبی اور لسانی حکمت عملی کے نئے دروازے کھول دیے۔اہلِ ایران نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی فارسی زبان کو ہی ذریعہ تعلیم بنائیں گے۔اس مقصد کے لیے فارسی زبان کی اصلاح وترقی کے لیے کوششیں کی گئیں۔زیرِ نظر کتاب میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران میں قومی زبان کے نفاذ کے سلسلے میں درپیش آنے والی مشکلات اور ان کے حل کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب اور کچھ ضمیمہ جات پر مشتمل ہے۔کتاب کی فہرست کافی زیادہ مفصل ہے اور اس کے اہم مندرجات کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان، اس کتاب کے مندرجات اور اس کی علمی وادبی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''زیرِ نظر کتاب کے مصنف ڈاکٹر محمد ریاض ایران شناسی کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ایران میں قیام اور تحصیلات کے دوران انھوں نے ان مسائل کا بھرپور مطالعہ کیا اور اب زیرِ نظر کتاب میں انھیں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں ایران میں فارسی زبان کے نفاذ پر بحث کرتے ہوئے ان

عوامل کو بیان کیا ہے جو اس ملک میں غیر ملکی زبانوں مثلاً عربی، فرانسیسی، انگریزی اور ترکی وغیرہ کے رواج کا سبب بنے۔ یہ باب ایران میں اصلاحِ زبان کی تحریکوں، ان کے لائحۂ عمل اور اثرات کے جائزے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرے باب میں فارسی زبان کے مختلف اسالیب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں فارسی بطور دفتری زبان، سائنسی زبان اور تکنیکی زبان کے بارے میں مصنف کا انتقادی محاکمہ قابلِ ذکر ہے۔ تیسرا باب جدید فارسی میں وضع اصطلاحات کے عمل اور طریق کار پر بحث کرتا ہے۔ اس امر کی ضرورت، اصول اور غیر ملکی زبانوں سے استفادے کے طریقِ کار کو اس باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چوتھا باب ایران میں اصلاح زبان کے ممتاز ادارے ''فرہنگستانِ زبانِ ایران'' کی مختصر تاریخ، لائحۂ عمل، اصول اصطلاح سازی اور غیر ملکی زبانوں کے بارے میں اس کے ردِ عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پانچواں باب تعلیمی اداروں میں فارسی زبان کے نفاذ کی تفصیل فراہم کرتا ہے۔ ان ابواب کے علاوہ کتاب میں چند سود مند ضمیمے بھی شامل کیے گئے ہیں۔''(۵)

03۔حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۸ء
صفحات : ۱۲۷

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۰۱۔	**ابتدائی حالات**	۷
	دورِ تربیت کے سفروں کی حدود	۱۰
	تربیتی سفروں کے عجیب واقعات	۱۱
	ہمدان اور ملحقہ علاقوں میں شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کی سرگرمیاں	۱۳
	دلچسپ روایات	۱۴
۰۲۔	**عبادات وتبلیغات**	۱۴
	وادی جموں و کشمیر سے دلچسپی	۱۵
	شاہ ہمدان کی خطہ ختلان کی طرف نقل مکانی	۱۶
	ختلان اور نظامِ اوقاف	۱۷
	نواحِ ختلان میں تبلیغی سرگرمیاں	۱۸
	آزمائشوں کا دور اور شاہ ہمدان کی ایمانی استقامت	۱۹
	امیر تیمور گورگانی سے نزاع	۲۱
	ہجرت کا بہانہ	۲۳
	وادی جموں و کشمیر میں شاہ ہمدان کا قیام	۲۴
	حواری کشمیر اور مبلغ ثانی	۲۶
	وادی میں حضرت شاہ ہمدان کی خدمات	۲۸
	عام اثرات	۳۱
	نواحِ کشمیر میں سرگرمیاں	۳۳
	زندگی کے آخری ایام	۳۴
	نقشِ مبارک کی منتقلی اور تدفین	۳۶
	شاہِ ہمدان کی آخری قیام گاہ	۳۷
	حضرت شاہ ہمدان کی سیرت	۳۸

نمبر	عنوانات	صفحہ
	بادشاہوں اور حکام کے راہنما	۴۱
	بیانِ حق	۴۲
	اولاد، مریدین اور معنوی فیضان	۴۴
	احفاد و اعقاب اور احباب	۴۵
۰۳۔	**اوراد و وظائف**	۴۷
۰۴۔	**شاہ ہمدان کی شاعری**	۴۸
	غزل	۵۰
	رباعی	۵۲
	شاعری پر عام تبصرہ	۵۲
۰۵۔	**تصانیفِ شاہ ہمدان**	۵۲
	ا۔ذخیرۃ الملوک	۵۳
	بابِ اول	۵۴
	تمثیلی حکایات	۵۷
	ا۔حضرت یحییٰ علیہ السلام اور خوفِ خدا	۵۷
	۲۔حضرت عمر فاروقؓ کا محاسبہ آخرت سے ڈرتے رہنا	۵۸
	بابِ دوم	۵۸
	حکایات	۶۰
	ا۔حضرت موسیٰؑ کے عہد میں ایک ولی اللہ کا بارش کی خاطر دعا کرنا	۶۰
	۲۔حضرت امام زین العابدینؒ کی نماز	۶۲
	۳۔اللہ والوں کی زکوٰۃ	۶۲
	بابِ سوم	۶۲
	ا۔تقویٰ و پرہیزگاری کا صلہ	۶۴

نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ
	۲۔حضرت عیسیٰؑ کا ادب سیکھنا	۶۵	باب ہشتم	۸۹
	۳۔حضرت لقمان حکیم کی گفتگو	۶۶	حکایات	۹۰
	۴۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بردباری	۶۶	ا۔شکر اور احساسِ عبرت	۹۰
	۵۔حضرت عمرؓ خطاب کا اعتراف	۶۷	۲۔قبر اور یادِ آخرت	۹۰
	۶۔حضرت علیؓ کا غلاموں سے حسن سلوک	۶۷	باب نہم	۹۱
	۷۔حضرت سلمان فارسیؓ کا تحمل	۶۷	ا۔صبر ایمان کا جدا نہ ہونے والا لباس ہے۔	۹۲
	۸۔حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کا بے پناہ خلوص	۶۷	ب۔صبر کے تین درجے	۹۳
	باب چہارم	۶۸	باب دہم	۹۳
	بیوی کے حقوق	۶۹	غرور وعظ	۹۴
	اولاد کی تعلیم	۷۰	غرور کی دس علامات	۹۵
	غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک	۷۱	تکبر کے اسباب اور ان کا معنوی علاج	۹۶
	نیکوں کی صحبت کی ضرورت	۷۱	ا۔خاندان ونسب	۹۶
	حکایات	۷۳	۲۔حُسن و جمال	۹۶
	ا۔صحبت کی شائستگی	۷۳	۳۔جسمانی طاقت	۹۷
	۲۔شوہر کی ناراضگی	۷۳	۴۔مال وثروت	۹۷
	۳۔نفس کی اصلاح کی کوشش	۷۴	۵۔جاہ ومرتبہ	۹۸
	۴۔شوہر کی بے مثال اطاعت	۷۴	۶۔علم وفضل	۹۸
	۵۔قاتل کی معافی	۷۴	۷۔عمل وعبادت کا غرور	۹۹
	۶۔دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہنا	۷۵	باب دہم کی حکایات	۱۰۰
	۷۔حقیقی دوستی	۷۵	ا۔خدمتِ خلق اور خود انحصاری سے آدمی کی عظمت کم نہیں ہوتی۔	۱۰۰
	۸۔خراب حال رعایا کا خیال رکھنا	۷۶	۲۔خاکساری اور تواضع کی آزمائش	۱۰۰
	باب پنجم	۷۶	۳۔مغرور دل پر قولِ حق کا اثر	۱۰۱
	عدل وانصاف قائم کرنے کی دشواریاں	۷۸	۲۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے خطوط	۱۰۱
	اسلامی ریاست کے مسلمان باشندوں کے حقوق وآداب	۷۸	علمی اور دینی بحثیں، علم کی طلب	۱۰۳
	علم قیافہ کی متروک عمل بحث	۸۰	صبر اور شکر	۱۰۴
	حکایات (حکایات نمبرا تا نمبر ۶ بلاعنوان دی گئی ہیں)	۸۰	ترکِ دنیا کا مفہوم	۱۰۴
	۷۔رعایا کی سیاست اور گوشمالی	۸۳	حقیقی نماز اور روزہ	۱۰۵
	۸۔سیرت عمر فاروقؓ اور بعد کا زمانہ	۸۳	مردِ مومن کے ''دل'' کی عظمت ووسعت	۱۰۵
	باب ششم	۸۴	ایک دوسرے کی مدد کا عملی کام	۱۰۶
	باب ہفتم	۸۵	۳۔رسالہ خواطریہ (عربی)	۱۰۷
	احتساب کے مسائل	۸۷	معنوی شیاطین	۱۰۹

نمبر عنوانات	صفحہ	نمبر عنوانات	صفحہ
حکایت	۸۸	دلوں کی اقسام	۱۰۹
اصلاح قلوب	۱۱۰	انھی کے اوصاف	۱۲۰
۴۔انتخاب چہل احادیث	۱۱۱	اہلِ دل کی نماز کا مرتبہ	۱۲۲
۵۔رسالہ عقبات یا قدوسیہ	۱۱۳	سورہ فاتحہ کی معنویت	۱۲۳
٦۔رسالہ فتوت نامہ	۱۱۷	نظام جوانمردی کے بارے میں اقوال	۱۲۳
نظام جوانمردی کی حقیقت	۱۱۸	٦۔منہاج العارفین (اقوال زرین)	۱۲۵
جوانمردی اور انسانوں کے حقوق	۱۱۹		

زیرِ جائزہ کتاب، **''حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان''**، شاہِ ہمدان، حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی، علمی و ادبی خدمات پر لکھی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں ''پیش گفتار''، ''مقدمہ'' یا ''تعارف''، یہاں تک کہ فہرست مندرجات بھی نہیں دی گئی ہے۔ اس لیے کتاب کے متن کی تفہیم کے لیے راقم الحروف نے مندرجہ بالا فہرست مرتب کر کے شاملِ تحقیق کی ہے۔ اس کتاب میں حوالہ جات و حواشی کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ کتاب کے شروع میں مقصدِ تالیف اور آخر پر حاصل کلام نہیں دیا گیا۔ آخر پر ''فہرست منابع'' اور ''اشاریہ'' بھی نہیں دیے گئے۔

کتاب کے بغور مطالعے اور فہرست مندرجات کے جائزے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کو درج ذیل پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ ابتدائی حالات ۲۔ عبادات و تبلیغات ۳۔ اوراد و وظائف

۴۔ شاہِ ہمدان کی شاعری ۵۔ تصانیفِ شاہ ہمدان

ڈاکٹر محمد ریاض نے آسان اور سلیس اردو میں شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، ان کی تبلیغی مساعی، تعلیمات، اوراد و وظائف، شاعری اور تصانیف پر روشنی ڈالی ہے۔ ہر باب کے عنوان کے تحت دیے گئے ذیلی عنوانات سے کتاب کے مندرجات کے بارے میں کافی حد تک معلومات مل جاتی ہیں۔ باب نمبر ۵، ''تصانیفِ شاہِ ہمدان'' میں انھوں نے شاہِ ہمدان کی قریباً سو سے زائد چھوٹی بڑی عربی اور فارسی کتب میں سے درج ذیل زیادہ مشہور سات کتب کے بعض اقتباسات کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔:(٦)

۱۔ ذخیرۃ الملوک ۲۔ شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے خطوط ۳۔ رسالہ خواطریہ (عربی)

۴۔ انتخاب چہل احادیث ۵۔ رسالہ عبقات یا قدوسیہ ٦۔ رسالہ فتوّت نامہ

۷۔ منہاج العارفین

ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کی سطح پر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا ''احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]۔ انھیں اس موضوع پر کامیابی سے تحقیق سرانجام دینے پر ۱۹۶۸ء/۱۳۴۷ھ میں تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ تہران میں ان کا قیام ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۹ء تک رہا۔ ان کے اساتذہ میں ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر حسین نصر اور ڈاکٹر ذبیح اللہ

صفا تھے۔ان کی پی ایچ ڈی کی کلاس میں کل ۲۰ ریسرچ سکالرز تھے۔اس کلاس میں ان سے بہتر فارسی بولنے اور لکھنے والا کوئی نہیں تھا۔سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ تہران یونیورسٹی کے بہترین مقالات میں شمار ہوتا ہے۔ (۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالے کے علاوہ بھی سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت اور آثار پر اردو و فارسی میں کئی کتابیں اور مقالے لکھے۔تاہم، قدر و قیمت و اہمیت کے لحاظ سے ان کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کو فوقیت اور برتری حاصل ہے مگر یہ امر حیرت اور افسوس کا باعث ہے کہ انھوں نے بہت سی کتب و مقالات کے انگریزی سے اردو، اردو سے فارسی اور فارسی سے اردو میں تراجم کیے مگر اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کیا۔

زیرِ جائزہ کتاب ''حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)'' کا ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے موازنہ کرنے پر واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر لکھے ہوئے اپنے پی ایچ ڈی کے مندرجات کو اس اردو کتاب میں مختصراً بیان کیا ہے۔اگر وہ اپنے تحقیقی مقالے کے مطابق اس کتاب کی ابواب بندی کر کے سند و حوالہ اور ضروری حواشی کے ساتھ اسے تحریر کرتے تو کتاب کا علمی و تحقیق معیار بہت بلند ہو جاتا۔

04۔ رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)

مؤلف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۹۰ء
صفحات : ۳۱۲
قیمت : ۱۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر
	حرفِ آغاز	۰۰۷
۰۱۔	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	۰۰۹
۰۲۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا (ترجمہ)	۰۲۰
۰۳۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	۰۵۴
۰۴۔	رسالہ بہرام شاہیہ (ترجمہ)	۰۸۵
۰۵۔	نظامِ جوانمردی (فتوّت)	۰۹۵
۰۶۔	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی (تبصرہ)	۱۵۱
۰۷۔	سیبک فتاحی نیشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل'' (تبصرہ)	۱۶۱
۰۸۔	مرزا بیدل: فکروفن	۱۸۹
۰۹۔	رسالہ جوانمردی (فتوّت)	۲۰۷
۱۰۔	رومی: شروح مثنوی شریف	۲۲۷
۱۱۔	تصوّرِ فقر	۲۴۶
۱۲۔	مکاتیب	۲۶۴
۱۳۔	پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات	۲۸۰
۱۴۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	۲۹۴
۱۵۔	شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	۳۰۳
	اشاریہ	

''رومی کا تصورِ فقر'' ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ۱۵ مقالات ومضامین پر مشتمل ہے۔ مضامین

''ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا'' اور ''رسالہ بہرام شاہیہ'' تراجم پر مشتمل ہیں جبکہ ''شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی'' اور ''سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' تبصرات پر مشتمل ہیں۔ ان چاروں پر زیرِ مطالعہ مقالے کے باب نمبر۳: ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر'' میں تبصرہ و جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کتاب میں شامل دیگر مقالات و مضامین پر ڈاکٹر محمد ریاض کے دیگر غیر اقبالیاتی مقالات و مضامین کے ساتھ بھی تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

05۔ سفرنامہ روم، مصر، شام

تصنیف : شمس العلماء علامہ محمد شبلی نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ)
ترجمہ : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : زیڈ۔اے پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور
اشاعت : ۱۹۸۸ء
صفحات : ۲۴۸
قیمت : ۳۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	مقدمہ (از مرتب)	۰۰۵
۲۔	متن (ابتدائیہ)	۰۱۷
۳۔	سفر کا ارادہ اور آغاز	۰۲۵
۴۔	عدن کی بندرگاہ	۰۳۲
۵۔	جزیرۂ قبرص میں	۰۴۱
۶۔	ازمیر (سمرنا) میں	۰۴۵
۷۔	قسطنطنیہ (استنبول) میں	۰۵۰
۸۔	قصیدۂ سفر (فارسی)	۰۵۴
۹۔	ترکوں کی علمی حالت	۰۹۴
۱۰۔	کتب خانے	۱۰۴
۱۱۔	زوایا یا خانقاہیں	۱۱۴
۱۲۔	مثنوی عیدیہ (۱۸۹۲ء)	۱۳۲
۱۳۔	ترکوں کے آداب واخلاق اور طرزِ معاشرت	۱۳۶
۱۴۔	قسطنطنیہ سے بیروت	۱۴۵
۱۵۔	بیت المقدس میں	۱۷۸
۱۶۔	از بیت المقدس تا قاہرہ	۱۸۶
۱۷۔	مصر میں تعلیمی حالت	۱۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۔	جامعہ ازہر	۲۰۶
۱۹۔	کتب خانہ خدیویہ	۲۱۱
۲۰۔	مصر کے قدیم اور قابلِ دید مقامات	۲۱۵
۲۱۔	خاتمۂ سفر	۲۳۴
۲۲۔	حال کی عربی زبان	۲۳۹
۲۳۔	مختصر فرہنگ زبان (۸)	۲۴۰

''سفرنامۂ روم، مصر، شام'' شمس العلماء محمد شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۸۹۲ء کے سفرنامے سے متعلق ہے۔ مصنف نے اسے دو سال بعد ۱۸۹۴ء میں لکھا اور شائع کروایا۔ بھارت میں اس کے ۱۸۹۹ء اور ۱۹۴۰ء میں دو ایڈیشنز مزید شائع ہوئے۔ پاکستان میں یہ سفرنامہ صرف ایک بار ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے متن کی تصحیح، تحشیہ اور توضیح کے بعد اسے شائع کروایا۔

''مقدمہ'' (صفحہ ۵ تا ۱۵) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا خاکۂ زندگی پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ان کی تصانیف، مکاتیب و مقالات، اردو اور فارسی شاعری اور زیرِ جائزہ سفرنامے کا تعارف کرایا گیا ہے۔

''مقدمہ'' کے ذیلی عنوان ''اصلاح، تحشیہ و توضیح کے بارے میں'' کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے متن کی تصحیح، تحشیہ اور توضیحات کے بارے میں ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ ان باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مترجمہ کتاب کا جائزہ لیا گیا تو اس میں درج ذیل تصحیح شدہ امور نظر آئے:

۱۔ اصل متن میں کلمات کی املاء متفاوت ہے۔ جیسے ترکی، ٹرکی، قبرس، قبرص، پہونچنا اور پہنچنا۔ کچھ کلمات مرکب اور ملا کر لکھے گئے ہیں مثلاً اسپر (اس پر)، نہو (نہ ہو) اور انہی (ان ہی) وغیرہ۔ حوالوں اور معانی وغیرہ میں بھی تسامحات ملتے ہیں۔ ان تمام امور کو درست صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۲۳، ۴۱، ۱۳۶، ۱۹۱، وغیرہ

۲۔ آیات، اشعار اور اقوالِ عربی نیز مشکل عبارات ولغات کے معانی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۸۴، ۱۹۸، ۲۲۸، ۲۳۲، وغیرہ

۳۔ حواشی میں اکثر مقامات پر توضیحی نوٹس دیے گئے ہیں۔ دیکھیں صفحات ۱۷ تا ۴۸، ۵۱ تا ۵۳، ۵۳ تا آخر کتاب۔

۴۔ کتابوں اور حوالوں وغیرہ کا ضروری استناد کیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھیں صفحات ۶۵، ۹۲، ۹۴ تا ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۰۸، وغیرہ۔

۵۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض طویل عنوانات مختصر کر دیے گئے ہیں۔ بعض عنوانات کے مقامات تبدیل کر دیے گئے ہیں اور نئے عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۶۸، ۷۱، ۷۳، ۷۶، ۸۹، ۹۲۔

۶۔ بعض جگہوں پر پیراگراف کی ترتیب بدل گئی ہے اور نئے پیراگراف بنائے گئے ہیں۔

زیرِ جائزہ کتاب میں تین مقامات (صفحہ ۵۴ تا ۵۸، ۱۳۲، تا ۱۳۵) پر قریباً ایک صد تیس فارسی اشعار بغیر اردو ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ ان اشعار کا اردو ترجمہ دیا جانا چاہیے تھا تا کہ فارسی نہ جاننے والے افراد ان کے مفہوم سے آگاہ

ہو جاتے۔

سفر نامے کے صفحہ۲۱۳ تا ۲۱۵ تک شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب خانہ خدیویہ میں موجود تفسیر، حدیث، تاریخ اور ادب سے متعلقہ قریباً نوے (۹۰) مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ نادر و نایاب کتب کی فہرست دی ہے۔ان کتب سے متعلقہ دیے گئے توضیحی حاشیے سے ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعے اور اعلیٰ تحقیقی ذوق کا ثبوت ملتا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''یہاں اور اس سے قبل و بعد شبلی نے جن قلمی کتب کا ذکر کیا، وہ تقریباً تماماً چھپ چکی ہیں (اور بعض کتب کئی مختلف مقامات سے) لیکن ہمیں یاد رہے کہ شبلی نے ۸۳ سال پہلے کے حالات لکھے ہیں۔ان کی کنجاوی، دقت نظری اور بالغ نگاہی جس سے ظاہر ہے کہ وہ علوم اسلامی کی اساسی کتب پر متوجہ رہے، اور درجہ دوم یا سوم کی کتابوں کے تذکرے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔جیسا کہ مقدمے میں اشارہ کیا گیا، اس سفر نامے میں شبلی کی نظر سے گزرنے والی کتابیں، ان کی بعد کی تالیفات میں منعکس ہیں۔''(۹)

''سفر نامہ روم، مصر، شام'' ایک عمدہ ادبی کتاب ہے۔اس سفر نامے میں شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شہروں اور کتب خانوں نیز درسگاہوں کے بارے میں وسیع و عمیق معلومات فراہم کی ہیں۔انھوں نے ترکوں اور عربوں کی معاشرت اور عام تمدنی حالات کے بارے میں قیمتی آرادی ہیں۔علمی، ادبی اور سماجی نقطہ نگاہ سے ان کا سفر نامہ نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے تدوین، تصحیح اور تحشیہ سے اس کتاب کو عصرِ حاضر کے قارئین کے لیے قابلِ مطالعہ بنا کر اور اس کی اشاعت کا اہتمام کر کے گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

06۔فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

تصنیف وتالیف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی
پبلشرز : سنگِ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور
اشاعت : باراول:۱۹۷۴ء، باردوم:۱۹۸۸ء
صفحات : ۲۵۴
قیمت : ۲۱۰روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
ا۔	باب اول	۱۱
	فارسی زبان کا ارتقاء	۱۳
	فارسی ادبیات کا آغاز	۱۶
	پہلا فارسی شاعر	۱۷
	طاہری دور	۱۸
	صفاری دور	۱۹
	سامانی دور	۲۱
	ابوشکور بلخی، شہید بلخی، رودکی، دقیقی، کسائی، رابعہ قزداری، سامانی دور کی نثر	
	غزنوی دور	۳۰
	فردوسی، فرخی، عنصری، منوچہری، غزنوی دور کی نثر، رسائل ابن سینا، التفہیم، تاریخ بیہقی	
	سلاجقہ سے خوارزم شاہی عہد تک	۳۸
	سلجوقی دور کے شعراء	۴۱
	باباطاہر عریاں، ابوسعید ابوالخیر، ناصر خسرو، امیر جفری، عمر خیام، حکیم سنائی، انوری، خاقانی، نظامی، ظہیر فاریابی، شیخ عطار، (اس دور کے دیگر شعراء) اسدی، قطران، وطواط، ادیب صابر، مجیر بیلقانی، فلکی، جمال الدین اصفہانی، شفروہ	
	نثر سلاجقہ وخوارزمشاہیان	۵۹
	سفرنامہ حکیم ناصر خسرو، قابوس نامہ، سیاست نامہ، مقامات حمیدی، چہار مقالہ، کلیلہ ودمنہ، بہرام شاہی، مرزبان نامہ، سندبادنامہ، سمک عیار، تاریخ برامکہ، فارسی نامہ، مجمل التواریخ، تاریخ بخارا، تاریخ بیہقی، راحت الصدور، ترجمہ تاریخ یمینی، تاریخ طبرستان، تفسیر سورآبادی، تاج التراجم، بیان الادیان، روضات الجنان، کیمیائے سعادت، ترجمہ رسالہ قشیریہ، طبقات صوفیہ، اسرار التوحید، تذکرۃ الاولیاء، روضۃ المنجمین، نوروزنامہ، ذخیرہ خوارزم شاہی، لغت فرس، ترجمان البلاغۃ۔	

نمبر عنوانات — صفحہ

ایلخانی و تیموریوں کے ادوار ۷۲

امامی ہروی٬ رومی٬ مجد ہمگر، عراقی، سعدی، ہمام تبریزی، محمود شبستری، اوحدی مراغی، خواجو کرمانی، ابن یمین، عبید زاکانی، سلمان ساوجی، حافظ شیرازی، کمال خجندی، نعمت اللہ شاہ ولی، قاسم انوار، کاتبی، شاہی، ابن حسام، مولانا جامی، ایلخانی نثر، تاریخ جہانگشای جوینی، تاریخ وصاف، تاریخ گزیدہ، ظفر نامہ، تاریخ بناکتی، مجمع الانساب، نظام التواریخ، جامع التواریخ، گلستان، اخلاق ناصری، درۃ التاج، مرصاد العباد، فیہ مافیہ، مناقب العارفین، خلاصۃ المناقب، تیموری نثر، اخلاق الاشراف، بہارستان، انوار سہیلی، لطائف الطّوائف، زبدۃ التواریخ، مجمل التواریخ، مطلع السعدین، ظفر نامہ یزدی، روضۃ الصفا، نفحات الانس، مجالس النفائس، مجالس العشاق، روضۃ الشہدا، رشحات، کتب دینی و عرفانی و فلسفی، مواھب علیہ، جواہر الاسرار، لوائح، اشعۃ اللمعات، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی، فتوت نامہ سلطانی، علوم ادبی، المعجم

صفوی عہد ۱۰۲

فغانی، ہاتفی، امیدی، اہلی، ترشیزی، ھلالی، اہلی شیرازی، فضولی، وحشی، محمود قاری، محتشم کاشانی، سحابی، زلالی، شفائی، اسیر، طاہر قزوینی، مذہبی علوم پر کتابیں، حکمت و فلسفہ، ادب و انشاء، عالم آرائے عباسی، تحفہ سامی، تذکرہ نصر آبادی، صفوۃ الصفا، تذکرہ ہفت اقلیم

افشاری عہد ۱۱۳

مشتاق اصفہانی، درۃ نادری، جہانگشای نادری، عاشق اصفہانی، آذر بیگدلی، ہاتف اصفہانی، آتشکدہ۔

قاچاری عہد ۱۱۷

تحریک مشروطہ، بابی و بہائی تحریکیں، قرۃ العین، سحاب اصفہانی، صباحی، مجمر، صبا کاشانی، نشاط اصفہانی، وصال شیرازی، قاآنی، فروغی، یغما، سروش، صبا، ہدایت، شیبانی، امیری، ایرج۔

قاچاری دور کا نثری سرمایہ ۱۲۸

قاچاری عہد کی سیاسی شاعری ۱۳۱

نسیم رشتی، عارف قزوینی، بہار مشہدی، داؤد رشتی

معاصر پہلوی عہد ۱۳۴

میرزا عشقی، فرخی یزدی، پروین اعتصامی، ادیب پیشاوری، رشید یاسمی، حبیب خراسانی، نظام وفا، رہی معیری، عباس فرات، رسا، امیری فیروز کوہی، مہدی حمیدی، مہرداد، سیمین تہرانی، شاعری میں ہیئت کے نئے تجربے، سیاؤش، کسوائی، فریدون مشیری، سایہ، فریدون تولّلی، امید، نادر نادر پور، فروغ فرخ زاد۔

فارسی ادب برصغیر پاک و ہند میں ۱۴۹

برصغیر میں فارسی زبان کی آمد

غزنوی دور ۱۵۱

ابو الفرج رونی، مسعود سعد سلمان، غزنوی دور کی نثر

خاندانِ غلاماں ۱۵۸

نمبر عنوانات صفحہ

اس دور کے شعراء ۱۵۹
شمس الدین محمد بلخی، فضلی، ضیاء الدین، ناصری، روحانی، ریزہ، عمید سنامی، مہرہ، جمال ہانسوی، دور ممالیک کی نثر، جوامع الحکایات، الفرج
بعد الشدۃ، لباب الالباب، بحر الانساب، چچ نامہ، تاج المآثر، طبقات ناصری، کتاب الاوراد، آداب الحرب
عہد خلجی و تغلق ۱۶۸
امیر خسرو، حسن سجزی، بوعلی قلندر، بدر چاچ، ضیاء نخشبی، مطہر کڑہ، اس دور کی نثر، طوطی نامہ، اعجاز خسروی، مقدمات، انشای ماہرو، تاریخ فیروز شاہی، اخبار برمکیاں، خزائن الفتوح، تغلق نامہ، فتوحات فیروز شاہی، تاریخ فیروز شاہی، فرہنگ قواسی، کتب مذہب و تصوف
سید و لودھی خاندان ۱۸۳
بابری، برہمن، رزق اللہ، جمالی، اس دور کی نثر، کتب تاریخ و مذہب و تصوف، کتب علوم
فارسی ادب وادیٔ جموں و کشمیر میں ۱۸۹
شعراء ۱۹۰
اویسی، میر سید علی ہمدانی، سلطان یوسف داؤد، خاکی، یعقوب صوفی، میرم بزاز
مغلیہ دور سے قبل کشمیر کا سرمایہ نثر ۱۹۳
مغلیہ عہد کے شعراء ۱۹۵
بیرم خان، عرفی، فیضی، نظیری، ظہوری، طالب آملی، منیر، قدسی، جبی کشمیری، سلیم، کلیم، میر الٰہی، دارا شکوہ، سرمد، برہمن لاہوری، ظفر خان احسن، ملا غنی کشمیری، صائب، محسن فانی، غنیمت، ناصر علی، صادق، اکمل، جویا تبریزی، نعمت خان عالی، شیخ رادھو، بیدل، مشتاق، ساطع، بلبل، توفیق، حزین، شائق، واقف، منت، قتیل، حمید، نیاز بریلوی، نیاز نقشبندی، غالب
اس دور کا انشا و ادب ۲۱۷
دین و تصوف، تاریخ و تذکرہ، لغت و فرہنگ
مغلیہ دور کے بعد سے اب تک ۲۲۷
شعراء ۲۲۸
عبید، آزاد، شبلی، اعظم، دیری، سعد، گرامی، عزیز، پیر مہر علی شاہ، علامہ اقبال، طغرائی، ظفر علی، عظامی، میکش، علامہ مشرقی، ضیا جعفری، سیرت، داراب، صوفی تبسم، شیدا، حفیظ ہوشیار پوری، عرفانی، ایوب، الیاس عشقی، اکرام
ادب، انشاء اور صحافت ۲۴۴
تاریخ و تذکرہ، متفرق فارسی کتب، پاکستان کے معاصر فارسی نویس (۱۰)

یہ کتاب ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر صدیق شبلی کی مشترکہ کاوش ہے۔ اس کتاب میں قدیم ایام سے دورِ حاضر تک ایران اور برصغیر پاک و ہند کے فارسی ادبیات کا احاطہ کیا گیا ہے جبکہ افغانستان، روس کی فارسی ریاستوں اور بھارت کے

معاصر فارسی ادب کا بیان اس میں شامل نہیں ہے۔اس کتاب میں فاضل مصنفین ومؤلفین نے فارسی ادب کے ہزار سالہ دور کی تاریخ کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔اس میں فارسی کے نامور شعراء، ادباء اور اہم ادبی، تذکراتی، تاریخی اور علمی وفنی کتب کے بارے میں ضروری معلومات پیش کی گئی ہیں۔

یہ کتاب دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔اس کا پہلا حصہ ڈاکٹر صدیق شبلی نے لکھا ہے۔اس حصہ میں قدیم ترین ایام سے خوارزم شاہیوں تک کے ایران اور مغلیہ سلطنت کے قیام سے پہلے ہندوستان کے فارسی ادب کے بارے میں لکھا گیا ہے۔اس کا دوسرا حصہ ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے جس میں مغلیہ سلطنت کے قیام سے موجودہ زمانے تک کے فارسی ادب کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

یہ کتاب فارسی سے دلچسپی رکھنے والے عام شائقین اور طلبہ کے لیے لکھی گئی ہے۔اردو میں فارسی ادب کی تاریخ کے حوالے سے، اس سے قبل لکھی گئی بیشتر کتابیں کسی ایک ملک کی ادبیات، یا کسی مخصوص دور یا چند اہم شعراء کے ذکر تک محدود نظر آتی ہیں۔زیرِ نظر کتاب سابقہ کتب کی نسبت کافی زیادہ وسعت کی حامل ہے۔(۱۱)

کتاب کے شروع میں مفصل ''فہرست'' موضوعات دی گئی ہے۔قدرے زیادہ تدبر اور احتیاط بروئے کار لاتے ہوئے یہ فہرست زیادہ بہتر طور پر مرتب کی جا سکتی تھی۔فہرست میں مختلف ادوار (سامانی دور، غزنوی دور، سلجوقی دور کے شعراء اور اس طرح کے دیگر عنوانات کے تحت دیے گئے فاضل مصنفین ،شعراء اور ادباء کے ناموں کے ساتھ صفحات کے نمبر دے دیے جاتے تو اصل متن تک آسانی سے رسائی ہو جاتی۔اس طرح کتاب کے آخر پر ''اشاریہ'' دیا جانا بھی ضروری تھا۔کتاب میں خاص ''ماخذ ومنابع'' کی نامکمل، ادھوری فہرست دی گئی ہے۔چھبیس منابع میں سے صرف ایک دو منابع کے عنوانات اور مصنفین ومؤلفین کے ناموں کے ساتھ ناشرین کے نام اور سنِ اشاعت دیے گئے ہیں۔

اس طرح ''حوالہ جات وحواشی'' بھی نہیں دیے گئے۔اس تاریخی ادبی کتاب کے مندرجات کے ساتھ حوالہ جات دینے سے اس کی حیثیت مستند ہو جاتی اور مزید تحقیق کے راستے آسان ہو جاتے۔اگر اس کتاب میں ''حوالہ جات وحواشی'' کے ساتھ جامع ''اشاریہ'' دے دیا جاتا تو اسے فارسی ادب کے ہزار سالہ دور کی تاریخ کا مختصر، جامع اور مستند انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جا سکتا تھا۔شاید انھی امور کے پیشِ نظر ڈاکٹر صدیق شبلی نے اپنے (۵ فروری ۱۹۷۴ء کے) ''پیش گفتار'' کے آخر پر لکھا ہے کہ:

''....یہ کتاب فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے عام شائقین اور طلبہ کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی....''(۱۲)

اس کتاب کا حصہ اول محررہ ڈاکٹر صدیق شبلی (مشتمل بر صفحات ۱۱ تا ۱۹۵)، دوسرے حصہ محررہ ڈاکٹر محمد ریاض (مشتمل بر صفحات ۱۹۵ تا ۲۵۴) سے طویل تر ہے۔حصہ اول میں صرف پانچ صفحات (۱۳، ۲۷، ۳۳، ۱۵۰ اور ۱۶۱) کے پاورق میں یک جملی حوالے دیے گئے ہیں۔حصہ دوم کے صرف دو صفحات (۲۱۰، ۲۵۴) کے پاورق میں یک جملی حوالہ جات دیے گئے ہیں۔دونوں حصوں میں قریباً یکساں اسلوبِ تحریر اور طرزِ بیان اختیار کیا گیا ہے۔اس لیے ہر دو حصوں میں سے ایک ایک مثال اس کتاب کے مندرجات کی نوعیت اور اسلوبِ بیان سے آگاہی کے لیے کافی رہے گی۔

ڈاکٹر صدیق شبلی، حضرت ابوسعید ابوالخیر (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

ابوسعید ابوالخیر: شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر ۳۵۷ ہجری میں نیشاپور کے ایک قصبے مہنہ میں پیدا ہوئے۔اپنے عہد کے

نامور علماء و مشائخ سے کسب فیض کیا۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی متوفی ۴۱۲ھ کے مرید تھے۔ ساری عمر لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف رہے۔ ان کے نواسے محمد بن منور کی کتاب ''اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید'' شیخ کے اقوال و احوال کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے شیخ کی عالی ظرفی، وسعتِ قلبی اور صلح کل مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے ۴۴۰ھ میں مہنہ میں انتقال فرمایا۔ شیریں گفتار واعظ تھے۔ تصوف کی حقیقت کے بارے میں ان کا یہ قول بہت مشہور ہے:

ترجمہ: دل میں جو خواہشات ہیں، انھیں نکال دو اور ہاتھ میں جو کچھ ہے دے ڈالو۔ جو کچھ تم پر گزرے اسے اللہ کی رضا سمجھو اور حرفِ شکایت لب پر نہ لاؤ۔

ان کا ایک اور قول ہے:

ترجمہ: خدا اور بندے کے درمیان زمین ہے نہ پردہ، نہ آسمان بلکہ وجود انسان پردہ ہے جب اس پردے کو ہٹا دو گے تو خدا کو پالو گے۔

شیخ ابوسعید صوفیانہ عقائد و اخلاق کا ایک زندہ نمونہ تھے۔ کہتے ہیں کہ ابوسعید ابوالخیر کے شیخ بوعلی سینا کے ساتھ کئی روز تک مذاکرات رہے اور بوعلی سینا نے ان کے بارے میں کہا، ''جو کچھ میں جانتا ہوں ابوسعید اسے دیکھتا ہے۔'' اور ابوسعید نے بوعلی کے بارے میں فرمایا، ''جو کچھ میں دیکھتا ہوں، وہ جانتا ہے۔''

ابوسعید شاید فارسی کے پہلے شاعروں میں سے ہیں جنھوں نے صوفیانہ عقائد کے اظہار کے لیے رباعیات کو ذریعہ بنایا۔ نمونہ کلام کے طور پر دو رباعیاں درج کی جاتی ہیں۔ پہلی رباعی کا موضوع یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں حسنِ مطلق کا پرتو نظر آتا ہے اور دوسری رباعی میں صوفیوں کے صلحِ کل مشرب کو پیش کیا گیا ہے۔

گفتم کہ کرائی تو بدین زیبائی   گفتا خود را کہ من خودم یکتائی
ہم عشقم و ہم عاشق و ہم معشوقم   ہم آئینہ جمال و ہم بینائی
آن آتش سوزندہ کہ عشقش لقب است   در پیکر کفر و دین چو سو زندہ لقب است
ایمان دیگر و کیش محبت دگر است   پیغمبر عشق نہ عجم نہ عرب است (۱۳)

مندرجہ بالا عبارت حضرت ابوسعید ابوالخیر (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت، افکار اور فارسی ادب میں ان کی خدمات کے حوالے سے مختصر و جامع تحریر پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال کا ترجمہ بغیر متن کے، فارسی اشعار بغیر ترجمے کے اور ان کے سوانح بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ تقریباً تمام کتاب اسی اسلوب کے تحت لکھی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض، بیدل عظیم آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''بیدل عظیم آبادی (م ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء): ابوالمعالی میرزا عبدالقادر بیدل، اپنے عہد کے بے نظیر شاعر تھے۔ آپ ترک چغتائیوں میں سے تھے۔ عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے اور زندگی کا بیشتر حصہ شاہجہان آباد میں گزارا اور وہیں مدفون ہیں۔ بیدل کی نثری تالیفات سے قطع نظر، ان کے ضخیم کلیات میں ہر صنفِ سخن موجود ہے۔ کلیات کی چار ضخیم جلدیں چند سال قبل کابل سے شائع ہوئیں۔ افغانستان اور روس کے فارسی زبان کے علاقوں میں کلام بیدل کا خاص تداول ہے۔ پاکستان میں ڈاکٹر عبدالغنی نے بیدل کے بارے میں اردو اور انگریزی میں اچھی کتابیں لکھی ہیں۔

بیدل ایک عارف، بیدار دل، خود شناس اور خودنگر شخص تھے۔ امراء و سلاطین سے تعارف کے باوجود آپ نے کبھی کسی کی مدح نہیں کی۔ تفکر و تفلسف آپ کا شعار و وثار رہا۔ آپ کے اشعار لاکھ سے متجاوز ہیں۔ اور ان میں فکر و نظر کا عمق نظر آتا ہے۔ برصغیر کے عظیم شعراء میں سے میرزا غالب اور علامہ اقبال بیدل کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔ بیدل کی

مشکل پسندی، ایک مسلمہ امر ہے۔ ان کے معانی و الفاظ بھی خاص ہیں۔ بیدلؔ کے خاص موضوعات درس عرفان، خودداری، تحیّر اور سیر قلب ہیں، یہاں ہم آپ کی ایک غزل کا انتخاب درج کرتے ہیں۔

راحتِ جاوید عشاق از فضولی رستن است | سجدۂ شکر نگہ چشم از تماشا بستن است
از کشاکش نیست ایمن یک نفس فرصت شمار | کار ریگ شیشۂ ساعت زپانہ نشستن است
تا چہ زاید صبحدم کامشب بزمِ نو بہار | غنچہ چون مینای می از خون عیش آبستن است
شرمی از آزار دلہا کن کہ در ملکِ وفا | بہر ناموس مروت رنگ ہم نہ شکستن است
از مکافات عمل ایمن نباید زیستن | سر برید نہائی ناخن عبرتِ دل خستن است
ہمچو اشک از انفعالِ دستگاہ ما و من | آب باید شد کہ آخر دستی از خود شستن است
زانقلاب دہر بیدلؔ کارم از طاقت گذشت | بعد ازین از سخت جانی سنگ بر دل بستن است (۱۴)

مندرجہ بالا عبارت بیدل عظیم آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت، افکار اور فارسی ادب میں ان کی خدمات کے حوالے سے مختصر، جامع تحریر پر مشتمل ہے۔ اس میں دیے گئے فارسی اشعار کا ترجمہ اور احوال و آثار کے حوالہ جات نہیں دیے گئے۔

مجموعی طور پر ''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ'' نہایت گراں قدر علمی و ادبی سرمایہ ہے۔ اسے تدوین و تحشیہ اور اشاریے کے اضافے سے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

07۔مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے

تصنیف وتالیف : عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد
پبلشرز : مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
اشاعت : پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء
صفحات : ۱۰۴
قیمت : پیپر بیک ۱۸ روپے؛ مجلد ۳۸ روپے

فہرست مضامین:

۱۔ دفتر مترجم السنہ شرقیہ	بمبئی۔ ہندوستان	عطش درانی	صفحہ ۹
۲۔ مجمع العلمی العربی	دمشق۔ شام	محمد طاہر منصوری	۱۹
۳۔ ترک دل قورومو	ترکی	میاں بشیر احمد	۳۵
۴۔ مجمع اللغۃ العربیہ	مصر	محمد طاہر منصوری	۵۹
۵۔ فرہنگستان زبان ایران	ایران	ڈاکٹر محمد ریاض	۷۱
۶۔ دیوان بھاسادان پستکا	ملائشیا	عطش درانی	۷۹
۷۔ مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی	مراکش	محمد طاہر منصوری	۹۷
۸۔ مجمع اللغۃ فی العربیۃ الاردنی	اُردن	محمد طاہر منصوری	۹۷ (۱۵)

’’مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے‘‘ آٹھ مضامین پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ ان مضامین میں ملائشیا، ایران، مصر، اردن، ہندوستان، شام، ترکی اور مراکش کے زبان وادب کے ترقیاتی اداروں اوران کی کارکردگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ملائشیا، ایران، مصر اور اردن کے اداروں سے متعلقہ مضامین شامل تھے۔ اس کے دوسرے ایڈیشن میں ہندوستان، شام، ترکی اور مراکش کے اداروں پر لکھے گئے مضامین شامل کیے گئے۔ پاکستان میں ’’مقتدرہ قومی زبان‘‘ اردو زبان وادب کی ترقی کا ادارہ ہے۔ یہ مجموعہ مضامین اس لیے مرتب کیا گیا تھا کہ یہ ادارہ مشرقی ممالک کے زبان وادب کی ترقی سے متعلقہ ان اداروں کی تنظیم، منصوبوں، مسائل اوران کی لسانی پیش رفت سے باخبر اور آگاہ ہوکر اپنے منصوبوں کو مزید جامع وموثر بنا سکے اور اپنی کارکردگی بہتر بنا سکے۔ اس امر پر حیرت ہے کہ اس مجموعہ مضامین میں مقتدرہ قومی زبان پر لکھا گیا کوئی مضمون شامل نہیں کیا گیا جس میں اس کا تعارف کرایا جاتا، کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جاتا اور دیگر ممالک کے زبان وادب کی ترقی کے اداروں سے اس کی کارکردگی کے تقابل وموازنہ پر اور اس کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کی جاتیں۔ اس مجموعے میں شامل آٹھ مضامین میں سے چار مضامین محمد طاہر منصوری، دو مضامین عطش درانی، ایک مضمون میاں بشیر احمد اور ایک مضمون ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریر کیا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا

جائے تو زیرِ نظر تالیف میں محمد طاہر منصوری کی 50%، عطش درانی کی 25%، میاں بشیر احمد کی 12.5% اور ڈاکٹر محمد ریاض کی 12.5% شراکت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فرہنگستان زبانِ ایران'' پر مضمون تحریر کیا ہے جو کہ ایران کا فارسی اصطلاحات سازی کا ادارہ ہے۔ مضمون کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ادارے کا مختصر سا تعارف دیا ہے۔ یہ ادارہ مارچ ۱۹۳۵ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا پہلا اجلاس یکم جون ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ اس وقت اس کے ۲۴ ارکان تھے مگر قانون کے بموجب یہ تعداد ۵۰ تک بڑھائی جا سکتی تھی۔ ''فرہنگستان'' نے ''نامۂ فرہنگستان'' کے نام سے ایک مجلّہ جاری کیا جس کے ذریعے لوگ اس کی کارکردگی سے مطلع ہوتے رہے۔ اس ادارے کا منشور ۱۶ شقوں پر مشتمل تھا۔ اپریل ۱۹۳۸ء میں فرہنگستان نے سات کمیٹیاں تشکیل دیں۔ یہ کمیٹیاں دفتری، عدالتی، سائنسی، جغرافیائی اور طبی اصطلاحات، لغت اور علاقائی زبانوں پر الگ الگ کام کرتی رہیں۔ ''فرہنگستان'' چھ سال کے بعد ۱۹۴۱ء میں تعطل کا شکار ہو گیا اور رسمی طور پر اس کا اختتام ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ اس کی شائع کردہ پانچ کتابیں ''واژہ ہائے نو'' (نئے الفاظ) کے عنوان سے شائع ہوئی ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں دوسری بار ایسا ہی ادارہ قائم ہوا اور اس دفعہ اس کا نام ''فرہنگستانِ زبانِ ایران'' رکھا گیا۔ یہ ادارہ ۱۹۷۹ء تک کام کرتا رہا۔ اس نے گزشتہ فرہنگستان کی فراموش شدہ کتابوں کی از سرِ نو طباعت کرائی اور کئی مفید کتابیں شائع کیں۔ انقلاب ایران کے بعد مختلف علمی و تحقیقی اداروں کو باہم ضم کر کے ''موسسہ مطالعاتِ فرہنگی'' بنایا گیا جسے ''فرہنگستان زبان ایران'' کی علمی خدمات بھی سونپ دی گئیں۔ (۱۶)

کتاب ''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ موضوع کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ مشرقی ممالک کے زبان و ادب کی ترقی کے اداروں کی تاحال کارکردگی اور پیش رفت کا جائزہ لے کر اس کا پاکستان کے زبان و ادب کی ترقی سے متعلقہ اداروں کی کارکردگی سے تقابل و موازنہ کیا جائے اور آئندہ کے لیے بہتر حکمتِ عملی طے کر کے اس پر عمل کیا جائے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے غیر اقبالیاتی ادب پر کم و بیش ۷۵ مقالات و مضامین لکھے۔ ان میں سے ۴۶ مقالات و مضامین ''شخصیات'' پر، ۱۸ مقالات و مضامین ''اسلامی افکار و تصورات'' پر، ۶ مقالات و مضامین ''ادبیات (زبان وادب)'' پر، ۴ مقالات و مضامین ''ایرانیات'' پر اور ایک مضمون ''متفرقات'' پر لکھا۔ مختلف موضوعات پر لکھے گئے ان تمام مقالات و مضامین کے عنوانات اور دیگر کوائف درج ذیل ہیں:

شخصیات پر لکھے گئے مقالات و مضامین

سیرت انبیائے کرام سلام اللہ علیہم اجمعین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	فکر و نظر	اسلام آباد		16	8	فروری 1979ء	13
	حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	12
02۔	رحمت اللعالمین	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	5	مئی 1970ء	04
03۔	سیرت انبیاء کے ابدی نشانات	فکر و نظر	اسلام آباد		17	5-6	نومبر 1979ء	15
04۔	نعتِ نبوی فارسی شاعری میں	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	8	نومبر 1971ء	12

ابن سینا

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	ابن سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	12	3-4	مارچ، اپریل 91ء	05
02۔	بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات	فکر و خیال	کراچی	بورڈ آف...	8	3	مارچ 1970ء	04

سید شبلی نعمانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیلِ نو	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	6	11-12	فروری، مارچ 78ء	17
02۔	سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری	فکر و نظر	اسلام آباد		17	9	مارچ 1980ء	19

سید علی ہمدانی اور ہمدانی سلسلہ کے دیگر بزرگ

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	32
	ذخیرۃ الملوک مئولفہ میر سید علی ہمدانی	دانش	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	271		موسم گرما 1985ء	35
02۔	حضرت میر سید محمد ہمدانی	الولی	حیدر آباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	2	5	اگست 1973ء	11
03۔	خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی							
	علوم وفنون کی سرپرستی کے آئینے میں)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	8	5	نومبر 1970ء	09
04۔	روضات الجنان وجنات الجنان	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	12	دسمبر 1971ء	07
05۔	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	19	4	اپریل، جون 72ء	32
06۔	میر سید علی ہمدانی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	6	جون 1973ء	14
	میر سید علی ہمدانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	22	3	مارچ 1969ء	06

شیخ سعدی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	سعدی کی مومنانہ فراست	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو	52	10	اکتوبر 1982ء	09
02۔	شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	3	12	دسمبر 1970ء	04

قائدِ اعظم

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	35	12	دسمبر 1982ء	06
02۔	قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	8	3	ستمبر، اکتوبر 85ء	04

مرزا بیدل

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	بیدل فکروفن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	1	2	اکتوبر تا دسمبر 87ء	15
02۔	مرزا بیدل: فکروفن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	19
03۔	مرزا بیدل کی تلقین ایثار وجوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	5	4	اکتوبر۔ دسمبر 85ء	13
		رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	19

مرزا غالب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	غالب اور تقلید عرفی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	7	جولائی 1972ء	10
02۔	غالب کی قصیدہ گوئی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	23	2	فروری 1970ء	07

مولانا روم

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	رومی کا تصورِ فقر	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی	4	2	اپریل۔جون 84ء	12
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	19
02۔	رومی: شروح مثنوی شریف	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	20
	مثنوی شریف (فروزانفر کی شرح کے مقدمات)	اقبال ریویو	لاہور	اقبال اکیڈمی	13	2	جولائی 1972ء	15
03۔	سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی				15
04۔	قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	12	دسمبر 1980ء	10
05۔	مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	11	8	اگست 1978ء	16
06۔	مولانائے روم کے مکاتیب	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	17
		فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	18	1	جولائی 1980ء	13

دیگر شخصیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01۔	ابنِ ماجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	29	2	جولائی، ستمبر 1988ء	34
02۔	اشرف جہانگیر سمنانی	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی	6	7	اکتوبر 1977ء	13
03۔	امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	10	2-3	فروری، مارچ 1977ء	15
04۔	بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	8	6	دسمبر 1970ء	05
05۔	حافظ اور گوئٹے	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو	57	1	جنوری تا مارچ 81ء	14
06۔	حرفِ چند بیادِ مہر	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	30	9	دسمبر 1978ء	05
07۔	ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	37	11	نومبر 1984ء	13
08۔	سلاطین کشمیر کا علمی ذوق	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	21	9	دسمبر 1969ء	10
09۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	10
10۔	سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	2	مئی 1971ء	09

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
11-	شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	3	مارچ 1972ء	05
12-	شیخ یعقوب صرفی	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	2	9	دسمبر 1973ء	11
13-	علامہ تفضّل حسین کشمیری	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	5	10	اکتوبر 1972ء	05
14-	فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات	5	21	خزاں 1992ء	09
15-	ملاصدرا کے الٰہیاتی افکار	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی	30،31	3،1	جولائی جنوری 90-89ء	35
16-	مولانا عبدالرحمن جامی	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	28	3	جنوری، مارچ 1991ء	23

افکار وتصورات پر لکھے گئے مقالات ومضامین

اسلام اور مسلمان

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01-	اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں	بصائر	کراچی	دائرہ معین..	6	1,2	جنوری واپریل 69ء	21
02-	اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	5	نومبر 81ء	18
03-	اسلام اور رواداری، احترام زندگی اور اسلام	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	5	4	اکتوبر 1982ء	05
04-	برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغ اسلام	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	26	2	اکتوبر تا دسمبر 88ء	17
05-	اوران کے دو گروہ	العلم (سہ)	کراچی	ایجوکیشنل	20	2	اپریل تا جون 71ء	11
06-	صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	2	10	اکتوبر 1969ء	08
07-	علوم اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	4	10	اکتوبر 1971ء	14
08-	قرآن مجید اور چند فارسی امثال	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	16	9	مارچ 1979ء	17
09-	قلب اور اس کی اقسام	بینات	کراچی	نیوٹاؤن	17	2	اکتوبر 1970ء	08
10-	قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ	6	8	مئی 1971ء	04
11-	مسجد قرطبہ	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	25	4	اپریل 1972ء	04
12-	معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیماتِ..)	البلاغ	کراچی	دارالعلوم کراچی			ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ	09
13-	نکتۂ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران	23	3	جون 1971ء	10

نظام جوانمردی (فتوت)

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01-	فتوّت یا جوانمردی ... مسلمانوں کا ایک							
	اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر 1)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	7	8	فروری 1970ء	10
02-	فتوّت یا جوانمردی ... مسلمانوں کا ایک							

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
	اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر 2)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی	7	9	مارچ 1970ء	12
03-	مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام	فکر و نظر	اسلام آباد		7	10	اپریل 1970ء	17
04-	نظامِ فتوّت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	7	7	جولائی 1974ء	12
05-	نظامِ فتوّت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال	25	2	اپریل 1978ء	55
	نظامِ جوانمردی (فتوّت)	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	56
	نظامِ فتوّت، چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	4	3-4	ستمبر، اکتوبر 81ء	22

ایرانیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01-	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک و ہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب	92	190	جنوری 1977ء	29
02-	پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	15
03-	فرہنگستان زبان ایران	مشرقی ممالک میں	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان			1985ء	
04-	کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	6	2-3	فروری، مارچ 73ء	15
	معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	14	3	مارچ 1981ء	17

ادبیات (زبان و ادب) پر لکھے گئے مقالات و مضامین

فارسی زبان ادب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01-	فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات	7	9-10	مارچ، اپریل 85ء	08
02-	فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر	فکر و نظر	اسلام آباد		18	9	فروری 1981ء	19
03-	فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی	13	2	فروری 1980ء	09
04-		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی			1990ء	10

متفرق موضوعات پر لکھے گئے مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر	جلد	شمارہ	سنِ اشاعت	صفحات
01-	پربت کی گود میں (مری عوامی زندگی کی جھلکیاں)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات	22	11	نومبر 1969ء	08

مندرجہ بالا تمام مقالات و مضامین پر موضوع وار تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

مقالے ''**رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت اختصار و جامعیت سے نبی کریم، رؤف و رحیم، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس سے چند ایک واقعات کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ ہدایت انسان کا مقصدِ اعلیٰ ہے۔ اس مقصدِ عظمیٰ سے لوگوں کو ہمکنار کرنے کی خاطر انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ سلسلۂ نبوت و رسالت جامع ترین صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور دین اسلام اکمل الادیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہر دور کے ہر انسان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے اقتباس دے کر نہایت اچھے انداز سے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ہے۔ (۱۷)

نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر کئی ممالک کے حکمرانوں کو تبلیغی مقاصد کے لیے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہدایات دینے کے لیے مکتوبات تحریر فرمائے جن میں سے تین سو کے قریب مکتوبات کا حدیث، سیرت اور تاریخِ اسلام کی کتابوں میں ذکر ہے۔ ان میں سے ۱۳۹ خطوط کے متن من وعن دستیاب ہو چکے ہیں اور بقیہ کا مفہوم منقول ملتا ہے۔ ان میں وثائق اور معاہدے بھی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف عرب قبائل کے ساتھ انجام دیے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے ''**حضرت رسالت مآب کے مکاتیب**'' مطبوعہ ''فکر و نظر'' جلد ۱۶، شمارہ ۸، اشاعت فروری ۱۹۷۹ء کے صفحات ۸۸ تا ۹۹ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خطوط کا ذکر کیا ہے جو اپنی اصلی اور ابتدائی حالت میں دستیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک مکتوب نجاشی کے نام لکھا گیا تھا اور باقی تین مکتوبات ایران، بحرین اور مصر کے حکام کے نام لکھے گئے تھے۔ تقریباً تمام مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ تحریر یکساں نوعیت کا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''......مکتوبات کا انداز اور عبارت اس قدر جامع، مانع اور موثر ہے کہ عقل اس سے افضل و اکمل اسلوب کبھی تلاش نہ کر سکے گی۔ یہ مکتوبات بھی نبوت کے جمال و جلال کے مظہر ہیں......'' (۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ اپنے موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ ان کا یہ مقالہ کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں بھی (بغیر کسی تبدیلی کے) دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''**نعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم**'' میں مندرجہ ذیل فارسی شعرا کے نعتیہ کلام سے انتخاب پیش کیا ہے:

۱۔ سنائی غزنوی (متوفی ۵۳۵ھ/ ۱۱۵۰ء)
۲۔ محمد بن علی سوزنی سمرقندی (متوفی ۵۶۹ھ)
۳۔ خاقانی شروانی (متوفی ۵۹۵ھ)
۴۔ نظامی گنجوی (متوفی ۶۱۴ھ)
۵۔ شیخ فریدالدین محمد بن ابراہیم عطار نیشاپوری (متوفی ۶۱۸ھ)

۶۔ شیخ فرید الدین ابراہیم بن شہر یار عراقی ہمدانی (متوفی ۶۸۸ھ)
۷۔ شرف الدین بن مصلح الدین سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ/۱۲۹۱ء)
۸۔ امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی (م ۷۲۵ھ/۱۳۲۴ء)
۹۔ ضیاء بخشی بدایونی (م ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)
۱۰۔ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی (م ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء)
۱۰۔ سید حسین ابیوردی
۱۱۔ جمال الدین محمد عرفی شیرازی (متوفی ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء)
۱۲۔ ابوالفیض فیضی فیاضی اکبر آبادی (متوفی ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء)
۱۳۔ حاج محمد جان قدسی مشہدی (متوفی ۱۰۵۶ھ)
۱۴۔ محمد علی صائب تبریزی اصفہانی (متوفی ۱۰۸۷ھ)
۱۵۔ مرزا اسداللہ غالب دہلوی (متوفی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء)
۱۶۔ علامہ محمد شبلی نعمانی (متوفی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)
۱۷۔ علامہ محمد اقبال (متوفی ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء)

منتخب فارسی نعتیہ کلام پر مشتمل ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے ان کی محبت اور عقیدت، نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق اور فارسی ادب کے عمیق مطالعے کا مظہر ہے۔ موضوعِ مقالہ ''نعتِ نبوی ﷺ فارسی شاعری میں'' کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس موضوع پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جائے۔(۱۹)

مقالے ''**سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآنی آیات کے حوالہ جات دے کر درج ذیل انبیائے کرام کی سیرت رقم کی ہے:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام
۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام ۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۶۔ حضرت داؤد علیہ السلام
۷۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند فارسی متون، المعجم المفرس الفاظ القرآن الکریم مرتبہ محمد فواد عبدالباقی، اعلام قرآن تالیف ڈاکٹر محمد خزائیلی، النبوۃ والانبیاء تالیف سید ابوالحسن ندوی اور تاریخ الانبیاء از ثعالبی سے استفادہ کر کے یہ مقالہ تحریر کیا ہے اور مفصل حوالہ جات و حواشی سے اسے مستند بنا دیا ہے۔(۲۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون ''**بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات**'' مجلّہ ''فکر و خیال''، جلد ۸، شمارہ ۳، اشاعت مارچ ۱۹۷۰ء، صفحات ۵ تا ۱۷ پر شائع ہوا تھا۔ یہی مضمون قریباً ۲۱ سال بعد ''**ابن سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر**'' کے عنوان سے مجلّہ ماہنامہ ''اظہار کی جلد ۱۲، شمارہ ۳۔۴، اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۹۱ء کے صفحات ۴۷ تا ۸۷ پر شائع ہوا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بوعلی ابن سینا (۳۷۰ھ تا ۴۲۸ھ) کے حالات و آثار کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد ان کی تصانیف

''سلامان وابسال''، ''رسالہ الطیر''، ''حیّ ابن یقظان''، ''الارشادات والتنبیہات''، ''کتاب النجاۃ'' (جلد سوم)، ''کتاب الاخلاق'' اور ''کتاب السیاسۃ'' کے مندرجات کا مختصر ذکر کرتے ہوئے ان کے معاشرتی و تعلیمی افکار رقم کیے اور ان کی عصرِ حاضر میں اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مقالے کے اختتام پر علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار سے بوعلی سینا کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام   وہ جس کی شان میں آیا ہے علم الاسماء
مقام ذکر کمالاتِ رومی و عطار   مقامِ فکر ، مقالاتِ بو علی سینا
مقامِ فکر ہے پیمائش زمان و مکاں   مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ (۲۱)

سید شبلی نعمانی کی علمی و ادبی خدمات پر لکھے گئے ڈاکٹر محمد ریاض کے تین مقالات دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کا مقالہ **''تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیلِ نو''** مجلّہ ''الولی'' کی جلد ۶، شمارہ ۱۱ تا ۱۲، اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۸ء، صفحات ۵ تا ۲۰ پر شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ شبلی نعمانی نے حیدر آباد دکن کے قیام کے زمانے میں چند کتابیں لکھیں اور اس علم کی تشکیل نو کا احساس دلایا۔ ''الغزالی'' اور ''علم الکلام'' ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئیں۔ ''الکلام'' ۱۹۰۴ء میں چھپی اور ''سوانح مولانائے روم'' دو سال بعد ۱۹۰۶ء میں چھپی۔ مولانا جلال الدین محمد رومی (متوفی ۶۷۲ھ) کے علم الکلام کو سب سے پہلے شبلی نے مرتب کیا اور اس کے بعد برصغیر و ایران وغیرہ کے محققین نے مولانا کی تصانیف کے اس پہلو پر توجہ کی۔ کتاب ''علم الکلام'' اس علم کی مختصر تاریخ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے دوسرے حصے کا عنوان ''الکلام'' ہے جس میں نیا علم کلام پیش کیا گیا ہے۔ ''علم الکلام'' اور ''الکلام'' اپنے موضوع پر قابلِ قدر تالیفات ہیں۔ اردو اور فارسی میں خالصتاً اس موضوع پر کوئی دوسری تصنیف موجود نہیں۔ علمِ کلام سے متعلقہ اپنی چاروں کتب میں علامہ شبلی نعمانی نے نقلِ قول پر اکتفا نہیں کیا بلکہ متعدد مقامات پر متکلمین میں سے بعض کی آرا کو بعض پر ترجیح دی ہے اور بعض آرا کو رد کر کے اپنی رائے بھی دی ہے۔ (۲۲)

مقالے **''سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچ ذیلی عنوانات؛ اسلام کی حقانیت، سیرتِ رسول ﷺ، سیرتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تعلیماتِ دین اور تاریخ اسلام کے تحت علامہ شبلی نعمانی کی دینی شاعری کے اہم حصوں کی مثالیں دے کر نشاندہی کی ہے اور واضح کیا ہے کہ عصرِ شبلی تک اس قسم کی شاعری اردو میں شاذ تھی۔ (۲۳)

مضمون **''فارسی نثر کی اقسام اور ادوار''** مجلّہ ''المعارف''، جلد ۱۳، شمارہ ۲، اشاعت فروری ۱۹۸۰ء، میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اسے ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل کر لیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں فارسی نثر کی درج ذیل تین اقسام اور پانچ ادوار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں اور موزوں مثالیں دے کر نفسِ مضمون واضح کیا ہے:

سہ گانہ اقسام نثر:۔

۱۔ سادہ یا مرسل
۲۔ مصنوع: مسجع اور متکلف (فنی) نثر اس کی ذیلی اقسام ہیں۔
۳۔ شکستہ نثر

فارسی نثر کے ادوار:۔موجودہ ایران کے نقاد فارسی نثر کے حسبِ ذیل پانچ ادوار متعین کرتے ہیں:

۱۔ فارسی نثر کے آغاز سے پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک کوئی ڈیڑھ سو سالہ دور۔

۲۔ پانچویں صدی ہجری کے اواخر سے آٹھویں صدی کے اختتام تک کا عہد۔

۳۔ نویں صدی سے بارہویں صدی ہجری کے اواخر تک کا چار سو سالہ دور۔

۴۔ نثر جو تیرہویں صدی ہجری سے ایک سو سال تک متداول رہی ہے۔

۵۔ نثر جدید(۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ہمدان سے متعلقہ شخصیات (خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہِ ہمدان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) پر متعدد مقالات لکھے اور ان کی دینی و علمی خدمات سے قارئین کو متعارف کرایا۔

مقالہ ''خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (اسلامی علوم وفنون کی سرپرستی کے آئینے میں)''

ماہنامہ ''فکر ونظر'' کی جلد ۸، شمارہ ۵، اشاعت نومبر ۱۹۷۰ء کے صفحات ۳۲۷ تا ۳۳۵ پر شائع ہوا تھا۔اس مقالے میں انھوں نے خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۱۸ھ۔۱۳۱۸ء) کی ہمہ جہت علمی وادبی وروحانی شخصیت اور ان کی دینی خدمات کا مختلف پیرائے اور حوالہ جات سے تعارف کرایا ہے۔وہ ایک حاذق طبیب، ایک بیدار مغز اور روشن ضمیر مورخ، ایک لائق وزیر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی علوم وفنون کے زبردست سرپرست تھے۔ان کے والد نے بڑھاپے میں اور خود انھوں نے تیس سال کی عمر میں دین اسلام قبول کیا۔انھوں نے اپنے زمانے کے متداول علوم وفنون اور فنِ طب میں تبحر حاصل کیا۔انھوں نے سلطان باقاخان مغولی ایلخانی، سلطان غازاں خان بن ارغو مغولی (متوفی ۷۰۳ھ)، سلطان محمد خدابندہ اولجائتو (۷۰۳۔۷۱۶ھ) اور سلطان ابوسعید خان (۷۱۶۔۷۳۶ھ) کے ساتھ بطور طبیب، مشیرِ خاص اور بطور وزیر خدمات سرانجام دیں۔سلطان غازاں خان کی انھی کوششوں سے ۶۹۴ھ میں مسلمان ہوا اور لفظ ''محمود'' کو اپنے نام کا جزو بنایا۔وہ پہلا مسلمان منگولی یا ایلخانی سلطان تھا۔خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی کو ان حکمرانوں سے جو بھی جاگیریں ملیں اور وسائل حاصل ہوئے، انھوں نے وہ دین اسلام کی ترویج، خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کاموں اور عوام الناس کو دینی وروحانی تعلیم وتربیت دینے اور کتب خانے، خانقاہیں، مساجد، مدرسے تعمیر کرنے میں وقف کر دیے۔۷۱۸ھ میں ان پر قاتلانہ حملہ ہوا اور انھوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔(۲۵)

مقالہ ''**میر سید علی ہمدانی**''، مطبوعہ ''ماہِ نو''، جلد ۲۲، شمارہ ۳، اشاعت مارچ ۱۹۶۹ء، مقالہ ''**شاہِ ہمدان**''، مطبوعہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۱۹، شمارہ ۴، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۷۳ء اور مقالہ ''**میر سید علی ہمدانی**'' مطبوعہ ''المعارف'' لاہور، جلد ۵، اشاعت جون ۱۹۷۳ء، شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، افکارِ عالیہ، تصانیف اور دینی وتبلیغی مساعی کے تحقیقی جائزے پر مشتمل ہیں۔ان میں سے مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والا مقالہ قریباً ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے ۱۳۲ حواشی قریباً ۴ صفحات پر مشتمل ہیں اور آخری دو صفحات پر ۲۳ ماٰخذ کی فہرست دی گئی ہے۔یہ مقالہ چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس کے حصہ پنجم میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۴ تصانیف اور ۷ رسائل کا مختصر سا تعارف پیش

کیا گیا ہے۔ حصہ ششم میں ان کی شاعری سے متعلقہ ضروری امور بشمول ''چہل اسرار'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور ان کے چھ رسائل پر مشتمل ہے۔ انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی مکتوبات بھی مدون کیے تھے جو اقبال اکادمی، لاہور نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیے۔ انھوں نے ان مکتوبات کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل، رسالہ بہرام شاہیہ، رسالہ فتوتیہ، رسالہ قدوسیہ (عبقات) بھی مدون کیے اور ان کے تراجم کیے جو مجلّات ''الحق''، ''اسلامی تعلیم'' اور ''فکر و نظر'' میں شائع ہوئے۔ انھوں نے **''شاہِ ہمدان کے مکاتیب''** کے عنوان سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب پر تبصرہ بھی تحریر کیا تھا جو مجلّہ ''ادبی دنیا'' میں شائع ہوا تھا۔ ان کے ان تمام تراجم اور تبصروں کا اس مقالے کے باب سوم میں تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تصانیف اور مقالات و مضامین کا باب دوم میں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔(۲۶)

مقالہ **''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ہمدانی: ایک مطالعہ اور تحقیق''** مطبوعہ مجلّہ ''دانش''، جلد ۱، ۲، موسم گرما ۱۹۸۵ء، (صفحات ۷۱ تا ۱۰۵) شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کے تعارف، تبصرے اور خلاصے پر مشتمل ہے۔ یہ عرفان و تصوف سے متعلقہ ضروری امور، اسلام کے آداب و اخلاق اور حکمتِ دین پر مشتمل ایک قابلِ قدر کتاب ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کے منابع اور مندرجات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ انھوں نے کئی مقامات پر کتاب سے اقتباسات اور فارسی اشعار دے کر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ تحریر اور اسلوبِ بیان کے محاسن اجاگر کیے ہیں۔ انہوں نے مقالے کے آخر پر کتاب میں مستعمل بعض مشکل الفاظ کے اردو معانی بھی دیے ہیں اور حوالہ جات و حواشی سے مقالے کے مندرجات کی تفہیم کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ ان کی کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' کے صفحات ۵۴ تا ۸۴ پر بھی موجود ہے۔ (۲۷)

مضمون **''روضات الجنان و جنات الجنان''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک ضخیم دو جلدی کتاب ''روضات الجنان و جنات الجنان'' مطبوعہ از بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، ایران پر تبصرہ و تعارف پیش کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مصنف دسویں صدی ہجری کے ایک صوفی اور فاضل شاعر حافظ حسین کربلائی تبریزی معروف بہ ابن کربلائی (متوفی ۹۹۷ھ) ہیں جو مدتوں ایران، ترکی اور بلادِ عرب میں کسبِ فیض کرتے رہے اور ۹۸۸ھ سے تا دمِ مرگ دمشق میں مقیم رہے۔ اس کتاب کے مصحح اور محشی مرزا جعفر سلطان القرائی تبریزی ہیں جنھوں نے دونوں جلدوں پر دو سو صفحات سے کچھ زائد حواشی اور تعلیقات لکھے ہیں۔ فاضل مدوّن کا تعلق تبریز سے ہے اور وہ فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ کتاب ایک مقدمے، آٹھ روضوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں سیرتِ رسول ﷺ، عام تاریخ، تذکرہ صوفیہ، مضامین تصوف، کبروی ذھبیہ سلسلہ مشائخ کے حالات، علماء و مشائخ کے خطوط، خرقوں کے سلسلے اور اجازت نامے، عجیب و غریب حکایات، تبریز اور اس کے نواح کی عمارات و مزارات کے تذکرے اور اس قسم کے دیگر مطالب، مآخذ و کتب کے حوالہ جات کے ساتھ مندرج ہیں۔ یہ دیدہ و شنیدہ کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ کتاب شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور حالاتِ زندگی کے تین بنیادی مآخذ میں شمار ہوتی ہے۔(۲۸)

مقالے ''**حضرت میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۴ھ۔۱۷ ربیع الاول ۸۵۴ھ/۱۴۵۰ء) کے حالاتِ زندگی اوران کی دینی و اصلاحی مساعی کا ذکر کیا ہے۔سید محمد رحمۃ اللہ علیہ ۷۸۱ھ تک ۲۲ سال وادیٔ کشمیر میں رہے اور حضرت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دینی اور رفاہی اداروں کی نگرانی فرماتے رہے۔آپ نے سلطان سکندر کی پوری قلمرو میں شراب کی کشید اور خرید و فروخت، رقص، قمار بازی اور سماع بالمزامیر پر قانونی پابندی لگوادی تھی۔آپ نے مفادِ عامہ اور اشاعت و تعلیمِ دین کے لیے خانقاہیں، مساجد اور مہمان خانے بنوائے اور خطۂ کشمیر میں مذہبی رواداری کو فروغ دیا۔(۲۹)

مضمون ''**مومنانہ فراست**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ''گلستانِ سعدی'' کے باب نمبر ۱،۲،۳،۷ اور ۸ کی منتخب حکایات کا مفہوم بیان کیا ہے اور شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت و دانائی پر مبنی نکات تحریر کیے ہیں۔ان کا یہ مضمون گلستانِ سعدی کے حاصل مطالعہ پر مشتمل ہے۔اس میں انھوں نے نہایت اختصار اور جامعیت سے گلستانِ سعدی کے حوالے سے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مومنانہ فراست پر مبنی نکاتِ حکمت بیان کیے ہیں۔(۳۰)

مقالے ''**شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی عالمگیر شہرت پانے والی فارسی کتب ''گلستانِ سعدی'' اور ''بوستانِ سعدی'' کی مشرقی و مغربی اور اسلامی وغیر اسلامی ممالک میں پذیرائی کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں کتابوں کو جو قبولِ عام حاصل ہوا، عالمی ادب میں اس کی مثالیں کم ہی ملیں گی۔سعدی کا سارا کلام بلاغت و فصاحت کا معیار مانا جاتا ہے مگر ان دو کتابوں کی دلآویزی کی اور ہی بات ہے ۔دنیا کی مشہور زبانوں میں شاید ہی کوئی زبان ہوگی جس میں یہ کتابیں ترجمہ نہ کی گئی ہوں اور ایک نہیں کئی کئی مصنفین نے ترجمہ کیا ہے۔ان کتابوں، خصوصاً گلستانِ سعدی کے برصغیر پاک و ہند، عرب ممالک، لبنان، عراق، شام، جاپان اور مغربی و یورپی ممالک جرمن، فرانس، اٹلی، رومانیہ، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، ہنگری، یوگوسلاویہ، یونان اور ترکی میں متداول زبانوں میں کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔روس میں چالیس سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں ان کتب کے انتخاب چھپ چکے ہیں۔ان تراجم کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بوستان اور گلستان جیسی شہرت کسی اور فارسی کتاب کو کم ہی نصیب ہوئی ہوگی اور یہی دو کتابیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بین الاقوامی شہرت کا باعث ہیں۔(۳۱)

سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء کے صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا ''**بیدل۔فکر و نظر**'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا تھا۔بعد میں یہ مقالہ ''تفسیر اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں ''**اقبال اور بیدل**'' کے عنوان سے شامل کرلیا گیا۔''تفسیر اقبال'' کے جائزے میں اس مقالے پر تحقیقی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔(۳۲)

میرزا عبدالقادر بیدل برصغیر کے عظیم متاخر فارسی شاعر اور مفکر و مصنف تھے۔برصغیر کے عظیم شعرا جیسے مرزا غالب اور علامہ اقبال بیدل کی نکتہ آفرینی کے مداح رہے ہیں۔تصانیف بیدل کا غالبًا کامل مجموعہ ''کلیاتِ بیدل'' چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کی جلد چہارم تین نثری کتابوں، چہار عنصر، رقعات اور نکات پر مشتمل ہے۔رسالہ چہار عنصر کے حصہ سوم کا ایک عنوان، فتوت و خست ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''**میرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی**'' میں حصہ

فتوت وخست کا آزاداردوترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ مضمون اکیس صفحات (صفحہ۴۴تا۶۴) پر مشتمل ہے۔ان میں سے ابتدائی صفحہ تمہید پراور باقی بیس صفحات ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ترجمہ سلیس،رواں اور عام فہم ہے۔ بیدل نے نثر،فارسی اشعار،حکایات اور حکمت آموز نکات کے امتزاج سے نہایت مہارت،خوبصورتی اور دانش مندی سے جوانمردی کے فوائد اور بخل و نامردی کے مفاسد بیان کیے ہیں۔ بیدل کے فکر کی وسعت و گہرائی اور اسلوب بیان سے آگہی کے لیے اس مضمون کا مطالعہ بہت زیادہ افادیت کا حامل ہے۔ یہ مضمون ڈاکٹر محمد ریاض کی گراں قدر علمی وادبی خدمات میں سے ایک اہم علمی گہر گراں مایہ ہے۔(۳۳)

مضمون ''**حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کارنامے**'' پانچ بڑے صفحات (21.5cm x 17cm) کے تین کالمی متن پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون ''ماہِ نو'' کی جلد ۳۵،شمارہ۱۲،صفحات ۱۵تا۱۹،اشاعت دسمبر۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریک پاکستان کے سیاسی سفر (کانگرس کا قیام،مسلم لیگ کا قیام،میثاقِ لکھنو،منٹو مارلے اصلاحات،تحریک ترکِ موالات،تحریک عدم تعاون،۱۹۱۹ء کا ایکٹ آف انڈیا،تجاویزِ دہلی،سائمن کمیشن،قائد اعظم کے چودہ نکات،علامہ اقبال کے خطبہ الہٰ آباد،۱۹۳۵ء کا انڈیا ایکٹ،۱۹۳۷ء کے انتخابات،۲۳مارچ ۱۹۴۰ء کی قرار داد پاکستان،علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی روابط اور فکری ہم آہنگی کے حوالے سے قائداعظم کے نمایاں سیاسی کردار کا ذکر کیا ہے اور مضمون کے آخر پر اس امید کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے دشمن کبھی بھی اپنی معاندانہ سرگرمیوں میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔(۳۴)

مضمون ''**قائداعظم کا کردار دستاویزات کی روشنی میں**'' ماہنامہ ''اظہار'' کراچی کی جلد ۸،شمارہ۳،اشاعت ستمبر تا اکتوبر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محکمہ قومی دستاویزات،شعبہ قائداعظم پیپرز میں محفوظ حضرت قائداعظم اور ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی دستاویزات اور ذاتی کاغذات کا ذکر کیا ہے اور قائداعظم کی یہاں محفوظ شدہ دستاویزات (رائل بینک آف سکاٹ لینڈ کی جاری کردہ اکاؤنٹ بک،۱۶۲صفحات پر مشتمل ۱۹۰۳ء کی قدیم ڈائری اور مختلف خواتین وحضرات کو لکھے گئے مکتوبات) کے حوالے سے ان کے حسن اخلاق،بے باکی وراست گوئی،حُبِّ ملی،سیاسی بصیرت،پیشہ وارانہ قانونی فراست ومہارت اور کسرِ نفسی کا ذکر کیا ہے۔قائداعظم کی شخصیت اور کردار کے بارے میں ان کا یہ مضمون بصیرت افروز نکات پر مشتمل ہے۔(۳۵)

مقالے ''**غالب اور تقلید عرفی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ عرفی اور کلیاتِ غالب سے متعدد مثالیں دے کر نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصیدہ اور غزل میں غالب،سید محمد جمال الدین عرفی شیرازی (متوفی ۹۹۹ھ) کے لگ بھگ ہیں جبکہ مثنوی اور فارسی نثر میں غالب،عرفی سے متاثر نظر نہیں آتے۔عرفی اور غالب کے ہاں کئی مضامین ومعانی مشترک ہیں مگر ضروری نہیں کہ اس معاملے میں بھی غالب،عرفی کے مقلد ہوں۔ بہر حال،دونوں کے کلام کے دیگر شعرا کے کلام کے ساتھ موازنہ وتقابل سے واضح ہوتا ہے کہ غالب نے ایرانی نژاد شعراء میں نظیری اور ظہوری کے بعد عرفی کی غالبًا دوسرے شعرا سے زیادہ تقلید کی ہے۔(۳۶)

مضمون ''**غالب کی قصیدہ گوئی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی واردو زبانوں میں قصیدہ گوئی کے ادبی سفر اور قصیدہ گو شعرا کے مختصر سے تذکرہ کے بعد غالب کی قصیدہ گوئی پر روشنی ڈالی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ غالب نے فارسی میں ستر کے لگ

بھگ اور اردو میں چار پانچ قصیدے لکھے مگر ''بقامت مہتر وبقیمت بہتر''۔ مرزا نے خصوصاً مدح کے سلسلے میں بعض اردو غزلوں اور قطعات سے بھی قصائد کا کام لیا ہے۔ مرزا غالب نے خود بھی اپنی اردو و فارسی شاعری کے ساتھ ساتھ اپنے فارسی قصائد کی بھی تعریف کی اور انھیں اپنی فارسی غزلوں سے بہتر کہا ہے اور مجموعی طور پر یہ بات صحیح بھی ہے۔ فارسی قصائد میں مرزا کو اپنی تشبیہوں اور تغزل پر ناز تھا۔ غالب کے فارسی قصائد میں بڑا تنوع ہے۔ حمد، نعت، منقبت، ذاتی مدح سرائی، بہادر شاہ ظفر، کئی دوسرے نوابوں اور انگریز حاکموں کی مدح اور بعض دوستوں کی تعریف وغیرہ غالب کے قصائد کے موضوعات ہیں۔ ان کے قصائد مستند استادوں (رودکیؔ، مسعود سعدؔ سلمان لاہوری، انوریؔ، خاقانیؔ، ظہیرؔ، خسروؔ، عرفیؔ، ظہوریؔ، طالبؔ آملی، صائبؔ تبریزی اور حزیںؔ وغیرہ ہی کی تقلید میں ہیں۔ مجموعی لحاظ سے غالبؔ کے فارسی قصائد بڑے زوردار اور باشکوہ ہیں۔

اس مضمون میں غالب کے متعدد فارسی اور اردو قصائد بطور مثال پیش کر کے ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''......جو کچھ ذکر ہوا اس کے مطابق اردو اور فارسی قصیدہ گوئی کی تاریخ میں غالب اونچا مقام رکھتے ہیں اور ایک ایک قصیدہ ان کی دقت اور فکری بلندی کا مظہر ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

فرجامِ سخن گوئی غالبؔ بتو گویم خونِ جگرست از رگِ گفتار کشیدن (۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانائے روم پر کم وبیش درج ذیل چھ مقالات ومضامین لکھے:

۱۔ رومی کا تصورِ فقر
۲۔ رومی: شروح مثنوی شریف
۳۔ سیرت رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں
۴۔ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی
۵۔ مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات
۶۔ مولانائے روم کے مکاتیب

مندرجہ بالا مقالات ومضامین میں سے تین (پہلے دو اور آخری) مقالات ومضامین ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں موجود ہیں۔ مقالہ ''**سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں**'' ان کی کتاب ''اقبال اور سیرتِ انبیاء'' میں شامل ہے اور اس پر اس کتاب کے حوالے سے جائزہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ باقی دو مقالات ومضامین مجلّہ ''المعارف'' میں شائع ہوئے تھے۔

مقالے ''**رومی کا تصورِ فقر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، دیوان کبیر (دیوان شمس تبریزی)، ملفوظات (فیہ مافیہ)، خطبات (مجالس سبعہ یعنی سات مواعظ) اور مکتوبات کے مطالعات کے پیشِ نظر، مولانا رومی کے متعدد اشعار کے حوالے سے ان کے تصورِ فقر کے بارے میں اہم امور کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے تصورِ فقر کے مطابق انسان اپنے افعال میں آزاد اور مختارِ کل ہے۔ توکل سعی وکوشش کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کا نام ہے۔ انسان کو علم وعقل کی نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اسے عشق کی قوت سے کام لے کر روحانی ارتقاء حاصل کرنا چاہیے۔ انسان کو خود شناس وخود ساز ہونا چاہیے۔ اسے شریعت کی پابندی کرتے ہوئے رذائلِ اخلاق سے چھٹکارا پا کر اور حسنِ اخلاق سے متصف ہو کر تصفیہ قلب کرنا چاہیے اور روحانی ارتقا کا سفر جاری رکھنا چاہیے۔ دولت سے استغنا اور بے نیازی برتنی چاہیے۔ اسے اپنی جائز احتیاجات اور دینی تقاضے پورے کرنے کے کام میں صرف کیا جائے مگر اس کے حصول کو معراج حیات نہ جانا جائے۔ موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ منتہائے مقصود دیدارِ ذات ہے اور یہ

مرحلہ اکثر انسانوں کو پسِ مرگ ہاتھ آتا ہے۔(۳۸)

ایران کے نامور فاضل استاد بدیع الزماں فروز انفر کا (۷مئی ۱۹۷۰ءکو) ۶۸ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ وہ اقبال شناس اور حکمت مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست محقق تھے۔ اس کام میں ان کی عمر کے چالیس سال صرف ہوئے۔ وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو ''مثیلِ مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ'' اور رومی کا بہت بڑا تلمیذ وترجمان مانتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری تین سال میں انھوں نے ''مثنوی رومی'' کے دفتر اول کے تقریباً تین ہزار اشعار کی تین جلدوں میں شرح لکھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں مثنوی کی اس شرح کی تینوں جلدوں کے مقدموں کے چند ایک منتخبہ اقتباسات کا اردو میں ترجمہ کیا اور ساتھ ہی بطور نمونہ مثنوی رومی کے پہلے شعر کی شرح کا اردو ترجمہ دیا ہے۔ اقتباسات اور شرح کے مطالعے سے استاد بدیع الزمان کی وسعتِ مطالعہ اور ان کی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ انھوں نے شرح لکھتے وقت مثنوی شریف کی دستیاب ہونے والی انگریزی، ترکی، عربی اور فارسی میں لکھی گئی شروح کو مدنظر رکھا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مقالے ''**رومی: شروح مثنوی شریف**'' میں لکھتے ہیں کہ استاد بدیع الزماں کی شرح ''دریائے معارف'' کا مصداق ہے۔ ''ہزاروں ابیات'' کی شرح میں انھوں نے ہزاروں ماخذ پیش نظر رکھے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالے اور ساتھ دیے گئے حوالہ جات وحواشی کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مثنوی مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کی تفہیم کے سلسلے میں استاد بدیع الزماں فروز انفر کی یہ شرح نہایت قدر و قیمت کی حامل ہے اور اس کا اردو ترجمہ نہایت اہم علمی و ادبی ضرورت ہے۔(۳۹)

مضمون ''**قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر مولانائے روم کی زبان سے**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی وفارسی مکتوبات اور فارسی کے سات مواعظ (مجالس سبعہ) کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا انداز بھی ''فیہ مافیہ'' اور ''دیوانِ کبیر'' سے ملتا جلتا مگر مثنوی رومی کے اسلوب سے زیادہ قریب ہے۔ یہاں بھی داستان در داستان، تمثیلات، آیات، احادیث اور اشعار سے استناد نظر آتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوبِ بیان واضح کرنے کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے مجلس اول میں سے سورہ الزمر کی آیت ۵۳ کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت دلچسپ، موثر اور مدلل انداز سے اس آیت مقدسہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ انھوں نے حضرت حمزہؓ کی شہادت، حبشی قاتل کے تائب ہونے اور ایمان لانے کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے انھوں نے حکایات بھی بیان کی ہیں اور متعدد فارسی اشعار بھی دیے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کے مطالعے سے آیت کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے مغفرت کی امید فزوں سے فزوں تر ہوجاتی ہے۔(۴۰)

اپنے مقالے ''**مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے منصۂ شہود پر آنے والے ۱۴۵ مکتوبات میں ان کی بیان کردہ چند ایک حکایات وتمثیلات کا اردو ترجمہ اجمالی طور پر پیش کیا ہے۔ ترجمہ کافی حد تک آسان، سلیس اور عام فہم ہے۔ یہ مقالہ قریباً ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قریباً پانچ صفحات (صفحہ ۱۸ تا ۲۳) پر ''حکایاتِ مکاتیب'' کے عنوان کے تحت ۱۲ حکایات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ تمثیلات میں درج ذیلی عنوانات کے تحت چند ایک تمثیلات کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ قرآنی تمثیلات اور تاویلات ۲۔ احادیثِ رسول ﷺ

۳۔ عربی امثال وحکم ۴۔ عام امثال

۵۔ متفرق نمونوں کی ایک جھلک

مقالے کے آخر پر ''استدارک'' کے عنوان کے تحت مکتوباتِ رومی کے حوالے سے مولانا رومی اور ان کے اسلوبِ بیان کی چند دیگر خصوصیات تلقین حکم، راست گوئی، بے باکی اور عوام وخواص کی تعریف (اندازِ تحسین وتعریف) ذکر کیا گیا ہے۔ (۴۱)

مقالے ''مولانائے روم کے مکاتیب'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانائے روم کے ۱۴۵ مطبوعہ مکاتیب کے موضوعات ومضامین پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ مقالہ ماہنامہ ''فکر ونظر''، جلد ۱۸، شمارہ ۱، اشاعت جولائی ۱۹۸۰ء، صفحات ۴۸ تا ۶۰ پر شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ ''رومی کا تصورِ فقر'' (۱۹۹۰ء) میں شامل کر لیا گیا۔ مولانائے روم کے تمام مطبوعہ مکاتیب اور مجالس سبعہ کے ترجمہ پر مشتمل ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' ۱۹۸۸ء میں اقبال اکادمی، لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے صفحات ۲ تا ۵ پر ان مکتوبات پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ ''فکر ونظر میں طبع شدہ مضمون ''مولانائے روم کے مکاتیب'' میں قدرے زیادہ تفصیل سے مکاتیب کے موضوعات ومضامین پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہوتا کہ اسے ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل کرنے کے بجائے ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' کے آغاز میں شاملِ تعارف کر لیا جاتا۔ (۴۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ابن باجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں''**، اقبالیات (اقبال ریویو)، جلد ۲۹، شمارہ ۲، اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء، صفحات ۱۰۵ تا ۱۳۹ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے معروف فلسفیوں (ابن ماجہ، ابن طفیل، ابوعلی سینا، شیخ اشراق شہاب الدین شہید سہروردی) اور ادبا وصوفیہ (عبدالرحمٰن جامی، حسنین بن اسحاق) کی تصانیف کے حوالے سے ان کے افکار کا تقابل وموازنہ پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں انہوں نے ابن ماجہ، ابوعلی سینا، شیخ اشراق شہاب الدین سہروردی اور ابنِ طفیل کی ایک ہی عنوان ''حی بن یقظان'' سے لکھی گئی مختلف داستانوں اور اسی طرح ''سلامان وابسال'' کے عنوان سے مختلف فلاسفہ ومفکرین (عبدالرحمٰن جامی، حنین بن اسحٰق اور ابن طفیل) کی لکھی گئی داستانوں کے مطالب کا خلاصہ اور ان کا مختصر سا تقابل وموازنہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ابن باجہ کے رسائل ''تدبیر المتوحّد'' اور ''الاتصال'' کے مطالب بھی مختصراً بیان کیے ہیں۔ اس مقالے کے مختلف مندرجات بلحاظ مضامین و عنوانات درج ذیل ہیں:

نمبر	عنوانات	صفحات نمبر
۱۔	خلاصۂ مطالب رسالہ ''الاتصال''	۱۰۹ تا ۱۱۰
۲۔	خلاصۂ مطالب رسالہ ''تدبیر المتوحّد''	۱۱۱ تا ۱۱۸
۳۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از ابوعلی سینا	۱۱۹ تا ۱۲۳
۴۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از شیخ اشراق	۱۲۳ تا ۱۲۵
۵۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از ابن طفیل	۱۲۵ تا ۱۲۸
۶۔	ابن باجہ اور ابن طفیل کے افکار کا تقابل وموازنہ	۱۱۸ تا ۱۱۹

۷۔ سلامان وابسال کی حکایت کا تعارف ۱۲۸تا۱۲۹

۸۔ ''سلامان وابسال'' کی حکایت سے متعلقہ خواجہ عبدالرحمٰن جامی کے اشعار اور ان کا ترجمہ ۱۲۹تا۱۳۱

۹۔ ''سلامان وابسال'' کی دوسری داستان از حنین بن اسحٰق (عربی ترجمہ از یونانی) ۱۳۲تا۱۳۴

۱۰۔ ''سلامان وابسال'' کی تیسری داستان از ابن طفیل ۱۳۵تا۱۳۶

۱۱۔ حواشی ۱۳۷تا۱۳۸

۱۲۔ مزید مطالعہ کے لیے ۱۲ کتب کی فہرست ۱۳۸تا۱۳۹

اس گراں قدر مقالے کا عنوان مندرجات کی مکمل ترجمانی نہیں کرتا۔ اس کا عنوان ہونا چاہیے **''معروف مسلم فلاسفہ کی داستانوں 'حی بن یقظان' اور 'سلامان وابسال'** کا تعارف و جائزہ''۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع دائرہ تحقیق اور وسعتِ مطالعہ کا مظہر ہے۔ اس مقالے کو وسعت دے کر کم از کم ایم فل کا تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔(۴۳)

مقالے **''اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (حیات، تالیفات اور خدمات)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے میر سید علی ہمدانی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین بخاری، خواجہ حافظ شیرازی، سید محمد گیسو دراز اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے ہم عصر مشہور بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات، خدمات اور تالیفات کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ انھوں نے معاصرین بزرگ اولیاء کے ساتھ ان کے علمی، ادبی اور روحانی روابط کا ذکر بھی کیا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ رشد و ہدایت ہے۔ انھوں نے دیگر صوفیائے کبار کی مانند اپنی تبلیغ اور بیان کی تاثیر سے ہزاروں غیر مسلم افراد کو مسلمان کیا اور کئی گناہگاروں کی زندگی بدل دی۔ ان کی ہدایت پر بادشاہوں نے رفاہِ عامہ کے کئی امور سرانجام دیے۔ اس طرح مخلوق خدا کی حالت بہتر ہوئی۔ ان سے بیس سے زیادہ عربی اور فارسی تصانیف منسوب ہیں۔ ان کے مکتوبات کی ایک جلد (مرتبہ نور العین) اور کتاب ''لطائف اشرفی'' دستیاب ہیں اور اہلِ ذوق حضرات میں کافی مقبول ہیں۔(۴۴)

۱۹۷۳ء میں تاشقند، روس سے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی ۷۰۰ سالہ تقریبِ ولادت کے سلسلے میں شاہ اسلام شاہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مثنویوں سے اشعار منتخب کر کے روسی ترجمے کے ساتھ ایک کتابچہ **''از حکمت ہائے امیر خسرو دہلوی''** کے نام سے شائع کیا۔ یہ کتابچہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھا۔ مقالہ **''امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتابچے سے چند سخنانِ حکمت مع اردو ترجمے اور تشریح کے پیش کیے ہیں۔

یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے۔ بعض اشعار کے تراجم کے ساتھ مفہوم یا مختصر شرح دی گئی ہے۔ کچھ اشعار کا ترجمہ نا مکمل ہے۔ اس ضمن میں صرف دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

۔ جانِ و جہان ہمہ عالم توئی و آنچہ نگنجد بجہاں ہم، توئی
گنجِ خدا را تو کلید آمدی نز پئ بازیچہ پدید آمدی

انسان، تو جہان کی روح اور خود ایک جہان۔ بلکہ تو وہ ہے جو عالم میں بھی نہیں سماتا۔ تو خزانہ خدا کی کلید ہے۔ تو کھیل کود کی خاطر پیدا نہیں ہوا۔

نہ ہر کو یار شد باشد وفادار فراواں نسبت است از یار تا یار
ہزاراں جاں فدائے آشنائی کہ باشد در دلش بوئے وفائی
کسانے کہ خرد کار آزمانند بکار افتادگی یار آزمانند

ہر دوست وفادار کہاں ہوتا ہے؟ وفادار دوست پر ہزار جانیں قربان ہوں۔ عقل مند لوگ بے چارگی اور مصیبت کے وقت دوستوں کی آزمائش کرتے ہیں۔(۴۵)

شروع کے اشعار کا ترجمہ درست ہے۔ جبکہ دوسری مثال میں دیے گئے اشعار کا ترجمہ ادھورا ہے۔

مقالے ''**بدیع الزمان فروز انفر خراسانی مرحوم**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر کی شخصیت اور علمی ادبی خدمت کا ذکر ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر، ایران کے ایک نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم وفنونِ اسلامیہ میں متبحر شخصیت تھے۔ انھیں تہران یونیورسٹی کی تاسیس پر دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی کا استاد اور دانشکدہ معقول ومنقول کا سربراہ مقرر کیا گیا جہاں انھوں نے کم وبیش ۳۵ سال ادبیات والٰہیات کا درس دیا۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں جو تحقیق وتدقیق وتحشیہ وترجمہ وتصحیح وغیرہ کا شاہکار مانی جاتی ہیں۔ پینسٹھ برس کی عمر میں دانشکدہ سے فراغت کے بعد بھی انھوں نے رضا کارانہ طور پر بعض کلاسوں کی تدریس جاری رکھی۔ انھوں نے عربی وفارسی لغت پر کچھ کام کیا۔ انھوں نے متعدد مقالے لکھے ہیں۔ ان کا اصل میدان مولانا جلال الدین رومی کے بارے میں تحقیقات ہیں۔ یہ تحقیقات اس پائے کی ہیں کہ استاد بھی رومی کی طرح زندۂ جاوید ہوگئے ہیں۔(۴۶)

مضمون ''**حافظ اور گوئٹے (جرمن ادبیات میں تحریک مشرقی)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''پیام مشرق'' (۱۹۲۳ء) کے دیباچہ میں جرمن ادبیات میں تحریکِ مشرقی کے موضوع کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا اور توقع کی کہ کوئی دوسرا شخص اس موضوع کو مفصل طور پر بیان کرے گا۔ ۱۹۰۹ء میں ڈاکٹر شجاع الدین شفا نے تہران سے ادارہ انتشارات ابن سینا کے تعاون سے گوئٹے کے دیوان شرقی وغربی کے بعض منتخب حصے فارسی میں ترجمہ کر کے شائع کروائے اور اس کے مقدمے میں انھوں نے جرمن ادبیات پر ایرانی شعرا وادباء کے اثرات سے مختصر بحث بھی کی ہے جو اقبال کے دیباچہ کی کسی قدر توضیح ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کے صفحات ۱۱۴ تا ۱۲۶ پر ڈاکٹر شجاع الدین شفا کی اس تحریر سے ''جدید یورپ میں تحریکِ مشرقی'' سے متعلقہ متن کا مفہوم اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ''گوئٹے اور مشرق''، ''گوئٹے اور دین اسلام'' اور ''گوئٹے اور حافظ'' کے ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔(۴۷)

مضمون ''**حرف چند...... بیادِ حضرت ماہر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ماہنامہ ''فاران''، کراچی کے بانی مدیر مولانا منظور حسین معروف بہ ماہر القادری کی حیات، شخصیت، افکار اور علمی وادبی خدمات کا مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ ماہر القادری سے ڈاکٹر محمد ریاض کا طویل عرصہ تک علمی وادبی رابطہ رہا۔ یہ رابطہ براہِ راست ملاقاتوں کے علاوہ خط وکتابت سے بھی قائم رہا۔ ماہر القادری بنیادی طور پر نعت گو شاعر تھے۔ ان کی نثر ونظم پر دینی رنگ غالب رہا۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر، ادیب اور نقاد تھے۔ انھوں نے ''دُرِّ یتیم'' کے عنوان سے سیرتِ نبوی ﷺ پر مبنی ایک عمدہ ناول لکھا۔ ان کی کتاب ''کاروانِ حجاز'' نثر ونظم میں ان کے حرمین شریفین کے سفر (حج) کے تاثرات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے ''فردوس'' کے عنوان سے اپنا ایک مجموعۂ کلام بھی شائع کروایا تھا۔ وہ برصغیر ہندو پاکستان کے گوشے گوشے میں گھومے پھرے۔ انھوں نے تین براعظموں

ایشیا، افریقہ اور یورپ کے طویل سفر کیے اور مجلّہ ''فاران'' کے ذریعے اپنے مشاہدات سے قارئین کو آگاہ کرتے رہے۔(۴۸)

مضمون ''**سلاطین کشمیر کا علمی ذوق**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سلاطین کشمیر (شاہمیری ''۷۴۲-۹۶۲ھ اور چک ۹۶۲-۹۹۴ھ) سلسلے کے بادشاہوں کے علمی ذوق اور علوم و فنون کے سلسلے میں ان کی سرپرستی نیز علماء، فضلاء، ادباء کا اشارتاً ذکر کیا ہے۔ اس مضمون ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹ ''شاہمیری'' بادشاہوں اور ۷ ''چک سلاطین'' کا ذکر کیا ہے۔ شاہمیری بادشاہوں کا دور دو سو سال سے کچھ اوپر رہا ہے اور ''چک سلاطین کا دور صرف ۳۶ سال پر محیط ہے۔ ۹۹۴ھ کو ''چک سلاطین'' کا دور ختم ہو گیا اور اس سال سے وادی جموں و کشمیر کو شاہنشاہ اکبر نے مغلیہ سلطنت میں شامل کر دیا۔ مغل ۱۷۵۲ء تک قابض رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون جموں اور کشمیر کی حسین وادی کے قریباً اڑھائی صدی سے زیادہ عرصہ کی علمی و ادبی اور سیاسی تاریخ کے مختصر اور جامع تذکرہ پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون ان کے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے علاوہ وسعتِ مطالعہ، وسیع دائرہ تحقیق اور تاریخ اسلام سے گہری دلچسپی کا مظہر ہے۔(۴۹)

مقالے ''**سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے حکیم سنائی غزنوی (م ۵۳۵ھ) اور خواجہ الطاف حسین (م ۱۹۱۴ء) کی فکری مماثلت کا ذکر کیا ہے۔ دونوں نے اپنی تصانیف میں اپنے دور کی خرابیوں، مسلمانوں کی لادینیت، امرا کی بے راہ روی، معاصر علماء اور صوفیاء کی اخلاقی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں حضرات کے زمانے کے عصری حالات کا ذکر کرنے کے بعد ''مسلمانوں کی حالتِ زار''، ''حامیانِ فلسفہ''، ''علمائے سوٗ''، ''صوفیا اور پیر''، ''امرائے سنگ دل اور عیاش''، ''شعرا'' اور ''مسلمانوں کی غربت اور بدحالی'' کے ذیلی عنوانات کے تحت ''دیوان سنائی'' اور ''مسدس حالی'' سے اشعار دے کر ان کا فکری تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔(۵۰)

مضمون ''**سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء کے قریبی عرصے میں سید جمال الدین افغانی پر لکھی گئی چند ایک تحقیقی کتب کا تعارف کرایا اور ان میں بیان کردہ تحقیقات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ مضمون ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اس سے قبل یہ مضمون ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت مئی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون پر ''تفسیر اقبال'' کے ساتھ ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔(۵۱)

مضمون ''**شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کبرویہ سلسلہ کے صدر نشین بزرگ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، حالاتِ زندگی، دینی خدمات اور تصانیف کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی قوتِ نگاہ کے حامل تھے اور اسی ''تاثیرِ نگاہ'' سے انھوں نے مریدین کی کایا پلٹ دی۔ آپ کی توجہ سے کتنے ہی ولی بنے اور راہِ ہدایت پائی۔ اس وجہ سے آپ کو ''ولی تراش'' یا ''ولی ساز'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ایک عملی انسان تھے۔ خود کسب سے حلال کھاتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ آپ نے نہایت ہمت اور بہادری سے حملہ آور منگولوں کا مقابلہ کیا اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ اس دور کے اکثر صوفیا کی مانند شاعر بھی تھے۔ آپ کے سینکڑوں اشعار تذکروں اور تواریخ میں ملتے ہیں۔ آپ کی کثیر تعداد تصانیف (فارسی و عربی) نثر میں موجود ہیں ان میں سے کچھ مطبوعہ ہیں اور باقی قلمی نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔(۵۲)

مقالے ''**شیخ یعقوب صرفی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دسویں گیارہویں صدی ہجری کی عظیم روحانی، علمی اور عملی

شخصیت شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ (۹۲۸ھ۔۱۰۰۳ھ) کی حیات اور خدمات کا ذکر کیا ہے۔ شیخ صرفی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر پاک و ہند، ایران اور ممالک عرب کی سیاحت فرمائی۔ دو بار حج کیا۔ کئی معاصر علماء اور صوفیہ سے ملاقات کی۔ برصغیر، خصوصاً وادیٔ جموں و کشمیر اور ایران میں مذہبی فرقہ بندی کی کشمکش کو ختم کروانے یا کم از کم معتدل بنانے کی خاطر انھوں نے بہت کوشش کی۔ وہ عربی صرف و نحو کے ماہر، متداول علوم وفنون کے متبحر، عظیم مصنف اور فارسی کے عرفانی شاعر تھے۔ انھوں نے کئی باکمال اساتذہ سے استفادہ کیا اور خود نامور تلامذہ کی تربیت فرمائی۔ ان کے ارشد تلمیذوں میں حضرت شیخ احمد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ (۵۳)

مقالے ''**علامہ تفضّل حسین کشمیری**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے معروف شیعہ عالم تفضّل حسین کشمیری ملقب بہ ''مولوی'' اور ''خان علامہ'' کی شخصیت اور حالات کا تعارف پیش کیا ہے۔ علامہ تفضّل حسین کشمیری سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں ہوش سنبھالا۔ دہلی، لکھنو اور بنارس میں تعلیم و تربیت حاصل کی اور نواحِ کلکتہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کا آبائی تعلق کشمیر سے تھا۔ اسی لیے ''کشمیری'' کہلاتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد حنفی تھے۔ آپ طالب علمی کے زمانہ میں از خود شیعہ ہو گئے۔ آپ عربی، فارسی، لاطینی، انگریزی اور چند روایات کے مطابق یونانی زبان بخوبی جانتے تھے۔ ریاضیات اور مروجہ سائنسی علوم وفنون سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ اہل یورپ آپ کی اہلیت کے قدردان تھے۔ آپ کئی سال بطور وکیل، سفیر اور نائب کے نواب اودھ آصف الدولہ کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ بے حد سادہ اور درویش صفت انسان تھے اور مخلوقِ خدا کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں کافی کوشش کرتے تھے۔ آپ خرابی صحت کی وجہ سے یکم مارچ ۱۸۰۱ء کو انتقال فرما گئے۔ (۵۴)

مقالے ''**فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی افسانہ نویس سید محمد علی جمال زادہ کے احوال و آثار کا مختصر مگر جامع انداز سے ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سید محمد علی جمال زادہ فارسی کے بالطبع افسانہ نویسوں کے سرخیل اور پیش رو ہیں۔ جمال زادہ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء کو اصفہان میں پیدا ہوئے۔ وہ سالہا سال سے فرانس کے سرحدی شہر جنیوا میں ایک فلیٹ میں مقیم ہیں۔ انھوں نے درجنوں افسانے اور مقالے لکھے۔ ان کی مطبوعہ کتابوں کی تعداد چالیس بتائی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں عوام الناس کی سہولت کے پیشِ نظر سادہ زبان استعمال کی۔ ان کے افسانوں کے مجموعہ ''یکی بود یکی نبود'' بہت مقبول ہوا۔ اس مجموعے میں افسانوں کی تعداد چھ ہے۔ اس مجموعے میں مصنف نے ایرانی معاشرے کی بعض خرابیوں کو نمایاں کیا ہے۔ ان چھ افسانوں میں سے ''فارسی شکر است'' تخلیق کے اعتبار سے پہلا ہے۔ اس میں مصنف کے دورِ جوانی (سال ۱۹۲۰ء) میں فارسی کی بداحوالی کا ذکر ہے۔ مصنف کا مدعا یہ ہے کہ زبان خالص لکھی یا بولی جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے کے آخر پر افسانہ ''فارسی شکرست'' کا ترجمہ دیا ہے۔ یہ ترجمہ تقریباً ۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔ مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب سے دلچسپی کا مظہر ہے۔ (۵۵)

مقالے ''**ملاّ صدرا کے الٰہیاتی افکار**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا صدر الدین محمد شیرازی (۹۷۹۔۱۰۵۰ء) معروف بہ ''اخوند ملا صدرا'' کے مختصر سے تعارف کے بعد اردی بہشت ۱۳۴۰ھ ش/ اواخر اپریل ۱۹۶۱ء میں ملا صدرا کے

چہار صد سالہ یومِ ولادت کی مناسبت سے تہران یونیورسٹی کی ''معقول ومنقول'' فیکلٹی کے تحت منعقدہ ایک کانفرنس میں پڑھے گئے مقالات میں سے درج ذیل دو مقالات کا کچھ تصرف کے ساتھ اردو ترجمہ پیش کیا ہے:

۱۔ ملا صدرا کی تصانیف اور مقالات از استاد محمد تقی دانش پژدہ

۲۔ ملّا صدرا کے فلسفے اور الٰہیاتی افکار کی بنیادی باتیں از استاد جواد مصلح

ملا صدرا عظیم متاخر ایرانی فلاسفہ میں سے تھے۔ وہ فلسفۂ ابن سینا کے شارح تھے۔ ان کے اساتذہ میں میر داماد اور شیخ بہائی معروف ہیں۔ ان کے شاگردوں میں ملا محسن فیض کاشانی اور ملا عبدالرزاق لاھیجی کے نام سرفہرست ہیں۔ یہ مقالہ قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سے ۳۳ صفحات (صفحہ ۴۸ کے آخری حصہ تا صفحہ ۸۱) ملا صدر سے متعلقہ مذکورہ بالا دو مقالات کے ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ اس مقالے میں حوالہ جات وحواشی کے نمبر دیے گئے ہیں مگر ان سے متعلقہ حوالہ جات و حواشی صفحات کے پاورق میں یا مقالے کے آخر پر مفقود ہیں۔ (۵۶)

مقالے **''مولانا عبدالرحمٰن جامی اور ان کی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس (ایک تعارف)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نقشبندی سلسلہ کے مشہور صوفی بزرگ، شاعر اور محقق مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مشہور تصنیف ''نفحات الانس'' کا تعارف پیش کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں بنیادی امور (تعلیم وتربیت کے مراحل، علماء وصوفیہ اور مشائخ سے روابط اور علمی وروحانی مرتبہ) کا ذکر کرنے کے بعد انھوں نے قریباً ۷ اصفحات میں ''نفحات الانس'' کا تعارف کرایا ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے ''نفحات الانس'' سے ابوھاشم صوفی کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال نقل کیے ہیں۔ ''بعض سوانحی اور موضوعاتی نکات'' کے عنوان کے تحت انھوں نے بایزید بسطامی، سید الطائفہ جنید بغدادی، خواجہ عبداللہ انصاری مصروی اور شیخ احمد غزالی کے احوال تحریر کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی غزل اور اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ (۵۷)

قریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالے **''اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں''** میں ریاست کشمیر میں مسلمانوں کے پانچ صد سالہ دورِ حکومت میں دین اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کی ترویج کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا ماحصل یہ ہے کہ وادی کشمیر کا معنوی حسن، دینِ مبین اسلام اور اسلامی تہذیب کا مرہونِ منت ہے۔ اولیاء اللہ، ایرانی صوفیائے کبار اور کشمیر کے مسلمان بادشاہوں نے دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے مطابق اسلام کی تبلیغ کی اور اس دینِ مبین کو اعجاز آمیز انداز سے پھیلاتے چلے گئے۔ یہاں عربی اور فارسی زبانوں کی طرف خاص توجہ دی جاتی رہی۔ فارسی سرکاری زبان رہی۔ وادی کشمیر کا نثری اور شعری ادب جو اس زبان میں موجود ہے، بہت ہی قابل قدر سرمایہ ہے۔ اردو کی طرح کشمیری زبان کی تشکیل وترقی میں بھی فارسی کا بڑا اثر رہا ہے۔ یہ مقالہ وادی کشمیر کے مختلف تاریخی ادوار اور اس کے سیاسی، علمی، ادبی، تہذیبی وثقافتی سفر کے بارے میں دلچسپ معلومات اور حقائق پر مشتمل ہے۔ (۵۸)

مقالے **''اسلام اور دورِ جدید۔ پندرھویں صدی ہجری میں جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردوقبول''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کم وبیش تیس اردو وانگریزی کتب اور سات مجلّات سے چالیس حوالہ جات وحواشی دے کر اسلامی فلسفۂ اخلاق اور مغربی فلسفۂ اخلاق کا تقابل وموازنہ کرتے ہوئے اسلامی وغیر اسلامی فلسفہ پیش کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ

مسلمانوں کا جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردوقبول، تعلیمات اسلام کے تابع ہے جبکہ دیگر ادیان کے پیروکاروں اور اہلِ مغرب کا جمالیاتی احساس صرف ذہنی، نفسیاتی، علمی، ادبی اور نفسیاتی تسکین تک محدود ہے۔ دین اسلام میں عقائدِ صالحہ کے تقاضوں کے مطابق، فکر و عمل کی تطہیر کے تقاضے مدنظر رکھتے ہوئے جمالیاتی ذوق کی تسکین کی جاتی ہے اور اس سے قلبی و روحانی تطہیر اور تسکین کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ پندرہویں صدی ہجری نفاذِ اسلام کی صدی ہے۔ لہٰذا، مسلمانوں کا جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردوقبول، تعلیماتِ اسلام کے تابع رکھنا ہوگا۔ اس صدی میں مسلمانوں، اہلِ عالم، خصوصاً اہلِ مغرب کو اسلام کا پیغام آج کی زبان میں دینے کا اہتمام بھی کرنا ہوگا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ بھی دیگر مقالات کی طرح نہایت گراں قدر اور فکر انگیز نکاتِ حکمت پر مشتمل ہے۔ (۵۹)

مضمون ''**اسلام اور رواداری، احترامِ زندگی اور اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دین اسلام مذہبی رواداری کا درس دیتا ہے۔ دین میں جبر نہیں ہے۔ رواداری کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے عقائد کو تحمل کیا جائے، اپنے عقائد کی احسن طریقے سے تبلیغ کی جائے مگر کسی کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ آپ کے عقائد کو اپنائے۔ ہر ایک کے فکر و عمل کی آزادی کا احترام کیا جائے۔ اسی طرح ہمارا دین ہر شخص کے جان، مال اور ناموس کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے۔ دین اسلام کے مطابق خودکشی اور قتل حرام ہیں۔ قتل کی سزا قتل یا قصاص ہے۔ جو کوئی دوسرے کا کوئی عضو جیسے ہاتھ، ناک، آنکھ یا کان وغیرہ ناکارہ کردے، بدلے میں اس کا بھی ویسا ہی عضو ناکارہ کر دیا جائے گا تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کا سامان فراہم ہو سکے۔ دین اسلام نے چوری، خذف یعنی الزام تراشی اور بدکاری وغیرہ کی عبرتناک سزائیں مقرر کی ہیں تاکہ فتنے مٹتے رہیں اور احترامِ حیات کے سامان میسر ہوں۔ (۶۰)

مقالے ''**برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر میں دین اسلام کی آمد اور ترویج کے سلسلے میں مختلف مستند منابع کے حوالے سے صوفیائے کرام کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر میں دین اسلام کی جس قدر اشاعت ہوئی وہ بیشتر صوفیائے کرام کی مساعی جمیلہ سے انجام پذیر ہوئی ہے۔ اس سرزمین میں اشاعتِ اسلام کی خاطر ملوک و امراء وغیرہم نے بالعموم کچھ نہیں کیا۔ صوفیائے کرام کی مساعی کے نتیجے میں برصغیر میں فارسی اور عربی زبانوں کا رواج ہی نہیں بڑھا بلکہ اردو اور دیگر علاقائی زبانوں کی نشو و نما بھی ہوئی اور ان سب زبانوں میں عربی اور خصوصاً فارسی کلمات کی حسین آمیزش ہوئی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت داتا گنج بخش، شیخ سخی سرور، خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی، شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ صدر الدین عارف ملتانی، حضرت علاؤالدین صابر کلیری، شیخ جلال الدین بخارائی سہروردی، خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، شیخ اخی سراج، شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین اچی، شیخ علاء الحق ڈھاکوی بنگالی، میر سید علی ہمدانی، شیخ نور قطب عالم، میر سید محمد گیسو دراز اور میر سید اشرف جہانگیر سمنانی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے اسمائے گرامی ردیف اول میں لکھنے کے قابل ہیں۔ ان حضرات نے برصغیر کے ہر خطے میں دین اسلام کے کام کو سرعت اور وسعت بخشی، تہذیب اسلامی کو متشکل کیا اور مفلوک الحال لوگوں کی حالت بہتر بنانے میں بہت مدد کی۔ (۶۱)

مضمون ''**قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ خلافتِ عباسیہ کا آغاز ۱۳۲ ہجری

میں ہوا۔ابتدائی دور میں امن وامان کی صورت بہتر بنانے کی کوشش کی گئی اور اس میں خاطر خواہ کامیابی کے بعد زراعت، تجارت اور تعلیم کے شعبہ جات میں اصطلاحات اور ترقی کے لیے راست اقدامات اٹھائے گئے جن کے نتیجے میں مبادلاتی تجارت تیز ہوئی، محصولات میں اضافہ ہوا اور ملک خوشحال ہونے لگا۔علم وادب کے شعبہ نے بھی خوب ترقی کی اور نئے مکاتبِ فکر وجود میں آئے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے موضوع سے متعلقہ خاطر خواہ معلومات فراہم کرنے کے بعد مضمون کے آخر پر مزید مطالعے کے لیے چند ایک منابع کی نشاندہی کی بھی ہے۔(۶۲)

مقالے **''صابئین اوران کے دوگروہ''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے صابئین کے دوگروہوں کا ذکر کیا ہے۔پہلا گروہ ''مشرک اور ستارہ پرست ''صابئین'' کا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ یہ گروہ اب دنیا سے معدوم ہو چکا ہے۔دوسرا گروہ ''موحد صابئین'' کا ہے۔یہ گروہ اب بھی موجود ہے۔موحد صابئین آج کل کویت، بیروت، دمشق، اسکندریہ، بصرہ، بغداد، موصل میں آباد ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض ''موحد صابئین'' کی عبادات، رسومات، عقائد اور اخلاقیات کے بارے میں کچھ امور کا ذکر کرنے کے بعد بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''ہماری اس گزارش سے یہ بات بخوبی مترشح ہوگی کہ ستارہ پرست صابئین اور قرآن مجید میں مذکورہ صابئین میں بعد المشر قین والمغر بین ہے۔''(۶۳)

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق قرآن حکیم کی تین آیاتِ مقدسہ(سورہ بقرہ آیت ۶۲، سورہ مائدہ آیت ۶۹ اور سورہ حج آیت ۱۷) میں یہود ونصاریٰ کے ساتھ صابئین کا ذکر کیا گیا ہے۔پہلی دو آیات میں موحد صابئین کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری آیت میں مشرک صابئین کا ذکر ہے۔مفسرین کے مطابق نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل ہر نبی کا تابعدار اور اس نبی کو ماننے والا، ایمان والا اور صالح ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات پانے والا ہے لیکن جب دوسرا نبی آئے اور وہ اس کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ پر جو یہودی، عیسائی اور صابئی ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں اور جہنم میں جائیں گے۔سورہ بقرہ کی آیت ۶۲ اور سورہ مائدہ کی آیت ۶۹ سے منکرین حدیث ورسالت یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت ہی کافی ہے اور جس کا یہ ایمان ہوگا، چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا ہندو، اگر اس نے دنیا میں اچھے کام کیے ہوں گے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔سورہ آل عمران آیت ۱۹ اور ۸۵ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے۔جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواہاں ہوگا تو اس سے وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا۔سورہ بقرہ آیت ۶۲ اور سورہ مائدہ آیت ۶۹ میں یہود ونصاریٰ اور صابئین کے لیے جو اجر بتادیا گیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے پہلے کے لوگوں کے لیے ہے۔آپ کے زمانے کے یہود ونصاریٰ اور صابئین میں سے جو لوگ آپ پر ایمان لائے بخشش اور نجات کا وعدہ ان کے لیے ہے، جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے ان کے لیے یہ وعدہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون سے یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ ''موحد صابئین'' رسالتِ محمدی پر ایمان نہ لانے پر بھی اپنے عقیدۂ توحید کی وجہ سے نجات پا جائیں گے۔عصرِ حاضر میں جاوید احمد غامدی نے مجلّہ مصعبی شمارہ ۲۰۰۹ء۔۲۰۰۸ء میں ایک سوال کے جواب میں اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے، جو کہ قرآن وحدیث کے مطابق درست نہیں ہے۔(۶۴)

مقالے **''صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے صوفیہ کے فرقہ ملامتیہ کے دوگروہوں کا ذکر کیا ہے۔پہلا

گروہ مخلصین اور صدیقین کا ہے جو کوشش کرتے تھے کہ اپنی کسی خوبی کی طرف نہ وہ خود متوجہ ہوں اور نہ دوسرے اسے جان سکیں یا بیان کر سکیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ تکبر وغرور، خودستائی، مقبولیت وشہرت، ریاکاری اور ہجوم خلائق سے بچیں۔ ملامتی صوفیہ کے نمایاں اصول یہ تھے: ایثار، نفس کی مخالفت، بذل وعطا، بغیر کسی صلے کی پروا کے دوسروں کی حاجت براری، دوسروں کی عیب پوشی، ذکر چہارگانہ (لسانی وقلبی اور سری وروحی) کی مشق اور ملامت کے مواقع کی تلاش وغیرہ۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سالک کو چاہیے وہ اس روحانی مقام تک ارتقا کرے کہ مدح وذم کو برابر جانے۔ ملامتی فرقہ کا دوسرا گروہ وہ ہے جس نے ملامت کے نام پر بے راہ روی اختیار کی۔ یہ لوگ آزادروی میں ''قلندری'' سے کئی قدم آگے نکل گئے اور ظاہر کو قابلِ ملامت بناتے بناتے باطن کو بھی ''ملامتی'' بنا گئے۔ یہ گروہ ''اباحتی''، ''اباحیہ'' یا ''مباحی'' کہلاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گروہ کے غلط عقائد واعمال کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے کافی لکھا ہے۔ (۶۵)

مضمون **''علوم اسلامی کے چند اہم مآخذ''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تفقہ فی الدین کی خاطر چند عربی اور فارسی تفاسیر، کتب ماخذ، تاریخ نویسی اور کلاسیکل کتابوں کی مختصر کیفیت تحریر کی ہے تاکہ ذوقِ تحقیق اور ذوقِ مطالعہ رکھنے والے عربی اور فارسی دان حضرات ان کتابوں کا مطالعہ فرما کر انھیں اردو زبانوں میں منتقل کریں اور فکر ونظر کی نئی راہیں باز ہوں۔ انھوں نے درج ذیل موضوعات کے تحت علومِ اسلام کے اہم ماخذ پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے:

۱۔ تفاسیر	۱۲	۲۔ کتب شناسی کے نمایاں منابع	۹
۳۔ تاریخ اسلام کے معتبر مصادر	۲۴	۴۔ جغرافیہ اور سفرنامے	۹
۵۔ علوم دین پر چند قابلِ قدر تالیفات	۳۹ (۶۶)		

مقالے **''قرآن مجید اور چند فارسی امثال''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''قرۃ العین'' اور ''قرۃ العیون'' کے ناموں سے دستیاب ہونے والے فارسی مخطوطہ کی رو سے چند ایک فارسی امثال کے نمونے دیے ہیں جو قرآن مجید کے فیضان سے وجود میں آئی ہیں۔ اس مخطوطہ کا قیاسی سنِ تخلیق چھٹی صدی ہجری ہے۔ اس کے مصنف کا حتمی تعین نہیں ہو سکا کہ اس کا نام ''مرزا یوسف لاھیجی'' ہے یا کہ ''قاضی اویس'' ہے۔ اس مخطوطہ کا پہلا باب ان فارسی امثال (ضرب الامثال) کے بارے میں ہے جو قرآن مجید اور عربی ادب سے اثر پذیر یا ماخوذ ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوان ''محاورت کے ۶ نمونے'' کے تحت ۶ محاورات اور ''القسم الاول فی الامثال کا ایک انتخاب'' کے تحت ۲۴ ضرب الامثال متعلقہ آیاتِ مقدسہ کے تحت دی ہیں۔ ''آیاتِ قرآن اور فارسی اشعار'' کے عنوان کے تحت ۱۲ آیاتِ مقدسہ اور ان سے متعلقہ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ ہر حصہ سے متعلقہ ایک ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (۵۳:۳۸)

یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

فارسی مثل: موسیٰ را بدل عیسیٰ نگیرند

آیہ مطہر: سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا (۶۵:۷)

عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی لے آئے گا

ب نومید مشو کہ اومید نماند کسی در غم روزگار جاوید نماند

۳۔آیہ مبارکہ: تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ(۵:۲)

نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور گناہ وسرکشی پر تعاون نہ کرو۔

فارسی محاورہ: یارحق باشی نہ یار باطل (۶۷)

مقالے ''**قلب اور اس کی اقسام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قلبِ جسمانی اور قلبِ روحانی میں فرق واضح کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ قلب اور نفس کو ایک ہی وجود تصور کرتے ہوئے نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کو قلب کی تین اقسام قرار دیتے ہیں۔ بعد میں وہ لکھتے ہیں کہ نفس، روح کے مخصوص مظاہر کا نام ہے نہ کہ خود روح یا نفس ناطقہ کا۔اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض قلوب انسانی یا خواطر کو ایک ہی حقیقت کے دو نام تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''......اکثر اکبر صوفیہ نے ''قلوب انسانی'' یا ''خواطر'' کو حسب ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا ہے:

(ا) قلب ربانی یا حقانی۔ یہ ایسا روحانی تجربہ ہے جو بغیر کسی واسطے کے سالک کے دل میں وارد ہو جاتا ہے''۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے '' قلب'' یا خواطر'' کی دیگر تین اقسام کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے قلب کا مفہوم واضح کرنے کے لیے متعدد آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کے حوالہ جات دیے ہیں اور نامور صوفیہ عظام (خصوصاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال تحریر کیے ہیں۔

اپنے مضمون کے آخر پر انھوں نے امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''خواطریہ'' کے غیر مطبوعہ مخطوطہ کے ابتدائی حصے کا اردو میں ترجمہ دیا ہے۔

اپنی تمام تر کوشش کے باوجود بھی ڈاکٹر محمد ریاض قلب، روح، نفس اور خواطر میں حدِّ فاصل قائم نہ کر پائے۔مضمون کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ مطالعہ کے باوجود بھی ان پر قلب، روح، نفس اور خواطر کے تصورات واضح نہ ہو سکے۔(۶۸)

مضمون ''**مسجد قرطبہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت دلچسپ انداز سے مسجد قرطبہ کے فکری وفنی محاسن اجاگر کیے اور اس کے موضوعات تصورِ زماں، تصورِ عشق، وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ تبصرہ پڑھ کر یوں لگتا ہے کہ شاعر خود ''مسجد قرطبہ'' کی تخلیق کا فکری وذہنی سفر بیان کر رہا ہے۔مضمون کے اول تا آخر تک مطالعے کے دوران دلچسپی فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''شاعر کی سوچ حقیقت کا روپ دھارتی ہے اور ایک ایسی نظم کی تخلیق عمل میں آتی ہے جو جدید اردو ادب کا شاہکار ہے۔ جس طرح یہ مسجد عربوں کے فنِ تعمیر کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اسی طرح شاعر نے بھی اس نظم میں اپنے فن کی تمام تر رعنائیاں سمودی ہیں اور نظم کی فنی، ضاعی اور فکری تعمیر کو خود مسجد قرطبہ کی صناعی اور حسنِ تعمیر سے مکمل طور پر ہم آہنگ کر دیا ہے۔اس میں رمزیت اور ایمائیت (Symbolism)، روحانیت اور جذبات نگاری (Romanticism)، حقیقت پسندی اور شعریت یعنی فنی شاعری کی تمام خوبیاں بیک وقت جمع کر دی ہیں۔جس طرح مسجد کی تعمیر میں استعمال ہونے والی ایک ایک اینٹ پر ماہر سنگ تراش نے اپنے کمالِ فن کا مظاہرہ کیا ہے اس طرح اقبال نے بھی اپنی خداداد شاعرانہ صلاحیتوں سے کام لے کر ان تمام صوری ومعنوی خوبیوں کو اسی طرح مربوط باہم کر دیا ہے کہ نظم میں غیر معمولی دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔''(۶۹)

مقالہ ''**معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیمات اسلام کی روشنی میں)**'' اسلام نظامِ معیشت سے متعلقہ بنیادی امور کے ذکر پر مشتمل ہے۔اس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں

کہ اسلامی نظام معیشت، زندگی کے ہر شعبے کی مانند معتدل اور فطری ہے۔ دین اسلام دیگر تمام معاملاتِ زندگی کی طرح معاشی امور میں بھی اسلامی ضابطۂ اخلاق کی پابندی کا حکم دیتا ہے۔ دین اسلام رزقِ حلال کمانے، حرام سے بچنے، امورِ معیشت میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے، بخل اور اسراف سے بچنے، ہر ایک کو اس کی اُجرت اور حق بروقت اچھے طریقے سے ادا کرنے، زکوٰۃ و صدقات ادا کرنے، قانون وراثت کے مطابق جائید دواموال تقسیم کرنے اور یتیم، بے کس، بے سہارا، غریب، بے روزگار اور معذور افراد سے ہمدردی اور محبت و اخوت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔(۷۰)

''نکتۂ توحید'' قریباً دس صفحات (صفحہ ۱۰ تا ۱۹) پر مشتمل مضمون ہے جس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عقیدۂ توحید کے فکری و عملی تقاضے بیان کیے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے اردو و فارسی کلام اقبال سے بہت سے اشعار بھی دیے ہیں۔ ان کی کتاب ''برکاتِ اقبال'' میں شامل مضمون **''اقبال کا تصورِ توحید''** قریباً ''نکتۂ توحید'' میں بیان کردہ افکار و اشعار پر ہی مشتمل ہے اور اس کے تحت مضمون ''نکتۂ توحید'' پر بھی جائزہ لکھا جا چکا ہے۔(۷۱)

مقالے **''فتوت یا جوانمردی (مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام)''** کی پہلی قسط ماہنامہ ''فکر و نظر'' کے فروری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں، دوسری قسط مارچ ۱۹۷۰ء کے شمارے میں اور آخری قسط اپریل ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت یا جوانمردی کی مخصوص اصطلاحات، دیارِ فرنگ میں فتوت کے اسلامی مراکز، فتوت اور صوفیہ، خلفاء اور بادشاہوں کی طرف سے نظامِ جوانمردی کی سرپرستی، فتیانِ اصنافی اور زوالِ جوانمردی کے عنوانات کے تحت فتوت کی تاریخ، اصطلاحات، رسومات اور عروج و زوال پر سیر حاصل بحث کی ہے۔(۷۲)

مضمون **''نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کی ایجابی اور سلبی شرائط (آداب) کا ذکر کیا ہے۔ ایجابی شرائط سے مراد وہ شرائط ہیں جن کا بجالانا ضروری ہے۔ سلبی شرائط سے مراد وہ امور ہیں جن کا سرانجام دینے والا فتوت سے محروم ہوجاتا ہے۔ ایجابی شرائط میں نیکی کے امور اور سلبی شرائط میں خامیاں، کمزوریاں اور برائیاں شامل ہیں۔ نظامِ فتوت کی رسومات میں مخصوص کمر بند باندھنا، خرقۂ فتوت پہنایا جانا، نمکین پانی پینا، مخصوص قسم کی سروال (شلوار) پہننا، کلاہ پہننا، شامل ہیں۔ فتیان میں بعض اصطلاحات مثلاً بیت، نسبت، حزب، کبیر، جد، رفیق، مسائل، دکش، بکر، نقیل، وکیل، وغیرہ مستعمل ہیں۔ اس مضمون میں اس طرح کی ۱۲۵ اصطلاحات اور ان کا مفہوم بھی دیا گیا ہے۔(۷۳)

''نظامِ فتوت (تعاون باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک)'' قریباً ۵۶ صفحات پر مشتمل ایک طویل مقالہ ہے جو کہ بزم اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۵، شمارہ ۲، اشاعت ۱۹۷۸ء، صفحات ۵۱ تا ۱۰۶ پر شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں یہ مقالہ ماہنامہ ''اظہار'' کراچی کی جلد ۴، شمارہ ۳-۴، اشاعت ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۱ء، صفحات ۴۱ تا ۶۱ پر شائع ہوا اور اسے مجموعہ مضامین، ''رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)'' میں ''نظامِ فتوت (جوانمردی)'' کے عنوان سے شامل کرلیا گیا۔ ''رومی کا تصورِ فقر'' میں حضرت سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے **''بہرام شاہیہ''** کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے جو کہ درسِ جوانمردی (فتوّت) پر مشتمل ہے۔ اس میں **''نجم الدین زرکوب اور ان کا فتوت نامہ''** کے عنوان سے ان کی کتاب فتوت (جوانمردی) کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''تفسیر اقبال'' میں **''اقبال اور آئین**

جوانمردی'' کے عنوان سے فکر اقبال کی رو سے نظام فتوت پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔''فتوت'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ ترین موضوعات میں سے ایک ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''**کتاب الفتوۃ**'' کا تصحیح شدہ فارسی متن دیا تھا۔ بعد میں انھوں نے اسے ''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں شائع کرایا۔ انھوں نے اس کا ''**رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ**'' کے عنوان سے اردو ترجمہ کیا تھا جو مجلّہ ''فکر و نظر''، جلد ۸، شمارہ ۹، اشاعت مارچ ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے ''**حضرت میر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ**'' کے عنوان سے اسی رسالے پر تبصرہ کیا تھا جو مجلّہ ''بصائر'' کی جلد ۷، شمارہ ۱، اشاعت ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا۔ فتوت سے متعلقہ ان کے مذکورہ بالا تمام مقالات و مضامین پر اقبالیاتی ادب، تراجم اور تبصرات کے ابواب میں جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''نظام فتوت'' پر ان کی تمام نگارشات کو یکجا کر کے پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ یا کم از کم اعلیٰ علمی و ادبی معیار کی ایک تحقیقی کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے ''**نظام فتوت (تعاونِ باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک)**'' میں اسی موضوع پر اپنے لکھے ہوئے دیگر تمام مضامین و مقالات کے اہم نکات یکجا کر دیے ہیں۔ ان کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت اور افادیت کا حامل ہے۔ (۷۴)

''**ایرانی اربابِ کمال برصغیر پاک و ہند میں**'' تاریخی نوعیت کا مقالہ ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دسویں صدی ہجری / سولھویں عیسوی سے ایرانی ارباب کمال مبلغین، صوفیہ، شعراء، ادباء، اہل فن) کی ایک معتد بہ تعداد برصغیر میں وارد ہونے لگی اور ان کے حقیقی جوہر اسی مرز و بوم میں چمکے۔ ہمایوں، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے عہد میں تمدنی حالات کی بہتری، مذہبی آزاد فضا، معاشی آسودگی کے مواقع، محفوظ سفر کی سہولتوں اور اہلِ برصغیر کی فیاضی اور مہمان نوازی نے ایرانی دانشمندوں کے جمِ غفیر کو برصغیر میں یوں کھینچا کہ ان کی اکثریت یہیں پیوندِ خاک ہوئی ہے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں ۵۱/ ایسے شعرا کی فہرست دی ہے جو اکبر کی خاص حمایت میں تھے۔ عبدالقادر بدایونی نے اپنے مسافر اور شناسا ایرانی اربابِ فن کی تعداد ۱۶۹/ لکھی ہے۔ (۷۵)

مضمون ''**کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''تاریخ کے آئینے میں''، ''اسلامی رشتے''، ''روحانی روابط''، ''ادبی روابط'' اور ''ایران اور کشمیر عہدِ حاضر میں'' کے عنوانات کے تحت ایران اور کشمیر کے اسلامی، روحانی، علمی و ادبی روابط کا ذکر کیا ہے اور مستند تاریخی حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ ایرانی تہذیب و ثقافت سے اثر پذیری کی وجہ سے کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' قرار دیا گیا ہے۔ کشمیر و ایران کے صوری اور معنوی روابط قدیم ایام سے اب تک کما کان باقی ہیں اور یہ روابط ایران اور پاکستان کے برادرانہ روابط کی ایک کڑی محسوب ہوتے ہیں۔ (۷۶)

مقالے ''**معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''اسلام اور معاشی مسائل''، ''ایران کا اسلامی انقلاب''، ''ایران اور معاشیات''، ''ظلم میں مدد''، ''اقتصادِ توحیدی''، ''تاویل و تحقیق''، ''معاشی جنگ کا معاد'' اور ''اسلام کی مالی اور مالیاتی پالیسیاں'' کے تحت سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں اور اسلام کے اقتصادی نظام کے محاسن بیان کیے ہیں۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ اسلام نے دیگر امور کی طرح انسان کے معاشی مسئلے کے حل کے لیے رہنما اصول دیے ہیں جن کی روشنی میں ہر مسلمان ملک اپنے مخصوص حالات کی روشنی میں اپنی مفصل اقتصادی پالیسی وضع کر سکتا ہے۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلامی جمہوریہ ایران کے پہلے منتخب صدر ڈاکٹر ابوالحسن بنی صدر (پی ایچ ڈی معاشیات) اور ایران کے اس وقت کے دیگر رہنماؤں کے معاشی افکار پیش کیے ہیں اور ان کی روشنی میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ پندرہویں صدی ہجری میں اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے ذریعے سارا عالمِ اسلام اس دینِ مبین کی برکات سے مستفید ہوگا اور دنیا نے اس دین کے بعض شعون مثلاً اقتصادیات پر بھی غور کیا تو اسے انسانی مسائل کا حل اس دین کی تعلیمات میں نظر آئے گا۔

نوع انساں را پیامِ آخریں حامل او رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) (۷۷)

مقالے **''پاکستان پر ایران کے تمدنی اثرات''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''دینی اثرات''، ''لسانی اثرات''، ''ادبیاتِ ایران'' اور ''ایران کے فنونِ لطیفہ'' کے عنوانات کے تحت متعدد حوالہ جات دے کر برصغیر پاک و ہند، خصوصاً پاکستان پر ایرانی تہذیب و تمدن کے دینی، لسانی، ادبی اور فنی اثرات بیان کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایرانی نوابغ کو متاثر کر رہے ہیں اور اردو زبان کے بعض کلمات بھی فارسی میں وارد ہوتے جا رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ آئندہ ایران اور پاکستان کی تمدنی ہم آہنگی کی نئی جہتیں متعین ہوتی رہیں گی۔ (۷۸)

''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' آٹھ مضامین پر مشتمل کتاب ہے جس میں ڈاکٹر عطش درانی کے دو مضامین، محمد طاہر منصوری کے چار مضامین، میاں بشیر احمد کا ایک مضمون اور ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شامل ہے۔ یہ تمام مضامین ہندوستان، ایران، مصر، شام، ترکی، ملائیشیا اور اردن کی قومی زبانوں کے اداروں پر لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مشمولہ مضمون ''فرہنگستان زبان ایران'' کے عنوان پر مشتمل ہے۔ (۷۹)

مقالے **''فارسی کتبِ اخلاق پر ایک نظر''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ متکلمین اسلام کے نزدیک معرفتِ خداوندی اور علمِ اخلاق کے تین معروف طریقے رہے ہیں: (۱) حسی و تجربی (۲) خبری و دینی (۳) نظری و استدلالی۔ فارسی میں ان معروف طریقوں پر مشتمل کتبِ اخلاق کا نہایت قابلِ قدر سرمایہ ملتا ہے۔ فارسی زبان کے مصنفین ذولسانین تھے۔ اس لیے انھوں نے کتبِ اخلاق عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھی ہیں۔ فارسی کتبِ اخلاق میں فضائل و رذائل کی بحث ملتی ہے اور ثواب و عذاب یا خیر و شر کی خبر بھی ملتی ہے۔ ان میں سلوک و عرفان اور احوال و مقامات کی اخلاق آموز توجیہات بھی ملتی ہیں۔ یہ کتب نثر یا نظم یا دونوں کے آمیزے کی صورت میں ملتی ہیں۔ ان میں سے متعدد کتب برصغیر یا ایران وغیرہ میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور بہت سی کتب ایسی بھی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکیں۔ فارسی کتبِ اخلاق کے بارے میں اہم امور کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک کی چند نہایت اہم اور بہت زیادہ مشہور کتبِ اخلاق پر مختصراً بحث کی ہے اس کے بعد انھوں نے نویں صدی ہجری کے بعد کی فارسی کتبِ اخلاق کے نام لکھے اور ان کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ (۸۰)

مقالے **''فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاق جلالی)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کی اہم و مشہور کتبِ اخلاق کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔ بعض کتب سے کچھ اقتباسات بھی دیے ہیں۔ انھوں نے نظامِ فتوّت اور نظامِ تصوّف کے اخلاقی پہلوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلام زندگی کی وحدت پر متوجہ ہے اور حقیقی روحانیت جملہ اعمال کو

اتحاد اور یگانگت دینے سے ہاتھ لگتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے تصوف و عرفان بھی اخلاق کا ہی ایک شعبہ ہے اور ان شعبوں کے کئی ذیلی عنوانات ہیں، جیسے فتوت یا جوانمردی جو تصوف سے کافی مربوط اور ایک بے حد مقبول نظام اخلاق رہا ہے۔

فارسی کتبِ اخلاق کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تصوف وفتوت سے متعلقہ اہم و مشہور کتب کا ذکر بھی کیا ہے۔ اپنے مقالے کے آخر پر انھوں نے معروف فلسفی اور دانشور ملا جلال الدین دوانی شیرازی کی کتاب ''اخلاقِ جلالی'' کا قدرے مفصل تعارف پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''اخلاقِ جلالی'' کا پورا نام ''لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق'' ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنف نے مناسب آیات، احادیث، اشعار اور تمثیلات کی مدد سے دلآویز انداز سے مضامینِ اخلاق بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اخلاقِ جلالی'' کے تینوں ابواب کے عنوانات اور ذیلی عنوانات کے حوالے سے اس کے مضامین کا تعارف پیش کیا ہے اور موضوعات کی مناسبت سے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر ''اخلاقِ جلالی'' کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس میں انھیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ (۸۱)

مضمون ''**پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دلچسپ اور دلکش انداز سے افسانوی طرز پر پاکستان کے مشرقی گوشے میں واقع صحت افزاء سیاحتی مقام ''مری'' کی تاریخ بیان کی ہے۔ انھوں نے اس کے قبائل (ڈھونڈ یعنی عباسی، کھٹیوال اور ستی)، موسموں، نظامِ آب پاشی، اہم فصلوں، پیشوں اور دستکاریوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً پروفیسر حیدری کے حوالے سے ''مری'' کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> ''گول ڈھیری کی سی شکل میں بنی ہوئی قبر کو مقامی زبان میں ''مڑھی'' کہا جاتا ہے اور اسی لفظ کی صورت انگریزی میں بدل کر 'مری' ہو گئی۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون مری کے علاقہ اور یہاں کے لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے۔ (۸۲)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

English Articles on General Literature

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں درج ذیل ۵ مقالات و مضامین اور ۴ تبصرات لکھے:

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry	Iqbal	23:3	July, 1976	27-58
02.	Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'	Journal of the P.H.S	XVIII Part III	July, 1970	180-190
03.	Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services	Iqbal	22:1	Jan, 1975	61-70
04.	Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi	Iqbal	25:3	July, 1978	17-24
05.	Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs	Iqbal	26:1	Jan, 1979	1-12

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on General Literature

No.	Title	Journal	Volume	Date	Pages
01.	Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid	Iqbal Review	20:1	April, 1979	75-76
02.	Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi	Iqbal Review	30:1	April-June 1989	169
03.	Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.	Iqbal	42:1	Jan, 1995	21-34
04.	Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)	Iqbal Review	20:3	October, 1979	101-102

ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات و مضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

English Articles on General Literature

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعرا'' میں (صفحات ۱۷۳تا۱۷۷پر) حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی نثر و نظم کے محاسن بیان کیے ہیں اور علامہ اقبال کے ہاں خسرو کے ذکر و تتبع پر اظہارِ رائے کیا ہے۔انھوں نے اپنے مقالے ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' مطبوعہ سہ ماہی اردو، اشاعت ۱۹۷۶ء اور مقالے ''حضرت امیر خسرو کے دواوین کے

دیباچہ''، مطبوعہ مجلّہ ''صحیفہ''، اشاعت مارچ ۱۹۷۷ء میں امیر خسرو کی شخصیت، ان کی تصانیف اور ان کے کلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے ''امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار''، مطبوعہ ''المعارف''، اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۷ء میں بھی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اپنے انگریزی مقالے **"An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry"** میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے تعارف اور حالاتِ زندگی کے مختصر و جامع تذکرہ کے بعد ان کی منثور و منظوم تصانیف پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر تصانیف میں نثر و نظم کی مسلمہ خصوصیات کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ ان خصوصیات کے سلسلے میں ذاتی اتفاق و اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد اپنی نظم و نثر کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی نظم و نثر کی ان خصوصیات پر تحقیقی و تنقیدی رائے دی اور متعدد مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔ انھوں نے تقابل و موازنہ کے لیے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد فارسی اشعار اور چند ایک فارسی غزلیں مع انگریزی ترجمہ دی ہیں۔ مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ امیر خسرو نے دیگر معروف شعرا فردوسی، انوری، سعدی، حافظ، عرفی اور نظیری کے برعکس قریباً ہر موضوع پر معروف شعری اصناف میں لکھا اور کمیت و کیفیت میں ان شعرا میں سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔ امیر خسرو، اقبال کے بعد برصغیر کے دوسرے بڑے فارسی شاعر ہیں۔ (۸۳)

ابو العباس الناصر الدین اللہ خاندانی عباسیہ کے چونتیسویں خلیفہ تھا۔ انھوں نے عباسیہ خاندان میں سے سب سے زیادہ عرصہ ۴۷ برس (۵۷۵-۶۲۲ھ / ۱۱۸۰-۱۲۲۵ء) حکومت کی۔ انھوں نے نظامِ فتوت یا جوانمردی میں خصوصی دلچسپی لی اور اسے وسیع پیمانے پر رائج کیا۔ خلیفہ الناصر نے باقاعدہ لباس فتوت زیب تن کر کے فتیان میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ خلیفہ الناصر کے تمام درباری، اعزہ و اقارب اور اس کی قلمرو کے تمام حکمرانوں نے نظامِ فتوت میں شمولیت اختیار کر لی۔ جس وجہ سے اسلامی سلطنت کے قریباً تمام علاقوں میں نظامِ فتوت رائج ہو گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **"Caliph Al.Nasir Li.Din Allah and the System of Futuwwat"** میں ''فتوت یا جوانمردی''، ''الناصر کی شخصیت''، ''الناصر کی فتوت میں دلچسپی''، ''فتوتِ ناصری کا اثر'' اور ''فتوت کی تحریک کا زوال'' کے عنوانات کے تحت فتوت کا مفہوم، اس کی تاریخ، نظامِ فتوت کے قواعد و ضوابط، خلیفہ الناصر کی شخصیت، نظامِ فتوت میں الناصر کی دلچسپی اور اس کے نفاذ میں اس کے کردار اور تحریکِ فتوت کے زوال کے بارے میں متعدد علمی و ادبی اور تاریخی حوالہ جات سے مقالے کا نفسِ مضمون واضح کیا ہے اور نظامِ فتوت کی ترویج کے سلسلے میں خلیفہ الناصر کے کردار کو سراہا ہے۔ (۸۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان، سید علی ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، حالات، آثار اور چھ منتخبہ رسائل پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ انھوں نے ان کے کئی رسائل کے متن کی تدوین، تصحیح اور تحشیہ کی خدمات سرانجام دیں اور ان کے اردو میں تراجم بھی کیے۔ زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم تا باب پنجم میں اقبالیاتی ادب، غیر اقبالیاتی ادب، تراجم اور تبصرات کے عنوانات کے تحت ان کی ایسی تمام کتب، مقالات و مضامین (تالیفات، تصانیف اور تراجم) پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے انگریزی مقالے **"Hazrat Shah-i-Hmadan: Life and**

"Services" میں شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور ان کی دینی اور علمی و ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے۔(۸۵)

مرزا محمد حیدر دوغلات (۹۰۸ تا ۹۵۸ھ/۱۴۹۹ تا ۱۵۵۱ء) وسطی ایشیا کی چغتائی ترک قوم کے دوغلات قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر کا رشتہ دار تھا۔ دوغلات نے برصغیر پاک و ہند، خصوصاً کشمیر کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس نے وسطی ایشیا میں ترک و مغل حکمران کی آٹھویں تا دسویں صدی ہجری / چودھویں تا سولھویں صدی عیسوی تک کی تاریخ مرتب کی تھی جو ''تاریخ رشیدی'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب مشرقی و مغربی ترکستان کی تاریخ پر مشتمل ہے اور بخارا، فرغانہ، تبت، لدّاخ، بلتستان، گلگت، چترال، بدخشاں اور کشمیر کی تاریخ پر بھی کچھ روشنی ڈالتی ہے۔ مصنف و مورخ نے بعض کم معروف صوفیہ کے سوانحی خاکے بھی دیے ہیں۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند کے بارے میں اس کی آرا اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کتاب میں بابر اور ہمایوں کے حالاتِ زندگی اور اہم معاملات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ''تاریخ اصل'' کے نام سے اور دوسری جلد ''مختصر'' کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری جلد مورخ کے اپنے حالاتِ زندگی اور اہم عصری واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد، پہلی جلد سے پہلے ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء میں لکھی گئی تھی۔ پہلی جلد ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں لکھی گئی تھی۔ کتاب کا اختتام ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء کے واقعات پر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **"Historian Haider Dughlat and His Tarikh-i-Rashidi"** میں مرزا محمد حیدر دوغلات کی شخصیت، کردار، خدمات، کشمیر میں اس کے دورِ حکومت اور ''تاریخ رشیدی'' کے مندرجات کا مختصر اور جامع انداز سے ذکر کیا ہے اور مستند حوالہ جات دے کر کتاب اور اس کے متن کی اہمیت اجاگر کی ہے۔(۸۶)

انگریزی مقالے **"Moulana Muhammad Ali Jauhar: Life long Involvement in the Muslim Affairs"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا محمد علی جوہر (۱۰ دسمبر ۱۸۷۰ء تا ۵ جنوری ۱۹۳۱ء) کی شخصیت، سوانح حیات، آثار اور زندگی بھر کی ملی خدمات پر تعارف و تبصرہ پیش کیا ہے۔ بحیثیت مصنف، شاعر، صحافی، سیاسی رہنما اور ترجمان کے مولانا محمد علی جوہر نے قریباً ۲۵ سال کے عرصے میں بھرپور انداز سے عالمِ اسلام کی ترقی اور مسلمانانِ برصغیر کے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ انھوں نے کانگرس و مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں، مسجد کانپور کے واقعہ، تحریک خلافت، انجمن خدام کعبہ کی مساعی اور مسلمانانِ برصغیر اور مسلمانانِ عالم کے مسائل کے حل کے لیے صفِ اول کے رہنما کے طور پر بھرپور جدوجہد کی۔ انھوں نے عالمِ اتحاد کے اسلام کے لیے اور نظریۂ پاکستان کی تخلیق کے ضمن میں نہایت صدق و خلوص سے فکری و عملی محاذ پر فعال کردار ادا کیا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تقسیم بنگال کی تنسیخ''، ''مسجد کانپور کا واقعہ''، ''خدامِ کعبہ''، ''اسلامی اتحاد''، ''مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان'' اور ''مولانا جوہر کا کردار'' کے عنوانات کے تحت متعدد مستند حوالہ جات اور مولانا حالی کے اردو و فارسی اشعار دے کر مولانا محمد علی جوہر کی ملی خدمات پر اظہار رائے کیا ہے۔(۸۷)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے
Book Reviews on General Literature

ڈاکٹر محمد ریاض نے لفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ خواجہ عبد الرشید کے تحقیقی ، تاریخی مقالات پر مشتمل کتاب **"Historical Dissertations"** کی جلد دوم پر تبصرہ تحریر کیا جو "Iqbal Review" میں شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب ۱۶ مقالات پر مشتمل ہے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے تھے۔ یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں پراگریسو بکس سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں شامل مقالات فنِ تعمیر، فنِ مصوری، فنِ خطاطی، فنِ جمع آوری سکہ جات اور تاریخی حقائق سے متعلق ہیں۔ تمام مقالہ جات کے ساتھ مستند حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ اس کے پندرھویں مقالے کا عنوان ''علامہ اقبال اور نپولین بونا پارٹ کے آباؤ اجداد'' (Allama Iqbal and the Ancestry of Nepoleon Bonaparte) ہے۔ یہ مقالہ چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں خواجہ عبد الرشید نے علامہ اقبال سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے اور متعدد حوالہ جات سے واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کی رائے کے مطابق نپولین کے آباؤ اجداد عربی النسل تھے اور ان کی یہ رائے مبنی بر حقائق ہے۔ (۸۸)

اپنی تحریر ''سید غلام رضا سعیدی کی وفات پُر ملال'' **"Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مشہور ایرانی سکالر و مترجم سید غلام رضا سعیدی (م: ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء) کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا تعارف کرایا اور انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت سید غلام رضا سعیدی کی عمر قریباً ۹۵ برس تھی۔ وہ فارسی و انگریزی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سے انگریزی و عربی مقالات اور کتب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ان تراجم میں علامہ اقبال سے متعلقہ مقالات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریریں بھی شامل تھیں۔ علامہ اقبال سے متعلقہ ان کے فارسی میں مترجمہ مقالات ''اقبال ریویو'' میں شائع ہوتے رہے۔ اقبال شناسی سے متعلقہ ان کا پہلا کام ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا۔ وہ پاکستان میں دو بار آئے تھے۔ دوسری اور آخری بار وہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں اقبال کی یاد میں ہونے والی صد سالہ تقریبات میں شمولیت کے لیے آئے تھے۔ (۸۹)

اپنے تبصرہ **"Umer Bin Abd ul Aziz"** میں ڈاکٹر محمد ریاض مولانا عبد السلام ندوی کی کتاب ''عمر بن عبد العزیز'' کے انگریزی ترجمہ پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولانا عبد السلام ندوی (م ۱۹۵۴ء) علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد تھے اور دار المصنفین کے مشہور ترین مصنفین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انھوں نے بنو امیہ کے مشہور خلیفہ عمر بن عبد العزیز کی حیات اور دینی خدمات پر گراں قدر کتاب تالیف کی تھی جس کا انگریزی میں ہادی حسین نے ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے ادارہ ثقافت اسلامیہ نے شائع کیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز کی دینی خدمات اور سنہری دورِ حکومت کی وجہ سے انھیں تاریخِ اسلام میں بہت اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ کتاب معیارِ ترجمہ، معیارِ طباعت اور نفسِ مضمون کی صحت کی بنا پر نہایت اعلیٰ علمی شہ پارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مترجم محمد ہادی حسین نے ترجمے کے شروع میں قریباً اٹھارہ صفحات پر مشتمل ''تعارف'' دے کر اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے۔ (۹۰)

حوالہ جات وحواشی

01۔ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر

۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران اور کشمیر کے گوناگوں روابط، مشمولہ: ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر، مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی، (آزاد کشمیر: جشنِ ایران کمیٹی، مظفرآباد، باراول، ۱۹۷۱ء)، ص ۵

۲۔ ایضاً، ص ۳۷ تا ۵۲

۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر کبیر سید علی ہمدانی اوران کا رسالہ دہ قاعدہ، مشمولہ: ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر، مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی، ص ۱۷۱ تا ۱۹۸

02۔ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ

۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل)، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، ستمبر ۱۹۸۸ء)، ص ۹ تا ۱۰

۵۔ ایضاً، ص ۶

03۔حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۵۳

عبدالرشید، شیخ، پیش گفتار، مشمولہ: شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی (فارسی)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴

۷۔ سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (مقالہ ایم فل اقبالیات)، ص ۸

05۔سفرنامہ روم، مصر، شام

۸۔ محمد شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العلماء، ''سفرنامہ روم، مصر، شام'' تدوین وتصحیح وتحشیہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: زیڈ۔اے پبلشرز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۳ تا ۴

۹۔ ایضاً، ص ۲۱۵

06۔فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی، ''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۳ تا ۶

۱۱۔ ایضاً، ص ۹ تا ۱۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰

۱۳۔ ایضاً،ص۴۲

۱۴۔ ایضاً،ص۲۰۹ تا ۲۱۰

07۔مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے

۱۵۔ عطش درانی،محمد طاہر منصوری،ڈاکٹر محمد ریاض ومیاں بشیر احمد،''مشرقی ممالک قومی زبان کے ادارے''(اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان،باردوم،۱۹۸۵ء)،ص ۷

۱۶۔ ایضاً،ص۷۳ تا ۸۷

غیراقبالیاتی ادب پر اردو مقالات ومضامین

۱۷۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''رحمۃ اللعالمین ﷺ''،مشمولہ:مجلّہ''ماہ نو''،جلد۲۳،شمارہ ۵،(کراچی:ادارہ مطبوعات،مئی ۱۹۷۰)،ص۶ تا ۸

۱۸۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب''،مشمولہ:مجلّہ''فکرونظر''،جلد۱۶،شمارہ ۸،(اسلام آباد:ادارہ فکرونظر،فروری ۱۹۷۹)،ص۹۱

''حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب،مشمولہ:کتاب''فاران''،جلد۸،شمارہ۲۳،کراچی:دفتر ماہنامہ فاران،ناظم آباد۴،نومبر ۱۹۷۱ء)،ص۱۱

۱۹۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ،''نعت نبوی ﷺ فارسی شاعری میں'' مشمولہ : ماہنامہ'' فاران'' ، جلد ۸ ،شمارہ ۲۳، کراچی:دفتر ماہنامہ فاران،ناظم آباد۴،نومبر ۱۹۷۱ء)،ص۱۶ تا ۲۵

۲۰۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''سیرت انبیاء کے ابدی نشانات''،مشمولہ:''فکرونظر''،جلد۱۷،شمارہ۵ تا ۶ (اسلام آباد:ادارہ فکرو نظر،نومبر ۱۹۷۹ء)،ص۸۲ تا ۹۶

۲۱۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات''،مشمولہ:''فکروخیال''،جلد۸،شمارہ۳(کراچی:بورڈ آف ایجوکیشن ،مارچ ۱۹۷۰)،ص۵ تا ۱۷،۳۷

''ابن سینا،ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر''،مشمولہ:ماہنامہ اظہار،جلد۱۲،شاعہ۳۔۴(کراچی:شعبہ مطبوعات،محکمہ اطلاعات حکومتِ سندھ،مارچ،مارچ،اپریل ۱۹۹۱ء)،ص۴۷ تا ۸۷

۲۲۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو''مشمولہ:الولی،جلد۶،شمارہ۱۱۔۱۲(حیدرآباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی،فروری ومارچ ۱۹۷۸ء)،ص۵ تا ۲۰

۲۳۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری''،مشمولہ:''فکرونظر''،جلد۱۷،شمارہ۹(اسلام آباد:ادارہ فکرونظر، مارچ ۱۹۸۰ء)،ص۱۷ تا ۲۵

۲۴۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''فارسی نثر کی اقسام اور ادوار''،مشمولہ:رومی کا تصورِ فقر،ص۳۰۳ تا ۳۱۲

۲۵۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی علوم وفنون کی سرپرستی کے آئینے میں)''،مشمولہ:فکرو نظر،جلد۸،شمارہ۵(اسلام آباد:ادارہ تحقیقاتِ اسلامی،نومبر ۱۹۷۰ء)،ص۳۲۷ تا ۳۳۵

۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''شاہ ہمدان''مشمولہ: اقبال، جلد۱۹، شمارہ۴ (لاہور: بزم اقبال، اپریل، جون۱۹۷۲ء) ص۷۰ تا ۱۰۱
''میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: المعارف، جلد۵، شمارہ۶ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامی، جون ۱۹۷۳ء) ص۳۹ تا ۵۱
''میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: ماہ نو، جلد۲۲، شمارہ۳ (کراچی: ادارہ مطبوعات، مارچ ۱۹۶۹ء) ص۶۹ تا ۷۳

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،'' ذخیرۃ الملوک''مؤلفہ میر سید علی ہمدانی: ایک مطالعہ اور تحقیق، مشمولہ: مجلّہ'' دانش''، جلد۱،۲، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، موسم گرما ۱۹۸۵ء) ص۷۱ تا ۱۰۵
''حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ: ذخیرۃ الملوک''، مشمولہ:''رومی کا تصور فقر''، ص۵۴ تا ۸۴

۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''روضات الجنان و جنات الجنان''، مشمولہ: المعارف، جلد۴، شمارہ۱۲ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، دسمبر ۱۹۷۱ء) ص۴۳ تا ۴۸

۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''حضرت میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: الولی، جلد۲، شمارہ۵ (سندھ: حیدر آباد، اگست ۱۹۷۳ء) ص۴۷ تا ۵۶

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''سعدی کی مومنانہ فراست''، مشمولہ: ماہنامہ''قومی زبان''، جلد۵۲، شمارہ۱۰ (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، اکتوبر ۱۹۸۲ء) ص۵ تا ۱۳

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بین الاقوامی شہرت''، مشمولہ: المعارف، جلد۳، شمارہ۱۲ (لاہور ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، دسمبر ۱۹۷۰ء) ص۸ تا ۱۰

۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''بیدل۔ فکر و نظر''، مشمولہ: سہ ماہی''ادبیات''، جلد۱، شمارہ۲ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء)، ۹۶ تا ۱۰۹

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''میرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی''، مشمولہ:''علم کی دستک''، جلد۵، شمارہ۴ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء) ص۴۴ تا ۶۵

۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''حضرت قائداعظم کے بعض کارنامے''، مشمولہ: ماہِ نو، جلد۳۵، شمارہ۱۲ (لاہور: دفتر ماہِ نو، دسمبر ۱۹۸۲ء) ص۱۵ تا ۱۹

۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''قائداعظم کا کردار دستاویزات کی روشنی میں''، مشمولہ: ماہنامہ''اظہار''، جلد۸، شمارہ۳ (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقاتِ عامہ، ستمبر تا اکتوبر ۱۹۸۵ء) ص۴۱ تا ۴۳

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''غالب اور تقلید عرفی''، مشمولہ: المعارف، جلد۵، شمارہ۷ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ جولائی ۱۹۷۲ء) ص۱۸ تا ۲۶

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''غالب کی قصیدہ گوئی''، مشمولہ: ماہ نو، جلد۲۳، شمارہ۲ (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، فروری ۱۹۷۰ء) ص۵۹

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''رومی کا تصورِ فقر''، مشمولہ:''رومی کا تصورِ فقر''، (کتاب) ص۲۴۶ تا ۲۶۳
''رومی کا تصورِ فقر''، مشمولہ:''علم کی دستک''، جلد۴، شمارہ۲ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اپریل تا جون

۱۹۸۴ء) ص ۵۸ تا ۶۹

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''رومی: شروح: مثنوی شریف''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۲۲۷ تا ۲۴۵

۴۰۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر مولانائے روم کی زبان سے''، مشمولہ : المعارف، جلد ۱۳، شمارہ ۱۲ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، دسمبر ۱۹۸۰ء) ص ۱۲ تا ۲۰

۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۱، شمارہ ۸ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامی، اگست ۱۹۷۸ء) ص ۱۷ تا ۳۱

۴۲۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''مولانائے روم کے مکاتیب''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۱۸، شمارہ ۱ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر ، جولائی ۱۹۸۰ء) ص ۴۸ تا ۶۰

''مولانائے روم کے مکاتیب''، مشمولہ: ''رومی کا تصورِ فقر''، ص ۲۶۴ تا ۲۷۹

''مکتوبات وخطبات رومی''، ص ۲ تا ۵

۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابن باجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں''، مشمولہ: اقبالیات (ریویو)، جلد ۲۹، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء) ص ۱۰۶ تا ۱۳۹

۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ''، مشمولہ: الولی، جلد ۶، شمارہ ۷ (حیدر آباد: ادارہ الولی، اکتوبر ۱۹۷۷ء) ص ۳۵ تا ۳۶

۴۵۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار''، مشمولہ: المعارف ، جلد ۱۰، شمارہ ۲۔۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، فروری، مارچ ۱۹۷۷ء) ص ۵۳ تا ۶۱

۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بدیع الزمان فروزانفر خراسان مرحوم''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۸، شمارہ ۶ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر ، دسمبر ۱۹۷۰ء) ص ۴۵۷ تا ۴۶۱

۴۷۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''حافظ اور گوئٹے''، مشمولہ : سہ ماہی اردو ، جلد ۵۷، شمارہ ۱ (کراچی : انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۱ء) ص ۱۱۳ تا ۱۲۶

۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حرفِ چند...... بیاد ماہر''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۳۰، شمارہ ۹ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، دسمبر ۱۹۷۸ء) ص ۱۹۱ تا ۱۹۵

۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سلاطین کشمیر کا علمی ذوق''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۱، شمارہ ۹، اشاعت دسمبر ۱۹۶۹ء، ص ۲۷ تا ۳۵

۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۲۹۴ تا ۳۰۲

۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۳۹۶ تا ۴۱۸، مشمولہ: فاران، جلد ۲۳، شمارہ ۲ (کراچی: فاران مئی ۱۹۷۱ء) ص ۲۵ تا ۳۲

۵۲۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، ''شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی''، مشمولہ: المعارف ، جلد ۵، شمارہ ۳ (لاہور : ثقافت اسلامیہ، مارچ ۱۹۷۲ء) ص ۴۱ تا ۴۴

۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: الولی، جلد۲، شمارہ۹ (حیدر آباد (سندھ): ادارہ الولی، دسمبر۱۹۷۳ء)، ص۴۹ تا ۵۸

۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' علامہ تفضّل حسین کشمیری''، مشمولہ: المعارف، جلد۵، شمارہ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر۱۹۷۲ء)، ص۲۵ تا ۲۸

۵۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، جلد۵، شمارہ۲۱ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، خزاں۱۹۹۲ء)، ص۲۹ تا ۳۷

۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' ملاصدر کے الٰہیاتی افکار''، مشمولہ: اقبالیات (اردو)، جلد۳۰، شمارہ۳، ۱ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی۱۹۸۹ء، جنوری۱۹۹۰ء)، ۴۵ تا ۸۱

۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس (ایک تعارف)''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۲۸، شمارہ۳ (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، جنوری تا مارچ۱۹۹۱ء)، ص۳ تا ۲۵

۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں''، مشمولہ: بصائر، جلد۶، شمارہ۱، ۲ (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری و اپریل۱۹۶۹ء)، ص۱ تا ۲۰

۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اسلام اور دورِ جدید۔ پندرہویں صدی ہجری میں جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردو قبول''، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، جلد۴، شمارہ۵ (کراچی: محکمہ اطلاعات (مطبوعات)، نومبر۱۹۸۱ء)، ص۴۲ تا ۵۸

۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اسلام اور رواداری، احترام زندگی اور اسلام''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد۵، شمارہ۴ (کراچی: ادارہ اطلاعات، اکتوبر۱۹۸۲ء)، ص۲۵ تا ۲۸

۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغ اسلام''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۲۶، شمارہ۲ (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اکتوبر۔ دسمبر۱۹۸۸ء)، ص۷۷ تا ۹۳

۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت''، مشمولہ: ماہنامہ ''الحق''، جلد۶، شمارہ۸ (سرحد: اکوڑہ خٹک، مئی۱۹۷۱ء)، ص۲۵ تا ۲۸

۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''صابئین اور ان کے دو گروہ''، مشمولہ: ''العلم''، جلد۲۰، شمارہ۲ (کراچی: ادارہ العلم، اپریل تا جون ۱۹۷۱ء)، ص۲۰ تا ۲۵، خصوصاً ص۲۴

۶۴۔ مزید وضاحت کے لیے دیکھیں: تفسیر ابن کثیر; from.mohaddis.com/threads/32403

۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''صوفیہ کا فرقہ ملامیتہ''، مشمولہ: المعارف، جلد۲، شمارہ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر ۱۹۶۹ء)، ص۱۶ تا ۲۲

۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علوم اسلام کے چند اہم ماخذ''، مشمولہ: المعارف، جلد۴، شمارہ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر۱۹۷۱ء)، ص۲۷ تا ۳۹

۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قرآن مجید اور چند فارسی امثال''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۱۶، شمارہ۹ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر،

مارچ ۱۹۷۹ء)،ص ۱۲۴ تا ۱۳۹ خصوصاً ۱۲۴،۱۲۵،۱۲۸،۱۳۴،۱۳۶

۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قلب اور اس کی اقسام''، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، جلد ۱۷، شمارہ ۲ (کراچی: دفتر ماہنامہ بینات، اکتوبر ۱۹۷۰ء)، ص ۵۱ تا ۵۸

۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مسجد قرطبہ''، مشمولہ: ماہ نو، جلد ۲۵، شمارہ ۴ (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل ۱۹۷۲ء)، ص ۲۳ تا ۲۵

۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیمات اسلام کی روشنی میں)''، مشمولہ: البلاغ (کراچی: ادارہ البلاغ، ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ)، ص ۴۱ تا ۵۰

۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نکتۂ توحید''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۳، شمارہ ۳ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، جون ۱۹۷۱ء)، ص ۱۰ تا ۱۹

۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فتوت یا جوانمردی'......مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر ۱)''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۷، شمارہ ۸ (اسلام آباد: تحقیقاتِ اسلامی، فروری ۱۹۷۰ء)

''فتوت یا جوانمردی'......مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر ۲)''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۷، شمارہ ۸، مارچ ۱۹۷۰ء)، ص ۸۴۹ تا ۸۶۰

''فتوت یا جوانمردی '......مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (آخری قسط)''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۷، شمارہ ۱۰، اپریل ۱۹۷۰ء)، ص ۷۵۲ تا ۷۶۸

۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات''، مشمولہ: المعارف، جلد ۷، شمارہ ۷ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، جولائی ۱۹۷۴ء)، ص ۱۵ تا ۲۶

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نظامِ فتوت (تعاونِ باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۵، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۷۸ء)، ص ۵۱ تا ۱۰۲

''نظام فتوت چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۴، شمارہ ۳۔۴ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات، ستمبر/ اکتوبر ۱۹۸۱ء)، ص ۴۱ تا ۶۱؛ ''نظامِ فتوت (جوانمردی)، مشمولہ: رومی کا تصور فقر، ص ۹۵ تا ۱۵۰

۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایرانی ارباب کمال برصغیر پاک و ہند میں''، مشمولہ: صحیفہ، جلد ۹۲، شمارہ ۱۹۰ (لاہور: مجلس ترقی ادب، جنوری ۱۹۷۷ء)، ص ۳۸ تا ۴۷

۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط''، مشمولہ: المعارف، جلد ۶، شمارہ ۲،۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، فروری تا مارچ ۱۹۷۳ء)، ص ۵۵ تا ۶۶

۷۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''معاصر ایرانی راہنماؤں کے معاشی افکار''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۴، شمارہ ۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، مارچ ۱۹۸۱ء)، ص ۳ تا ۱۸

۷۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پاکستان پر ایران کے تمدنی اثرات''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۲۸۰ تا ۲۹۳

۷۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فرہنگستان زبان ایران''، مشمولہ: ''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باردوم، ۱۹۸۵ء)، ص ۷۱ تا ۷۹

اس مضمون پر کتاب ''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' کے عنوان کے تحت تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

۸۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۱۸، شمارہ ۹ (اسلام آباد ادارہ تحقیقات اسلامی، فروری ۱۹۸۱ء)، ص ۲۰ تا ۳۷

۸۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاق جلالی)''، مشمولہ: اظہار، جلد ۷، شمارہ ۹ تا ۱۰ (کراچی: ادارہ اطلاعات، مارچ، اپریل ۱۹۶۵ء)، ص ۳۳ تا ۴۰

۸۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)''، مشمولہ: ماہِ نو، جلد ۲۲، شمارہ ۱۱ (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان نومبر ۱۹۶۹ء)، ص ۳۱ تا ۳۸

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

83. Muhammad Riaz, Dr. "An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry", Included: "Iqbal", Volume: XXIII, No.3, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, July 1976), Page# 27-58
84. Muhammad Riaz, Dr. "Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of Futuwwat", Included: Journal of the Pakistan Historical Society, Volume XVIII, Part III, (Karachi: Historical Society, July 1970), Page# 180-190
85. Muhammad Riaz, Dr. "Hadrat Shal-i-Hamdan: Life and Services", Included: "Iqbal", Volume XXII, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, January 1975), Page# 61-70

تفصیلات کے لیے زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم تا باب پنجم میں شاہِ ہمدان سے متعلقہ کتب ومقالات اور تراجم پر تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

86. Muhammad Riaz, Dr. "Historian Haider Dughlat and His Tarikh-i-Rashidi", Included: "Iqbal", Volume XXV, No.3, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, July 1978), Page# 17-24
87. Muhammad Riaz, Dr. "Maulana Muhammad Ali Jauhar: Lifelong Involvement in the Muslim Affairs", Included: "Iqbal", Volume XXVI, No.1,(Lahore: Bazm-i-Iqbal, January 1929), Page# 1-12

مزید تفصیلات کے لیے اقبالیاتی ادب میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے اقبال اور جوہر کے روابط (اکتوبر ۱۹۸۱ء) مطبوعہ مجلّہ ''اقبال'' پر تبصرہ کا مطالعہ کیجئے)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

88. Muhammad Riaz, Dr. "Historical Dissertations"(Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 75-76

89. Muhammad Riaz, Dr. "Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi", Included: "Iqbal Review", Volume 30, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1989), Page# 169
90. Muhammad Riaz, Dr. "Umer Bin Abd Al-Aziz"(Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.3, (Lahore: Iqbal Academy, October 1979), Page# 101-102

باب ششم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی بحیثیت محقق و معلم خدمات

بحیثیت ماہر تعلیم نصاب سازی کی خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب کی نصاب سازی میں نہایت کلیدی کردار ادا کیا۔ انھوں نے انٹرمیڈیٹ، بی اے ،ایم اے اور ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز مرتب کیے۔ کم و بیش تیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کورسز میں کوئی ردوبدل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور اقبالیاتی زبان و ادب پر نہ صرف عبور رکھتے تھے بلکہ وہ ان کی تعلیم و تدریس اور ترویج سے متعلقہ حال و مستقبل کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کا طویل عرصے پر مبنی تجربہ رکھتے تھے۔ اپنے نہایت گہرے اور وسیع تدبر، تفکر، مطالعہ، تعلیمی و تدریسی اور تصنیفی و تالیفی تجربے کی بدولت وہ نصاب سازی کی خصوصی قابلیت کے حامل تھے جس کا بین ثبوت ان کی نصاب سازی کی خدمات ہیں۔

انھوں نے انٹرمیڈیٹ تا ایم فل کی سطح پر بطور مصنف و شریک مصنف درج ذیل کورسز مدون کیے۔ یہ تمام کورسز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں پڑھائے جا رہے ہیں۔

کورس	کوڈ	سطح	یونٹ	صفحات	کارکردگی	بار	اشاعت
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	۱ تا ۱۸	۵۷۳	تدوین، نظر ثانی، تحریر	سِوُم	۲۰۰۸ء
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	۳	۷۹ تا ۱۴۸	شریک مصنف	سِوُم	۲۰۰۸ء
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	۶	۲۰۹ تا ۲۲۶	شریک مصنف	سِوُم	۲۰۰۸ء
اقبالیات	۴۰۵	بی اے	۱ تا ۱۸	۵۲۳	تدوین، نظر ثانی، تحریر	سِوُم	۲۰۰۹ء
علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ	۱۵۰۶	ایم اے	۱۳	۶۶ تا ۱۳۰	مصنف	سِوُم	۲۰۰۱ء
اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا۔۱	۵۷۵۱	ایم فل	۱ تا ۹	۳ تا ۳۹	مصنف		۲۰۰۴ء
اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا۔۲	۵۷۵۲	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۰ تا ۵۳	مصنف		۲۰۰۴ء
علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات۔۱	۵۷۵۵	ایم فل	۱ تا ۹	۱ تا ۴۵	مصنف		۲۰۰۴ء
علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات۔۲	۵۷۵۶	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۶ تا ۶۵	مصنف		۲۰۰۴ء
علامہ اقبال کی تحریروں کا متن۔۱	۵۷۵۷	ایم فل	۱ تا ۹	۱ تا ۴۲	مصنف		۲۰۰۵ء
علامہ اقبال کی تحریروں کا متن۔۲	۵۷۵۸	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۳ تا ۷۹	مصنف		۲۰۰۵ء
اصولِ تحقیق۔۱	۵۷۵۳	ایم فل	۱ تا ۹	۳ تا ۷۲	مصنف		۲۰۰۵ء
اصولِ تحقیق۔۲	۵۷۵۴	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۷۳ تا ۱۳۸	مصنف		۲۰۰۵ء

اقبالیات (انٹرمیڈیٹ) کورس، کوڈ ۳۰۳:۔

اقبالیات، انٹرمیڈیٹ، کورس کوڈ ۳۰۳، اٹھارہ ابواب (یونٹ ۱ تا ۱۸) اور ۵۷۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کورس ٹیم کے چیئرمین کی حیثیت سے یہ کورس مدون کیا تھا۔ انھوں نے اس کی نظر ثانی کا فریضہ بھی سرانجام دیا تھا۔ کورس ٹیم درج ذیل فاضل محققین اور ماہرینِ تعلیم اساتذہ پر مشتمل تھی:

کورس ٹیم، کورس کوڈ ۳۰۳

چیئرمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر صدیق جاوید	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر توصیف تبسم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، راولپنڈی
پروفیسر ڈاکٹر انور محمود خالد	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر مرزا رفیق بیگ	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج اصغر مال، راولپنڈی
پروفیسر محمد جہانگیر عالم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، جھنگ
پروفیسر حسن سجاد سید	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ۱، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر نظیر صدیقی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
نظر ثانی ایڈیشن اول	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
	پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
نظر ثانی ایڈیشن چہارم	ڈاکٹر محمد اکرم شعبہ اقبالیات
تدوین	بشیر محمود اختر
	سلیمان مسعود اختر
ٹی وی پروگرام	امر جلیل قاضی
ریڈیو پروگرام	خلیل انصاری
کورس رابطہ کار:	ڈاکٹر محمد اکرم شعبہ اقبالیات (۱)

اقبالیات (کورس کوڈ ۳۰۴۳) کی فہرست ابواب درج ذیل ہے:

یونٹ نمبر	ابواب	تحریر	صفحات
	کورس کا تعارف		1
1-2	سوانح اقبال	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	7
3	تصانیف اقبال	ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق جاوید	79
4-5	خطوطِ اقبال بنام قائدِ اعظم	محمد جہانگیر عالم	149
6	منظوم مکالمے (ایک پرندہ اور جگنو۔ چانداور تارے)	ڈاکٹر محمد ریاض، حسن سجاد	209
7	اقبال اور نئی نسل (خطاب بہ جوانان اسلام۔ ایک نوجوان کے نام)	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	227
8	عشق رسول ﷺ (بلالؓ۔ صدیقؓ)	ڈاکٹر توصیف تبسم	257
9	اسلام، ماضی اور مستقبل (صقلیہ۔ فاطمہ بنت عبداللہ)	ڈاکٹر توصیف تبسم	283
10	فرد اور ملت (بزمِ انجم۔ پیوستہ رہ شجر سے)	مرزا رفیق بیگ	311
11-12	نثرِ اقبال	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	345
13	ترانہ ہندی اور ترانہ ملی	ڈاکٹر انور محمود خالد	389
14	شکوہ	ڈاکٹر انور محمود خالد	419
15	جواب شکوہ	ڈاکٹر انور محمود خالد	461
16	غزلیات اقبال	نظیر صدیقی	515
17-18	افکارِ اقبال (۲)	نظیر صدیقی	547

''کورس کا تعارف'' پیش کرنے کے بعد یکساں ترتیب کے تحت لکھے گئے ابواب دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کورس کے دو ابواب بطور شریک مصنف تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے پہلے باب (یونٹ ۳) کا موضوع ''تصانیفِ اقبال'' ہے جو انھوں نے ڈاکٹر صدیق جاوید کی شراکت سے تحریر کیا ہے۔ دوسرے باب (یونٹ ۷) کا موضوع ''منظوم مکالمے (ایک پرندہ اور جگنو، چانداور تارے)'' ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ باب پروفیسر حسن سجاد سید کی شراکت سے تحریر کیا ہے۔

یونٹ ۳ (تصانیفِ اقبال) کے شروع میں فہرست عنوانات دی گئی ہے۔ یہ یونٹ ۶۷ صفحات (صفحہ ۸۱ تا ۱۴۸) پر مشتمل ہے۔ اس میں علامہ محمد اقبال کی منظوم اردو تصانیف (بانگ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز حصہ اردو) کا تعارف قدرے تفصیل سے کرایا گیا ہے۔ یہ تعارف قریباً ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ فارسی تصانیف، خطوط کے مجموعات، تقاریر، بیانات اور ملفوظات کا تعارف کافی مختصر بلکہ برائے نام ہے۔ یہ صرف ۷ صفحات (صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۶) پر مشتمل ہے اور انٹرمیڈیٹ کی سطح پر یہ تعارف تسلی بخش نظر نہیں آتا۔ اس یونٹ میں چار مشقیں (خود آزمائی نمبر ۱ تا ۴) دی گئی ہیں۔ پہلی تین مشقوں میں سے ہر ایک مشق میں مختصر طرز کے سوالات اور صحیح جملوں کی نشاندہی کے لیے کچھ جملے دیے گئے ہیں۔

آخری مشق میں دیگر مشقوں کی طرح مختصر طرز کے سوالات، صحیح جملوں کی نشاندہی اور خالی جگہ پر کرنے کے سوالات دیے گئے ہیں۔ اس یونٹ کے شروع میں توضیحات کے عنوان کے تحت مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض صفحات کے پاورق میں مشکل الفاظ کے معانی اور مختصر سی توضیحات دی گئی ہیں۔ یونٹ کے آخر پر تمام مشقوں کے جوابات دیے گئے ہیں۔ یونٹ ٦ کا عنوان ''منظر نگاری سے مقصدی شاعری تک منظوم مکالمے (نظمیں) ١۔ ایک پرندہ اور جگنو ٢۔ چانداور تارے'' ہے۔ یہ عنوان فہرست ابواب میں دیے گئے عنوان سے قدرے مختلف ہے۔ اس باب میں مختصر سے ''تعارف'' اور ''مقاصد'' کا ذکر کرنے کے بعد ''علامہ اقبال کی شاعری کا ارتقا'' کے عنوان کے تحت اقبال کی شاعری کے تین ادوار پر مختصر سا تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد نظم ''ایک پرندہ اور جگنو'' کا تعارف، اس کا متن، توضیحات اور تشریحات دی گئی ہیں۔ اسی طرح دوسری نظم ''چانداور تارے'' کا تعارف، متن، اس سے متعلقہ توضیحات اور اس کی تشریحات دی گئی ہیں۔ اس یونٹ کی خود آزمائی میں مختصر طرز کے سوالات، صحیح جملوں کی نشاندہی کے لیے کچھ جملوں کے ساتھ، کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions) بھی دیے گئے ہیں اور الفاظ کے معانی بھی پوچھے گئے ہیں۔ اس یونٹ کے مطالعے سے دونوں نظموں کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے۔ انٹرمیڈیٹ کی تعلیمی سطح کے مطابق اس باب کا متن تسلی بخش ہے۔ تاہم، اس کتاب کے قریباً تمام ابواب میں حوالہ جات مفقود ہیں۔ یہاں تک کہ قرآنی آیاتِ مقدسہ کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔ تمام ابواب میں ''حواشی'' کا التزام بھی نہیں ہے۔ خود آزمائی کی تمام مشقیں بھی یکساں طرز کے سوالات پر مشتمل نہیں ہیں۔ کورس کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ پھر بھی اس میں مزید بہتری کی گنجائش نظر آتی ہے۔

دسمبر ١٩٧٧ء میں اوپن یونیورسٹی کو مفکرِ اسلام، شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال کے نام سے منسوب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اپریل ١٩٧٩ء میں اقبالیات کا انٹرمیڈیٹ کورس شروع کیا گیا۔ یہ کورس طلبہ میں بہت مقبول ہوا۔ علمی حلقوں میں اس کوشش کو بہت سراہا گیا۔ انھی خطوط پر بی اے اقبالیات کا کورس پیش کیا گیا۔

اقبالیات (بی اے) کورس، کوڈ ٤٠٥:۔

اقبالیات کا بی اے کا کورس (کورس کوڈ ٤٠٥)، اٹھارہ ابواب (یونٹ ١ تا ١٨) اور پانچ صد اٹھائیس (I تا V+١ تا ٥٢٣) صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کورس ٹیم کے چیئرمین کی حیثیت سے یہ کورس تشکیل دیا تھا۔ اس کی پہلی اشاعت پر انھوں نے اور پروفیسر ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین نے نظرثانی کی تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران صدر شعبہ اقبالیات نے اس کے بارِ ہفتم اور دیگر اشاعتوں کی نظرثانی کا فریضہ سرانجام دیا اور وہ اس کورس کے رابطہ کار بھی ہیں۔ بی اے اقبالیات کی کورس ٹیم میں درج ذیل فاضل محققین اور ماہرینِ تعلیم شامل ہیں:

کورس ٹیم، کورس کوڈ ٤٠٥

چیئرمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم اختر	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، لاہور
پروفیسر سید افتخار حسین شاہ	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج ملتان
پروفیسر ڈاکٹر انور محمود خالد	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر محمد جہانگیر عالم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، جھنگ
پروفیسر احسان اکبر	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گونمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
پروفیسر حسن سجاد سید	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گونمنٹ کالج نمبرا، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر نثار احمد قریشی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	سابق پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	سابق پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
نظر ثانی ایڈیشن طبع اول	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
	پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
نظر ثانی ایڈیشن طبع ہفتم	پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات
تدوین	بشیر محمود اختر
	سلیمان مسعود اختر
ٹی وی پروگرام	امر جلیل قاضی
ریڈیو پروگرام	خلیل انصاری
کورس رابطہ کار:	ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، شعبہ اقبالیات (۳)

اقبالیات بی اے (کورس کوڈ ۴۰۵) کی فہرست ابواب درج ذیل ہے:

یونٹ نمبر	ابواب	تحریر	صفحات
	پیش لفظ		v
	کورس کا تعارف		vi
2-1	اقبال کا ذہنی ارتقاء	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	1
3	اقبال کی اردو تصانیف	ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	47
4	اقبال اور پاکستان	محمد جہانگیر عالم	67
5	اقبال شناسی	ڈاکٹر سلیم اختر	95

یونٹ نمبر	ابواب	تحریر	صفحات
6	تصویرِ درد	سید افتخار حسین شاہ	119
7	خضرِ راہ	ڈاکٹر ریاض مجید	149
8	طلوعِ اسلام	حسن سجاد حیدر	183
10-9	تصانیفِ اقبال (فارسی، انگریزی)	ڈاکٹر محمد ریاض	221
11	افکارِ پریشان	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	287
12	ذوق وشوق	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	315
13	ضربِ کلیم کی نظمیں	ڈاکٹر انور محمود خالد	339
14	غزلیاتِ اقبال	نثار احمد قریشی	381
15	ابلیس کی مجلس شوریٰ	احسان اکبر	413
16	نثرِ اقبال	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	445
17	تسخیرِ فطرت	ڈاکٹر سید محمد اکرم	471
18	افکارِ اقبال (۴)	ڈاکٹر محمد ریاض	497

''پیش لفظ'' اور ''کورس کا تعارف'' پیش کرنے کے بعد یکساں ترتیب کے تحت لکھے گئے ابواب دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کورس کے تین ابواب تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے پہلے باب یونٹ ۹۔۱۰ کا موضوع ''تصانیف اقبال (فارسی، انگریزی)'' ہے۔ دوسرے باب یونٹ ۱۸ کا موضوع ''افکارِ اقبال'' ہے۔ یونٹ ۹۔۱۰ میں ''یونٹ کے مقاصد''، ''فہرست'' اور ''تعارف'' کے بعد علامہ اقبال کے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالے، ان کی فارسی منظوم تصانیف اور سات انگریزی لیکچروں (خطبات) کے اہم مضامین اور افکار کا تعارف پیش کیا گیا اور ان کتابوں کی اسلام اور پاکستان کے حوالے سے قدر و قیمت بیان کی گئی ہے۔ یہ یونٹ آسان، سلیس اور عام فہم زبان میں تحریر کیا گیا ہے اور اس کے بغور مطالعہ کے بعد طلبہ بآسانی ان کتب سے متعلق اہم باتیں دوسروں کو اپنے الفاظ میں سمجھا سکتے ہیں۔ اس یونٹ کے بعض صفحات کے پاورق میں حوالہ جات اور حواشی دیے گئے ہیں۔ اس یونٹ میں خود آزمائی کی آٹھ مشقیں اور ان کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ تمام مشقوں میں مختصر طرز کے سوالات، بعض مشقوں میں کثیر الانتخابی سوالات، صحیح غلط بیانات کی نشاندہی یا ہاں /ناں کے جواب پر مشتمل سوالات دیے گئے ہیں۔ تمام مشقوں میں یکساں طرز کے سوالات دیے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

اس کتاب کا آخری یونٹ (یونٹ ۱۸: افکارِ اقبال) قریباً ستائیس صفحات (صفحہ ۴۹۷ تا ۵۲۳) پر مشتمل ہے۔ اس یونٹ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے فلسفۂ خودی کا مفہوم، اس کے فضائل، خودی کے مراحل، خودی کے فضائل (تخلیق مقاصد)، عشق، انسانی عظمت، جبر و اختیار، سخت کوشی، تسخیر فطرت، خودی کے رذائل (سوال، حرص و خوف، قناعت و انکساری)، بے خودی، بے خودی کے عوامل (توحید، رسالت محمدی ﷺ) بیان کیے ہیں۔ اس یونٹ میں خود آزمائی کی دو مشقیں اور ان کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ اس یونٹ کے مطالعے سے خودی اور بے خودی کے تصورات کے بارے

میں ضروری باتیں اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہیں۔ یونٹ کے اختتام پر منابع اور توضیحات کے عنوان سے حوالہ جات اور حواشی کی مختصر سی فہرست دی گئی ہے۔ متن میں کئی مقامات پر مزید حوالہ جات اور توضیحات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I (ایم اے) کورس، کوڈ ۵۶۱۳:۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم اے اردو کے نصاب میں ''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I'' کے عنوان سے شامل کورس (کوڈ ۵۶۱۳) ۹ یونٹ (یونٹ ۱ تا ۹) پر مشتمل ہے۔ اس کی کورس ٹیم کے چیئر مین ڈاکٹر نثار احمد قریشی ہیں جبکہ کورس تحریر کرنے والے چودہ اصحاب اور ایک خاتون رائٹر کا نام دیا گیا ہے۔ کورس ٹیم کی فہرست درج ذیل ہے:

کورس ٹیم (کوڈ ۵۶۱۳)

چیئر مین
ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی
پروفیسر ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی	ڈاکٹر اسلم انصاری
ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	ڈاکٹر صابر کلوروی
مولانا غلام رسول مہر	پروفیسر احسان اکبر
پروفیسر عبدالرشید فاضل	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	نورینہ تحریم بابر
ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
ڈاکٹر محمد احسان الحق	
فاصلاتی تشکیل	ڈاکٹر نثار احمد قریشی
	نورینہ تحریم بابر
	عبدالعزیز ساحر
تدوین	شعبہ اردو
کورس رابطہ کار	نورینہ تحریم بابر

پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا غلام رسول مہر اور پروفیسر عبدالرشید فاضل کی تحریریں، تشریحات کلام اقبال کے ضمن میں بطور تدریسی مواد شامل کی گئی ہیں۔(۵)

کورس رائٹر کی فہرست میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کا نام بھی دیا گیا ہے جبکہ کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا لکھا ہوا کوئی بھی یونٹ اس کتاب میں شامل نہیں ہے۔ اس کتاب کے آٹھ یونٹ میں سے پروفیسر احسان اکبر، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر نے ۲،۲ یونٹ جبکہ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری اور پروفیسر ڈاکٹر

غلام حسین ذوالفقار نے ا، ایونٹ تحریر کیا ہے۔ فہرست میں دیگر رائٹرز کے نام دینے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ اس طرح پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا نام کورس رائٹرز کی فہرست میں شامل ہے مگر فہرست مضامین میں ان کا نام نہیں دیا گیا۔

علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II (ایم اے) کورس، کوڈ ۵۶۱۴:۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم اے اردو کے نصاب میں ''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II'' کے عنوان سے شامل کورس (کوڈ ۵۶۱۴) ۹ یونٹ (یونٹ ۱ تا ۹) پر مشتمل ہے۔ اس کی کورس ٹیم کے چیئر مین ڈاکٹر نثار احمد قریشی ہیں۔ کورس ٹیم میں شامل دیگر افراد کے نام درج ذیل ہیں:

کورس ٹیم (کوڈ ۵۶۱۴)

چیئر مین

ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری	پروفیسر ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
مولانا غلام رسول مہر	پروفیسر عبدالرشید فاضل	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ڈاکٹر محمد احسان الحق	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی
ڈاکٹر اسلم انصاری	ڈاکٹر صابر کلوروی	پروفیسر احسان اکبر
ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	نورینہ تحریم بابر	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
فاصلاتی تشکیل	ڈاکٹر نثار احمد قریشی	
	نورینہ تحریم بابر	
	عبدالعزیز ساحر	
تدوین	شعبہ اردو	
کورس رابطہ کار	نورینہ تحریم بابر	

پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا غلام رسول مہر اور پروفیسر عبدالرشید فاضل کی تحریریں' تشریحات کلام اقبال کے ضمن میں بطور تدریسی مواد شامل کی گئی ہیں۔(۶)

کورس کوڈ (۵۶۱۴) پر مشتمل کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر کی کوئی بھی تحریر اس کورس میں شامل نہیں۔ پروفیسر حسن سجاد سید کا نام یونٹ نمبر ۸۔ کے لکھنے والے افراد کے ناموں میں شامل ہے مگر کورس ٹیم میں ان کا نام نہیں دیا جا سکا۔ اس کتاب کا یونٹ نمبر ۴ تصانیفِ اقبال (فارسی، انگریزی) ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ ہے۔ یہ یونٹ قریباً ۶۵ صفحات (صفحہ ۶۵ تا ۱۳۰) پر مشتمل ہے۔ اقبالیات (بی اے) کے کورس میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے تحریر کردہ یونٹ ۹۔۱۰ ''تصانیف اقبال (فارسی، انگریزی)'' کو ہی ایم اے کے زیرِ تبصرہ کورس کوڈ کے یونٹ ۴ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اقبالیات (بی اے) کے کورس میں اس

یونٹ میں حوالہ جات اور خود آزمائی کی آٹھ مشقیں دی گئی ہیں جبکہ ایم اے اردو کے اس کورس میں تمام حوالہ جات اور معروضی طرز کے سوالات پر مشتمل یہ تمام خود آزمائی مشقیں حذف کردی گئی ہیں اور یونٹ کے آخر پر بیانیہ طرز کے پانچ سوالات پر مبنی خود آزمائی دی گئی ہے۔حوالہ جات اور مختصر و معروضی طرز کے سوالات پر مبنی خود آزمائی کی مشقیں حذف کرنے کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ عصر حاضر میں قریباً تمام امتحانات میں، GAT-General، GAT-Subject، PSC اور CSS کے امتحانات اور عالمی سطح کے امتحانات میں مختصر و معروضی طرز کے سوالات کو کافی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

ایم فل اقبالیات کے کورسز:۔

ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیات کے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح کے کورسز کے علاوہ ایم فل اقبالیات کے پروگرام کے بھی بانی ہیں۔ایم فل اقبالیات پروگرام کا ۱۹۸۷ء میں اجرا ہوا۔ڈاکٹر محمد ریاض اردو و فارسی زبان و ادب پر عبور رکھتے تھے۔وہ علامہ اقبال کے افکار و تصورات اور ان کی تمام تصانیف کے بارے میں وسیع اور عمیق علم رکھتے تھے۔ وہ اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب پر سینکڑوں مقالات و مضامین اور بہت سی کتب لکھ چکے تھے۔انھیں علامہ اقبال کا زیادہ تر کلام زبانی یاد تھا۔وہ اپنی تحریروں میں علامہ اقبال اور دیگر شعرا کے مشہور اشعار اپنی یادداشت کے سہارے ہی رقم کرتے تھے اور اس ضمن میں انھیں اپنی یادداشت اور صحتِ لفظی کی صلاحیت پر اس قدر اعتماد تھا کہ کلیات و مصادر سے ان کے متن کی درستگی کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی یہ خود اعتمادی بے جا نہیں تھی۔انھوں نے ایم فل اقبالیات کے تمام کورسز موجودہ صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کو زبانی تحریر کرائے تھے۔ایم فل اقبالیات کے کورسز ان کے تبحرِ علمی اور خداداد صلاحیتوں اور خصوصیات (تیز یادداشت، عمیق فہم و تدبر، اعلیٰ ذوقِ تحقیق و ذوق تنقید اور وسیع و عمیق مطالعہ) کا بین ثبوت ہیں۔

ایم فل اقبالیات کا پروگرام درج ذیل چار کورسز پر مشتمل ہے:

نمبر شمار	کورسز کا عنوان	کورس کوڈ	یونٹس	صفحات
01۔	اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا	701	1 تا 18	۸۳
02۔	علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات	702	1 تا 18	۶۵
03۔	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن	703	1 تا 18	۷۹
04۔	اصولِ تحقیق	704	1 تا 18	۱۳۸

مندرجہ بالا چاروں کورسز کے مطالعاتی رہنما ۱۹۸۷ء میں ٹائپ کمپوزنگ میں اشاعت پذیر ہوئے تھے۔مئی ۲۰۰۴ء میں پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی، سابق صدر شعبہ اقبالیات کی نگرانی میں یہ مطالعاتی رہنما کمپیوٹر کمپوزنگ اور نئے ٹائٹل کے ساتھ پیش کیے گئے اور ہر یونٹ کے آخر میں متعلقہ موضوع سے متعلق شائع ہونے والی نئی کتاب کا اضافہ بھی کردیا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے دو کورسز (کوڈ ۷۰۱ اور ۷۰۲) انفرادی حیثیت میں اور تیسرا کورس (کوڈ ۷۰۳) پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی کی شراکت سے تحریر کیا تھا۔چوتھا کورس (کوڈ ۷۰۴) ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش نے تحریر کیا تھا۔صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران ۲۰۰۵ء سے ان کورسز کے رابطہ کار کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہائر ایجوکیشن کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے مطابق مندرجہ بالا چاروں کورسز میں سے ہر ایک کورس کو مساوی تقسیم سے دو، دو کورسز میں تقسیم کر دیا گیا اور ان کے کوڈ نمبر بھی تبدیل کر دیے گئے اور درج ذیل ترتیب و تقسیم سے ان کی تدریس کا آغاز کر دیا گیا:

پہلا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر	کریڈٹ کارڈ
01۔	701	اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا (حصہ اول)	1 تا 9	5751	3
02۔	701	اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا (حصہ دوم)	10 تا 18	5752	3
03۔	704	اصولِ تحقیق (حصہ اول)	1 تا 9	5753	3
04۔	704	اصولِ تحقیق (حصہ دوم)	10 تا 18	5754	3

دوسرا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر	کریڈٹ کارڈ
05۔	702	علامہ اقبال کے بنیادی افکار ونظریات (حصہ اول)	1 تا 9	5755	3
06۔	702	علامہ اقبال کے بنیادی افکار ونظریات (حصہ دوم)	10 تا 18	5756	3
07۔	703	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن (حصہ اول)	1 تا 9	5757	3
08۔	703	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن (حصہ دوم)	10 تا 18	5758	3

تیسرا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر	کریڈٹ کارڈ
☆		تحقیقی مقالہ		5759	12

پہلے تینوں کورسز (کوڈ 701 تا 703) میں کورس کا متن درج ذیل یکساں ترتیب سے پیش کیا گیا ہے:

۱۔ کورس کا تعارف

۲۔ کورس کے مقاصد

۳۔ کورس کی تفصیلات

☆ ا۔۳ امتحانی مشقیں اور آخری امتحان

۴۔ تفصیلی رہنمائی (یونٹ ۱ تا ۱۸ مع سوالات)

۵۔ مزید کتب کے حوالہ جات و مراجع (۷)

تیسرے کورس کے اختتام پر ضمیمہ بھی دیا گیا ہے۔ ضمیمے میں پروفیسر محمد عثمان کا قریباً بیس صفحات پر مشتمل مقالہ ''اقبال کی عظیم نثر'' دیا گیا ہے۔

انٹر تا ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز کے اجرا اور ان کورسز کی مقبولیت کے پیشِ نظر ۱۹۹۷ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ اقبالیات کے تحت پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ یہ کورس پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے خاص رفیق کار، پروفیسر ڈاکٹر صدیق شبلی نے مدون کیا تھا۔ پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس ورک کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

پہلا سمسٹر

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر	کریڈٹ آرز
01۔	اقبال کے اردو شعری متون (ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز، حصہ اردو)	1 تا 9	6701	03
02۔	اقبال کے منتخب فارسی متون	1 تا 9	6702	03
03۔	اقبال کے سیاسی افکار	1 تا 9	6703	03

دوسرا سمسٹر

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر	کریڈٹ آرز
04۔	اقبال کے دینی افکار	1 تا 9	6704	03
05۔	خطباتِ اقبال	1 تا 9	6705	03
06۔	تحقیق اور تدوینِ متن: اقبال کے خصوصی حوالے سے	1 تا 9	6706	03

ریسرچ ورک

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر	کریڈٹ آرز
	تحقیقی مقالہ		700	

پی ایچ ڈی کورس ورک کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل کتب اور تراجم مجوزہ کتب اور تراجم میں شامل ہیں:

۱۔ افکارِ اقبال ۲۔ جاوید نامہ: تحقیق و توضیح ۳۔ اقبال اور فارسی شعرا ۴۔ شہپر جبریل

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق ۱۹۹۰ء تا ۲۰۱۷ء تک ۳۴۳ طلبہ اس ادارہ سے ایم فل اقبالیات کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں۔ اسی طرح ۲۰۰۰ء تا ۲۰۱۷ء تک ۲۴ سکالرز پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور مختلف اعلیٰ درجے کے تعلیمی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز میں علمی و ادبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کی سطح پر بہت سے سکالرز مصروفِ تحقیق ہیں۔ کمیت، کیفیت اور معیار کے لحاظ سے قومی و بین الاقوامی سطح پر اقبالیات میں سب سے زیادہ تحقیقی کام علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت ہی پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے اکثر مقالہ جات زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور تمام تحقیقی مقالات فکرِ اقبال کی تفہیم و ترویج کے ضمن میں شعبہ اقبالیات کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر خدمات کا بین ثبوت ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس شعبہ کے قیام میں اور فکرِ اقبال کی تفہیم، تعلیم اور تدریس میں نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں جن پر انھیں جتنا بھی زیادہ خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

بحیثیت نگران مقالات خدمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۴ء کے اواخر تک ایم فل اقبالیات کے درج ذیل بارہ مقالات پایۂ تکمیل کو پہنچے:

نمبر شمار	مقالہ نگار	عنوان	سال تکمیل	صفحات
01-	ارشاد احمد شاکر اعوان	اقبال اور دو قومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں	1990ء	309
02-	اے۔ کیو۔ نوید کیانی	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ	1994ء	205
03-	خالد اقبال یاسر	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	1992ء	
04-	شمیم اختر	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	1993ء	399
05-	ظہور احمد	اقبال اور سیاسیات کشمیر	1995ء	145
06-	گل زرینہ آفتاب	بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات	1993ء	302
07-	محمد اکرم	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں)	1993ء	232
08-	محمد حمید کھوکھر	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور و منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ	1993ء	257
09-	محمد عرفان	اقبال اور کشمیر	1992ء	307
10-	مسرت پروین نیلم	اردو شعراء اور اقبال	1994ء	344
11-	منیر احمد یزدانی	ضربِ کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات	1994ء	280
12-	ہارون الرشید تبسم	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	1993ء	290

ان میں سے ۷ مقالات کا ادبیات (زبان و ادب) سے، ۴ مقالات کا علامہ محمد اقبال کے مذہبی و سیاسی افکار و تصورات سے اور صرف ایک مقالے کا تعلق اقبال شناس شخصیت (ڈاکٹر سید عبداللہ) سے ہے۔

تمام مقالات موضوعات و مندرجات اور معیارِ تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ، گراں قدر اور کافی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور مقالہ نگاروں کے علاوہ نگران مقالہ کی نہایت اعلیٰ فکری و فنی مہارت، قابلیت اور علم و ادب سے گہری وابستگی کا مظہر ہیں۔

تمام مقالات کی ہیئت (سرورق کے اندر کے اندراجات، فہرست عنوانات، حوالہ جات و حواشی، ماحصل (حرفِ آخر، نتائج تحقیق)، کتابیات، طرزِ تحریر، تدوین و پیشکش) کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ان مقالات کی ہیئت میں یکسانیت نہیں ہے۔ یہ تمام مقالات یکساں اصول ہیئت کے تحت ضبطِ تحریر میں نہیں لائے گئے۔ تمام مقالات میں حوالہ جات و حواشی یکساں مقام پر نہیں دیے گئے۔ زیادہ تر مقالات میں حوالہ جات و حواشی پاورق میں دیے گئے ہیں۔ بعض مقالات میں حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب یا موضوع کے آخر پر دیے گئے ہیں۔ چھ مقالات میں حوالہ جات و حواشی مصنف وار اور پانچ مقالات میں مضمون وار دیے گئے ہیں۔ ایک مقالے (پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم کا تنقیدی

جائزہ) میں زیادہ تر حوالہ جات متن کے ساتھ ہی قوسین میں دیے گئے ہیں جبکہ بعض مضامین کے آخر پر بھی کچھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں جو نامکمل ہیں۔ مثلاً باب اول کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات میں سے دو تین حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۳۔ ''روزگار فقیر''۔ جلد اول، صفحہ نمبر ۱۷۵۔

۱۳۔ یوسف سلیم چشتی، شرح زبورِ عجم، صفحہ ۲۳۵۔

۱۵۔ نذیر نیازی سید، اقبال کے حضور میں، صفحہ ۱۷۷۔ (۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات میں مقام اشاعت اور پبلشر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ''روزگار فقیر'' کے مؤلف کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس مقالے کی ''کتابیات'' میں صرف آٹھ کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حوالہ جات وحواشی کی مذکورہ بالا کتب، روزگار فقیر، شرح زبورِ عجم اور اقبال کے حضور میں کے علاوہ بہت سی دیگر کتب اور منابع ومصادر کا کتابیات میں ذکر نہیں کیا گیا۔

یہ مقالہ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے دائرہ تحقیق میں پیامِ مشرق کے منثور ومنظوم اردو تراجم ہیں۔ مگر نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز بات ہے کہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی ''پیامِ مشرق'' کی شرح کو منثور اردو تراجم کے تحت شمار کر کے اس پر قریباً ۴۵ صفحات تحریر کر دیے گئے جن میں اس میں مذکورہ مفاہیم پر تبصرہ کر دیا گیا۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے شرح پیام مشرق میں اشعار کا لفظی یا بامحاورہ ترجمہ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے اشعار کا مفہوم بیان کرنے کے بعد ان کی شرح بیان کر دی ہے۔ ان کی اس شرح کو جبراً منثور اردو تراجم میں شامل کیا گیا ہے۔

اس مقالے کے باب چہارم ''تقابل منثور تراجم۔ منظوم تراجم'' میں مقالے میں مذکورہ پیامِ مشرق کے ۳ منثور اردو تراجم اور ۳ منظوم اردو تراجم کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ تقابلی جائزے میں چند ایک اشعار کے منثور ومنظوم تراجم بغیر کسی تبصرے اور تجزیے کے تحریر کر دیے گئے ہیں اور منظوم انگریزی تراجم کا تقابل وموازنہ پیش نہیں کیا گیا۔

زیرِ تبصرہ ۱۲ مقالات میں سے درج ذیل مقالات میں ماحصل (حاصلِ تحقیق، حرفِ آخر، نتائجِ تحقیق) نہیں دیے گئے:

۱۔ پیامِ مشرق کے اردو وانگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ

۲۔ بانگِ درا حصہ اول: حواشی وتعلیقات

۳۔ پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور ومنظوم تراجم کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

۴۔ اردو شعراء اور اقبال

مقالے ''اقبال اور کشمیر'' کا ماحصل (نتیجہ بحث) بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ ''نتیجہ بحث'' مقالے کے تمام ابواب اور اس کے مندرجات کی مکمل ترجمانی نہیں کرتا۔

مقالے ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر'' کے اردو اور انگریزی میں حوالہ جات وکتابیات کا اندراج نامکمل اور غیر تسلی بخش ہے۔ اس میں مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے ترجمہ از ڈاکٹر سعادت سعید و پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض پر تبصرہ میں حیرت انگیز اور ناقابل تسلیم امر کا اظہار کیا گیا ہے۔ فاضل محقق نے ڈاکٹر سعادت سعید کو فرضی کردار اور مترجم قرار دیا ہے اور اپنی اس علمی دریافت اور تحقیق کے جواز میں کوئی ثبوت بھی پیش نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''اب پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے اردو ترجمے کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ اس مثنوی کا چوتھا اور تازہ ترین منثور اردو ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمے کا

کام ڈاکٹر سعادت سعید کے تعاون سے انجام دیا گیا ہے۔ حال آنکہ اس نام کے شخص کا کوئی وجود نہیں۔ یہ ایک فرضی نام ہے۔ ترجمہ دراصل پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ہی کیا ہے، یوں لگتا ہے کہ اقبال اور اقبالیات کا گہرا مطالعہ کرنے کا آپ پر یہ اثر مرتب ہوا ہے کہ جس طرح علامہ نے محراب گل افغان اور مرد شوریدہ کے کردار وضع کیے تھے، اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے بھی کیا ہے۔''(۹)

فاضل مقالہ نگار محمد حمید کھوکھر کی یہ نکتہ آفرینی بغیر کسی ثبوت اور جواز کے اور نا قابلِ فہم ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس مقالے کے نگران تھے۔ ان کے ساتھ بالمشافہ رابطہ ہونے کے باوجود قیاس آرائی کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔ ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کے ترجمے ''پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو'' کے پبلشر آغا شوکت علی چیئرمین اقبال شریعتی فاؤنڈیشن نے اس ترجمے کے ''حرفِ اول'' میں اس کے مترجمین کا برملا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر سعادت سعید نے بڑی کاوش اور محنت سے اس ترجمے کا پہلا متن تیار کیا۔ اس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نظر ثانی کی اور اپنی تحقیقی بصیرت کو بروئے کار لا کر مناسب حواشی اور تفاصیل کے ذریعے اسے مزید وسعت عطا کی۔''(۱۰)

پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید جی سی یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ اردو میں سینئر پروفیسر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ معروف سکالر پروفیسر ڈاکٹر اے۔ ڈی نسیم کے فرزند ہیں۔ ان کی ویب سائٹ (www.saadatsaeed.com) پر دی گئی ان کی فہرست کتب میں ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کا مذکورہ بالا ترجمہ بھی شامل ہے۔ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تدریس کا ۴۰ سال سے زیادہ کا تجربہ رکھتے ہیں۔ مقالہ نگار محمد حمید کھوکھر کا انھیں فرضی کردار تصور کرنا نا قابلِ فہم امر ہے۔ راقم الحروف نے پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید سے براہِ راست رابطہ کر کے اس امر کی تصدیق کر لی ہے کہ ''پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو'' انھی کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کی تصحیح کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ اندریں صورت، اس ضمن میں فاضل محقق 'محمد حمید کھوکھر' کی قیاس آرائی قابلِ تردید ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی تکمیل پانے والے مقالات ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۴ء کے دورانیے میں لکھے گئے تھے۔ ان میں سے پانچ مقالات کی تحریر ٹائپنگ پر، ۲ مقالات کی تحریر کتابت پر، ۴ مقالات کی تحریر ہاتھ کی لکھی ہوئی اور ایک مقالے کی تحریر کمپیوٹر کمپوزنگ پر مشتمل ہے۔ ارشاد احمد شاکر اعوان کے مقالے ''اقبال اور دو قومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں'' کی تحریر مرصع، دلنشین اور رواں ہے۔ خوبصورت مگر مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے دورانِ مطالعہ بعض مقامات پر قدرے توقف اور غور و فکر و تدبر کے بعد متن کا مفہوم سمجھ آتا ہے۔ دیگر مقالات کی عبارت سلیس، آسان، عام فہم اور رواں ہے۔ ڈاکٹر محمد اکرم کا مقالہ ''علامہ اقبال اور تحریک اتحادِ اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں) دیگر مقالات کی نسبت زیادہ جامع نظر آتا ہے۔ اس کا ''حرفِ آخر'' نہایت فکر انگیز اور جامع ہے۔ انھوں نے چند ایک صفحات میں نہایت خوبصورتی سے اختصار اور جامعیت کے ساتھ حاصلِ تحقیق پیش کیا ہے۔

درج ذیل جدول، ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی تکمیل پانے والے تمام مقالات کے مختلف حصوں کے معیار کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس جدول میں اختصار کے پیشِ نظر بعض مقالات کے عنوانات آخر کے چند الفاظ کے حذف سے تحریر کیے گئے ہیں۔

نمبر شمار	عنوان	مقدمہ/تعارف	ابواب بندی	حوالہ جات وحواشی
				مقام/ہیئت/درجہ
-01	اقبال اور دو قومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/مضمون وار/ مکمل

نمبر شمار	عنوان	مقدمہ/تعارف	ابواب بندی	حوالہ جات و حواشی
-02	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم...	تسلی بخش	تسلی بخش	نامکمل
-03	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مضمون وار/ مکمل
-04	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مضمون وار/ مکمل
-05	اقبال اور سیاسیات کشمیر	تسلی بخش	تسلی بخش	باب کا اختتام/ مصنف وار/ مکمل
-06	بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مصنف وار/ مکمل
-07	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی...	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مصنف وار/ تسلی بخش
-08	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر...	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مضمون وار/ عدم یکسانیت
-09	اقبال اور کشمیر	تسلی بخش	تسلی بخش	پاورق/ مضمون وار/ نامکمل
-10	اردو شعراء اور اقبال	نامکمل	تسلی بخش	موضوع کا اختتام/ مصنف وار
-11	ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات	تسلی بخش	تسلی بخش	باب کا اختتام/ مصنف وار/ مکمل
-12	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	تسلی بخش	تسلی بخش	مصنف وار/ مکمل

نمبر شمار	عنوان	ماحصل	کتابیات	تحریر	معیارِ متن
			ہیئت/ درجہ		
-01	اقبال اور دو قومی نظریہ، متون اقبال کی روشنی میں	تسلی بخش	مضمون وار/ مکمل	ہینڈ رائٹنگ	اعلیٰ مگر مشکل
-02	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم...	×	غیر تسلی بخش/ مختصر	کتابت	سلیس، عام فہم
-03	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	تسلی بخش	مضمون وار/ مکمل	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم
-04	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	تسلی بخش	مصنف وار/ مکمل	ہینڈ رائٹنگ	سلیس، عام فہم
-05	اقبال اور سیاسیات کشمیر	تسلی بخش	مصنف وار/ مکمل	کتابت	سلیس، عام فہم
-06	بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات	×	مصنف وار/ تسلی بخش	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم
-07	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی...	جامع/ فکر انگیز	مصنف وار/ تسلی بخش	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم
-08	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر...	×	مضمون وار/ نامکمل	ہینڈ رائٹنگ	سلیس، عام فہم
-09	اقبال اور کشمیر	غیر تسلی بخش	مضمون وار/ مکمل	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم
-10	اردو شعراء اور اقبال	×	مصنف وار/ مکمل	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم
-11	ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات	تسلی بخش	مصنف وار/ مکمل	کمپیوٹر کمپوزنگ	سلیس، عام فہم
-12	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	تسلی بخش	مصنف وار/ مکمل	ٹائپنگ	سلیس، عام فہم

ڈاکٹر محمد ریاض کے قریباً تمام مقالات و مضامین اور ان کی تصانیف و تالیفات اور تراجم کے بغور جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حوالہ جات و حواشی اور کتابیات کی تحریر کے معاملے میں کافی آزاد طرزِ عمل رکھتے تھے۔ ان کی زیر نگرانی تکمیل

پانے والے مقالات میں بھی یہی روش روا رکھی گئی ہے۔تقریباً تمام مقالات تسلی بخش تحقیقی مواد پر مشتمل ہیں ۔ دو تین مقالات میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں ۔ مندرجہ بالا جدول کے شماریاتی تجزیے کی رو سے ان کی نگرانی میں تکمیل پانے والے مقالات کے حوالہ جات و حواشی ، کتابیات اور نتائج تحقیق کے کچھ اصلاح طلب پہلوؤں کے پیش نظر ان مقالات کو قریباً 80% کی حد تک معیاری قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم نے انٹرویو کے دوران، ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام کے سلسلے میں اپنی یادداشتوں کے حوالے سے بتایا کہ ڈاکٹر محمد ریاض ریسرچ سکالرز کو باقاعدگی سے وقت دیتے تھے ۔ ریسرچ سکالرز جب چاہتے بلا روک ٹوک ان کے کمرے میں چلے جاتے تھے ۔ وہ دیگر مصروفیات ترک کر کے فوراً ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ضروری رہنمائی فراہم کر دیتے تھے۔طلبہ کے ساتھ ان کا رویہ نہایت مشفقانہ اور حوصلہ افزا ہوتا تھا۔انھوں نے میرے ریسرچ ورک میں بھرپور دلچسپی لی۔انھوں نے بروقت اور درست رہنمائی کی۔میں نے مقالہ ہاتھ سے لکھا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالہ دیکھ کر کہا کہ تحریر میں آپ سے ''میم'' ٹھیک نہیں بنتی اس لیے اسے ٹائپ کروالیں ۔انھوں نے مقالے میں تحریر کیے گئے عیسوی سنین کو محض یادداشت کے حوالے سے ہجری تقویم میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں جب میں نے عیسوی و ہجری تقویم سے مدد لے کر تبدیلیوں کا جائزہ لیا تو ان کی کی ہوئی تمام تبدیلیاں درست نکلیں ۔وہ نہایت ذہین، محنتی اور زبردست یادداشت کے مالک تھے۔

مشہور نقاد، محقق، ادیب اور شاعر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان بیان کرتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت عاجز اور منکسر المزاج سکالر، محقق اور نقاد تھے۔ وہ انسان دوست تھے۔ ہر آدمی سے محبت کرتے تھے۔شاگردوں پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے اور ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ان سے ملاقات کے لیے کوئی انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ اہلِ علم کے قدردان تھے۔اپنے طلبہ کی کسی اہم علمی بات یا نمایاں کارکردگی پر ان کی بہت تعریف بھی کرتے اور ہر ایک سے اس بات کا ذکر بھی کرتے تھے۔میرے ہاتھ کے لکھے مقالے کی تعریف بھی کی اور بغیر ٹائپ کیے جمع کرنے کا حکم بھی دیا۔یوں بھی وہ مجھے پسند کرتے تھے۔صدر شعبہ اقبالیات، پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کی زبانی اپنے حق میں ان کی تعریفیں سن کر خود پر فخر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مسرت پروین نیلم بیان کرتی ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت نرم طبیعت کے مالک، مرنجاں مرنج انسان تھے۔ وہ اپنے طلبہ سے بھرپور تعاون کی کوشش کرتے تھے ۔ وہ محنتی اور قابل طلبہ کی بہت عزت کرتے تھے ۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ان کی تمام دلچسپیوں کا محور و مرکز طلبہ، تعلیم، تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل تھے۔

ڈاکٹر محمد قمر اقبال بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض ہر کسی سے ملاقات کر لیتے تھے ۔ بات توجہ سے سنتے تھے ۔ ضروری امور میں رہنمائی بھی فراہم کرتے تھے ۔ وہ اقبالیات کے بہت بڑے عالم تھے ۔انھیں اردو و فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ خشک مزاج نہیں تھے بلکہ شگفتہ مزاج تھے۔ بات کرتے وقت حفظِ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی بیان کرتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام میں میرے نگران تھے۔ وہ بہت بڑے سکالر تھے۔انھیں فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ گائیڈ بہت اچھا کرتے تھے ۔ ہر کوئی ان سے بلا روک ٹوک ملاقات کر سکتا تھا۔ تحقیق کے دوران جب بھی ضرورت محسوس ہوتی تو میں ان سے فون پر رابطہ کرتا۔ وہ پہلی فرصت میں ملاقات کر لیتے اور گائیڈ کر دیتے تھے۔ان کا رائے دینے کا انداز بہت اچھا تھا۔ وہ مختصر سا جملہ کہتے یا لکھ دیتے تھے جس میں ساری بات آ جاتی تھی۔ دورانِ تحقیق ان کا رویہ مربیانہ، مشفقانہ اور حوصلہ افزا رہا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں ریسرچ سکالرز کے تاثرات

ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان

(انٹرویو، ۳۱ جولائی ۲۰۱۷ء بروز سوموار)

مشہور نقاد، محقق، ادیب اور شاعر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان نے ۱۹۹۰ء میں **''اقبال اور دو قومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں''** کے عنوان پر ایم فل اقبالیات کا ریسرچ ورک مکمل کر کے ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس وقت ڈاکٹر محمد ریاض صدر شعبہ اقبالیات تھے۔ وہ ایم فل میں ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر کے نگرانِ تحقیق بھی تھے۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر نے شعبہ اقبالیات سے ہی ۲۰۰۰ء میں **''جاوید نامہ: مقدمہ، حواشی اور تعلیقات''** کے موضوع پر ریسرچ ورک مکمل کر کے پی ایچ ڈی اقبالیات کی ڈگری حاصل کی۔ وہ اس شعبے سے ایم فل کرنے والے دوسرے اور پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے سکالر تھے۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان آج کل (۲۰۱۷ء) میں بطور پروفیسر شعبہ اردو اور بطور چیئر مین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں نے انھوں نے ان الفاظ میں اظہارِ خیال کیا:

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت عاجز اور منکسر المزاج سکالر، محقق اور نقاد تھے۔ وہ انسان دوست تھے۔ ہر آدمی سے محبت کرتے تھے۔ شاگردوں پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ وہ نہایت خوش طبع تھے۔ ہر کوئی ان سے مل کر راحت، سکون، فرحت اور محبت محسوس کرتا تھا۔ انھوں نے فکرِ اقبال کی صحیح ترجمانی کی۔ اس ضمن میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیا۔ وہ اقبالیات، نظامِ تصوف اور نظامِ فتوت کے مضامین پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر سند تھے۔ جتنا بھی کوئی کسی کو عالم فاضل کہہ سکتا ہے وہ تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں وہ سب زیادہ لکھنے والے تھے۔ اس کے باوجود وہ ہر وقت کھوج میں رہتے تھے۔ مجھے ان کی نگرانی میں ایم فل اقبالیات کی سطح پر تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا۔ ان دنوں میں گورنمنٹ ڈگری کالج بالاکوٹ (ہزارہ) میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر کام کر رہا تھا۔ مقالے کا جب ایک باب مکمل ہو جاتا تو میں انھیں بھیج دیتا تھا۔ وہ اس کا مطالعہ کر کے درست ہونے کی تصدیق کر دیتے تھے۔ اس طرح تمام مقالہ ان کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ وہ اپنے طلبہ کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے تھے اور ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ ان سے ملاقات کے لیے کوئی انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ اہلِ علم کے قدردان تھے۔ اپنے طلبہ کی کسی اہم علمی بات یا نمایاں کارکردگی پر ان کی بہت تعریف بھی کرتے اور ہر ایک سے اس بات کا ذکر کرتے تھے۔ مجھے انھوں نے ایک مشق میں ۹۲% نمبر دیے۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا تو کہنے لگے، آپ کی کارکردگی اچھی تھی۔ آپ کا حق بنتا تھا کہ آپ کو اتنے نمبر دیے جائیں۔ ایک بار ملاقات پر انھوں نے مجھے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نو دریافت فارسی غزل سنائی۔ اس میں 'آسمان بے سند' کی ترکیب سنتے ہی عرض کی یہ غزل شاید 'دیوان شمس تبریز' میں میری نظر سے گزری ہے۔ انھوں نے فوراً 'دیوان شمس تبریز' منگوایا، دیکھا تو اس میں یہ غزل موجود تھی۔ استاد محترم بہت خوش ہوئے۔ شاگرد کے ذوقِ مطالعہ کی ایسی داد دی کہ شاید و

باید۔ 'تصوف اور اقبال' سے متعلق ایک سوال کے جواب میں استادِ گرامی نے تفویض پر لکھا'' آپ اس موضوع پر خوب وارد ہوئے ہیں۔'' یہ تھی ان کی فراخدلی۔ اقبال کی ابتدائی شاعری کے حوالے سے میں نے نشاندہی کی کہ علامہ اقبال کے دوقومی نظریہ کے ابتدائی خط و خال ان کے ابتدائی دور کے کلام میں نظر آتے ہیں۔ میرے مشفق مربی نے میرے نقطۂ نظر سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا۔'' آپ اقبال کی ابتدائی شاعری کو جس طرح سمجھے ہیں میں اس طرح نہیں سمجھ سکا تھا۔ آپ کی تحقیق کی رو سے اقبال کی شاعری کا نئے انداز سے جائزہ لینے کا موقع ملا ہے۔'' پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض سچے محبّ وطن اور نہایت اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ تا ابد الآباد ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر مسرت پروین نیلم

(انٹرویو، ۱۵/ اگست ۲۰۱۷ء، 9:20 رات)

مسرت پروین نیلم نے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں **''اردو شعراء اور اقبال''** کے عنوان پر ایم فل اقبالیات کا مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انھوں نے ۲۰۰۶ میں **''ملوکیت اقبال کی نظر میں''** کے عنوان پر ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی اقبالیات کا مقالہ لکھا تھا جس پر انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی تھی۔ وہ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، جی۔۱۰۔ فور، اسلام آباد سے ۲۰۱۴ء میں بطور پرنسپل ریٹائر ہوئیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کے بارے میں انھوں نے درج ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت نرم طبیعت کے مالک، مرنجاں مرنج انسان تھے۔ وہ اپنے طلبہ سے بھرپور تعاون کی کوشش کرتے تھے۔ وہ محنتی اور قابل طلبہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ ان کی تمام دلچسپیوں کا محور و مرکز طلبہ، تعلیم، تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل تھے۔ مجھے ان کے گھر جانے اور ان کے اہلِ خانہ سے ملنے کا موقع بھی ملا تھا۔ ان کا رہن سہن بہت سادہ تھا۔ انھوں نے روپیہ پیسہ بنانے کی کوشش نہیں کی۔ میرے تحقیقی کام کے دورانیے میں وہ شدید علیل تھے۔ اس کے باوجود جب بھی مجھے ضرورت پڑی انھوں نے مدد و رہنمائی مہیا کی۔ میرے زبانی امتحان کے وقت وہ اس دنیا میں موجود نہیں تھے۔ اس وقت مجھے ان کی بہت کمی محسوس ہوئی۔''

پروفیسرڈاکٹرمحمدقمراقبال،صدرشعبہ اردو،فوجی فاؤنڈیشن کالج فاربوائز،راولپنڈی

(انٹرویو،۵جنوری ۲۰۱۷ء بوقت ۸ بجے رات)

معروف اقبال شناس، استادِمحترم ڈاکٹرمحمدقمراقبال نے ۱۹۹۷ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ اقبالیات سے ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی نگرانی میں ''**بانگِ درا حصہ سوم (نظم ارتقاء کے بعد)**'' کے عنوان پر ایم فل کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھ کر، ایم فل کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انھوں نے ۲۰۰۸ء میں شعبۂ اقبالیات سے ہی ڈاکٹر راشد متین کی نگرانی میں ''**اقبال کا تصورِحقیقتِ مطلق**'' کے عنوان پر پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھ کر، پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ نہایت اعلیٰ تحقیقات پر مبنی اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ یہ مقالہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹرقمراقبال آج کل فوجی فاؤنڈیشن کالج فار بوائز نیولالہ زار، راولپنڈی میں صدرِشعبہ اردو کے طور پر علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ علامہ محمد اقبال کے مردِمومن کی اعلیٰ صفات سے متصف، پیکرِمحبت وشفقت، علم دوست اور کرم فرما، مخلص استاد ہیں جو نہایت محبت ولگن اور صدق وخلوص سے اپنے شاگردوں کو نعمتِ علم اور تربیتِ خاص سے نواز رہے ہیں۔ ان سے راقم الحروف کو ایم فل/پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم کے دوران استفادے کا موقع ملا تھا۔ ایم فل/پی ایچ ڈی کورس ورک اور ریسرچ ورک کے دوران انھوں نے بھرپور انداز سے رہنمائی مہیا کی۔

ڈاکٹرمحمدقمراقبال کو ایم فل کی سطح پر کورس ورک کے دوران جناب ڈاکٹرمحمدریاض سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس ضمن میں ان سے کیا گیا انٹرویو نذرِقارئین ہے۔ ڈاکٹرمحمدقمراقبال، پروفیسرڈاکٹرمحمدریاض سے اپنے علمی رابطے اور تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ایم فل اقبالیات کے کورس ورک کے دوران مجھے جناب پروفیسرڈاکٹرمحمدریاض سے دوکورسز ''اصولِ تحقیق'' اور ''اقبال کے افکار ونظریات'' پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ ہر کورس میں چار اسائنمنٹس حل کرنا ہوتی تھیں اور ایک ورکشاپ ہوتی تھی۔ ورکشاپس میں، اسائنمٹس لینے دینے کے دوران ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ڈاکٹرمحمدریاض ہر کسی سے ملاقات کر لیتے تھے۔ بات توجہ سے سنتے تھے۔ اس وقت کافی ضعیف ہو چکے تھے۔ ان کی نظر اور قوتِ سماعت کمزور ہو چکی تھیں۔ وہ موٹے شیشے والی عینک لگاتے تھے۔ بات بھی ذرا غور سے سنتے تھے۔ ان سے بات کرتے وقت زیادہ زور سے بولنا پڑتا تھا۔ اسائنمنٹ بغور پڑھتے تھے۔ ضروری امور میں رہنمائی بھی فراہم کرتے تھے۔ علمی وادبی معیار کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کے پاس ایک اسائنمنٹ بھیجی۔ انھوں نے درمیانے سے نمبر دیے۔ ایک اسائنمنٹ کے جواب پر جملہ لکھ دیا؛ ''حل کافی ہے مگر تشنہ'' جو اب تک میرے حافظے پر ثبت ہے۔ ڈاکٹرمحمدریاض اقبالیات کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھیں اردو وفارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ خشک مزاج نہیں تھے بلکہ شگفتہ مزاج تھے۔ بات کرتے وقت حفظِ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔''

منیر احمد یزدانی، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، میر پور آزاد کشمیر

(انٹرویو، ۱۷/اگست ۲۰۱۷ء، 6:19 شام)

منیر احمد یزدانی نے ۱۹۹۴ء میں ''**ضربِ کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے ۲۰۱۰ء میں شعبہ اقبالیات سے ہی پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے رجسٹریشن کرائی مگر ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے تعلیم مکمل نہ کر پائے۔ انھوں نے دورانِ انٹرویو پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے بارے میں درج ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام میں میرے نگران تھے۔ وہ بہت بڑے سکالر تھے۔ انھیں فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ گائیڈ بہت اچھا کرتے تھے۔ ہر کوئی ان سے بلا روک ٹوک ملاقات کر سکتا تھا۔ تحقیق کے دوران جب بھی ضرورت محسوس ہوتی تو میں ان سے فون پر رابطہ کرتا۔ وہ پہلی فرصت میں ملاقات کر لیتے اور گائیڈ کر دیتے تھے۔ وہ گھر پر بھی مل لیتے تھے۔ ان سے آخری ملاقات ان کی وفات سے 8/10 روز قبل ہوئی۔ وہ ان دنوں شدید علیل تھے۔ میں ان کے گھر پر حاضرِ خدمت ہوا اور تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ وہ مقالہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے بطورِ نگران تحقیقی مقالے کی تکمیل کے سٹرٹیفکیٹ پر دستخط کر دیے اور مجھے کہا کہ مقالہ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے پاس جمع کرا دیں۔ وہ اپنے طلبہ کی سہولت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انھیں انتظار نہیں کراتے تھے بلکہ جب ضرورت ہوتی، انھیں وقت دیتے، رہنمائی مہیا کرتے اور تحقیقی کام پر اپنی رائے دیتے تھے۔ ان کا رائے دینے کا انداز بہت اچھا تھا۔ وہ مختصر سا جملہ کہتے یا لکھ دیتے تھے جس میں ساری بات آ جاتی تھی۔ وہ ہمیں بھی تحریر میں اختصار اور جامعیت اختیار کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے، ''آپ کے مختصر جملوں میں زیادہ معانی ہونے چاہییں۔'' میرا ایم فل اقبالیات کے دوسرے Batch سے تعلق تھا۔ ورکشاپ میں ہمیں پروفیسر ڈاکٹر صدیق شبلی، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے لیکچرز دیے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ہمیں اصولِ تحقیق کے موضوع پر لیکچرز دیے تھے۔ ان کا لیکچر دینے کا انداز بھی بہت اچھا تھا۔ ایم فل اقبالیات کے کورس ورک کے دوران اسائنمنٹ کے ایک سوال کے جواب میں ضربِ کلیم کی تمام اشاعتوں پر موازنہ پیش کرنے کے سلسلے میں، میں نے ضربِ کلیم کی تمام اشاعتیں مہیا کیں اور ان پر تقابلی جائزہ پیش کیا۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے مجھے ''ضربِ کلیم'' پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی تجویز دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' پر اپنے تحقیقی کام کا ذکر کیا اور ''ضربِ کلیم'' کی فکری و فنی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پر تحقیقی کام کے سلسلے میں ممکنہ در پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا۔ ایک اور سکالر طفیل محمد گوہر بھی ضربِ کلیم پر کام کرنا چاہتے تھے۔ انھیں ''ضربِ کلیم ابتدائی تین حصے: حواشی و تعلیقات'' کے موضوع پر کام کرنے کو کہا گیا۔ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی ان کے نگرانِ مقالہ مقرر ہوئے۔ مجھے ''ضربِ کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات'' کے موضوع پر تحقیقی کام کرنے کو کہا گیا اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نگرانِ مقالہ مقرر ہوئے۔ دورانِ تحقیق ان کا رویہ مربیانہ، مشفقانہ اور حوصلہ افزا رہا۔ جہاں کہیں کوئی مشکل اور دشواری پیش آئی وہ رہنمائی کرتے رہے۔ تحقیق کے دوران علامہ اقبال کی بیاض اور مطبوعہ کلام کے موازنے سے چار پانچ

ایسی نظمیں دریافت ہوئیں جو طبع نہیں ہوئی تھیں اور علامہ اقبال نے اپنی بیاض میں انھیں ترک بھی نہیں کیا تھا۔ دیگر متروک کلام کے برعکس ان پر ایسا کوئی نشان نہیں تھا جس سے پتہ چلتا کہ علامہ اقبال نے ان نظموں کو نا قابلِ طباعت قرار دیا ہے۔ میں نے ان نظموں کا اپنے مقالے میں ''بیاض ضرب کلیم'' کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے میرے تحقیقی کام کو بہت پسند کیا اور تعریفی کلمات سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ وہ بہت بڑے سکالر، اقبال شناس، محقق اور علم دوست انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ (آمین)

''ضربِ کلیم'' پر ریسرچ سکالر منیر احمد یزدانی کی تحقیق کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس تحقیق کی رو سے ''بیاض ضرب کلیم'' (غیر مطبوعہ)، ''ضرب کلیم'' (مطبوعہ) اور ''باقیاتِ کلام اقبال'' کے تقابل و موازنہ کے بعد انھوں نے درج ذیل امور کی نشاندہی کی ہے:

۱۔ ضربِ کلیم کی جو نظمیں بیاض میں شامل نہیں ہیں ان کی نشاندہی کی ہے۔ ایسی نظموں کی تعداد بائیس ہے اور سرورق کا قطعہ بھی بیاض میں شامل نہیں۔

۲۔ جو نظمیں بیاض میں شامل ہیں لیکن ضربِ کلیم کے کسی بھی مجموعے میں شامل نہیں، ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ ایسی نظموں کی تعداد پانچ ہے۔

۳۔ بیاض میں کچھ نظمیں ایسی بھی ہیں جو علامہ اقبال نے قلم زد کر دی ہیں لیکن باقیاتِ کلام اقبال کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔ ان نظموں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان کی تعداد دس ہے۔ (۱۱)

حوالہ جات و حواشی

بحیثیت ماہر تعلیم نصاب سازی کی خدمات

۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبالیات، انٹرمیڈیٹ، کورس کوڈ ۳۰۳ (مدون، شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، ۲۰۰۸ء)، کورس ٹیم

۲۔ ایضاً، فہرست

۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبالیات، بی اے، کورس کوڈ ۴۰۵ (مدون، شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار سولہ، ۲۰۰۹ء)، ص iv

۴۔ ایضاً، ص iii

۵۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری و دیگر، علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I، کوڈ: ۵۶۱۳، (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، ۲۰۱۵ء)، ص ۴

۶۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی و دیگر، ''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II، کورس کوڈ ۵۶۱۴ (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار پنجم، ۲۰۱۵ء)، ص ۳ تا ۴

۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی وفنی ارتقاء (مطالعاتی رہنما، ایم فل اقبالیات) کوڈ ۷۰۱ (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ب ن، ۲۰۰۴ء)، ص ۳

علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات (مطالعاتی رہنما، ایم فل اقبالیات) کوڈ ۷۰۲ (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ب ن، ۲۰۰۴ء)، ص ۳

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بطور نگران مقالات

۸۔ اے کیو نوید کیانی، ''پیام مشرق کے اردو اور انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ'' (مقالہ ایم فل اقبالیات) نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء)، ص ۴۳ تا ۴۴

۹۔ محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۶۶

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید، '' پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!'' (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص ۷

۱۱۔ منیر احمد یزدانی، ''ضربِ کلیم آخری تین حصے: تعلیقات و حواشی''، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء)، ص ۲۲۸، ۲۲۹ تا ۲۷۳

باب ہفتم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

باب ہفتم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبے کا چیئر مین مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔ انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات و نظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبے میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔ انھوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سی کتب اور تحقیقی مقالے لکھے۔ انھوں نے پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے تحقیقی مقالے پیش کیے۔ ان کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد پندرہ ہے جن میں آٹھ اقبالیاتی ادب پر اور سات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ اردو مقالات مضامین کی تعداد قریباً دوصد پینتالیس ہے جن میں سے ایک سوستر مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب اور پچھتر مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

اردو کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۱	۰۵%	۰۸	۳۶%
زبان وادب	۰۶	۲۷%	زبان وادب	5	۲۳%	۱۱	۵۰%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۲	۰۹%	شخصیات	۱	۰۵%	۰۳	۱۴%
	۱۵	۶۷%		۷	۳۳%	۲۲	۱۰۰%

اردو مقالات و مضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷۶	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۰۱۸	۰۷%	۰۹۴	۳۸%
زبان وادب	۰۲۹	۱۲%	زبان وادب	۰۱۱	۰۴%	۰۴۰	۱۶%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۶۵	۲۷%	شخصیات	۰۴۶	۱۹%	۱۱۱	۴۶%
	۱۷۰	۷۰%		۰۷۵	۳۰%	۲۴۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ایران میں دورانِ قیام وہ وہاں کے محققین، ادبا اور علما سے قریبی رابطے میں رہے۔ انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی و ادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔ اردو و فارسی زبان و ادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان و ادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے کی علمی و ادبی نگارشات اور تہذیب و تمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔ اس ضمن میں انھوں نے بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دیں۔ اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد چار اور مقالات و مضامین کی تعداد بارہ ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد تین اور مقالات و مضامین کی تعداد بتیس ہے۔

فارسی کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
زبان وادب	۰۲	۲۹%	زبان وادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

فارسی مقالات و مضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%
زبان وادب	۰۵	۱۱%	زبان وادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات و مضامین اور تبصرے لکھے۔ان میں سے سولہ مقالات و مضامین اور تبصرے اقبالیاتی ادب پر اور نو مقالات و مضامین اور تبصرے غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار و تصورات	۰۸	۳۲%	مذہبی افکار و تصورات	۰۱	۰۴%	۰۹	۳۶%
زبان و ادب	۰۷	۲۸%	زبان و ادب	۰۱	۰۴%	۰۸	۳۲%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%	۰۸	۳۲%
	۱۶	۶۴%		۰۹	۳۶%	۲۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات و مضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے اہم، متنوع اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات و رسائل میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۵ء، قریباً ۱۹ سال کے عرصہ میں شائع ہوئے۔گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیہ میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

کتبِ تراجم:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار و تصورات	۰۵	۵۰%	افکار و تصورات	۰۱	۱۰%	۰۶	۶۰%
زبان و ادب	×	۰۰%	زبان و ادب	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%
شخصیات	۰۲	۲۰%	شخصیات	۰۱	۱۰%	۰۳	۳۰%
	۰۷	۷۰%		۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات و مضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔انھوں نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخریں) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالہ/ مضمون کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۹۳% تراجم اردو زبان میں اور ۷% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیر اقبالیاتی موضوعات			
ترجمہ کی زبانیں	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۳	۳۰%	۰۲	۲۰%	۰۵	۵۰%
اردو سے فارسی	۰۱	۱۰%	×	×	۰۱	۱۰%
انگریزی سے اردو	۰۲	۲۰%	×	×	۰۲	۲۰%
انگریزی سے فارسی	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%	۰۲	۲۰%
کل تعداد و شرح	۰۷	۷۰%	۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار و تصورات	۰۷	۲۶%	افکار و تصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
زبان و ادب	۰۴	۱۵%	زبان و ادب	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
	۱۳	۴۸%		۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیر اقبالیاتی موضوعات			
موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۷۱%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم و بیش چونتیس اردو کتب پر تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔

اردو کتب پر تبصرے:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%
زبان و ادب	۱۱	۳۲%	زبان و ادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

شماریاتی تجزیے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے کل چالیس کتب لکھیں۔انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ستائیس کتب اور غیر اقبالیاتی ادب پر بارہ کتب لکھی ہیں۔ان میں سے ۶۹% کتب اقبالیاتی ادب پر اور ۳۱% کتب غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کی ۷۴% کتب اور تراجم کتب اردو میں اور ۲۶ % فارسی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
کتب	اردو	۱۶	۴۱%	۰۷	۱۵%	۲۳	۵۶%
	فارسی	۰۴	۱۰%	۰۳	۰۸%	۰۷	۱۸%
تراجم کتب	اردو	۰۵	۱۳%	۰۲	۰۵%	۰۷	۱۸%
	فارسی	۰۲	۰۵%	۰۱	۰۳%	۰۳	۰۸%
کل تعداد		۲۷	۶۹%	۱۳	۳۱%	۴۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب پر قریباً دو صد ستائیس اور غیر اقبالیاتی ادب پر ایک سو پچاس مقالات و مضامین لکھے۔اس لحاظ سے انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ۶۰% اور غیر اقبالیاتی ادب پر ۴۰% مقالات و مضامین لکھے۔مجموعی طور پر ان کا ۶۵% علمی و ادبی کام اقبالیاتی ادب پر اور ۳۵% علمی و ادبی کام غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۸۱% مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرے اردو میں، ۱۲% فارسی میں اور ۷% انگریزی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مقالات و مضامین	اردو	۱۷۰	۴۵%	۰۷۷	۲۰%	۲۴۷	۶۵%
	فارسی	۰۱۲	۰۳%	۰۳۲	۰۸%	۰۴۴	۱۱%
	انگریزی	۰۱۴	۰۴%	۰۰۲	۰۱%	۰۱۶	۰۵%
تراجم مقالات و مضامین	اردو	۰۱۱	۳۰%	۰۱۴	۰۴%	۰۲۵	۰۷%
	فارسی	۰۰۲	۰۱%	×	×	۰۰۲	۰۱%

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
تبصرے	اردو	۰۱۳	%۰۳	۰۲۱	%۰۶	۰۳۴	%۰۹
	انگریزی	۰۰۵	%۰۱	۰۰۴	%۰۱	۰۰۹	%۰۲
کل تعداد		۲۲۷	%۶۰	۱۵۰	%۴۰	۳۷۷	%۱۰۰

بحیثیت مجموعی، ڈاکٹر محمد ریاض کے (تمام کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے سے متعلقہ) ۶۵% کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے اور ۳۵% کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۷۸% کام کا تعلق اردو زبان وادب سے، ۱۸% کام کا فارسی زبان وادب سے اور ۴% کام کا تعلق انگریزی زبان وادب سے ہے۔

تحقیقی مقالہ کے تمام ابواب میں پیش کیے گئے موضوعاتی وشماریاتی جائزے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں لکھی گئی کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے میں سے ۳۵% کام کا تعلق مذہبی افکار وتصورات سے، ۳۵% کا تعلق زبان وادب سے اور ۳۰% کا شخصیات سے ہے۔

مضامین	اقبالیاتی ادب	غیر اقبالیاتی ادب	کل شرح
مذہبی افکار وتصورات	%۲۶	%۰۹	%۰۳۵
زبان وادب	%۲۱	%۱۴	%۰۳۵
شخصیات	%۱۸	%۱۲	%۰۳۰
	%۶۵	%۳۵	%۱۰۰

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین تین بار شائع ہوئیں۔اسی طرح ان کے تحقیقی مقالات و مضامین پاکستان اور ایران کے مستند مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔ان کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔انھوں نے علامہ اقبال کے نظریات اور افکار کی تشریح کرتے وقت دوسرے اقبال شناسوں کے زاویہ نظر کو بھی پیشِ نظر رکھا۔انھوں نے علامہ اقبال کے ان فکری وفنی پہلوؤں کو متعارف کرایا اور ان نکتوں کی بھی تشریح وتوضیح کی جن کی طرف پہلے کسی اقبال شناس، محقق اور نقاد کی توجہ نہیں ہوئی۔انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں مشرقی ومغربی حکما، فلاسفہ، ادبا اور شعرا کے نقطہ نظر کو پاکستان میں پڑھنے والوں تک پہنچایا اور ان کے ساتھ علامہ اقبال کے روابط اور اثرات کو بھی اپنی تحریر کا موضوع بنایا۔مثلاً اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال اور شبلی، سعید حلیم پاشا، اقبال اور سید جمال الدین افغانی، وغیرہ۔انھوں نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔مثلاً علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بتازہ نوبہ نو تراکیبِ اقبال، اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں وغیرہ۔انھوں نے اقبال کی ترجمانی

کے ساتھ ساتھ ان کے دور کی بھی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ان کے وسیع مطالعے اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔

انھوں نے محققین کی کتابوں کے تراجم کیے اور ان پر تبصرے بھی تحریر کیے۔ مثلاً 'اقبال اور ابن حلاج' کے ساتھ کتاب 'الطّواسین' کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ 'علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار' کے نام سے کیا۔ ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا 'شہپرِ جبریل' کے نام سے ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا 'یادداشت ہائے پراگندہ' کے نام سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء کے انگریزی مقالات کا اردو میں 'افکارِ اقبال' کے نام سے نہایت مہارت سے ترجمہ کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی تنظیم وترقی اور اقبالیاتی ادب کی نصاب سازی میں نہایت اہم وکلیدی کردار ادا کیا۔ انھوں نے انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے اور ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز مرتب کیے۔ کم وبیش تیس سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کورسز میں کسی ردوبدل کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور اقبالیاتی زبان وادب پر نہ صرف عبور رکھتے تھے بلکہ وہ ان کی تعلیم وتدریس اور ترویج سے متعلقہ حال ومستقبل کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کا طویل عرصے پر مبنی تجربہ رکھتے تھے۔ اپنے نہایت گہرے اور وسیع تدبر، تفکر، مطالعہ، تعلیمی وتدریسی اور تصنیفی وتالیفی تجربے کی بدولت وہ نصاب سازی کی خصوصی قابلیت کے حامل تھے جس کا بین ثبوت ان کی نصاب سازی کی خدمات ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف وتالیفات انٹرمیڈیٹ تا پی ایچ ڈی کی کلاسز میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہیں اور دنیا میں اقبالیات کی تعلیم کے سب سے بڑے مرکز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے اب تک ایم فل کی سطح کے ۳۴۳ اور پی ایچ ڈی کی سطح کے ۲۴ تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ شعبہ اقبالیات کی اس نمایاں، منفرد اور بے مثل کارکردگی کا امتیاز ڈاکٹر محمد ریاض اور ان کی ٹیم کو حاصل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ وقتی متعلم اور معلم تھے۔ وہ تادمِ آخر مصروف بہ عمل رہے۔ وہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ وہ آخری سانس تک اردو وفارسی زبان وادب اور اقبالیات کی تعلیم وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور علمی وادبی شجر سایہ دار لگاتے رہے۔ انھوں نے اہلِ علم وادب، اپنے اساتذہ، شاگردوں، احباب اور رفقائے کار سے انسان دوستی اور علم دوستی کا رشتہ خوب نبھایا۔ وہ تاحیات ایک چمنستان کی طرح تازہ بتازہ نو بنو پھولوں کی خوشبو بکھیرتے رہے اور کئی گلستان آباد کر گئے۔ آج ان کے بہت سے شاگرد مقتدرہ جامعات اور علمی وادبی اداروں میں کلیدی عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب وتالیفات، مقالات ومضامین اور تراجم کی علمی وادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے افکار وتصورات خصوصاً مذہبی افکار، ان کی شخصیت اور کلام وتصانیف کی خصوصیات، مختلف شخصیات سے ان کے افکار وتصورات اور فنی وشعری محاسن کے تقابل وموازنہ اور اقبال شناس شخصیات پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے اور مختلف پہلوؤں سے فکرِ اقبال کی شرح وترجمانی کا حق خوب ادا کیا۔ اسی طرح انھوں نے دین اسلام، اعلیٰ دینی، علمی

و ادبی شخصیات اور فارسی زبان و ادب پر بھی بہت سے مقالات و مضامین لکھ کر نہایت اعلیٰ غیر اقبالیاتی ادب تخلیق کیا۔انھوں نے پاکستان،ایران،کشمیر،افغانستان اور روسی ریاستوں میں اردو،فارسی اور انگریزی زبانوں میں مقالات و مضامین اور تراجم تحریر کر کے ان ممالک اور یہاں کے بسنے والے لوگوں کو قریب تر لانے کی بھرپور کوشش کی۔اس ضمن میں متعلقہ ابواب میں ان کی سیکڑوں کتب اور مقالات و مضامین کا فرداً فرداً جائزہ لے کر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔تاہم، بطور حاصل مطالعہ چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

کتاب ''**اقبال اور فارسی شعراء**'' میں انھوں نے ان ستر (۷۰) فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔انھوں نے پہلے برصغیر پاک و ہند میں فارسی شاعری کے آغاز،ارتقاء اور اس کے زوال کا حال لکھا ہے۔پھر یہ بتایا ہے کہ فارسی کے دورِ زوال میں اقبال نے فارسی میں شاعری کی اور اس طرح اس ملک میں اس زبان کے احیاء کی راہ نکالی۔اقبال نے فارسی زبان کی وسعت کی وجہ سے اپنے اعلیٰ،عالمگیر افکار کی ترویج کے لیے فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا تھا تا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں فارسی دان طبقہ موجود ہے، وہاں تک ان کا پیغام پہنچ سکے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مقدمہ'' میں مذکورہ بالا ابتدائی امور کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری کے مختلف اسالیب (سبکِ خراسانی،سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی) سے تفصیلی بحث کی ہے اور آخر میں ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کر کے اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔اس کے بعد اقبال کی شاعری کے بارے میں جامع بیان ہے جس میں ان کی مثنویوں،غزلوں،دوبیتیوں،رباعیات اور اختراعات کے بارے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا اور بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ان ابتدائی مباحث کے بعد ستر (۷۰) شعراء کو فارسی کے مختلف اسالیب پر تقسیم کر کے یہ بتایا ہے کہ ان کا کس کس اسلوب سے تعلق ہے اور ان کے جن اشعار یا افکار سے اقبال نے استفادہ کیا ہے یا جو اشعار کلامِ اقبال سے مشابہت رکھتے ہیں، وہ بھی نقل کر دیے ہیں۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیاتِ فارسی کے عام تو عام،خاص مطالعہ کرنے والوں کی نظریں بھی کم ہی پہنچتی ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اسی کتاب کا فارسی زبان میں بھی ترجمہ کر کے فارسی زبان و ادب اور اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اپنی ان گراں قدر علمی و ادبی نگارشات کو فارسی زبان جاننے والے مختلف ممالک میں آباد وسیع طبقے تک پہنچایا۔(۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ کی تصانیف کے فکری و فنی محاسن کی تفہیم و تسہیل کے لیے بہت کچھ لکھا اور خوب لکھا۔مثلاً 'جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے انھوں نے برسوں تحقیق کی اور بہت سے مقالات و مضامین لکھے۔اپنی ان تمام تحقیقات کو انھوں نے کتاب ''**جاوید نامہ: تحقیق و توضیح**'' کی شکل میں پیش کیا جو کہ اپنی مثال آپ ہے۔جاوید نامے کی تفہیم کے لیے آج تک اتنے اعلیٰ درجے کی کوئی کاوش پیش نہیں کی جا سکی۔وہ اپنی اس کتاب کو حاصلِ حیات قرار دیتے تھے۔پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس کتاب کو نہایت اہم ماخذ قرار دیا۔(۲)

کتب (تصانیف و تالیفات) کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے بھی بہت زیادہ علمی و ادبی قدر و قیمت،افادیت اور اہمیت کے حامل ہیں۔اس ضمن میں حاصل مطالعہ کے طور پر چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ قریباً ستر صفحات پر مشتمل طویل مضمون ''**اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)**'' فارسی تصانیفِ

اقبال کے مختصر اور جامع مطالعہ پر مشتمل ہے۔اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے اقبالیات کی نصابی کتب کا حصہ بنایا جائے یا پھر کتابی شکل میں شائع کر کے اسے اقبالیات کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے۔(۳)

۰۲۔ اپنے مقالے **''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور ۱۹۰۸ء سے شروع ہوا۔اس میں ۱۹۲۴ء تک اقبال کی تین فارسی کتابیں''اسرارِخودی''،''رموزِ بےخودی'' اور''پیام مشرق'' شائع ہو چکی تھیں۔علامہ محمد اقبال کی فارسی گوئی کا ان کے اردو کلام پر اثر یہ ہوا کہ اس دور کی اردو نظموں میں فارسی تراکیب اور بندشیں پہلے سے زیادہ استعمال ہوئیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی۔اقبال کی فارسیت کے کئی پہلو ہیں: تضمینیں، بندشیں اور تراکیب، قافیے، ردیف اور محاورے وغیرہ۔ان سب کے اردو میں استعمال کے علاوہ اقبال نے بعض فارسی اشعار کو اردو میں منتقل اور صدہا کے مفاہیم و معانی کو جذب و تحلیل کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو سے قریباً ڈیڑھ صد اشعار دے کر ان کے اردو کلام میں فارسی الفاظ و تراکیب اور محاورات کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔(۴)

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **''اقبال کے چند تراجم و ماخوذات،تقابلی نمونے''** میں عربی، فارسی اور انگریزی سے اخذ و ترجمہ کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال اخذ و اقتباس و ترجمہ کے ضمن میں آزادانہ روش کے حامل تھے۔ماخوذ و مقتبس و مترجم اور تضمین و تلمیح کے حامل موضوعات ان کے ہاں آکر حیرت انگیز طور پر عروج پا جاتے تھے۔(۵)

۰۴۔ مقالے **''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی ایسے اشعار دیے ہیں جن کی علامہ محمد اقبال نے خود اپنی تقاریر،مکتوبات،خطبات یا ملفوظات میں تشریح بیان کی ہے۔ اس طرح علامہ محمد اقبال نے بعض مواقع پر اپنی تصانیف کی غرض و غایت بیان کی اور ان کے مشمولات پر تبصرہ کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں یہ تبصرے بھی دیے ہیں اور متعدد منثور تحاریر اور اردو و فارسی کلام کے تقابل و موازنہ سے اقبال شناسی کے لیے نثر و نظم کو ملا کر پڑھنے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں یہ مقالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔اس موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔(۶)

۰۵۔ مقالے **''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم اور ادبیات وفنونِ لطیفہ کے بارے میں مغربی افکار کے تناظر میں علامہ محمد اقبال کے افکار تحریر کیے ہیں۔(۷)

۰۶۔ مقالے **''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں۔انھوں نے اپنے اس مقالے میں افغانستان و ایران کے مجلّات میں اقبالیاتی ادب پر شائع ہونے والے مقالات اور ایران میں شائع ہونے والی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کتب کی الف بائی ترتیب سے فہرست دی ہے اور ایران میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے نمایاں فکری پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ فارسی زبان میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے بارے میں اہم معلومات اور ادبی تبصرے پر مشتمل ہے۔دیگر مقالات کی طرح یہ مقالہ بھی ان کی اقبالیاتی ادب اور فارسی و ادب

سے محبت اور علم دوستی کا مظہر ہے۔(۸)

ڈاکٹر محمد ریاض پاکستان اور بیرونِ ملک اردو و فارسی زبان و ادب، خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ہونے والی علمی و ادبی سرگرمیوں اور مطبوعات سے باخبر رہتے تھے۔ پاکستان، انڈیا اور ایران میں اقبالیات کے حوالے سے ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے تھے اور اس ضمن میں حاصل ہونے والی معلومات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچا دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض انقلابِ ایران (فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل دو معیادوں کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ایران میں مقیم رہے۔ انھیں اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء) حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہر بار ہفتے یا دو ہفتے تک ایران میں رہنے اور تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔ اس دوران انھیں ایران کے جمہوری اسلامی دور کے اقبالیاتی ادب کے مطالعے کا اور ایران کے اقبال شناس مصنفین و مترجمین سے شناسائی کا موقع ملا۔ انھوں نے متعدد مقالات و مضامین لکھ کر قارئین کرام کو فارسی ادب کے نئے رجحانات اور ایران میں مطالعہ اقبال کی پیشرفت سے آگاہ کیا۔ انھوں نے ہمسایہ ممالک (پاکستان، ہندوستان، کشمیر، افغانستان، روس) پر ایران کے علمی، ادبی، تہذیبی و ثقافتی اثرات کی تفہیم کے لیے کئی مقالات و مضامین لکھے۔ اس ضمن میں مقالے **''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''** کے علاوہ ان کے مقالات و مضامین، ''اقبال، ایران کی درسی کتب میں''، ''ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر''، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی'' اور ''ایران میں مطالعۂ اقبال'' گراں قدر مندرجات پر مشتمل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست محقق تھے۔ اردو فارسی زبان و ادب، اقبالیات، ایرانیات، تصوف اور نظامِ فتوت ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان تھے۔ وہ ان علمی و ادبی شعبہ جات سے متعلقہ لکھے جانے مقالات و مضامین اور تصانیف و تالیفات کا بغور مطالعہ کر کے ان پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرتے رہتے تھے۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مذکورہ بالا مقالات و مضامین اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبال شناسی سے ان کے گہرے روحانی اور ذہنی و قلبی تعلق کا ثبوت ہیں۔ ان سے اُن کے نہایت اعلیٰ ذوقِ مطالعہ و معیارِ تحقیق کا ثبوت ملتا ہے۔(۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ''احوال و آثار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تھا۔ انھوں نے مادام العمر شاہِ ہمدان شناسی کے سلسلے میں نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

مقالے **''اقبال اور شاہ ہمدان (رحمہا اللہ تعالیٰ علیہا)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند حوالہ جات کی مدد سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی و عربی کی سو سے زائد تصانیف میں سے ۶۴ ایسی تصانیف کا مختصر تعارف دیا ہے جو ان کی نظر سے گزری ہیں۔ ان میں سے ۴۵ کتب فارسی اور ۱۹ کتب عربی زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کتب کے تعارف کے بعد انھوں نے '۷' ایسی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو بظاہر غلطی سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ '۳۴' ایسے

رسالوں کے نام لکھے ہیں جن کی اصلیت یا حقیقت تک ڈاکٹر محمد ریاض رسائی حاصل نہ کر سکے۔''تکملہ'' کے بعد ''استدارک'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے آگاہ کرنے کے سلسلہ میں اپنی علمی و ادبی مساعی کا ذکر کیا ہے۔اختتامیہ میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔یوں ''شاہ ہمدان شناسی'' کا آغاز ہو چکا ہے۔(۱۰)

وہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار کے بارے میں گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ان کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے۔انھوں نے اس مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مطالعے میں آنے والی ۶۵ کتب کا تعارف پیش کرنے کے علاوہ غلطی سے ان سے منسوب ہونے والی کتب و رسائل کی بھی نشاندہی کی ہے۔مشہور ایرانی محقق اور نقاد استاد سعید نفیس مرحوم کی تحقیقات سے اختلاف کے ذکر پر مبنی ان کی تحریر کا درج ذیل اقتباس ان کے نہایت اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''شاہ ہمدان کا تخلص علی یا علائی تھا۔استاد سعید نفیسی مرحوم نے از روئے تسامح علائی کو علاء الدولہ سمنانی کا تخلص سمجھ لیا اور ان کی ۹ غزلیں، ایک رسالہ اور ایک کتاب علاء الدولہ سمنانی کے نام سے چھپوا دی ہیں اور اتفاق سے کئی دیگر حضرات نے اس بات کو نقل کر دیا ہے''۔(۱۱)

پاکستان میں سید علی ہمدانی کے افکار کی ترویج کے لیے بہت سے افراد (سیدہ اشرف ظفر بخاری، میر عبدالعزیز، آغا حسین ہمدانی اور حسین احمد) نے کوشش کی۔بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال و آثار اور اشعار پر اردو و فارسی میں سب سے زیادہ لکھا۔ان کے مرتب کردہ احوال و آثار اور اشعار کی بنیاد پر بہت سے مقالات و مضامین لکھے گئے ہیں اور اس ضمن میں ابھی مزید بہت سے امکانات موجود ہیں۔

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے عالمِ اسلام کی دیگر نامور شخصیات، شعراء، ادبا اور مفکرین پر بھی بہت سے مقالات و مضامین لکھے۔مثلاً، انھوں نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی'' اور ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرے تحریر کیے۔ان کے عربی و فارسی مکتوبات اور خطبات کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوا۔انھوں نے اردو و فارسی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تصورات کے موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین ''رومی اور اقبال''، ''رومی کا تصورِ فقر''، ''رومی: شروح مثنوی شریف''، ''سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں''، ''قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی''، ''مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات''، ''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، ''مولانائے روم کے مکاتیب''، ''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ هند و پاکستان''، ''یادی از مقام و نبوغ مولوی'' لکھے۔(۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کے تعلیمی و سماجی ثمرات:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی نگارشات کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے اور ان کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لینے کے بعد وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ فکرِ اقبال کی تعلیم و ترویج میں نمایاں کردار ادا کرنے والے نامور اقبال شناس حضرات میں سے

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔انھوں نے مشرقی و مغربی حکماء، مفکرین، شعرا، ادبا، فلاسفہ اور صوفیاء کے افکار کی روشنی میں فکرِ اقبال کی شرح کی اور مختلف جہتوں سے اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینے کے دَر کھولے ہیں۔فکرِ اقبال کی توضیح و ترویج کے لیے کیے گئے ان کے وسیع علمی و ادبی کام کے پیشِ نظر انھیں 'مفسرِ اقبال' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کا شمار ان چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے اور اردو و فارسی زبان و ادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ان کی علمی و ادبی نگارشات قطبی ستارے کی مانند، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کے میدانوں میں ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے، اہلِ ہمت افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہی ہیں اور بفضل تعالیٰ رہنما بنی رہیں گی۔

نہایت وسیع علمی و ادبی کام کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، مقالات و مضامین محفوظ رکھتے اور ان کا ریکارڈ بھی مرتب کر لیتے مگر کسی وجہ سے وہ بروقت اور کماحقہٗ ایسا نہ کر سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی و ادبی خدمات کی بنا پر پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۹۲ء کے بعد مختصر سا سوانحی، علمی و ادبی خاکہ (curriculum vitae) مرتب کیا تھا۔اس خاکے میں انھوں نے اپنی علمی و ادبی تخلیقات (کتب، تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں) کی اٹھارہ صفحات پر مشتمل فہرست بھی دی ہے۔اس فہرست میں انھوں نے اپنی قریباً دوصد پندرہ (۲۱۵) کتب، تصانیف، مقالات و مضامین، تبصروں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ فہرست نامکمل ہے۔فہرست نامکمل ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔خود انھیں اپنی تمام مطبوعہ کتب، تصانیف، تراجم، مقالات و مضامین تک رسائی حاصل نہ تھی۔اس سلسلے میں انھوں نے باقاعدہ کوئی ریکارڈ بھی مرتب نہیں کیا تھا۔ بوقتِ ضرورت انھوں نے دستیاب وسائل کی مدد سے یہ فہرست مرتب کی تھی۔تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چار صد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔یہ تعداد ان کے اپنے مرتب کردہ سوانحی، علمی و ادبی خاکے میں بیان کردہ تعداد سے تقریباً دوگنی ہے۔دورانِ تحقیق ان کی بہت سی ایسی مطبوعہ کتب، مقالات اور مضامین دریافت ہوئے ہیں جو خود ڈاکٹر محمد ریاض کی رسائی میں نہیں رہے تھے اور وہ اتنی فرصت بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال و آثار سے متعلقہ لکھے گئے تمام مقالات و مضامین میں ان کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں بعض امور درست نہیں ہیں۔ان کی لکھی گئی کتب اور مقالات و مضامین کی تعداد میں بھی تضاد ہے۔اسی طرح ان کے سوانحِ حیات اور بعض کتب کے نام بھی درست نہیں دیے گئے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور حالات و آثار پر لکھے گئے مضامین میں سے سب سے زیادہ مستند مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین کا ہے۔**پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین**، برسوں ڈاکٹر محمد ریاض کی رفاقت میں رہے ہیں اور انھوں نے بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔اپنے مضمون **''آثارِ ریاض''** میں انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف ۱۶ تصانیف، ۳۰ تالیفات اور ۸ تراجم کا ذکر کیا ہے۔ان کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے سمیت درج ذیل ۱۳ کتب، تالیفات اور تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا:

۰۱۔ احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]
۰۲۔ اقبال اور سیرت انبیائے کرام
۰۳۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے
۰۴۔ اقبال کے تعلیمی نظریات
۰۵۔ اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)
۰۶۔ تسہیل خطباتِ اقبال
۰۷۔ تقاریر بیادِ اقبال
۰۸۔ حرفِ اقبال
۰۹۔ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان
۱۰۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی
۱۱۔ کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)
۱۲۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)
۱۳۔ مکتوبات وخطباتِ رومی (۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مضمون کی طرح، ڈاکٹر محمد ریاض پر لکھے گئے قریباً تمام مضامین میں بھی تسامحات پائے جاتے ہیں جن کی نشاندہی کے بعد تحقیق کا فریضہ سرانجام دیا گیا ہے۔ تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب (تصانیف، تالیفات، تراجم) اور مقالات ومضامین کی تدوینِ نو، تصحیح اور طبع نو کے لیے ضروری امور کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ان کی حفاظت اور ان کی آئندہ دستیابی ممکن بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی طباعت کے علاوہ انھیں آن لائن ریسورسز پر بھی محفوظ کیا جائے۔اس ضمن میں راقم الحروف نے بھرپور کوشش کی ہے اور کرتا رہے گا۔ان شاءاللہ۔امید ہے کہ اس ضمن میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات وشعبہ طباعت اور دیگر سرکاری و پرائیویٹ ادارے بھی اپنے طور بھرپور کوشش کریں گے۔اس سلسلے میں چند ایک تجاویز بطور حاصلِ تحقیق پیشِ خدمت ہیں۔

تجاویز:۔

۰۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب اور مقالات ومضامین کے موضوعات ومندرجات علمی وادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ان میں سے کئی موضوعات پر تحقیقی مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ان میں بہت سے ایسے موضوعات ہیں جن پر ابھی تک تحقیق نہیں ہوئی اور ان پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے لکھے جاسکتے ہیں۔راقم الحروف نے اپنے اس مقالے میں ایسے بہت سے موضوعات کی نشاندہی کر دی ہے۔ان موضوعات کے حوالے سے اقبالیات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔**''ڈاکٹر محمد ریاض کے موضوعاتِ تحقیق'' پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوانا چاہیے۔**اس سے تحقیق کے نئے دَر وَا ہوں گے۔

۰۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب وتصانیف میں حوالہ جات وحواشی یکساں ہیئت میں نہیں دیے گئے۔زیادہ تر فارسی اشعار

بغیر ترجمہ دیے گئے ہیں۔ ان میں بہت سی طباعتی ومتنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔ اسی طرح ان کے بعض مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں اور بعض کے ساتھ نہیں دیے گئے۔ بعض مقالات ومضامین کے حوالہ جات وحواشی آخر پر اور بعض کے صفحات کے پاورق میں دیے گئے ہیں۔ مقالات ومضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ ان تمام تصانیف و **تالیفات اور مقالات ومضامین کو تصحیح، تحشیہ اور تدوینِ نو کے بعد چھپوایا جائے۔ مجوزہ خاکہ تجاویز کے آخر پر دیا گیا ہے۔**

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی قریباً تمام تصانیف وتالیفات کی افادیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ وزارتِ تعلیم اور وزارتِ اطلاعات ونشریات تعلیمی اداروں میں ان کی لازمی تعلیم کا اہتمام کرے۔ بہتر یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں بطور درسی کتب کے ان کے مطالعے کو لازم قرار دیا جائے۔

راقم الحروف کے خیال میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف **''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی''** اور **''اقبال بچوں کے لیے''** بطور ہاف کریڈٹ اور **''اقبال نوجوانوں کے لیے''** بطور فل کریڈٹ کورسز کے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح پر تجویز کی جانی چاہییں۔

۰۴۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت اقبالیات کے اہم موضوعات پر اب تک ایم فل اقبالیات کی سطح پر قریباً تین صد تینتالیس مقالات اور پی ایچ ڈی کی سطح پر چوبیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان تمام مقالات کو شائع کیا جانا چاہیے اور دیگر کتب کو بھی تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جانا چاہیے۔ علامہ اقبال کی تقاریر، تحریروں اور بیانات سے متعلقہ تمام کتب کو یکجا کر کے **''کلیاتِ اردو نثرِ اقبال''** اور **کلیاتِ انگریزی نثرِ اقبال''** کی تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔ اسی طرح **''کلیاتِ ملفوظاتِ اقبال''، شذراتِ فکرِ اقبال (انگریزی، اردو، فارسی ایڈیشن)، ''تقاریر بیادِ اقبال''** کے انگریزی مضامین کے تراجم اور راقم الحروف کے مجوزہ دیگر قریباً پچاس عنوانات پر تحقیقی مقالات اور کتب کی تخلیق، تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔

ہمارے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے۔ تمام افراد اور ادارے صدق واخلاص کی بدولت مصروف بہ عمل ہو کر حیران کن کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اگر مقصد صرف تنخواہوں اور روزگار کا حصول نہ ہو بلکہ رزقِ حلال کمانا اور اپنے فرائض بھرپور واحسن انداز سے سرانجام دینا ہو تو مشکل سے مشکل کام بھی ممکن العمل ہو جاتے ہیں۔ حسنِ انتظام سے تمام اداروں (اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ ثقافت اسلامیہ، وغیرہ) کو فعال، خودکفیل اور منافع بخش بنایا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس تک گراں قدر تحقیقی مقالات کی رسائی سے تعلیمی، ادبی اور تحقیقی معیار بہتر سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اردو بازار میں ایسے بہت سے ان پڑھ اور واجبی تعلیم کے حامل افراد، تعلیم یافتہ افراد کے زیرِ نگرانی چلنے والے طباعتی وتحقیقی اداروں کی نسبت کم وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ہر طرح کی علمی، ادبی، تحقیقی و تنقیدی کتب شائع کر رہے ہیں اور ایسے تمام پبلشرز خودکفیل ہیں، ملکی خزانے پر بوجھ نہیں ہیں۔ ہمارے سرکاری تحقیقی وطباعتی ادارے یقیناً ان سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے ادارے خودکفیل اور ہر لحاظ سے منافع بخش ہو سکتے ہیں۔

۰۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی گراں قدر اور وقیع علمی و ادبی خدمات کی بنا پر بلاشبہ اس قابل تھے کہ انھیں ڈی لٹ یا پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری دی جاتی اور قومی اعزازات سے نوازا جاتا۔ ان کی وسیع اور گراں قدر علمی و ادبی خدمات کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اور یونیورسٹی آف تہران کو چاہیے کہ انھیں ڈی لٹ کی ڈگری دے کر انھیں خراجِ تحسین پیش کریں۔ اسی طرح حکومتِ پاکستان اور حکومتِ ایران کو بھی چاہیے کہ انھیں اعزازات عطا کر کے دونوں ممالک کے درمیان ''بطور سفیرِ محبت ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات'' کا اعتراف کریں۔

۰۶۔ آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس تخلیق کیا جائے جس پر تمام سرکاری و غیر سرکاری یونیورسٹیز، تعلیمی ادارے اور اشاعتی و تحقیقی ادارے اپنی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، مقالات، مجلّات، رسائل، اشاریے اور ان کے کوائف اپ لوڈ کریں۔ اس ڈیٹا بیس تک سب کو رسائی حاصل ہو تا کہ ہر کوئی اپنی ضرورت کے مطابق ان تک رسائی حاصل کر سکے۔ وزارت اطلاعات و نشریات، وزارتِ تعلیم اور ہائر ایجوکیشن کو چاہیے کہ اس ضمن میں قانون سازی کر کے آن لائن رجسٹریشن کو لازم قرار دے اور خلاف ورزی کرنے والے فرد یا ادارے کو سزا و جرمانہ کیا جائے تا کہ آن لائن ڈیٹا بیس کی تخلیق و تنظیم اور فعالیت یقینی ہو جائے۔ اس ضمن میں تمام مجلّات کے اشاریے مرتب کیے جائیں۔ نئے اور پہلے سے مرتب شدہ مجلّات اور ان کے اشاریوں کو تجدید نو کے بعد آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر اپ لوڈ کیا جائے۔

۰۷۔ ہائر ایجوکیشن ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تمام تحقیقی مقالات کے عنوانات اور ان مقالات کی آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر موجودگی و فراہمی یقینی بنائے تا کہ یونیورسٹیز کی تحقیقات خفیہ، نا قابلِ رسائی اور نا قابلِ استفادہ علمی و ادبی اثاثے کے بجائے ہر کس و ناکس کے استفادے کے لیے ہر وقت میسر آنے والا علمی و ادبی سرمایہ ثابت ہوں۔

۰۸۔ تمام لائبریریز کی بھی آن لائن فہرستیں دی جائیں۔ اس طرح آئن لائن ڈیٹا سرچ کرنے کی سہولت میسر آ جائے گی اور تحقیقی عمل آسان تر ہو جائے گا۔

۰۹۔ بین الاقوامی سطح پر قابلِ قدر ترقی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دیگر زبانوں میں لکھے ہوئے علمی، ادبی، تاریخی، سائنسی اور فنی شہ پاروں کو آسان اور عام فہم اردو ترجمے کے ساتھ قومی اثاثے کا حصہ بنایا جائے۔ اس ضمن میں حکومت، ہائر ایجوکیشن کمیشن، تمام دیگر متعلقہ اداروں اور یونیورسٹیز کو چاہیے کہ فنِ ترجمہ کو ترقی دیں اور وسیع طباعتی نظام قائم کریں۔ طلبہ میں ذوقِ مطالعہ، ذوقِ تحقیق و تنقید اور ذوقِ عمل پیدا کرنے اور اسے بھرپور انداز سے پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے۔ تمام یونیورسٹیز میں شعبہ ترجمہ اور شعبہ طباعت کا قیام لازمی قرار دیا جائے تا کہ ہماری نوجوان نسل تحقیق و دریافت کے عمل سے علم و ادب اور سائنس کے شعبہ جات میں مثالی کردار ادا کر سکے۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی سنٹرل لائبریری میں ''اقبال آرکائیوز'' کے قیام اور اس میں علامہ اقبال سے متعلقہ نوادرات اور دستاویزات اکٹھی کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں مجاز افراد اور اداروں سے درخواست ہے کہ ''اقبال آرکائیوز'' کا قیام اور لائبریری میں تازہ بتازہ نو بنو اقبالیاتی کتب کا اضافہ یقینی بنایا جائے۔

۱۱۔ درج ذیل خاکے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مقالات و مضامین کو تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جائے۔ مجوزہ کتاب ''کلیاتِ ریاض'' کی شکل میں ایک شاندار، مستند اور جامع علمی و ادبی اور اقبالیاتی انسائیکلوپیڈیا

مرتب ہو جائے گا جو **''اقبالیات کے سو سال''** اور **دائرہ معارفِ اقبال''** کی طرح اقبالیاتی ادب میں ایک نہایت گراں مایہ ادبی سرمایہ ثابت ہو گا۔اسے غیر اقبالیاتی ادب میں بھی ایک اہم اضافہ شمار کیا جائے گا۔ **''اقبالیات کے سو سال''** اور **''دائرہ معارفِ اقبال''** اردو زبان کے مقالات پر مشتمل ہیں۔ **''کلیاتِ ریاض''** میں فردِ واحد کے اردو کے علاوہ فارسی وانگریزی مقالات ومضامین کی وجہ سے، اسے ''اقبالیات کے سو سال'' اور دائرہ معارفِ اقبال'' سے قدرے مختلف، منفرد اور وسیع تر افادہ کی حامل تخلیق بننے کا اعزاز حاصل ہو گا۔

کلیاتِ ریاض

(اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے)

(جلد اول)

حصہ اول۔۔۔۔۔۔۔اردو مقالات و مضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (اردو)

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان و ادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تراجم

زبان و ادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان و ادب سے متعلقہ تبصرے

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تبصرے

حصہ دوم۔۔۔۔۔۔۔فارسی مقالات و مضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (فارسی)

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان و ادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تراجم

زبان و ادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تراجم

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)
علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین
زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین
علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ پر مبنی مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے
علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے
زبان وادب سے متعلقہ تبصرے
علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ سے متعلقہ تبصرے

کلیاتِ ریاض
(غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے)
(جلد دوم)

حصہ اول۔۔۔۔۔۔۔اردو مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے

باب اول:۔ غیر اقبالیاتی ادب (اردو)
مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین
زبان وادب سے متعلقہ مقالات ومضامین
شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

باب دوم:۔ غیر اقبالیاتی ادب کے تراجم
مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تراجم
زبان وادب سے متعلقہ تراجم
شخصیات سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ غیر اقبالیاتی ادب پر تبصرے
مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے
زبان وادب سے متعلقہ تبصرے
شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حصہ دوم۔۔۔۔۔۔۔۔فارسی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ غیر اقبالیاتی ادب (فارسی)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حوالہ جات وحواشی

۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور فارسی شعرا (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء) ص ۱ تا ۴۹
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۱۴۸ تا ۱۵۶

۰۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد ۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۶۰ تا ۶۳؛ مشمولہ: ''علم کی دستک''، ص ۳۲ تا ۳۵
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۲۰۹ تا ۲۲۴

۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۱۸ تا ۲۸۷

۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۷۴ تا ۲۸۸

۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۹ تا ۲۹

۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۳۰ تا ۶۸

۰۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: سہ ماہی ''فکر ونظر''، جلد ۲۲، شمارہ ۲، (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء) ص ۱۱۵ تا ۱۳۴
مشمولہ: ''اقبال ۸۵'' (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، ۱۹۸۹ء) ص ۵۶۱ تا ۵۸۴
''اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: ''تفسیرِ اقبال''، ص ۱۵۳ تا ۱۷۲

۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۰۳ تا ۲۱۷

۰۹۔ تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم اور باب پنجم

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص ۶۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۹

۱۲۔ تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم تا باب پنجم

۱۳۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۸، ۱۹
تفصیلات کے لیے دیکھیں: باب اول ص ۴۴ تا ۶۷

کتابیات

ا۔ بنیادی ماخذ

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،

(اردو کتابیں)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف

آفاقِ اقبال (بارہ عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1987ء)
افاداتِ اقبال (اکیس عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی (لاہور: آئینہ ادب، اول، 1978ء)
اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور فارسی شعراء (اردو) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1977ء)
برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس، اول، 1977ء)
تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1988ء)
تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اول، 1983ء)
جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اول، 1985ء)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تالیفات

اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1984ء)
تسہیل خطباتِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)
تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
حرفِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اول، 1984ء)

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف و تالیفات

ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر (لاہور: آئینہ ادب، چوک انارکلی، اول، 1971ء)
ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اول، 1988ء)
حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، اول، 1988ء)
رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (لاہور: مقبول اکادمی، اول، 1990ء)

سفرنامہ روم ومصر وشام شبلی (تدوین وتوضیح) (لاہور: زیڈاے پبلشرز، اول، 1988ء)
فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، اول، 1974ء)
مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، دوم، 1985ء)

(فارسی کتابیں)

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان (اسلام آباد: ادارہ مطبوعات پاکستان، اول، 1984ء)
حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1985ء)
کتاب شناسی اقبال (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1986ء)
کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی] (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران، اول، 1985ء)
کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی) (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، اول، 1971ء)
کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

تراجم پر مشتمل کتب

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین' (لاہور: اسلامک فاؤنڈیشن، اول، 1977ء)
پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، اول، 1982ء)
علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی (راولپنڈی: خانہ فرہنگ ایران، اول، 1982ء)

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوئی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

افکارِ اقبال (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اول، 1990ء)

شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1985ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

یادداشتہائے پراگندہ (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1989ء)

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1989ء)
مکتوبات وخطباتِ رومی (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1988ء)

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1995ء)

(مقالات ومضامین)

کتب میں شامل اردو مقالات ومضامین

ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں، مشمولہ: تفسیر اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)، مشمولہ: تسہیل خطبات (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)
اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: اقبال بحیثیت شاعر (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک...، باراول، 1982ء)
افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال اور ابنِ حلاج، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور افغانستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور آئینِ جوانمردی، مشمولہ: تفسیر اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور توحید ورسالت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور جدید علم کلام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جہانِ اسلام، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)

اقبال اور دنیائے اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)

اقبال اور سید جمال الدین افغانی، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)

اقبال اور سیرت انبیائے کرام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

اقبال اور شاہ ہمدان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)

اقبال اور شاہِ ہمدان، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال اور شبلی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل، اول، 1983ء)

اقبال اور عالمِ اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)

اقبال اور قوموں کا عروج وزوال، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال اور معاشرتی انصاف، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)

اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)

اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج وزوال، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال اور میراثِ کشمیر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال اور نژادِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)

اقبال اور نظامِ تعلیم وتربیت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال اور نظریہ پاکستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)

اقبال اور وحدت ملی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)

اقبال ایران کی درسی کتب میں، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)

اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال کا اسلوبِ شعر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)

اقبال کا تصورِ ابلیس، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)

اقبال کا تصورِ تعلیم، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال کا تصورِ توحید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال کا تصورِ علم وتعلیم، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)

اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال کا نظریہ ثقافت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال کا نظریہ عشق، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)

اقبال کی ادبی تراکیب، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)

اقبال کی بصیرت نفس، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں علم کی دستک، جلد: 1، شمارہ: 2 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر 90ء)
اقبال کی تلقینِ یقین، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال کی مخالفتِ استبداد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے تراجم اور ماخوذات، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے، مشمولہ: اقبال شناسی کے زاویے (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول مئی 1985ء)
اقبال کے ساقی نامے، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے مترادف اشعار، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال، شاعرِ حکمت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال، شاعرِ حیات، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
امیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ 'دہ قاعدہ'، مشمولہ: ایران کبیر و ایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط، مشمولہ: ایران کبیر و ایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تصورِ ریاست اسلامی، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
تصوّرِ فقر، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
تقدیرِ امم اور اقبال، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
جاوید نامہ، اصلی کردار، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
جگن ناتھ کی اقبال شناسی، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)
چند دیگر حصے (جاوید نامہ)، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں، مشمولہ: تقدیر امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، 1983ء)
درسِ رواداری (جاوید نامہ)، برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
رومی: شروحِ مثنوی شریف، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج، مشمولہ: اقبال ۸۵ء (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1989ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں، افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
علامہ اقبال کی دعائیں، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان، مشمولہ: اقبالیات کے سو سال، (لاہور: اقبال اکادمی، بار دوم، 2007ء)
فارسی شاعری میں اقبال کا مقام، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
فارسی نثر کی اقسام اور ادوار، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
فرہنگستان زبان ایران، مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار دوم، 1985ء)
فلک مشتری (جاوید نامہ)، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
مرزا بیدل: فکر وفن، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
مرزا بیدل کی تلقین ایثار وجوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
مقدمہ سرودِ اقبال، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
مکاتیب، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
نظامِ جوانمردی (فتوّت)، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)

رسائل وجرائد میں شامل اردو مقالات ومضامین

ابنِ سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر، ''اظہار''، جلد: 12، شمارہ: 4-3 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 91ء)
ابنِ ماجہ اور ابنِ طفیل کی فلسفیانہ داستانیں، ''اقبالیات''، جلد: 29، شمارہ: 2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، ستمبر 88ء)
ابیاتِ اقبال کے معانی، ''صحیفہ'' (لاہور: مجلس ترقی ادب، اکتوبر 1987ء)
ادب کا اسلامی تصور، ''الحق'' (م)، جلد: 29، شمارہ: 3 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، دسمبر 1993ء)

ادب کا اسلامی تصور، المعارف، جلد:14، شمارہ:4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1981ء)
ارمغانِ حجاز، المعارف، جلد:10، شمارہ:10-9 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں، بصائر (سہ ماہی)، جلد:6، شمارہ:1,2 (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری واپریل 69ء)
اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں، اظہار، جلد:4، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 81ء)
اسلام اور رواداری، اظہار، جلد:5، شمارہ 4 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر 1982ء)
اشرف جہانگیر سمنانی، الولی، جلد:6، شمارہ 7 (حیدرآباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اکتوبر 1977ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ 4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1970ء)
اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، ماہِ نو، جلد 34: شمارہ 11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1981ء)
اقبال اور بابا فغانی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:33 (لاہور: اکادمی پنجاب، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی، فکر ونظر، جلد:19، شمارہ:3 (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، ستمبر 1981ء)
اقبال اور تقدیرِ امم، مقالات، جلد:3 (لاہور: اقبال کانگرس، دسمبر 1977ء)
اقبال اور تلمیحات فرہاد، اقبال، جلد:30، شمارہ 2: (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال، جلد:28، شمارہ:4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1981ء)
اقبال اور خوشحال، ادبیات (سہ)، جلد:2، شمارہ:5 تا 6 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جولائی تا دسمبر 88ء)
اقبال اور دنیائے اسلام، ماہِ نو، جلد:35، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1982ء)
اقبال اور سعدی، اقبالیات، جلد:11، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1970ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، اقبالیات، جلد:12، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1971ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:4 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر 84ء)
اقبال اور شاہ ہمدان، اقبالیات، جلد:9، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1969ء)
اقبال اور شبلی، ماہِ نو، جلد:30، شمارہ:2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی 1977ء)
اقبال اور عبادات وشعائر اسلامی، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ 12: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، جون 1980ء)
اقبال اور عقائد توحید ورسالت، اقبال، جلد:40-39، شمارہ:4، 1 (لاہور: بزمِ اقبال، کلب روڈ، اکتوبر 92ء جنوری 93ء)
اقبال اور کبوترانِ حرم، اقبال، جلد:26، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1979ء)
اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1981ء)
اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، اقبالیات، جلد:15، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1974ء)
اقبال اور نژادِ نو، المعارف، جلد:5، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1972ء)
اقبال اور نوجوان، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:3 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، جولائی تا ستمبر 72ء)
اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ 'خطاب بہ .. 'اظہار، جلد:6، شمارہ 9: (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 84ء)
اقبال اور وحدتِ ملی، اقبالیات، جلد:23، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1983ء)
اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم، اظہار، جلد:3، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 80ء)
اقبال اور عالمِ اسلام، فکر ونظر، جلد 21: شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1984ء)
اقبال ایران کی درسی کتب میں، اقبالیات، جلد:27، شمارہ 2: (اقبال ریویو) (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1986ء)
اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات، ادبیات (سہ)، جلد:3، شمارہ:10 تا 12 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر 89ء تا جون 90ء)

اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور، نقوش، جلد:121 (لاہور: فروغِ اردو، ستمبر 1977ء)
اقبال کا ایک شعر اور..... ،قومی زبان، جلد:51، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1981ء)
اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند ''زمزمہ انجم''، اظہار، جلد:5، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 1982ء)
اقبال کا تصورِ ابلیس، اقبال، جلد:18، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1969ء)
اقبال کا تصورِ توحید، الحق (م)، جلد:1، شمارہ:4 (اکوڑہ: دار العلوم حقانیہ، جولائی، اگست 72ء)
اقبال کا تصورِ ثقافت، اظہار، جلد:4، شمارہ:10 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اپریل 1982ء)
اقبال کا تصورِ علم و تعلم، تعلیمات (م)، جلد:12، شمارہ:9-7 (لاہور: ادارہ تعلیم و تحقیق، جولائی۔ستمبر 89ء)
اقبال کا تصورِ قلندری، اقبال، جلد:22، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1975ء)
اقبال کا تفکرِ حریت، اقبالیات، جلد 31:، شمارہ:4،2 (لاہور: جولائی 90، جنوری 91)
اقبال کا نظریہ عشق، ماہِ نو، جلد 37:، شمارہ:4 (لاہور: اپریل 1984ء)
اقبال کی تلقینِ یقین، الحق (م)، جلد:3، شمارہ:1 (اکوڑہ: دار العلوم حقانیہ، جنوری، فروری 74ء)
اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، قومی زبان، جلد:47، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1977ء)
اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)، فاران (م)، جلد:25، شمارہ:8 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1972ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)، المعارف، جلد 13:، شمارہ:6 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جون 1980ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)، المعارف، جلد:13، شمارہ:5 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مئی 1980ء)
اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی، قومی زبان، جلد:48، شمارہ:10 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1978ء)
اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، قومی زبان، جلد:47، شمارہ:11 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1977ء)
اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے، اقبال، جلد:23، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1976ء)
اقبال کے خطوط ایک نظر میں، ادبیات، جلد:4، شمارہ:16 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 1991ء)
اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو، جلد:24، شمارہ:4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1971ء)
اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، ستمبر 1977ء)
اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار، فاران (م)، جلد:21، شمارہ 11: (کراچی: دفتر فاران، فروری 1970ء)
اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:35 (لاہور: اکادمی پنجاب، اپریل، مئی 71ء)
اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت، المعارف، جلد:17، شمارہ:4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1984ء)
امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار، المعارف، جلد:10، شمارہ:3-2 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری، مارچ 1977ء)
ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:18 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 1992ء)
ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی، اقبالیات، جلد:34، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر 93ء)
ایران میں اقبال پر تازہ کام، اقبال، جلد:21، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1974ء)
ایران میں مطالعہ اقبال، فکر و نظر، جلد:13، شمارہ:10 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1976ء)
ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک و ہند میں، صحیفہ، جلد:92، شمارہ:190 (لاہور: مجلس ترقی ادب، جنوری 1977ء)
آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد، فکر و نظر، جلد:16، شمارہ:11-10 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اپریل، مئی 1979ء)
آئین جوانمرداں اور اقبال، اقبالیات، جلد:11، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1971ء)
بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:6 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، دسمبر 1970ء)
برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام، فکر و نظر، جلد:26، شمارہ:2 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اکتوبر تا دسمبر 88ء)

بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات، فکر و خیال، جلد:8، شمارہ:3 (کراچی: بورڈ آف ایجوکیشن، مارچ1970ء)
بیدل فکر و فن، ادبیات (سہ)، جلد:1، شمارہ:2 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر تا دسمبر87ء)
بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں، اقبال، جلد:41، شمارہ:3 (لاہور: بزمِ اقبال، جولائی1994ء)
پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)، ماہِ نو، جلد22:، شمارہ11: (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر1969ء)
پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں، اقبال، جلد:38، شمارہ2-1: (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری/اپریل91ء)
تازہ بتازہ نو بنو ترا کیبِ اقبال، اقبالیات، جلد:21، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری1981ء)
تحقیقاتِ اسلامی، فکر و نظر، جلد:19، شمارہ:3 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، ستمبر1981ء)
ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال، العلم (سہ ماہی)، جلد20، شمارہ1: (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، جنوری تا مارچ71ء)
تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو، الولی، جلد: 6، شمارہ12-11: (حیدرآباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، فروری، مارچ78ء)
تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)، اسلامی تعلیم، جلد:6، شمارہ3: (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، مئی تا اگست77ء)
تقدیرِ امم اور اقبال، اقبالیات، جلد:18، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، اکتوبر77ء)
تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں، اقبال (اقبال نمبر)، جلد:24، شمارہ:3-2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل، جولائی77ء)
تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں، اظہار، جلد:6، شمارہ:6-5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر، دسمبر83ء)
جاوید نامہ، ثقافت (سہ ماہی)، جلد2:، شمارہ:7 (اسلام آباد: نیشنل کونسل، سرما1977ء)
جاوید نامہ کا فلکِ مشتری، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:2 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اپریل تا جون72ء)
جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن، فاران (م)، جلد22:، شمارہ:12 (کراچی: دفتر فاران، مارچ1971ء)
جاوید نامہ میں درسِ رواداری، العلم (سہ ماہی)، جلد:22، شمارہ:4 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اکتوبر تا دسمبر72ء)
جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:43 (لاہور: اکادمی پنجاب، مئی72ء)
جاوید نامے کے اصلی کردار، المعارف، جلد:10، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی1977ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال، جلد:19، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر۔دسمبر1971ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال ریویو، جلد:، شمارہ: (حیدرآباد: اقبال اکیڈمی، نومبر2005ء)
چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس، اقبالیات، جلد:16، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری1976ء)
حافظ اور گوئٹے، اردو (سہ ماہی)، جلد:57، شمارہ:1 (کراچی: انجمن ترقی اردو، جنوری تا مارچ81ء)
حرفِ چند بیادِ مہر، فاران (م)، جلد:30، شمارہ:9 (کراچی: دفتر فاران، دسمبر1978ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ، المعارف، جلد:14، شمارہ11: (لاہور: ثقافتِ اسلامی، نومبر1981ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ، فاران (م)، جلد:32، شمارہ:11 (کراچی: دفتر فاران، اگست1981ء)
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب، فکر و نظر، جلد:16، شمارہ8: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، فروری1979ء)
حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے، ماہِ نو، جلد35:، شمارہ:12 (کراچی: ادارہ مطبوعات، دسمبر1982ء)
حضرت میر سید محمد ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:5 (حیدرآباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اگست1973ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں، اقبال، جلد:29، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل1982ء)
خطباتِ اقبال (تعارف)، فکر و نظر، جلد:27، شمارہ:3 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، جنوری تا مارچ90ء)
خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی کے آئینے میں)، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:5 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، نومبر1970ء)
دانائے راز، اظہار، جلد:7، شمارہ:4، 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر، نومبر84ء)
ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی، ماہِ نو، جلد:37، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر1984ء)

''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ: سید علی ہمدانی..، ماہِ نو، جلد:1، 2(کراچی: ادارہ مطبوعات، موسم گرما 1985ء)
رحمت اللعالمین، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ:5 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی 1970ء)
روضات الجنان وجنات الجنان، المعارف، جلد:4، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1971ء)
رومی اور اقبال، اظہار، جلد:6، شمارہ:12-11 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مئی، جون 84ء)
رومی کا تصورِ فقر، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:2 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اپریل۔جون 84ء)
سعدی کی مومنانہ فراست، قومی زبان، جلد:52، شمارہ:10 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اکتوبر 1982ء)
سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)، فاران، جلد:8، شمارہ:20 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1968ء)
سعید حلیم پاشا، المعارف، جلد:4، شمارہ9: (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ستمبر 1971ء)
سلطان کشمیر کا علمی ذوق، فاران (م)، جلد:21، شمارہ:9 (کراچی: دفتر فاران، دسمبر 1969ء)
سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)، فاران (م)، جلد:23، شمارہ:2 (کراچی: دفتر فاران، مئی 1971ء)
سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ 1980ء)
سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ6-5: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، نومبر 1979ء)
شاہ ہمدان، اقبال، جلد:19، شمارہ4: (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل، جون 72ء)
شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے، اظہار، جلد:3، شمارہ:10-9 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 81ء)
شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال، الحق (م)، جلد:7، شمارہ2: (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، نومبر 1971ء)
شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت، المعارف، جلد:3، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1970ء)
شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی، المعارف، جلد:5، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ 1972ء)
شیخ یعقوب صرفی، فکر ونظر، جلد:2، شمارہ:9 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، دسمبر 1973ء)
صائبین اور ان کے دو گروہ، العلم (سہ)، جلد:20، شمارہ:2 (کراچی: ایجوکیشنل، اپریل تا جون 71ء)
صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ، المعارف، جلد:2، شمارہ:10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر 1969ء)
عباداللہ اختر مرحوم، ادبیات (سہ)، جلد:2، شمارہ:7 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جنوری تا مارچ 89ء)
علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام، جرنل آف دی ریسرچ..، جلد:26، شمارہ:3، جولائی 1989ء)
علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)، اقبالیات، جلد:19، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 78ء)
علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل، علم کی دستک، جلد:2، شمارہ:4 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر 82ء)
علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج، فکر ونظر، جلد:22، شمارہ:2 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر 84ء)
علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح...، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں، علم کی دستک، جلد1:، شمارہ:3 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر 81ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین، العلم (سہ ماہی)، جلد:29، شمارہ:4 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اکتوبر تا دسمبر 81ء)
علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ، فکر ونظر، جلد:21، شمارہ:5 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، نومبر 1983ء)
علامہ اقبال کا ترانہ ملی، اظہار، جلد:13، شمارہ:6-5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر، دسمبر 91ء)
علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)، ماہِ نو، جلد:37، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1984ء)
علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد پس منظر اور پیش منظر، ماہِ نو، جلد:، شمارہ: (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1988ء)
علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک، اقبال، جلد:35، شمارہ:4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1988ء)
علامہ اقبال کی تنقیدِ ادب، ماہِ نو، جلد:45، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1992ء)

علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد، اقبال، جلد:36، شمارہ:4(لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر1989ء)
علامہ تفضّل حسین کشمیری، المعارف، جلد:5، شمارہ:10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر1972ء)
علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ، المعارف، جلد:4، شمارہ:10 (لاہور ثقافتِ اسلامی، اکتوبر1971ء)
غالب اقبال کے عظیم پیشرو، ماہِ نو، جلد:36، شمارہ:2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، فروری1983ء)
غالب اور تقلید عرفی، المعارف، جلد:5، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی1972ء)
غالب کی قصیدہ گوئی، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ:2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، فروری1970ء)
فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:21 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، خزاں1992ء)
فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)، اظہار، جلد:7، شمارہ:10-9 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل85ء)
فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر، فکر ونظر، جلد:18، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، فروری1981ء)
فارسی نثر کی اقسام اور ادوار، المعارف، جلد:13، شمارہ:2 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری1980ء)
فتوّت یا جوانمردی.. مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر1)، فکر ونظر، جلد:7، شمارہ:8 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، فروری1970ء)
فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر2)، فکر ونظر، جلد:7، شمارہ:9 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، مارچ1970ء)
فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور، اقبالیات، جلد:28، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری، مارچ88ء)
قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں، اظہار، جلد:8، شمارہ:3 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، ستمبر، اکتوبر85ء)
قرآن مجید اور چند فارسی امثال، فکر ونظر، جلد:16، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ1979ء)
قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی، المعارف، جلد:13، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1980ء)
قلب اور اس کی اقسام، بینات، جلد:17، شمارہ:2 (کراچی: نیوٹاؤن، اکتوبر1970ء)
قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت، الحق (م)، جلد: 6، شمارہ:8 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، مئی 1971ء)
کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط، المعارف، جلد:6، شمارہ:3-2 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری، مارچ73ء)
کلامِ اقبال میں تغزل، المعارف، جلد:13، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ1980ء)
کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس، فکر ونظر، جلد:10، شمارہ:9 (اسلام آباد: مارچ1973ء)
کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر، اقبالیات، جلد:14، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی1973ء)
کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال، فکر ونظر، جلد:10، شمارہ11: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مئی1973ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات، اردو (سہ ماہی)، جلد47:، شمارہ:2 (کراچی: انجمن ترقی اردو، 1971ء)
مثنوی شریف (فروزانفر) کی شرح کے مقدمات، اقبال ریویو، جلد:13، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکادمی، جولائی1972ء)
مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال، اقبالیات، جلد:25، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی1984ء)
محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال، اقبال، جلد:20، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر72ء، جنوری73ء)
مرزا بیدل کی تلقین ایثار وجوانمردی، علم کی دستک، جلد:5، شمارہ:4 (اسلام آباد: اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر85ء)
مسجد قرطبہ، ماہِ نو، جلد:25، شمارہ:4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل1972ء)
مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام، فکر ونظر، جلد:7، شمارہ:10 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل1970ء)
مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں، المعارف، جلد:16، شمارہ:11-10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر/نومبر83ء)
مسلمانوں کی وحدت کا داعی، قومی زبان، جلد:44، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل1974ء)
معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیماتِ..)، البلاغ، جلد:، شمارہ: (کراچی: ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ)

معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار، المعارف، جلد:14، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ 1981ء)
مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات، المعارف، جلد:11، شمارہ:8 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اگست 1978ء)
ملاصدرا کے الٰہیاتی افکار، اقبالیات، جلد:30، 31، شمارہ:3، 1 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، جنوری 90-89ء)
مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1976ء)
مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:5 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مئی 1976ء)
مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:8 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اگست 1976ء)
مولانا عبدالرحمٰن جامی... فکر ونظر، جلد:28، شمارہ:3 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، مارچ 1991ء)
مولانائے روم کے مکاتیب، فکر ونظر، جلد:18، شمارہ:1 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، جولائی 1980ء)
میر سید علی ہمدانی، المعارف، جلد:5، شمارہ:6 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جون 1973ء)
میر سید علی ہمدانی، ماہِ نو، جلد:22، شمارہ:3 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مارچ 1969ء)
میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں، اقبالیات، جلد:12، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1972ء)
نظامِ فتوّت کے آداب ورسوم اور اصطلاحات، المعارف، جلد:7، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی 1974ء)
نظامِ فتوّت، اقبال، جلد:25، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1978ء)
نظامِ فتوّت، چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں اظہار، جلد:4، شمارہ 4-3: (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، ستمبر، اکتوبر 81ء)
نعتِ نبوی فارسی شاعری میں، فاران (م)، جلد 23: شمارہ:8 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1971ء)
نکتہ توحید، فاران (م)، جلد:23، شمارہ:3 (کراچی: دفتر فاران، جون 1971ء)
وسطی ایشیا اور اقبال، فکر ونظر، جلد:35، شمارہ:1 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، جولائی تا ستمبر 97ء)؛ (ڈاکٹر محمد ریاض کا آخری لکھا ہوا مضمون جو ان کی وفات کے بعد طبع ہوا)

(اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

کتب میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اقبال اور ان کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، مشمولہ: افاداتِ اقبال، بار اول، 1983ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخرالدین حجازی، تفسیرِ اقبال، 1988ء
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر از پروفیسر مجتبیٰ عینوی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، اول، 1989ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، بار اول، 1983ء
ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال از سید محمد محیط طباطبائی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، بار اول، 1983ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، برکاتِ اقبال، بار اول، 1982ء)
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلو الفانسو، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)

رسائل وجرائد میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اسمائے قرآن کی معنویت از پروفیسر حکمت آل آقا، بینات، جلد:17، شمارہ:3، نومبر 1970ء
اقبال اور ان کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، قومی زبان، جلد:52، شمارہ:11، نومبر 1982ء
اقبال اور حسین ابن حلاج از حسین ابن منصور حلاج، اقبال ریویو، جلد:19، شمارہ:2، جولائی 1978ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخر الدین حجازی، اقبال، جلد:23، شمارہ:4، اکتوبر 1976ء
اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ از سید غلام رضا سعیدی، ماہِ نو، جلد 35: شمارہ:4، اپریل 1982ء
اقبال ۔ قرآن اور اہلبیت از علامہ امینی، فجر، مئی 1984ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی صحیفہ، جلد:92، شمارہ:190، نومبر 1977ء
چہل حدیث کے نادر مجموعے از ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں، بینات، جلد:17، شمارہ:6، فروری 1971ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:4، شمارہ:1، جنوری، فروری 75ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد:4، شمارہ:1، جنوری، فروری 75ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:2، شمارہ:2، مارچ، اپریل 73ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد:2، شمارہ:2، مارچ، اپریل 73ء
رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، فکر ونظر، جلد:8، شمارہ:9، مارچ 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات ۔۱، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:7، اپریل 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات ۔۲، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:11، اگست 1971ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، اسلامی تعلیم، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
لفظ ادب کا مفہوم از پروفیسر کارلو الفانسو، اردو (سہ ماہی)، جلد:51، شمارہ:1، 1975ء
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلو الفانسو، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:3، جولائی۔ستمبر 84ء
مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح از سید علی ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:1، 2، اپریل مئی 1973ء
۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان از عبدالمنعم النمر، المعارف، جلد:6، شمارہ:4-5، اپریل مئی 73ء

رسائل وجرائد میں شامل انگریزی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانا روم کا اثر از ڈاکٹر این میری شیمل، فکر ونظر، جلد:7، شمارہ:8، فروری 1970ء
بیدل، برگساں کی روشنی میں از علامہ اقبال، ادبیات (سہ)، جلد:1، شمارہ:4، اپریل تا جون 88ء
ذہنی صحت اور اسلام از ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ، المعارف، جلد:4، شمارہ:8، اگست 1971ء
عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد:5، شمارہ:11-10، اپریل مئی 83ء
علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد:5، شمارہ:12-11، اگست، ستمبر 82ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، المعارف، جلد:17، شمارہ:8، اگست 1984ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:1، جنوری تا مارچ 72ء

تبصروں پر مشتمل اردو مقالات و مضامین

کتب میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات و مضامین

اقبال ایک مطالعہ از کلیم الدین احمد، آفاقِ اقبال، 1987ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، برکاتِ اقبال، 1982ء
سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل'' مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
شیخ نجم الدین زرکوب کی کتاب جوانمردی از نجم الدین زرکوب، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء

رسائل و جرائد میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات و مضامین

اقبال اور اسلامی معاشرہ از الطاف حسین، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ:24 خزاں 1993ء
اقبال اور سوشلزم از ایس اے رحمان، اقبالیات، جلد:20، شمارہ:2، جولائی 1979ء
اقبال ایک تحقیقی مطالعہ از ملک حسن اختر، اقبالیات، جلد:29، شمارہ:3، جنوری تا مارچ 89ء
اقبال پیامبرِ امید از محمد حسین عرشی، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
اقبال پیغمبرِ خودی از ڈاکٹر منظور ممتاز، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ:25، سرما 1993ء
اقبال دشمنی ایک مطالعہ از محمد ایوب صابر، ادبیات (سہ)، جلد:7، شمارہ:30-27 خزاں، بہار، سرما 94ء
اقبال کا سیاسی سفر از محمد حمزہ فاروقی، ادبیات (سہ)، جلد:7، شمارہ:30-27 خزاں، بہار، سرما 94ء
امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال از امیر خسرو، اردو (سہ ماہی)، جلد:52، شمارہ:1، 1976ء
بیدل از خواجہ عباداللہ اختر، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے از امیر خسرو، صحیفہ، جلد:92، شمارہ: 190، مارچ 1977ء
حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، بصائر، جلد:7، شمارہ:1، جنوری 70ء
حیاتِ اقبال کا ایک سفر از ہارون الرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ: 22، سرما 1993ء
داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر) از فضل حسین تبسم، فنون (سالنامہ)، جلد:1، شمارہ:15، جنوری، فروری 81ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ: 37، ستمبر، اکتوبر 71ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، اظہار، جلد:7، شمارہ:5-4، اکتوبر، نومبر 84ء
زندہ رود از جاوید اقبال، اقبال (سہ)، جلد:26، شمارہ:4، اکتوبر 1979ء
سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر) از ساجد الرحمن، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:18، سرما 1992ء
سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن ودل'' از سیبک فتاحی نشاپوری، اردو (سہ ماہی)، جلد:55، شمارہ:3، جولائی تا ستمبر 79ء
سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار از شاہد حسین رزاقی، اقبال (سہ)، جلد:26، شمارہ:4، اکتوبر 1979ء
شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار از فردوسی، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ: 19، بہار 1992ء
شاہِ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:37، ستمبر، اکتوبر 71ء
شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ از ابوبکر بن محمد بن اسحاق، اظہار، جلد:8، شمارہ:12-11 مئی، جون 86ء
علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء از سلطان محمود حسین، اقبال، جلد:31، شمارہ:3، جولائی 84ء
فارسی اور اردو شہر آشوب از محمد جعفر، فاران (م)، جلد:21، شمارہ:6، ستمبر 1969ء

فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم از مولانا محمد اسحاق بھٹی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
کلیات اقبال (اردو۔ فارسی) از علامہ محمد اقبال، اقبالیات، جلد:34، شمارہ:4، جنوری، مارچ 94ء
گلشن راز اور اس کی ایک نا تمام شرح از نامعلوم، بصائر، جلد:8، شمارہ:3,4، جولائی و اکتوبر 71ء
مثمر از خان آرزو، ادبیات، جلد:6، شمارہ: 25، سرما 1993ء
مشرق بعید میں طلوعِ اسلام از سید قدرت اللہ فاطمی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
مطالعہ قرآن از مولانا محمد حنیف ندوی، اقبالیات، جلد:20، شمارہ:2، جولائی 1979ء
مکتوبات و مواعظ مولانا رومی از مولانا رومی، الحق (م)، جلد:14، شمارہ:7، اپریل 1979ء
ملفوظاتِ رومی مرتبہ عبدالرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
وامق و عذرا: دو داستانیں مرتبہ ظہیر محمد رضا، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:47، اکتوبر 72ء

مطبوعہ فارسی مقالات و مضامین

رسائل و جرائد میں مطبوعہ فارسی مقالات و مضامین

ابتکارات مسعود سعد سلمان، ہلال، شمارہ:۱۰۵، مہر و آبان ۱۳۴۹
ابوسعید سحابی استر آبادی، ہلال، شمارہ:۱۲۰، بھمن ۱۳۵۰
اقبال شناسی در ایران، ہلال، شمارہ:۹۰، خرداد ۱۳۴۸
اقبال لاھوری و شعرای سبک خراسانی، ہلال، شمارہ:۱۱۸، آذر ۱۳۵۰
اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھری رساند حال آن کہ۔، کاوہ، شمارہ:۶۹، پاییز ۱۳۵۷
انعکاسات بیدل در اشعار اقبال، اقبالیات، شمارہ: چہارم، ۸۸ء
آغاز و ارتقای نھضت فتوت اسلامی، معارف اسلامی، شمارہ:۱۵، زمستان ۱۳۵۲
برگزاری مراسم روز اقبال، ہلال، شمارہ:۱۰۲، تیر ۱۳۴۹
بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر، ہلال، شمارہ:۱۰۳، مرداد ۱۳۴۹
بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)، دانش، شمارہ:۲۱۔۲۰، زمستان ۸ء۱۳
بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)، دانش، شمارہ:۱۲، زمستان ۱۳۶۶
پیرامون فتوت یا جوانمردی، ہلال، شمارہ:۱۰۶، آذر ۱۳۴۹
تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان، اقبالیات، شمارہ: ہشتم، ۹۲ء
تاثیر تفکر اسلامی در اروپا، ہلال، شمارہ:۱۰۱، خرداد، ۱۳۴۹
تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال، دانش، شمارہ:۱۵، پاییز ۱۳۶۷
تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق و عذرای عنصری، ہلال، شمارہ:۹۳، آبان ۱۳۴۸
تاثیر و مقام شعر و ادب از دیدگاہ علامہ اقبال، اقبالیات، شمارہ: دوم، فروری ۱۹۸۷ء
تتبعاتی از زبورِ عجم، ہلال، شمارہ:۱۰۰، اردیبھشت ۱۳۴۹
ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی و پیامِ مشرق)، اقبالیات، جلد:۱۱، شمارہ:۴، جنوری ۱۹۷۱ء
تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری، وحید، شمارہ:۱۳۰، مھر ۱۳۵۳
ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق دانش، جلد:۱، شمارہ:۲، تابستان ۱۳۶۳

روز استقلال پاکستان، ہلال، شمارہ:۹۹، فروردین ۱۳۴۹
سحابی استرآبادی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۲، پاییز ۱۳۵۴
سرزمین ومردم کشمیر، ہلال، شمارہ:۹۵، آذر، ۱۳۴۸
سید محمد اشرف <<جہانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ، معارف اسلامی، شمارہ:۲۶، تابستان ۱۳۵۵
سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)، دانش، شمارہ:۲۲، تابستان ۱۳۶۹
شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۱، تابستان ۱۳۵۴
شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی، دانش، شمارہ:۳۰-۲۹، بھار و تابستان ۱۳۷۱
علامہ شبلی نعمانی و برخی از آثار اسلامی وی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۷، اسفند ۱۳۵۵
عیاری وشطاری، معارف اسلامی، شمارہ:۱۶ بھار ۱۳۵۳
فتوت، معارف اسلامی، شمارہ:۱۷، تابستان ۱۳۵۳
فردوسی حکیم، اقبالیات، شمارہ: ہفتم ۹۲-۹۱ء
فقید سعید سعیدی اقبال شناس، اقبالیات، شمارہ: دہم ۹۴-۹۳ء
قلندریہ، معارف اسلامی، شمارہ:۶، بھار ۱۳۵۴
متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۸۵، تیر ۱۳۵۳
مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)، فرھنگ ایران... جلد:۲۰، شمارہ:۲۰، ۱۳۵۳
مقام غالب در سبک شناسی فارسی، ہلال، شمارہ:۹۸، اسفند ۱۳۴۸
منابع اوّلیہ تحقیق در بارہ حضرت میر سید علی ھمدانی، دانش، شمارہ:۱۸-۱۷، بہار و تابستان ۱۳۶۸
مؤسس پاکستان، ہلال، شمارہ:۱۰۷، دی ۱۳۴۹
نامہ بہ مدیر مجلّہ: در بارہ مؤلف مقالات اربعین، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۷۷، اسفند ۱۳۵۰
نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان، معارف اسلامی، شمارہ:۲۳، دی ۱۳۵۴
نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ، چشم انداز، شمارہ:۱۰، دی ۱۳۷۶
ھنر لازوال چغتائی وغالب، ہلال، شمارہ:۸۸، اسفند ۱۳۴۷
یاد از مقام ونبوغ مولوی، ہلال، شمارہ:۹۱، تیر مرداد ۱۳۴۸

(فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

اردو سے فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال از ڈاکٹر محمد علامہ اقبال، اقبال ریویو، جلد:11، شمارہ:4، جنوری 1971ء
دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م) از ڈاکٹر این میری شیمل، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، بار اول، 2001ء

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرات

English Articles on Iqbaliyati Adab

A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry,Iqbal Review,20:1,April, 1979

Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture,Iqbal Review,30:1,April, June 1989
Allam Iqbal's Views on the Significance of Manifestation of Tauhid,Iqbal,30:1, Jan,1983
Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian,Iqbal Review,29:1,April, June 1988
Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking,Iqbal,29:3-4,July-Oct, 1982
Arbery and Translation of Iqbal's Works,Iqbal,31:1, Jan, 1984
Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama,Iqbal Review, 18:4, Jan, 1978
Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal,Journal of the P.H.S,XVI,Part IV, October, 1968
Iqbal Studies in Persian: A New Perspective,Iqbal,24:4,Oct, 1977
Iqbal on the Renaissance of Islam,Journal of the P.H.S,II,November, 1983
Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets,Iqbal Review, 27:1, April, Sep. 1986
Iqbal's Idea of 'Tauhid',Iqbal,21:1,Jan-March 1974
Muslim Society and Modern Change, Iqbal Review,33:1,April, 1992
Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry, Iqbal Review,30-31:3-1, October, 1989; April 1990

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy",Iqbal Review,35:3,October 1994
Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid),Iqbal Review,20:1,April, 1979

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry,Iqbal,23:3,July, 1976
Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat', Journal of the P.H.S, XVIII, Part III,July, 1970
Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services, Iqbal,22:1,Jan, 1975
Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi,Iqbal,25:3,July, 1978
Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs,Iqbal, 26:1, Jan, 1979

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid, Iqbal Review,20:1,April, 1979
Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi,Iqbal Review,30:1, April-June 1989
Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.,Iqbal, 42:1, Jan, 1995
Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain),Iqbal Review, 20:3, October, 1979

ا۔ ثانوی مآخذ

(قرآن مجید/ تفاسیر/ کتبِ احادیث)

قرآن مجید و تفاسیر

آزاد، ابوالکلام، مولانا،
ترجمان القرآن، جلد اول تا سوم (لاہور: اسلامی اکیڈمی، 2001ء)

شبیر احمد عثمانی، مولانا،
تفسیر عثمانی، جلد اول و دوم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)

عماد الدین ابن کثیر،
تفسیر ابنِ کثیر، جلد اول تا پنجم (لاہور: شمع بک ایجنسی، 2004ء)

محمد شفیع، مفتی، مولانا،
معارف القرآن، جلد اول تا ششم (کراچی: ادارۃ المعارف، 2006ء)

محمد کرم شاہ الازہری، پیر،
ضیاء القرآن، جلد اول تا پنجم (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1402ھ)

مودودی، ابوالاعلیٰ، سید،
تفہیم القرآن، جلد اول تا ششم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2000ء)

کتب احادیث

احمد بن شعیب النسائی، ابوعبدالرحمن،
سنن نسائی، جلد اول تا سوئم، (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)

سلیمان بن اشعث سجستانی، ابوداؤد،
سنن ابوداؤد، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا خورشید حسن قاسمی (لاہور: مکتبۃ العلم، سنن ندارد)

محمد بن اسماعیل بخاری، ابوعبداللہ،
صحیح بخاری، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا محمد داؤد راز (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2004ء)

محمد بن عیسیٰ ترمذی
جامع ترمذی، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)

محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی، ابی عبداللہ،
سنن ابنِ ماجہ، جلد اول تا سوئم (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)

مسلم بن الحجاج بن مسلم، ابی الحسین،
صحیح مسلم، جلد اول تا سوئم، مترجمہ: مولانا عزیز الرحمٰن (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)
ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری،
مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)

(اردو کتابیں)

ابو سعید نورالدین، ڈاکٹر،
اسلامی تصوّف اور اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ثالث، 1995ء)
اکبر شاہ نجیب آبادی، مولانا
تاریخِ اسلام جلد اول، دوم، سوم، (لاہور: مکتبہ خلیل، اردو بازار، دسمبر 2009ء)
احمد جاوید،
اقبال۔ پیامِ مشرق (فارسی۔اردو) (اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، 2000ء)
اختر جعفری، ڈاکٹر سید
اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 1986ء)
اسلوب احمد انصاری، پروفیسر،
اقبال کی تیرہ نظمیں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، 1977ء)
اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ،
امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر 1972ء)
اعجاز راہی، (مرتب)،
اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، 1986ء)
افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر،
عروجِ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1987ء)
اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر
مطالعہ اشارات و تلمیحاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)
الطاف احمد اعظمی،
خطباتِ اقبال ایک مطالعہ (لاہور: دارالتذکیر، 2005ء)
امیر خسرو،
غرۃ الکمال، مرتبہ: وزیر الحسن عابدی، (لاہور: نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، 1975ء)
ایس ایم منہاج الدین،
افکار و تصوراتِ اقبال (ملتان: کاروانِ ادب، بار اول، 1985ء)
ایم ڈی تاثیر، ڈاکٹر، افضل حق قرشی،

اقبال کا فکر و فن (لاہور: بزم اقبال، بار سوم، نومبر 1994ء)

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر،

روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، جرنلسٹس کالونی، بار اول، 2015ء)

ایوب صابر، ڈاکٹر،

اقبال کی فکری تشکیل (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، بار اول، 2007ء)

کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات، (اسلام آباد: پُورب اکادمی، بار اول، مارچ 2010ء)

بختیار حسین صدیقی، پروفیسر،

اقبال بحیثیت مفکر (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2012ء

برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر،

علامہ اقبال اور مذہبی وقوف کی علمی صورت (لاہور: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء)

جاوید اقبال، ڈاکٹر،

اپنا گریبان چاک (خودنوشت / سوانح حیات)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، مئی 2009ء)

زندہ رُود (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، 2008ء)

حسن اختر، ڈاکٹر ملک،

اقبال ایک تحقیقی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1996ء)

اقبال اور مسلم مفکرین (لاہور: فیروز سنز، بار اول، 1992ء)

حسین ابن منصور حلاج،

طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد، بار اول، 2008ء)

حسین شاہ ھمدانی، ڈاکٹر سید،

''شاہ ھمدان، میر سید علی ھمدانی''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض خان (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، 1374ش، 1995م)

حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز،

اوزانِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سن ندارد)

حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ،

شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2010ء)

شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، 2004ء)

حنیف ندوی، مولانا محمد،

اساسیاتِ اسلام (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، بار دوم، 1992ء)

حیران خٹک،

اقبال اور دعوتِ دین (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2006ء)

خالد الماس،

استقرائی استدلال اور فکر اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 2010ء)

خالد نظیر صوفی،

اقبال درون خانہ (اول) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2008ء)

اقبال درونِ خانہ (حیات اقبال کا خانگی پہلو) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2003ء)

خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ترجمہ: قلب الدین،

اسلام کا نظریۂ حیات (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، نومبر 2007ء)

خلیل احمد خلیلی/ مترجم: ببرک لودھی،

افغانستان اور اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 2003ء)

رشید حسن خان،

ادبی تحقیق (مسائل اور تجزیہ) (لاہور: فیصل ناشران کتب، باراول، نومبر 2003ء)

رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر،

اقبال کا تصورِ زمان و مکان اور دوسرے مضامین (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، باردوم، جون 2002ء)

رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،

اقبالیات۔ تفہیم و تجزیہ (لاہور: اقبال اکادمی، 2004ء)

اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، باردوم، مارچ 1993ء)

تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بارسوم، 2010ء)

خطوطِ اقبال، (لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، 1976ء)

کتابیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1977ء)

۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)

۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، (لاہور: باراول، 1988ء)

رفیق خاور،

اقبال کا فارسی کلام۔۔۔۔ایک مطالعہ (لاہور: بزم اقبال، باراول، جولائی 1988ء)

سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر،

اقبال کے مُشبہ بہ و مستعار منہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، 1985ء)

سعید احمد اکبرآبادی،

خطباتِ اقبال پر ایک نظر، (لاہور: اقبال اکادمی، 1987ء)

سعید احمد رفیق،

اقبال اور نظریۂ اخلاق (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2009ء)

سلطان محمود حسین، ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔ حیات و افکار (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 1981ء)

سلیم اختر، ڈاکٹر،

علامہ اقبال۔ حیات، فکر و فن (۱۰۱ مقالات) (لاہور: سنگِ میل پبلشرز، 2003ء)

سہیل بخاری، ڈاکٹر،

اقبال، ایک صوفی شاعر (کراچی: مکتبہ اسلوب، سن ندارد)
سید نذیر نیازی،
اقبال کے حضور (نشستیں اور گفتگوئیں) (لاہور: اقبال اکادمی، بار چہارم، 2007ء)
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،
تحفہ اثنا عشریہ، (کراچی: نور محمد کتب خانہ، آرام باغ)
شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر،
اقبالیات، درسی کتب میں (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 1993ء)
اقبال دوستی (اسلام آباد: پورب اکادمی، باراول، 2009ء)
شاہدہ رسول،
اقبال کا تصورِ کشف (تشکیل جدید کی روشنی میں)، (اسلام آباد؛ مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، باراول، 2012ء)
شاہدہ یوسف، پروفیسر،
اقبال کا شعری و فکری مطالعہ، (لاہور: نظریہ پاکستان اکادمی، 1999ء)
شبلی نعمانی،
شعر العجم (حصہ دوم) (انڈیا: مطبع معارف اعظم گڑھ، 1988ء)
کلیات فارسی شبلی نعمانی، مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح از ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، باراول، 1977ء)
شہزاد احمد،
اسلامی فکر کی نئی تشکیل (خطبات اقبال)، (لاہور: مکتبہ خلیل، جنوری 2005ء)
صادق علی، ڈاکٹر سید،
اقبال کے شعری اسالیب کا ایک جائزہ (لاہور: نازش بک سنٹر، 1999ء)
صغریٰ، ڈاکٹر،
اقبال۔۔۔۔ ایک مردِ مومن (لاہور: مجلسِ دانشوراں، سن ندارد)
صفدر رشید،
مرتب: فنِ ترجمہ کاری (مباحث) (اسلام آباد: پورب اکادمی، باراول، مارچ 2015ء)
طالب حسین سیال، ڈاکٹر
تصوف اور عمرانی مسائل، اقبال کی نظر میں، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، 2012ء)
عابد علی عابد، سید
تلمیحاتِ اقبال، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)
شعرِ اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)
عالم خوندمیری، پروفیسر،
اقبال: انسانی تقدیر اور وقت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2010ء)
عباد اللہ اختر، خواجہ،

اسلام میں حریت، مساوات اور اخوت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، بار دوم، 2010ء)
عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر،
اقبالیاتِ خلیفہ عبدالحکیم، مرتبہ: شاہد حسین رزاقی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1998ء)
تلخیص خطباتِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ب ن، جون 1988ء)
حکمتِ رومی (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1997ء)
فکر اقبال (لاہور: بزم اقبال، بار ہشتم، نومبر 2005ء)
عبدالحمید کمالی،
اقبال اور اساسی اسلامی وجدان (لاہور: بزمِ اقبال، 1997ء)
عبدالرشید، میاں،
ترجمہ کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول، 1992ء)
عبدالسلام ندوی، مولانا،
اقبالِ کامل (لاہور: الفیصل ناشران کتب، فروری 2008ء)
عبدالشکور احسن، ڈاکٹر،
اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)
عبدالعلیم صدیقی
تقابلی جائزے، (لاہور: مکتبہ عالیہ، بار اول 1979ء)
عبدالغنی، ڈاکٹر،
اقبال اور عالمی ادب (بھارت: گیا، کریسنٹ پبلی کیشنز، 1982ء)
اقبال کا نظام فن (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1985ء)
عبدالواحد، سید، نعیم اللہ ملک،
اقبال فکر اور فن (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، بار اول، نومبر 2008ء)
عشرت حسن انور، مترجم: شمس الدین،
اقبال کی مابعد الطبیعات، مترجمہ: ڈاکٹر شمس الدین صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)
اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین (لاہور: بزم اقبال، 1989ء)
عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض و میاں بشیر احمد،
''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار دوم، 1985ء)
علی خامنہ ای، سید، ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی،
اقبال صاحب افکار جاوداں (لاہور: وکٹری بک بنک، 2008ء)
علی شریعتی، ڈاکٹر،
علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی (لاہور: فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، بار اول، 1994ء)
علی گیلانی، سید،
اِقبال رُوحِ دین کا شناسا (لاہور: منشورات، ملتان روڈ، نومبر 2009ء)

غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر،
اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء (لاہور: بزمِ اقبال، باراول، اکتوبر 1998ء)
اقبال ایک مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی، 1987ء)
غلام مصطفٰے، ڈاکٹر،
اقبال اور قرآن (لاہور: اقبال اکادمی، 1988ء)
فتح محمد ملک،
اقبال کے سیاسی تصورات (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، 2013ء)
فرمان فتح پوری، ڈاکٹر،
اقبال سب کے لیے (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، باراول، 1998ء)
کرم حیدری، پروفیسر،
داستانِ مری (راولپنڈی: مکتبہ المحمود، ۹۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن، بارسوم، 1978ء)
کلیم الدین احمد،
اقبال، ایک مطالعہ، (بھارت: کتاب منزل، سبز باغ، پٹنہ۴، باراول، جولائی 1979ء)
کنیز فاطمہ یوسف، ڈاکٹر،
اقبال اور عصری مسائل (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2005ء)
محمد آصف اعوان، ڈاکٹر،
اقبال کا تصورِ ارتقاء (لاہور: بزم اقبال، مارچ 2008ء)
اقبال کا نورِ بصیرت (فیصل آباد: شمع بکس بھوانہ بازار، 2014ء)
اقبال کا تیسرا خطبہ... تحقیقی وتوضیحی مطالعہ (لاہور: بزم اقبال، اپریل 2010ء)
اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015ء)
محمد احمد غازی، ڈاکٹر،
اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی تقاضے (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، 2001ء)
محمد اسحاق بھٹی،
برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، باردوم، 2010ء)
فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، باراول، 1978ء)
محمد اکرم اکرام، سید، ڈاکٹر،
مدون: آثار الاولیاء (لاہور: مسند حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ پنجاب یونیورسٹی، باراول، 2000ء)
مدون: آثار العلماء (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2016ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد اول، الف تاث (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باردوم، 2016ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد دوم، ج تاظ (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2010ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد سوم، ع تای (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2014ء)
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

اقبال کے نثری افکار، مرتبہ: عبدالغفار شکیل (دہلی: انجمن ترقی اردو، بار اول، 1977ء)
اقبال نامہ (حصہ اول)، مرتبہ: شیخ عطاءاللہ (دہلی: شیخ اشرف، بار اول، 1945ء)
اقبال نامہ (حصہ دوم)، مرتبہ: شیخ عطاءاللہ (دہلی: شیخ اشرف، بار اول، 1951ء)
انوارِ اقبال، مرتبہ: بشیر احمد ڈار (کراچی: اقبال اکادمی، بار اول، 1967ء)
اوراقِ گم گشتہ، مرتبہ: رحیم بخش شاہین (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1975ء)
تاریخ تصوف، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، بار اول، مارچ 1985ء)
تجدیدِ فکریاتِ اسلام، مترجمہ: ڈاکٹر وحید عشرت (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 2002ء)
تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (لاہور: بزمِ اقبال، ب ن، جنوری 2010ء)
حرفِ اقبال، ترتیب و ترجمہ: لطیف احمد خان شروانی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، اگست 1984ء)
حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، مرتبہ: محمد حمزہ فاروقی (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامیہ، 1988ء)
خطوطِ اقبال، مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی (لاہور: خیابانِ ادب، 1976ء)
شذراتِ فکرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار دوم، مئی 1983ء)
علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2015ء)
علم الاقتصاد، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2004ء)
فلسفہ عجم، مترجم: میر حسن الدین (جہلم: بک کارنر، 2013ء)
فلسفہ عجم، مترجم: میر حسن الدین (حیدرآباد دکن: نفیس اکیڈمی، بار چہارم، دسمبر 1946ء)
کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار پنجم، مارچ 1982ء)
کلیاتِ اقبال فارسی (سلیس اردو ترجمہ) (جلد دوم)، مترجم: میاں عبدالرشید (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول 1994ء)
کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد اول)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1989ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد دوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد سوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد چہارم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1995ء)
مضامینِ اقبال، مرتبہ: تصدق حسین تاج (حیدرآباد دکن: احمدیہ پریس، 1943ء)
مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1995ء)
مکاتیبِ اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خان (لاہور: بزمِ اقبال، 1954ء)
مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی (لاہور: اقبال اکادمی، 1957ء)
ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (فیصل آباد: جاوید پبلشرز، بار اول، جولائی 1989ء)
ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر 1994ء)
ملفوظاتِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء

تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند (جلد اول، دوم)، (لاہور: پروگیسو بکس، اردو بازار، 2013ء)
محمد اکرام چغتائی،
اقبال اور گوئٹے (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 2001ء)
محمد اکرم، شیخ،
رودِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ب ن، 2013ء)
محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،
اقبال دشمنی ایک مطالعہ (کتاب)، (لاہور: جنگ پبلشرز، بارِ اول، اکتوبر 1993ء)
تصورِ پاکستان (علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ)، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، بار اول، فروری 2004ء)
محمد بن ابی اسحاق،
تعرف (ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، بار اول، 1419ھ/1998ء)
محمد جعفر محجوب،
سبک خراسانی در شعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، بار اول، 1345 ش)
محمد حسن رازی،
اقبال کا نظریہ انقلابِ اسلامی (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، جنوری 2008ء)
اقبال کی پیشین گوئیاں (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، فروری 2011ء)
اقبال کے تصورِ اسلام کا نچوڑ (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، جولائی 2007ء)
محمد حمزہ فاروقی،
اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، جون 1993ء)
محمد رفیع الدین، ڈاکٹر،
اسلام کا نظریہ تعلیم (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، دسمبر 2009ء)
پاکستان کا مستقبل (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1994ء)
حکمتِ اقبال (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1996ء)
قرآن اور علم جدید (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1986ء)
محمد رفیع الدین، ڈاکٹر، محمد مظہر الدین....،
اسلام کی بنیادی حقیقتیں (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 2010ء)
محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ،
اقبالیات چند نئی جہات (لاہور: خزینہ علم و ادب، 2001ء)
محمد سہیل عمر،
خطباتِ اقبال نئے تناظر میں (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)
محمد شریف بقا،
خطباتِ اقبال پر ایک نظر (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ب ن، 1974ء)
موضوعاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2007ء)

اقبال کے شعری موضوعات (حروفِ تہجی کے لحاظ سے) (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، دسمبر 2013ء)
محمد طاہر القادری، ڈاکٹر،
تحفۃ الاقبال فی فضیلۃ العلم والعلماء، (لاہور: منہاج القرآن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بار اول، ستمبر 2007ء)
محمد طاہر فاروقی، پروفیسر،
اقبال کا کلام قرآنِ حکیم کی روشنی میں (پشاور: شعبہ اردو، پشاور یونیورسٹی، اکتوبر 1977ء)
اقبال اور محبت رسول ﷺ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ہفتم، 2008ء)
محمد عبداللہ، سید، ڈاکٹر،
متعلقاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1977ء)
مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ (لاہور: بزمِ اقبال، 1984ء)
مسائلِ اقبال (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 1974ء)
محمد عثمان، پروفیسر شیخ،
حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور اور دوسرے مضامین (لاہور: مکتبہ جدید، 1975ء)
فکر اسلامی کی تشکیل نو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن 2011ء)
محمد فرمان، پروفیسر،
اقبال اور تصوف (لاہور: بزم اقبال، بار چہارم، ستمبر 2000ء)
محمد منور، پروفیسر،
ایقانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)
برہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)
میزانِ اقبال (لاہور: یونیورسٹی بک ڈپو، 1972ء)
قرطاسِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)
محمد یوسف خاں سلیم چشتی، پروفیسر،
اقبال اور پیام حریت (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، جون 1944ء)
معین الرحمن، سید، ڈاکٹر،
جامعات میں اقبال کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1977ء)
جہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1997ء)
اقبال اور جدید دنیائے اسلام (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، 1986ء)
ملک حسن اختر، پروفیسر ڈاکٹر،
''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، 1996ء)
میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،
مشارب الاذواق، اردو ترجمہ و تحقیق: غلام حسن حسنو (گلگت بلتستان: خپلو و ضلع گانچھے، ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر، ب ن، س ن)
نثار احمد قریشی، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری و دیگر،
علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ-I، کوڈ: ۵۶۱۳، (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، 2015ء)

نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی ودیگر،
''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ-II، کورس کوڈ ۵۶۱۴ (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار پنجم، 2015ء)

نذیر احمد، پروفیسر،
اقبال کے صنائع بدائع (لاہور: آئینہ ادب، بار اول، 1966ء)
تشبیہات اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)

نذیر نیازی، سید،
اقبال کے حضور میں (کراچی: اقبال اکادمی، 1971ء)
دانائے راز (لاہور: اقبال اکادمی، 1979ء)
اقبالیاتِ نذیر نیازی، مرتبہ: عبداللہ ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

وحید عشرت، ڈاکٹر،
اقبال ۸۵ (لاہور: اقبال اکادمی، 1989ء)
اقبال ۸۶ (لاہور: اقبال اکادمی، 1990ء)

وحید عشرت، ڈاکٹر، رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد سہیل عمر (مرتبین)
اقبالیات کے سو سال (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 2002ء)

وحید قریشی، ڈاکٹر،
اساسیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2003ء)
منتخب مقالاتِ اقبال ریویو (لاہور: اقبال اکادمی، 1982ء)

وزیر آغا، ڈاکٹر
تصوراتِ عشق و خرد (اقبال کی نظر میں)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار پنجم، 2008ء)

وزیر الحسن عابدی، سید،
اقبال کے شعری مآخذ مثنوی رومی میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، نومبر 1997ء)

ہارون الرشید تبسم،
ڈاکٹر محمد ایوب صابر بطور اقبال شناس، (جہلم: بک کارنر، بار اول، 2015ء)
جہانِ اقبال (جہلم: جہلم بک کارنر، بار اول، 2015ء)

یوسف سلیم چشتی،
اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن)
شرح ارمغانِ حجاز فارسی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1955ء)
شرح اسرارِ خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1954ء)
شرح جاوید نامہ، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1961ء)
شرح رموزِ بے خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)
شرح زبورِ عجم، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)
شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1982ء)

مقالاتِ یوسف سلیم چشتی، مرتبہ: اختر النساء (لاہور: بزمِ اقبال، 1999ء)

یوسف حسین خان، ڈاکٹر،

روحِ اقبال (لاہور: القمر انٹر پرائزز، 1996ء)

(اردو مقالات و مضامین مشمولہ مجلّات و رسائل)

ابوبکر صدیقی،

''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

اختر جعفری، ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 1986ء)

ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر،

اشعارِ عقیدت، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی 1997ء)

افتخار احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،

مقدمہ، مشمولہ: شذراتِ فکرِ اقبال، علامہ محمد اقبال، مرتب: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار دوم، مئی 1983ء)

انوار الحق

''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' (تبصرہ)، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۵، شمارہ ۳ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر 1985ء)

جگن ناتھ آزاد،

''اقبال کی اردو شاعری''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

حسین ابن منصور حلاج،

''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ اقبال ریویو، جلد ۱۹، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی 1978ء)

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)

''اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

رشید حسن خاں،

کلامِ اقبال کی تدوین، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2010ء)

رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،

ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹، شمارہ ۵ (کراچی: انجمن ترقی اردو، مئی 1997ء)

ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد ۶۳، شمارہ ۱-۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر 2016ء)

کلامِ اقبال کی معیاری تدوین واشاعت، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم وتجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید،

''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں.....''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر

'' کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر،

''حیران کن توانائی''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

شمیم صبائی متھراوی،

قطعہ تاریخ وفات: آہ مرگِ ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''اخبار اردو''، (اسلام آباد: جنوری۔فروری 1995ء)

ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، ایران، جولائی تا ستمبر 2015ء)

صابر آفاقی، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

عبدالرشید فاضل، پروفیسر،

''پیش لفظ''، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، 1977ء)

عبدالرشید، شیخ،

پیش گفتار، مشمولہ: شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی (فارسی)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض

غلام حسن حسنو،

'بلتستان میں شاہ ہمدان کے گوناگوں آثار''، مشمولہ: ''مجموعہ مقالات اردو وانگریزی میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس''، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور کرسی فردوسی پنجاب یونیورسٹی؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول 2016ء)

کرم حیدری، پروفیسر،

''اقبال داعی اسلام''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

مسلم فرقہ..... ایک عمرانی مطالعہ، مشمولہ: 'علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''

ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بار اقبال، نومبر 1994ء)

محمد انور مسعود،

''اقبال کا پیغام'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر،
بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
محمد رضا مرندی، آقائی،
''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
محمد عثمان، پروفیسر شیخ،
''اقبال اور اسلامی ثقافت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
محمد منور، پروفیسر مرزا،
''اقبال، صاحبِ یقین''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
محمود رضا مرندی، آقائی،
''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
محمود الرحمٰن، ڈاکٹر،
''ڈاکٹر محمد ریاض...... چند یادیں، چند باتیں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
مرزا رفیق بیگ،
''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
معین الدین عقیل، ڈاکٹر،
دنیائے اسلام میں اشتراکیت کا مسئلہ اور اقبال، مشمولہ: اقبال 1984ء
مقبول الٰہی،
''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
نثار احمد قریشی، ڈاکٹر،
''خوشبو کی ہجرت''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،
ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر،
''میرے محترم رفیقِ کار..... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
وحید الزمان، ڈاکٹر،
''اقبال اور تصور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
وحید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر،
''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
ہارون الرشید تبسم،
مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت، 25 اپریل 1992ء)

(فارسی کتابیں)

جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)،

مثنوی معنوی، ۶ دفتر (تہران: کلالہ خاور، ۱۳۱۶)

مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، (استانبول؛ حق تکثیر، ثبات 1356)

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ،

گلستان، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ 1960ء)

صادق رضازادہ شفق، دکتر

تاریخ ادبیات در ایران (جلد اول) (تہران: 1352ھ)

تاریخ ادبیات در ایران (جلد دوم) (تہران: 1353ھ)

علی شریعتی، ڈاکٹر،

مصلح قرنِ آخر (فارسی متن) (سری نگر: اقبال انسٹیٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، 1982ء)

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

کلیاتِ اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بارنہم، 1985ء)

محمد بن ابی اسحاق،

التعرّف لمذھب اٗھل التصوف، (بیروت: دارالکتب العلمیہ)

محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،

فارسی پاکستان ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات، ب ن، 1977ء)

میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،

مشارب الاذواق، تدوین وتصحیح ومقدمہ: محمد خواجوی (ایران: مولیٰ، خیابانِ انقلاب، تہران، باراول، 1983/1362ء)

یوسف الرضاوی، ابومسعود اظہر

تعلیم کی اہمیت، (لاہور: اسلام بک ڈپو، اکتوبر 1998ء)

(فارسی مقالات ومضامین مشمولہ مجلّات ورسائل)

حمیرا شہباز،

''جایگاہ میر سید علی ہمدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر

رسولی،

محمد ریاض خان، مشمولہ: دانشنامۂ ادب فارسی، جلد ۴ (ایران: وزارت فرہنگ، باراول، تابستان، 2001ء)

رضا شعبانی،

سخن مدیر، مشمولہ: احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (باشش رسالہ ازدی)، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان

، باردوم، 1991ء)

سید محمد اکرم اکرام،

''سید علی ھمدانی و علامہ اقبال در راہ کشمیر'' (فارسی مقالہ) مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول، 2016ء)

شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر،

افکار و تعلیمات عرفانی شاہ ھمدان در آیینہ ''ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: خانہ فرہنگ ایران: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، باراول، 1395ھش/2016م)

عارف نوشاہی، ڈاکٹر،

''پژوھش ھایی در بارہ میر سید علی ھمدانی در پاکستان و مساعی دکتر محمد ریاض در این موضوع''، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول 2016ء)

محمد امین داراب کشمیری،

فارسی کلام، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۰، اشاعت اردیبھشت 1349

محمد ایوب، شیخ،

نوای فردا، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض

محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،

قطعہ مادہ تاریخ، مشمولہ، ریاض

محمد صابر،

''جایگاہ میر سید علی ھمدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)

(عربی کتابیں)

محمد بن ابی اسحاق،

التعرّف لمذھب أھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)

(غیر مطبوعہ اردو تحقیقی مقالے)

ارشاد احمد شاکر،

اقبال اور دو قومی نظریہ، فنون اقبال کی روشنی میں، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1990ء)

اے کیو نوید کیانی،

''پیام مشرق کے اردو اور انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ'' (مقالہ ایم فل اقبالیات) نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد:

شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1994ء)

خالد اقبال یاسر،

معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)

سعیدہ مہتاب،

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1999ء)

سلیم اللہ شاہ،

Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2002ء)

شمیم اختر،

ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

ظہور احمد،

اقبال اور سیاسیات کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1995ء)

گل زرینہ آفتاب،

بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد اکرم،

علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں)، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،

اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب) (مقالہ ایم فل)، نگران: ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1991ء)

محمد حمید کھوکھر،

''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1993ء)

محمد عرفان،

اقبال اور کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)

مسرت پروین نیلم،

اردو شعراء اور اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن

یونیورسٹی، اسلام آباد، 1994ء)

ہارون الرشید تبسم،

اقبال بحیثیت ادبی نقاد، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

English Books

Ishrat Hasan, Dr.

Meta Physics of Iqbal, (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1991)

Jamila Khatoon, Dr.

The Place of God, Man and Universe in the Philosophical System of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1997)

Mansur Al-Hallaj,

"The Tawasin", Translated By: Aisha Abd ur Rehman

Mohammad Iqbal, Dr. Allama,

"Letters and Writings of Iqbal", Ed: Bashir Ahmad Dar, (Lahore: Iqbal Academy, 1967)

"Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and Edited by: Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy, 6th Edition 2015)

"Stray Reflections", Edited by: Dr. Javaid Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012 A.D)

"The Development of Metaphysics in Persia", (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2004)

"The Reconstruction of Religious Thought in Islam", (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1999)

"Thoughts and Reflections of Iqbal", Ed: Syed Abdul Wahid (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1992)

Mohammad Munawwar, Dr.

Dimensions of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1987)

Iqbal and Quranic Wisdom, (Lahore: Iqbal Academy, 2001)

Iqbal: Poet Philosopher of Islam, (Lahore: Iqbal Academy, 1993)

English Articles

A Schimmel,

"Iqbal and Sufism", Included: "تقاریر یادِ اقبال"(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

A.K. Brohi,

"Iqbal's Philosophy", Included:"تقاریر یادِ اقبال"(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

(تحقیقی کتب)

اعجاز راہی، (مرتب)

تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، 1986ء)

ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر،

اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلد اول) (اسلام آباد: ورڈ ویژن پبلشرز بلیو ایریا، بار چہارم، 2001ء)

اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلد دوم) (اسلام آباد: ورڈ ویژن پبلشرز بلیو ایریا، بار چہارم، 2001ء)

تبسم کاشمیری، ڈاکٹر،

ادبی تحقیق کے اصُول (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1996ء)

تنویر احمد علوی، ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق و ترتیب متن (لاہور: سنگت پبلی کیشنز، سن ندارد)

خالد ندیم، پروفیسر،

اصول تحقیق و تدوین (لاہور: عبداللہ برادرز، سن ندارد)

خالق داد ملک، پروفیسر ڈاکٹر

تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، (لاہور: آزاد بک ڈپو، اردو بازار، بار سوم، جنوری 2015ء)

ظفر الاسلام خان، ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق (اسلام آباد: پورب اکادمی، بار اول فروری 2015ء)

عبدالحمید خان عباسی، پروفیسر ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، فروری 2015ء)

گیان چند، ڈاکٹر

تحقیق کا فن، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار سوم، 2007ء)

محمد باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر،

اسلامی اصولِ تحقیق (لاہور: ادبیات، رحمٰن مارکیٹ، اردو بازار، بار دوم مئی 2015ء)

محمد عارف، پروفیسر

تحقیقی مقالہ نگاری (طریق کار)، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی 1999ء)

محمد وسیم انجم، ڈاکٹر،

اقبالیاتی تحقیق (راولپنڈی: انجم پبلشرز کمال آباد ۳، سال اشاعت 2007ء)

(اقبالیات کے اشاریے)

اختر النساء،

اشاریہ سہ ماہی اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1994ء)

اشاریہ اقبالیات (لاہور: اقبال اکادمی، 1998ء)
داؤد عسکر،
جوئے شیر (کراچی: رشید اینڈ سنز، 1979ء)
زبیدہ بیگم،
اشاریہ کلام اقبال (کلیاتِ فارسی) (لاہور: بزم اقبال، بار اول مئی 1996ء)
زمرد محمود، محمود الحسن،
اقبالیات کا موضوعاتی تجزئی اشاریہ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
شہزاد احمد،
اشاریہ مجلّہ صحیفہ (۱۹۵۷ء تا ۲۰۰۷ء)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ستمبر 2009ء)
صابر کلوروی،
اشاریۂ مکاتیبِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، جنوری 1984ء)
عبد الطیف خان نقشبندی،
مجلسِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1999ء)
قمر عباس،
اشاریہ مضامین اقبال شناسی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)
محمد یونس حسرت،
کلیدِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)
یاسمین رفیق،
اشاریہ کلامِ اقبال اردو (لاہور: اقبال اکادمی، 2001ء)

(دستاویزات)

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،
پرسنل فائل (فہرست کتب ومقالات، ریکارڈ متعلق ملازمت اور تعلیم) مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)
ذاتی کاغذات، دستاویزات (ڈومی سائل، تعلیمی سندات (پنجم، مڈل، میٹرک، انٹرمیڈیٹ، منشی فاضل فارسی)، ڈگریز (بی اے، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، پی ایچ ڈی) مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)

(انٹرویوز)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد اکرم (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات)
ڈاکٹر سید اکرم اکرامؔ، صدر شعبہ اقبالیات، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور

طارق جاوید قریشی (سابق پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض)

سید مرتضیٰ موسوی (سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال'')

حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض

آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

پروفیسر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان (چیئرمین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی)

ڈاکٹر مسرت پروین نیلم (سابق پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، اسلام آباد)

پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (صدر شعبہ اردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج، نیو لالہ زار، راولپنڈی)

پروفیسر منیر احمد یزدانی (صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ، میر پور، آزاد کشمیر)

پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی

Online Resources

audiolib.is/262_گلشن_راز_شیخ_محمود_شبستری (گلشن راز کی آڈیو ریکارڈنگ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے)

ganjoor.net/shabestari/golshaneraza/sh?/ (گلشن راز (فارسی) کا متن دیکھنے کے لیے)

http://adabiatkade.rozblog.com/post/47

https://fa.wikipedia.org/wiki/شیخ_محمود_شبستری (Persian Wikipedia)

https://fa.wikipedia.org/wiki/Muhmoud_Shabestari(English Wikipedia)

https://rekhta.org/Search/All?lang=3&q=امیر%20خسرو

https://rekhta.org/ebooks/مکتوبات وخطباتِ رومی

https://rekhta.org/ebooks/ameer-khusro-debacha-e-deewan-e-ghurratul-

https://ur.wikipedia.org/wiki/کلیم_الدین_احمد

https://www.bazmeurdu.net/

https://www.hamariweb.com/articles.aspx?id=74847

https://www.rekhta.org/

kamal-ebooks?lang=Ur

ketabnak.com/book/48205/مشارب-الاذواق

ketabnak.com/book/6266/مجالس-سبعہ

ketabnak.com/book/71414/مکتوب-مولانا-جلال-الدین#versions

wikifeqh.ir/سراج الدین- آرزو

www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html

www.google.com.pk/search/?q=مشارب+الاذواق&rlz

www.iqbalcyberlibrary.net/txt/3470.txt

www.shariatihome.com

www.sufibook.com/portfolio-items/II/?lang=ur (اردو بک)
www.takbook.com/217595-literature-ebook/دانلود- کتاب- مشارب-الاذواق/
www.urduencyclopedia.org/general/index.php?title=سراج-الدین-علی-خان-آرزو
http://dictionary.abadis.ir/?LnType=dehkhoda,fatofa,moeen,amid&Word=آمد

(لغات)

اردو

علی حسن، پروفیسر، محمد ظہور الحسن، جاوید حسین

آئینہ اُردو لغات (لاہور: خالد بک ڈپو، ۴۰۔اردو بازار، باراول، 2000ء)

عبدالحق، ڈاکٹر مولوی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، فرمان فتح پوری، نسیم امروہی و دیگراں،

اردو لغت، جلد۲ (الف ممدُودہ، ب) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، دسمبر 1979ء)

اردو لغت، جلد۵ (تحریری تا تھیئٹر) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، 1983ء)

اردو لغت، جلد۶ (ٹ تا جہاں گرد) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، 1984ء)

اردو لغت، جلد۷ (جہاں گردی (ج) تا چھ) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، جون 1986ء)

اردو لغت، جلد۸ (ح، خ، 'د' تا 'دانا') (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، دسمبر 1987ء)

اردو لغت، جلد۹ (دانا تا دھ، دَھنگ نِکلنا) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، دسمبر 1988ء)

اردو لغت، جلد۱۰ (دھنک، ڈ، ڈھ، رتا ریہو) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، جنوری 1990ء)

اردو لغت، جلد۱۱ (رھ، ڑ، ڑھ، ز، ژ، س تا سَن) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، مئی 1990ء)

اردو لغت، جلد۱۳ (ض، ط، ظ، ع، غ، ف تا فکر) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، جنوری 2008ء)

اردو لغت، جلد۱۷ (لوگن تا لھیسنا، م تا مستزادہ) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، نیا ایڈیشن، دسمبر 2008ء)

اردو لغت، جلد۱۸ (مستعار تا منہ) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، جون 2002ء)

اردو لغت، جلد۲۱ (و تا ہزارہا) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، مارچ 2007ء)

اردو لغت، جلد۲۲ (ہزاری تا ییئی) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، 2010ء)

نسیم امروہوی،

فرہنگِ اقبال (فارسی)، (لاہور: اظہار سنز، ۱۹۔اردو بازار، باراول، 1989ء)

English:

Rashid Ahmad,

Popular Oriental Practical Dictionary (Lahore: Oriental Book Society, Ganpat Road)

A.S. Hornby

Oxford Advanced Learner's Dictionary (London: Oxford University Press, Fifth

Edition, 1995)

(انسائیکلوپیڈیا)

اردو

سید قاسم محمود

انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا (کراچی: شاہد بک فاؤنڈیشن، 2003ء)

English:

The New Encyclopedia Britannica (London: William Benlon, 1973)

ڈاکٹر محمود علی انجم

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ اس وقت کے مشہور معلم، نقاد، دانشور، ماہرِ زبان وادب ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبے کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔ انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات ونظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبے میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔ انہوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سے تحقیقی مقالے لکھے اور پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کیے۔ ان کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔ انہوں نے مختلف اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات پر اردو، انگریزی اور فارسی میں کتب لکھیں، مقالات ومضامین تحریر کیے اور تراجم بھی کیے۔ ان کی تحریر کردہ تصانیف، تالیفات اور تراجمِ کتب کی تعداد چالیس (۴۰) کے قریب اور مقالات ومضامین کی تعداد قریباً چار صد (۴۰۰) ہے۔ اُن کی اِن وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین بار شائع ہوئیں۔ ان کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا شمار ان چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے اور اردو وفارسی زبان وادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب میں ان کی فکری اور علمی وادبی خدمات کی اہمیت اور ان کی افادیت کے پیشِ نظر راقم الحروف نے پی ایچ ڈی کی سطح پر ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات (مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی وتنقیدی جائزہ)'' کے عنوان سے ان کی علمی وادبی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا ہے جو زیرِ نظر کتاب ''ریاضِ اقبال'' کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق اور سند کے ساتھ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر بہت سی شخصیات کی حیات اور علمی وادبی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے بہت سے منفرد اور اہم موضوعات پر نہایت اہم نگارشات رقم کی ہیں اور تحقیق کے نئے در وا کیے ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر پروفیسر محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار کا تحقیقی جائزہ پیش کرنے کے علاوہ بہت سے ایسے موضوعات کی نشاندہی کی گئی جن پر اردو، فارسی، اسلامیات اور اقبالیات کے مضامین میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے لکھے جا سکتے ہیں۔ یہ مقالہ چالیس کے قریب کتب اور چار سو (۴۰۰) کے قریب مقالات ومضامین کی 'تلخیص'، 'مرکزی خیال'، 'حاصلِ مطالعہ'، 'حاصلِ تحقیق' اور بہت سے تحقیق طلب امور کی نشاندہی پر مشتمل ہے۔ ہر سطح کے سکالر، محقق، معلم اور متعلم کے لیے اس میں بہت کچھ موجود ہے۔

طالبِ دعا:- ڈاکٹر محمود علی انجم